تاریخِ ہندوستان

سلطنتِ اسلامیہ کا بیان

جلد ششم - ہفتم

مصنفہ
خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی مرحوم

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

3195

954.022 Zaka Ullah, Maulvi Mohammad
Tareekh-e-Hindustan: Sultanat-e-Islamia ka biyan. Lahore:
Sang-e-Meel Publications, 1998.
1. Jilid 868p.
1. Hisdustan — Tareekh. 2. Tareekh— Hindustan — Islami 'Ehad.
1. Title. Islami 'Ehad.

1998

نیاز احمد نے
سنگِ میل پبلی کیشنز
سے شائع کی۔

قیمت ۷۵۰/۰۰ روپے

ISBN 969 - 35 - 0788 - 6

سنگِ میل پبلی کیشنز
چوک اُردو بازار، لاہور فون: 7667970
شوروم: 25 - شاہراہِ پاکستان (اوورسیز) لاہور
PHONES: 7220100 - 7228143 FAX: 7245101
Email lhr01660 @ paknet1.ptc.pk
http://www.sang-e-meel.com

کمپائن پرنٹرز، لاہور

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

جس میں

شہنشاہ ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابوں سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر حبر العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی مرحوم

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

مطبع اسٹی ٹیوٹ واقع علی گڑھ میں طبع ہوئی

(جملہ حقوق بحق بک ڈپو کالج علی گڈھ محفوظ ہیں)

فہرست مضامین کارنامۂ جہانگیری

	مضمون	صفحہ
۲	واقعات روز ولادت سے روز	۱۳
	ورنگ نشینی تک صفحہ ۲ سے ۴۷ تک	۱۳
۳	شاہزادہ کی تعلیم وازدواج واولاد۔	۱۴
۴	شاہزادہ کا مہم رانا میں جانا۔	۱۸
۵	مہم رانا سے شاہزادہ کا بغاوت کرنا اور الہ آباد جانا۔	۱۸
۶	شہزادہ کا الہ آباد سے آنا اور اٹاوہ سے پھر جانا	۱۹
۷	شیخ ابوالفضل کا کشتہ ہونا۔	۲۱
۸	باپ بیٹوں کا ملاپ	۲۲
۹	بادشاہ کا شاہزادہ کو مہم رانا میں سرزکرنا اور پھر اوس کا الہ آباد جانا۔	۲۳
۱۰	والدہ سلطان خسرو کھرنا اور عبدالله خاں کا بادشاہ پاس جانا۔	۲۴
	جہانگیر کے حکم سے ایک آدمی کا زندہ کھال کھچوانا	۲۵
	دوسرے کا آختہ کرنا۔	۲۵
	بیٹے کے سمجھانے کے لئے الہ آباد کا	۲۶
	شاہزادہ سلیم کا باپ کی خدمت میں آنا	۲۶
	تخت نشینی کے وقت ہند	۲۷
	زنجیر عدل۔	۳۸
	دوازدہ احکام متعلقہ۔	۳۸
	حوض شاہ طہماسپ۔	۳۸
	قیدیوں کی رہائی اور سکوں۔	۳۸
	مناصب وخطابوں کا ملنا۔	۳۹
	رانا کی گوشمالی کے لئے پرویز کا تعین	۴۱
	التفات کا دینا خطاب ومناصب	۴۲
	پرویز کا رانا پاس پہنچنا اور اقصد کرنا۔	۴۳
	انسرن لکھے نکاح کی بے اعتدالی دیو عام کے صحن میں۔	۴۴
	پنڈتوں کے ساتھ مباحثہ۔	۴۵
	جشن اولین نوروز۔	۴۵
	گجرات میں مظفرخاں کی اولاد کی شورش	۴۶
	خسرو کا بھاگنا سال اول کے جلوس میں اور اوس کے معاملات۔	۴۶

مضمون	صفحہ
کے مددگاروں کو سزا۔	۶۴
رانا۔ دانیال کی اولاد۔	۶۶
ت بزرگ پر دو آدمیوں کا مقرر کرنا۔	۶۹
دں کی سرکشی و سزایابی۔	۷۰
آدم مہم قندھار۔	۷۸
ں کا سفر ۱۰۱۵ھ۔	۷۹
رالامرا۔ قاتل ہندو۔ موتش پران۔	۸۲
قحات بابری۔ شاہزادہ خسرو۔	
یر افگن خاں شوہر نورجہاں کا مرنا۔	۸۵
روز سوم ۱۰۱۶ھ۔ تقسیم۔	
الدین مسعود کو ماں کا محبت سے افیون دینا	۸۸
ت خاں۔ آہو شیردار۔ راجہ مان سنگھ و	۸۹
ن خاناں۔	
خواجہ سرا بنانے کے قاعدہ کی بندی۔	۹۰
کشن سنگھ کی ترقی۔ بادشاہ کا باپ کی قبر پر	
پیادہ پا جانا اور مقبرہ کی تعمیر کی اصلاح	۹۲
عجیب حوض۔	۹۳
تصویر تیمور۔ نوروز چہارم ۱۰۱۷ھ۔	۹۴
مہابت خاں شاہزادہ پرویز عبداللہ خاں	۹۵

ایک بیوہ کا الہ	
معاملات دکن۔	
نوروز ششم ۱۰۲۰ھ۔	
آمین جہانگیر۔ نورجہاں و جہانگیر کا نکاح۔	
فرقہ روشنائی کے سردار احداد کا فساد	
نوروز ہفتم۔ جنگ بنگال۔	
کھمبایت سے جانوروں کا آنا۔ راجہ کمایوں	
دکن میں فوج شاہی کی شکست۔	
بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا پر لشکر کشی	
۱۰۲۲ھ۔	
نہیں نوروز اور رانا کی اطاعت۔	
متفرقات۔ کشن سنگھ شاہزادہ خرم کے	
خالو کا مارا جانا۔	
جشن دہم نوروز ۱۰۲۳ھ شاہزادہ خرم کو	
شراب پلانا و جہانگیر کی بے نوشی کا بیان	
احداد کی فتح۔	
سیاسی مصحف کے ترجمہ کی فرمایش	
شہ نواز خاں کی فتح ملک عنبر پر۔	
ولایت کوکرہ کی فتح اور	
آنا۔	
۱۰۲۴ھ	

صفحہ	مضمون
۹۸	خزانہ شاہی میں چوری اور چور کی دلیری۔
۹۸	بادشاہ کا فرنگستانی رتھ میں اجمیر میں سوار ہونا اور اجمیر کا بیان۔
۹۹	جہانگیر نے جو مالوہ کا حال لکھا ہے۔
۱۰۰	شکار کا بیان اور بادشاہ کے شکاروں کا حساب بارہ برس کی عمر سے پچاس برس کی عمر تک۔
۱۰۳	شاہزادہ پرویز و شاہزادہ خرم و دکن۔
۱۰۳	کوہستان و افغانستان کا فساد۔
۱۰۳	نوروز دوازدہمیں ۱۰۲۶ھ/۱۲
۱۰۴	تنباکو۔
۱۰۵	نورجہاں کا شیروں کا شکار کرنا۔
۱۰۵	دکن کے باب میں عرضداشت شاہزادہ خرم و عادل خاں حاکم بیجاپور۔
۱۰۷	کبوتروں کی نامہ بری۔
۱۰۸	امراء دکن کا عنبر سے ملنا۔
۱۰۸	جہانگیر کا سفر گجرات۔
۱۰۹	کھمبایت کی وجہ تسمیہ۔
۱۱۰	تمغا کھمبایت میں سکہ۔ بوجھ رکھنے کے لئے دیوار وا کرانا۔
۱۱۲	جام گجرات۔ نوروز ہیزدہمیں ۱۰۲۷ھ/۱۳ کا شکار۔
۱۱۳	احمدآباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمدآباد۔
۱۱۵	تبت۔ سکوں پر بارہ برج۔
۱۱۶	بادشاہ کی علالت۔ شاعری، مصوری۔
۱۱۷	کان الماس۔ جہانگیر نامہ۔ سبحان قلی قراول کا قتل۔
۱۱۸	بانار کا ترتیب پانا۔ روزہ افطاری۔
۱۱۹	شراب پینا۔ شکار سے توبہ کرنی۔
۱۲۰	شبیہ خاص جہانگیر عادل خاں والی بیجاپور دریاے مہی کا پل۔ دمدار ستارہ۔
۱۲۱	بادشاہ اور باغبان کی حکایت۔
۱۲۳	راجہ سورج مل کی بغاوت اور قلعہ کانگڑہ پر لشکر کشی۔
۱۲۵	قلعہ نتھنبور۔
۱۲۶	نوروز چہاردہمیں ۱۰۲۹ھ/۱۴
۱۲۷	سڑکوں پر درخت لگانا اور سرایوں بنوانا۔ بادشاہ کا سفر کشمیر کی طرف متوجہ ہونا۔

	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱	گسائیں جدروپ سے دوبارہ ملاقات۔ وزن سیر۔	۱۵۱	فتح کانگڑہ
		۱۵۲	کشمیر کی راہیں۔ کشمیر میں عمارات کا بنوانا
۱۳۰	خسرو۔ بادشاہ کا دہلی میں آنا۔ شیخ عبدالحق دہلوی۔ سفر کا بیان۔	۱۵۳	کشمیر کی راہیں۔ ملک عنبر کا فساد ملک دکن میں۔
۱۳۱	سفر کا بیان۔ عالم خاں و تصویر جنگ شکر میں ہمراہیوں کا کم کرنا۔ میاں شیخ محمد میر	۱۵۴	معاملات دکن۔ شاہجہاں کا دکن بھیجا جانا
		۱۵۵	جشن شانزدہمیں ۱۰۳۹/۱۶ سنہ۔
۱۳۲	بادشاہ نے جو کشمیر کے سفر کی منزلوں کا حال لکھا ہے۔	۱۵۶	جنگ دکن۔
		۱۶۲	جہانگیر کی علالت
۱۳۰	الہ داد کا باغی ہونا۔	۱۶۳	پرویز کا آنا۔ کانگڑہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات۔
۱۳۸	شیخ احمد کا سہرند (سرہند) میں قید ہونا۔		
۱۳۹	اسلام خاں حاکم بنگالہ کا مرنا۔	۱۶۴	اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تحمل
	جشن پانزدہم ۱۰۳۹/۱۵ سنہ سفر کشمیر۔	۱۶۵	قلعہ کانگڑہ۔ خسرو کی وفات۔
۱۴۱	کشتوار کی فتح۔		نوروز ہفت دہمیں ۱۰۳۱/۱۴ سنہ معاملہ قندھار
۱۴۲	حساب مسافت سفر	۱۶۶	معاملات قندھار
	راجہ کشتوار کا بادشاہ پاس آنا۔	۱۶۸	مہم دکن سے شاہجہاں کو قندھار کی مہم کے لئے بلانا۔
۱۴۲	کوس جہانگیری۔		
۱۴	فرقہ نوربخشی۔	۱۶۹	نورجہاں کی جاگیر میں شاہجہاں کا دخل دینا
	فتویٰ علمائے ہندوستان بر کتاب حوطہ نوربخشیہ صفحہ ۱۴۷	۱۷۰	شہریار کا مہم قندھار پر مقرر ہونا۔
		۱۷۱	شاہجہاں کی عرضداشت۔
		۱۷۲	شاہجہاں کے نام حکم دکن سے واپس جانے کا

صفحہ	مضمون
۱۸۳	امیروں کو سزا
۱۸۳	افضل خاں کا شاہجہاں کی طرف سے آنا۔
۱۸۸	مہابت خاں کی تدبیر۔ بادشاہ کا اجمیر جانا پرویز کا شاہجہاں سے لڑنے کے لئے روانہ ہونا۔ عبداللہ خاں وصفی خاں کی لڑائی۔
۱۹۰	سلطان پرویز کے لشکر کا آنا۔ فرنگی منصور کا مارا جانا۔
۱۹۱	خان خاناں کا مقید ہونا۔ مہابت خاں کا خط خان خاناں کے نام۔
۱۹۳	شاہجہاں پچھلی پیٹھ میں ..... نوروز ہمیں ۱۰۳۳ھ ۱۶
۱۹۸	عنبر و عادل خاں پاس عبدالعزیز کا ایلچی بن کے جانا۔
۱۹۹	شاہجہاں کی فتوحات بہار و بنگالہ میں۔
۱۹۰	سوانح دکن۔
۱۹۱	خاں زماں خاں کا پلنگ توش اوزبک پر فتح پانا۔
۱۹۲	سوانح دکھن۔

صفحہ	مضمون
۱۹۵	خان خاناں کا نظر بند ہونا۔ شاہجہاں کی شکست۔
۱۹۹	داراب خاں کا مارا جانا۔
۲۰۰	نوروز بستم ۱۰۳۲ھ شہر کشمیر۔ واقعات دکن و شاہجہاں۔
۲۰۲	شاہجہاں کا صلح چاہنا۔ عبدالرحیم خان خاناں و عبداللہ خاں کا قصور معاف ہونا۔
۲۰۳	اعداد کا سر کٹنا۔
۲۰۴	نوروز بست و یکم ۱۰۳۵ھ ۲۱
۲۰۶	بادشاہ کا مہابت خاں کی قید میں آنا۔
۲۱۰	مہابت خاں سے لڑنے کے لئے نورجہاں کا سوار ہونا
۲۱۲	فدائی خاں کا لڑنا۔
۲۱۳	امرائے شاہی کا متفرق ہونا۔
۲۱۴	بادشاہ اور مہابت خاں کی باتیں۔
۲۱۶	احدیوں اور راجپوتوں کی لڑائی۔
۲۱۷	نورجہاں کی تدابیر بادشاہ کے خلاص کرانے کے باب میں۔
۲۲۱	شاہجہاں ٹٹہ جانا اور وہاں لڑنا۔ شاہجہاں کا دکن جانا۔ شاہزادہ مراد

صفحہ	مضمون
۲۲۳	مہابت خاں۔ دکھن کے واقعات۔
۲۲۴	شاہجہاں کا بالاگھاٹ کا ملک نظام الملک کو سپرد کرنا۔ حمید خاں اور اسکی بیوی
۲۲۵	کرم خاں حاکم بنگالہ اور خان خانان کا مرنا۔
۲۲۶	مہابت خاں کا حال۔ نوروز بست دویم ۱۰۳۶ھ۔
۲۲۷	جہانگیر کا بیمار ہونا اور مرنا۔
۲۲۸	داور بخش کی تخت نشینی۔
۲۲۹	داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا ہونا۔
۲۳۰	شاہجہاں کا آنا۔
	جہانگیر کی سلطنت میں سفارت انگلستان صفحہ ۲۳۲
۲۳۳	سورت میں سرطامس رو کا رہنا
	سرطامس رو کا سفر سورت سے برہانپور تک۔ سرطامس رو کی ملاقات پرویز کے ساتھ۔
۲۳۴	سفر اجمیر۔ سرطامس رو کا دریام لشکر

صفحہ	مضمون
۲۳۶	عہدنامہ کے باب میں دشواریاں۔ واجبات سلطنت سے عوام الناس کا واقف ہونا جشن نوروز۔
۲۳۷	سفیر رو کا جانا۔ عہدنامہ کی مخالفت۔
۲۳۹	ارکین سلطنت کے فساد۔ جہانگیر کا ناخوش گیپ ہونا عورت اور چوڑن کا مارا جانا۔
۲۴۰	اخلاع کا انتظام۔ غسل خانہ میں شراب نوشی۔ طامس رو کے معشوق کی تصویر۔
۲۴۲	ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا زہر دینا محلات شاہی میں خسرو کے برخلاف سازش۔
۲۴۳	جہانگیر کی ملامت۔ حرم سرا میں رونا پیٹنا خسرو کے لئے۔ سرطامس رو کا انگلستان کمپنی کو متنبہ کرنا۔ شاہ ایران کے سفیر کا دربار میں آنا۔
۲۴۴	ظلم شاہی۔
۲۴۵	حرم کا رخصت ہونا۔ جہانگیر کا جھروکوں میں بیٹھنا۔ دربار میں آدمیوں کا جمع ہونا۔ جہانگیر کا شاہانہ سفر۔
۲۴۶	بادشاہ کا لباس اور اس کے ہتیار۔ لشکر

صفحہ	مضمون
۲۴۷	خرگاہ شاہی۔
۲۴۸	امرا کے خیمے و سرا پردے۔ روکی ملاقات میں حرم سے لشکر گاہ کی بسر اوقات۔
۲۴۹	اُجین کا سفر اور گھبراہٹ کا پڑنا۔
۲۵۰	ایران کے سفیر کا رنجیدہ جانا۔ خسرو سے روکی ملاقات۔ تحائف نگارستان کی باب میں بادشاہ کا عتاب۔
۲۵۱	طامس رو کا نفرت زدہ اور مخبر ہونا۔
	جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات صفحہ ۲۶۲
۲۶۲	اکبر و جہانگیر

صفحہ	مضمون
۲۶۳	جہانگیر کے عدل و ظلم کے کام
۲۶۷	ہفتہ کے دنوں کا کام مقرر کرنا۔ شراب و شکار۔
۲۶۸	مصوری و شاعری۔
۲۷۰	خیرات۔
۲۷۱	مذہب۔
۲۷۳	بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور انکے تہواروں کا ماننا اور اور تو ہمات۔
۲۷۴	مظاہر فطرت و مناظر قدرت کی استعداد خداداد۔
۲۷۸	دو توزک جہانگیر۔ بازی گروں کے تماشے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کارنامہ جہانگیری

دیباچہ

دو کتابیں ہیں جو جہانگیر نورالدین بادشاہ سے منسوب کی جاتی ہیں کہ انہیں اپنے واقعات و سوانح عمری خود اُس نے قلم بند کئے ہیں۔ اُن کے نام متعدد یہ مشہور ہیں۔ توزک جہانگیری اقبال نامہ جہانگیری جہانگیر نامہ تاریخ سلیم شاہی واقعات سلیم شاہی یا جہانگیری۔ گو ان دونوں کتابوں میں چند مقدمات مختلف تحریر ہیں مگر دونوں کتابوں میں ضمیر متکلم بیان کے ساتھ اس طرح مستعمل ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہانگیر خود اُن کو لکھ رہا ہے۔ ان میں ایک کتاب وہ توزک جہانگیری ہے جس کو ڈاکٹر سر سید احمد خاں نے ۱۸۶۴ء میں مطبع کرایا ہے اور اُس کے بعض حصوں کا ترجمہ انگریزی میں ڈاکٹر انڈرسن صاحب نے کیا ہے۔ اس توزک میں سترھویں سال جلوس کے اواسط تک جہانگیر نے اپنی فرمانروائی کا حال شرح و بسط کے ساتھ خود اپنے ہاتھ سے رقم کیا ہے اور بعد ازاں اپنے معتمد امیر معتمد خاں کو حکم دیا ہے کہ وہ سلطنت کے حالات کا مسودہ تیار کرے اور مجھ سے اصلاح لے اور بعد اصلاح میری کتاب میں شامل کرے۔ اوائل سال نوزدہم جلوس تک اس طرح واقعات تحریر میں آئے۔ پھر اوائل سال نوزدہم جلوس سے بادشاہ کی وفات تک مرزا ہادی نے معتبر نسخوں کو جمع کر کے ایسے حالات

اخذ کئے اور ایک تتمہ یا تکملہ تالیف کیا۔ اس طرح یہ توزک جہانگیری تالیف ہوئی ہے۔ دوسری کتاب میں پندرہ برس ۱۰۲۹ھ تک سلطنت کا حال زیر قلم ہوا ہے۔ اس کا ترجمہ میجر ڈیوڈ پرائس صاحب نے کیا ہے۔ ان دونوں کتابوں کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں۔ کوئی ان دونوں کتابوں کو ایک بتاتا ہے کوئی اُن کو جدا جدا کتاب اس سبب سے کہتا ہے کہ ان میں مقدمات ایسے مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونوں ایک کتاب نہیں ہوسکتیں کوئی ان دونوں میں ایک کو اصل اور دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور وجوہ اُنکی لکھتا ہے۔ آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا کہ اصل حال کیا ہے۔ سوائے ان دونوں کتابوں کے معتمد خاں کی تصنیف سے اقبال نامہ اور مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خاں برادرزادہ عبداللہ خاں کی تالیف سے مآثر جہانگیری ہے۔ پھر ان کتابوں کے اختلافات کی تحقیقات خافی خاں نے مرزا عابد نام درویش صاحب سے نہایت معتبر اُن کو سمجھکر کی ہے اور اُن کو اپنی تاریخ منتخب اللباب میں لکھا ہے۔ ان کتابوں کے سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف کے وقت زیر نظر رہی ہیں مگر زیادہ تر حالات میں نے دونوں توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں۔ جہاں ان دونوں توزکوں میں اتفاق ہے یا ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہاں میں نے کچھ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا ہے مگر جہاں اختلاف ہے اُس کو بیان کردیا ہے۔ ان دونوں کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے اُسے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ میں نے ان دونوں کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب کو مَیں نے ان پر اضافہ کیا ہے۔

واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کردیا ہے مگر یہاں جہانگیر کی زبان سے ان کا اعادہ کیا ہے۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تھا۔ اس کا غم اُس کے

ل میں رہتا تھا۔ وہ گوشہ نشین درویشوں کی خدمت میں بقاء فرزند کے لئے التجا کرتا تھا۔ اسی دھن
یں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ بروضہ پر وہ گیا اور اُس نے یہ منت مانی کہ اگر
ہ تعالیٰ مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایک سو چالیس کوس ہے از روئے نیاز
یادہ پا جاؤں۔ ان ایام میں کہ میرا باپ جویائے فرزند تھا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حال تھے۔
پنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تھے۔ پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے
ے۔ اُن کے پاس میرا باپ گیا۔ شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کے فرزند ہونگے۔ فرمایا
ر بخشندۂ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا۔ میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے
کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اسکا
حامی اور محافظ بناؤنگا۔ یہ سُنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اُس کو اپنا
فرزند تسلیم کیا۔ میری والدہ کے وضع حمل کے دن قریب آئے تو اُس کو شیخ کے گھر میں بھیجدیا تاکہ میری
ولادت وہاں واقع ہو۔ روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول ۹۶۹ھ کو میں اپنے بھائی کے مرنے کے
آٹھ مہینے بعد پیدا ہوا۔ میرا نام سلطان سلیم رکھا۔ اگرچہ مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم میرا
کبھی لیا ہو۔ وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا۔ موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال کٹی تھی۔
میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کو ردہ کو ایک شہر عظیم
بنادیا۔ کیا اس میں کوہ و جنگل اور دد و دام کے مسکن تھے یا وہ عمارات دل کشا اور باغات پر فضا سے
معمور ہوگیا۔ جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق ۹۷۳ھ میں
باپ نے اُس کو مکتب نشیں کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اس کا معلم اور قطب الدین محمد خاں کو اس کا
اتالیق مقرر کیا اور جب یہ اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا خانخانان اتالیقی پر مقرر
ہوا۔ جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو ۹۸۰ھ میں اُس کو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا
باپ نے مرحمت کیا۔ جب وہ پندرہویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا۔ یہ راجہ
امرائے عظام اکبری میں سے تھا۔ اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تھا۔ اسفندیار مہ ۹۸۳ھ

شہزادہ کی تعلیم و ازدواج و اولاد

نہ دی شریف خاں اپنے ملازم کے ہاتھ فرمان بھیجا۔ اس میں بعد نصائح کے حکم طلب تھا۔ جب یہ فرمان آیا تو اُس نے بادشاہ پاس جانے کا ارادہ کیا مگر پھر اس میں توقف کیا اور شریف خاں کو جانے نہ دیا۔ اُس نے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی کہ شاہزادہ نے اُس کو وکیل السلطنت کر دیا۔ شہنشاہ اکبر نے اس فتنہ خانہ خیز کے دُور کرنے کو اہم جان کر ملک دکن کی فتح سے ہاتھ اُٹھایا گو وہ قریب الفتح تھا۔ اُردی بہشت ۱۰۰۹ھ میں اس ملک کی کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کارروائی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور ۲۰ مرداد ۱۰۰۹ھ کو وہ آگرہ میں آگیا۔

شہزادہ کا اکبرآباد سے الٰہ آباد اور وہاں سے بہار جانا

اِن دُنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبداللہ کو خطاب عبداللہ خانی کا دیا اور ۱۰۱۰ھ میں جب بادشاہ اکبرآباد میں تھا شہزادہ سلیم تیس ہزار سوار لیکر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ اور نامدار ہاتھیوں کو ساتھ لیا اور دارالخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ یہ بتلایا کہ والدماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہوں۔ لیکن دل میں منصوبہ وہ تھا جو سلطنت پر ہوس اور ملک جوئی کو لازم ہے۔ جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو قرۃ العین سے ملنے کی مسرت و اضطراب وحشت و تفرقہ سے بدل گئی اور اُمرا نے نفاق آمیز باتیں ایسی شہنشاہ اکبر سے کہیں کہ اُس کا وہم اور بڑھ گیا۔ جعفر بیگ اصفہان کہ دیوانی کی خدمت رکھتا تھا اور قصبہ اٹاوہ کا جاگیردار تھا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اُس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتھ لعل گراں بہا شہزادہ کی نذر کے لئے بھیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجھ فرزند کا اس انبوہ لشکر اور فیلوں کے ساتھ آنا ہماری خاطر کو ایک اور اندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے۔ یہ اُنکی رسم تو نے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گھر میں اس شوکت و حشم سے بیٹا آئے۔ اگر اس سے مطلب اظہار تمکنت اور عرض سپاہ ہے تو اس کا مجرا ہو گیا آدمیوں کو اپنے اپنے محال میں بھیج اور جریدہ جلد خدمت میں آ اگر تجھ کو کچھ توہم ہے اور منزہ خاطر مطمئن نہیں ہے تو الٰہ آباد کو معاودت کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائے تب ہمارے پاس آ۔ جب یہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور اٹاوہ میں توقف کر کے ایک عرضداشت باپ پاس بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھ مرید نے نہایت آرزومندی سے کعبہ مقصود کا احرام کیا تھا کہ بہت جلد تمستان بوسی کی سعادت حاصل کرتا

شاہ میں حضور کا حکم آیا کہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پیچھے الہ آباد جانا۔ تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت کے دل پر اثر نہ کیا اور تھوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خدائے مجازی کو بندہ حقیقی کے حق میں بدگمان کر دیا اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا ہے کہ اس نیازمند کا صدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالے گا۔ فقط۔ چند روز اٹاوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پھر الہ آباد کو روانہ ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بھیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور اڑیسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بھیجکر اُس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف لشکر کے بھیجنے میں نہ دیکھی اور دل پذیر عذر معروض کئے۔ جب شہزادہ آباد میں آیا تو وہ کام کرنے شروع کئے جو مخصوص فرماں روایوں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازموں کو خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرنے۔

شہزادہ سلیم اور ابوالفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم ابوالفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے عبدالرحمن کو سپرد کر کے ہمارے پاس چلا آ۔ جب سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اُس کو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنہ کے اسباب ترتیب دیگا اور جبتک اس کا قدم درمیان میں رہیگا دربار میں مجھے قدم رکھنا نصیب نہ ہوگا۔ اس صورت میں علاج واقعہ پیش از وقوع کرنا چاہیے۔ اس لئے اُس نے شیخ کے استیصال کے لئے نرسنگہ دیو کو مقرر کیا اُس کا وطن شیخ کے سراد تھا۔ اُس نے اس کام میں دل لگایا اور گھات میں بیٹھا۔ جب شیخ سرائے بر کنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور پیادوں کی جمعیت نے جا کر شیخ کو گھیر لیا اس کے ساتھ چند خدمتگار تھے۔ شیخ نے بھاگنے کی ننگ کو پسند نہیں کیا اور نیز دشمن کے نرغہ میں سے اُس کا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ دیو نے اُسے مار کر اُس کا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابوالفضل کے قتل کرنے کا سبب وہ لکھا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے اپنا اسلامی جوش خوب دکھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابوالفضل نے اُس کے دل پر یہ نقش کر دیا تھا کہ آنحضرتؐ جن پر سے

قتل ابوالفضل کا شبہ ہونا

میری ہزار جانیں قربان ہوں ایک عرب فصیح و بلیغ تھے اور انھیں کی تصنیف سے قرآن شریف ہے
وہ کلام الٰہی نہیں ہے اس وجہ سے میں نے ایک آدمی مقرر کیا جس نے ابوالفضل کو قتل کیا اور اُس کا
سر میرے پاس اُس نے بھیجدیا۔ اس سبب سے میرا باپ مجھ سے ناراض ہوگیا اور خسرو پر زیادہ الطاف
کرنے لگا اور فرمانے لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا میں نے اپنے بنی کی طرف رجوع کی اُن کے طفیل سے
خدا نے میرا کام پورا کردیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنا دیا۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا
باپ راہ مستقیم پر کچھ آیا اور اُس نے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی۔

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت سے
محجوب بہت تھا۔ اس حجاب کے دور کرنیکے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اُس پاس بھیجا کہ وہ نوازشہائے
شاہانہ سے دلجوئی کرے۔ بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح کی تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر
ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منزل آیا تو حضرت مکانی فرزند پروری کے
سبب سے پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ سے ملایا۔ بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی اور
جانشینی کی نوید سنائی۔

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کو ناتمام چھوڑ کر چلا آیا تھا اس لئے بادشاہ نے چاہا کہ اُس کو وہی تمام
کرے۔ اُس کو رانا کی مہم پر نامزد کیا۔ جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اُس نے ایسے خزانہ اور لشکر کی
التماس کی جو اس کارِ دشوار کو وفا کریں۔ ارباب دخل نے اُس کے سرانجام میں بیجا ایستادگی کی
تو ناگزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ مرید حضرت کے حکم کو حکم الٰہی کا نمونہ
سمجھکر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد ہوا لیکن کفایت منداس مہم کا سامان نہیں کرتے کہ وہ
سرانجام پزیر ہو۔ مجھے اپنے تئیں بیہودہ طور پر سبک کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے۔
حضرت کو معلوم رہے کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور
جہاں تک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول ہوتا ہے۔ اس کے کار کی تدبیر اس پر منحصر ہے کہ افواج ہر طرف
بھیجی جائے کہ اُس کو کوہستان میں نرغہ میں کرے اور ہر طرف فوج اس قدر ہو کہ جب وہ رانا سے

بادشاہ کا شہزادہ کو مہم رانا میں مقرر کرنا اور شہزادہ کا الہ آباد جانا

والدہ سلطان خسرو کا مرنا اور عبداللہ خاں کا بادشاہ پاس جانا۔ جہانگیر کے حکم سے ایک ذی کا زندہ کھال کھینچنا اور دوسرے کا دشمن کا

دو چار ہو تو اُس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اگر دولت خواہوں نے کسی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی محال جاگیر میں جاؤں اور اس مہم کے لائق سامان کر کے بہت سی جمعیت سے رانا کا استیصال کروں۔ شہنشاہ اکبر نے اپنی بہن بخت النسا بیگم کو شہزادہ پاس بھیجا جس نے جا کر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو ساعت مسعود میں رخصت کیا ہے اور ارباب منجم اوقات کو نحس بتاتے ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد کو چلا جائے۔ پھر جس وقت اُس کا دل چاہے تو ملنے چلا آئے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا اور وہاں جا کر چند روز شاد کامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یہ بوست ہوئی اور سودائی ہو گئی اور خسرو کی بیرایہ رومی کے غم نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اُس نے لونڈیوں سے افیون لیکر کھائی اور بالین فنا پر سر رکھا۔ محمد شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اُس کے ساتھ عبداللہ خاں کی صحبت نہ نبھ سکی وہ بادشاہ پاس چلا آیا اور یہاں اُس نے منصب یک ہزار و پانصدی اور خطاب صفدر خانی پایا۔ جب سے بیٹا الہ آباد گیا تھا باپ کو اُس کی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب ہر روز ایک مقدمہ ترتیب دیکر بادشاہ کی خاطر میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دوام بادہ گساری کو بیان کر کے دل سوزی کے لباس میں شکایت کرتے تھے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پرستیفتہ ہوا اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں جا کر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں جب شاہزادہ نے یہ حال سُنا تو اُس نے سواروں کو بھیجا کر تینوں کو پکڑ بلوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کندہ کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور تیسرے کے جوتہ کاری کی۔ اس سیاست سے آدمیوں کے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور لوگوں کا بھاگنا بند ہوا۔ اس قصے کو بہت آب و تاب کے ساتھ بادشاہ سے عرض کیا جس سے بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اُس نے کہا کہ ہم نے باوجودیکہ جہان کو شمشیر سے تسخیر کیا لیکن اپنے سامنے

مچھیر کا بھی پوست کندہ نہیں کرایا۔ میرے فرزند عجب قسی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں۔ فتنہ انگیزوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب میں افیون ملا کر اس قدر شاہزادہ نوشجان کرتا ہے کہ طبیعت اُس کی برداشت نہیں کرسکتی۔ طغیان کیف اور استیلاء نشہ میں مزاج میں شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اُس وقت کسی کو چون وچرا کا یارا نہیں ہوتا۔ اکثر آدمی چھپ جاتے ہیں، اور جن کا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش گلیم اور صورت دیوار بنجاتے ہیں۔ ان باتوں کو سُنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانے کا ہوا۔

دہم شہریور ۱۰۱۲ھ کو وہ کشتی میں بیٹھکر روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں کشتی ریت میں بیٹھ گئی دوسرے روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی۔ شہنشاہ ماں کی عیادت کو اُٹھا گئی۔ ماں کا انتقال ہوگیا اس سبب سے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا۔ جب شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا۔ باپ بیٹے کے آنے کو ماں کے ماتم کا غمزدا سمجھا۔ بیٹا باپ کی خدمت میں آیا۔ باپ نے اُس کو سمجھایا کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہوگیا ہے بہتر ہے کہ چند روز دولتخانہ میں بسر کر تاکہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اُس کو عبادت خانہ میں بٹھایا۔ اُس کے پاس ہر روز ماں بہنیں جاتی تھیں۔ دس روز وہ یہاں رہا۔ پھر معلوم ہوا کہ شہزادہ کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اس لئے حکم ہوا کہ وہ دولت خانہ میں جائے۔ شہزادہ باپ کو روز سلام کرنے جاتا۔ آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری کی حالت میں اُس نے شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے فیل آب روپ دونوں کو لڑایا۔ سلیم اور خسرو دونوں گھوڑوں پر سوار ہوکر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم داد اپاس جھروکہ میں بیٹھا بعد زدوخورد کے فیل گرانبار نے آثار چیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اس کی کمک کو بختسن فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیوں نے فیلبان کو منع کیا اور اُس کے ڈھیلے اور پتھر مارے جس سے اُس کے خون نکلا۔ خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شنشہ

سلیم کی اس گستاخی سے اور تیاکی سے متغیر و متوحش ہوا جس سے اُس کی علالت کو طول ہوا
اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آئے
جب اُس نے دیکھا کہ بادشاہ کی زندگی تمام ہونے کو ہے تو اُس نے رائے مان سنگھ سے جو بڑا صاحب
اقتدار تھا صلاح کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنائے۔ ان دو امیروں کے برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا
ان میں سے خسرو خواہرزادہ راجہ مانسنگھ کا اور داماد خان اعظم کا تھا۔ اُنھوں نے سلیم کی گرفتاری
کا ارادہ کیا کہ جب وہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اُسکو
پکڑ لیجئے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑسکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی کرنک محو
کرسکتی ہے ؎ دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست۔ دوسرے روز سلیم کشتی میں بیٹھکر
سب دستور بادشاہ کی کورنش کے لئے گیا۔ جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک قزوینی
سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود کر آیا۔ اُس نے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے کی
اور سازش مذکور کی خبر سُنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی اُلٹی پھروائی۔ اپنے گھر میں آکر غمزدہ
بیٹھا۔ بادشاہ میں کچھ سانس باقی تھے کہ سارے امرا اُس پاس جمع ہوئے اور خان اعظم اور راجہ
مان سنگھ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سب کو معلوم ہیں اور شہنشاہ
جو اُسکی نسبت رائے رکھتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اُسکو منظور نہیں ہے کہ وہ اس کا جانشین ہو
جب یہ بات کہی گئی تو محمد خاں نے چلاکر کہا کہ کیا بکتے ہو شہزادہ سلیم کے ہوتے اُس کے بیٹے
کو تخت سلطنت پر بٹھانا ہمارے چنتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے برخلاف ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا
خان ایک امیر کبیر تھا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تھا یہ کہکر مجلس سے اُٹھکر چلا گیا
خان اعظم تو پیچکا رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابینوں کے خزانہ کی حفاظت کو گیا۔ اور
مرتضیٰ قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابینوں کو جمع کرنے لگا۔ اس اثنار میں مرزا
شرفالدین اور محمد خاں نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو۔ اُس نے اُن کو اپنا دوست
جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں۔ محمد خاں نے یہ کہا کہ میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں

تو مرتضیٰ خاں نے کہا کہ تم شاہزادے پاس چلو اور اُس سے کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھ آتا ہوں۔
شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گھر آیا تھا تو احمق جمع ہو کر اُس سے کہہ رہے تھے کہ حضور ایسے غافل بیٹھے ہیں آپ کے دشمنوں نے اپنا کام کر لیا اور خسرو کو تخت پر بٹھا دیا اور اُنھوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اُڑانے کے لئے لگا دیں۔ شہزادہ سلیم ان احمقوں کے کہنے سے قریب تھا کہ اپنی کشتی میں سوار ہو اور بھاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین جو شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تھا اور بہت سی سپاہ اپنے پاس رکھتا تھا آیا اُس نے شہزادہ کو سمجھایا کہ آپ مستقل رہئے دیکھئے دو گھنٹے میں کیا ہوتا ہے۔ شہزادہ اپنے اس بہادر کی نصائح سن ہی رہا تھا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اُس نے کہا دشمنوں کی جماعت شکستہ ہو گئی ہے اور مرتضیٰ خاں حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سُنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے آدمیوں کی ہمت بندھوانے لگا کہ دارو گیر آیا۔ اور میر مرتضیٰ آ پہنچا۔ بارہ کے سادات عظام میں سے بہت آدمی اُس کے پاس تھے۔ کورنش کر کے اُس نے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا کہ شہزادہ نے اُس کو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجہ بجانا مناسب نہیں۔ اب آدمیوں کا اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا خان اعظم بھی شرمندہ سے آئے اور مجرا بجا لائے شاہزادہ نے خسروانہ اس پر عنایت کی اور اُسکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا۔ جب راجہ مان سنگھ نے دیکھا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدمات کی اور ہی صورت ہو گئی تو وہ سلطان خسرو کو اپنے گھر لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں میں بنگال بھاگنے کا ارادہ کیا۔ شہزادہ سلیم اپنے امرا کو ساتھ لیکر قریب المرگ باپ کے پاس گیا اور اُس کے قدموں پر گرا۔ اُس نے دیکھا کہ باپ نزع کی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ شہنشاہ نے اپنی آنکھیں کھولیں اور اشارہ کیا کہ دستار اور خلعت جو شاہزادہ کے لئے تیار ہوا تھا لاؤ۔ اور میر خنجر شاہزادہ کی کمر سے باندھو۔ بعد اس کے شاہ کا انتقال ہوا۔ اُسکی تجہیز و تکفین ہوئی سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندھا دیا۔ جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اُس نے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود اپنے محل میں گیا۔ یہاں اُس نے سُنا کہ راجہ مان سنگھ مع سلطان خسرو کے

کشتیوں میں سوار ہو کر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتھ لئے جاتا ہے
جہانگیر کو اس سے ایک فکر پیدا ہوا اُس نے راجہ کے بھائی مادھو سنگھ کو بھیجا کہ اُس کو اطمینان دلا کے واپس
لے آئے۔ راجہ پاس مادھو سنگھ گیا اور اُس کو سخت لعنت ملامت کی یہ تو نے کیا کیا کہ تو بادشاہ کو
چھوڑ کر جاتا ہے۔ اس میں کیا فائدہ دیکھا ہے۔ راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو نوجوان ہے اور وہ معاملات
دنیا سے ناواقف ہے۔ بمجبوری میں نے اُس کی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام کئے ہیں۔ غرض اس راجہ
کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد و پیمان ہوئے۔ مان سنگھ اور خسرو دونوں بادشاہ کی
خدمت میں آئے۔ بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکھا باپ نے بیٹے کو گلے لگایا اور پیار کیا اور منہ چوما۔

۸۔ جمادی الآخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء ۳۸ برس کی عمر میں دار الخلافہ آگرہ میں
تخت سلطنت پر جلوس کیا نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب نام رکھا۔ اس تخت نشینی کے وقت
جہانگیر نے اپنے قلمرو واقع شمالی ہند کو ایسے بڑے امن و امان میں پایا جیسے کہ ایسی وسیع سلطنت
میں توقع ہو سکتی ہے۔ بنگالہ میں عثمان سرکشی کر رہا تھا۔ مگر یہ سرکشی صرف خاک اڑیسہ میں محصور تھی بادشاہ
غالب آ رہا تھا۔ البتہ ملک دکن میں زیادہ شورش برپا تھی۔ احمد نگر جو ابھی شاہی قبضے میں آیا تھا
نظام شاہی سلطنت اپنی دار السلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اور ملک جو اس سے چھن گیا
تھا اُس کے لے لینے میں کوشش کرتی تھی۔ اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے حکم دیا کہ زنجیر عدالت
لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی داد خواہی اور غور رسی میں دار العدالت کے متصدی
اہل دتغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اُس کو ہلائیں تاکہ اُس کی آواز سے بادشاہ
آگاہی پائے اور اُن کا انصاف چکائے۔ یہ زنجیر خالص سونے کی تھی اُس کا طول تیس گز تھا۔ بیس
ساٹھ گھنٹے لٹکتے تھے اُس کا وزن چار ہندوستانی من کا تھا۔ ایک سرا اُس کا قلعہ کے شاہ برج کے
کنگرہ سے استوار کیا گیا اور دوسرا سرا اُس کا دریا کے کنارہ پر اس میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو
اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تھا۔ اس حکمت سے ستم زدوں کو عرض بیگیوں کا توسل نہ ڈھونڈھنا
پڑتا تھا بغیر اُن کی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام نکلتا تھا۔ اہل کاروں کی شرارت سے

تخت نشینی کے وقت ہندوستان کا حال

زنجیر عدل

جو مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تھی اور وہ اُنکے حال سے بے علم رہتا تھا اس کا انسداد ہوا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ میں نے یہ حکم دیا کہ کل ممالک محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اُن کو دستور العمل بنائیں اول زکوٰۃ و تمغا و میر بحری وسائر تکالیف جو جاگیرداروں نے ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع کئے جائیں یعنی راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں اور گھاٹوں اور بندرگاہوں پر محصول اور چنگی نہ لی جائے نہ بھیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونوں کے عہد میں جاری ہوا تھا اب اُسکی تاکید اور زیادہ کی گئی۔ حکم دوم۔ جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرائے اور مسجد بنائیں اور کنواں کھدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرائے میں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اس کا سرانجام کرے اور راہوں میں سوداگروں کے مال کی گٹھڑیاں اُنکی رضا بغیر نہ کھولیں۔

حکم سوم۔ تمام ممالک محروسہ میں خواہ ہندو مرے خواہ مسلمان اُس کا مال اسباب اُس کے وارثوں کو دیا جائے اور اس میں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نہ کرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اُس کے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک مشرف و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سرایوں کے بنوانے میں اور کنوؤں اور تالابوں کے کھدوانے میں شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں نہ آئے۔

حکم چہارم۔ مسکرات و شراب و بنگ و بوزہ کوئی شخص نہ بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں خود شراب اٹھارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق دو آتشہ کے بیس پیالہ نوشجان کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ شراب نے اپنا پورا اثر کیا تو اس کام کرنا شروع کیا سات سال میں پندرہ پیالہ سے چھ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی۔ شراب پینے کے وقت بھی مختلف تھے۔ بعض اوقات تین چار بجے دن کے پینا شروع کرتا تھا۔ بعض اوقات رات کو کچھ دن کو تیں سال تک یوں شراب پی۔ بعد ازاں رات کو شراب پینا۔ پھر آخر دنوں میں فقط منہم طعام کے لئے شراب پیتا۔

دوازدہ احکام

حکم پنجم۔ کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی زبردستی نہ بنائیں بے گھر بے در کسی کا کرنا اچھا نہیں ہوتا

حکم ششم۔ منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور میں نے بھی درگاہ کعبہ میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کرونگا۔

حکم ہفتم۔ کوئی جاگیردار اور خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے خود کاشت نہ کرے۔

حکم ہشتم۔ عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنہ میں ہوں بے حکم شاہی وہاں کے آدمیوں کے ساتھ رشتہ خویشی نہ پیدا کریں۔

حکم نہم۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور ان میں طبیب علاج کیا کریں بیماروں کو دوا و غذا ملا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دیئے جائیں۔

حکم دہم۔ میرے باپ کے طریقہ کے موافق ہر سال ۱۸ ربیع الاول کو جو اس کے تولد کی تاریخ تھی تول کے ہر سال کے لئے ایک روز شمار کر کے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور نہ ذبح ہو اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ نیر اعظم سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن بھی کوئی جانور ذبح نہ ہو

حکم یازدہم۔ میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مناصب بدستور برقرار رہیں اور بعد ازاں بقدر حاجت ہر شخص کے منصب پر اضافہ کیا گیا دس اور بارہ سے کم کسی کا اضافہ نہ کیا گیا اور بعض کا دس سے بیس چالیس تک اضافہ ہوا۔ کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ کیا گیا اور کل شاگرد پیشہ کا ماہانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سرپردگیوں کی تنخواہوں میں بقدر حالت نسبت دس سے بارہ تک اور دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ میں اہالی ائمہ کی جو شکر دعا میں مدد معاش مطابق فرامین کے کہ ان پاس تھے برقرار و مسلم رکھے۔ میران صدر جہاں کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ کے عہد میں جلیل القدر منصب

صدارت کا اس سے متعلق تھا اُس کو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو روبرو کیا کرے۔

حکم دوازدہم چیل خانوں اور قلعوں میں مدت سے آدمی مقید و محبوس ہیں رہا کئے جائیں۔ غرض اُس نے بہت سے محصول جن میں رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تھی اور اکبر کے عہد میں اُن پر خیال نہیں ہوا تھا۔ ان سب کی اصلاح کی۔

یہ دوازدہ احکام چھوٹی توزک میں اس طرح لکھے ہیں کہ میں نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغوں کے لئے بنائے کہ اُس کو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اُس سے کبھی انحراف نہیں کریں۔

اوّل میں نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغوں میں تین صیغے معاف کر دیئے زکوٰۃ۔ میر بحری۔ تغار راہ۔ جسکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ میں تیرہ من سونا تھی۔

(۲) میں نے حکم دیا کہ بندگان خدا جو ولیعت میں سپرد ہوئے ہیں اُنکے مال کو اگر راہزن یا کوئی اور زبردست کہیں چھینے تو اس ضلع کے باشندے مال یا چور کے پیدا کرنیکے لئے مجبور کئے جائیں اس لئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا میں نے ہدایت کی کہ جب کوئی ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہاں دہات آباد کئے جائیں اور مردم شماری اُنکی کی جائے۔ اور ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے۔ میں نے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیرداروں کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات میں مساجد اور سرائیں بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں اور سوداگروں کو آنے جانے میں تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروری رہتا ہو تو وہ خزانہ شاہی سے اُن کاموں کو سرانجام دے۔

(۳) جو تاجر ملک میں آمد و رفت رکھتے ہیں اُن کے مال کی گٹھریاں کسی قسم کی بغیر اُنکی مرضی کے نہ کھولی جائیں۔ مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو خریداروں کو اجازت ہے کہ اُن سے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اُنکو تکلیف نہ پہنچائیں۔

(۴) جب کوئی شخص مر جائے اور اُس کے بچے ہوں اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز نہیں ہے کہ اُس کے مال میں سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اُس کے بچوں کو ذرا بھی ضرر نہ پہنچائے مگر جب اُنکے نہ بچے ہوں اور نہ کوئی وارث ہو تو اُس کے مال سے مسجدیں

تالاب بنائے جائیں کہ اوس کی روح کو ثواب پہونچے۔

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے میں نے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ دھت میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے۔

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر میں اُترے۔ مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ و وہ میں لشکر آئے تو بغیر زور و ظلم کے سپاہی رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اُترے اور اپنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ محض اجنبی آدمی اوس کے کنبے کی چھاتی پر سوار ہو اور اوس کے جورو بچوں کے لئے ہاتھ پھیلانے کے لئے بھی جگہ نہ چھوڑے۔

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دیجائے اگر چوری کا جرم ہو تو اوس کے کرہ خار دار لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آیندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیرداروں کو اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی کاشت اوس میں نہ کریں کسی جاگیردار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنی سرحد سے پرے کوئی کام کرے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کی زبردستی اپنے علاقہ میں کرلے۔ بلکہ اُس کو اپنے علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہیئے۔ غیر علاقہ میں دخل نہ دینا چاہیئے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں کسی سبب سے گر پڑ کر مرجائے تو دوسرے شخص سے جو اوس کے گھر میں رہتا ہو اوس کے خون کا مواخذہ نہ کریں۔

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکموں کو حکم دیا گیا کہ وہ دارالشفا قائم کریں اور جو بیمار اور اون کے اندر آئیں اون کو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ دارالشفا سے جائیں تو اونکو بقدر مایحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے اُٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلان کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۲) میں نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصب دار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ رہیں مستقل کیے گئے اور جن میں زیادہ لیاقت میں نے دیکھی ان کا اضافہ منصب جاگیر کا کرادیا جس پاس دس گھوڑے تھے اوس پاس پندرہ گھوڑے کردیے اور اسی نسبت سے اور امرا منصب داران کے اضافہ کیے۔ فقط بعض آدمی ناعاقبت میں فتنہ پرداز فساد انگیز ایسے تھے کہ باوجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم و کورنش نہیں بجالاتے تھے اور ملک میں بدامنی پھیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تھے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس میں اوّل خود ہی برباد ہو جائینگے۔ اس باب میں مجھے شاہ طہماسپ شاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اوس نے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیروں سے پوچھا کہ اس میں کیا بھرنا چاہیے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بھرنا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اس کو گلاب و شربت و برف سے بھرنا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو افیونی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودھ دہی قند سے بادشاہ نے کہا کہ تو بنگی ہے۔ آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری رائے تم سب کی رائے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازوں کے خون سے بھرنا چاہیے جو غدر مچا کے خلائق کو برباد کرتے ہیں۔ حوض کو خون سے بھرنے کا ارادہ

میں نے تمام ممالک محروسہ کے قیدیوں کی رہائی کا حکم عام دیدیا۔ صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چھوٹے جن میں سے بعض چالیس برس کے قیدی تھے۔ رہائی یافتہ قیدیوں کی تعداد کا قلعوں کی تعداد پر قیاس ہوسکتا۔ کل ہندوستان میں باستثنا ملک بنگال دو ہزار چار سو قلعے نہایت مستحکم و استوار ہیں۔ میں نے نیک ساعت میں سونے پر سکہ لگوایا مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے مسکوک کیے اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکھا چنانچہ سو تولے کی مہر کا نام نور شاہی اور پچاس تولہ کا نور سلطانی اور ۲۰ تولہ کا نور دولت دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور مہر ایک تولہ کا نور جہانی اور نصف تولہ کا نور الٰہی اور پاؤ تولہ کا رواجی نام رکھا۔ اور چاندی کے سکوں میں سو تولہ کے سکے کا نام کوکب پچاس تولہ کا کوکب اقبال بیس تولہ کا کوکب مراد۔ دس تولہ کا کوکب بخت پانچ قیدیوں کی رہائی اور سکوں کے نام

تولہ کا کوکب سعد۔ ایک تولہ کا جہانگیری اور نصف تولہ کا سلطانی اور چوتھائی تولہ کا نثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا اور اس روش پر تانبے کے سکے سکوک کیے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا۔ سو تولہ اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی۔

بخط نور بر زر کلک تقدیر　　رقم زد شاہ نورالدین جہاں گیر

مصرعوں کے درمیان جگہ چھوڑ کر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جس میں تاریخ بھی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خورزیں سکہ نورانی جہاں　　آفتاب مملکت تاریخ آن

دونوں مصرعوں کے درمیان مقام ضرب و سنہ ہجری و سنہ جلوس اور سکہ نورجہانی کہ بعوض مہر معمول ہے اور وزن میں زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اس پر یہ بیت ثبت ہوئی۔

روئے زر را ساخت نورانی بنگ مہر ماہ　　شاہ نورالدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

سکہ کے ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری و سنہ جلوس منقش ہوا۔ سکہ جہانگیری کہ وزن میں ۲ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نورجہانی کے دستور پر ہے اور تولہ کا وزن دو نیم مثقال معمول ایران و توران ہے۔

مکتب خاں داروغہ کتاب خانہ و نقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشاہ کو بہت پسند آئی۔ ؎

سال جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد　　اقبال سرو پائے صاحبقران ثانی

اپنے فرزند خسرو کو ایک لاکھ روپیہ میں نے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر معنم خاں خانخاناں کے گھر کو اپنے واسطے بنالے سعید خاں کو پنجاب کی ایالت و حکومت سپرد ہوئی۔ رخصت کے وقت یہ مذکور ہوا کہ اوس کے خواجہ سرا ستم پیشہ ہیں اور زیردستوں اور مسکینوں پر ظلم کرتے ہیں اوس کو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور میزان عدل میں ہم کو خوشنودی بزرگی منظور نہیں اگر اوس کے بعد اوس کے آدمی کسی پر ظلم کریں گے تو گو شمال بے التفاتی

مناسب خطاؤں کا ذمہ

پائیں گے۔ شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تھا خلعت و شمشیر مرصع و دوات
قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر مامور رکھا اور اوس کی سرافرازی کے لئے میں نے کہا کہ
تجھکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں مقیم کو کہ میرے باپ کے عہد میں وزیر خاں کا خطاب
رکھتا تھا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجگی فتح اللہ کو بھی خلعت دیکر بدستور سابق
بخشی کیا۔ عبدالرزاق معموری کو جو میرے ایام شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چھوڑ کر
میرے باپ پاس چلا گیا تھا بدستور قدیم بخشی کیا۔ اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بھاگ
میرے باپ پاس چلا گیا تھا اوس کی تقصیرات پر نظر نہ کرکے آتش بیگی کی خدمت پر مقرر کیا
غرض بیرونی اور اندرونی ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپ کے عہد کے موافق بحال رکھا
شریف خاں کہ خورد سالی سے میرے ساتھ بڑا ہوا تھا میں نے نقارہ و طومان و توغ اوس کو مرحمت
کیا تھا اور منصب دو ہزاری و پانصدی دیا تھا اور صوبہ بہار کی حکومت و ایالی اور اس ولایت کا
حل و عقد اس کے قبضہ اختیار میں چھوڑا تھا اور اس طرف رخصت کیا تھا وہ میرے جلوس سے
پندرہ روز بعد میری خدمت میں حاضر ہوا۔ اوس کے آنے سے میں نہایت خوش ہوا۔ اس سے
کہ اوس کی بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوس کو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب
جانتا ہوں۔ مجھے اوس کے اخلاص عقل و دانائی و کارروائی پر اعتماد کلی تھا اس لئے میں
اوس کو وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا امیر الامرائی کا خطاب دیدیا۔ نوکری میں کوئی اور خطاب
اس سے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہر چند اوس کے منصب
میں افزایش کی گنجایش تھی کہ اوس سے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوس نے عرض کیا کہ جب تک کوئی
خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب مذکور سے زیادہ نہ چاہوں گا۔ ابھی میرے باپ کے بندوں
حقیقت اخلاص واقعی ظاہر نہیں ہوئی تھی اور بعضوں سے تقصیرات اور ناشائستہ ادا
جو خالق و خلق کو ناپسند تھی سرزد ہوئے تھے وہ خود بخود شرمندہ و شرمسار تھے۔ باوجود
روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کردیں اور یہ قرار دے لیا تھا کہ امور گذشتہ کی

نہ ہوگی۔ مگر ایک تو ہم جوانی کی طرف سے میری خاطر میں چلا جاتا تھا اس لیے میں امیر الامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تھا۔ اگرچہ کل بندوں کا نگہبان اللہ تعالیٰ ہے خصوصاً بادشاہوں کا کہ جن کا وجود باعث رفاہیت عالم ہے۔ راجہ مانسنگھ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تھیں اور وہ میرے پدر کے امرا معتبر و معتمدین سے تھا اوس کو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تھے کہ اوس کو یہ توقع نہیں تھی کہ میں اوس کے حق میں ایسی عنایت کروں گا کہ ایسی ولایت دوں گا جس میں پچاس ہزار سوار رہتے تھے۔

جلوس کے بعد جمع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تھے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر کو سلطان پرویز کو عنایت کر کے رانا کے سر پر بہ نیت غزا بھیجوں۔ فرزند مذکور کو رخصت کیا اور بیس ہزار سوار اور امرا مفصلہ ذیل اوس کی خدمت کے لئے تعین کئے اوّل آصف خاں بخشی کو پرویز کا اتالیق مقرر کیا اور حکم دیا کہ سب چھوٹے بڑے منصب دار اوس کی اصلاح و صوابدید سے باہر نہ جائیں گے اور عبدالرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خاں کو دیوان مقرر کیا۔ راجہ جگناتھ بخشی اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا۔ اور مادھو سنگھ اور راول سال بہاری کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خاں کو سہ ہزاری منصب دیا شیخ عبدالرحمن پسر شیخ ابوالفضل کو اور مہا سنگھ نبیرہ راجہ مان سنگھ و زاہد خاں پسر صادق خاں کو اور وزیر جمیل و قراخاں ترکمان جن میں سے ہر ایک دو ہزاری منصب رکھتا ہے خلعت دیکر رخصت کیا۔ راجہ منوہر کہ یکہاوت کچھواہوں میں سے تھا اور میرا باپ خوردسالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تھا اور فارسی زبان جانتا تھا اوس کا یہ ایک شعر ہے کہ ؎

غرض ز خلقت سایہ ہمیں بود کہ کسے ہنوز حضرت خورشید پائے خود ننہد

وہ بھی اس مہم میں شریک کیا گیا غرض بڑے بڑے امیرزادے اور خان زادے اور راجپوت کا رطلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جن کو یکہ کہتے ہیں معین ہوئے۔

جہانگیر کی نیت میں یہ تھا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندوں کو اپنے منشائے مطلب پر کامیاب کرے اس لئے اوس نے بخشیوں کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی چاہتا ہو اوس کو اطلاع دو تاکہ تورہ و قانون چنگیزی کے مطابق آلتمغا اوس کی جاگیر میں مقرر ہوا اور تغیر و تبدیل سے ایمن ہو۔ بادشاہ کے آباؤ اجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت کے عنایت کرتے تھے۔ اس کے فرمان پر مہر آلتمغا لگتی تھی جو عبارت اس سے ہے کہ فرمان پر شنجرف سے مہر لگائی جائے۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلا پوش کی جائے اور مہر مذکور اوس پر لگائی جائے اس کا نام آلتون تمغا یعنی مہر زریں رکھا جائے۔

آلتمغا کا ذکر

بیرو اس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکرماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپ خانہ میں جو بادشاہ کے ساتھ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ مستعد و آمادہ رکھے۔ چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ ساٹھ ہزار شتری زنبورکیں جن میں سے ہر ایک کے لئے دس سیر بارود اور بیس گولیاں ہوں اور بیس ہزار اور قسم کی توپیں مع سامان چلنے کے لئے تیار رہیں اور اس کارخانہ کے خرچ کے لئے پندرہ پرگنے مقرر کئے جن کی آمدنی ایک لاکھ دانگی اشرفی تھی

فقرات و مناصب کا ذکر

مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشاں کو ہفت ہزاری منصب دیا۔ اوس کو جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کرکے اپنی خدمت میں لے لیا تھا اور وہ اسی کے پاس پڑا ہوا تھا اس لئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں سے شمار کرتا تھا۔ راجہ رام سنگھ کے سب سے زیادہ لایق بیٹے بھاؤ سنگھ کو منصب ایک ہزار پانصدی کا عنایت ہوا اور اس کا عہدہ سابق برقرار رہا۔ زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی کو کہ خرد سالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تھا اور اوس کی ایام شاہزادگی میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تھا خطاب مہابت خانی کا دیگر منصب ہزار و پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشی گری اوس کے لئے مقرر ہوئی۔ راجہ نرسنگھ دیو کہ بندیلہ راجپوت تھا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تھا۔ شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تھا سہ ہزاری منصب سے سرافراز ہوا۔ اس کی رعایت و ترقی کا سبب اس کا ابوالفضل کا قتل

کرنا تھا جس کا بیان اوپر ہو چکا۔

میر ضیاء الدین قزوینی جس نے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیاں کیں تھیں ہزاری کا منصب دیا طویلہ کا مشرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گھوڑے بخشش کے لئے حاضر رکھے مرزا علی اکبر شاہی کو منصب چار ہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوس کو جاگیر میں دی امیر الامرا نے ایک دن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوس کو بہت پسند آئی کہ دیانت و بے دیانتی مخصوص نقد و جنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکھانا کہ اون میں نہو اور اس استعداد کا چھپانا جو بیگانگوں میں ہو یہ بھی بے دیانتی ہے یہ بات سچ ہے کہ مقربوں کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہیئے ہر شخص کی حالت جیسی ہو عرض کرنی چاہیئے جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کاں کرن کے اس کے پاس آئے اور اطاعت و بندگی اختیار کرے تو اوس کی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اس کی دو مقدمے تھے۔ ایک یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ما و را الہم کی فتح تھی۔ مگر جب یہ غرضیت وہ کرتا تو موانع پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اس کا خدشہ خاطر سے دور ہو تو ہندوستان میں پرویز کو چھوڑ کر توفیقات الٰہی کی تائید سے ولایت موروثی کو روانہ ہو خصوصاً ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خاں ہی جو عبداللہ خاں اور اوس کے بیٹے عبدالمومن کے بعد تخت نشین ہوا تھا مر گیا اور ولی محمد خاں اوس کا بھائی اس دیار میں حاکم ہوا تھا۔ ابھی یہاں انتظام نہیں ہوا تھا۔ دوم سرانجام مہم پیکار دکن کہ میرے والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ دکن کا فتح و تسخیر ہوا تھا اوس کو خدا کی عنایت سے ایک دفعہ تحت و تصرف میں لاکر ممالک محروسہ میں داخل کروں۔

چھوٹی توزک میں یہ لکھا ہے کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خاں اوزبک حاکم تھا وہ مر گیا اور اوس کا جانشین ولی خاں ہوا ہے۔ اس کی حکومت کی ابتدا تھی میں نے خیال کیا کہ وہ مجھ سے عداوت کے ساتھ پیش آئے ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے مقابلہ

کے لئے بھیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو پورا کر کے میں خود ماوراء النہر جاؤں۔ دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تھا کہ اس لشکر کو جو اس پر فتح حاصل کرے سمرقند لے جاؤں اور یہ میلان خاطر مجھے اپنے باپ کے سبب سے پیدا ہوا تھا وہ بہت اس ملک موروثی ماوراء النہر کو فتح کرنا چاہتا تھا مگر میں نے اوس کو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہند کو بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کر کے چلا جاؤں۔ میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے پور سے لڑنے کے لئے بھیجوں۔

۲۷ شعبان کو پسران اکے راج ولد بھگوانداس عمر سے راجہ مان سنگھ سے ایک مرغوب ظاہر ہوا ان بے سعادتوں کا نام ابھے رام و بجے رام و شیام رام تھا۔ یہ نہایت بے اعتدال تھے۔ ابھے رام نے بہت بے اعتدالیاں کیں تھیں مگر میں نے اوس کی تقصیرات سے اغماض کیا تھا۔ اس تاریخ میں مجھ سے عرض کیا گیا کہ ابھے رام یہ چاہتا ہے کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن بھیجا دے اور پھر خود بھاگ کر رانا کی پناہ میں رہے جو میرے خاندان کے نادولت خواہوں میں ہے۔ رام داس اور اور امرائے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اس کا ضامن ہو تو ان بدبختوں کی جاگیر اور منصب کو برقرار رکھوں اور اون کے گذشتہ کوتکوں کو عفو کروں لیکن ان کی بدطینتی کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیر الامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا ضامن ہو اون کو حوالات میں رکھے اوس نے ابراہیم خاں کاکر دلاور خانی اور حاتم شہنواز خانی کے حوالہ کیا۔ جب اونہوں نے چاہا کہ ان جاہلوں سے ہتیار لے لیں تو وہ اپنے نوکروں کو ساتھ لیکر جنگ کرنے لگے امیر الامرا اور شیخ فرید نے اون کو قتل کیا اور یہ شورش دولت خانہ خاص و عام کے صحن میں واقع ہوئی اور اس سیاست سے ناعاقبت اندیشوں کی تنبیہ ہو گئی ابوالنبی اوزبک نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر آذبکیہ میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تمیس ناس کیا جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کردہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اسی کی میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضائے عدالت بھی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے۔ چوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے کہ

پسران راکے راج کی بے اعتدالی دیوان خاص و عام کے صحن میں۔

ء رشبان کورام جی اور بجارام (بنے رام) اور سیام پسران بھگوانداس عموے راجہ مان سنگھ کو ان کی بداعمالی کی سزا دی گئی۔ ان کے سر میرے ہاتھیوں کے پاؤں تلے کچلے گئے۔ ان سب میں راجی بڑا شریر تھا ضمیمہ دیکھو۔

پندتوں کے ساتھ مباحثہ

ایک دن میں نے پندتوں سے جو ہندوستان کے دانشمندوں سے عبارت ہیں یہ پوچھا کہ اگر تمہارے مذہب کا منتہا یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی ذات مقدس نے مختلف پیکروں میں حلول کیا ہے تو وہ اربابِ عقل کے نزدیک مردود ہے اور اس سے یہ فسادہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالیٰ جو تمام تعینات سے مجرد ہے صاحب طول و عرض و عمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں نور الٰہی کے ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں مساوی ہے اور وہ ان دس پیکروں سے مختص نہیں ہے اور اگر صفات الٰہی میں سے کسی صفت کا اثبات مراد ہے تو اس صورت میں بھی تخصیص درست نہیں اس لئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات موجود ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں۔ بہت سی گفت و شنود اور رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و چون و چگونگی سے منزہ ہے ہندوؤں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں صورت کے وسیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس پیکروں کو اپنی شناخت و معرفت کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان پیکروں سے معبود تک پہنچنے کا مقصود کب حاصل کر سکتے ہو۔

جشن اول نوروز

شب سہ شنبہ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۵ء کو آفتاب برج حوت سے برج حمل میں آیا۔ سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تھا اسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس کے سالوں کا حساب کرتا ہے۔ باپ کے دستور کے موافق دولت خانہ خاص و عام آراستہ ہوئے اور روز اول سے جب تک کہ حمل ۱۹ درجے آفتاب طے کر کے خانہ شرف میں آئے ہر روز جشن رہا اور حکم ہو گیا کہ مکیفات و مغیرات میں سے جس کا جی چاہے کھائے منع و مانع کوئی نہیں ہے ان سترہ اٹھارہ روزمیں اکبر کے عہد میں یہ بات مقرر تھی ہر روز امرائے کلاں میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جس میں اقسام جواہر و مرصع آلات و اقمشہ نفیسہ اور ہاتھی گھوڑے ہوتے اور اپنی

مجلس میں بادشاہ کو آنے کی تکلیف دیتا اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ کرتا جو اوس کو پسند آتا اوس کو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا۔ بادشاہ کی طبیعت سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسودگی پر مائل تھی اس سال یہ پیشکش معاف ہوئی مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اون کی پیشکشوں میں سے کچھ لے لیا گیا۔ آغاز جلوس میں مظفرخاں گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے حاکم زادوں میں سے سمجھتا تھا شورش برپا کی اور احمدآباد کی اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کیا اور چند شاہی سردواروں کو جیسے کہ بہادر اوزبک اور رائے علی بھٹی تھے مار ڈالا۔ بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصب داروں کو چھ سات ہزار سواروں کے ساتھ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک کہ مفسدوں کے رفع دفع سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے اور قلیچ خاں جو پہلے اس خدمت پر تعین ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آئے۔ اس فوج کے پہنچتے ہی باغیوں کی جماعتیں پریشان ہوئیں ہر ایک جماعت جنگل میں بھاگ گئی اور اس ملک کا انتظام ہو گیا۔

گجرات میں مظفرخاں کی اولاد کی شورش

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے خیالات فاسد پیدا ہوئے۔ خاص کر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض کوتاہ اندیشوں نے بہ سبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اون سے وقوع میں آئے تھے اور عفو و اغماض سے محض ناامید تھے یہ ارادہ کیا کہ اوس کو دستاویز بنا کر امور سلطنت کے مختار بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ چند ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے۔ خالق داد راس امر عظیم الشان و رفیع القدر کے لئے جس کسی کو شائستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جس کی قابلیت کے قامت کو راست سمجھتا ہے اوس کو دیتا ہے۔ ؎

نوازندہ تواں بخت را نشاید خرید افسر و تخت را

خسرو کا بعض کتابوں کے ورق پلٹنے اور سلیم اور اوس کے معاملات

سرے را کہ حق تاج پرور نمود نشاید ازو تاج و دولت ربود

مفسدوں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سوائے ذلت اور پشیمانی کے نہیں ہوتا۔ اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے ساتھ امور سلطنت نے قرار پایا تو میں نے خسرو کو ہمیشہ گرفتہ خاطر و متوحش پایا۔ ہر چند میں نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کر کے اوس کے دل سے ذغدغے و وسوسے دور کروں لیکن اسے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بخت برگشتوں کے مشورہ سے شب یک شنبہ ۹ ذی حجہ سنہ مذکور کو داود کی قبر کی زیارت کا بہانہ بنا کے قلعہ سے باہر آکر بھاگ گیا اور ساڑھے تین سو سوار ساتھ لے گیا۔ اوس کی روانگی سے تھوڑی دیر بعد ایک چوبکی نے جو وزیر الملک کا آشنا تھا اوس کو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا۔ وزیر الملک اُس کو امیر الامرا کے پاس لے گیا اوس نے اس خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار میں گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا کہ مجھے کچھ ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں۔ یہ بات میرے سان گمان میں بھی نہ تھی میں نے جانا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی جب میں باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے میں نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ میں خود جاؤں یا حشم کو بھیجوں۔ امیر الامرا نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں جاؤں میں نے کہا کہ ہاں اچھا تو اوس نے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے اور ہتیار چلائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوس سے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے تو جو کچھ تیرے ہاتھ سے ہو سکے اس میں تقصیر نہ کرنا۔ سلطنت میں خویشی و برادری نہیں ہوتی کہ بادشاہ خویشے نہ دارد بکسے آیا تین اور بعض اور مقدمات کہہ کر میں نے اوس سے رخصت کیا۔ میرے دل میں آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوس کو جو قربت و منزلت حاصل ہے اس سے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے۔ مبادا کوئی نفاق کی بات وہ کرے اور اوس کو ضایع کر دے۔ معز الملک کو میں نے حکم دیا کہ جا کر اوس کو اُٹھا لے آئے شیخ فرید بخشی بیگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار اور احدی کہ پہرہ پر ہیں۔ میری ہمراہی پر متوجہ ہوں۔ اہتمام خاں کوتوال کو تراولی و خبر گیری کے

لئے مقرر کیا اور یہ ٹھیرایا کہ جب دن ہو تو میں خود جاؤں۔ معزالملک امیرالامرا کو نے آیا۔ میرے پاس خبر آئی کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کرکے جاتا ہے۔ میرے دل میں آیا کہ مبادا وہ راہ میں چپ زدگی کرے۔ یعنے جائے اور طرف اور دکھلائے اور طرف۔ راجہ مان سنگھ اس کا ماموں بنگالہ میں موجود تھا اس لئے اکثر بند ہاے درگاہ کی راے یہ تھی کہ خسرو وہاں جائیگا۔ ہر طرف آدمی بھیجکر یہ تحقیق ہو گیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے اس اثنا میں صبح ہوئی عنایت الٰہی پر بھروسہ کرکے غرہ ماہ درست کے ساتھ میں سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور چلدیا۔

بلے آن را کہ اندوہ است در پے		کے داند کہ رہ چوں میکند طے	
ہمیداند کہ افتد پیش در راند		نداند با کہ آید با کہ ماند	

اوّل والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روحانیت سے استمداد ہمت کی۔ اسی حال میں مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ رکھتا تھا پکڑا ہوا آیا۔ جب یہ بات میں نے اوس سے پوچھی تو وہ انکار نہیں کرسکتا تھا میں نے حکم دیا کہ اوس کے ہاتھ باندھ کر فیل پر سوار کریں یہ اوّل شگون تھا کہ حضرت والا کی روح کی برکت اور توجہ و امداد سے ظہور میں آیا۔ دوپہر کو خوب لو میں چلیں تو سایہ سے درخت کے نیچے میں نے توقف کیا اور خان اعظم سے میں نے کہا کہ جب میرا باوجود امنیت خاطر کے یہ حال ہو کہ معتاد افیون جو اوّل روز میں مجھے کھانی چاہی اب تک نہ کھائی ہو اور کسی نے اوس کو یاد بھی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے مجھے تکلیف اس سبب سے تھی کہ میرا فرزند بے سبب میرا خصم و غنیم ہو گیا اگر اوس کے پکڑنے میں بھی نہ کرتا تو ضعف اور فتنہ اندیشوں کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر نکالے ہوئے اور بک یا تزلزل باشوں پاس جائیگا جس کے سبب سے میری دولت کو خفت ہوگی اس واسطے میں نے اوس کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ کچھ آرام لیکر پرگنہ متھرا سے کہ آگرہ سے بیس کوس پر واقع ہے تیس کوس چلا اور اس پرگنہ کے ایک موضع میں اترا جہاں تالاب بھی تھا خسرو جب متھرا میں آیا تو حسین بیگ بخشی کہ والد بزرگوار کی رعایت

3234

یہ قتوں میں تھا ملازمت کے قصد سے کابل سے آیا تھا کہ وہ خسرو سے ملا۔ بدخشیوں کی طبع فتنہ
و آشوب سے پیراستہ ہوتی ہے وہ اس بات کو خدا سے چاہتا تھا۔ دو سو تیس ایماقات بدخشاں
اوس کے ہمراہ تھے وہ خسرو کا راہ برادر سپہ سالار بنا۔ راہ میں جو شخص آگے آتا اوس کو لوٹ
لیتا۔ گھوڑا اور اسباب اوس کا لے لیتا۔ سوداگروں اور مسافروں کا اسباب ان لچوں کا مال تھا
جہاں وہ جاتے وہاں عورتوں اور بچوں کو ستاتے خسرو اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ باپ
دادا کے ملک موروثی پر کیا کیا ستم ٹوٹ رہا ہے ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکھکر
ایک ساعت میں ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا۔ مگر اج کمتوں سے مدارا و مواسا کے سوا کوئی چارہ
نہیں رکھتا تھا۔ اگر اس کا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور
بے دغدغہ خاطر میری ملازمت میں آتا۔ عالم السرایر دانا ہے کہ میں اوس کی تقصیرات سے
بالکل درگذر کرتا اور اوس پر اس قدر لطف و شفقت کرتا کہ اوس کے دل میں بال کی برابر تفرقہ اور
دغدغہ نہیں رہتا حضرت جنت آشیانی کے واقعہ میں بعض مفسدوں کے فساد سے اوس کے
دل میں جو اراد سے پیدا ہوے تھے وہ جانتا تھا کہ مجھے وہ معلوم ہیں اس لئے میری مہر و شفقت
پر اعتماد نہیں کرتا تھا۔ میری شاہزادگی میں خسرو کی ماں نے اوس کے اطوار اور اوضاع کی خوشی
سے اور چھوٹے بھائی مادھو سنگھ کے سلوک سے آزردہ ہو کر انہوں کہا کرا پنے تئیں ہلاک کیا
اوس کی خوبیوں اور نیک ذاتیوں کا کیا بیان کروں عقل اوس کی کامل تھی اخلاص اس کا میرے
ساتھ اس درجہ پر تھا کہ وہ ہزار پسر و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تھی بار بار اوس نے
خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب اوس نے دیکھا کہ اوس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور انجام
اس کا نامعلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کو لازم ہے مرنے کا ارادہ
کیا کئی مرتبہ کبھی کبھی اوس کا مزاج شورش میں آیا تھا۔ یہ شورش موروثی تھی کہ اوس کے بھائیوں اور
باپ دادا میں بھی دیوانگی میں ظاہر ہوتی تھی اور ایک مدت کے بعد علاج پذیر ہوئی تھی جن دنوں
میں کہ میں شکار پر متوجہ تھا ۲۶ ذیحجہ سنہ ثلثہ میں عین شورش دماغ میں بہت سی افیون کھائی اور تھوڑی

دیر میں مرگئی گویا کہ اوس نے اپنے بیٹے کا حال جو ہونے والا تھا پہلے سے دیکھ لیا تھا اوّل میری شادی اوس سے ہوئی تھی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب دیا گیا وہ یہ نہیں دیکھ سکتی تھی کہ اوس کے بھائی اور بیٹے میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔ پریشان دماغ رہنے لگی اور اسی حال میں اپنی جان پر کھیل گئی کہ اس اندوہ و کلفت سے چھوٹ جائے اسکے مرنے سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات و زندگی کا مزہ کچھ نہ رہا۔ کھانے پینے کو دل نہ چاہتا تھا جب والد ماجد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک دلاسا نامہ نہایت شفقت اور مرحمت سے اس فدوی خاص پاس پہنچا اور خلعت و دستار مبارک اپنے سر سے اُتار کر میرے پاس بھیجے اس عنایت نے میرے سوز و گداز کی آگ پر پانی ڈالا۔ اور میرے اضطراب و اضطرار میں فی الجملہ قرار اور آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوس سے زیادہ کیا بے سعادتی ہو سکتی ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک اور اطوار ناپسندیدہ سے مادر کی خودکشی کا سبب ہو اور اپنے باپ سے بغیر کسی سبب و باعث کے محض تصورات و خیالات فاسد سے بغاوت و عناد اختیار کرے اور اوس کی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے۔ منتقم جبار نے ہر کردار کے لئے اوس کی سزا برابر رکھی ہے اس لئے اوسکے حال کا مآل یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا اور درجہ اعتماد سے گر کر زندان الٰہی میں گرفتار ہوا

راہ چو مستانہ رود ہوشمند　　پائے بدام آرد و سر در کمند

روز سہ شنبہ دہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا۔ شیخ فرید بخاری کو شجاعوں اور بہادروں کی جماعت کے ساتھ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بنا کے بھیجا۔ دوست محمد خاں کہ میرے ہمرکاب تھا بسبب سابق الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی محلوں خزانوں کی محافظت کے لئے بھیجا جب آگرہ سے میں آیا تھا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی حراست سپرد کی تھی میں نے دوست محمد خاں سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوس کو میرے پاس بھیجدینا اور حکیم مرزا کے بیٹوں کو قید کر کے محبوس کر دینا اس لئے کہ میرے فرزند صلبی نے یہ معاملہ کیا ہے تو برادر زادہ اور عموں زادہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے دوست محمد

کے جانے کے بعد معز الملک بخشی ہوا۔ پلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳ روز جمعہ کو دہلی میں آیا۔ دادا
کی قبر کی زیارت کو گیا۔ اپنے ہاتھ سے روپیہ تقسیم کیا۔ یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا
کے مزار کی زیارت کو گیا۔ اور فقیروں اور درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا۔ ۱۴ کو سراے نزیلہ میں گیا
جس کو خسرو نے جلا دیا تھا۔ آقا ملائی میری خدمت بہت کرتا تھا۔ ہزاری ذات کا اضافہ اوس کے
اصل منصب پر کیا تین سو سوار اوس کو دیے ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اون میں سے بعضے
خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اس لئے کہ مبادا اون کی خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اون کے
خانہ زادوں کو دو ہزار روپے دیے کہ اپنے آدمیوں میں تقسیم کر دیں اور مراسم جہانگیری کا امیدوار
کریں۔ ۱۶ کو پانی پت میں آیا۔ یہ منزل میرے آباے کرام واجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک
و فرخندہ تھی۔ اس شہر میں دو فتح عظیم حاصل ہوئی تھیں۔ ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جس کا
ذکر تاریخ میں موجود ہے دوم والد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں ہو کر پرگنہ
مذکور کی طرف متوجہ ہوا تو بحسب اتفاق دلاور خاں وہاں آیا ہوا تھا۔ وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ
و آقانہ اظہار کرتے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے۔ انھیں دنوں میں لاہور سے
پیسے مقام و منزل میں عبد الرحیم بھی آیا ہوا تھا۔ دلاور خاں نے اوس کو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو
میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہو کر میرا منتظر رہے۔ وہ گرانبار و مرسندہ تھا
اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوس نے خطاب ملک
شورا سے کا پایا اور نبرد میں صاحب اختیار ہوا۔ دلاور خاں مردانہ لاہور کو گیا اور راہ میں ہر کسی کو
اور ہر طائفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اور کروڑیوں اور سوداگروں وغیرہ کو خسرو کے خروج کی
اطلاع دی بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ ہو جاؤ اوس کے بعد دست
اندازوں اور ظالموں کے پنجہ سے بندگان خدا ایمن ہوئے۔ غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید
کمال اور پانی پت میں دلاور خاں جرأت و ہمت کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوس کے ہمراہ
کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان ہو جاتی اور خسرو ہاتھ میں آجاتا۔ مگر اون کی ہمت

نے یاوری نہ کی۔ بنا بر الحال ہر ایک نے کسی نہ کسی سے اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خاں امیر
کرکے خسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور ایسی خدمت نمایاں کیں کہ پہلی کوتاہی کا تدارک ہو
اور سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں تردات مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہوگا
۱۷ ذی الحجہ کرنال میں پہنچکر مقام کیا۔ ۱۹ کو شاہ آباد پہنچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا میدہ برسا جس
لوگوں کا دل خوش ہوا۔ منزل الوہ میں الوانی اوزبک کو شاون منصبداروں کے ساتھ شیخ فرید کی
کمک کے لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ
کو دیا کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دیئے ۲۴ ماہ مذکور کو خسرو کے
پانچ آدمی پکڑے آئے جن میں سے دو نے اوس کی نوکری کا اقرار کیا اون کو میں نے ہاتھیوں کے
پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا اون کو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا
۱۲ فروری سنہ مرزا حسین و نورالدین قلی کو توال شہر میں داخل ہوئے ۲۴ فسنہ وری کو
دلاور خاں کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور
لاہور کا قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے
گئے تاریخ مذکور سے دو روز بعد دلاور خاں کے تھوڑے آدمی شہر میں داخل ہوئے۔ برج و بارہ
کو استحکام کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست ریخت تھی اوسکی مرمت کی قلعہ کے اوپر توپیں اور ضرب زنیں
لگائی گئیں۔ جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی آدمی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے اور
شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ فی الجملہ سر انجام
ہوا تھا خسرو آن پہنچا اور ایک منزل میں اترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کرکے لڑائی شروع
کی جاوے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دی جاوے اور اپنے
نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد حکم دوں گا کہ سات روز تک شہر کو وہ
لوٹیں اور آدمیوں کی عورتیں اور بچوں کو قید کریں اوس کے نوکروں نے شہر کے ایک
دروازہ میں آگ لگائی دلاور بیگ خان دوراں حسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف ایک اور دیوار کھڑی کر لی ان دنوں میں کشمیر کے
تینتایوں میں سے سعید خاں آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایغار کر کے لاہور
روانہ ہوا۔ جب اوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا ہوں۔
اہل قلعہ نے کشتیاں بھیجکر اس کو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے۔ قلعہ کے نوروز
محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اُس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں تو اُس نے فوج
شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ ہندوستان کے سوادہائے اعظم میں سے لاہور رہکر
پہنچا سات روز میں خسرو پاس اُس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہو گئے اور اس ارادہ سے
کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں۔ حوالی شہر سے چلے سرائے قاضی میں ۱۶۔ کو
مجھے یہ خبر معلوم ہوئی۔ باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے کوچ کا نقارہ بجایا اور
سوار ہوا۔ صبح کو سلطان پور میں آیا دوپہر تک سلطان پور میں رہا۔ بحسب اتفاق
اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا معز الملک
طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک لقمہ
شگون کے لیے کھا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال کچھ نہیں کیا
بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا۔ چلتہ خاصہ کو ہر چند طلب کیا مگر کسی نے لاکر نہیں دیا
ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کچھ اور میرے پاس نہ تھا۔ خدا کے بھروسہ پر روانہ
ہوا۔ اول میرے ساتھ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ ہو گی
گوبندوال کے پل تک چار پانچ سو بڑے بھلے سوار میرے ساتھ ہو گئے پل سے گذرتا
تھا کہ شمسی تو شکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں
خوشخبر خاں کا خطاب اُسکو دیا۔ میر جمال الدین حسین جس کو خسرو کی نصیحت کے
لیے بھیجا تھا ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت بتقدر بیان کرتا تھا کہ
اس سے میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا۔ باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آئی تھی مگر اس سادہ
فوج کو کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ جس لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پاسکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے۔ جب خسرو کا سنگھاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اُس کا یقین ہوا اور اُس نے میرے پانوں میں سر رکھا اور کہا کہ اقبال اُس سے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ وفدویانہ سرداری کی۔ سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کار نمایاں دکھاتے تھے۔ ہراول میں تھے سیف خاں ولد سید محمود خاں بارہ سردار قوم خود ترکوں کرتا تھا۔ سترہ زخم اُس کے لگے تھے۔ سید جلال تیر کے لگنے سے مر گیا۔ سادات پچاس ساٹھ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے انہوں نے پان پان سو و ہزار ہزار بدخشی سواروں کو زخم لگا کے پارہ پارہ کر دیا۔ سید کمال کہ اپنے بھائیوں کی کمک کو گیا تھا اپاقات کے چار سو آدمیوں کو پامال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا۔ خسرو کا صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکھتا تھا شاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔

که دانست که این کودک خردسال شود بابزرگان چنین بدسگال
باول قدح درے آرد بہ پیش گداز د شکوہ من و شرم خویش
بسوزاند او رنگ خورشید را تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجھے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بیں دلالت کرتے تھے مگر اصلا یہ بات مجھے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تھی اور میں یہ بھی جانتا تھا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت پر ہو وہ پائداری کیا رکھتی ہے۔ ناقص عقلوں کی مشورہ سے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش کے ساتھ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت درست کی برکت سے جو مجھے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بھاگا میں نے راجہ باسو کو جو کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و اثر کو سنے حتی الامکان اُسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خاں و مرزا علی اکبر شاہی کو ایک انبوہ لشکر کے ساتھ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے اور میں نے یہ ٹھہرایا کہ اگر خسرو کابل کو جائے تو میں اُسے پیچھے جا کر پکڑوں

اگر کابل میں وہ توقف نہ کرتے اور بدخشاں یا اس کی حدود میں جائے تو کابل میں مہابت خاں کو چھوڑ کر خود بخریت واپس آوں اور بدخشاں نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا تو خسرو اوزبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں مابدولت کی خفت ہوتی جس وقت لشکر نقاب کے لیے روانہ ہوا تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خاں کو بیس ہزار روپیہ احدیوں کو دیا تھا کہ راہ میں جس جگہ اس کی ضرورت ہو خرچ کریں ۲۰ کوس کا لاہور سے ۷ کوس منزل پھالیہ میں لشکر آیا خسرو دریاے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اسکے آدمیوں کی رایوں میں اختلاف ہوا افغان اور اہل ہند جو اکثر اس کے قدیمی رفیق تھے یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد و بغاوت کو پھیلائے حسین بیگ کہ جس کے اہل و عیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تھا وہ کابل جانے کے لیے کہتا تھا۔ خسرو نے حسین بیگ کی رائے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اس سے جدا ہو گئے دریاے چناب سے شاہ پور کے گھاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ روانہ ہوا یہاں گھاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گھاس و لکڑیوں سے بھری اس کے آدمی لائے خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تھا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار و ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہو گئے تھے۔ حسین بیگ نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گھاس اور لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اتاریں اس اثنا میں کمال جو دہری سودہرہ کا داماد یہاں آیا اس نے دیکھا کہ ایک جماعت رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اس نے خل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو ان سے ہوشیار رہنا چاہیے اس شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہو گئے کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے کشتی چلانے کی بلّی چھین لی اور کشتی کو چکرایا۔ ہر چند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا مگر کسی نے قبول نہ کیا۔ ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تھا اسکو یہ خبر پہنچی

کہ رات کو ایک جماعت آپ جناب سے اُترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا اب
نوبت یہاں تک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد کمال نے
بھی تیراندازی شروع کی چار کوس تک کشتی خود چڑھاؤ پر نیچے گئی اور آخر شب کو ریگ
میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کھسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم و خواجہ
خضر خاں نے ہلال خاں کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تھا اور جانب
شرقی کو بیسندداروں نے مستحکم کیا تھا۔ ہلال خاں کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے
اس لشکر کی سزاولی کے لیے بھیجا تھا کہ سعید خاں کی ماتحت کشمیر کو جاتا تھا وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا۔ اس کا اہتمام ابوالقاسم خاں نمکین اور خواجہ خضر خاں کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکھتا تھا۔ صبح روز یکشنبہ ۲۹۔ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہو کر خسرو کو گرفتار کیا۔ اور دوسرے روز مجھے اسکی
خبر ہوئی۔ میں نے امیرالامرا کو خسرو کے لانے کے لیے بھیجا۔ امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمیدہ سے کرتا ہوں۔ اوروں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا ہوں
چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے باپ
کی خدمت میں گیا جس سے دین و دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اس تدبیر کے سبب سے
میں بادشاہ ہوا۔ دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں مطلق
نہیں ہوا۔ روز پنجشنبہ محرم ۱۵ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پابزنجیر طرف چپ سے بموجب حکم تورہ چنگیز خاں میرے روبرو لائے حسین بیگ
کو اُس کے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کھڑا کیا۔ خسرو ان دونوں کے درمیان
کھڑا لرزتا اور روتا تھا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھ نفع ہو پریشان باتیں بنا
تھا۔ جب اُس کی غرض معلوم ہوئی تو اُس کو چپ کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات
بھیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ خر کی کھالوں میں بند کر کے دراز گوش پر اُلٹا بٹھا کے
میں پھرایا گائے کا پوست بہ نسبت گدھے کے زیادہ جلدی خشک ہو گیا۔ حسین بیگ

پہر تک زندہ رہا اور پھر دم گھٹنے سے دم نکل گیا۔ عبدالرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بھی اُس کو رطوبت پہنچتی تھی وہ زندہ رہا۔

چلنے کی ساعت نیک نہ آئی تھی میں نے روز دوشنبہ آخر ذیحجہ سے ۹ محرم مذکور تک مرزا کامران کے باغ میں توقف کیا۔ ہر وال جہاں جنگ ہوئی تھی شیخ فرید کو میں نے حفاظت کی اور مرتضےٰ خاں کا خطاب والا دیا۔ سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک داروغہ داریں کھڑی کیں اور ایماق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تھے۔ سیاست غیر مکرر سے جزا سزا دی۔ اقبال نامہ میں یہ لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتھی پر بٹھایا اور داروں کے درمیان پھرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکھے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے اُس پر یہ حاشیہ بھی بڑھایا کہ خسرو کو یوں پھرایا کہ چوبدار سے یہ کہوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب اور تسلیمات قبول کرے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تھی اُن کو ریاست و جودت چنانچہ بہت سے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ جبے زا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تھا تو ایک گھوڑا پاس رکھتا تھا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہو گیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اُس کے مال میں سے سات لاکھ روپیہ میر محمد باقی کے گھر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اُس نے رکھا ہوگا اور اپنے ساتھ لیا ہوگا وہ ابھی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کو پوست خر میں بند کیا گیا تھا اور شہر میں پھرایا گیا تھا۔ پوست سگ اُس کو پہنایا گیا تھا اور کوچہ و بازار تمام خیارے اور مرطوب چیزوں سے جو کچھ اس کو ہاتھ لگتا وہ کھاتا۔ ایک دن زندہ رہا دوسرے روز اُسکو پوست سے نکالا۔ ایک رات دن میں اُس کے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا۔

چھوٹی توزک میں لکھا ہے۔ جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اُس کے بہ آرامیوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے تو اُن کو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہتے اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اُنہوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہ سے شب خون ماریں۔

اس ارادہ سے جنگل کو مغرب اور عقب کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا۔ دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار سپاہ کے ساتھ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینہ میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اُسی رات کو گومینہ بہت برس رہا تھا میں نے خیموں کے اُکھیڑنے کا حکم دیا دریا کو گوئندوال سے عبور کر کے دیوال میں گیا۔

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا۔ میں سلطان پور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لیے صرف ایک نوالہ کھایا کہ گھوڑا تیار ہو کر آیا اور میں اُس پر سوار اور اُس کو دوڑایا۔ میں نے سپاہ کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا۔ میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بھروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا۔ میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اُن کو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں جب میں گوئندوال کے پل پر آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بھیجے۔

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو کے پاس بھیجا کہ اُس کو یہ نصیحت کرے کہ گو تجھکو شیطان نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ بڑا باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے افعال پر اُس کے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کر دیگا تو اس جوابدہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی اگرچہ خود دل میں اُس نے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں

ہمایوں فرنگ میں جس طرح اس کا بیان لکھا ہے۔

مگر اس کے فتنہ پرداز اور باش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا کہ اب تیغ زنی کے سوا اور کوئی بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانے گا اُس کے سر پر تاج رکھے گا۔

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس کش بیٹے کے لیے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی میں نے شیخ فرید کو حکم بھیجدیا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اُس نے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا بہادر خاں اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا دو گھنٹہ دن چڑھے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے۔

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اُتر کر ایک سنگاسن میں اسلیے بیٹھا تھا کہ اس طرح کے ہنگامہ میں کوئی اُسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائے گا۔ بہادر خاں نے اُسے پہچانکر گھیر لیا اور شیخ فرید بھی وہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھکر کہ کوئی بھاگنے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اُس نے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں۔ خدا کی قسم کھائی۔

میں گوئندوال کے پل کے سرے پر اندیشہ کر رہا تھا کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے میر جمال الدین مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ کہ شیخ فرید اُنکو مغلوب کر سکے اُس کی سپاہ اور بہادر خاں اوزبک کی سپاہ ملکر چودہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے۔ میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی۔ میر جمیل الدین نے گھوڑے سے اُتر کر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری کہنے نہ پایا تھا کہ خسرو اور اُسکے خواجہ سرا میرے روبرو لائے اور انہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکھکر میر کو تعجب ہوا اور اُس نے دوبارہ میرے قدموں پر

سر رکھکر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہی۔ دونو شیخ فرید اور ابوالقاسم اور بک (بہادر خاں) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکھائی تھی اسلیے دونو کو میں نے پنجہزاری منصب دیا اور اس کے ساتھ نقارہ وعلم اور ہمیشہ مع ساز مرصع اور کمر خنجر مرصع عنایت کیا۔ اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا۔ شیخ فرید پہلے دوہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری امیر کردیا۔ سیف خاں پسر سید محمد عہدہ خدمات بجا لایا اور سترہ زخموں سے کم اسکے نہیں لگے تھے اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چند روز زندہ رہکر مرگیا۔

خسرو کے دو سپہ سالار سید حل بول اور اس کا بھائی نقارہ شاہی کی دھوں دھوں سنتے ہی لڑائی کے ابتدا میں بھاگے چار سو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو آدمی قید ہوکر میرے روبرو آئے۔ خسرو کا صندوقچہ جس میں ۵ کرور مثقالی اشرفی کے جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتھ میں آگیا مگر یہ آدمی نہ معلوم ہوئے کہ کون تھے۔ اس پنجشنبہ کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلیے بنایا تھا کہ ہاتھیوں کی کشتی کا تماشا دیکھا کرے یہاں بیٹھکر میں نے حکم دیا کہ تیز چوپیں دریائے راوی میں گاڑی جائیں ان سات سو مفسدوں کو جو خسرو کے ساتھ بغاوت کی سازش میں شریک ہوئے تھے زندہ کھال کھچوائی اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعذیر مجرموں کے لیے نہیں ہی کہ وہ دیر تک تکلیف میں مبتلا رہیں اس سے ایسی عبرت لوگوں کو ہوتی ہی کہ وہ سرکشی کا خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے میرا خزانہ آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی ابتدا سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں۔ میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اس کی نگرانی خوب رکھے

۲۶ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دارالسلطنت آگرہ میں آیا۔ کم بخت خسرو نے اپنی بداعمالی کی ندامت کے سبب سے تین رات دن تک کھانا نہ پیا اور روتا رہا۔ غم و غصہ و بھوک و پیاس میں گھلتا رہا اسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہی اسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ رہنے کے لیے کچھ کہنا ضرور ہی اگر وہ نہ کہتا تو تین رات دن تک کھانے سے چوتھے روز وہ مرجاتا

مرجاتا۔ ان دونوں بیانوں کا مقابلہ کرکے دونو توزکوں کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھ لو

بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا۔ دولت خواہوں کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں صوبہ گجرات و دکن بنگالہ میں تی الجملہ خلل ہے اگر جانا مصلحت ہے۔ یہ تجویز جہانگیر کو اسلیے پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرائض سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قندہار کی طرف تزلباش فساد کرنے والے ہیں۔ چنانچہ حسین خاں حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیر دار قندہار پر چڑھ آئے اور اُس کا محاصرہ کیا۔ شاہ بیگ کی ہمت مردانگی پر شاباش ہے کہ مردانہ پاؤں کو جماکر قلعہ کو مضبوط اور مستحکم اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح بیٹھا کہ باہر والے علانیہ اُس کی مجلس دیکھتے۔ محاصرہ کے دنوں میں کمر نہ باندھی۔ سروپا برہنہ مجلس عیش ونشاط کو گرم رکھا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تھا کہ قلعہ سے باہر لشکر غنیم کی برابر وہ پیادہ نہ بھیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر تزلباش سے اُس کا تین طرف سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں پہنچی تو ان حدود میں قف مناسب سمجھا اور فوراً ایک فوج کلاں بسرداری مرزا غازی پنجہزاری بھیجی اور اُس کے ہمراہ اور بڑے بڑے منصب دار اور امیر روانہ کیے اُسکے ہمراہی بقراخاں کو تینتالیس ہزار روپیہ اور قلیچ بیگ کو پندرہ ہزار روپیہ مدد خرچ کے لیے ملا۔ اس خدشہ کے رفع کرنے کے لیے اور کابل کی سیر کے لیے بادشاہ نے لاہور میں توقف کیا۔

قندہار پر لشکر کشی کی روانگی

گوئندوال میں دریا بیاہ کے کنارہ زعفران کا قشقہ نیگ شگونی کے لیے لگایا اور اسباب و مکان و منازل اسکے ضبط کیے لوٹ مار مچائی تھی راجو کو دار پر کھینچا اور انہیں صرف کیا۔ جب خسرو بھاگا تو میں کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تھا کہ خسرو حالت میں دارالخلافہ آگرہ کا خالی چھوڑ

بمقام گوئندوال کوچ

سراجین رہتا تھا۔ اُس نے خسرو کے ہاتھی پر صور میں جہانگیر نے اُس کو قتل کیا اور مال وجب لاہور میں تھا تو راجو اور ابنا نے ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ ڈنڈ لیکر خلاص ار دیا تھا کہ جب تک خسرو کو نہیں پکڑ لونگا ان کی جانب اپنا رخ پھیرے گا۔ ایسی لاح ملک داری سے بعید تھا وہ

پرویز فرار

مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سراپردگیان محل مقدس و گنجہائے عالم کا مدفن تھا اس لیے جب میں نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو پرویز کو لکھا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بھاگا اور سعادت تیرے پاس آئی۔ میں نے اُس کے تعاقب میں ایلغار کی ہے مہمات رانا کو بمقتضائے و اصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ میں آجا۔ پائے تخت اور خزانہ تجکو حوالہ کیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اس سے کہ پرویز پاس یہ حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر آصفخان پاس آدمی بھیجا کہ میں اپنے کیے سے خجل و نادم ہوں۔ امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہوکر شہزادہ کو کسی نوع سے اُس پر راضی کرو کہ میں اپنے بیٹے باکھ کو اس پاس بھیجدوں پرویز اس بات پر راضی نہوا اور اُس نے کہا کہ زود تو میرے پاس آیا کرن کو بھیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خاں اور دولت خاں باکھ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈلا گڑھ میں شہزادہ کی خدمت میں باکھ آیا۔ پرویز راجہ جگناتھ اور امرا تعینات کو لشکر میں چھوڑ کر خود آصف خاں اور چند اور اہل خدمت کے ساتھ آگرہ کو روانہ ہوا اور باکھ کو درگاہ والا میں بھیجا جب وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اُسنے سُنی تو دو روز مقام کیا اور اُس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سے بنا ہر بہت جلد میرے پاس

دانیال کی اولاد

وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور میں نے دس ہزاری منصب او اب گیراس کو مرحمت کیا۔

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خ میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تہیں۔ بیٹوں کے نام طہمورث۔ بار رہو شنگ تھے۔ میں نے اُن پر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسر ن بھی نہ تھا۔ سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے س ہو اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اُنکی خبرگیری کریں۔

یہ میرے باپ کا ضابطہ تھا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کرکے مقرر کرتا تھا
اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کو فت و بیماری سے
خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آئے تو دوسرا حاضر ہوتا کہ کاموں اور مہمات
میں بندگانِ خدا معطل نہ رہیں۔ میں بھی اس ضابطہ کا پابند تھا۔ بندیل کھنڈ میں اجیندر
پسر نند کوار کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تھا عبداللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کرکے
گرفتار کیا اور کالپی میں لایا اور پھر میرے پاس بھیجا میں نے اُس پر ایسی مہربانی کی جس کا
خیال بھی اُس کو نہ تھا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی
جمعیت رکھتا تھا اُس نے بڑا فساد مچایا تھا۔ جہانگیر قلی نے اُس کو تفنگ سے نابود کیا
دلیپ سنگھ ولد رائے رائسنگھ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق
خاں و عبدالرحمن بن شیخ ابوالفضل نے لڑ کر شکست عظیم دی اور اُس کے بہت آدمی مارے
وہ جنگل میں بھاگ گیا۔

بست و دوم ذیقعدہ ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰۔ مارچ ۱۶۰۶ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق
جشن ہوا۔ اُس روز عرائض قندہار سے مجھے معلوم ہوا کہ لشکر بسرکردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی
کے شاہ بیگ کی کمک کے لیے تعین ہوا تھا وہ ۱۲ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں
داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنے کی
خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۰ کوس بھاگ گئے اب معلوم ہوا
کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے
بعد یہ خیال کیا تھا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتھ آجائے گا بغیر اسکے کہ شاہ
عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کرکے اور ملک سیستان کو اپنے ساتھ متفق کرکے حسین خاں
حاکم ہرات پاس آدمی بھیجکر اُس سے کمک طلب کی اُس نے بھی ایک جماعت بھیجی ان سب
نے متفق ہو کر چڑھائی کی۔ یہاں کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سردار داگر
شکست ہو گی تو قندہار رہا ہاتھ سے جائیگا قلعگی ہونا جنگ سے بہتر جانا اور قلعہ داری کی ٹھیرائی

اور تیز رو قاصد میرے پاس بھیجے۔ میں لاہور میں تھا اس خبر کے سنتے ہی ایک فوج گلاں اور
امرا اور منصب داروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے اس سے کہ مرزا قندہار میں پہنچے
شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ عالم فراہ نے مع اس نواح کے بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار
کا قصد کیا ہے۔ اس بات کو نامناسب سمجھکر حسین بیگ کے ہاتھ ایک فرمان اُن کے
نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑ کر اپنے اپنے مقام پر اس سبب سے چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ
سے محبت و موالات قدیم سے ہے یہ جماعت پہلے اس سے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم
شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے تھے حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے
میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر حرکت
آئی تھی۔ ایسا نہو کہ حضور کی خاطر پر گرانی ہو اسلیے میں حاضر ہوا ہوں۔ غرض جب قندہار
میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خاں کے سپرد ہوا۔ اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم دکن
ہوا۔ میرے پیش نہاد ہمت تھا کہ اپنے آبا و اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراء النہر کو فتح
کروں اسلیے میں یہ چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک
صاف کروں اور اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار
اور خزانہ وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں۔ اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لیے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثنا میں خسرو نے
ایسی حرکت نامناسته کی کہ ضرور ہوا کہ اُس کا تعاقب کرکے اُس کے فتنہ کو دفع
اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت وقت پر نظر کرکے
رانا کو مہلت دی اور اُس کے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے کے لیے روانہ ہوا
اور لاہور میں ملا۔ جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباشوں نے جو قندہار
کا محاصرہ کر رکھا تھا اُنکی شورش بھی بہل طور پر دفع ہوئی تو دل میں آیا کہ کابل جا
جاکر سیر و شکار کیجیے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان میں آئے اور اپنے
ارادوں کو قوت سے فعل میں لائے۔

۱۵ نومبر

۲- دیجہ قلعہ لاہور سے باغ دل افروز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزیں ہوا۔ اور چار روز یہاں توقف کیا ۱۹- فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس باغ میں بسر کیا اور بعض اپنے بندوں کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسن بیگ فرستادہ دارائے ایران کو عنایت کئے قلیچ خاں میران صدر جہاں و میر شریف آملی کو لاہور میں متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے۔ سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہوں میں ہے اس کے حوالی میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جس کا نام مہس راج تھا مزار بنایا گیا ہے۔ یہ آہو آہوان جنگ میں اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تھا۔ اور اس مینار پر ملا محمد حسین کشمیری نے کہ خوش نویسوں میں سرآمد تھا یہ نثر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دلکش آہوے بدام جہاندار خدا آگاہ نورالدین جہانگیر بادشاہ آمدہ درعرض یک ماہ از وحشت صحرائیست برآمدہ سر آمد آہوان خاصہ گشت بنابر مذکور حکم کردم کہ ہیچ کس قصد آہوان این صحرا نکند و گوشت آنہا بر ہندو مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر ادرا بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کوکہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار تھا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے پنجشنبہ ۲۱ کو پرگنہ چندالہ میں منزل ہوئی روز شنبہ ۲۲ کو یک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی کہ میر قوام الدین نے وہاں کے کروری سے بنوائی تھیں۔ دو کوچ میں دریائے چناب کے کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۲۸ دیجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کر کے پرگنہ گجرات کے حوالی میں گیا۔ یہاں منزل ہوئی جب الد ماجد کشمیر کو جاتے تھے تو دریا کے کنارہ پر یہ قلعہ تعمیر کیا تھا۔ گوجروں کا گروہ جو اس نواح میں زدی اور راہزنی کرتا تھا اس کو اس قلعہ میں لاکر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجروں کا مسکن بنا اس کا نام گجرات رکھکر علیحدہ پرگنہ مقرر کیا۔ گوجروں کی قوم کشت وکار کمتر کرتی ہے اور شیر و جنرات پر

اپنی اوقات بسر کرتی ہے روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پورہ میں منزل ہوئی اُس
خواص خاں غلام شیر خاں نے آباد کیا تھا اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی مینہ اس شدت سے برسا کہ
بوڑھے آدمی کہتے تھے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پھر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور متعلقہ
کے ساتھ کشتی میں عبور کیا۔ کشتیاں کم تھیں۔ میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں لاکر
سرنو پل باندھیں۔ ایک ہفتہ میں پھر پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا۔ کشمیر میں دریائے
منبع ایک چشمہ ہے تریاک اس کا نام ہے اور ہندی زبان میں تریاک سانپ کو کہتے ہیں ظ
اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں دو مرتبہ اس سرچشمہ پر
گیا تھا۔ شہر کشمیر سے وہ بیس کوس پر ہے۔ وہ ثمن حوض کی شکل کا ہے۔ تخمیناً بیس گز سے
گز ہوگا۔ اس نواح میں ریاضت مندوں کی عبادت گاہ کے آثار سنگین حجرے اور
متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے عمق کا قیاس نہ
ہوسکتا اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پر پہنچنے تک دکھائی دیگا
نے سنا تھا کہ یہ چشمہ تھاہ نہیں رکھتا اسلیے میں نے رسی میں پتھر باندھ کے لٹکایا تو آ
کے ڈیڑھ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ کو پتھر
بستہ کرکے اُسکی اطراف میں باغچہ لگائے۔ جوے کو اس کی بدول بنا دیا اور دور چشمہ
ایوان اور خانے بنائے تھے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کر
والے کہتے ہیں کہ ایسی جگہ کم نشان ہے۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پام یا پم پور میں چشمہ
پانی پہنچتا ہے تو زیادہ ہوجاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا
کسی جگہ یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھ موسم گل زعفران میں آیا تھا۔ تمام عالم کے
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پھر گل آتا ہے۔ بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین

ہر انگشت اسکی ساق نکلتی ہے تو پھول سوسنی رنگ کا جس کی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل مصفر اسکے اندر ہوتے ہیں اور درازی میں ایک پور کی برابر
زعفران یہی ہوتا ہے۔ وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ٹیلوں میں پیدا ہوتا ہے
بہتر زعفران زار ایک کوس اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے عمدہ
معلوم ہوتے ہیں اُس کی بو کی تیزی سے میرے مغزوں کے سر میں درد ہونے لگا باوجودیکہ
مجھے شراب کا نشہ تھا اور شراب کا پیالہ پیتا تھا مجھے بھی درد سر ہوا۔ حیوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تھے میں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے تو معلوم ہوا کہ کبھی عمر بھر
درد سر اُن کے تصور میں بھی نہیں آیا۔ اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے
ہیں اسکے داہنی بائیں طرف سے ندی نالے ملکر اسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گزرتا ہے۔ عرض اس کا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بہ سبب کثافت کھاری
پینے کے کوئی نہیں پیتا۔ سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اُس کا نام ڈل ہے
پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پنگلی اور دتور
سے پنجاب میں جاتا ہے۔ کشمیر میں رود خانے اور چشمے بہت ہیں۔ اور سب میں بہتر آب
بارہ مولہ ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت ملتا ہے اور یہ موضع بھی کشمیر کے مشہور
مقامات میں دریا بہت کے قریب ہے یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ زمین میں سرسبز
تھوڑے ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دئے کھڑے ہیں اور اس سارے زمین کو اپنے
سایہ سے گھیرے ہوئے ہیں۔ سطح زمین پر سبزہ و سبزہ برگہ ہے اُس کے اوپر فرش بچھانا
بیحد دی اور بد سلیقگی ہے۔ اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد کیا ہے جس نے اس
ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اس کو یہاں بادشاہ (بڑا
بادشاہ) کہتے ہیں۔ اس کے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں۔ کشمیر
میں اسکی عمارات و علامات و آثار بہت ہیں۔ منجملہ اُس کے ایک آب گیر کے درمیان جس کا
نام اولر ہے اور عرض طول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا (یا زین

بنائی ہے اس عمارات کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی
اول اس میں کشتیوں میں پتھر بھر بھر کر ڈالے مگر کچھ فائدہ نہوا۔ پھر کئی ہزار کشتیاں پتھ
بھر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت و جانکاہی سے پانی سے باہر سو گز مربع ایک
بنایا اور صفہ کے چاروں طرف عمارات بنائیں۔ ایک عبادت کدہ اپنے پروردگا
پرستش کے واسطے ترتیب دیا۔ اکثر اوقات کشتی میں بیٹھکر وہ یہاں آتا اور بہت
چلے کھینچتا۔ ایک دن ایک نا خلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اُسکو تنہا
کشیدہ آیا۔ مگر جب باپ پر اُسکی نظر پڑی تو صلابت پدری و شکوہ صلاح سے سراسیم
ہوکر اُلٹا پھرا یعنی ایک لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکلکر اُسی بیٹے کے ساتھ کشتی
شہر کو روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں میں اپنی تسبیح بھول
کشتی میں سوار ہوکر میری تسبیح لے آ۔ بیٹا عبادت خانے میں آیا تو باپ کو بیٹے نے
بے سعادت از روئے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذرخواہی کی غ
کی اُسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ نلع بدن کا علم اُسکو خوب آتا تھا (اب
جھوٹی جھوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں کے
واطوار سے جانتا تھا کہ وہ حکومت و ریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں تو اُس
کہا کہ مجھے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے بعد تم میں
کوئی کام نہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہوگی اور تھوڑے دنوں میں اپنے عمل او
جزا کو پہنچوگے۔ یہ بات کہکر اُس نے کہانا اپنا چھوڑا اور ایک چلہ اسی طرح گزرا او
آنکھوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے ساتھ عبادت
میں مشغول ہوا۔ اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کرکے جوار حق سے پیو
اُسکے تین بیٹے آدم خاں۔ حاجی خاں۔ بہرام خاں۔ آپس میں لڑے اور
غارت ہوئے اور کشمیر کی حکومت جماعت چکاں کو ہاتھ لگی جو اس ملک
عوام الناس میں تھے اور سپاہی کا پیشہ رکھتے تھے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت

صفہ مذکور کے تین ضلعوں میں عمارتیں بنائیں۔ لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچتی تھی۔ کشمیر کی خزاں و بہار دونو دیکھنے کے قابل ہیں میں نے فصل خزاں دیکھی اُس کا حال جو سنا تھا اُس سے بہتر پایا۔ اُس کی فصل بہار نہیں دیکھی سو امید ہے کہ کسی دن دیکھوں گا۔

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ پر ایک روز درمیان قلعہ رہتاس میں آیا جس کو شیر خاں نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی سخت زمین میں بنایا ہے کہ اس سے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین گھکروں کی ولایت کے قریب ہے اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے۔ یہ قلعہ خاص اُس کی تنبیہ اور سرکوبی کے لیے بنایا گیا ہے۔ کچھ بنا تھا کہ شیر خاں مر گیا۔ اُس کے بیٹے سلیم خاں کو اُس کے پورا بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے پتھروں پر قلعہ کی تعمیر کی خرچ کندہ کیا ہے۔ ۱۶ کروڑ دس لاکھ دام کسر کے زاید اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے حساب سے پچیس لاکھ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے۔

سہ شنبہ ۴ کو پونے پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گھکروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ اور وہاں سے بھکرا کی وہ میں آیا۔ اسی جماعت کی زبان میں بھکرا ایک جنگلہ ہے جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بھکرا تک تمام راہ میں رودخانہ کے درمیان آیا اُس میں پانی رواں تھا اور کنیر کے پھول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکھاتے تھے نہایت رنگین و شگفتہ تھے ہندوستان کی زمین میں یہ پھول ہمیشہ شگفتہ و پربار رہتا ہے اس رودخانہ کی اطراف میں وہ کثرت سے تھے کہ میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے میرے ہمراہ ہیں اس پھول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پھول نہوں اُس کی دستار اُتاری جائے۔ یوں مجھے ایک عجیب گلزار راہ تھا لگا۔ روز پنجشنبہ ششم دسمبر میں منزل کی یہاں گل پلاس (ڈھیسو) شگفتہ تھے۔ یہ پھول بھی ہندوستان کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اس کا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے۔

اور جڑ اُس کی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سُرخ کے بوٹہ کی برابر ایسا دکھائی دیتا ہے
نظر اُٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سی
اور ہموار پڑتی تھی تو میں نے شراب بی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتھ راہ طے
اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اُس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو
سے ہتیا تک پونھوار (پنھوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زراعت بہت کم ہوتا ہے۔ ہتیا
ہتیا تک لوگ بال کا ملک کہلاتا ہے لوگ ٹال گکھروں کے ساتھ خویش و ہم جد
جمعہ ہفتم کو پہنچے پانچ کوس کوچ کر کے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اُس کو اس سبب سے کہتے
کہ اُس میں پکی اینٹ کی سرائے بنی ہوئی ہے یہ بڑے پر گرد و تنگ منزل تھی
کے ناخوش ہونے کے سبب سے بڑی مشکل سے اربابے منزل پر پہنچے۔ اس جگہ زلوج
ساگ، کابل سے زائد تھے اکثر اس میں سے ضائع ہو گیا۔ روز شنبہ ہشتم ساتھ
کوس کوچ کر کے موضع کورمیں (کھر) منزل ہوئی۔ گکھروں کی زبان میں کہر جرا اور شک
کہتے ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کو راول پنڈی سے
نزول ہوئی اس موضع کو راول ایک ہندو نے آباد کیا تھا اور یہاں کی زبان میں
وہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب درہ کے درمیان پانی کی رودباری تھی اس سے
تال تھا جس میں رود کا پانی آنکر جمع ہوتا تھا۔ سر منزل صفائی سے خالی نہ تھا میں
اکثر اور گکھروں سے پوچھا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اُنہوں نے جواب مشتمل
اور بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے
اور جو جانور پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو
میں جانے کی جرات نہیں ہوتی میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چھوڑا
وہ تمام حوض میں تیر کر باہر نکل آئی پھر میں نے ایک خراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بھی
اس سے معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اُس کی کچھ اصل نہ تھی۔ اس تال کا عرض
اندازی برابر ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھر

3256

بسیہ بنایا تھا اور وہاں آنے جانے والوں سے باج لیتے تھے اس گنبد کا اندام خربوزہ سے
شباہت رکھتا تھا اسلیے اُس کا نام ہی مشہور ہوگیا ۔ سہ شنبہ یازدہم کو کالا پانی میں آیا
اس منزل میں ایک کوتل ہے جس کا نام مارگلہ ہے ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں
اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارجاتے تھے اسلیے اُس کو مارگلہ کہتے تھے گکھروں
کی ولایت یہاں تک ہے ۔ یہ جماعت عجب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی رہتی ہے
ہر چند میں نے چاہا کہ اس میں رفع نزاع ہو مگر کچھ فائدہ نہوا ۔

جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہے)

روز چہار شنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی ۔ شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے
جس کا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے ۔ کابل کی راہ میں اُس کی برابر کوئی آبشار نہیں ہے
کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں ۔ اس آبشار کا جو آب گیر مبنع ہے اُسکے
درمیان راجہ مان سنگھ نے ایک مختصر عمارت بنائی تھی ۔ اس آب گیر میں آدہ اور پاؤ گز
لمبی مچھلیاں بہت سی ہیں اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربوں کے
ساتھ شراب پی اور مچھلی کا شکار کھیلا ۔ ابتک میں نے سفرہ جال جس کو ہندی میں ہنور
جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تھا اس کا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے اپنے
ہاتھ سے ڈالا اور دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور پھر اُنکی ناک میں موتی ڈالکر چھوڑ دیا ۔
یہاں کے متوطنوں اور مورخوں سے حسن ابدال کا حال کچھ نہ معلوم ہوا جس سے پوچھا اُس نے
شخص جواب نہیں دیا ۔ یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہ وہ ہے جہاں دامن کوہ سے
ایک چشمہ جاری ہے اس کا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت ولطافت ایسی رکھتا ہے کہ
حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اُس پر صادق آتا ہے ؎

درتہ آبش از صفا ریگ خرد کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خافی نے جو والد بزرگوار کا وزیر مدتوں تک رہا ہے ایک صفہ بنایا
اور اُس کے درمیان ایک حوض بنایا جس میں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے۔ اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لیے بنایا تھا مگر بحسب
اتفاق یہ جگہ اُس کو نصیب نہوئی۔ حکیم ابوالفتح گیلانی اور اُس کا بھائی حکیم ہمام جو
باپ کے بڑے مقرب تھے یہاں مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امردی میں منزل ہوئی
ایک عجب سبزہ زار یک دستی دیکھا۔ جس میں اصلا بندی اور پستی نہیں۔ اس موضع
اور اُس کے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوار کھاتر اور دلازاک کے متوطن ہیں وہ
طرح کے فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی
ظفر خاں پسر زین خاں کو سپرد ہو اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام
کو لاہور کی طرف وہ بھیجدے اور کھاتوروں کے سرداروں کو پکڑ کر مجبوس
کرے روز دوشنبہ ہفتدہم یک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریائے نیلاب کے کنا
نزول ہوا۔ اس منزل میں ہمایت خاں کو منصب دہزاری پانصدی ملا۔ یہ قلعہ والا
نے بنوایا تھا اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اس کی تعمیر تمام ہوئی تھی۔ یہ ایک مستحکم
دریائے نیلاب طغیانی پر تھا۔ اٹھارہ کشتیوں کا پل بندھا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا
ایسا ضعیف اور بیمار تھا کہ میں نے اٹک میں اُس کو چھوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل
ولایت لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی سوائے نزدیکوں اور مقربوں کے کوئی د
عبور نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں ہیں اور چہار شنبہ نوزدہم شاہزادوں
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہو کر آب نیلاب سے سلامت گزرا (نیلاب ایک قط
جس کے سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی
اسکو اباسین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اُسکو اٹک کہتے ہیں اور اُس کے
کے ہندو سندہ کہتے ہیں اسلیے کہ اُنہوں نے اپنے دھرم شاستر میں یہی نام پڑھا ہے
دریائے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریا
وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قطعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریا کابل
دریا کو نیر ملتا ہے) کونیر کو بھی کامہ کہتے ہیں جس کے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ

سواب اکثر لنڈی مالنڈ کہتے ہیں۔ پنجکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریباً جنوب میں
یہ کر پشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے۔ جلال آباد سے پشاور تک اُسکو کامہ کہتے ہیں
بیلہ کو بانس اور خس سے ترتیب دیتے ہیں اور اُس کی تہ میں ہوا سے بھری مشکیں باندھتے
ہیں اس ولایت میں اُسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں میں پتھر ہوتے اُن میں
کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ شریف آملی اور اس جماعت
کو جو لاہور میں متعین تھے دے گئے کہ فقراء میں تقسیم کریں اور عبدالرزاق سمرقندی اور
بہادر اس بخشی اہدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفر خاں کے ساتھ چھوڑی گئی ہے اسکے لیے
سامان تیار کرکے روانہ کریں یہاں سے ایک منزل درمیان سرائے بارہ میں منزل ہوئی
سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف ایک قلعہ زین خاں کوکہ نے اسوقت
بنایا تھا کہ وہ یوسف زئی افغانوں کے استیصال کے واسطے گیا تھا اور اُس کو نوشہرہ سے موسوم
کیا تھا اور اُس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب خرچ ہوا تھا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایوں
نے اس سرزمین میں گورخر کا شکار کھیلا تھا اور میں نے اپنے باپ سے سُنا کہ اُس نے
اپنے باپ کے ساتھ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تھا روز پنجشنبہ بست و پنجم
سرائے دولت آباد میں فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار پرشاور یوسف ئی
اور غوریہ خیل کے ملکوں کو ساتھ لیکر میری ملازمت میں آیا۔ احمد بیگ کی خدمت مستحسن
نہیں معلوم ہوئی اُسکو بدل دیا اور شیر خاں افغان کو یہ ولایت عنایت کی چہارشنبہ
بست و ششم باغ سردار خاں کی حوالی پرشاور میں ہی منزل ہوئی پرشاور میں جوگیوں کے مشہور معبد
گورکھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر آئے کہ اُس کی صحبت سے
فیضیاب ہوں مگر فقیر تو علم عنقا اور کیمیا کا رکھتا ہے۔ ایک کلہ بیگی بے معرفت نظر آیا
جس کے دیکھنے سے تیرگی کے سوا کچھ نہیں حاصل ہوا روز پنجشنبہ بست و ہفتم کو
خمرود میں نزول ہوا۔ روز جمعہ بست و ہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد میں منزل
ہوئی سہ شنبہ بست و نہم کو کوتل مار پیچ سے گزر کر غریب خانہ میں اُترا سہ شنبہ

3259

کیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ
اصلا درخت وسبزہ وہاں نہیں ہوتا اس لیے اُس کو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد
میں نے سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے امیر الامر کو مالی اور ملکی خدمات
کی تھیں اُسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اُس کی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو
ساعت مقرر میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بھول جاتا اور روز بروز یہ نسیا
زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ وزارت کی خدمت آصف خاں کو عنایت ہوئی رود خانہ میں
سنگ سفید تھا میں نے حکم دیا کہ اُسکو فیل کی صورت میں تراش کر اُسکی سینہ میں یہ مصر
جو تاریخ ہجری کے مطابق ہے نقش کیا جائے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ ۔۳۰ صفر

قتل ہندو

کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر
سنے تھے ایک اُن میں سے یہ تھا کہ کسی مسلمان لولی عورت کو اُس نے اپنے گھر میں ڈال لیا
اور اس لیے کہ اسمیں مقدمہ کی شہرت نہو اُسکے ماں باپوں کو مار کر اُنکو اپنے گھر میں گور
دفن کر دیا تھا اوّل اس کو قید کیا اور تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اُس کی زبان کاٹی جا
اور دائم الحبس ہے اور سگ بانوں اور حلال خوروں کے ساتھ کھانا کھلایا جائے۔ پھر سرخا
بعد اُسکے جگدلک میں منزل ہوئی۔ یہاں چوب بلوط دیکھیں جس سے بہتر کوئی لکڑی جہ
کے لیے نہیں ہوتی۔ آب باریک میں پھر یورت بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پھر بگرام میں

موش پراں

منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش پراں جس کو ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجھے دکھایا
اور لوگوں نے کہا کہ جس گھر میں یہ جانور ہوتا ہے اُسکے پاس چوہا نہیں پھٹکتا اسلیے اُس کو
موشاں کہتے ہیں میں نے اب تک اپنی عمر میں اُسے دیکھا نہ تھا مصوروں کو حکم دیا کہ اُسکی شب
کھینچیں۔ وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اُسکی صورت بلی سے مشابہت رکھتی ہے
احمد بیگ خاں افغان کو بنگش کی تنبیہ و تادیب کے لیے تعین کیا اور عبد الرزاق مع
کو جو اٹک میں تھا حکم دیا کہ دھنداس پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکھ روپیہ
کرے کہ لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بھی اس لشکر کی ہمراہی کے

مقرر ہوئے شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دوہزاری ذات اور ہزار دو پانصد سوار اور فضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خاں کو دیا گیا اور قلعہ بیش بلاغ کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اُس کی تحویل میں دیا گیا اور دلاور خاں افغان کو سرکار قندھار مرحمت ہوئی سہ شنبہ بیست و ہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں میر الشکر اُترا دو روپیہ فقرا اور محتاجوں پر روپے اٹھنیاں چونیاں بکھیرے گئے اور میں باغ مذکور میں داخل ہوا اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالوں اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پھلانگیں اگر نہ پھلانگ سکے اُس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں بھی پھلانگا مگر جیتی وچالا کی سے کہ بیس سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پھلانگا تھا۔ اب چالیس برس کی عمر میں نہ پھلانگ سکا۔ اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پھرا۔ ایک قطعہ زمین اُس کے مالکوں سے خرید کر کے ایک باغ لگوایا اور اُس کا نام جہاں آرا رکھا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جب تک میں کابل میں رہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ کنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو نصب کریں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اُس پر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکھیں کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف ایں عمل نماید بغضب و سخط الٰہی گرفتار آید۔ میرے جلوس تک یہ اخراجات معمول و مستمر تھے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تھا۔ میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور قرنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اُن کے مطالب و مقاصد حسب دلخواہ برآمد ہوئے۔ میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ بیست و ہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تھی اور تاریخ ہجری کے مطابق تھی کابل کے جنوب میں

واقعات بابری

شاہزادہ خسرو

راعن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اُس کے قریب ایک صفہ پتھر میں سے تراش کر بنایا تھا جس پر حضرت فردوس مکانی بیٹھکر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دومن ہندوستانی شراب آتی تھی اور دیوار صفہ پر یہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ تخت گاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیر الدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان خلد اللہ ملکہ نے سنہ ۹۱۳ میں بنوایا میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے حوضچہ اُسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھ کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونوں حوضچوں کو شراب سے بھر دیا اور جتنے ملازم میرے ساتھ آئے سب کو شراب پلائی۔ ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی۔ بادشاہ بلاد ہفت اقلیم۔ اسکو بھی کندہ کرانے کا حکم دیا۔

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لیے واقعات بابری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ ساری سوا دو سو ڈیڑھ ہی چار جز کے حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تھی۔ سو میں نے اپنے ہاتھ سے ان چاروں جزوں کو لکھا اور ان اجزائے کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ میں نے یہ اجزا لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی بات کے بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں۔

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں و شاہزادوں کو سوار کر کے گھوڑ دوڑ کرائی سب کو سنگ عربی کہ عادل خاں والی بیجاپور نے بھیجا تھا وہ سب گھوڑوں پر سبقت لے گیا

۔ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خاں کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں۔ راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تھا پکڑ لیا اور اُسکے آدمیوں کو قتل کیا۔ قلعہ گوالیار میں اُس کے قید کرنے کا حکم میں نے دیا۔

۱۲ صفر کو میں نے خسرو کو بلا کر اُسکے پانوں سے بیڑیاں اتروائیں اور شہر آرا باغ کی سیر کی اجازت دی۔ مہر پدری نے نہ مانا کہ میں اُس کو باغ کی سیر سے محروم کروں۔ خسرو سے اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تھے اور ہزار طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تھا مگر مہر پدری نے

اجازت نہیں دی کہ میں اُسکی جان کا قصد کروں باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امور میں مراعات کرنی ناپسندیدہ ہے اُس کی تقصیر سے چشم پوشی کی اور اُسکو نہایت آسودگی اور فارغ البالی میں نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اُسنے بعض اوباش ناعاقبت اندیشوں کے پاس آدمی بھیجے اور اُنکو فساد کی اور میرے مارنے کی ترغیب دی اور وعدہ وسکا امیدوار کیا۔ ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکر نے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب میں کابل میں اور اور اُسکی اطراف میں شکار کرنے جاؤں تو وہ میرا شکار کریں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا کرم وحفظ بادشاہوں کا حافظ وپاسبان ہوتا ہے اسلیے وہ اس بات کو نہ کرسکے۔ جس دن کہ میں سخاب میں اُترا تھا۔ اس جماعت میں سے ایک آدمی سر کھوئے ہوئے خواجہ دلسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اُس نے کہا کہ خسرو کے فساد پیدا کرنے سے فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصف خاں شریف پسر اعتمادالدولہ پانسو آدمیوں کے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لیے فرصت طلب تھا جو خواجہ دلسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا میں نے خرم کو دعائے برخورداری دی اور اس کے دریے ہوا کہ ان سب کوتاہ اندیشوں کو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دوں اور سیاست کروں پھر میرے دل میں آیا کہ میں سفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم خوردگی ہوگی اسلیے میں نے فساد وفتنے کے سرداروں کو حکم دیا کہ گرفتار کیے جائیں فتح اللہ کو مقید ومحبوس کرکے حکیم ابوالفتح کے حوالہ کیا اور نامی بے سعادتوں کو مع تین چار بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا۔

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خاں کی عرضداشت آئی جس میں جہانگیر قلی خاں کا خط ملفوف تھا۔ اُس میں لکھا تھا کہ سوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خاں کو بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خاں استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدھی رات کو مرگیا اور اُسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی مذکور شاہ اسمٰعیل ثانی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تھا وہ قندہار کی راہ سے ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخاناں سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانہ نے اُس کو غائبانہ

جہانگیر قلی خاں کا مارا جانا

بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اُس نے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں۔ خانخاناں نے بہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اُس کی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک مناسب منصب اُس کو دلوایا اور اُسی زمانہ میں میرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اُس سے ہوگیا۔ جب شہنشاہ کیسر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کی استیصال کے لیے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اُس کی کمک کے لیے مقرر ہوا سلیم نے اُس کے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اس کو صوبہ بنگال میں جاگیر دی۔ جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اُس کی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خاں کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بنا کے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیرخواہ و دولت خواہ ہو تو اس کو بحال خود رہنے دینا ورنہ اُسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اُس کو سزا دینا۔ اتفاقاً قطب الدین خاں اُس کے طرز سلوک اور معاش سے بدمظنہ ہوا ہر چند اس کو بلوایا مگر وہ نہ آیا۔ دوراز کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا۔ قطب الدین خاں نے حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس روانہ کردیجیے اگر اس کے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اسکو گرداننا ہنجار کی سزا دے اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خاں بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا۔ جب اُسکو قطب الدین خاں کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اس کے استیصال کے لیے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اسکو گھیر لیا۔ تو اُس نے کہا کہ یہ کیا طرز تورک اور سلوک کی ہے۔ قطب خاں نے آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اُس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خاں اُس کے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے۔ اسلیے اُس نے اُس سے پہلے کہ کوئی اس پر وار کرے قطب خاں کے پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اُس کی نکل پڑیں قطب الدین خاں دونو

ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر چلایا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خاں کشمیری نے کہ اُس کے خلاصوں میں تھا اور شجاعت و جلادت رکھتا تھا گھوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی شیر افگن خاں نے اُس کے ایک تلوار ماری جس سے اُس کا کام تمام ہوا۔ پھر قطب الدین خاں کے آدمیوں نے گھیر کر اُس کو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہی حال لکھا ہے۔ مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکھیں گے گو وہ پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

۴۔ ذی الحجہ ۱۰۱۶ھ مطابق غرہ ماہ فروری کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکٹہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ برسر راہ واقع تھا میں نے یہ خیال کرکے کہ اگر اب اُس کی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تھا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جاکر وہاں سے زیارت کی نیت کرکے پیادہ پا مقبرہ پر آؤں جو شہر سے ڈھائی کوس ہے

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرائے میں کہ قلعہ کے اندر تھی داخل ہوا۔ راہ میں پانچ ہزار روپیہ اُن فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں دورویہ کھڑے تھے۔ اُس دن راجہ ترسنگھ دیو نے ایک سفید بھیڑ لاکر پیش کیا اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں جنس سفید بہت ہوتی ہے جس کو طولقان کہتے ہیں لیکن اب تک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔ اس کے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تھے اور اُس کی سفیدی بدن بھی کچھ نلاہٹ رکھتی تھی۔

۸۔ محرم ۱۰۱۷ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکھتا اور مردانگی سے خالی نہ تھا۔ چند معرکوں میں بڑے کام دکھا چکا تھا مگر خبط سے خالی نہ تھا۔ پچاس یا ساٹھ برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اُس کی ماں بیر کی طرح افیوں کو ریزہ ریزہ کرکے اُسکو کھلایا کرتی تھی۔ جب اُس کے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیوں کو جو روز بیٹے کو کھلاتی اندازہ سے زیادہ کھلا دی جس کے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتھ

نوروز سوم سنہ ۱۰۱۶ھ

سفید چیتہ

جلال الدین مسعود کی ماں کی محبت سے افیون دینا

ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر چلایا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خاں کشمیری نے کہ اُس کے غلاموں میں تھا اور شجاعت و جلادت رکھتا تھا گھوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔ شیر افگن خاں نے اُس کے ایک تلوار ماری جس سے اُس کا کام تمام ہوا۔ پھر قطب الدین خاں کے آدمیوں نے گھیر کر اُس کو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال لکھا ہے۔ مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکھیں گے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

۲۔ ذی الحجہ سنہ ۱۶ امطابق غرہ ماہ فروری کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکٹہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ برسر راہ واقع تھا میں نے یہ خیال کرکے کہ اگر اب اُس کی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تھا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جاکر وہاں سے زیارت کی نیت کرکے پیادہ پا مقبرہ پر آؤں جو شہر سے ڈھائی کوس ہے

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرائے میں کہ قلعہ کے اندر تھی داخل ہوا۔ راہ میں پانچ ہزار روپیہ اُن فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں دورویہ کھڑے تھے۔ اُس دن راجہ نرسنگہ دیو نے ایک سفید ہتنی لاکر پیش کیا اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں جنس سفید پیدا ہوتی ہے جس کو طولقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید ہتنی نظر نہ آیا تھا۔ اس کے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تھے اور اُس کی سفیدی بدن بھی کچھ نلاہٹ رکھتی تھی۔

۸۔ محرم سنہ ۱۳ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکھتا اور مردانگی سے خالی نہ تھا۔ چند معرکوں میں بڑے کام دکھا چکا تھا مگر خبط سے خالی نہ تھا۔ پچاس یا ساٹھ برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اُس کی ماں ہنیر کی طرح افیوں کو ریزہ ریزہ کرکے اُسکو کھلایا کرتی تھی۔ جب اُس کے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اُسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیوں کو جو روز بیٹے کو کھلاتی اندازہ سے زیادہ کھلا دی جس کے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتھ

نوروز سنہ ۱۴

سفید ہتنی

جلال الدین مسعود کی ماں کی محبت سے افیون دینا

بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اُس نے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات پسندیدہ کیں۔
خانخاناں نے تم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اُس کی حسن خدمات کا ذکر کرکے ایک منصب اُس کو دلوایا اور اُسی زمانہ میں میرزا غیاث الدین بیگ کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اُس سے ہوگیا۔ جب شہنشاہ کا رُخ دکن کی طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ سلیم رانا کی استیصال کے لیے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اُس کی کمک کے لیے مقرر ہوا سلیم نے اُس کے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اس کو صوبہ بنگال میں جاگیر دی۔ جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اُس کی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خاں کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بنا کے رخصت کیا اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اس کو بحال خود رہنے دینا ورنہ اُسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں تعلل کرے تو اُس کو سزا دینا۔ الف قطب الدین خاں اُس کے طرز سلوک اور معاش سے بدمظنہ ہوا ہر چند اس کو بلوایا مگر وہ نہ آیا۔ دوراز کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا۔ قطب الدین خاں حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے اگر اس کے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اسکو کردار ناہنجار کی سزا اس فرمان کے آتے ہی قطب الدین خاں بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو شیر افگن کے تیول میں مقرر تھی پہنچا۔ جب اُسکو قطب الدین خاں کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اس کے استیصال کے لیے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا ملاقات کے وقت آدمیوں نے ہجوم کرکے اسکو گھیر لیا۔ تو اُس نے کہا کہ یہ کیا طرز تورک اور سلوک کی ہے۔ قطب خاں نے آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اُس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خاں اُس کے تیوروں سے پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلیے اُس نے اُس سے پہلے کہ کوئی اس پر وار کرے قطب خاں کے پیٹ میں ایک تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اُس کی نکل پڑیں قطب الدین خاں و نو

ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر چلّایا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خاں کشمیری نے کہ اُس کے غلاموں میں تھا اور شجاعت و جلادت رکھتا تھا گھوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔ شیر افگن خاں نے اُس کے ایک تلوار ماری جس سے اُس کا کام تمام ہوا۔ پھر قطب الدین خاں کے آدمیوں نے گھیر کر اُس کو مار ڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری میں تو یہ حال لکھا ہے۔ مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہیں وہ آگے ہم لکھیں گے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

۴۔ ذی الحجہ ۱۰۱۶ھ مطابق غرہ ماہ فروری کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکٹہ میں مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ برسر راہ واقع تھا میں نے یہ خیال کرکے کہ اگر اب اُس کی زیارت کو جاتا ہوں تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ میں باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ میں تھا۔ اسلئے میں نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ میں آگرہ میں جاکر وہاں سے زیارت کی نیت کرکے پیادہ پا مقبرہ پر آؤں جو شہر سے ڈھائی کوس ہے

۵۔ ذی الحجہ کو میں آگرہ میں اپنی دولت سرائے میں کہ قلعہ کے اندر تھی داخل ہوا۔ راہ میں پانچہزار روپیہ اُن فقیروں میں تقسیم کیا جو راہ میں دورویہ کھڑے تھے۔ اُس دن راجہ نرسنگہ دیو نے ایک سفید چیتہ لاکر پیش کیا اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات میں جنس سفید پیدا ہوتی ہے جس کو طولقان کہتے ہیں لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔ اس کے خال کہ سیاہ ہوتے ہیں نیلہ رنگ تھے اور اُس کی سفیدی بدن بھی کچھ نلاہٹ رکھتی تھی۔

۸۔ محرم ۱۰۱۷ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکھتا اور مردانگی سے خالی نہ تھا۔ چند معرکوں میں بڑے کام دکھا چکا تھا مگر خبط سے خالی نہ تھا۔ پچاس یا ساٹھ برس کی عمر میں مرض اسہال سے مرگیا۔ اُس کی ماں پنیر کی طرح افیوں کو ریزہ ریزہ کرکے اُسکو کھلایا کرتی تھی۔ جب اُس کے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیوں کو جو وہ بیٹے کو کھلاتی اندازہ سے زیادہ کھلا دی جس کے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتھ

نوروز سوم سنہ ۱۰۱۶ھ

سفید چیتہ

جلال الدین مسعود کو اپنی ماں کی محبت سے افیون دینا

سننے میں نہیں آئی - ہندوؤں میں رسم ہے کہ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتیں ستی ہوتی ہیں
خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظِ ناموس اور خویشوں کی شرم کے سبب سے اپنے تئیں جلا
ہیں مگر مسلمانوں اور ہندوؤں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور میں نہیں آتے پانزدہم ماہ مذکور
ایک گھوڑا جو سب گھوڑوں میں اچھا تھا از روے عنایت راجہ مان سنگھ کو بادشاہ نے دیا
کیا وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اُسکو بادشاہ ایک مملکت دیتا تو وہ
خوش نہ ہوتا - شانزدہم کو راجہ مانسنگھ کے پسر کلاں جگت سنگھ کی بیٹی کی جہانگیر نے درخواست
کی تھی اُسکی ساچق میں اسی ہزار روپیہ بھیجا - مقرب خاں نے بندر کھنبائت سے پردہ فرنگی
ارسال کیا ابتک جہانگیر نے اُس کی برابر فرنگی مصوروں کا کام نہیں دیکھا تھا - چہارم
ربیع الاول کو دختر جگت سنگھ داخل محل ہوئی اور حضرت مریم زمانی کے محل میں مجلس عقد
نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھ نے ساٹھ زنجیر فیل جہیز میں سوا اور چیزوں کے دیئے جب
جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تھا تو اُس نے مہابت خاں کو بھیجا - بارہ
سوار مکمل کاردیدہ افسروں کے ساتھ اُس کے ہمراہ کیے سوار اُن کے پانسو نفر احدی
اور دو ہزار برقنداز پیادہ مع توپخانہ کے جس میں ستر توپ گنج نال و شتر نال و ساٹھ زنجیر
فیل تھے اس خدمت کے لیے مقرر کیے اور خزانہ سے بیس لاکھ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ
ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے -

خانخاناں کہ بادشاہ کا آتالیق تھا وہ یہ نہیں جانتا کہ پانوں آیا ہوں یا سر کے بل مضطر
وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا - بادشاہ نے اسکا سر اپنے پاؤں پر سے اُٹھایا اور مرحمت
وہمربانی سے اُس کو گلے لگایا اور اُس کے منہ پر بوسہ دیا اُس نے دو تسبیحیں موتیوں
کی اور چند قطعہ لعل اور زمرد کے پیشکش میں گزرانے جواہر مذکور کی قیمت تین لاکھ روپیہ تھی
اور سوا اس کے ہر جنس اور ہر متاع میں سے بہت کچھ اُس نے نذریں دیں - باپ کے
بعد اُس کے بیٹے آئے کہ اُنہوں نے پچیس ہزار روپیہ اور خانخاناں نے نوے ہاتھی
پیشکش میں دیئے - بستدوم کو مہابت خاں نے ایک لعل جو سات ناتک کا

آصف خاں

آبخورہ مرصع

راجہ مانسنگھ و خانخاناں

خواجہ سرا بنانے کی قاعدے کی نسبندی

درمیں تھا۔ بادشاہ کی نذر میں دیا اس کے بھائی ابوالقاسم خاں نے پچہتر ہزار روپیہ کو خریدا تھا نہایت خوش رنگ اور خوش اندام تھا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ ساٹھ ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

ایک مادہ آہو شیر دار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودھ دیتی تھی ایسی ہرنی بادشاہ نے نہ کبھی دیکھی تھی نہ سُنی تھی ہرنی کے دودھ کے اور گائے بیل کے دودھ کے مزوں میں کچھ فرق نہ تھا ضیق النفس کے لیے ہرنی کا دودھ مفید ہے۔ راجہ مانسنگھ نے جو لشکر دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لیے متعین ہوا تھا اپنے وطن جانے کی رخصت طلب کی بادشاہ نے فیل خاصہ شیدا مست نام اُسکو عنایت کیا خانخاناں متعہد ہوا کہ وہ ولایت نظام الملکیہ کو جس میں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کردوں گا اور لکھدیا کہ اگر دو سال میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دوں تو مجرم ٹھیروں مگر شرط یہ ہے کہ سوا اس لشکر کے جو اس صوبہ میں متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکھ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کرکے وہ روانہ کیا جائے۔

ہندوستان میں خصوصاً ولایت سلہٹ میں کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی تھی کہ رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹوں کو خواجہ سرا بنانے کے مال واجبی کے عوض میں حکام کو دیتے تھے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بھی سرایت کی تھی۔ ہر سال بہت سے لڑکے ضائع اور مقطوع النسل ہوتے تھے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تھا ان دنوں میں بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر اقدام و اقدام نکرے خرد سال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت بالکل موقوف کردیجائے اسلام خاں اور اور حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوے کہ جو شخص اس کام کا مرتکب ہو اس کی تنبیہ و سیاست کریں۔ جس شخص کے پاس خواجہ سرائے خرد سال ہو اس کو چھیں لے تاہنگ کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تھی کہ خواجہ سرا کی خرید و فروخت منع ہو گئی تو پھر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہوگا اس سبب سے تھوڑے دنوں میں یہ مردود رسم برطرف ہو جائے گی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ

پاس آئے تو اُس نے حبس دوام کی سزا دی۔

کشن سنگھ کو مہابت خاں کے ساتھ مقرر کیا تھا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تھا اُس سے پسندیدہ کی تھیں۔ رانا کی لڑائی میں اُسکے پانوں میں برچھے کا زخم لگا تھا اُسنے بیس نامی قتل کیے تھے اور تین ہزار آدمی سیر وہ دوہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار افسری سے سرافراز ہوا۔

کشن سنگھ کی ترقی

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اُس نے لکھا ہے کہ اگر ہو سکتا تو میں سے اور سہرکے بل زیارت کو جاتا۔ میرے باپ نے میری ولادت کے لیے بتصور سے تک جو ایک سو بیس کوس ہے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار کی زیارت کے لیے سفر کیا اگر میں بسر و چشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہے۔ میں اُس کی زیارت سے ہوا۔ مقبرہ کی عمارت جو تیار ہوئی تھی وہ میری خاطر خواہ نہ تھی مجھے اس عمارت کا منظور نہ تھا کہ عالم کی سیر کرنے والے اُسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے جب اُس کی تعمیر ہو رہی تھی تو بکمبخت خسرو کے سبب سے مجھے لاہور جانا پڑا۔ بدسلیقہ نے اُس کو اپنے طور پر بنا دیا۔ آخرالامر بعض تصرفات اس میں کیے گیے اور سارا خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر میں صرف ہوئے میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار وقوف اتفاق کرکے بعض جگہوں کو اس نوع پر کہ قرار پائی تھی گرا دیں رفتہ رفتہ ایک عا سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا۔ . . . . . .

بادشاہ کا باپ کی قبر پر پیادہ پا جانا اور مقبرہ کی تعمیر کی اصلاح کرنا

دروازہ نہایت بلند بنایا گیا۔ چہار منارے سنگ سفید کے ساختہ و پرداختہ ہوئے پندرہ لاکھ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گھر میں اس حوض کے تما بادشاہ گیا کہ جس کی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر کے عہد میں بنایا گیا تھا گز سے چھ گز تھا اُسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تھا جو بہت روشن تھا اور اس خانہ کی راہ پانی تھی اور اس راہ سے پانی گھر میں نہیں جاتا تھا۔ دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹھ سکتے رہنسی جو کچھ حکیم علی پاس موجود تھا بادشاہ کو پیش کش میں دیا۔ اس خانہ کو بادشاہ اور اُسکے

عجیب حوض

تصویر تیمور

نوروز جہانگیر سنہ ۱۰۱۴ھ شہزادہ پرویز

عبداللہ خاں رانا

بھیجا اور حکیم ذوہزاری منصب سے سرفراز کیا۔ مقرب خاں نے ایک تصویر بھی جو فرنگیوں کے عقیدہ میں تیمور صاحب قران کی شبیہ تھی جس وقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر سے بانوس گرفتار ہوا تو قسطنطنیول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے وہدئے دیکر بھیجا اور اطاعت بندگی کا اظہار کیا۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جس نے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی۔ اگر اس دعوی کی اصل ہوتی تو کوئی چیز اس سے بہتر میرے لیے تحفہ نہوتی۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور فرزندوں میں سے کسی کی صورت وحلیہ سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اس کی سچی تصویر ہونے پر میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا۔

چہاردہم ذی الحجہ سنہ ۱۰۱۳ھ مطابق ۱۱ مارچ سنہ ۱۶۰۵ء نوروز ہوا۔ جشن معمولی ہوا۔ مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا مہابت خاں سے نہوسکا اس لیے بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلالیا اور اس کے بجائے عبداللہ خاں کو سردار لشکر مقرر فرمایا۔ اس سال میں شہزادہ پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھ روپیہ ساتھ کیا اور صف خانہ وغیرہ کا اتالیق مقرر کیا۔ اور امیرالامرا اور سران سپاہ شاہزادہ کی کومک کے لیے مقرر ہوئے بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھ جو سپاہ گئی تھی اس سے مہم دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور استکبار کا دم بھرتے ہیں۔ بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک مدد کے لیے خانخاناں خانجہاں دوہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ وحاجی بیگ اوزبک ہلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا اور معتمد خاں کو حکم دیا کہ عبداللہ خاں کے ساتھ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں ان میں سے چار ہزار سواروں کو لیکر نواحی ایجین ومنڈو میں خانجہاں پاس پہنچا دے اور خود واپس چلا آئے۔

عبداللہ خاں کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلب جاؤں میں رانا کا تعاقب کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا۔ رات ہوگئی تھی اس میں وہ اپنی جان

بچا کر بھاگ گیا اسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائے گا۔

جشن نوروز ۱۰۱۹ھ

روز شنبہ ۴ ذی الحجہ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۰ کو برج حمل میں آفتاب نے اور پرگنہ پاری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی۔ غرائب اتفاقات سے ہر کن کی وفات ہے جس کی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تھی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینی قبلہ گاہے — من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے

واقعہ عجیب

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تھا۔ بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچھا کہ اس بیت حقیقت کیا ہے۔ اُس نے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت نظام الدین اولیا، گوشہ سر پر کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے تھے ہندوؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ حضرت امیر خسرو بھی حا شیخ نے اُن سے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہو اور یہ مصرعہ پڑھا کہ ہر قوم راست وقبلہ گاہے۔ امیر نے بے تامل مصرعۂ ثانی پڑھا کہ من قبلہ راست کردم بر سمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر سمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اُسکا متغیر ہوا۔ اور آفریں کو جان سپرد کی۔

ایک بیوہ کا انصاف

ایک بیوہ عورت نے مقرب خاں کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو بندر کہنیا یت آدمی بزور بچوں کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل معہود سے مر گئی اسلیے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی اُس کی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا نصف منصب کم کیا اور ا ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لیے مرحمت کیا۔

پٹنہ کا فساد

۱۹۔ ماہ اردی بہشت سنہ جلوس مطابق ۴ صفر سنہ ۱۰ھ کے پٹنہ میں کہ صوبہ حاکم ہے ایک امر غریب اور حادثہ عجیب واقع ہوا۔ یہاں کا حاکم صوبہ افضل خاں گورکھ

کوس سے بہار کو گیا ہوا تھا یہ پرگنہ اس کو جاگیر میں تازہ ملا تھا اور وہ قلعہ اور شہر
کو شیخ بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور منصب داروں کی ایک جماعت کو
سپرد کر گیا تھا۔ اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اپنے قلعہ اور شہر کی حفاظت جیسی
کرنی چاہیئے نہیں کی اتفاقاً اوجھ کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب رویشوں کے
بھیس میں ولایت دجنیہ میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو
مفسد مشہور ہیں آشنائی پیدا کی اور اُن سے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندی خانہ سے
بھاگ کر ان حدود میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہو کر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں
میری ساری سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لیے ہوگا۔ غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے
ان احمقوں کو یقین دلا دیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے۔ کسی وقت میں اس کی آنکھوں کی
اطراف پر داغ لگایا گیا تھا اور اس کے نشان باقی تھے وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تھا کہ
بندی خانہ میں میری آنکھوں پر کٹوری باندھی گئی تھی۔ یہ نشان اُس کے ہیں غرض
اس کی اس تزویر اور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہو گئی اور یہ خبر سنکر
کہ پٹنہ میں افضل خاں نہیں ہے وہ اپنی فوز عظیم سمجھکر ایلغار کرنے لگے اور اتوار کو دو تین گھنٹے
دن رہے شہر میں آگئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا۔ شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تھا مضطر باز قلعہ
کے دروازہ پر آیا۔ غنیم جلو پر چلا آتا تھا اُس نے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی
وہ غیاث کو ساتھ لیکر ایک کھڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خاں پاس
جانے کا قصد کیا۔ مفسد قلعہ کے اندر آئے اور افضل خاں کے مال اسباب اور خزانہ شاہی پر
متصرف ہوئے اور واقع طلب آدمیوں کا مجمع اُن کے پاس ہو گیا۔ گورکھپور میں افضل خاں
کو یہ خبر پہنچی اور شیخ بنارسی اور غیاث بھی اس پاس پہنچے اور شہر سے خطوط آئے کہ جو شخص
اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے۔ افضل خاں پانچ روز میں حوالی
پٹنہ میں آیا جب مفسدوں کو افضل خاں کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو سپرد
کر کے سوار اور پیادے لیکر چار کوس پر افضل خاں سے لڑنے آئے اور دریائے پن پن پر لڑائی

ہوئی اور تھوڑی دیر لڑائی رہی کہ وہ سب پریشان ہوگئے۔ قطب چند آدمیوں کے ساتھ
کی طرف آیا افضل خاں بھی اسطرح اُس کے پیچھے آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی مہلت نہ دی
افضل خاں کی حویلی میں آیا سہ پہر تک دو خورد ہوتی رہی اور تخمیناً تیس آدمی زخم تیر سے ضائع
غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہو کر امان طلب کی افضل خاں پاس آیا۔ افضل
نے اس فساد کے مٹانے کے لیے اُسی دن اُسکو مار ڈالا اور جو ہمراہی اس کے زندہ گرفتار ہو
تھے اُنکو مقید کیا۔ یہ اخبار متواتر بادشاہ پاس جاتے تھے بادشاہ نے شیخ بنارسی وغیرہ
خانی اور اور منصبداروں کو جنھوں نے قلعہ کی حفاظت و حراست میں تقصیر کی تھی آگرہ
طلب کیا اور سب کی داڑھی منڈوائی اور سر کے بال اُتراوئے اور چادر اُڑھائی اور گدھے
بٹھا کر سارے شہر میں آگرہ کے گزاگر دا اور بازاروں میں پھرایا تاکہ اوروں کو عبرت نصیحت اور
کا سبب ہو۔

معاملات دکن

ان دنوں میں پرویز کے اور امرا تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی عرا
متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خاں بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے کہ میر
جمال الدین حسین انجو کو اُس پاس بادشاہ بھیجدے جس کے قول و فعل پر دکن کے کل
پورا اعتماد رکھتے ہیں تاکہ وہاں کی جماعت ملکر تفرقہ اور وحشت کو اُن کے دلسے دور کر
وہاں کے معاملہ کو عادل خاں کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے۔ عادل خاں نے د
خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے میر مذکور کو بھیجدیا وہ برہان پور میں
وکلائے عادل خاں کے ہمراہ بیجاپور گیا۔ اور ۲۰ شعبان کو عادل خاں کی خدمت میں پہنچ گیا۔

۱۲۔ آبان کو خانخاناں جہانگیر پاس آیا۔ اُس کے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقد
واقع اور غیر واقع اپنی فہمیدگی کے موافق عرضداشت کئے تھے اور بادشاہ کی خاطر اُس
منحرف ہوگئی تھی اس لیے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اس کا باپ اُسپر
تھا وہ اُس بارعمل میں نہ آئی اوپر لکھا ہے کہ خانخاناں نے یہ تعہد کیا تھا کہ صوبہ دکن کی خدما
میں ایک مدت معین میں انصرام کردونگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خد

بھیجا گیا تھا۔ جب خانخاناں برہان پور میں آیا تو اس نے ملاحظہ وقت نکیا اور اس وقت میں حرکت نہیں کرنی چاہیئے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور ضروریات کا سرانجام نہیں کیا اور سلطان پرویز کو اور اس کے لشکروں کو بالاگھاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ سرداروں کے نفاق اور اور ناصوابدیدیوں کے اختلاف سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ حل بدشواری میسر ہوتا اور ایک من غلہ روپیوں کو بھی ہاتھ نہ آتا۔ سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہو گیا اور وہ آگے نہ چل سکا اور گھوڑے اور اونٹ اور جانور بے ضائع ہوئے مصلحت وقت کے سبب سے ایک طرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی سلطان پرویز لشکر کو برہان پور میں اٹھا لایا جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموع میں خانخاناں کے نفاق کے سرانجامی سے سمجھی گئی۔ اس باب میں جہانگیر پاس مزائض آئیں اگرچہ اس بات کا بادشاہ مطلق باور نہ ہوتا تھا مگر پھر بھی اس کے دل میں خدشہ تھا کہ خانجہاں کی عرضداشت پہنچی کہ خانخاناں کے نفاق کے سبب سے یہ ساری پریشانی فوج میں آئی یا تو بادشاہ اس خدمت کو بستقلال اس کو پھر سپرد کرے یا اس کو اپنے پاس بلائے اور جبہ نواختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور بیس ہزار سوار بندہ کی کمک کے لیے متعین و مشخص کیے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو کہ نظیم کے تصرف میں ہے مستخلص کروں اور قلعہ قندہار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں اور ولایت بیجاپور کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں انصرام کو نہ پہنچاؤں تو سعادت کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکھلاؤں۔ چونکہ خانخاناں اور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہو گئی تھی اس لیے خانخاناں کا وہاں رکھنا بادشاہ نے مناسب نہ جانا۔ خانجہاں کو سرداری تفویض کی اور خانخاناں کو بلالیا۔ بالفعل خانخاناں پر بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تھی۔ آئندہ جو بادشاہ کی توجہ اور بے توجہی خانخاناں پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہو گی۔

بادشاہ نے کیشو داس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلالیا تو شہزادہ نے کیشو داس سے کہا

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اس خدائے مجازی کی خدمت میں اپنی جا
کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشو داس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اس کے بھینے میں ایسا
کروں۔ حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمت گاروں کو
کرتے ہیں وہ اوروں کی نوامیدی اور شکست خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ
بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے۔

جب قلعہ احمد نگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف
تھا اور یہاں کا والی جب سے احمد نگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید
ملک عنبر نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اس
نظام الملک بنایا تاکہ لوگ اس کی حکومت دل و جان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں
بنایا اُنہے مغلوں کو تین دفعہ شکست دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظ
دارالسلطنت بنایا۔

تاریخ حال تک احمد نگر کی حفظ و حراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو پیر تھی جو شاہ طہماس
خویشوں میں تھا۔ جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی اور انہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا
جانسپاری اور قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہان پور میں خانخاں و امراء دو
ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی رفع دفع میں مصروف تھے لیکن لڑیوں کے
اور امراء کے نفاق سے اور رسد و غلہ کی بے سرانجامی سے لشکر گراں کو جس میں بڑے
کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب راہوں اور پہاڑوں اور صعب کتلوں میں لے گئے
دنوں میں پریشان و بے سامان کر دیا جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان
عوض میں دینے لگے تو بے علاج مقصد نہ حاصل کر کے پھر آئے قلعہ احمد نگر کا لشکر جسکو
کے امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر بے دل اور بے پا ہوا اور ایک بارگی جوش میں بھ
لگا کہ قلعہ سے نکل آئے خواجہ بیگ مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے اسکے
دینے میں ہر چند کوشش کی مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ آخر الامر قول قرار کر کے وہ اپنے آدمی

3274

ساتھ لیکر قلعہ سے باہر آیا اور برہانپور میں آنکر شہزادہ کی ملازمت کی جب اس کے آنے کی عرائض
بادشاہ پاس آئیں تو معلوم ہوا کہ اُس نے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے
سہ ہزاری ذات کے منصب پر جاگیر و تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لیے جو لشکر پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخاناں کی سرپرستی میں
امرائے کلاں مثل راجہ مانسنگھ و خانجہاں و آصف خاں و امیرالامرا کی ہمراہی میں بھیجا گیا تھا
اس کی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں آگیا اور سب بندگان معتمد
حسابات گفتار واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس
لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن بڑے اسباب اُس کے
یہ ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخاناں کا نفاق اس سبب سے بادشاہ کے دل میں
آیا کہ خان اعظم کو تازہ زور لشکر کے ساتھ بھیجنا چاہیئے تاکہ بعض نالائق امور و تماشا تنگیوں
کی تلافی و تدارک کیا جائے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں خانعالم اور فرید خاں
برادر یوسف خاں ولد حسین خاں تگریہ اور علی خاں نیازی و بازہا در قلماق اور
منصب دار اور دس ہزار سوار اس کی ہمراہی کے لیے متعین ہوئے اور سوا ان احدیوں
کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ گئے کل بارہ ہزار سوار اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ
اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوئے غرض خان اعظم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور اس کو پانچ لاکھ
روپیہ اور مدد خرچ کے لیے روانہ ہوا۔ جہابت خاں کو کہ چار ہزاری ذات کا
منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اس کو حکم شاہی ہوا کہ اس لشکر
اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت کرے
اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچا دے اور سب کو اُس کے ساتھ
متفق و یک جہت کرا دے اور وہاں کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات مرجوعہ کے نظام
و انتظام کے بعد خانخاناں کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آئے۔

۲۰ محرم سنہ ۱۰ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اس کا جشن ہوا

نوروز سنہ ۱۰ جلوس

آئین جہانگیر

جہانگیر نے بار بار سنا تھا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کہ اُن سے مناسبت نہیں
قوۃ سے فعل میں لاتے ہیں اور تورہ اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اُنہوں نے بخشیوں
حکم دیا کہ امرا سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آیندہ وہ ان امور کے مرتکب نہوں جو امرا
کے ساتھ مخصوص ہیں اوّل جہرہ کہ میں نہ بیٹھیں دوم جو امیر و سردار اُنکے ملکی ہیں اُن کو
چوکی اور تسلیم کی نہ دیں سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندھا نہ کریں اور
کان نہ کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نکریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ
ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نکرائیں ہشتم اہل نغمہ کی چوکیاں جو دربار کے
معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم باہر جانے کے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب وہ نوکر
شاہی اور اپنے نوکروں کو گھوڑا ہاتھی دیں تو باگ اور کجاک اُن کے کندھے پر رکھکر وہ تسلیم
نہ کرائیں۔ یازدہم سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں پیادہ نہ لے جائیں
دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکھیں تو کاغذ کے اوپر مہر نہ کریں
یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوے اور اُن پر عمل ہوا۔

نور جہاں بیگم سے نکاح

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نورجہاں کا نکاح ہے جس کو ایک کتاب
آسمانی اور نیرنگ فلکی بنا کے یادگار روزگار رہتے ہیں۔ تھانی خاں لکھتا ہے۔ اس
کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کرکے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں میں
قانون سے بچایا ہے مستند کتابوں سے جو اس کی تحقیق قریب بصدق ہے لکھی جاتی
محمد خاں حکمو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تھا۔ وہ محمد خاں کے مرنے
طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا شاہ ایران نے اسکو مزد کی وزارت تفویض کی یہ
شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اس کی مہمانداری اور تواضع و
کے احکام اسی کے نام شاہ نے ایران صادر کیے تھے اس کے دو بیٹے آقا طاہر اور
غیاث بیگ تھے۔ مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا
شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ وہ سرکار شاہ کا باقی دار

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی تلاش
میں وطن سے نکلا۔ دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ اکبر کے عہد میں
ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ اُس پر واقع ہوا کہ جو کچھ اس پاس تھا یا نہ تھا
راہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھ آدمیوں کے درمیان باربرداری
اور سواری کے لیے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اُن پر باری باری سے سوار ہوتے تھے بیوی
حاملہ تھی زیادہ تر اُس کی سواری میں رعایت کی جاتی تھی جب قندھار کے قریب وہ آیا تو
لڑکی پیدا ہوئی اس بے سامانی میں جنگل میں اُن ماں باپوں کے ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ
کھلوں میں پانوں پھیلا کے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت تھی۔ بچہ کا ساتھ لے چلنا
دشوار تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لیے کھانے پینے کا سامان ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت
و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لیے کفایت
کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے باپ اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کر کے
اس بچہ کو یہیں چھوڑ دو ہر چند ماں کی مامتا بچہ کے چھوڑنے سے پھڑکتی تھی مگر چہ بن نہ آئی
تو بچہ پر پتھر رکھا اور اپنے کلیجہ کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا
رات کے وقت قافلہ میں ڈالدیا یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور اُنگلیاں
چوستی تھی۔ جب قافلہ چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے
رونے کی آواز آئی تو وہ اس بچہ کو اُٹھا کر قافلہ سالار پاس لایا فوراً اس چاند کے ٹکڑے
کو دیکھتے ہی قافلہ سالار کے دل میں خدا نے ایسی محبت پیدا کردی کہ اس کی پرورش پر
وہ متوجہ ہوا۔ کوئی اُسکی اولاد نہ تھی اس کو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان
کے برخلاف قافلہ ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل میں وہ حیران تھا کہ اُس کے
لیے کہاں سے دودھ پلانے والی پیدا کروں اس کی تلاش ہوئی سو اس بچہ کی ماں کے
سوا اور عورت دودھ پلانے والی نہ ملی اس کو اعزاز کے ساتھ قافلہ سالار نے طلب کیا
اُس کے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اُن کے احترام میں

کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اُنکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گھر دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا۔ اور اس کے مناسب حال کھانے پینے کا سامان کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتھ آئی اور روٹی کا ہوا۔ سواری بھی ملی۔ غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست ٹلی ملک مسعود مرزا غیاث بیگ کے حسب و نسب کا حال دریافت کیا اور اُس کی لیاقت پر مطلع توبہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اُنکو دخل دیا۔ جب ملک مسعود فتحپور میں شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اس نے اپنے ارمغان پیش کیے تو شہنشاہ اکبر نے فرمایا کہ دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا ملک مسعود نے عرض کیا کہ پاس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہو سکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لائق ہو مگر میں سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اُنکو ملاحظہ فرما تو ابتک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لیے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا۔ بعد اُسکے غیاث بیگ کو مع اُسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجا وہ بادشاہ ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا بادشاہ سے مرزا نے اپنے دادا جان خواجہ محمد شریف خدمات کا استحقاق جتایا جو اس نے ہمایوں کی ہرات میں کیں تھیں خود بھی صاحب تھا شکستہ خط کا خوش نویس خوش بیان شاعر و منشی تھا۔ بیوتات کا دیوان مقرر ہوا شاہی سے جو وقت بچتا اُسکو شعر و سخن میں صرف کرتا اہل خدمت و حاجت کے ساتھ سلوک اس مرتبہ پر تھا کہ جو صاحب غرض اُسکے گھر آتا آزردہ خاطر نہ جاتا مگر شوخ ستانی دلیر و بیباک تھا غرض اپنے جوہر ذاتی کے سبب مراتب و منصب عزت و جاہ میں گیا۔ قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت تھی اُس کے ہمراہ مرزا کی بی بی کو محل میں آمد و رفت کرتی تھی جشن کے دنوں اور نوروزوں میں بیگموں کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تھا اور اُن کی عزت و آبرو بڑھائی جاتی تھی زیور اُن کو دیئے جاتے تھے۔ مرزا غیاث کی بی بی کو بھی یہ شرف حاصل

محل میں ایک شہزادی سے اس کا بہتا پا ہوگیا اُس کی لڑکی جس کا نام مہرالنسا (نورجہاں)
تھا یسانی ہوگئی تھی ادہر حسن خداداد قیامت کا پھر اس پر ادا و انداز غضب کا سب محل
کی عورتیں دیکھکر کہتی ہیں کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام میں گرفتار کریگی
کہ گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی پہر پڑتی تھی اور میل خاطر اُس کی طرف زیادہ ہوتا جاتا
تھا اُس نے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم میں مینا لئے
ہوئے ادہر سے جاتا تھا اُدہر سے مہرالنسا (نورجہاں) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تھی شاہزادہ
کے ہاتھ میں دو کبوتر تھے اُس نے مہرالنسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لو میں پھول
توڑ دیگا اُس نے کبوتر ہاتھ سے لیے۔ شہزادہ پھول توڑنے لگا۔ اتفاقاً ایک کبوتر پھڑک کر
ہاتھ سے اُڑگیا۔ جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر مذارد تھا اُسنے پوچھا کہ میرا کبوتر کیا
ہوا اُسنے کہا کہ صاحب عالم کبوتر اُڑگیا شاہزادہ نے کہا کہ کسطرح اوڑا اُسنے دوسرا کبوتر
ہاتھ سے کرکے دکھا دیا کہ اس طرح۔ اس بھولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چھڑکا۔ جب
ماں کو ان چھیڑ چھاڑوں کی خبر ہوئی تو اس نے بیٹی کا محل میں لیجانا چھوڑ دیا۔ اور جس بیگم
سے بہتا پا تھا شکایت کی۔ اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اُس کی شکایت کی۔ بادشاہ نے
بیٹے کو بلا کر بہت سمجھایا کہ شہزادوں کو بھلے مانسوں کی بہو بیٹیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنی نہایت
نامناسب ہے اور مہرالنسا کے والیوں کو کہلا بھیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کردیں۔
اور شاہزادہ سے اُسکو الگ تھلگ رکھیں مرزا فیاث نے عرض کیا کہ ہم بندوں کو
خانہ زادوں کے باب میں کیا اختیار ہے۔ علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمٰعیل ثانی کا تربیت
یافتہ تھا اور نعمت خانہ شاہ ایران کا داروغہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت
سے ملتان میں خانخاناں کی خدمت میں آیا جوان بہادر کارطلب صاحب جوہر تھا خانخاناں
اُس کے حال پر متوجہ ہوا۔ اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ میں داخل کیا۔ اُسنے خانخاناں
کے ساتھ ٹھٹھہ کی لڑائی میں کارہائے نمایاں کیے۔ خانخاناں نے اُس کو بادشاہ کے روبرو
کیا۔ بادشاہ نے اُس کی وجاہت دیکھکر ایک عمدہ عہدہ دیدیا اور مہرالنسا کی شادی

اُس سے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اُس کی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طراز
جھوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگا
خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگتا کی مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی قلی
رہا اور پھر اپنی جاگیر میں چلا گیا۔ جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پھر عشق کا زخم
علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بھیجا اور اس کی جان لینے کا ارادہ یوں کیا کہ کوئی الزام
ذمہ نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اس کو اس شیر نے ہٹا کر بھگا دیا پھر ایک
تنہا لڑا دیا اُسکو اس نے مار ڈالا۔ تو اسکو شیر افگن خاں کا خطاب دیا۔ جب یہ وار شے
ایک اظہار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرتمند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری
حضوری بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان میں جا بیٹھا۔ خافی خاں لکھتا ہے با
اپنے کو کہ قطب الدین خاں کو جس کو وہ اپنے بھائی سے زیادہ عزیز جانتا تھا بنگالہ کو صو
کیا رخصت کے وقت میں شیر افگن خاں کے باب میں چند کلمے کہے شیر افگن خاں کو اپنے
کے نوشتے سے از روے قیاس کہ بوئے عشق و مشک پنہاں نمی ماند اطلاع ہوئی
غیرت کے مارے نے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہوں اور جب
یراق باندھنا بھی چھوڑ دیا۔ جب قطب الدین خاں بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خاں کی
میں مکرر آدمی اور نوشتے بھیجے مگر اس نے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب
کسی ضرورت کی تقریب بنا کے شیر افگن خاں کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام
جریدہ و نیم استین کے نیچے بکتر و شمشیر حائل کر کے چند معدود آدمیوں کے ساتھ قطب الد
کے نزدیک آیا ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خاں نے ملائم زبان
پیغام جو شیر افگن خاں کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تھے ادا کیے مگر اسکو وہ ملایم خاطر نہ
پھر گفت و شنید کنایہ آمیز اور پند و نصائح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے
ہوئیں جنکی توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولیٰ ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا سنتے
اب اُنے جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتھ جان بچانا محال ہے نیچہ کھ

حال تھا کھینچکر قطب الدین خاں کے پیٹ میں مارا کہ تمام آنتڑیاں گھوڑے سے نیچے گریں چاہتا تھا کہ وہ باہر بھاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اُس پر شمشیر کا زخم لگایا۔ شیر افگن نے زخم کاری کھاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خاں کے ملازم یہ دیکھتے ہی اُس پر ٹوٹ پڑے اور اس تن تنہا جوانمرد کو اُنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اگرچہ شیر افگن خاں کے زخمہائے کاری جاں ستاں لگے تھے مگر یہ شیر بیجاں غیرت کی تقویت سے زن و خوشدامن کے مارنے کیلئے گھوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گھر کے دروازہ تک نہ پہنچا مہرالنساء کی ماں عاقل و ہشیار تھی اُس نے یہ دیکھکر کہ شیر افگن خاں تو مرتا ہی ہے وہ ناحق خون زن و مادرزن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کردیا اور دہڑا دہڑ روتی پیٹی کہ مہرالنساء اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوے میں ڈوب مری۔ اب شیر افگن خاں کے گھر میں آنے سے فائدہ کیا ہے۔ باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہیئے شیر افگن یہ بیوی کا حال سنکر وہیں چل بسا۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو اچھا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا۔

شیر افگن خاں کا ایک قصور یہ تھا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تھا۔ اب اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ اُسنے بادشاہ کے اس کو کہ کو مار ڈالا جو اسکو نہایت عزیز تھا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹھیرا۔ سارا گھر بار ضبط ہوا۔ مہرالنسا بھی قید ہوکر بادشاہ پاس بھیجی گئی۔ اب تو حجاب بھی درمیان نہ رہا اور حکم کھلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہرالنساء کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اُسنے جوانمردی اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن خاں جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکھنا وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکھا تھا سو ہوگذرا۔ اس بیکس بیوہ پر رحم فرمائیے اور اُس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے اس جواب کو سنکر بادشاہ کا دل بھی اُس سے اُچاٹ ہوگیا۔ غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان منضوبہ میں داخل کرکے اس کو سلطان سلیمہ بیگم مادر نسبتی کے سپرد کیا۔ ایک دو سال عاشق و معشوق کے ناخوشی و ناکامی میں گذرے پھر عشق کی دبی آگ سلگی۔ مہرالنساء بھی آخر کو پسیج گئی اور سمجھ گئی کہ مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہم نے آخر میں خصائل جہانگیر کے

باب میں اُن کو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کر دیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح
جشن ملوکانہ ہوا اول مہر النسا کو بادشاہ نے نور محل کا اور پھر نور جہاں بادشاہ بیگم کا خطا
اگرچہ بادشاہ کی بیبیاں بڑے بڑے راجاؤں کی بیٹیاں تھیں مگر نور جہاں کے آگے
چراغ گل تھا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اُس کے ہاتھ اور اختیار میں آگئی تھی
جلوت میں اُسی کا جلوہ تھا۔ امورات سلطنت میں جو اختیارات اُس کو حاصل ہوئے
پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے۔ اُس کے نام کا سکا لگا ؎

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نور جہاں بادشاہ بیگم زر

اُس کی مہر میں یہ سجع کھدا۔

در جہاں گشت بفضل الٰہ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

خطبہ میں اُس کا نام نہیں پڑھا گیا اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا رسائے کار
امور ملکی و مالی میں بادشاہ کی جگہ وہ کارفرما ہوئی بادشاہ کسی لمحہ و دم اس کو جدا نہ کرتا
جس وقت دربار میں بیٹھتا تو پردہ کے پیچھے بادشاہ کی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر ملکہ بیٹھتی تھی۔ جب
پر بادشاہ سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بھی سوار ہوتی۔ نور جہاں عجیب سلیقہ کی عورت تھی
پتلی زیور حسن سے آراستہ تھی اُس نے چند روز میں بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ
لگا کہ میں سلطنت کو نور جہاں کے ہاتھ دو شراب کی پیالیوں اور ایک سیخ کباب پر
چکا ہوں اس حاقلہ اور فیض رساں عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس اضع
محل بادشاہی اور امرا مغلیہ میں ابتک رائج رہتے ہیں زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بد
منسوخ ہو گئے مگر بعض بلاد و دور دست میں شیخ زادوں اور افاغنہ میں باقی رہے۔ چاند
نفس الامر میں مجب فرش عیب پوش نامردوں کے گھر کا اور فرش گرد پوش دولتمندوں کا
اور چاندنی راتوں میں ایک خاص نمود رکھتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے غرض وہ زیور و پوشا
بناؤ سنگھار۔ گھر کی آرائشوں میں نئی نئی ایجاد کرتی لباس کو اُسنے نیا لباس پہنایا۔
ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر (عطر جہانگیر

[illegible] کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نورجہاں کے ایجاد کا شبہ اُس پر ہوا ہے۔ بہار کہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ یا دلہ کہ جس سے مغلوں کے ہاں دولہا اور دلہن کے خلعت پندرہ بیس روپیہ میں تیار ہو جاتے ہیں اُس نے اپنی دانائی سے اپنے نام پر نور محلی رائج کیا ہے غرض اس کے تصرفات جو شاہ وگدا کے کام میں آتے ہیں اور زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں کشمر ہندوستان کے انداز کو اُسنے نمود دی ہے۔ اس قدر فیض ساں تھی کہ ہر سال بے سروساماں مغلوں کی جماعت کثیر کو اُن کی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا معلیٰ شریف میں روپیہ بھیجتی تھی اور کئی ہزار بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اور خرچ اپنی سرکار سے دیتی تھی اور کہ خدا کرتی تھی اس کو گھر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تھا کہ عرایض کے زربفت کے خریطے جو آتے تھے اُن کو جوڑ کر ہاتھیوں کی جھولیں بناتی گھوڑے پر سوار خوب ہوتی تھی شکار ایسا کھیلتی تھی کہ ایک دفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ ؎

نورجہاں گرچہ بظاہر زن است　　وصف مردان ز شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اُس کی طبیعت موزوں تھی اور مخفی تخلص کرتی تھی اور لطائف وظرائف میں بلبل ہزار داستان تھی حاضر جوابی میں اُس کا جواب تھا شرفا کی مجلسوں میں اُس کی حاضر جوابی کی آج تک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک دن بادشاہ نے چاند دیکھا اور نورجہاں کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑھا ع ہلال عید بر ایوان فلک ہویدا شد ٭ تو نورجہاں نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑھا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد ٭ وہ شاعروں کی قدرشناس تھی ایک دن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تھا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپ نے کچھ نفرمایا آملی نے جواب دیا کہ جس کسی کو دیکھا ہو اس کی مدح کوئی کیا کرے تو اس کے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا　　بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہاں شدم چوں بوئے گل در برگ گل　　میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا ؎

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر　　شدہ ہست قطرہ خوں منت گریباں

یہ شعار بھی بیگم کی تصنیف سے ہیں ؎

دل بصورت نہ ہم تماشدہ سیرت معلوم　　بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما　　ہول ہجراں گذراندیم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اس کا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا
اور اس کا بڑا بھائی ابوالحسن جیسا جوانمرد فرزانہ ہاتھ آیا اس نے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح
کردی اُس نے اپنی فہم و فراست سے ساری اُس کی خود پسندی و ستم شعاری اور خو
خدا ناترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھکر جو دن رات بادشاہ زنگ لیاں
وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیار
عدالت سے کرتا۔ کوئی بہکی بات نہ کہتا۔ غرض نور جہاں گو علامہ زماں گذری ہے مگر
بس میں جو بادشاہ آگیا تھا اُس کے بعض بُرے نتیجے پیدا ہوے اُس نے اپنی بیٹی کو جو
خاں سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تھا عورتوں کو اپنی
کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھ ہوتی ہے اور اُن کی غرض آلود حسد سے جس سے شیر
کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لیے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبا
جس کا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اس نے رہم اندازی میں اس نے
پر نظر نہ کی کہ اُس سے سلطنت اور ملک مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل
ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اُس
بھائی سے دینی و ملکی نزاع رکھتا تھا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا

دوم ماہ صفر سنہ ۲ کو سردار احداد نے سُنا کہ خانہ دوراں خاں کابل سے چلا گیا ہے
سردار صاحب قدر وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھ کابل میں
اس فرصت کو غنیمت گنا بہت سا روپیہ لیکر بے خبر کابل میں آیا معز الملک نے اپنی تو

فرقہ روشنائی کے سردار احداد کا فساد

حالت کے اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیوں اور متوطنوں وسکنہ شہر نے خصوصاً کل قبیلہ شوں
جماعت نے کوچوں کو کوچہ بند کیا اپنے گھروں کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانوں نے اپنے کوٹھوں
اور گھروں پر سے تیر و تفنگ چلا کر بہتیرے ہندوستانیوں کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بار کی جو اُن کا معتبر
سردار تھا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اُنہوں نے سوچا کہ مبادا اطراف و جوانب
سے آدمی جمع ہو کر باہر جانے کی راہ اُن پر نہ بند کر دیں وہ پریشان و ہراساں ہو کر باہر چلے
گئے۔ قریب اسی نفر کے اُن میں مارے گئے دو سو گھوڑے اُن کے پکڑے گئے اور وہ اس جھلکڑ
سے باہر چلے گئے۔ ناوقلی میدانی لہوگرہ میں اُسی دن اس خبر کو سنکر شہر میں سے پہر کو آگیا
اور تمنوں کے تعاقب میں دوڑا مگر فاصلہ بہت ہو گیا تھا اس لیے کچھ کام نہ کر سکا واپس
چلا گیا۔ اس جلدی آنے کے سبب سے اور معز الملک کی حسن کارگزاری کی وجہ سے اضافہ
منصب اُن کا کیا گیا۔ اور قلیچ خاں کابل بھیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد کو رفع دفع
کرے۔

نوروز ہفتم ۷ محرم ۱۰۲۱ھ (۲۱۔ مارچ ۱۶۱۲ء) کو واقع ہوا۔ جشن دستور جشن نوروزی ہوا۔

۲۹۔ محرم کو سلام خاں حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان
کے فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے اس سے کہ حقیقت جنگ مرقوم کروں
خصوصیات بنگالہ کی چند سطریں لکھتا ہوں اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے
طول اس کا بندر چاٹگام سے گڈھی تک چار سو پچاس کوس ہے اور اُس کا عرض کوہ بہار شمالی سے
سرکار مدارن تک دو سو بیس کوس ہے جمع اُس کی تخمیناً ساٹھ کرور دام (ڈیڑھ کرور روپیہ) ہے یہاں
کے حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے اور ایک ہزار ہاتھی اور چار پانچ ہزار
تیشاں نوارہ جنگی وغیرہ کی رکھتے تھے یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہو گیا تھا۔ جب میں
بادشاہ ہوا تو سال اوّل میں میں نے راجہ مان سنگھ کو جو اس ملک میں حکومت و داروغی کہتا
تھا اپنے پاس بلا لیا اور اُس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خاں کو بھیجدیا جسکو ابتدا ہی میں
تیر شمس خاں نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خاں کہ بہار کا صاحب صوبہ جاگیردار تھا

بسبب قرب جوار کے پنجہزاری ذات و سوار کا منصب دیکر بھیجا کہ بنگالہ میں جاکر اس کا متصد
اور اسلام خاں کو کہ دارالخلافہ آگرہ میں تھا فرمان بھیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہو اور اس
کو اپنی جاگیر سمجھے۔ جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تھوڑی مدت گذری تو بیمار
وہ مرگیا تو میں نے اسلام خاں کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خاں کے سپرد کرکے خود
چلہ بنگالہ جائے۔ اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ یہ اعتراض
تھے کہ وہ خرد سال اور کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اُس کی منظور نظر
میں تھی اس کو میں نے اس خدمت کے لیے اختیار کیا۔ بحسب اتفاق اس ولایت
مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جب سے یہ ملک تصرف میں آیا تھا اب تک کسی
کا کام انجام دینا میسر نہیں ہوا تھا۔ اس کے کارہائے نمایاں میں ایک کام عثمان افغان
کا رفع کرنا تھا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ و مقاتلہ کرچکا تھا اور
ہوا تھا ان دنوں میں اسلام خاں نے ڈھاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے
کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اُس کے دل میں آیا کہ عثمان خاں کے سر پر فوج
چاہئے اگر وہ دولت خواہی اور بندگی کو اختیار کرے اس سے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے طریقہ
اُسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست و نابود وہ کرے ابھی اسلام خاں پاس شجاعت خاں آیا تھا
سردار کیا اور کشور خاں اور افتخار خاں و سید آدم بارہ و شیخ اچھے برادر زادہ مقرب خاں
و معتمد خاں و پسران معظم خاں و اہتمام خاں اور امیروں کو اُس کے ہمراہ کیا اور ایک
اپنی جماعت کو بھی ساتھ کیا نیک ساعت میں ان سب کو روانہ کیا۔ میر قاسم پسر
برادر کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بھی رہنمونی کے لیے ساتھ کیے
یہ لشکر عثمان کے قلعہ وزمین کے حوالی کے نزدیک آیا تو مردم زبان داں اس
نصیحت کے لیے بھیجے گئے کہ وہ دولت خواہی کو اختیار کرے۔ یعنی طغیان کے طریق
سے راہ صواب پر آئے۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام ملک کی تسخیر
داعیہ رکھتا تھا اُس نے بھلا ان باتوں کو نہ سُنا جدال و قتال کے لیے مستعد

سرتاسر کی زمین جو بالکل ہموار و چھلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی، روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت خاں نے جنگ کی حاعت مقرر کی اور فوجوں کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیجدیا کہ آمادۂ جنگ رہیں عثمان کا ارادہ اُس دن لڑنے کا نہ تھا مگر جب اُس نے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت لڑائی ہوئی۔ عثمان زخمی ہوا اور اسکے زخمی ہونے پر دوپہر تک اس نے ہنگامۂ جنگ گرم رکھا ولی برادر عثمان و عزیز اُس کا بیٹا اور اُن کے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع ہوے تو اُن کے دل میں آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہیگا اگر ہم شکستہ و ریختہ اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہنچ سکے گا اسی جگہ رہیں اور شب کو فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں۔ آدھی رات گئے عثمان مرگیا۔ تیسری پہر رات کو اُس کی جسم بے جان کو اُٹھا کر لے گئے اور اُس کے ساتھ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ میں چلے گئے۔ شجاعت خاں کو اسکی اطلاع ہوئی۔ صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیئے اور دشمنوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیئے مگر سپاہیوں کی ماندگی اور مردوں کے کفن دفن اور مجروحوں اور زخمیوں کی غمخواری کے سبب سے آگے جانے یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے۔ اس حالت میں عبدالسلام خاں تین سو سوار اور چار سو توپچی لیکر آگیا۔ اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور لے بڑھے عثمان کے بعد ولی اس کا قائم مقام ہوا تھا۔ جب اس کو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خاں ایک فوج تازہ زور کے ساتھ چلا آتا ہے تو اُس نے شجاعت خاں سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کریں۔ شجاعت خاں نے بمقتضائے وقت و مصلحت دولت قول دیا

دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بہائی اور خویش سب شجاعت خاں پاس آئے اور ۴۹ ہاتھی پیش کیے۔ شجاعت خاں ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۹ صفر کو اسلام خاں پاس لایا اس نیکوخدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات سے سرفراز ہوا۔ اور شجاعت خاں رستم زماں کا خطاب ملا۔

کمبایت سے جانوروں کا آنا

۲۰ ماہ فروری کو مقرب خاں کہ محرم قدیم الخدمت تھا بندر کمبایت سے چند
وغریب جانور لایا کہ بادشاہ نے اب تک نہ دیکھے تھے بلکہ اُن کا نام تک بھی کوئی نہیں
تھا بابر بادشاہ نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت خاکہ لکھی ہیں لیکن مصو
کو حکم نہیں دیا کہ اُن کی صورت کی تصویر کھینچیں یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اس
حال بھی لکھا اور جہانگیر نامہ میں اُن کی تصویریں بھی مصوروں سے کھنچوائیں تاکہ حیرت
سے ہوتی ہے وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو دلیپ کا باپ اُدے رائے سنگھ مرگیا تھا
ماتھے پر بادشاہ نے ٹیکہ اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنائت کی

راجہ کملیوں

راجہ کملیوں کو کہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا
اسپان کوٹ اور جانوران شکاری اور ناقہ مشک اور آہوے مشک کے پوست جس
بند تھا اور کھانڈے اور کتاریں نذر میں دیں۔ کہتے ہیں کہ اس راجہ کے
میں معدن طلا ہے۔

سنہ ۲۱ میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر
کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی۔ جہانگیر نے
قرار دیا تھا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن
تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوتے ہیں اُن کی
ہو جائے اُس نے یہ تجویز کی تھی کہ عبداللہ خاں حاکم گجرات نامزد اور ترتیب کی را
لشکر گجرات اور امرا کے جو اس کے ساتھ معین کئے گئے ہیں روانہ ہوا اور یہ فوج سر
و امرا و کار طلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خاں و علی مردان بہادر و خط
آراستہ تھی اور اُس کی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تھی اور جانب برا
مقرر تھا کہ راجہ مانسنگھ و خانجہاں و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور
فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر
جانب سے نظام کو گھیر لیں۔ اگر یہ ضابطہ منظور ہوتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں وا

دکن میں فوج شاہی کی شکست

...ن غالب یہ تھا کہ فتح ہوتی۔ عبداللہ خاں جب گھاٹوں سے گزرا اور نعیم کی ولایت میں آیا
...اس کا مقید نہوا کہ قاصدوں کو بھیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا۔ اور قرارداد کے بموجب اپنی حرکت
...نہ دوسری فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر نعیم کو گھیرتا۔ بلکہ اپنی قوت
...قدرت پر تکیہ کرکے اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہاں کی رفاقت بغیر اس مہم میں اسکے
...تمام پر فتح ہوا اس نے بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف برہان پور کے سرداروں و سپاہ کو طلب
...ان کو اپنی جنبھی یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اس کے نام پر بلند آوازہ ہو
...ہزار سوار جن میں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دلاورانے کو شیر سمجھتا تھا اس کے
...تھے وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا۔ ملک عنبر کو عبداللہ خاں کی
...پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب نامدار کہا جاتا ہے اس کی قوت گوجانچکر لشکر بھیجا ب
...بھیجا۔ اور توپخانہ عظیم اس کے ساتھ کیا۔ اس دیار میں بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوشان
...ملک کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تھا۔ اس لیے ملک عنبر کا
...خانہ بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تھا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبداللہ خاں کے مقابلہ میں تعین
...تھے۔ قزاق پیشہ دکنی دمرہٹے ایکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے بڑھے اور اس سے
...پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبداللہ خاں کی فوج کے اطراف کے لوٹنے
...مصروف ہوئے! اور دکنیوں کے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرتے اور جنگ بگریز
...قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہنی بائیں طرف بے خبر آنکر دست برد نمایاں
...چارپائے کبھی جہاں ہاتھ لگتے چھین کرلے جاتے اور بہت آدمی قتل کر جاتے اور کوچ
...وقت شتر پر بار قطار قطار ان کے ہاتھ آتے۔ لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک کان کاٹکر
...جاتے روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع ہوکر قوت پکڑتے جاتے
...تھے۔ یہاں تک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبداللہ خاں کا نصف لشکر تلف ہوگیا
...کوئی جنگ صف نہوئی۔ زیادہ تر آدمیوں نے گوشہ و کنار سے فرار اختیار کیا۔ کوئی
...نہ ہوتا تھا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو ایک زخم تازہ

نہ پہنچاتی ہو۔ عبداللہ خاں نے عاجز ہو کر ہمراہیوں سے صلاح کار پوچھی ہوا خواہوں
تبلاتی کہ احمدآباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر مستعد اور توپخانہ سنگین
جنگی کے ساتھ آئیں اور تلافی کریں اسلیئے ناچار مراجعت کو قرار دیا اور لشکر ہراول
کے قریب پہنچ گیا تھا وہ پھر آیا۔ دکنیوں کے تعاقب کرنے کا خیال لشکر شاہی کے
تھا اسلیئے علی مردان کہ مشہور صف آرا تھا شائستہ فوج کے ساتھ چنداول بنایا گیا۔ دکنی
سے فوج فوج آنکر زور کرتے تھے مگر جب علی مردان خاں کی فوج اُن کے مقابل آتی تو وہ فرار
بے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے اور گاہ وبیگاہ غافل وناگاہ وہیر پرتاخت کرکے
اور مقابلہ میں لشکر پر کارتنگ کرتے۔ اور اندھیری راتوں میں دائیں بائیں طرف سے
بان مارتے۔ آخر کار دس بارہ ہزار سواروں نے علی مردان خاں کو چاروں طرف سے
علی مردان خاں نے تردد نمایاں کیا اُس کے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا
ملک عنبر پاس اُس کو لے گئے ملک عنبر نے اس کو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کر
اسکے علاج کے واسطے معین کیے مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں
سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح آسمانی است تو اُس بہادر نے جواب دیا کہ فتح
مگر میدان از ماست۔ مخالفوں نے سرحد بکلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت
کرکے پھر گئے۔ اگرچہ بموجب حکم کے سرداران برہان پور عبداللہ خاں کے روانہ ہو
برار سے سنکر دولت آباد کے عازم ہوے تھے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبداللہ
رفاقت سے راضی نہ تھے اور عبداللہ خاں نے بھی اُن کو خبر نہ کی تھی تو وہ کوچ متا
ہوئے آہستہ آہستہ جاتے تھے اُنہوں نے یہ خبر سنکر مراجعت کی اور عادل پور میں
پرویز پاس چلے گئے۔ عبداللہ خاں گجرات کو چلا گیا۔

بادشاہ کی راے صائب معلوم ہوتی ہے اگر دونوں طرف کے سردار اتفاق
کو کار فرما ہوتے تو اغلب تھا کہ کام دلخواہ ہو جاتا۔ لیکن نوکروں کے رشک اور
تیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر اگرہ میں آئی تو اس کی طبیعت میں

ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اس کے ملازم اس ارادہ کے
مانع ہوئے اور ابوالحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخاناں سمجھا ہے ایسا کوئی
نہیں سمجھا اسکو بھیجنا چاہیئے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولت خواہوں نے بھی یہ رائے
دی۔ غرض خانخاناں کو اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا دکنیوں نے امراء دولتخواہ سے
صلح کی باتیں کرنی شروع کیں عادل خاں والی بیجاپور نے دولت خواہی کا طریقہ اختیار کرکے
کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلا دوں۔ جہانگیر نے
اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخاناں کو اُسے سپرد کر دیا۔

آٹھواں نوروز ۲۶۔ محرم ۱۰۳۳ھ مطابق ۸ مارچ ۱۶۲۳ء کو واقع ہوا۔ جشن بڑی دھوم
دھام سے ہوا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲۰ شعبان ۱۰۳۲ھ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول
اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کروں جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی
تھی اور امر سنگھ کو رفع دفع کروں۔ پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی میرے دل
میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود اس مہم پر متوجہ
نہوں گا کوئی صورت نہوگی ساعت مقرر میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دھرہ میں آیا دوسرے
روز دسہرہ کا جشن کیا۔ دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر میری
نظر سے گزرے۔ پانچویں شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ صبح کو قلعہ و عمارات
روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا۔ شہر میں داخل ہوکر روضہ کی زیارت کی
جیسے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کرکے اپنے بیٹے باباخرم کو آگے مہم رانا کے لیے بھیجوں ۹ ردی کو
رخصت کیا۔ خان اعظم کو اُس کے ساتھ تعین کیا۔ بارہ ہزار سوار اس کے ہمراہ کیے۔
خانخاناں کو بخشیگیری کی خدمت دی۔ خان اعظم نے خود درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم
اس خدمت پر مامور ہو۔ باوجودیکہ شاہزادہ نے ہر طرح سے اُس کی دلجوئی کی مگر
اس کے ساتھ اُسنے موافقت نہ کی بےشیوہ ناستودہ پر عمل کیا۔ جب یہ مقدمہ میرے
سامنے آیا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمت گار کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ لطف آمیز مہر انگیز

پیغام اُس کو دے کر جس وقت تو برہان پور میں تھا تو آرزو میں کرتے اس خدمت
خواست التماس کرتا تھا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا اور مجالس
میں اظہار کرتا تھا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہوں گا اگر غالب
ہوں گا تو مجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی تو بکمال کی جو مدد اور کمک چاہی تھی
سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکھا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤنگا اس
فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں۔ تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا اب تو نے
میں معقول وجہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی۔ غرض تمام مقدمات تیری
اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے پاؤں
نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے اس مدت میں بابا خرم کو کبھی اپنے سے جدا نہیں کیا
تیری کاردانی کے اعتماد پر اُس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہیئے کہ نیک خواہی اور نیک
کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی خدمت سے غافل
اگر ان باتوں کے خلاف امر کرے گا اور اپنی قرارداد سے باہر قدم رکھے گا۔ تو تجھ
اپنا نقصان کرے گا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو سمجھائیں مگر اس
اصلا کچھ نہ ہوا۔ اور اپنے فعل و قرارداد سے باز نہ آیا۔ جب بابا خرم نے دیکھا کہ
یہاں ہونا کام میں مخل ہوتا ہے۔ اس کی نگہداشت کرکے عرضداشت کی۔ کہ یہاں
ہونا کسی طرح لایق نہیں ہے اور محض اس سبب سے کہ وہ خسرو سے نسبت و رشتہ
ہے۔ کارشکنی میں کوشش کرتا ہے۔ میں نے مہابت خاں کو بھیجا کہ جاکر اس
سے لے آئے۔ محمد تقی دیوان بیوتات کو تعین کیا کہ مندسور میں جاکر اس کے
اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچادے ۱۲۔ کو فرزند بابا خرم کی عرضداشت آئی کہ
کمان جس پر رانا کو نازش تھی اور ستر و فیلوں کے ساتھ ہمارے ہاتھ آیا
عنقریب اپنا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

۹ صفر ۱۰۳۳ھ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے

فصل نمبر ۱۰ اورنگ زیب کی اطاعت

...ت خان جو خان اعظم اور اس کے بیٹے عبداللہ خاں کو لینے گیا تھا اُن کو لایا خان اعظم
...ت خاں کے حوالہ کیا کہ اس کو قلعہ گوالیار میں نگاہ رکھے۔ اس قلعہ میں بھیجنے سے غرض
...ی کہ جہاد اہم رانا میں بہ سبب خسرو کے رشتہ مندی کے دو نفاق و فساد نہ پیدا کرے
...سے اس نے حکم دیا کہ اس کو قلعہ میں بطریق بندیوں کے نہ رکھیں بلکہ اسباب راحت و آسودگی
...کھانے پینے کا سامان اس کے واسطے مہیا رکھیں جن کے بھیجنے میں خوشخبریاں متواتر آئیں
...خبر یہ بھی کہ رانا امر سنگھ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی انتہا کی اس مقدمہ کی
...یت یہ ہے کہ عبداللہ خاں صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے تئیں
...ہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکھن کے بعض کومکیوں کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج کے
...شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے تعین ہوئے
...ہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ میں داخل ہوا تو اس نے اپنے بخشی محمد تقی جس کا خطاب
...طاب شاہ قلی خاں ہوا پانچ ہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول رخصت کیا اور
...یا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ معمورہ ہو اس کو تاخت و تاراج کرے اور بت خانوں
...بت خانے مسمار کرے۔ اور خود سب جگہ رانا کے منصوبوں کے ہمیشہ میں کوشش
...ان کی جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑوں پر جو مخالفوں کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے
...ی جائے حاکم نشین اودے پور تھا۔ اس شہر کا رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگھ نے
...یب قلب مکان میں آباد کیا تھا جس کے تین طرف پہاڑ واقع تھے اور دو تالاب اُس کے
...حصن بنائے تھے اور جب سے چتوڑ کو چھوڑا تھا ابتک رانا یہیں سکونت رکھتا تھا اب وہ
...ے چھوڑ کر دشوار گذار پرا شجار کوہستان میں بطریق فرار چلا گیا تھا۔ شاہزادہ خود اودے پور
...یا اور اطراف ملک میں چار فوجیں متعین کیں اور ملک کے بندوبست و رسد کے بھیجنے
...ے جمعدار تھانے مقرر کیے۔ رانا کے سرداروں کے ساتھ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار ہوئی
...صوصاً تنخانوں کے مسمار کرنے میں جن کی حفاظت میں راجپوت اپنی جان توڑ کر جم کر
...ے کہ دونوں طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے ایک رات کو فوج

لوہ نور دساتھ لے کر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی
کے ہمراہیوں نے راجپوتوں کا خوب دلیری سے مقابلہ کیا بہت راجپوت کشتہ او
اس ہنگامہ میں عبداللہ خاں فیروز جنگ اور دلاور خاں کا کرکو ملی احمد آباد بھی
لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب ہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی
نوکر تلف و بیمار ہو گئے۔ باوجود اس کے شاہزادہ خرم نے رانا اور اُس کے کار پر
اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سو
خالو کو بھیکر شفیع جرائم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آباو اجداد کے طریقہ کے کہ ہر گ
و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی پیشکش کے ساتھ
شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع و دو فیل اور پچاس گھوڑے اُس کو دیئے اور
بیس خلعت اُس کے ہمراہیوں کو عنائت کیے اور اس کو اپنے گھر رخصت کیا۔
اپنے بیٹے رانا کرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ کے ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا
پاس جب شہزادہ آیا تو اُس کے منصب دوازدہ ہزاری پر شش ہزاری و چار ہز
اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن پر کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تھا کو ہ
اُس کی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز زیادہ عنائت کی اور اُس کو نورجہا
بھی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہی فوج کو اودے پ
بھڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی اور بادشاہ کو اس کا میا
بڑی خرمی اسلیے ہوئی کہ وہ اُس کے لاڈلے بیٹے خرم کے سبب سے حاصل ہو
کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس سے چلا آیا تھ
سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان کی تدبیر ملکی
جب رانا اطاعت کے لیے آیا تو اس کو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا اور شہز
کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اُس کو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ
ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہوں۔ پہلی خوشخ

تھا دریافت ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا حاکم زادہ تھا اور فتنہ و فساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مرگیا۔

سوم خوشخبری پرتگیزوں کی شکست تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں (پرتگیزوں) نے تولی کرکے چار جہاز (یعنی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھی حوالی بندر میں تاراج کیے اور مسلمانوں کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اس کا مال متاع سب چھین لیا۔ بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خاں کے سپرد تھا اُس کو تدارک اور تلافی کے لیے رخصت کیا۔ اب پرتگیزوں (وآرزی نے) قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچایا تھا اور اس کے فتح کرنے کو آئے تھے بندر مذکور میں پرتگیزوں اور انگیزوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اس بندر میں انگریز پناہ کے لیے آئے تھے انگریزوں نے اپنی آتشبازی سے پرتگیزوں کے اکثر جہاز جلا دئے۔ ناچار تاب مقاومت پرتگیز نہ لائے اور گریزاں ہوئے بادشاہ گجرات کے حاکم مقرب خاں پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہاں ہوئے اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لیے آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزوں نے یہ لڑائی کھڑی کردی۔ یہ خبر آئی کہ چند راجپوتوں نے عنبر کے مارنے کا قصد کیا تھا وہ گھات لگاکے عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اُس کے ایک ناقص زخم لگایا۔ عنبر کے گرد کے آدمیوں نے اُسے مار ڈالا اور عنبر کو اس کے گھر لے گئے۔ اُس کے مرنے میں کچھ نہ رہا تھا افسوس ہے کہ ایک زخم کی کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال میں درد سر و تپ میں مبتلا ہوا تھا۔ نورجہاں نے مسیحائی کی کہ ان امراض کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ باطن میں معتقد اور حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تھا اور اُن کو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تھا ایسے ہی ظاہر میں اُسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک دانہ مروارید ڈالا۔ اسکے بندگان خاص نے بھی اُسکی تقلید کی اُن کو ۷۰۰ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کیے اس سال سے شراب اتفاقات سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگھ کا مارا جانا ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے راجہ سورج سنگھ کا وکیل گوبند داس تھا اُسنے راجہ کے برادرزادہ کو بہ سبب نزاع دینوی مار ڈالا

کشن سنگھ کا مارا جانا

کشن سنگھ برادرزادہ اُسکا چاہتا تھا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جائے
سورج سنگھ بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا کشن
برادرزادہ کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہ
پناہ میں رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگھ تھا کہ
ہجوم میں غیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگھ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر
کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگھ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگھ کے آدمی
تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ
جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگھ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پر آیا اور جھروکہ
فتنہ وغوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان میں بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ
بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۲۳ سنہ احضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا جشن
آئین بندی نے بدستور سابق تربیت پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات وسوا
ہوا۔ ایک تسبیح خرد مُراید زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور ہندو اس کو سمرن کہتے ہیں
عنائت کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ

۲۵ دی کو شاہزادہ خرم کے تولد ان کا دن تھا۔ اُس کی عمر اس سن میں ۲۴ سا
بیاہ شادیاں بھی ہو چکیں تھیں اور صاحب اولاد تھا۔ اس نے کبھی شراب نہ پی تھی۔ آج
کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے
ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجکو شراب پلاتا ہوں اور اجازت دیتا ہوں کہ جشن
میں ایام نوروز میں وبزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتھ۔ اس
کہ عقل کو زائل کرے دانشمندوں نے روا نہیں رکھی اُس کے پینے سے غرض
ہو۔ بولی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اُس نے یہ رباعی لکھی ہے۔

مے دشمن مست و دوست ہشیار است اندک تریاق و بیش زہر مار

جشن وزن قمری نوروز سنہ ۲۳ شاہزادہ خرم کو شراب پلانا اور جہانگیر کی نوشتہ کا بیان

در بسیارش مضرت اندک نیست در اندک او منفعت بسیار است

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی میں نے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تھی لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ اور راناؤں نے اور اطفال کے علاج کی تقریب کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب میں ملا کر کہانسی کے دور کرنے کے لیے مجھے پلایا تھا۔ ان دنوں میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے دفع کرنے کے لیے گیا تھا۔ تو قلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں ٹھیرا ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تھک گیا تو اُستاد شاہ قلی توانچی نادری نے کہ میرے عم بزرگوار مرزا حکیم کے یاں وہ شرابدار تو بچیان تھا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوشجان فرمائے تو ماندگی اور کساوت سب دور ہو جائے گی۔ چونکہ ایام جوانی تھے ایسے امور کی طرف طبیعت مائل تھی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گھر میں جاکر شربت کیف ناک لائے حکیم نے میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چھوٹے شیشے میں بھیجی اسکو میں نے پیا اُس کی کیفیت خوش معلوم ہوئی اُس کے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑھائی یہانتک کہ پھر شراب انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تھی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا وزن چھ سیر ہندوستانی ہوتا تھا اور میری خوراک نان و تر کے ساتھ ایک مرغ تھی اس حال میں کسی کی قدرت نہ تھی کہ مجھے منع کرتا یہانتک نوبت پہنچی کہ اُس کے خمار میں مجھے بہت رعشہ ہوتا اور ہاتھ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تھام سکتا تھا اور لوگ سہارا دیتے تھے جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تھا طلب کیا اور اپنے حال سے اطلاع دی اُسنے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بیمحابا کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائیں گے تو چھ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا کہ علاج پذیر نہیں ہوگا اس کی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تھی جان شیریں عزیز ہوتی ہے اُسکی بات نے مجھ میں اثر کیا اور میں نے اُس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا (جسکو بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا۔ میں نے حکم دیا کہ عرق

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا
کم کرتا جاتا تھا سات سال ہوے کہ چہ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال
تھا اب پندرہ برس ہوے کہ اتنی شراب پیتا ہوں اس سے نہ زیادہ ہونہ کم۔ اور رات کو
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شب مبارک
اور روز متبرک اس کے آگے آتا ہے ان دونوں کا لحاظ کر کے جب دن ختم ہوتا تو شراب
یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذاروں اور منعم حقیقی کے شکر میں
کروں اور روز پنجشنبہ و روز یک شنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا
روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا اور اس
رکھتا تھا کچھ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا۔ اب میری عمر چھالیس سال
شمسی کی اور ۴۷ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھ رتی افیون پانچ گھڑی دن چڑھے
پھر رات گئے کھاتا ہوں۔

اس سال میں ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبر
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ
کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے والد بزرگوار کے زمانہ سے
کہ میرے جلوس کا دسواں سال ہے ہمیشہ افواج اس کے سر پر بھیجی جاتی تھی رفتہ رفتہ
کھاتا اور پریشانیاں اٹھاتا اس کی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا حصہ متفرق
چرخی میں کہ اس کے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ میں رہا اس کے اطراف
خانہ دوراں خاں نے محاصرہ کیا اور درآمد برآمد کی راہیں بند کیں۔ جب اس
حیوانات کے لیے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتوں کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی
تھا اور خود بھی اس بہانے آتا تھا کہ اور آدمی اس کی ہمراہی کریں خان دوراں خاں
پہنچی تو سرداروں کی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیوں کو ایک معین شب
کیا کہ حوالی چرخی میں جا کر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جا کر رات کو پناہ گاہوں میں

اسلام کوٹ

سنیاسی

مصحف کے ترجمہ کی فرمائش

اور دن کو خانہ دوراں خاں نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے تھے احداد اپنی جماعت کے ساتھ کمین گاہوں سے نکلا کہ یکبارگی ایک گروہ آگے سے ظاہر ہوئی جب اس کی خبر اس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خانہ دوراں خاں ہے تو اُسنے متلاشی و مضطرب ہو کر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولوں نے بھی خبر کی کہ یہاں احداد ہے تو خان احداد کے پاس گیا اور جو آدمی کہ کمین گاہ میں تھے اُن کو بھی سر راہ لیکر حملہ آور ہوا۔ دو پہر تک یہ بے قلبی و شکستگی جا اور بیساری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ آخر الامر افغانوں کو شکست ہوئی۔ پہاڑوں میں وہ گھسے اُن کے تین سو کے قریب کام کے آدمی مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے احداد دوبارہ اس اپنے محکم جا میں نہ جا سکا بالضرورت قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانوں کے مقاموں میں جا کر اُن سب کو جلا دیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

تال کاریہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان میں رہتا تھا۔ طائفہ ہنود کے مرتاضوں میں سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشوں کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اُس کی ملاقات کو گیا اور بہت دیر تک اُس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقامات صوفیہ سے خوب واقف ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طلب و خواہش سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اس سنیاسی سے بہتر کوئی اب تک اس طائفہ میں میں نے نہیں دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ میں تجھے دونگا اور اُس کو قرآن کی قسم دی کہ تو مجھ سے مانگ اُس نے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت کیجئے اُس کی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھ کا لکھا ہوا جو نفائس روزگار سے تھا میر مذکور کو عنایت کیا۔ اور اس کی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلاں تاریخ فلاں مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اسکو حکم دیا کہ مصحف کو سلیس عبارت میں کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ میں ان کا لفظ بلفظ فارسی میں

ترجمہ کرے اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح وبسط وشان کا متقبہ نہ ہو اور جب تمام ہو جائے تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

شہنواز خاں کی فتح ملک عنبر پر

دوسری خبر خانخاناں کے بیٹے شہنواز خاں کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی ہے جس کا بیان یہ ہے کہ جن دنوں میں خانخاناں کی طرف سے شہنواز خاں بالاپور برار میں سرد تو یاقوت خاں آدم خاں اور ایک جماعت امرا دکن کی اور جا دورائے اور کانٹیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہ نواز خاں پاس آئے شہ نواز خاں آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان بے ہمتوں کے مزید اعتبار کے لیے اور دور دور کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لیے اُس نے شادیانے بجوائے دیا عنبر سے لڑنے کے لیے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا۔ محل دار خاں یاقوت خاں آشتہ ولد دلاور خاں کو امرائے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھ اور خانہ زاد اور افروز اور توپخانہ و شمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اُس فوج کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو میں مور وملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کرتی تھی۔ د طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے میں مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقا ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبہ سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ اور پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہ نواز خاں کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد ان دونوں لشکروں میں چھ کروہ کا فاصلہ تھا اور ایک نالہ اُن کے درمیان حائل تھ کے پیگار کے اطوار سے یاقوت خاں خوب آگاہ تھا اُس نے پیش آہنگی کر کے میدان جائے سر راہ نالہ پر گل اور لائے کم عرض کی قرار دی اور پر قنداز و تیر انداز و بہا نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کیے اور اُن کے عقب میں جا بجا فوج کو مکی کی جما کی کہ وہ گولہائے سوزاں اور بانہا آتش فشاں اور شمشیرہائے جاں ستاں لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں۔ دکنیوں نے

دو روز میں اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی۔ ضرب گولہ و تفنگ و صدمۂ بان اور تیر دکھنیوں کے بہت سے سردار بے سر و پا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اُن کے اہل فیل پر کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار پر قطار گرتے تھے جو پانی میں پھنس جاتے تھے اُن کی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تھا جو گھوڑا دلدل میں پھنستا تھا اُس کا راکب خلاصی کو عطیہ الٰہی جانتا تھا۔ جو تیر کچھی اور تازی گھوڑوں کے لگتا تھا وہ چکر کھا کر گر پڑتا تھا اور اپنے سوار دوپا کو نیچے ملتا تھا۔ جو فوج دکھنیوں کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کر کے پھر جاتی تھی بادشاہی فوج مردوں نیم جاں زندوں کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی۔ عنبر اپنے دلاوروں کو لیکر بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لیے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایک دفعہ لشکر شاہی میں زلزلہ اُس نے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایاں ہزیمت بنجائے۔ مگر شہ نواز خاں اور یاقوت خاں سیل رواں کی طرح عنبر کے مقابلہ میں آئے۔ وہ رستمانہ کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور تین سو اونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جاب اور رنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا۔ تین روز تک اُس کو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا۔ بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت کی شہ نواز خاں و یاقوت خاں مع کل امیروں کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے۔

ولایت کھیرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی

تیسری خیر ولایت کھیرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی۔ ابراہیم خاں کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی۔ یہ کھیرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع سے ہے۔ اس میں ایک رودخانہ جاری ہے جس میں ایک وشخاص سے الماس نکالتے ہیں اور نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت نے جو اس کام میں مشغول رہتی ہے۔ تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جس دنوں میں گورایوں و آب کندوں میں پانی کم ہوتا ہے تو جس گوراب میں

الماس ہوتا ہی اُس پر بہت ریزہ پرند جانور یا شہ کی قسم کے جس کو ہندی میں جھینگا کہتے
ڈھیڑوں جمع ہو جاتے ہیں۔ رودخانہ کے طول میں جہانتک جا سکتے ہیں دیکھہ بھال
وہ لوگ گورابوں (جن سوراخوں میں پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اُنکے گرد تیج
ہیں) کرتے ہیں پھر بیل (کدال) اور کلنڈان (بھاوڑے) سے گورابوں کو گز ڈیڑھ
لیجا کر اُن کے گرد کھودتے ہیں جو سنگ ریگ ریزہ نکلتے ہیں اُن میں تلاش کرکے چھوٹے
الماس نکال لیتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہی کہ پارچہ الماس ایسا ہاتھ لگ جاتا ہی کہ ایک لاکھ
اس کی قیمت ہوتی ہی۔ اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سا
متصرف تھا ہر چند صوبہ بہار کے حکام اُس پر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب راہوں کے
اور جنگلوں کی کثرت کے دو تین الماس لے کر قناعت کرتے تھے اور اسکو اپنے
چھوڑ دیتے تھے جب صوبہ مذکور میں ظفرخاں کی جگہ ابراہیم خاں مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت
وقت اُس سے کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے۔ ابراہیم خاں
اس ولایت میں آنے کے تمیت کے ساتھ زمینداروں کے سر پر چڑھا انہوں نے بدستور سابق
بھیجکر چند الماس کے دانوں اور چند ہاتھیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور
راضی نہوا۔ تیز و تند اُس کی ولایت میں آیا پہلے اس سے کہ درجن سال اپنی جمعیت
کرے راہبروں کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بیخبر کوہ درہ کو کہ اُس کا مسکن تھا محاصرہ کر
اور درجن سال کے نقص میں آدمیوں کو بھیجا تو اُس کو ایک غار میں چند عورتوں کے
پایا جن میں سے ایک اُسکی ماں تھی اور دوسری اُسکے باپ کی بیویوں میں سے تھی اُن
بھائیوں میں سے ایک بھائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اُس کے پاس
لے لیے اور تیس ہاتھی بھی ہاتھ لگے اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خاں کا منصب چار
ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف
ہی۔ اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بھیجد
ہیں۔ ایک الماس کلاں ایسا بھیجا گیا۔ جس کی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی اس سے احتمال

کہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے۔

گیارہویں نوروز اول ربیع الاول ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۰۔ مارچ ۱۶۱۶ء حسب معمول جشن ہوا

بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبداللہ خاں صوبہ دار نے روبیداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خاں جاکر عبداللہ خاں کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر گھوڑے پر سوار کرکے لائے عبداللہ خاں کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے پیادہ پا خود روانہ ہوا۔ دیانت خاں سے رستہ میں ملا وہ بزور اوس کو گھوڑے پر سوار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا۔ بادشاہ نے اسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خورم کی سفارش سے قصور معاف ہو گیا۔

اس سال میں بلکہ پچھلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام میں وبائے عظیم پھیلی پرگنات پنجاب میں اس کا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور میں سرایت کی۔ اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دوآب میں دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی بہت سے دیہات اور قریات کو اُس نے معدوم کیا۔ ابتدا میں گھر میں ایک چوہا مکتا۔ وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مر جاتا۔ اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہلخانہ اپنا گھر بار چھوڑ کر صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو اون کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اس دیہ کے صحرائے عدم میں چلے جاتے۔ اگر کوئی میت یا اوس کے مال کو ہاتھ لگاتا تو جاں بر نہ ہوتا۔ اس وبا کا اثر ہندو پر زیادہ تھا۔ لاہور کے گھروں میں دس دس بیس بیس آدمی مرجاتے اُن کی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے۔ گھر کے گھر میتوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے۔ جان کے خوف سے کوئی اون کے گرد نہ جاتا۔ کفن دفن کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا۔ پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی۔ کاشمیر میں اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مرگیا تھا اوس کو ایک درویش نے گھاس پر غسل دیا تھا۔ دوسرے روز درویش مرگیا۔ جس گھاس پر غسل دیا تھا اسکو جس گائے نے

کھایا وہ مرگئی۔ اور جن کتوں نے اس گائے کا گوشت کھایا وہ وہیں ڈھیر ہے۔ غرض ہندوستان
کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں رہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی
تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں اپنا رخ نہیں دکھایا۔ اس
سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے
برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب سے ہوا
عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ عارضہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند
تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہئے ؎ چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرماں را۔

خزانہ شاہی میں چوری و چور کی گرفتاری

کوتوالی کے چبوترہ کے حوالی میں خزانہ شاہی تھا اس میں سے چوروں نے روپیہ
چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے۔ ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا
کچھ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری میں بڑی
کی ہے اُن کو بڑی سزا دینی چاہئے۔ ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی
پانوں تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں
نے حکم دیا کہ اچھا۔ ایک فیل بدمست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیکر اوسکے روبرو کیا
فیل نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس متہور جباک نے باوجودیکہ وہ اپنے رفیقوں کی سیاست

بادشاہ کا فرنگستانی رتھ میں سوار ہونا اور راجپوتانہ کا بیان۔

اپنے پانوں جاکر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اُس پر حملہ کرنے سے منہ پھیر
جب بادشاہ نے اوسکی دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبر
تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ پر بھاگ گیا۔
یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کرا کے پھانسی دیدی سعدی نے یہ سچ کہا ہے

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود گرچہ با آدمی بزرگ شود

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھ میں سوار ہو کر نکلا جسمیں چار گھوڑے
ہوئے تھے اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہوں۔ شام کو موضع
میں پونے دو کوس چلکر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک

تھہ سے شرق کو جائیں تو فیل و تمدان دار پر سوار ہوں اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ پر۔ اور اگر شمال کی جانب تو پالکی اور سنگاسن میں۔ اور اگر جانب جنوب میں تو رتھ میں سوار ہوں۔ جہانگیر ۵ دن کم تین سال اجمیر میں رہا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم میں ہے ہوا اس کی قریب بہ اعتدال ہے۔ مشرق میں دار الخلافہ آگرہ و شمال میں قصبات دہلی جنوب میں صوبہ گجرات۔ مغرب میں صوبہ ملتان و دیبال پور۔ یہ ولایت ساری ریگستان ہے۔ اس زمین میں بدشواری پانی نکلتا ہے۔ کشت کار کا مدار بارش اور تر زمین پر ہے۔ اوسکے ستان میں اعتدال ہوتا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے۔ اس صوبے سے ۹۶ ہزار سوار اور تین لاکھ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہیں۔

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا۔ راہ میں شکار کھیلتا۔ کشتیاں اس کے ساتھ چھکڑوں میں لدکر چلتی تھیں۔ جہاں کہیں تال جھیل دریا آتا تو ان کشتیوں میں بیٹھ کر آبی جانوروں کا شکار کھیلتا۔ جب راہ میں وہ اودے پور کی منزل میں آیا تو رانا اسکی ملازمت میں آیا۔ نذر دی خلعت پایا۔ قلعہ رنتھنبور میں بادشاہ نے قیدیوں کو جو مدت سے مقید تھے رہا کیا۔ بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی ولایت گرنہ کی انتہا سے ولایت بانسوالہ تک ۵۴۰ کوس اور عرض اس کا پرگنہ چندیری سے پرگنہ ندربار تک ۳۰۰ کوس اوس کے مشرق میں ولایت مانڈو شمال میں قلعہ رنتھنبور جنوب میں ولایت بگلانہ غرب میں صوبہ گجرات و اجمیر۔ یہ ولایت نہایت پرآب و خوش ہوا ہے پانچ دریا سوا و نہروں و ندیوں و چشموں کے اسمیں جاری ہیں۔ دریا یہ ہیں۔ گوداوری بیما۔ کالی سند۔ تیرا۔ نربدا۔ ہوا اس کی اعتدال کے قریب ہے۔ اس ولایت کی زمین اپنے اطراف کی نسبت بلند ہے۔ قصبہ دھار میں کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک میں دو دفعہ انگور لگتے ہیں اس کی کشاورز و محترفہ بے صلاح نہیں رہتے۔ اس ولایت کی جمع ۴۲ کروڑ ستر لاکھ دام ہے اور اس ولایت میں کام کے وقت نو ہزار تین سو کوئی سوار اور چار لاکھ ستر ہزار تین سو پیادے ایک سو نجیر فیل کے ساتھ نکلتے ہیں۔

اجمیر سے مانڈو ۹۵۱ کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طے کیا ۴۰ مقام۔ ان ۴۰ کوچوں میں بحسب اتفاق ایسی دلکش جگہوں میں منازل ہوئیں جو ندیوں اور نہروں کے کنارہ پر واقع ہوتیں۔ ان میں درخت وسبزہ کثرت بوٹے خشخاش زار کھلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ ومقام میں شکار نہ ہوتا سفر میں ذرا تکان نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا۔ مانڈ بادشاہ لکھتا ہے کہ مالوہ کی سرکاروں میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کر لاکھ دام ہے۔ مدتوں تک سلاطین کا تخت گاہ وہ رہا ہے۔ سلاطین قدیم کی بہت برپا وہر جا ہیں اون میں ابتک کچھ نقصان نہیں ہوا ۴۰ کوس ان عمارتوں کی سیر جامع مسجد میں گیا۔ سلطان ہوشنگ غوری نے اوس کو تعمیر کیا تھا تو اوس کی تعمیر پر ایک سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اُٹھے ہیں۔ یہ عمار عالیشان ہے۔ ساری تراشیدہ سنگوں سے بنی ہے۔ پھر حکام خلجیہ کے مقبرہ میں گیا وہاں دیکھا نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس نے دفع کیا۔ تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھ سے باپ کو اس کو آپ پیجئے۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو سے کھول کر اُس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز ونیاز کے زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو میں نے دولت وکامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب میرا بازپسیں کا امیدوار ہوں کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل حساب کرکے اس سے بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو گیا اور جان آفریں کو جان سپرد کی۔

مشہور ہے کہ جب شیر خاں افغان اپنے ایام حکومت وسلطنت میں بیمار

حیوان طبعی کے اوس نے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیر کی قبر پر لکڑیاں ماریں میں بھی جب اُس کی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوس کی قبر پر ماریں۔ اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ وہ بھی اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوس سے تسکین نہیں ہوئی تو میں نے حکم دیا کہ اوس کی قبر کو پھاڑ کر اُس کے ناپاک اجزا کو آگ میں ڈال دیں۔ لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش تو انوار الٰہی میں سے ایک نور ہے حیف ہے کہ اس کا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھ آلودہ ہو سیاوا اس جلانے سے اُس کے عذاب میں تخفیف ہو اس لئے میں نے حکم دیا کہ اس کے فرسودہ استخوانوں کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریائے نربدا میں بہادیں۔ ایام حیات میں طبیعت میں حرارت غالب تھی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تھا۔ اب ایک سو بیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ اوس کے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ آگرہ میں بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی۔ قراول احاطہ بارہ میں ایک بڑا قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت میں تھا۔ بندوق خاصہ فتیلہ روشن کے ساتھ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تھی۔ دو محل مع دو تین خواص کے برسم پرستاروں کے بادشاہ کے اطراف میں بیٹھی ہوئی تھیں اس اثنا میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید رہتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کریں۔ نورجہاں اس فن سے عاری تھی۔ جو میں شیر دور سے نورمحل کلاں کی نظر میں آیا تو اُس نے بندوق جھکا کے شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اوچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی خوشی بندوق ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزاں و ترساں گریزاں ہے بادشاہ نے رانی کلاں کو آفریں کر کے گلے لگایا۔ اور اوس پر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہاں کو تشنیع کی اور اوس پر توجہ کم کی۔ والدہ نورجہاں فراست و عقل میں عورتوں میں ممتاز تھی اوس نے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردوں کے لئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اُن میں اُن کی تع
ہوتی ہے۔ لیکن عورتوں کے باب میں عیب گنتے ہیں۔ یہ صفات شجاعت و سخاوت
ہیں۔ غرض یہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نورجہاں پر مہربان ہو
اوس روز سے نورجہاں نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تھوڑے
دنوں میں اوسکی مشق کرلی۔ آگے اس کے شیر افگنی کا بیان آئیگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل میں آیا کہ ابتدا اس تیرے ابتک جو شکار کئے ہیں اون کا
کیا جائے اس لئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان عملہ و فعلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ
کرکے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اُن کے مجموعہ کا حال مجھے سُنائیں تو اونھوں
مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۳ھ میں تھی اس سال ۱۰۲۶ھ میں پچاس برس
ہے اس مدت میں میرے روبرو ۲۸۵۲۳ شکار ہوئے ہیں اور اُن میں سے
شکار خود بندوق وغیرہ سے میں نے مارے ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

شیر	۸۶	ریچھ۔ چیتہ۔ لومڑی۔ اودبلاؤ کفتار	
نیل گاؤ	۳۵	سیاہ ہرن چکارہ۔ چیتل۔ بزکوہی وغیرہ	
نیل گائے	۹	توچ و آہوے سرخ	
بھیڑیے	۶۴	گاؤمیش صحرائی	
سؤر	۹۰	رنگ	
توچ کوہی	۲۲	ارغلی	
گورخر	۶/۳۱۲	خرگوش	

کل میزان چوپایوں کے شکار کی ۳۲۰۳

کوتبر	۱۰۳۴۸	لگڑ ۳	جگڑ ۲	غلیواز چند قوطان موش جوز	
ابابیل	۴۱	کنجشک ۲۵/۲۸	الو ۳۰/۳۲	مرغابی	
زاغ	۳۳۷۶/۱۳۶۶۵	میزانکل ۱۳۹۵۴	گرچھ ۱۰	میزان کل	۱۶۷

شیر ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کھیلا تھا اوس کو آبی جانوروں کے مارنے کا شوق ہوا۔

جب بادشاہ کے حسب دلخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوس کو الہ آباد کا صوبہ کیا شاہزادہ خرم کو اوس کی جگہ مقرر کیا اور اوس کی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا اوپر بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خاں ورایہ بکرماجیت نظام الملکی و عادل خاں وکلار کے ساتھ جو اوس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خاں پاس طریق سفارت بھیجا اور اون کو فرمان لکھا جسمیں تہدید و وعدہ وعید کے اور یہ اشعار لکھے کہ

دو شعلہ زیک شمع دارم بچنگ — یکے نور صبح و یکے نار جنگ

بود نور صبح شبستاں فروز — ولے نار جنگم بود خانہ سوز

حکم دیا کہ اول عادل خاں پاس دونو جائیں۔ عادل خاں نے جب وہ آئے اطاعت قبول کی بعض مال جو بادشاہی لشکر سے اوس کے ملازموں نے چھین لئے تھے واپس حوالہ کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بھی حکم کی انقیاد کی باب میں جیسا کہ لکھنا چاہئے تھا اوس نے لکھا اس سال میں یہ خبر بھی آئی تھی کہ قدم پیگا نہ نیگانہ افریدی افغان جو دولت خواہ و فرمانبردار تھا اور کتل خیبر کی راہداری اس سے تعلق رکھتی تھی تھوڑے توہم سے اس نے اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکھا اور فساد کے لئے سر اوٹھایا اور ہر تھانے میں اپنی جماعت کو بھیجا۔ جہاں وہ خود اور اوس کے آدمی گئے۔ وہاں کے آدمیوں کو غفلت کے سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوس نے ضائع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب سے کوہستان افغان کے درمیان ایک دندمچ گیا۔ اس افغان کا بھائی ہارون اور بیٹا جلالہ دونو بادشاہ کے پاس تھے اون کو بادشاہ نے قلعہ گوالیار میں محبوس کیا اور افغانان پیگا نہ بنگا نہ نے عبد السبحان برادر خان عالم کو ایک تھانہ میں مار ڈالا۔ خان عالم کو اس قضیہ کے چکانے کا حکم ہوا۔

۱۲۔ ربیع الاول ۱۰۳۶ھ مطابق ۱۔ مارچ ۱۶۲۶ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا۔ شاہزادہ خرم نے باپ کو لکھا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اس لئے نذر معاف کیجائے اسلئے

شاہزادہ پرویز شاہزادہ خرم و دکن

کوہستان و افغانستان کا فساد

نوروز و از دہمین سلطنت

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذریں خرم کو اور اورامراد کو معاف کردیں۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتوں اور مزاجوں میں تمباکو کا استعمال فساد پیدا کر
اس لئے میں نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تمباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بھائی
نے بھی تمباکو کے ضرروں پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تمباکو کا اس
نہ کرے۔ خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تھا وہ تمباکو کے استعمال کی
پر بے اختیار تھا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرض داشت
خان عالم تمباکو کے بدون ایک دم نہیں رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکھ

رسولِ یار میخواہد کند اظہار تمباکو　　من از شمع و فا روشن کنم بازار تم

اس بیت کے جواب میں خان عالم نے یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تمباکو　　بلطف شاہِ عادل گرم شد بازار تم

ہندوستان میں امریکہ سے تمباکو آیا تھا۔ الحبانے اوس کے احوال کی تشخیص و تجو
اوس کی دود کشی بطور معمود بعض امراض کے لئے مناسب جانی۔ رفتہ رفتہ وہ سب
کا مرغوب ہوا اور اوس کا تخم جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ
حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا۔ عہد جہانگیری میں اوس کا زیادہ رواج ہو
دود کشی کے آرزومند بہت آدمی ہوئے۔ اور سب ماکولات و مشروبات پر اُس کو
اور مہمانوں کے لئے ماحضر اور اخلاص مندوں کا بہترین تحفہ تھا۔ اور اوس کی لو
ایسی عادت ہوگئی کہ اوس کا طالب کھانے کو ترک کردے مگر تمباکو چھوڑنا اس
بہت دشوار ہو۔ جتنا وہ تلخ زیادہ ہو اتنا ہی وہ طالبوں کے مذاق میں گوا
اور نرخ اوس کا گراں تر ہو ؎

بسیار کسیکہ خواہدش از دل و جان　　کمیاب کسے بود کہ او را کم خواہ

اوس کے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہیں۔ وہ انسان کی دولت کے
آگ لگاتا ہے۔ سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر ہکا

3310

یا چہ اور سزا دیتا۔

زاولوں نے چار شیروں کو گھیرا تھا۔ میں اپنے محل کے ساتھ شکار پر متوجہ ہوا جب شیر نظر آئے تو نور جہاں نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیروں کو بندوقوں سے ماروں میں نے کہا کہ اچھا اس نے دو شیروں کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو تیر مار کر نیچے گرایا۔ ایک ایک مارنے میں ان چاروں شیروں کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی تفنگ اندازی ابتک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چھ تیر چھکے جن میں سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندوں کو ہلنے اور لوٹنے کی فرصت نہ دی۔ اس کارنامہ کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی بیش قیمتی الماس ایک لاکھ روپیہ کی نور جہاں کو مرحمت کی۔

نور جہاں کا شیروں کا شکار کرنا

شروع سال میں سید عبداللہ خاں بارہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی خدمت میں آیا اس میں لکھا تھا کہ عادل خاں وغیرہ اودکن کے اور سرکشوں نے اطاعت و عبودیت اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمد نگر اور اور قلعوں کی کنجیاں جن پر عنبر متصرف تھا ملازمان شاہی کو حوالہ کیں۔ اور جو ولایت کہ ہاتھ سے نکل گئی تھی وہ اولیائے دولت کے تصرف میں آئی۔ مفسدین جو استکبار کا دم بھرتے تھے عجز و نیاز سے انکسار اظہار کرکے باج سپار اور خراج گزار ہوئے۔ جہانگیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا اور شادیانے کے نقارے بجوائے۔ سید عبداللہ خاں کو سیف خاں کا خطاب دیا اور شہزادہ کے لئے ایک لعل بے بہا بھجوایا۔ اور عادل خاں کے نام فرمان جاری کیا جس میں یہ شعر جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکھا تھا ؎

شدی از التماس شاہ خرم بفرزندی بامشہور عالم

اس فرمان کے آنے پر عادل شاہ نے افضل خاں اور بکرماجیت کے ہاتھ ڈیڑھ لاکھ ہن اور دو لاکھ روپیہ کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکھ روپیہ کے پیش کش بھیجی۔ اور سفیروں کو دو لاکھ روپئے دئے۔ قطب الملک نے بھی اسی قدر روپیہ کی

دکن کے باب میں عرضداشت شاہزادہ خرم و عادل خاں عنبر بھیجنا

پیش کش بھی۔ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیش کشیں آئیں کہ کبھی پہلے اتنی
بادشاہ پاس نہیں آئی تھیں۔

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس
کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخاناں کو سپرد ہوئی۔ اور اوس کے بیٹے شہنواز خ
حقیقت میں جوان خانخاناں تھا بارہ ہزار سواروں کے ساتھ ولایت مقبوضہ با
نظام الملکی کے انتظام وضبط کے لئے مقرر ہوا۔ اور ہر جا و ہر محل میں جاگیر پر معتبر آدمی مقر
غرض یہاں کا بندوبست جیسا کہ لایق اور مناسب تھا کیا گیا۔ جس قدر لشکر شاہزادہ خر
تھا اوس سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہاں انتظام کے لئے مع
گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار و دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے
۱۱۔ شوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت میں وہ حاضر ہوا۔ آداب کورنش و زمین بوس
اس کو بادشاہ نے بھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگ
اُٹھکر اوس کو گلے لگایا۔ جس قدر ادب اور فروتنی میں وہ زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشا
زیادہ اس پر عنایت و شفقت کرتا تھا۔ باپ نے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا
ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا۔ چونکہ
کا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیش کش روبرو کرتا۔ صرف فیل سرناک کو کہ عادل خا
فیلوں کی پیش کش کا سرحلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوس وقت نذر میں گ
بعد اس کے بخشیوں کو حکم ہوا کہ امرا جو شاہزادہ کے ساتھ آئے ہیں بہ ترتیب منصب
میں آئیں۔ اول خاں جہاں نے سعادت ملازمت سے سرافرازی پائی اوس کو بادشا
اوپر بلا کر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع
سے بھرا ہوا پیش کش میں دیا۔ اس کی پیش کش سے بادشاہ نے پینتالیس ہزار روپیہ کی
کی چیزیں پسند کیں۔ بعد ازاں عبداللہ خاں آستاں بوس ہوا سو مہر نذر دیں پھر مہابت
زمین بوس ہوا۔ سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا۔ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش

اس کی قیمت ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ تھے از انجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تھا وہ ایک فرنگی
تاجر میں بیچنے لایا تھا۔ وہ لاکھ روپیہ قیمت مانگتا تھا۔ اور جوہری اوس کی اسی ہزار قیمت آنکتے
تھے اس واسطے اوس کا سودا نہ بنا۔ اولٹا لے گیا۔ جب وہ برہان پور میں آیا تو مہابت خاں نے
اوس سے ایک لاکھ روپیہ کو خریدا۔ بعد ازاں راجہ بیر سنگھ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور
تحفے جواہر مرصع آلات پیش کش میں گذرانے ایسے ہی دارا ب خاں پسر خانخاناں و
سردار خاں برادر عبداللہ خاں و شجاعت خاں عرب دیانت خاں و شہباز خاں و معتمد خاں
بخشی و داود ارام کہ نظام الملکی سرداروں میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا
اور دولت خواہوں کی سلک میں منتظم ہوا تھا اور اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی
بعد ازاں عادل خاں کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی
جلد میں منصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تھا اور جب دکن کی تسخیر کے لئے روانہ
ہوا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا۔ اب اس شائستہ خدمت کے جلد میں منصب
سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہاں عنایت ہوا۔ اور حکم ہوا کہ تخت کے
نزدیک ایک صندلی بچھائی جایا کرے اوس پر وہ بیٹھا کرے۔ اسی شہزادہ کے حال پر
یہ خاص عنایت ہوئی۔ خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تھی۔ اور پچاس ہزار کا خلعت
عنایت ہوا۔ نور جہاں نے بھی شاہجہاں کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکھ روپیہ خرچ کیا
شاہجہاں نے دو لاکھ روپیہ کی پیش کش اپنی والدہ نور جہاں کو دی اور ساٹھ ہزار روپیہ اولاد
ماؤں کو تذر کیا اور اوس کی نذروں میں سے بیس لاکھ روپیہ کی نذریں قبول ہوئیں۔ غرض
بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسکا نذروں میں خرچ ہوا۔

کبوتروں کی نامہ بری

جہانگیر نے سنا تھا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوتروں کو نامہ بری سکھاتے تھے بادشاہ
نے بھی کبوتر بازوں کو حکم دیا کہ کبوتروں کو یہ کام سکھائیں۔ ان کبوتر بازوں نے چند جوڑے
لیے آموختہ کے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے۔ اگر بارش کی کثرت ہوتی تو
دوپہر میں اور نہیں ڈیڑھ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض کبوتر

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے۔

امرا و رکن کا منصب ملنا

جب شنواز خاں ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خاں حبشی و جادو رائے و بابو
دادارام اور چند اور امرا نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شنواز خاں پاس آ
عنبر کی شکست کے بعد عادل خاں کی ملامتوں سے اور ملک عنبر کے فریب سے ا
بادشاہ کی دولت خواہی ترک کی۔ عنبر نے آدم خاں سے قرآن کی قسم کھا کر اوس کو د
اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا۔ اور پھر مار ڈالا۔ بابو رائے کانیٹہ اور
عادل خاں کی سرحد میں گئے۔ عادل خاں نے ان کو اپنے ملک میں راہ نہ دی۔ چند
بابو رائے کانیٹہ کو ایک دوست نے فریب دیکر مار ڈالا۔ عنبر نے ادارام سے
ادارام نے اوسکو شکست دی۔ اور وہ مع اہل و عیال شاہجہاں پاس چلا آیا۔ بڑا منصب پایا۔

جہانگیر کا سفر گجرات

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تھا اور اوس کو ولایت گجرات کے
دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تھا اور قراولوں نے جاکر فیل ہائے صحرائی
شکار کی جگہ قرار دی تھی تو اوس کے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا
مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا۔ اس شکار کو کرکے
میں آئے۔ وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا۔ منزل بہ منزل طے کرکے
تال جسود (جمنود) میں پہنچا۔ اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہائے خدمتی
کا شکار کرکے لایا۔ بادشاہ کو مچھلی کا گوشت بہت پسند تھا خصوصاً رو ہو مچھلی کا
میں سب قسم کی مچھلیوں میں بہتر ہے۔ اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش
اوس کو یہ مچھلی بھی باتمنہ آئی تھی اوسے کھا کر وہ بہت خوش ہوا۔ اور رائے مان
گھوڑا انعام دیا اگرچہ گجرات کی حد واباد (واباد اصل میں دوحد ہے وہاں سے مالو
کی راہیں جدا ہوتی ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزوں میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا
ہے زمین اور ہے آدمیوں کی وضع ہی نرالی ہے زبانیں ہی کچھ اور
ہیں جنگل نظر آتے ہیں ان میں درخت میوہ دار مثل انبہ و کھرنی و تمرہندی کے

...ت کی محافظت کا ہزار قوم کی خاریست پر ہے۔ مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد خار قوم لگاتے ہیں
...ر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سارا
...ک ریگستان ہے۔ تھوڑی آمد و رفت و اژدحام سے اس قدر گرد و غبار اڑتا ہے کہ آدمی
...کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ اس لئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب سے گرد آباد رکھنا چاہیے
جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا۔ کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے برہمن
کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اس کی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا میں اس کا نام تربناوتی تھا
...اس میں راجہ تربنک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا بکھانتے ہیں
...وہ لکھی جائے تو طول ہو اس لئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اس کے پوتے پڑپوتے راجہ
...بے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
...اس قدر گرد اور خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
...تمیوں کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک بت نے
جس کی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع اپنے
...ل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا۔ اتفاقاً جہاز بھی
طوفان بلا سے شکستہ ہوا۔ مگر راجہ کی زندگی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اس کی کشتی وجود
ساحل سلامت پر پہونچی۔ اوس نے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی
علامت کے لئے اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
...ستنبہ کہتے ہیں۔ اس نسبت سے تخصیص نگری اور کھنباوتی اوس کو کہنے لگے۔ یا راجہ کے
نام کی مناسبت سے تربناوتی کہتے ہوں۔ کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہو گیا۔
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریا عمان کے جوروں میں سے ایک
جور میں واقع ہے۔ اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً ہے
جور میں جہاز نہیں آتا۔ بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع سے ہے اور سمندر
کے قریب ہے۔ جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو عرابوں میں بھر کر بندر کھنبایت میں

لاتے ہیں اور اس طرح جہازوں میں اسباب لادنے کے لئے عرابوں میں اسباب لے
بادشاہ کے آنے سے چند عراب بنادر فرنگ سے کھنبایت میں آئے تھے اور خرید
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکھتے تھے یکشنبہ کو وہ سب عرابوں کو راست
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے۔ بادشا
خود ایک عراب میں بیٹھکر ایک کوس سمندر کی سیر کی۔

سلاطین گجرات کے زمانہ میں اس بندر کا تمغا بہت تھا اور اب شاہ جہانگیر
تھا کہ چالیسویں حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر میں دسواں اور آٹھواں
لیتے تھے اور تجار اور آنے جانے والوں کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تھے اور
کرتے تھے جدہ کو بندر مکہ ہے چوتھائی لیتے تھے بلکہ اوس سے زیادہ اس
کرنا چاہیے کہ حکام سابق کے زمانہ میں بنادر گجرات سے کس قدر روپیہ لیا جا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ سے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کردیا
کی قلمرو میں تمغا کا نام مٹ گیا۔

ان دنوں میں بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے آدھا سکہ ٹنکہ طلا نقرہ جاری کیا
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی سنہ ۱۰۳۵ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ میں ایک رُخ پر ٹنکہ کے درمیان میں لفظ جہانگیر
سنہ ۱۰۲۶ اور دور پر یہ مصرع ؎ بزر این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پر تو ؎ اور دوسرے
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سنہ ۱۲ جلوس اور دور میں یہ مصرع دوم ؎ پس از فتح دکن
در گجرات از مانڈو ؎ کسی عہد میں ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا۔ طلا و نقرہ کا ٹنکہ
کا اختراع تھا نام اوس کا ٹنکہ جہانگیری تھا۔ اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیواریں بنا دیتے ہیں کہ بوجھ
والے تھک جاتے ہیں تو اسپر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہیں اور اُٹھا
بادشاہ کو اہل گجرات کا اس طرح دیوار بنانا بہت خوش معلوم ہوا۔ اوس نے سار

ے شہروں میں اس قسم کی دیواریں بادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دے دیا چنانچہ ان میں سے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دو سلوں کو گاڑ کر ایک بڑی سل رکھ دیتے ہیں۔ بادشاہ نے کھنبایت جس راہ سے گیا وہ ۱۴۴ کوس تھی ۲۸ کوچ اور ۳۰ مقام کئے اور اور کھنبایت سے بادشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمد آباد ۲۱ کوس ہے پانچ کوچ دو مقام میں طے کئے اس سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمد آباد تک ۱۴۵ کوس دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۴۲ مقام۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمد آباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوس کو نہ دیکھا اگرچہ بازاروں کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانیں وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں اوس کی سب لکڑی کی ہیں دکانوں کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات شاہی خراب و ویران۔

ملک خورده کی فتح

مکرم خاں والا معظم خاں صاحب صوبہ اڑیسہ کی عرضی آئی کہ اوس نے ولایت خوردہ کو فتح کیا اور وہاں کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادوں میں مکرم خاں لایق ترجیت تھا۔ اوس کے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا فقارہ و اسپ و خلعت سے سرفراز ہوا ولایت اڑیسہ اور گولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ دوم راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازموں کے تصرف میں آئی امید ہے کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی میں آجائے۔

سیوڑوں کا اخراج

سیوڑوں کا گروہ اکثر بلاد ہند میں ہوتا ہے۔ خصوصاً ملک گجرات میں جہاں سودے کی خرید و فروخت کا مدار بنیوں پر ہے اور وہ ان سیوڑوں کے بڑے معتقد ہوتے ہیں اس لئے یہاں سیوڑے بہت رہتے ہیں۔ بتخانوں کے سوا بنیوں نے مکان اونکے رہنے اور عبادت کرنے کے واسطے بنا دیئے ہیں۔ یہ مکان حقیقت میں وار الفساد ہیں سیوڑوں کے پاس اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلا حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ نے اطراف میں فرامین بھجوائے کہ جہاں اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردیں۔

جب دریا رہمی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام نریں بوس ہ
نام جسا تھا اور اس کا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں
گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں
اس کا ملک دریا رشور سے ملا ہوا ہے۔ پانچ چھ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکھتا ہے اور
دس بارہ ہزار سوار جمع کر لیتا ہے۔ اوس کی ولایت میں گھوڑے اچھے ہوتے ہیں
کچھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکھا تھا او
نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنا لیجائے کہ وہ بندہ ہائے خاص کو مرحمت ہو۔

جام گجرات

جہانگیر لکھتا ہے کہ اتوار کی رات ۲۳۔ ربیع الاول ۱۰۱۴ھ کو مطابق ۱۰۔ مارچ
حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا۔ اور نیاز مند درگاہ الہی
سال سنہ جلوس اور اکیاونواں سال عمر کا شروع ہوا۔

نوروز ہیزدہمین ۱۰۱۴ھ

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تھا تو قطب الملک گل کر
ملازم ہوا تھا اعتبار پیدا کر کے صاحب مدار سلطنت ہو گیا تھا۔ مگر جب اوس
برادر زادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا۔ میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عا
بیجاپور پاس گیا تو وہاں بھی حسب مراد صحبت گرم نہ ہوئی۔ ایران چلا گیا۔ باد
اور اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکھ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں
مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہو
وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا۔ پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے
بہت عنایت کی۔

بادشاہ موضع سلجارا میں آیا جہاں سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے
اپنے بندہائے خاص کے ساتھ شکار فیل پر متوجہ ہوا۔ ہاتھیوں کی چراگاہ کو
میں واقع ہے اور اس میں فراز و نشیب بہت ہیں۔ اس میں پیادہ چلنا مشکل
سواروں اور پیادوں نے جنگل کو گھیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر

ہاتھی کا شکار

بیٹھنے کے لئے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف میں چند درختوں پر اور امیروں کے لئے نشیمن بنائے۔ دو سو فیل نر و مادہ مستحکم کمندوں کے ساتھ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آراستہ کی گئیں۔ اور ہر فیل پر دو نفر فیل بان قوم جرگہ کے مقرر تھے۔ قوم جرگہ کے ساتھ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہائے صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو لائیں تاکہ وہ شکار کا تماشا دیکھے۔ اتفاق سے جو وقت اطراف سے جنگل میں آئے درختوں کی بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلہ نظام ٹوٹ گیا اور قرعہ کی ترتیب پر جا نہ رہی۔ جنگلی ہاتھی سراسیمہ ہو کر دوڑتے اور اس جانب میں دس بارہ زیادہ آئے۔ خوف یہ تھا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں۔ خانگی ہاتھیوں سے آگے جا کر اونکو باندھ لیا۔ مگر بہت ہاتھی ہاتھ نہ آئے۔ صرف دو نفیس ہاتھی بندی میں آئے دو بہت خوبصورت اور اصیل تھے۔ جس کو میں یہ ہاتھی رہتے تھے اوسکو کرشن پہاڑی یعنی دیو کوہ کہتے ہیں اس سبب سے ان ہاتھیوں کے نام بادشاہ نے اون سرداروں کے نام جو دیوؤں کے نام ہیں۔

بادشاہ شکار گاہ سے احمد آباد میں پھر آیا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوس نے محنت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی تھی۔ اوس نے اس لئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤں۔ اوس نے ملک گجرات کی ہوا کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشگال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ میں وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اس لئے وہ احمد آباد میں آیا۔ یہاں ان دنوں میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیوں میں بیماری پھیل رہی تھی اور اوس شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوئے ہوں۔ تپ محرق ہوتی تھی یا احشا میں درد ہوتا تھا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا۔ صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تھا۔ مگر جانوں کی خیر تھی بہت کم آدمی مرتے تھے۔ گجرات کی آب و ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا۔ اس لئے بادشاہ یہاں آنے سے پشیمان تھا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوس نے کہا کہ میں حیرت میں ہوں کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہاں شہر آباد کیا۔ ہوا اس کی

مسموم زمین اوس کی کم آب ۔ ریگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جس کا بیان پہلے ہوا۔ پانی
ناگوار۔ دو خانہ کے کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے۔ کنوئیں
کھاری و تلخ۔ سواد شہر میں جو تالاب ہیں وہ دھوبیوں کے صابن سے چھاچھ سے
ہوئے ہیں۔ جو لوگ صاحب مقدور ہیں۔ انھوں نے گھروں میں برکہ بنا رکھے ہیں برسا
کا پانی اس میں بھرتے ہیں اور اس کو سال بھر تک پیتے ہیں۔ ایسے پانی کی مضرتیں
ہیں کہ نہ جس کو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہ ملے۔ شہر کے باہر نہ جائے۔ سب
ریا مین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اس کا فیض معلوم ہے
اے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم ۔ پہلے میں نے اس کا نام گرد آباد رکھا تھا۔ اب
جانتا کہ سومستان نام رکھوں یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد ۔ اس میں یہ
صفات ہیں۔ اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا میں ایک روز توقف نہ
اور سلیمان کی طرح ہوا میں اڑ جاتا اور اپنے آدمیوں کو رنج و محنت سے خلاص دیتا
شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب سے کہ مبادا
اہل اردو تعدی و ستم کر کے خانہ ملکی میں اتر پڑیں اور فقرا اور مساکین کے احوال
مزاحم ہوں اور قاضی اور میر عدل اون کی رو دیدگی کے سبب سے مداہنت کریں
ستم پیشوں کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں۔ جس روز سے اس شہر میں بادشاہ آیا باوجود
و حرارت ہوا کے ہر روز دو پہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طر
ہے دو تین گھنٹہ بیٹھتا۔ اس کے سامنے کوئی در و دیوار و دیوان و چوبدار
و مانع نہ تھا۔ وہ بمقتضائے عدالت داد خواہوں کی فریاد سنتا۔ ستم پیشہ
و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم میں بھی ہر روز بدستور جھ
آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا۔

بہر نگہبانی خلق خدا — شب نکنم دیدہ بخواب آشنا
از پئے آسودگی جملہ تن — رنج پسندم بہ تن خویشتن

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الٰہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹہ سے زیادہ میرے وقت کو خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے آگہی ہو۔ دوم بیداردلی یاد حق میں ہو حیف ہے کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں گذرے یک خواب گراں آگے آنے والا ہے جس میں بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا ایک دم بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے۔ باشش بیدار کہ خواب عجب دپیش است اسی دن شاہجہاں کو بھی تپ آئی۔ اس روز تک اوس نے اوس کی کوفت اوٹھائی اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا۔ خافی خاں لکھتا ہے کہ احمد آباد میں بادشاہ بیمار ہوا۔ اس لئے اوس نے اوس کی یہ خاک اور آبی ورنہ احمد آباد ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں شاہجہاں آباد کے بعد ہی اور کوئی دوسرا معمورہ اوس کے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً فوراوانی سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ ہم پہونچتے ہیں۔ بلاد ایران و توران و امصار جہاں پر یہاں کے انواع اقسام اقمشہ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر رکھتے ہیں۔ یہاں ہر سال تجار لاکھوں روپیوں کی ہر ایک جنس اولیٰ و اعلیٰ خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی طرف سے اکناف سے آجاتے ہیں۔ یہاں خربوزہ سات مہینے بکتا ہے۔

احمد بیگ خاں کابلی کو کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تھا اوس نے تہدید کیا تھا کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کردوں گا یہ وعدہ اس کا منقضی ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اس لئے اوس کو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خاں کابل کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوس نے خط تہدید لکھ دیا کہ دو سال میں تبت و کشتوار فتح کردوں گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکوں میں ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف تکمیل کا مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تھا۔ ان دنوں میں مجھے یہ سوجھی کہ پہلے کسی کو نہ سوجھی تھی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت نقش ہوا کرے جو اس ماہ سے منسوب ہے مثلاً ماہ فروردی

یں جوسکہ تیار ہوا اوسکے اوپر برہ کی شکل اور جوآردی بہشت میں تیار ہوا اوسپر ثور کی شکل
اسطرح جس ماہ میں جوسکہ تیار ہو اسطرح کی صورت اوسپر منقش ہو جیسے نیر اعظم طالع ہو۔

بادشاہ کی علالت

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی
کوخمار کا آزار تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا۔ صبح تک بستر پر تڑپتا رہا دوسرے دن آخر
تپ میں تخفیف ہوئی۔ حکیموں سے پوچھ کر دو خمکہ معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ
اور یخ پینے کی تاکید کی مگر میں نہیں پی۔ اور میں نے کہا کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے
کہ میں نے ایسے شوربے پیئے ہوں امید ہے کہ اس کے بعد بھی اُس کے پینے کی حا
کھانا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی چنانچہ تین روز و شب فاقہ ہوا
ایک رات دن آئی تھی کہ ضعف و بے طاقتی اس حد پر تھی گویا میں مدتوں سے
تھا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تھی۔

شاعری

سپہ سالار امالیق خانخاناں نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ ہر یک گل زحمت
مے باید کشید۔ اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا ہے؟

سایۂ مے بر سرِ ما گستر مے باید کشید ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

مصوری

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلائق
مصور تھے جس کا خطاب نادر الزماں تھا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر
دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوس کی بڑی تحسین اور آفریں کی۔ جہانگیر
کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس رتبہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصور اُس
کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اس کے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً
بتا دیتا تھا کہ یہ کام فلاں مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس مع تی جسمیں چند چہرے ہوتے
چہرہ ایک اُستاد کا کھنچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ یہ چہرہ کس مصور کا بنا
اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجھ جاتا کہ
کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

خانخاناں نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیر اللہ کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بھیجی کہ گانڈیس کے زمیندار پلجو پاس جو ایک کان الماس ہے اوس پر تصرف کرے۔ زمیندار نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی دار وغہ بادشاہی وہاں مقرر ہوا یساں کا الماس اصالت و نفاست میں ساری قسم کے الماسوں میں امتیاز رکھتا ہے اور جوہریوں کے نزدیک وہ نہایت صاف اور نیک اندام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جس کا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ وہاں ندی میں سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف میں ہیں الماس وہاں کا اکثر پختہ ہوتا ہے۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو میں نے کتاب خانہ کے متصدیوں کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو یک جلد میں کر کے نسخہا متعدد ترتیب کرو کہ بندہائے خاص کو میں عنایت کروں اور کل بلاد میں بھیجوں کہ ارباب دولت و اصحاب سعادت و مستعد العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس جہانگیر نامہ تمام لکھ کر اور جلد بندھوا کر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا تھا اوس کو میں نے اپنے بیٹے شاہجہاں کو دیا میں اس کو ساری چیزوں کے لئے تمام بیٹوں میں مقدم جانتا تھا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلاں تاریخ فلاں مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید ہے کہ اوس کے مطالعہ کی دریافت کی توفیق اسکو ہوگی جس سے رضا جوئی خدا اور دانائی خلق اوس کو نصیب ہو۔ بعد اس کے جو دو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے ان میں سے ایک مدار المہامی اعتماد خاں کو اور دوسرا آصف خاں کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول پسر جانی جہاں بلوچ کا تھا کہ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولوں میں تھا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خاں کا نوکر ہو گیا اس نے عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خاں کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خاں کو یہ حال معلوم ہو گیا اوسنے

اس ننگ نظام کو محبوس و مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ اس کے رشتہ دار بہت سے
اون کی سفارش سے اور بلوچ خاں قراول کی ضمانت سے وہ قراولوں میں بھرتی ہو
بے سبب بھاگ گیا۔ بری شکل سے وہ مقید مسلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا اوس سے
قتل کا حکم دیا۔ میر غضب جس قدر جلد ممکن تھا اوس کو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل
دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پاؤں کاٹنے
مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تھا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تھا مگر بادشاہ
مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا
اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکھو اور مار
اوس وقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوس کو قتل کرو۔

بازار کا ترتیب پانا

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تھا اس کا دستور یہ تھا کہ حسب الحکم صحن دولت
شہر کے اہل بازار و اہل حرفہ دکانیں آراستہ کرتے تھے جواہر و مرصع آلات
اقمشہ اور اقسام امتعہ ہوکچھ بازاروں میں فروخت ہوتا تھا بادشاہ کے روبرو لائے
جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی خانوسین دکانوں سے
رکھی جایا کریں جس سے خوب غور ہو اور بادشاہ خود دکانوں پر جائے اور جو
خریدلائے۔ یہ بھی جہانگیر کا ایجاد تھا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۲۸ھ
سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حسا
میری عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔ ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس
وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پھول نثار کئے۔ روز جمعہ ۲۲ رمضان کو حکم
مشائخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہوں کہ میرے ساتھ
افطار کریں۔ تین راتیں اس وتیرہ پر گذریں ہر رات کو آخر غلس تک کھ
حال سے میں یہ کہتا تھا۔

روزہ افطار کی

خداوندگارا تو نگہ تو نی　　توانا و درویش پرور تو نی

نہ کشور کشائم نہ فرمان دہم　　یکے از گدایان ایں درگہم
تو برخیز و نیکی دہم دسترس　　وگرنہ چہ چیز آید از من بکس
منم بندگاں را خداوندگار　　خداوند را بندہ حق گذار

جو تعمیر نہیں آئے تھے وہ مدد معاش کے خواستگار تھے میں نے اون کے استحقاق کے موافق ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناسازگار تھی حکماء نے یہ صلاح بتائی تھا پیالہ میں کچھ کم کرنا چاہئے اونکی صوابدید سے میں نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چھ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ میں ساڑھے سات تولہ شراب ہوتی تھی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تھی۔ اب چھ پیالے پیتا ہوں اور ہر پیالہ میں چھ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے کل شراب ساڑھے سینتیس تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ بدایع وقایع میں سے ہے اب سے سولہ سترہ برس پہلے الہ آباد میں میں نے اپنے خدا سے عہد کیا تھا کہ جب میری عمر کے سالوں کی تعداد پچاس ہوگی تو میں شکار اور تیر و بندوق کو ترک کر کے کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کروں گا۔ مقرب خاں جو میرا منظور نظر تھا اس میری نیت پر آگاہ تھا۔ القصہ اس تاریخ میں میری عمر سن مذکور میں پہنچی۔ پچاسویں سال کا آغاز ہے۔ ایک دن کثرت درد و بخار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال میں الہام غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تھا یاد آیا اور غیرت سابق نے میرے دل میں پائی اور میں نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسواں سال اور مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالیٰ کی توفیق سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہوں۔ اور اوسکی باطن قدسی سے استمداد ہمت کر کے اس شغل سے باز آؤں۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزردگی جو تھی رفع ہوئی اپنے تئیں خوشوقت اور تازہ پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چہ خوش گفت است فردوسی پاک زاد　　کہ رحمت برآں تربت پاک باد

میازار موری کہ دانہ کش است — کہ جاں دارد و جاں شیریں خوش است

جہانگیر نے لکھا ہے جب شاہجہاں کے بیٹے شجاع کو ام الصبیاں ہوئی اور کسی علاج
آرام نہ ہوا تو میں نے اوس کی سلامتی کے لئے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ ہو پھر
تو شجاع اچھا ہو گیا۔ عادل خاں نے شاہجہاں کے ذریعہ سے جہانگیر کی شیبہ کی درخواست
کی تھی۔ جہانگیر نے ایک لعل گراں بہا و لعل خاصہ کے ساتھ شاہزادہ کو اپنی شیبہ عنایت
اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک اور قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف میں
وہ اوس کو انعام دی جائے اور جب وہ کمک اور مدد چاہے شہنواز خاں اوسکی کمک کیواسطے
بھیجے۔ پہلے زمانہ میں نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تھا اور سب اوس کی کلانی کو قبول
کرتے تھے اور برادر مہین جانتے تھے ان دنوں میں عادل خاں خدمات شائستہ کا
ہوا اور اوس کو خطاب والا فرزندی ملا ہے، اوس کو تمام ملک دکن کی سرداری دی
اور اس شیبہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکھی۔

شیبہ خاص جہانگیر عادل خاں والی بیجاپور

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما — آسودہ نشیں بسایۂ دولت ما
سوے تو شیبہ خویش کردیم روان — تا معنی بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریا مہی پر خواجہ ابوالحسن میر بخشی کے اہتمام سے
مضبوط پل بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتھی اور تین ہتنیاں اوس کے استحکام
کے لئے بھیجیں ان سبکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

دریا مہی کا پل

۱۷۔ دیقعد کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تھی۔ اسے چہارشنبہ پہلا طلوع آفتاب سے
تین گھڑی پہلے کرہ ہوا میں مادہ بخار و دخانی عمود کی شکل میں پیدا ہوا۔ ہر شب کو ایک
پہلے یہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تھا۔ اوس نے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکھائی
دونوسرے باریک تھے اور کر اوس کی موٹی اور خمدار مانند دہرہ پشت بجانب جنوب
بسوئے شمال اور پھر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تھا۔
منجموں اور اخترشناسوں نے اسکا قد و قامت اسطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آلہ

ظہور ستارہ دم دار

اور فلک اعظم کے ساتھ متحرک ہے اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت میں رکھتا ہے چنانچہ اول وہ برج عقرب میں ظاہر ہوا تھا پھر وہ میزان میں پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب میں زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والوں نے اپنی کتابوں میں اس قسم کے ستارہ فلکی کا نام حربہ رکھا ہے اور لکھا ہے کہ اس کا ظہور ضعف ملوک عرب استیلا دشمنان ملوک عرب پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتوں کے بعد جہاں وہ ظاہر ہوا تھا اسی سمت میں ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوس کا سر روشن تھا اور دو تین گز اوس کی دم دراز معلوم ہوتی تھی مگر اوس کی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی اقبال نامہ میں تو اوس کی تاثیرات یہ لکھ دیں کہ یہ اسی کی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے ملک میں ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ میں نہ پھیلی تھی۔ ہندوؤں کی معتبر کتابوں میں کبھی ایسی وبا کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھ برس تک ملک میں پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہاں کے درمیان آٹھ سات برس تک نااتفاقی رہی۔ کیسی خونریزی اور خاندانوں کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں سادر خاں حاکم قندہار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندہار اور اوسکی نواح میں چوہوں کی ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات و غلات مزروعی و سردرختی کو انہوں نے ضائع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزوں اور باغات کا نشان نہیں چھوڑا۔ چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے۔ اب شائستہ ملکوں میں ایسی تاثیرات کو اکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والوں پر ہنستے ہیں۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر تن میں ایک خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہاں ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے اس سے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوس نے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت و حُسن سیرت
تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوس
اوپر ڈال لائی سلطان نے اوس کے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتے
کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادائے ملیح سے معروض
کیا کہ ایسی گرم ہوا میں کہ حضور چلنے سے پسینے میں غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم پینا حکما
کے منافی ہے اس لئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دیئے تاکہ آپ آہستگی
اوس کو نوش جاں فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوس کی نہایت خوش آئی اور اوس
دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادموں میں داخل کروں پھر اوس نے باغبان سے
کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوس نے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا
دیوان کو کیا دیتا ہے اوس نے جواب دیا کہ سلطان سردرختی کا محصول کچھ نہیں لیتا
بلکہ زراعت کا دسواں حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت میں باغ بہت
اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسواں حصہ لوں تو بہت روپیہ مجھے ملے
رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا۔ اب میں حکم دوں گا کہ باغات سے محصول لیا جائے
اوس نے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح
سلطان نے کہا کہ اُس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی۔ اس
بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے
بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھ انار میں نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا۔ سلطان
حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف
ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہوں کہ آپ بادشاہ ہیں جس وقت باغ کے حاصل کو مجھ سے
تو آپ کی نیت کچھ اور ہو گئی میوہ سے برکت دور ہوئی۔ سلطان متاثر ہوا۔ اور اپنے
کو دل سے نکال ڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی اور جب
سے قدح لبالب بھرا لے آئی۔ اور خنداں و شاداں بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ

یہ جہاں کی فراست پر صورت حال بیان کرکے آفریں کی اور اس دختر کی خواستگاری کی یہ داستان صفحۂ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور معنی آثار کا ظہور عدالت کے ثمرات اور نیک نیت کے آثار ہیں جس وقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور مستعد نہیں ہے للہ الحمد کہ میرے زمانہ میں سرد رختی کا محصول ایک حبہ و ایک دام خزانہ عامرہ میں داخل اور دیوان اعلیٰ میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جائے۔ خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے ؎

چو نیت بخیر است و خیزم دہی

راجہ بانسو کے چند بیٹے تھے۔ اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوس کی بداندیشی و فتنہ جوئی کے سبب سے باپ اس کو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اس سے ناراض اور آزردہ خاطر ہی وہ مرگیا۔ جہانگیر نے راجہ بانسو کی خدمات پر نظر کرکے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے سورج مل کو راجگی کے خطاب سے اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کرکے باپ کی جگہ مقرر کر دیا جب سنہ جلوس میں مرتضیٰ خاں فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا۔ تو راجہ سورج مل جو اس کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوس کی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اُس نے بظاہر خدمات و دولت خواہی کا تہمد کیا۔ جب مرتضیٰ خاں نے محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ تو سورجمل نے صورت حال دریافت کرکے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضیٰ خاں کے آدمیوں سے اوس نے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا۔ مرتضیٰ خاں نے اوس کی شکایت کی عرضیاں بادشاہ پاس بھیجیں۔ راجہ نے شاہجہاں سے فریاد شروع کی کہ مرتضیٰ خاں ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان اور بغی سے متہم کیا۔ اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ہو جائے اور اپنے پاس بلا لیجئے شاہجہاں نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوس نے مرتضیٰ خاں کو بلا لیا۔ انہیں دنوں میں مرتضیٰ خاں مرگیا۔ اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جائے۔ سورجمل کو بلا کر

شاہجہاں کی خدمت میں دکن بھیجا۔ جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوس نے شاہ
عرض کیا کہ میں کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔ شاہجہاں نے اوس کو اور اوس
باقی کو ایک شائستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اُس
باقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور مکرر اوس کی شکایت کی عرضد
بھیجیں اور صاف لکھ دیا کہ میری اس کے ساتھ نہیں نبھیگی۔ اور اس خدمت کا اُس سے
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جائے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہو جائے۔ باقی کو بھی بادشاہ نے
راجہ بکرماجیت ایک تازہ رو فوج کے ساتھ بھیجا۔ راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے
حیلہ و تزویر سے کام نہیں چلے گا تو اوس نے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہ
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم میں لگے ہوئے ہیں اور بے سامان ہیں اب
جاگیر میں جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دو تہائی
جمعیت میں تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر میں چلے گئے اور بڑے آدمی جب
رہ گئے تو بغاوت و فساد کے آثار ظاہر کئے۔ صفی خاں بارہ اپنے بھائیوں سمیت اس
اور جان دیدی۔ بعضوں کے زخم کاری لگے اونکو سورجمل میدان جنگ سے پکڑکر اپنے
ایک جماعت نے بھاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تط
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود میں آگیا تو سورجمل نے کچھ دنوں یا وہ
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوس کی باتوں میں نہ آیا۔ اوس نے جرأت اور ہمت
سورج مل سنتی بھولا نہ وہ جنگ صعب لڑا نہ قلعہ داری کی تھوڑی سی رد و خورد میں بہت
کو مردا کے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مو اور شہر جو اوس کے اعتقاد قوی تھے بے محنت فتح
ہوگئے اور اس کا ملک جس میں اوس کے باپ دادا حکومت کرتے تھے پامال لشکر شاہی
خود گریو نورد ہوا۔ بکرماجیت اوس کے پیچھے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا
کہ قلعہ اور عمارت جو اوس کی اور اوس کے باپ کی ساختہ و پرداختہ ہوں جڑ پیڑ سے اکھاڑ
اور کوئی نشان اون کا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اُس کے بھائی جگت سنگھ کو جو بنگال میں

...ست پر تھا بلا کر سورج مل کی جگہ مقرر کر دیا۔

دوشنبہ ۳۔ دی کو بادشاہ قلعہ رنتھنبور کی سیر کو گیا۔ دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہیں ایک ...ن کہتے ہیں دوسرے کو تھنبور۔ تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے۔ ان دونوں اسمونکو ترکیب ...سے کر رن تھنبور اس کا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس میں پانی ...ست ہے لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے ...فتح ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اس کو فتح کیا تھا۔ اس حصار میں ہندوؤں ...دش کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین نہ ہوے اس لئے اسمیں ...نہیں۔ اس قلعہ میں جو مجرم قیدی تھے اون کو بادشاہ نے بلایا۔ ہر ایک کی جمعیت حال ...حقیقت احوال دریافت کر کے بمقتضائے عدالت حکم فرمایا کہ سوا رخونی قیدیوں کے ...ن قیدیوں کے جن کی خلاصی سے ملک میں فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دئے جائیں ...ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا۔

بادشاہ جب سے کہ اپنی دارالخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لئے گیا تھا ...ن سال اور چار ماہ بعد فتحپور میں آیا۔ اور ۸۔ دی کی تاریخ منجموں نے آگرہ میں داخل ...نے کے لئے تجویز کی۔

دو تنخواہوں کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ میں مرض طاعون شائع ہے چنانچہ ...ہر سو آدمیوں سے کچھ کم وبیش یوں مرجاتے ہیں کہ اون کی بغل کے نیچے یا کش ران میں ...تہ گوئیں دانہ نکلتا ہے۔ اس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اوس کا طغیان ہوتا ہے اور تابستان کے شروع میں معدوم ہوتی ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال میں ...ل قصبات وقریات نواحی آگرہ میں اس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور میں اصلا اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ فتح پور سے آمان آباد ڈھائی کوس ہے۔ وہاں کے آدمیوں نے اس وبا کے خوف سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع میں چلے گئے ہیں ناگزیر حزم و احتیاط ...مراعات کو ضروریات سے سمجھ کر مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود میں مبارکی اور فرخی کے ساتھ

فتح پور میں نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ میں نیک ساعت میں

آصف خاں کی بیٹی نے جو عبد اللہ خاں پسر خاں اعظم کی اہل خانہ ہے
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے۔ وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ میں
نظر آیا کہ افتاں خیزاں بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تھا کہ
ہوں۔ میں نے ایک لونڈی سے کہہ کر اس کی دم پکڑوا کے بلی کے آگے ڈلوا
شوق سے جا کر چوہے کو منہ میں لیا اور فی الفور اُسے چھوڑ کر بھاگی اور مرنے
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوس کا منہ کھولا تو اُسکے تالو اور زبان دونو
تین روز تک اس کا حال تباہ رہا۔ چوتھے روز وہ ہوش میں آئی۔ پھر اس لونڈی
طاعون ظاہر ہوا۔ اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تھی
متغیر ہوا۔ زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہاں ضائع ہوئے۔ اور کئی ایک بیمار ہوئے
جدا ہو کر باغ میں گئے۔ جو بیمار تھے وہ وہیں مر گئے۔ پھر کسی کے دانہ نہیں نکلا
نوروز میں سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے۔ جن کے دانہ نکلا ہوا ہوتا
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس میں یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو
کہ کوئی شخص اوس کے گرد نہ پھرتا۔

چودھواں نوروز ربیع الاول ۱۰۲۶ھ مطابق ۱۰۔ مارچ ۱۶۱۹ء کو واقع
بشن کا اقدام شاہجہاں نے کیا۔ اور ایک لاکھ روپے کے جواہر سوائے نقد
پیش کش میں دئے۔ ان دنوں میں شہنواز خاں کی بہادر جوانی پر صرصر اجل آئی۔
اس کا بھائی اوس کے منصب پر مقرر ہوا۔ یہ دونو بیٹے خانخاناں کے ہیں۔ شاہزادہ
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔ خانخاناں نے کمال
استعفا دیا۔ پچھتر ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب میں اوسکو ملی۔

بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریا اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ

نوروز چہارم ۱۰۲۶ھ

گئے تھے اور حیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنوں میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے
لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنا دیں کہ وہ کوس کی علامت ہو اور ہر تین کوس پر
ایک کنواں بنائیں کہ مسافروں کو آمد و رفت میں آرام ملے اور تشنگی اور تلاش آفتاب سے
تکلیف و صعوبت نہ کھینچیں اور اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا۔ جہاں محال خالصہ تھے
وہاں سرائے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اون کے تعلقہ محال جاگیر میں مکان سرا بنائیں کہ
تا ممکن ہو وہاں سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافروں اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ
جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ سے اور باہم ہم چشمی کے سبب چار۔ پانچ کوس کے اندر ایک
سرا بنا دی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور اخروی کے اجرا میں متصرف تھی جس سے
اتنی برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوس کے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہو گیا کہ
عمارتی بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت
کرنے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے منہ
پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمت ہائے الٰہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجوں کی دلخراشی
کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کے باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو
جو پہلے نیک فرجام آدمیوں نے پرورش کئے تھے اور مسافروں کو آرام دیتے تھے اور قصبات
و ولایات اور آبادیوں کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بد عاقبت کے ظلم کی شرسے اور
شریروں کے آرہ ستم سے سب کے سب عمارت و مطبخ اور چار پائیوں کے کام میں آئے
کہ شاہراہ کے اطراف پر ان درختوں کا نشان نہیں رہا ایسی ہی سرا و مقبروں و مساجد کو جو
عمارت طلب تھیں اون کے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت
سے کر بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثنا، راہ میں متھرا میں آیا۔ یہاں جاکر
بندابن کے بت خانوں کی سیر کی۔ ان کی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد
میں راجپوت امیروں نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

اون کے چمگادڑوں اور ابابیلوں نے اس قدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بد
دم نجات نہیں ہوتی ۔

ازبروں چوں گور کافر پرخلل دردرون قہر خدائے عزو

قراولوں نے خبر دی کہ یہاں شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پ
بادشاہ نے ہاتھیوں کو بھیجکر اوس کو گھروایا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ با
عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہیں پہنچاؤں گا۔ نورجہاں
کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا۔ مگر بیگم نے ایک ہی تیر میں
تمام کیا۔ جب بادشاہ اودین میں گیا تھا تو وہ گسائیں جدروپ سے جاکر ملا تھا
یہ لکھتا ہے کہ میں نے بہت دفعہ سنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام ہے
سے شہر اودین کے نزدیک گوشہ صحرا میں آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش
مشغول رہتا ہے۔ مجھے اس کے ملنے کا شوق تھا میں کشتی سے اُتر کر پون کو س
اوس کی ملاقات کو گیا وہاں میں نے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ میں رہتا ہے جسکا طول
گرہ اور عرض ساڑھے تین گرہ تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس
جاسکتا تھا۔ اس کا طول وعرض اتنا ہی تھا جس میں یہ سما سکتا تھا نہ اس میں بور
فرش کا ہی تھا۔ اس سوراخ تنگ وتیرہ میں گذر کرتا تھا۔ ایام زمستاں اور ہوا
باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلا
کہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے ۔

پوشش باروز تاب آفتاب شب نمالی ولحاف از ماہتاب

اس کے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا ا
میں ایک دفعہ جاتا تھا۔ سات برہمنوں کے گھر اس نے چُن لئے تھے اور وہ جا
اور اون کی درویشی وقناعت کا اعتقاد اوس کو تھا اون میں سے تین کے گھ
اون کے گھروں میں کوئی آفت ولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائض نہ ہوتی کھ

نورجہاں کا شیر کا شکار

گسائیں جدروپ

تھے وہ اُس کے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پر رکھ کر نگل جاتا۔ چباتا
تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اس کی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیوں
ملاقات کا خواہاں نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اُس کی زیارت کو جاتے
تھے۔ وہ دانش سے خالی نہ تھا۔ علم بیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چند گھڑی اُس
صحبت میں رہا خوب باتیں کیں۔ گسائین جدرو پ یہاں تمہارے آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ میں
نے مکلف اُس کے گوشہ تنہائی میں گیا اور سخنان بلند درمیان میں آئیں۔ حق جل وعلی نے اُس
کو بے توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھ دانش خداداد جمع ہے
علاقات سے اُس کا دل آزاد ہے عالم پر اودیا فیہا پرلات مارتا ہے اور گوشہ تجرید میں مستغنی
سے بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اُس کے پاس آدھ گز کپاس کی لنگوٹی ستر عورت
کے لئے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے۔ زمستان اور تابستان و برسات
میں عریاں و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک بھٹ میں رہتا ہے جس کے اندر جانے کی راہ
اس قدر تنگ ہے کہ طفل شیر خوارہ زحمت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اُس کے
حسب حال ہیں ؎

داشت نعمان بلے کریچے تنگ — چوں گلوگاہ نامے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے — چیست اینجا نہ شش بدست تو پے
بادم گرم و چشم گریاں پیہ — گفت ہذا لمن یموت کثیر

اس کے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اس کی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی۔
حضرت اکبر کے عہد میں سیر کا وزن ۳۰ دام تھا میں نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے
وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائین جدرو پ نے کسی تقریب میں مجھ سے کہا
کہ کتاب بیدیں جس میں ہمارے احکام دین تحریر ہیں۔ سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے۔ چونکہ آپ کے
احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن کے ۳۶ دام
مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اس لئے میں نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ میں سیر کا وزن

۳۶ دام مقرر ہو۔

خسرو

یہ بھی ایک روایت ہے کہ خسرو کی آنکھوں میں سلائی باپ نے پھروائی تھی مگر
سے کسی عمدہ حکیم سے اُس کی آنکھوں کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہو گئی
آنکھ میں کچھ نقص رہا جعلی خسرو جو افغانستان میں پیدا ہوا تھا اُس نے اپنی آنکھوں پر
لگنے کے لوگوں کو دکھائے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اس لئے باپ نے
کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا اس کے جرائم معا
کو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

بادشاہ کا دہلی میں آنا

بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندوں اور محلوں کو لے کر حضرت
گیا اور پھر سلطان المشائخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڈھ میں اپنے دولت
پالم میں شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز میں ۲۲۶ ہرن شکار کئے حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ
منہ سے چھائیں گو اُس پر کوئی پھیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر زندہ نہیں رہتا جا
کا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

آغائی آغایاں ۳۲ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہو گئی
میں اُسے تکلیف ہوتی تھی اس لئے اس نے دہلی رہنے کی درخواست کی بادشا
اُس نے یہاں ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ اس کی ایسی
کرے کہ کسی طرح کی اس کو تکلیف نہ ہو۔

شیخ عبدالحق دہلوی

یہاں شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل اور ارباب سعادت میں سے تھے بادشاہ
آئے ایک کتاب اُنہوں نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشائخ ہند
تھا وہ کتاب مجھے دکھائی۔ مدت سے وہ دہلی میں توکل و تجرید میں زندگی بسر
اُن کو بزرگ جانتی ہے ان کی صحبت بے ذوق نہیں ہے میں نے اُن پر طرح
دلنوازی کر کے رخصت کیا۔

سفر کا بیان

دہلی سے پرگنہ کرنال میں گیا یہاں مقرب خاں کا باغ دیکھا جس میں پستہ

...ملک میں نہیں ہوتا اور درختگرم سیری و سرد سیری تھے اور تین سو سروکے درخت
...ی کو اکبر پور کے مقام میں کشتی سے اترا اور خشکی میں کوچ کیا آگرہ سے منزل مذکور
...گنہ ٹوریہ سے دو کوس ہے ۱۲۳ کردہ براہ دریا کہ ۹۱ کردہ براہ خشکی ہے ۴۳ کوچ اور
...مقام میں طے کئے اُس کے سوائے ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور ۱۲ روز جیلی پالم میں شکار
...روز ہوئے۔

...شاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب اُس کے نزدیک آنے کی
...تو اُس کو عطر جہانگیری بھیجا۔ اور یہ مطلع لکھا ؎

بسویت فرستادہ ام بوئے خویش
کہ آرم ترا زو دتر سوئے خویش

...خ کلانور میں خان عالم آیا وہ نفایس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران اور
...خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اُس میں امیر تیمور کی اور اس کی اولاد امجاد و
...عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اُسکے ہمراہ تھی اور ہر صورت پر یہ لکھا تھا کہ کس کی شبیہ
...اس میں ۴۰ تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہ رخی لکھا تھا اُس کا کام
...بہت اور اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر
...ہے

...کہ وسعت کشمیر اس قدر نہیں ہے کہ اس کا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو
...کب والا کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و جنوبات کا نرخ بھی بڑھ
...ہے میں نے عامۂ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو ملازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے
...یوں کا سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں
...خصت کریں اور ایسے ہی چوپایوں اور شاگرد پیشوں کی تخفیف کے لئے تاکید کی
...بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا۔ طالب آملی کو خطاب ملک الشعراء کا ملا۔ اُس کے سخن
...سب سے بڑھا ہوا تھا۔

میاں شیخ محمد میر

میں نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الا
فاضل و متقاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشہ عزلت و توکل میں منزی
اور دنیا سے مستغنی میری خاطر حق طلب کو اُن کی ملاقات بغیر قرار نہ تھا
تہائیں نے رقعہ اُن کی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا۔ یہ
ضعف اعضا کے تصدیعہ کر کے تشریف لایا۔ میں نے بہت دیر تک تنہا
باتیں کیں سچ ہے کہ وہ ایک ذات شریف ہے اور اس عہد میں نہایت
ہے حقایق و معارف کی باتیں بہت سی سنیں ایک پوست آہوان کو نذ
دیا تو نہیں لیتے۔ الہ داد پسر جلالا جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اُس کی خطائیں
سے معاف ہوئیں۔ نورالدین آ کی عرضداشت آئی کہ میں نے طرہ گریو
اصلاح کر کے ہموار کیا تھا مگر چند شب روز یہاں ایسی باندگی ہوئی کہ تین گز کو
چڑھ گیا اور ابھی برس رہا ہے اگر کوہ سے باہر ایک ماہ توقف ہو تو اس
کرنا میسر ہو سکتا ہے ورنہ دشوار ہے۔ جب مجھے یہ حال معلوم ہوا تو میں نے
سے سفر کا ارادہ کیا موسم بہار دشگوفہ تھا توقف نہیں کر سکتا تھا۔ ۳ر اسفند
سے عبور کیا۔ اگرچہ اس میں پانی کمر تک تھا مگر ... جاتا تھا کہ آدمیوں کو اُتر
ہوتی تھی اس لئے دو سو ہاتھیوں کو گھاٹوں پر مقرر کیا کہ آدمیوں کا اس
آدمی جو ضعیف و ڈرپوک ہوں اُن کو بھی سوار کر لیں تاکہ کسی نامراد کو گزنا
پہنچے۔ منزل بمنزل چلکر ۱۴ر اسفندار مذکور حسن ابدال میں پہنچا۔ اکبر پور سے
وہاں سے حسن ابدال تک ۱۷۸ کروہ مسافت ہے اُس کو ۶۹ دن میں
۲۱ مقاموں میں طے کیا۔ اس منزل میں چشمہ پُر آب ہے اور ایک آبشا
رکھتا ہے۔ دن کو یہاں مقام کیا ۱۶ر روز پنجشنبہ کو جشن وزن قمری ہوا
بحساب قمری سالوں کے شروع ہوا اس منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و
سے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا گذرنا اس سے دشوار تھا اس

بادشاہ نے جو کشمیر میں اپنے سفر کی منزلوں کا حال لکھا ہے۔

...یوں کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کریں اور آسودگی کے ساتھ تشریف لائیں مدار الملک
...دولہ الخاقانی وصادق خاں بخشی وارادت خان میر سامان عمل بیوتات وکارخانجات کئی
...میں عبور کریں رستم میرزا صفوی وخان اعظم اور ایک اور نوکروں کی جماعت کو حکم دیا کہ
...پنج سے آئیں۔ جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خدمتگاروں کے ساتھ ۱۰ روز جمعہ کو
...ہے تین کوس کوچ کرکے موضع سلطان پور میں آیا۔ اس تاریخ میں رانا امرسنگھ کے مرنے
...خبر آئی کہ وہ اودے پور میں اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا۔ جگت سنگھ نبیرہ اوبہیم
...اس کا بادشاہ کی ملازمت میں تھے اُن کو خلعت دیا گیا اور حکم ہوا کہ راجہ کشنداس فرمان
...افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت واسپ وفیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے
...تعزیت وتہنیت کی مراسم بجالائے اس ملک کے آدمیوں کی زبانی سنا کہ غیر ایام برسات میں
...اثر ابر وصاعقہ کا نہیں ہوتا۔ اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی ہے اس لئے
...کوہ گرج کہتے ہیں ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے ۲۰۰ برس ہوئے کہ
...قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف ہوا اب اس قلعہ
...گڈھ کہتے ہیں اب اس کا نام گرج کوئی نہیں جانتا مگر لوگ کہتے ہیں کہ پہلے اس کو لوگ
...گڈھ کہتے تھے ظاہرا گنج گڈھ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی بلندی کی اور سبزی کے نہ ہونے کے
...سبب سے رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے اس کا گنجا پن مٹانے کے لئے گنڈ گڈھ رکھدیا۔ گنڈ سا
...کہانیوں میں کہتے ہیں کہ راجہ رسالو نے کوئی اژدہا کش خارمین بند کیا تھا اُس کی یہ آواز آتی تھی
...راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جس نے پھلور میں عثمان کہا تور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز
...شنبہ ۱۰ کو ساڑھے چار کوس کوچ کرکے موضع سنخی میں آیا اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارنغ ہیں
...ہوا اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام سبب سے نہیں رہا ہے اس میں کوئی مغل
...رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہوں مشہور ہیں چنانچہ یہ شعر مشہور ہے

چج ہزارا کنکا بھلیاں دہنی کھوپ گائیں
سور سکیسر تی کھور بھلے اشنود وآب تی دیائیں

پچ ہزارا کا گیہوں بھلا ہے۔ دہتی کی گائیں خوب ہیں۔ سکیسر کے نمکسار
ہیں اور ہشت نگر کے چاول اچھے ہیں۔

روز یکشنبہ نوزدہم کو پونے چار کوس چلکر موضع نوشہرہ میں منزل ہوئی۔ جو د
ہے یہاں جہاں تک نظر کام کرتی تھی گل تل کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زاروں
خوش نظر آتے تھے۔ روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہر میں ورود ہو
نے پیش کش میں جواہر و مرصع آلات موازی ساٹھ ہزار روپیہ کا دیا۔ اس سرزمین
دیکھا کہ سرخ آتشین تھا اور گل خطمی کی برابر اندام میں تھا۔ مگر اس سے چھوٹے چند گل
ایک جگہہ کھلے ہوئے۔ دور سے یہ معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اس کا
برابر تھا۔ اس دامن کوہ میں خودرو بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ اس کا
سہ شنبہ بست و یکم تین کوس طے کرکے موضع مال کلی میں آیا۔ آج مہابت خان کو
اور اسپ و فیل خاصہ و خلعت مع پوستین مرحمت ہوا۔ آج آخر منزل تک بارش
کو ۲۲ کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب
ہوگئی دوبلا چار پایہ جہاں گرا وہاں سے پھر نہ اٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ کے
بارش کے سبب سے دو روز مقام ہوا۔ روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین
زمین بوس ہوا۔ یہ جگہ ملک پنگلی میں داخل ہے۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ جب والد
ہوا تھا تو برف برسی تھی اور اب ہی برسی۔ کئی سال سے یہاں برف نہیں پڑی تھی بلکہ مینہ
جمعہ بست و چہارم چار کوس طے کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا۔ اس راہ
بہت زردآلو اور شفتالو کے درختوں میں شگوفہ لگے ہوئے تھے صنوبر کے درخ
دیدہ کو فریب دیتے تھے اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس کے قریب چلکر
لشکر نے آراستگی پائی۔ روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار کے لئے
دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اس کے گھر گیا اور اشال وا
بڑھایا۔ والد ماجد بھی اس کے گھر گئے تھے۔ گھوڑے و خنجر و باز وجرہ پیش کئے

سب و خجر تو اسی کو دے دیئے۔ باز وجرہ کو حکم دیا کہ پٹیاں باندھ کر میرے روبرو لائیں۔
سرکار بگلی ۲۵ کوس طول میں ۲۵ کوس عرض میں ہے شرقی رویہ کو ہستان کشمیر ہے اور مغرب
کی سمت میں ملک بنارس ہے (یہاں قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانوں اب بھی ہے) جانب
شمال میں گنور جانب جنوب میں گلہر واقع ہے۔ جب صاحبقراں امیر تیمور ہندوستان کو فتح
کرکے ملک توران میں گیا تھا تو ایک طائفہ کو جو اس کے ہمراہ تھے ان حدود کو مرحمت کیا تھا۔
کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارنغ ہے لیکن وہ مشخص نہیں جانتے کہ اس وقت میں اُن کے
سردار کون تھے اور اُن کا نام کیا تھا بالفعل وہ لاہوری محض ہیں اور انہیں کی زبان بولتے ہیں۔
دھنور کے آدمیوں پر بھی یہی قیاس کرنا چاہیئے۔ والد ماجد کے عہد میں دھنور کا زمیندار شاہرخ
تھا اب اس کا بیٹا بہادر زمیندار ہے اگرچہ سب آپس میں خویشی و پیوند کی نسبت رکھتے ہیں لیکن ہمیشہ
سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرنا اُن کو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے دولتخواہ رہے ہیں۔ سلطان محمود
سلطان حسین و شاہرخ دونوں میری شاہزادگی کے وقت میں میری ملازمت کے لئے آئے
تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اس کے قوائے ظاہری میں اصلا فتور نہیں آیا اور
مردانگی کی تاب و طاقت رکھتا ہے۔ اس ملک میں نان و برنج سے بوزہ بناتے ہیں اور اس
کو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے یہاں کے آدمیوں کی خوراک کا مدار سیر پر ہے
جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے۔ مشکوں میں سیر کو بھرتے ہیں اور اُن کا منہ خوب محکم
کرکے دو تین سال تک گھر میں رکھتے ہیں بعد ازاں خم کے زلال کو نکال لیتے ہیں اُس کو اچھی
کہتے ہیں۔ اچھی وہ سالہ ہی ہوتی ہے اور اس سے پہلے کی ہی جس قدر پرانی ہو اتنی ہی اچھی
ہوتی ہے۔ اقل مدت اُس کی ایک سال ہے سلطان محمود اس کے پیالے کے پیالے پیتا
تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا میں نے بھی امتحاناً اُسے پیا اس کا نشہ مشتہی
ہے مگر کدورت سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس میں تھوڑی سی بنگ بھی لوگ ملاتے ہیں اس
کے خمار کا غلبہ ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ شراب نہیں ہے مگر بالضرور شراب کا بدل ہو سکتی ہے۔ یہاں
میوے زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے خود رو ہوتے ہیں۔ یہاں کشمیر کی روش پر خانہ و

منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے اونٹ گائے بھینس پالتے ہیں بڑا ور مرغ بہت
یہاں چھوٹی ہوتی ہے بارگراں اس پر نہیں لادسکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی
ہے کہ وہاں غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور
ضروری ہمراہ ہوں ہاتھیوں کی تخفیف ہو اور تین چار روز کا اذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
باقی آدمی سپرد کئے خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئیں۔ کمال تاکید و احتیاط سے
زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لئے ضرور تھے۔ بہادر و ہفتوری لشکر بخشی کا
ہوا۔ اور یکشنبہ سلخ و نہم سوا پانچ کوس چلکر تین سکہ کے رود خانہ سے عبور کرکے منزل
تین سکہ شمال سے جنوب کی جانب بہتی ہے اور یہ ندی کوہ دارو کے درمیان سے نکلتی
بدخشان و تبت کے درمیان ہے یہاں ندی کی دو شاخیں ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر
کرنے کے لئے لکڑی کے دو پل باندھے گئے ایک ۱۰ گز دوسرا ۱۴ گز طول میں تھا عرض
ایک پانچ گز تھا اور اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختوں کو چیر
تاڑ ہیں پانی کے اوپر ڈالتے ہیں اور اس کے دونوں سروں کو چٹانوں سے باندھ کر
ہیں اور ان پر لکڑیوں کے موٹے تختے بچھا کر میخ و طناب سے قوی اور مضبوط کرتے ہیں
مرمت سے ایسا پل سالہا سال برقرار رہتا ہے۔ ہاتھیوں کو پایاب اتارا اور سوار و پیا
سے اترے سلطان محمود نے اس رود خانہ کا نام نین سکھ یعنی راحت چشم رکھا۔ روز
کو ساڑھے تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ میں ایک کوتل وا
اس کا ارتفاع نہایت بلند ڈیڑھ کوس اور سرنشیب ڈیڑھ کوس ہے اور اس کوتل کو بیم
ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان میں روئی کو بیم کہتے ہیں حکام کشمیر نے داروغہ مقرر
پر تمغا (محصول) لے یہاں تمغا لیتے ہیں درنگ ہوئی تھی اس لئے اس کا نام بیم
ہو گیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے میں نے
سایہ درخت میں پیالے معتاد پیئے شام کو منزل پر پہنچا اس رود خانہ پر قدیمی پل
کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑھ درعہ تھا کہ پیادوں کا گذر ہو

اس پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا۔ ۵۰ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض میں۔ پانی عمیق
تھا۔ ہاتھیوں کو گنگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سواروں کو پل پر سے
اپنے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم
بنائی گئی تھی۔ رودخانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے (غلط
کہا ہے وہ شمال سے جنوب کی طرف بہتا ہے) دریا بہت سمت مشرق سے آتا ہے اور
کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے۔ لیکن
جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

اس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خاں پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خاں
پیشکش کے انتظام اور افغانوں کے استیصال کے لئے اجازت لی تھی اس گمان سے کہ
الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھیں کہ اون کے عوض میں وہ کوئی خدمت کرے گا
مہابت خاں نے اس کے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ ان کافر نعمتوں حق
ناشناسوں کی سرشت میں نفاق و بد اندیشی داخل ہے اس لئے حزم و احتیاط کی وجہ سے
یہ مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجدے کہ وہ بادشاہ کے
حضور میں رہیں۔ جب اوس کے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اون کی تسلی و دلاسی
کے واسطے ترحم اور نوازش اون پر کی گئی۔ لیکن

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس کے احوال سے
ظاہر ہوئی مہابت خاں نے نظام کار کے لئے سرشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک فوج
اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانوں کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر اوسکی
بد اندیشی اور نفاق کے سبب سے اس یورش نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود
مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں یہ توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خاں مجھ سے
باز پرس کرکے یا داش کردار میں نہ گرفتار کرے۔ اس لئے اوس نے پردہ (آزرم) کو اٹھا کر

بغاوت وحرام نمکی جو اب تک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوس کے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کر
سال بعد الہ داد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوس کا قصور
اور بدستور سابق دو ہزار پانصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے
(سرہند) میں شیخ ایک مکار نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست سے
شکار کیا ہے۔ ہر شہر و دیار میں اپنے مریدوں کو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھ کر بھیجا ہے اور اپنے مریدوں
کے لئے مزخرفات لکھ کر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوس کا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں
لکھتا ہے کہ اثنا سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروقی میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر
اور ہر مقام کی تعریف جو اوس کے لایق تھی لکھی۔ وہاں سے محبوبیت میں وہ
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت سنور و ملون تھا انواع انوار و الوان اسمیں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پر پہنچے
گستاخیاں کیں جن کا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے۔ اسلئے بادشاہ
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا
جواب نہ دے سکا۔ باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اس لئے
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو۔ پھر بادشاہ نے
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اس نے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خاں نے لڑکر اسکی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت

شیخ احمد کا سرہند (سرہند) میں قید ہونا

...گیر کہتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھ تکسر ضعف ہوا تو اس سے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ ...پہنچی۔ ایک دن اسلام خاں خلوت میں بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوس کو دکھائی دیا کہ میری حضرت میں گرانی ہے جس کا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اول اوس نے اپنے فرزند ہوشنگ کے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے اوس کو چھوڑ کر خود اپنے تئیں فدا کیا۔ خدا نے اوس کی دعا قبول کی کہ میں اچھا ہو گیا وہ حضرت سے آناً فاناً میں مر گیا۔

۱۵۔ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۰۔ مارچ ۱۶۲۹ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم بیع حمل میں آیا جشن معمولی ہوا۔ روز یکشنبہ۔ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طے کر کے موسران میں نزول ہوا۔ شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ بادشاہ نے ان سے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی۔ اونھوں نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت میں خوک کو اور مولہ مقام کو کہتے ہیں یعنے جائے باراہ۔ ہندوؤں کے مذہب میں اوتاروں میں خوک بھی داخل ہے۔ باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہو گیا۔ بادشاہ بھول ہاس سے آگے چلا تھا کہ برف وباران نے اوسے گھیر لیا وہ اون کے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خاں مصنف اقبال نامہ کے خیمہ میں گیا اور اوس میں مع اہل محل کے ایک رات دن رہا۔ معتمد خاں کہیں اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے دو گھنٹہ میں ڈھائی کوس مسافت طے کر کے آیا اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎

آمد خیالم نیم شب جاں دادم و گشتم خجل خجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان در رسد

جو کچھ اوس کی بساط میں نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل کر کے برسم پاانداز پیش کیا بادشاہ نے سب اوس کو بخش دیا۔ اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے چشم ہمت میں ہیچ معلوم ہوتی ہے ہم جوہر اخلاص کو گراں بہا سے خریدتے ہیں۔ اس اتفاق کو اصل اخلاص اور تائیدات طالع سے سمجھنا چاہئے کہ مجھ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھ شبان روز اوسکے گھر میں راحت و آرام سے رہا۔ کشمیر کی سرحد میں داخل ہوا۔ بادشاہ منزلیں طے کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

میں آیا تو دلاور خاں کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا۔ کشتوار
جنوبی سمت میں ہے۔ معمورہ کشمیر سے منزل آنکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے
کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہر پور ۱۳ جلوس کو دلاور خاں دس ہزار جنگی سواروں اور
کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ
محافظت اور سرحدوں کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک وراثت
کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوس کی نواح میں پڑے پھرتے تھے
دلاور خاں نے اپنے بھائیوں میں سے حبیب کو دیسو کے مقام میں کہ کوتل پیر پنجال
متصل واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکورہ سے افواج کو تقسیم کیا۔ خود سنگین
راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک اور
بندہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان
کے ساتھ ہراول فوج بنایا۔ اور دو اور فوجیں دستہ چپ دستہ راست کو مقرر
گھوڑوں کے جانے کی راہ نہ تھی اس لئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس
جوان کمربستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفوں سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے
تنبیہ کی محکم تھی۔ جلال و جمال کی فوجیں مختلف راہوں سے آنکر گریں۔ مخالفوں میں
مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت تشیب و فراز طے کرکے
مرو تک گئے۔ آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اور ایبہ چک مارا گیا
مرنے سے رایہ بے دست و دل ہوکر بھاگ گیا اور بھنڈر کوٹ میں توقف کیا۔ اور
شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور پشتوں نے خوب مقا
مقاتلہ کیا۔ جب دلاور خاں گھاٹوں کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو را
حیلہ بازی اور روباہ بازی سے دلاور خاں سے التماس کی کہ میں اپنے بھائی کو
کے بادشاہ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور جب میرا گناہ معاف ہو جا
اور بیم و ہراس میری خاطر سے زائل ہو جائیگا تو میں خود ہی بادشاہ کی خدمت میں

دلاور خاں نے اوس کی فریب آمیز باتوں پر کچھ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادوں کو بے حصول مقصود واپس کیا اور دلاوری وشناوری سے دریائے ذخار سے پار ہوا اور مخالفوں سے سخت جنگ لڑا۔ مخالف پل توڑ کر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازموں نے پھر پل کو باندھا اور باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریائے چناب تک کہ مخالفوں کا اعتضاد قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھے۔ اور آب چناب کے کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا پیادوں کی آمد و رفت کے لئے دو موٹے رسّے اس طرح لگائے کہ اون کا ایک سرا قلعۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا دریا کے اس طرف مضبوط باندھا اور ان دو رسوں کے درمیان ایک ایک ہاتھ کے فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رسّے پہلے رسّوں سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے ان چوبوں پر پاؤں رکھیں اور دونوں ہاتھوں کو اوپر کے رسوں کو باندھیں تاکہ دریا سے گذر ہو۔ اس کو کوہستانیوں کی اصطلاح میں رم پہ کہتے ہیں جہاں رم پہ باندھنے کا مظنہ ہو سکتا تھا وہاں بندوقچی اور تیر انداز کام کے آدمیوں سے استحکام دیگر خاطر جمع کی۔ دلاور خاں جانے بتا کر اپنے آدمیوں کو اون پر بٹھانے چاہتا تھا کہ دریا سے پار پہونچے لیکن پانی میں ایسی تندی وشورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۴۰ آدمی بحر عدم میں غرق ہوئے۔ اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا کے پار جا کر مخالفوں کے ہاتھ میں اسیر ہوئے۔ غرض دلاور خاں چار مہینے دس روز تک بھندر کوٹ میں سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک زمیندار نے راہبری کی اور ایک جگہ سے جہاں مخالفوں کو رم پہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو بادشاہی سپاہیوں کو لے گیا اور یہ بے خبر راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب وبیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوس نے فریاد کر کے کہا کہ میں راجہ ہوں مجھے دلاور خاں پاس لے چلو اوضوں نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتوار میں حدود حدس وماش واڑد بہت ہوتے ہیں۔ یہاں رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش سنسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے۔ سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں، اون کی تنخواہ میں زمین
کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل
پر موقوف ہے۔ نور ہی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لے لیتا ہے۔ جس کسی کو کہ متمول
صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے۔ بہر حیث تخمیناً
لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ۵۰ کوس کی مسافت تھی جسکو
۱۹ کوچ اور ۴ مقام کرکے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دار الخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو بیس
مسافت ایک سو دو کوچ اور تریسٹھ مقام میں طے کی۔ خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین
اور آدھ کوس ہے۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خاں حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ
عجلت سے خالی نہیں تھی پوشش اس کی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداروں
کے وہ دونو زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے
دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے
حبس و قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو تمام
کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں
کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار مرحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجا لاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں سے ہے عرض اس کا خط استوا سے ۳۵ درجہ
اس کا جزائر سعید سے ۱۰۵ درجہ ہے۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے
کی مدت چار ہزار سال ہے ان کا حال اور اسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد
سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے۔ یہ تفصیل مرقوم ہے ۱۰۱۲ھ میں اس ملک نے نور
روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان بادشاہوں نے ۲۰۴ برس اس ملک کی حکومت کی ۱۰۱۲ھ
ماجد نے اوس کو فتح کیا اور اس تاریخ سے اب تک کہ ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں

راجہ کشتوار کا بازنطہ واپس آنا

کوس بھولباس سے نیچے تک ۷۰ کوس جہانگیری ہے۔ عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس کوس سے کم نہیں ہے۔ شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے۔ احتیاط اعتماد کے لئے ایک معتمد کارداں جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمائش کریں تاکہ قرار واقعی حقیقت لکھی جائے۔ شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمائش میں ۷۰ کروہ ہوئے۔ یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جائے سے شروع ہوتی ہے کہ اس ملک کی زبان کے باشندے بولتے ہوں۔ اس لئے بھولباس سے کہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اطراف کشمیر کی سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۵۰ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں دو کروہ سے زیادہ فرق نہیں معلوم ہوا۔ اور نیازمند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار ذرع ہے اور ہر ذرع دو شرعی ذرع کا ہے اور ہر ذرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد یہی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوس کی آبادی کے اندر سے دریا بہت گذرتا ہے اور اوس کے سرچشمہ کو دیرناگ کہتے ہیں۔ وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے۔ شہر میں چار پل سنگ و چونے کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوس پر آتے جاتے ہیں۔ اس ملک کی اصطلاح میں پل کو گدل کہتے ہیں۔ شہر میں ۹۵۰ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوس کو سلطان حسین نے بنایا۔ ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہوگیا ۱۰۰۰ھ میں ابراہیم ماکری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی۔ حکام کشمیر کی سب سے زیادہ معمور یادگار یہی مسجد ہے۔ آدمی کی آمد و رفت اور غلہ وہیمہ کی نقل۔ تحویل کشتی پر ہوتی ہے شہر و پرگنوں میں ۵۰۷۰ کشتیاں ہیں ۴۰۰۰ ملاح۔ کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے ہیں۔ بالائے آب کو امراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی ہر جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار ۲۰ من ۲۰ سیر وزن حال ہے۔ کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں۔ چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

کوس جہانگیری

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۳۶ ہزار و پچاس خروار و یا ۱۲ ترک ہے کہ بحساب نقدی
۴۶ لاکھ ۰۸ ہزار دام ہوتے ہیں ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار دو پانسو سوار کی جگہ
درآمد کی راہ متعذر اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ مظفر راہ پنگی پر ہو کر اور راہ
میں برف سے بھری ہوتی ہیں بھمبر کی راہ نزدیک ہے۔ کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے
دفتر چاہیے اس لئے اس کے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے۔ کشمیر ایک باغ
بہار یا قلعہ ہے آئین حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشوں
ایک خلوت کدہ دلکشا۔ چمن خوش۔ آبشار دل کش۔ آبہائے رواں شرح بیان
زیادہ اور چشمہ سار حساب و شمار سے باہر۔ جہاں تک نظر جاتی ہے آب
سبزہ ہی نظر آتا ہے۔ گل سرخ و بنفشہ و نرگس خود رو و صحرا انواع گل اقسام
سے زیادہ ہیں کہ شمار میں آئیں۔ بہار میں کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالا مال در و دیوار
و بام گھروں کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلگہائے مسطح و سبزہ گاہ کا کیا بیان ہو۔ کشمیر
کی لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھوں کو خاک
کر کے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار میں وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم
نادر العصر استاد حضور نے جو پھولوں کی تصویریں کھینچی ہیں وہ سو سے زیادہ ہیں۔

اقبال نامہ اور اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران
زیادہ تر آدمیوں کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے۔ چنانچہ وہاں اول سال خوب پیدا ہو
لیکن اگر اوس کو دوسرے سال بوؤ تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے۔ پہلے زمانہ میں یہاں بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاؤمیش کم
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہیں۔ جو
پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں۔ طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتوں
مردوں کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف
ہے۔ اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا

اس پٹو کا ایک کرتہ عورتیں تین چار سال تک پہنتی ہیں اور کبھی اوسکو دھلواتی نہیں۔ نئے پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہیں بدن پر پھٹ پھٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اس پر کوئی شوپ نہیں پڑتا غرض اس کرتہ کو برہمنوں کے زنار کی طرح کبھی جدا نہیں کرتیں باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے کہ ہر محلہ میں نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہیں کہ غسل جنابت بھی کریں عورتوں کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اون کے دفیع و شریف کہیں جاتے ہوں اور کوئی آدمی تازہ وارد اون کے پہلو سے گذرے تو اوس کو بڑی نفرت ہوتی ہے اکثر جہانگیر کہا کرتا تھا کہ کشمیر میری قلمرو میں بہشت روئے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی سیر کو جایا کرتا تھا۔ ایک دن کشمیر کے بازار میں گذر ہوا۔ ہاتھی پر سوار تھا۔ ہاتھی کے دونو طرف کشمیرنیں کھڑی دعائیں دیتی تھیں۔ ان کے کپڑوں کی بو بادشاہ کے ناک میں گئی جس سے اوس کو بڑی نفرت ہوئی پوچھا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو بادشاہ پر مورچھل جھل رہا تھا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روئے زمین کی حوروں کی بو آتی ہے اگرچہ اس گل زمین کے آدمی جدت و فہم و ذکا و جوہر رشادت سے آراستہ ہیں لیکن بمقابل سے اُن کی سرشت کا تمیز شرارت سے محو ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و عام ہے۔ جو تاریخ میں ان کا حال پہلے زمانہ میں خاندان سلاطین کی نسبت اور آپس میں تھا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال میں مشاہدہ میں آتا ہے اور جس کو اس طائفہ سے سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ میں شرارت و مروت و غیرت کس قدر ہے۔ مگر ہر قوم میں نیک و بد ہوتے ہیں بطریق ندرت ان میں بھی کوئی اچھا ہوتا ہے۔ ایک شخص نے کشمیر کی تعریف میں یہ رجو طبع کی ہے رباعی

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند — بسے سال و مہ در سفر بودہ اند

بہ تعریف کشمیر و کشمیریاں — بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہیں اور گول پگڑی پہنتے ہیں۔ ازار پہننا عیب جانتے ہیں کرتہ دراز و فراخ سرے پائنچ پہنتے ہیں اور کمر باندھتے ہیں۔

اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوس نے
میں اسپ کلاں کی سواری نے اور بنائے عمارات دل نشیں نے اور اکثر وضع مقبول
شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر میں تھا نہ ہندوستان
میں محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اس کا رواج دیا اول کا
شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہاں کی آب وہوا کے موافق نہ ہوا۔ اس زمانہ سے
رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان میں اس پیوند سے میووں کی شادابی
جاتی ہے لیکن اب تک آنب کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک
نوربخشی ہے جس کی نسبت مرزا حیدر نے کتاب تشیری میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب
فتح شاہ کے زمانہ میں ایک شخص شمس الدین طائش عراق سے آیا اور اس نے اپنے تئیں
نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش
اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا۔ اور ایک کتاب فقہ کی جس کا نام حوطہ تھا اسکا
دیا وہ اہل سنت وجماعت وشیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی۔ جو آدمی یہ مذہب
وہ سب اصحاب ثلاثہ وحضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے
اور شیعہ کے عقیدہ کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزماں ومہدی موعود
ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سنی مذہب سمجھتے
کل عبادات ومعاملات میں اس قبیل کے تفرقات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہوگیا ہے
مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسود نے (مرزا حیدر) نے بدخشاں میں
مشائخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھے سب شریعت
سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت وجماعت سے موافق ومتفق تھے
امیر سید نوربخش کے بیٹوں میں سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اس کا دکھایا۔ ایک بات
خوب لکھی تھی کہ سلاطین وامرا وجہال گمان رکھتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اس واسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے سنت کرتے تھے اور اس میں اونہوں نے مسائی محمودہ کیں۔ مثل یوسف و سلیمان و داؤد وغیرہ و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھی اور بعض اہل سنت وجماعت کے موافق فقیر نے کتاب حوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہور تھی ہندوستان کے علما۔ پاس تھی بھیجی اونہوں نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتویٰ لکھا۔

فتویٰ علمائے ہندوستان پر کتاب حوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ کما ہی اس کتاب کو بہت تعمق سے مطالعہ کیا گیا تو اوس کے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت وجماعت کا مقید نہ تھا اور دعویٰ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَلَا فِی الضُّرُوْعِ مِنَ الشَّرِیْعَۃِ الْمُحَمَّدِیَّۃِ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَّنُقْصَانٍ وَّثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَافَّۃِ اَھْلِ الْعَالَمِ بِالْیَقِیْنِ۔ کاذب تھا اور زندقہ وسفسطے کے مذہب پر مائل۔ اس قسم کی کتاب کا شائع کرنا اور عالم سے اس کا معدوم کرنا ان آدمیوں پر جو اس پر قادر ہوں موجبات و فرائض سے ہے اور اس مذہب کا قلع قمع ضروریات دین سے اور اس دین کے عالموں کا اور اس مذہب کے معتقدوں کا اور اس کتاب کا قلع قمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقرر ہوں اور مذہب باطل سے نہ پھریں تو ان کے شر کا مسلمانوں کے سر سے دفع کرنا سیاست وقتل کے ساتھ واجب ہے اور اگر وہ تائب ہوں اور اس مذہب کو ترک کریں تو ان کو حکم دیں کہ مذہب حضرت ابی حنیفہ کہ جن کی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الٰہی فرمایا ہے قبول کریں۔ جب یہ نوشتہ میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے طوعاً و کرہاً مذہب حق میں اون کو لایا۔ اور بہت آدمیوں کو قتل کیا۔ ایک جماعت نے تصوف میں پناہ لی اور اپنا نام صوفی رکھا۔ لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیق۔ چند ملحدی مذہب رکھتے ہیں چند آدمیوں کو

گمراہ کرتے ہیں۔ حرام و حلال کی مطلق تمیز نہیں رکھتے شب بیداری و کم خوری کو تقو
طہارت جانتے ہیں۔ جو کچھ ہاتھ لگے وہ کھا جاتے ہیں اور لے لینے اور ش
عادت رکھتے ہیں اور ہمیشہ خوابوں کی تعبیر دیتے ہیں اور اپنی کرامات کا اظہار اس
کرتے ہیں کہ اس سال میں یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ مغیبات آیندہ و گذشتہ کے اخبا
مشغول رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہیں اور اس رسوائی سے چلتے
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم و مکروہ جانتے ہیں اور بے شریعت راہ طریقت پر
اور کہتے ہیں کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھ کام نہیں۔ غرض اس طرح کے ملاحدہ
اور جگہ دیکھنے میں نہیں آتے۔ عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالیٰ کل اہل اسلام
نوع کی آفات و بلیات سے اپنی عصمت کی پناہ میں مصون و محفوظ رکھے۔ بحق محمد
پہلے کشمیر میں کافروں کا فرقہ آفتاب پرست تھا جس کو شماسین کہتے ہیں اُن کا مذہب
ہستی نور ہے۔ آفتاب ہمارے عقیدت کی صفائی کے سبب ہے۔ اور ہمارا وجود اس
نور انیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو کمدر کریں تو آفتاب کا وجود نہ رہے
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اُٹھالے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوس کے ساتھ موجود ہیں
وجود ہمارے بغیر نہیں ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہیں ہے۔ جس وقت وہ ہوتا ہے
احوال اس پر ظاہر ہوتا ہے ہم کو سوا نیک کام کے اور کار روا نہیں ہے جب رات ہوتی
ہم کو نہیں دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہیں ہوتا جو چاہیں کریں اوس پر مواخذہ نہیں
فرقہ شماسین نے بموجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے۔ مردم کشمیر
اوس کو غلط کر کے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنایا ہے فقط صاحب دبستان
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہیں اور ہمارے
کمتر نور بخشی ہیں اور تبت کو چک کے بادشاہ گو کشمیر کے ہمسایہ ہیں ہے کشمیر کے سپاہیوں
محافظت و آمیزش سے تقیہ میں ایسا غلوے کہ اگر کوئی بیگانہ وہاں شہر میں وارد ہو
تبرا بھیجے تو شہر میں رہنے دیتے ہیں۔ ایک فقیروں کا طائفہ ہے اوس کو ریشی کہ

گرچہ علم و معرفت نہیں رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہیں وہ کسی کو
برا نہیں کہتے۔ زبان خواہش و ہائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہیں گوشت نہیں کھاتے اور عورت
نہیں کرتے اور جنگلوں میں میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہیں کہ آدمی اون سے
بہرہ ور ہوں۔ اور خود اس سے متمتع نہیں ہوتے۔ قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے۔ برہمنوں کی
ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک میں رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریوں میں ان
کے اور مسلمانوں کے تکلم میں تمیز نہیں ہو سکتی۔ لیکن اون کی کتابیں زبان سنسکرت میں ہیں وہ
اون کو پڑھتے ہیں اور جو نیت پرستی کی شرائط ہیں اون کو ادا کرتے ہیں۔ بت خانے جو خلو اسلام
سے پہلے بنے ہوئے ہیں سب برجا ہیں اور اون کی عمارتیں سنگین ہیں بنیاد سے لیکر چھت تک
تیس تیس چالیس چالیس ہن کے پتھر لگے ہوئے ہیں۔ شہر کے متصل ایک کوہ ہے اس کو
کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہیں سمت شرقی میں کوہ ڈل ہے جہاں والد ماجد نے ایک قلعہ
سنگ و آہک کا بنوایا تھا جو اب بن کر تیار ہو گیا ہے۔ میں نے یہاں ایک باغ لگایا جس
کا نور افشاں نام رکھا۔

شاہزادہ شجاع کیسے کیسے ایک دریچہ سے سر کے بل گرا۔ اتفاق کی بات ہے کہ پلاش نمدوں کے
فرش پلٹے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فرش اس کے متصل بچھا تھا شہزادہ کا
سر پلاش پر لگا اور پانوں فرش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین پر لگے۔ رسید بود بلائے ولے بخیر گذشت
جو تک رائے جوتشی نے پہلے لکھ دیا تھا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہیں وہ کسی مرتفع جا سے
گرے مگر اوس کی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے۔

جب محصول کی ادگانی کا وقت آیا مہابت خاں نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان میں جا کر
دہقانوں کی زراعت کو کھائیں اور تاخت و تاراج و مار و ہاڑ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکریں
جب لشکر شاہی پائے کوتل میں آیا تو سر کوتل پر ہجوم کر کے اوس کو مستحکم کیا۔ جلال خاں جو
مرد کار دیدہ و پیر محنت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس میں دیکھی کہ دو تین روز
توقف کیا جائے۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھ پر لاد کے لائے ہیں وہ ختم ہو جائیگا

شجاع شہزادہ کا گرنا

جلال خاں کا مہابت خاں کے لشکر کا ارادہ

لاچار خود بخود وہ ویران ہو جائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گروہ دشمن
گذریں گے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائیں گے تو افغان کچھ نہیں کر سکیں گے
کو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خاں ایک شعلۂ تہور زم افروز اور برق تھی دشمن سوز
نے جلال خاں کی صوابدید پر کچھ خیال نہ کیا۔ برہنہ چند سادات بارہ کو لیکر چلا
نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغان
پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے پتھر اور تیر مار کر کے بادشاہی جوانوں کو مارا اور اس
جلال خاں و مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہنچا۔ مہابت
تازہ فوج روانہ کی۔ تھانوں کو از سر نو مستحکم کیا اور افغانوں کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۰۔ شہر پور روز جمعہ کو جہانگیر دیرناک کے سرچشمہ دریائے بہت کی سیر کو سوار ہو
کشتی میں گیا۔ موضع پان پور کے باہر اترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش
آئی کہ جب دلاور خاں کشتوار کو فتح کر کے بادشاہ پاس آیا تو اس نے نصر اللہ عرب کو
منصب داروں کو وہاں کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی رائے
خطائیں کیں ایک یہ کہ وہاں کے زمینداروں اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک
دوم جو جماعت اس کی کمک کے لئے مقرر تھی اوس نے اپنے اضافہ منصب کی طمع میں
طلب کی کہ بادشاہ پاس جا کر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیوں کو رخصت
اس لئے جمعیت اس کی کم ہو گئی۔ زمیندار اس سے ملے ہوئے شورش کی گھات میں
اونھوں نے اطراف سے ہجوم کر کے پل کو جس پر کہ عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلایا اور
آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہو کر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت
آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ اپنا مرنا ٹھان کر وہ مردانہ دشمنوں سے لڑا اور جا
جب خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوس نے جلال خاں پسر دلاور خاں کو سپاہ کے ساتھ
اور راجہ سنگرام زمیندار جموں کو حکم دیا کہ کوہ جموں کی راہ جائے امید ہے کہ دشمن
اپنے کام کی سزا ملے۔

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سنا جس کا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان میں واقع ہے ابتدا استحکام و دشوار کشائی متانت و محکمی میں معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کسی غیر قوم کے ہاتھ میں نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اس پر غلبہ نہیں پایا اَلْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ اس زمانہ سے کہ ہندوستان میں صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والاشکوہ میں سے کسی کو فتح کرنا نصیب نہ ہوا۔ سلطان فیروز شاہ اس قلعہ کی تسخیر میں معروف ہوا اور مدتوں تک محاصرہ رکھا مگر جب اوس کو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوس کی تسخیر میں ظفر نہیں حاصل ہو سکتی۔ باوجود شوکت و استعداد کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہو گیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب میں تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤں میں کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں سے ایک یہ بھی تھی اول میں نے مرتضےٰ کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔ بعد ازاں جوھمل (چوہڑمل) پسر راجہ باسو نے اس خدمت کا تعہد کیا۔ اوس کو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے بدی دینی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر میں راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا لیکن تھوڑی مدت میں وہ مر گیا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنوں شاہزادہ خرم نے اس خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکر بھیجا اور بہت سے رائے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر نے زمینداروں میں سے ایک فوج بھیجکر لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی یہاں تک کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سر کوہوں پر قبضہ کرے پہاڑوں کی تنگنائیوں میں آنکر بے صرفہ جنگ کی جس کے سبب سے بعض نامی سرداروں کی جان گئی۔ ۱۶۔ شوال ۱۰۳۱ھ کو لشکروں نے دور قلعہ کو گھیر لیا۔ مورچلوں کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہوں نے اوخشک نلے تک میں

جوش دیکر کھائے جس سے اون کی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات
ناگریز امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دوشنبہ غرہ محرم ۱۰۴۸ھ میں یہ فتح ایسی حاصل
پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷۔ مہر الٰہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے
کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کر کے موضع پنیر (پام پور) میں آیا۔ تمام
میں سواد اس گانوں کے کہیں زعفران نہیں ہوتا۔ یہاں جہاں تک نظر جاتی تھی پھول
ہوئے تھے اوس کی نسیم دماغوں کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوست
ہے۔ اس کے پھول کی پانچ پتیاں بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چینہ کی برابر ہوتا ہے
درمیان میں تین شاخیں زعفران کی ہوتی ہیں۔ بہ معمولی سالوں میں ۰۰ من یعنے
خراسانی من پیدا ہوتا ہے۔ نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف
رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہو
یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لے جاتے ہیں اور زعفران اس میں
نکالتے ہیں اس کا وزن پھولوں کی چوتھائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشا
ملازموں کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اُن سے زعفران کے وزن کی برابر نمک لے
کاشمیر میں نمک نہیں ہوتا۔ ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

کشمیر میں زعفران کی پیداوار

کشمیر میں عمارات کا بنوانا

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے اتنا رکوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ
اوس کے اہل حرم کے لئے ایک عمارت عالیشان تیار کیجائے کہ سرما اور برف میں یونہیں گذ
ہوسکتا تھا۔ معماران چابک دست اور کارداران بادقوت نے مصالح کی گردآوری اور اون
تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہوگئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ بنوایا
اس میں ایک تصویر خانہ بنوایا جس میں سب سے اوپر بادشاہ کے دادا اور باپ کی
پھر خود شاہ کی اور اوس کے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران و مرزا محمد
و شاہ مراد و سلطان دانیال۔ اور دوسرے درجہ میں امرا اور بندہائے خاص کی شبیہ

کشمیر کی راہ میں

بہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد و شد ہوئی اور اُس کی تاریخ مجلس شاہان سلیمان حشم تھی ہیرا پور سے کرم کلہ تک ۱۲ دو زمینداروں مہدی نایک و حسین نایک کے قبضہ میں ہے یہ دونو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن میں نہایت عداوت۔

پنجشنبہ ہفتم کو موضع نہشہ میں بادشاہ آیا۔ اس منزل سے آگے ہوا اور زبان و لباس حیوانات اور محصولات ولایت گرم سیر میں بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہاں کے آدمی فارسی اور ہندی دونوں زبانیں بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے۔ قرب و جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ لی ہے۔ غرض یہاں سے ہندیں داخلہ شروع ہوتا ہے۔ یہاں کی عورتیں پشمینہ کا لباس نہیں پہنتیں۔ ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک میں نتھ پہنتی ہیں۔ روز جمعہ ہشتم راجوری میں محل نزول ہوا۔ پہلے زمانہ میں یہاں کے باشندے ہندو تھے۔ یہاں کے زمینداروں کو راجہ کہتے تھے۔ سلطان فیروز نے اون کو مسلمان کیا۔ مگر باوجود اس کے وہ اپنے تئیں راجہ ہی کہتے تھے اور ہندو پنے کی رسمیں اُن میں جاری تھیں جیسے کہ ہندوؤں کی عورتیں اپنے مُردہ خاوندوں کے ساتھ ستی ہو جاتی تھیں یہاں عورتیں اپنے مُردہ خاوندوں کے ساتھ قبر میں زندہ دفن ہوتی تھیں۔ سوا اس کے بے نصاعت آدمی اپنی لڑکیوں کا دم گھونٹ کر مار ڈالتے تھے اور ہندوؤں سے پیوند نوشی کرتے تھے۔ لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے۔ لینا تو خوب تھا مگر دینا نعوذ باللہ۔ بادشاہ نے فرمان دیا کہ پھر یہ باتیں نہ ہونے پائیں اور جو کوئی ان کاموں کا مرتکب ہو اس کی سیاست کی جائے۔

سپہ سالار خان خاناں اور تمام دولت خواہوں کے عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دور دست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو بادشاہ سے کئے تھے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی۔ خان خاناں نے خزانہ مانگا تھا اس لئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدیں۔ اسکے سامنے یہ خبر بھی آئی کہ تھانوں کو امرا چھوڑ کر داراب خاں پاس جمع ہوئے ہیں اور برگی (مرہٹے) لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں۔ خنجر خاں احمد نگر میں متحصن ہوا

ملک عنبر بغاوت کرتا ہے

دو تین دفعہ دکنیوں سے لڑا اور ہر بار دکنیوں کو شکست دی۔ اور داراب خاں دکنی
بنگالہ پر چھاپہ مار کر فتحیاب ہوا اور بنگالہ کو لوٹ کر اپنے لشکر گاہ میں آیا۔ لشکر میں غلہ کی
عسرت تھی اس لئے وہ گریوہ۔ دھنگڑہ سے پایان گھاٹ میں آئے کہ غلہ سہولیت سے
ناگزیر بالاپور میں لشکر آیا۔ یہاں بھی دشمنوں نے پیچھا نہ چھوڑا۔ راجہ نرسنگہ دیو
حملہ کیا اور بہت آدمیوں کو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کر کے قتل کیا۔ بادشاہ
سیر و شکار میں مصروف تھا۔

حالات دکن۔ شاہجہاں کا دکن بھیجا جانا۔

متصدیان ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئیں کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ
ہے۔ دکن کے دنیا داروں نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد
پایوں باہر رکھ کر احمد نگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں۔ چنانچہ مکرر عرائض آئیں
دکنیوں کا مدار کار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضائع کرنے
اول مرتبہ میں کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لئے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو ہراول
پر سرافراز کیا تھا۔ جب برہان پور میں وہ آیا تو گربزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات تقدیر
کو لازم ہے اوس کو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیش کش میں نقد
بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اس کے سرشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دیں
اور حد ادب سے باہر نہ رکھیں گے اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔ شاہ کے کہنے سے تھ
شادی آباد منڈو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوس کی استشفاع سے اون کی تقرع و زا
خیال کر کے اون کی بخشایش کی اب اونہوں نے نقض عہد کر کے شورہ پشتی کی اور شیوہ اطاع
بندگی سے انحراف کیا اس لئے بادشاہ نے پھر شاہجہاں کو سپاہ کی سرکردگی پر تعین کیا۔
مہم کا نگڑہ اس کے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت میں بھیجے گئے تھے اس لئے
میں چند روز التوا ہوا اب ان دنوں میں عرائض پے در پے آئیں کہ غنیم قوی ہو گیا ہے
ہزار سوار اوس پاس جمع ہیں۔ زیادہ تر ملک بادشاہی پر متصرف ہو گیا ہے اور
سے تھانہ کو اوٹھا کر مہکر میں ہم جمع ہوئے ہیں۔ تین مہینے سے مخالفوں سے رزم و پیکار

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ رہا لیکن کسی راہ سے غلّہ و آذوقہ لشکر میں نہ پہنچ سکا اور لشکر گاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی نہیں رہی۔ چارپائے مرگئے یا دبلے ہوگئے۔ ناگزیر بالاگھاٹ سے اُتر کر بالاپور میں توقف کیا تو دشمن تعاقب میں اور دلیر ہو کر حوالی بالاپور میں آیا۔ قزاقی اور برگی گری میں مشغول ہوا بادشاہی چھ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور اون کا بنگاہ تاراج ہوا۔ بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنوں نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور آتے ہوئے لشکر شاہی پر آگئے۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیوں کے قتل ہوئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور میں چار مہینے توقف ہوا۔ جب عسرت غلّہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف میں نہ دیکھی۔ برہان پور میں لشکر شاہی آیا۔ لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہان پور کا اونہوں نے محاصرہ کیا۔ چھ مہینہ تک برہان پور کو وہ گھیرے رہے۔ اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی چوپایوں میں جان نہ تھی لشکر شاہی شہر سے باہر نکل کر دشمنوں کو تنبیہ نہیں کرسکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا تھا۔ اس حال میں بادشاہ آگرہ میں آگیا اور کانگڑہ فتح ہوگیا۔ چہارم دی مہینے کو شاہجہاں کو دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مقوحہ سے اپنے انعام میں لے کر متصرف ہو۔ ۵ ہزار منصب دار۔ ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق اندار روی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوا اٹھتیس ہزار سواروں کے جو اطراف تھے اوس کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لئے مقرر ہوا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے دارالخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ سفر دارالسلطنت لاہور سے دارالخلافہ آگرہ تک دو ماہ دس روز میں ۴۹ کوچوں اور ۲۱ مقاموں میں ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا

روز دوشنبہ ۲۷۔ ربیع الآخر ۱۰۳۷ھ مطابق ۱۱۔ مارچ ۱۶۲۷ء کو نوروز ہوا۔

ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندہر کے ایک موضع میں صبح کے وقت مشرق کیجانب میں ایک غوغا عظیم و مہیب ایسا اُٹھا کہ قریب تھا لوگوں کی جان نکل جائے اس شور و شغب میں

جشن شاہجہانی ۱۰۳۷ھ

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی۔ خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے
لحظہ کے یہ سورش موقوف ہوئی اور لوگوں کا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید حال
اور وہاں دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض میں اس قدر جل گئی تھی کہ سبزہ وگیاہ کا
باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اس نے اس زمین کو کھودا یا جس
زیادہ کھودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پا
نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھ دیر کے
ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۰ تولہ وزن
اوستاد داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ پتک
کے نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس میں اور قسم کا
مل کر اوس نے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیریں اور ایک
خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیروں کی برابر کاٹ
شعلہ برق شاہی اوس کی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیوں کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی
کی یہ چیزیں بنا دیں۔

خبر آئی کہ دکنیوں کی فوج نے دریا نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہو
تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھوں نے سُنا کہ شاہجہاں کی سپاہ قریب آگئی ہے اور
خواجہ ابوالحسن کو پانچہزار سواروں کے ساتھ اونکی تنبیہ کے لئے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ
ابوالحسن پاشنہ کوب اُن کے تعاقب میں دریا نربدا سے پار گیا۔ اور بادشاہی آدمیوں کے ہا
اور قیدی زیادہ ہاتھ لگے۔ جہانگیر نے شاہجہاں کو چوبیس برس کی عمر جشن وزن سال گرہ
تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی میں شراب اور مینا
توبہ کی تھی اس طرح شاہجہاں نے اکتیسویں سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا
کیا کہ پھر وہ شراب سے لب آلودہ نہ ہوگا اور اوس نے شراب کے ظروف طلائی توڑوا
مسجدوں کو دیدیا اور آب نربدا میں جسکے کنارہ پر وہ اترا ہوا تھا شراب کو ڈلوا دیا۔

جند اشاہے کہ در عہدِ شباب شد ز توبہ ہمچو پیراں کامیاب

سلاطین سلف کے حال دیکھئے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہاں نے باوجود نشہ جوانی و ریاست عراق و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا۔

اب شاہجہاں کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو میں آیا۔ خانخاناں اور داراب خاں اور سپہ سالاران دکن کی عرضداشت آئی کہ دکن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوس کے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ پھر رہی ہے۔ اس عرضداشت پر بعض مقربوں نے عرض کیا کہ اکثر کمکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سرانجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہئے لیکن شاہجہاں نے کچھ نہ سنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اون کو لے کر آب نربدا سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبداللہ خاں جو عمدہ کمکی تھا دو ہزار سواروں کے ساتھ شاہجہاں سے آن ملا۔ شاہجہاں نے فوج بندی کی ترتیب دی عبداللہ خاں کو اور دلاوروں کے ساتھ نبرد کا ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرنغار قرار دیا دریا کے کنارہ سے برہان پور تک کہ چار روز کی راہ ہے اور دکھنیوں کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی۔ جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخاناں و داراب خاں اور اور متصدیان متعینان شاہجہاں کی خدمت میں آئے اور اونہوں نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس پر یہاں سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیاں کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہو گیا ہے اور اوس کی کومکی فوجیں آگئی ہیں۔ برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہو کر اطراف کی فوجوں کے جمع ہونے تک دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے چودہ پندرہ کوس ہے چھاؤنی ڈال کر توقف کرنا چاہیئے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفوں کے ملک میں

داخل ہوکراون کی تنبیہ کرنی چاہئے۔ شاہجہاں نے اس کا جواب یہ دیا کہ تمہارے
صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم جس بات کو نیک جانینگے اُس پر عمل کرینگے۔ اسکے بعد بخشیوں
کو حکم دیا کہ ان منصب داروں کو جن کی جاگیریں دکنیوں کے قبضہ میں چلی گئی ہیں اور وہ
دور دست جاگیر رکھتے ہیں ازروے سررشتہ دفتر بغیر اس کے کہ متصدیوں کی مطلوبہ
اور اون کی طرف رجوع کی جائے ان کو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہاں زر سرکار ہو
نزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلوں کو تعین کریں
باربردار دیراق جس پاس نہ ہو وہ اس کو خرید کرکے موجود کرے۔ خود بدولت عنا
سپاہ کی حال کی پرداخت میں متوجہ رہے تین روز میں چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم
تیس ہزار سواروں کو پانچ نامدار تجربہ کار رزار دیدہ میں تقسیم کیا۔ تین فوجیں بسر
عبداللہ خاں و دارا ب خاں و خواجہ ابوالحسن امرائے بادشاہی کو اور دو فوجیں بہ
بکرماجیت وراجہ بھیم اپنے عمدہ نوکروں کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار میں جو
سوار تھے اون کا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور پھر سب کی
کا محکوم کیا۔ جنگ دکن میں تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہے
شاہجہاں نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سرداروں میں نوبت بہ نوبت ہر یک
چنداولی کیا کرے۔ سب سرداروں کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خ
اور دکنیوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا۔ جب سپاہ نے برہان پور سے چ
آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے تیسرے کوچ میں یاقوت خاں حبشی نے جو غنیم کا
تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہاں چنداول پر جھکا۔ اُس دن چنداول میں خواجہ ا
باری تھی۔ دکنیوں نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی میں تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ د
لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ یا
مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خاں بھاگ گیا۔ بادشاہ
غنیمت وافر ہاتھ آئی۔ خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیوں میں لشکر شاہی نے اللہ وردی

...یر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیوں کے تعاقب میں لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا ...ان پور سے چودہ پندرہ کوس غربی دور ہے۔ اور بلکا پور کے نزدیک نزول کیا۔ ابھی ...شکر بسمت بیر راہ میں تھی۔ اور داراب خاں اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے ...رنے کے واسطے اطراف لشکر میں پھرتے تھے کہ دلاور خاں و آتش خاں نظام الملکی ...پندرہ ہزار سواروں کے ساتھ بے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور ...سری طرف سے بیر کے لوٹنے میں مصروف ہوئے اور انھوں نے آشوب و غلغلہ عظیم ڈالدیا ...شاہی سپاہ نے تردد نمایاں کیا۔ زد و خورد میں طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے ...دکنیوں کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر انھوں نے بیر کے کمرگاہ پر دوبارہ حملہ کر کے ...یک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیو کی بلندی ...پر آیا اور ملک نظام الملک میں داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے ...سرداروں مثل یاقوت خاں ولاور خاں حبشی و آتش خاں و جادو راؤ اور بینک راؤ و ...مرہٹی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کر کے ایک دو فوج کو بادشاہی سر فوجوں کے مقابل میں ...سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک اور فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے ...بکرماجیت نے استقامت مردانہ کی سید صلابت خاں سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ رنجیت ...سنگھ وغیرہ رستمانہ کارزار کی۔ یہ سب سادات بارہ میں سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور میں آئی اور جب بینک راؤ ...دکنی بڑا نامی تھا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خاں حبشی کام میں ...آئے سید مظفر بارہ نے جبکہ آخر کو خان جہاں خطاب ہوا سادات بارہ میں سے علم شہرت بلند کیا اور اس ...کے بھتیجوں کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گرے اور انہوں نے عرصہ کارزار کو گلگوں کیا ...بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکنی بھاگ گئے۔ دکنیوں کا دستور ہے کہ وہ ...تازہ دم ہو کر پھر بازگشت کر کے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خاں نے عین فرار میں بازگشت ...کر کے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی میں تزلزل پیدا کیا ...تردد نمایاں کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیوں کی ایک جماعت جان سے گئی

اور فتیم کی طرف سے فیروز خاں حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر
خیمہ خرگاہ بہت سا غارت کیا۔ گو دکنیوں کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال وقتال
تک کہ اواخر اردی بہشت میں کھڑکی سے جس کو اورنگ آباد اب کہتے ہیں چ
شاہی آیا۔ ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیاں کرتے رہے۔ صبح کو ہر طر
ہزار سواروں نے نامدار سرداروں کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقی
حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کرکے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔ بادشاہی
بھی ہر جانب میں اُن پر تاخت کرتے تھے اور اون کے سر کو تن سے اور تن کو
کرتے تھے۔ ملک عنبر سرانجام دار نظام الملک کو جو اس کا آقا مجبور تھا اپنے سا
کارآمد اسباب اور اثقال کو اٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ میں لے گیا اور
لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقوں کے طور پر شوخی کرتے رہیں اور رس
گھاس کو کہیں نہ چھوڑیں لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کرکے اوس کی عمارات
کو جو بیس برس میں بنی تھیں ایسا جلایا کہ پھر بیس برس میں آیندہ اون کے بنے
تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔ اس دن سرداران خیم
جنگ عظیم ہوئی اور اوس میں عبداللہ خاں نے سرداروں سے مقابلہ کیا اور تردد
اور بہت دکنیوں کو تہ تیغ کیا۔ احمد نگر میں خنجر خاں قلعہ دار تھا۔ باوجودیکہ ایام
امتداد ہوا۔ مگر اوس کی پامردی سے دکنیوں کے ہاتھ یہ قلعہ نہ آیا۔ ان دنوں میں
ختم ہونے سے اور دکنیوں کی زیادہ شوخیوں سے قلعہ دار کا حال تنگ ہوگیا تھا
مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جواہر حبشی داماد عنبر
احمد نگر کے محاصرہ میں مشغول ہے اوس کو وہاں سے تنبیہ کرکے اور اس ضلع کے
دفع کرکے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کرکے ناسک اور سنگم نیر کی طرف جائے۔ یہ ملک
ہی جب یہ نوبیں احمد نگر کو روانہ ہوئیں خنجر خاں قلعہ دار نے خبر پائی تقویت ہم پہنچی
قلعہ سے نکلکر جوہر حبشی پر تاخت کی اور ڈھائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور

...یکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا۔ افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک بان گنگا کے ...پر نصف راہ میں یہ خبر سُنی۔ اس وقت غنیم کی سپاہیں بھی فراہم ہو گئی تھیں کہ ان ...ہر سمت فوج کے آن ملا اور راہ کے مابین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ شوخیاں ...نے لگا۔ بادشاہی سرداروں نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لئے اتفاق ...کے تین فوجیں بنائیں۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ میں چھوڑی اور باقی فوج لے ...خاں اور آتش خاں پرجن کے پاس پچیس ہزار سوار صف آراستے تاخت کی۔ دوسری ...سے عبداللہ خاں اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی ...طرفوں سے لشکر شاہی نے دکنیوں پر حملہ کیا۔ دکن کے سرداروں نے بھی مردانہ دار ...قتال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب رستخیز نمودار ہوئی ...نے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروئے کار لائے۔ اور دکنیوں کو ...ان کی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوئی ...مقابلہ میں آئی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ ...مشتعل رہی۔ اس وارد گیر میں خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایاں ...ظہور میں آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیوں سے زیادہ اونھوں نے مارے اور بادشاہی آدمی ...بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیوں ...ایک دو سردار قرار ہو گئے۔ شاہزادہ شاہجہاں نے دو اور فوجیں خانديس اور برار ...پرگنوں کے ضبط کے واسطے بسرداری محمد تقی متعین کیں۔ ان سے بہت سی لڑائیاں ...ہوئیں سے ہوئیں مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا ...تمام تر سر تو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے در پے شکستوں سے شکستہ دل ہوا ...جب اوس نے سنا کہ لشکر شاہی ناسک اور ترنبک کی جانب عزیمت رکتا ہے تو ...نے وکلائے معتبر شاہجہاں پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور ...ندامت زدہ ہو کر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ ہم دکن میں

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خاں کو مشمول عواطف و مورد عنایات
اس غلام کو بے اعتبار کیا تھا اور بندہ خاکسار کو قابل جب سائل شکر
پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جاتا تھا کہ اپنے جرائم کا شفیع بنا کر عفو
کی طلب کرتا۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچ
میں تعہد کرتا ہوں کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پیچیدونگا۔ اور جریمہ گذشتہ او
اور آئندہ سال بسال حضور میں بھیجا رہونگا۔ پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہوں
کرتا ہوں کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سوائے ملک مفتوحہ سابق متصل
کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہوں اور بدرقہ ہمراہ کرکے قلعہ احمد آباد میں
ہوں۔ شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کر
التماسات کو قبول کر لیا۔ افضل خاں کو عرضداشت فتح و عرائض عنبر کے ساتھ
بھیجا۔ جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود
اس کو مختصر کرکے میں لکھتا ہوں۔

جہانگیر کی علالت

کشمیر میں دسہرہ کے جشن میں گرفتگی نفس (ضیق النفس) و کوتاہی دم کا
محسوس ہوا۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ
نفس میں گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوس کا امتداد اور اشتداد ہوا
گرم دواؤں سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب
سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی۔ چند روز بکری کا دودھ اور پھر اونٹنی کا دودھ
کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مختلف طبیبوں کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات خا
دل برداشتہ ہوکر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئیں سونپ دیا۔ شراب کا نشہ
اس لئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی
چپ ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اس کا محسوس ہوا۔ ناتوانی کی تکلیف روز بروز
نور جہاں بیگم نے جس کا تجربہ ان امور سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دل سوز

ے سے تھی اوس نے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں
یہ پہلے اس سے بھی اطبا علاج اس کی صوابدید وصلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت منجانب ملکی
ات پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نامناسب چیزوں اور ناموافق غذاؤں سے
پرہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت نمودار ہوئے جشن وزن میں بادشاہ کا وزن پہلے
ں سے ایک وہ سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہو گیا تھا کہ ۱۲ من
ہوا۔ جب سے نورجہاں عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی وقمری وزنوں کے تمام جشنوں میں
ے لوازم کو جیسا کہ اس دولت کے لایق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت ونیک بختی
سرمایہ جانتی تھی لیکن اس جشن میں پیش از پیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس اور ترتیب بزم
ہایت توجہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہاں نے بڑی دھوم دھام سے کیا۔

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا منتظر نہ ہوا بلکہ بے تابانہ
شاہ کی ملازمت میں آیا۔ تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور قسمیں
یتا مگر وہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر گلے لگایا۔

والدہ نورجہاں نے انتقال کیا۔ اس میں ساری خوبیاں جو عورت میں ہونی چاہئیں موجود
ں۔ بادشاہ اوس کو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتیں خوش نصیب کم ہوتی ہیں
یں نورجہاں۔ بیٹا آصف خاں۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینوں ایسی عمدہ صفات رکھتے
ے کمتر ہوتی ہیں۔

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۱۳ روز دوشنبہ
ین سنہ جلوس میں کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوس نے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی
یہ کی آب وہوا اعتدال کے قریب ہوگی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک
شہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان میں محل اقامت ہوا دنہیں کشمیر کی جانب جاؤں گا۔ ۱۴ صفر
سنہ کو ہردوار میں مقام ہوا۔ اس دامن کوہ کی آب وہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی
ین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمود کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۲۱ کو موضع

بادشاہ کا کانگڑہ اور قلعہ نادر کی فتح

بہلون میں بادشاہ آیا۔ یہاں لشکر کو چھوڑا۔ خاص ملازموں کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر
روانہ ہوا۔ اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہیں چھوڑا۔ صادق خاں میر بخشی کو اوسکی
لئے اور لشکر کی محارست کے لئے متعین کیا۔ دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی
کا حال متغیر ہوا۔ اور اوس کے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے۔ نور جہاں
سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوس کے ساتھ تھا۔ بادشاہ بیتاب ہوکر
پھرائے چلا آیا۔ آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا۔ سکرات کا وقت تھا۔ کبھی ہوش
میں آتا تھا۔ بادشاہ دو گھنٹے اوس کے سراہنے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان
بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھ پر جو کچھ گذرا اُسے بیان نہیں
عاقل کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان۔

از شمار دو چشم یک تن کم در حساب خرد ہزاراں بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوس کے دوش اختیار پر تھا اور یہ ممکن و مقدر بشر نہیں
تصرف میں سب کو اپنے سے راضی رکھ سکے۔ کوئی شخص اپنی غرض مطلب و مہم سازی
اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوس سے اندوہ ہوکر آئے۔ وہ اپنے صاحب
اور کفایت کی مراعات کرتا تھا۔ ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا۔
کہ یہ شیوہ اسی کے ساتھ مخصوص تھا۔ دوسرے روز میں اوسکے فرزندان اور خویشوں
کو گیا اکتالیس آدمی اوسکے فرزندوں اور قوم میں اور بارہ آدمی اُسکے ہمیشہ نمیں
عنایت کیا اور ماتم کا لباس اُتروایا۔ اعتماد الدولہ کا ترکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک
بجانا نور جہاں کو مرحمت کیا۔ پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ
چیتا کی پیشکس پیش ہوئی۔ اوس کا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کروہ ہے۔ کوہستان میں کو
زیادہ عمدہ زمیندار نہیں ہے۔ اس ملک میں زمینداروں کی گریزگاہ اوس کا ملک
دشوار گذار گھاٹیاں ہیں ابتک اوس نے کسی بادشاہ کی اطاعت نہیں کی تھی اور نہ پیشکش
۲۴۔ ماہ وی کو قلعہ کانگڑہ میں سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علماء اسلام

اعتماد الدولہ کا ترکہ خزانہ و اسباب تجمل

...ر جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہوں۔ قلعہ مذکور میں عمل میں آئیں۔ اس قلعہ میں اذان ...ی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتیں ہوئیں جو بنائے قلعہ سے اب تک ...ہوئی تھیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور ...حکام و متانت اس حد پر ہے کہ اگر آذوقہ اور لوازم قلعہ داری پر برجا رہیں تو کسی کا ہاتھ اوسکے ...ں تک نہیں پہنچ سکے۔ اور کمند تدبیر اوس کی تسخیر سے کوتاہ رہے اگرچہ بعض جگہ سر کوب رکتا ...ہ وہاں توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریوں کو زیان نہیں پہنچا سکتیں۔ وہ نقل ...کان دوسری جگہ کرکے اون کے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بادشاہ قلعہ کی سیر کرکے درگا کے ...تانہ کی سیر کو گیا جو بہون مشہور ہے وہاں ہندوؤں کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے آنکر نذریں ...چڑھاتے ہیں۔ تجانہ کے نزدیک دامن کوہ میں ظاہرا گوگرد کی کان معلوم ہوتی ہے اور اسمیں آتش و تابش ...سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوس کا نام جوالا مکھی رکھا ہے اور اوس کو ایک بت کی کرامات ...قرار دیا ہے۔ فی الواقع ہندوؤں نے اعتقاد درست و راست رکھ کر عوام الناس کو دھوکھا دیا ہے ...کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی مر تخم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو ...اوس کے ساتھ تھا اوس کی لاش کو کندھے پر رکھ کر جہان میں پھرا اور لاش کو اپنے ساتھ پھرایا ...جب ایک مدت اسپر گذر گئی تو لاش کی ترکیب پراگندہ ہو کر گر پڑی۔ ہر عضو ایک گر پڑا اور ہر عضو ...کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت ...سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام میں گرا تھا اس جگہ کو بہ نسبت اور جگہوں کے ہندو زیادہ تر ...گرامی رکھتے ہیں۔

انہیں دنوں میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے دوقوچ کے عارضہ میں وفات ...حیات خدا کو سپرد کی۔ عزت خاں مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہاں ...کے ساتھ کیا گیا تھا وہاں وہ مسموم ہوا۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا دوشنبہ ...شہر جمادی الاول ۱۰۳۱ھ کو تورونز ہوا۔ آصف خاں برادر حقیقی نورجہاں کو منصب شش ہزاری ...ذات و سوار کا مرحمت ہوا۔

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنوں میں مکرر استماع ہوا کہ قصد تسخیر کے قصد سے دارائے ایران و خراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو نسبت سابق و حال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تھی کہ اوس کے نوکر سے جس پاس تین چار ہوں ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوس نے حزم و احتیاط سے زین العابدین کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان حزم پاس بھیجا کہ وہ سمعہ لشکر و توپخانہ و ہاتھیوں سے جلد ملکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر بیحیں کہ حساب و شمار سے باہر ہو اور خزانہ اوس کے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ حد شناسی حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں فرزند خانجہاں کی عرضداشت آئی کہ عراق و خراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار پر اور اوس کا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہو کر لاہور میں آیا۔ سپاہ کا بڑا سامان کیا چونکہ ملتان و قندہار کے درمیان میں آبادانی کم ہے۔ جب تک آذوقہ کا سامان نہ گراں نہیں بھیجا جا سکتا اس لئے اوس نے بنجاروں کا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وغیرہ سامان کے واسطے تیار کریں۔ چند بیگ وہ لی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جن سے قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ میں نے وہ تمام ممالک جو میرے خاندان کے قبضہ سے اوروں کے تصرف میں آ گئے تھے سب لے لئے۔ قندہار آپکے کے تصرف میں تھا۔ اوس کو میں نے اپنا جانا اور اوس سے متعرض نہیں ہوا اور اتحاد اور برادری سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے ہی حوالہ کر دیں گے۔ مگر آپ نے تغافل کیا۔ مکرر نامہ و پیغام میں کنایۃً و صراحتاً طلب ہوئی کہ آپ کے نزدیک یہ مختصر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کریں کہ وہ میرے دولت کے تصرف میں آئے تاکہ دشمنوں و بدگویوں کا رفع ظن اور حاسدوں و عیب کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق میں ڈالا۔ اس مقدمہ کی حقیقت

3372

دوست و دشمن میں مشتہر ہوئی آپ کی جانب سے ردو قبول کا جواب نہ پہنچا تو میرے دل میں آئی کہ
قندہار میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے میری
خدمت میں آئیں۔ میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ میں آیا تو قندہار
کے حاکم و امرا کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں جدائی نہیں ہے اور ہم یہاں سیر
کے لئے آئے ہیں کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انہوں نے حکم و پیغام
حسب انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیاں
کو ظاہر کیا۔ حوالی قلعہ میں پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کو کراق کو بلایا اور جو کچھ لوازمہ نصیحت تھا
اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصائح سودمند نہ ہوئیں اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجائش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ میں مصروف ہوا اور تھوڑے دنوں میں
فتح دوبارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا انہوں نے امان مانگی ہم نے برادری
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب میں
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہیں آیا کہ جس میں قندہار کی خواہش کا اظہار ہو ہاں
خلیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوس کے جواب میں ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز میں مضائقہ نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ بعد سرانجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی۔ ابھی تم دور سے آئے ہو لاہور میں آرام کرو۔ پھر میں کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثنا میں خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندہار کی تسخیر کے لئے آئے ہیں مجھے
کبھی اس کا خیال بھی نہیں آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کوردہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کریں گے باوجود مستخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہیں آتا تھا بعد ازاں یہ خبر محقق ہوئی تو
اسی وقت میں نے عبدالعزیز خاں کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضا سے تجاوز نہ کرنا
تبک سررشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہیں سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوس کی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب یہ تھا کہ اپنی
صبر فرمائے کہ شاید وہ آپ کے مطلب و مدعا میں کامیاب ہو کر آپکی خدمت میں آتا
سے پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہونا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت
کی تقصیر کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرینگے۔

غرض مہم قندہار میں توالتوا ہوا مگر یماں اور گل کھلا۔

جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہاں پاس گیا تھا اوسکے جو
یہ عرضداشت بھیجی کہ میں نیازمند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور میں
قریب ہزار کروہ کے طے کر کے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ میں طے کیا۔ باوجودیکہ
دکنیوں کی بڑی بڑی فوجوں سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت میں مخالفوں کی گوشمالی
سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہاں ستان اور اقبال جہانگیری
میں لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس
اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنوں میں مخالفوں کے خس و خا
کر پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیر خواہ کو مہم قندہار کے لئے طلب کیا۔ آپ کی خا
کے لئے بلا توقف برہان پور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکن
یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے، اور لشکر کا جمع
کی رگل سے ان ایام میں خالی کسالے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا انقضاء شدت
میں کرونگا اور جب سہیل برآمد ہوگا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کر
کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع دلیر نامور مشہور ہے سر
بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور میں آئے وہ حضور پر پوشیدہ
ننگ دریائے جرأت سے جس کے تمام تنشون اور خان در رکاب اپنے ولی نعمت
فدا ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہوں اس سے لڑنے کے لئے سامان لایق سر انجا
و استقلال و اختیار مطلوبہ میں امیدوار ہوں کہ صوبہ پنجاب کہ قندہار کی سر راہ

شاہجہان کو قندہار کی مہم کے لئے بلانا

لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لئے کہ بہم روانہ ہوگا۔ عقیدت کیش آدمیوں کا اس ضلع میں ہونا
ضرور ہے اس لئے وہ نیازمند کی جاگیر میں عنایت ہو۔ جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے
حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ ولیعہد کی جاگیر میں مقرر ہوں۔ لیکن اس زمانہ میں
یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہاں نے اپنی جاگیر کے لئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی
اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پذیرائی
کی خبر آئی دریا خاں افغان کو اس محال کے انتظام کے لئے بھیجدیا۔ عرضداشت پہنچنے سے
پہلے یہ پرگنہ نورجہاں بیگم کی تجویز سے شہریار کی تیول میں مقرر ہوا تھا (یہ بات یاد رکھو کہ
جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اس کا حال پڑھ چکے ہو اُس سے چھوٹا بیٹا پرویز
تھا اور ان دونوں سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اُس سے
چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نورجہاں کی ایک بیٹی شیر افگن خاں
سے تھی جس کا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نورجہاں کے حقیقی بھائی آصف خاں نے
اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھ کر کیا تھا) اور شہریار کی طرف سے اس دیار
میں شریف الملک گیا تھا اور ملک کو اپنے تصرف میں لایا۔ جب دریا خاں آیا تو محال کے
عمل دخل میں گفتگو سے آگے بڑھ کر جدال اور قتال پر نوبت آئی اور شریف الملک کی آنکھ
میں تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ رنجش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ حل وعقد
امور خلافت بادشاہ کے حضور میں نورجہاں کے اختیار میں تھا۔

نورجہاں کی جاگیر میں شاہجہاں کا دخل دینا

ریاست میں مردوں کا پاؤں جگہ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پدر و پسر ایک دوسرے کی
حیات کے شجر کو قطع کرنے میں سعی کرنے لگتے ہیں یہ تو عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا
استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نورمحل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے اس
دولت میں اختلال کلی ہوگا۔ عورتوں کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے
اوس کو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرکے اوس کی تربیت و استقلال میں کوشش کرے
اور تا مقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ اس باب میں اُس نے اپنے
کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق ومعاون کر لیا تھا۔ بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت
اور بار اوس کی پشکی میں اور تمام انتظام اوس کی مٹھی میں تھا۔ اعتماد الدولہ نورجہاں
عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتوں سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگئی
سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا۔ اب کوئی قید نورجہاں کے لئے نہیں
وہ اپنے اختیار کو جس کی کچھ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہاں کے دلوں میں فرق
کے لئے ہر موقع میں کام میں لائی اوس نے مہم قندہار کے باب میں قسم کھاکر جہانگیر سے
کیا کہ اور فرزندوں کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہاں کو دور کی راہ سے بلا
بلانا جہاں ہمیشہ ضرور مہمیں پیش رہتی ہیں اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا اوسے
خلاف ہے۔ اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہ
کے قابل نہیں جانتا۔ اس لئے اوس نے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہ
رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف کار ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں
بیگم صاحب کا خزانہ بھی اور اعتماد الدولہ کا مال اوس کو ہاتھ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تسخیر
یورش کی خرچ کی تکفل ہوئی۔ شاہجہاں کی جاگیر پنجاب انقطاع سیر حاصل تبدیل ہوکر
کی تنخواہ میں مقرر ہوئیں۔ بادشاہ نے شاہجہاں کے نام فرمان صادر کیا کہ جہاں تک قند
وہیں توقف کرو اور جو کمکی تمہارے ہمراہ ہیں اون کو جلدی روانہ کرو کہ وہ شہریار کی مد
لئے مقرر ہوئے ہیں۔ دکن کے متعینہ آدمیوں کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے
منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی
پر مامور ہوا۔ مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ بادشاہ بھی لاہو
تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہاں پاس پہنچے جن سے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ
خاطر ہوا۔ افضل خاں اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ
ومرشد کی خدمت میں دستور ادب کے خلاف اندرز لکھے کہ خسرۃ الدنیا والآخرۃ

شاہجہاں کا قندہار پر مقرر ہونا۔

بادشاہ جہانیاں اور کل عقلاء و حکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا پانوں درمیان میں آتا ہے
ہوش افلاطون کا پانوں پھسل جاتا ہے عورتوں کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیہ عقل سے معرے
رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہیں۔

چراغ کذب را کافروزدش زن　　بجز اشک دروغش نیست روغن

ازاں روغن چراغے چوں فروزد　　بہ یک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصاً مقدمات ملکی و مالی و کلی جزئی میں عورتوں کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک مذموم و
شوم ہے خاصہ غلام کے حق میں جس نے ملک و کن کے قلعے سے بھرا ہوا دوبارہ شمشیر سے
تسخیر کیا اور اپنے تئیں گوسفند قربانی تصور کرکے کسی کام میں حکم سرتابی نہ کی ہو اور پھر فدویت
و اطاعت کے سوا کچھ اور منظور نہیں ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی پاداش میں جس
کے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدیں تھیں سرگرانی فرمانا اور دشمنوں کی شماتت کا سبب ہونا
مناقشوں اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیروں کا بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور
اپنے سود و نقصان میں فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کار فرما نہ ہونا ان سب باتوں کو اپنے دنوں
کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کرسکتا ہوں۔

اگرچہ شاہ ولیعہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبوں کی سعی
سے اور نور محل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوس کو ہر وجہ سے
اظہار عقیدت کے پانی سے دھوئے اور پردۂ ادب و آزرم درمیان سے نہ اٹھے اور یغی
کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض برہمکار کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل ایسے تھے کہ
وہ شہریار کے رتبہ جاہ و اعتبار کو بڑھا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے
آصف خاں کا داماد شاہجہاں تھا اس سبب سے اوس کو شاہجہاں کا طرفدار گمان کرتے تھے
اہل غرض نے بہن بھائیوں یعنی نورجہاں و آصف خاں کے درمیان بھی مادۂ ملال خاطر پیدا کردیا
تھا۔ آصف خاں نے اپنی عقل اور دانائی کے سبب سے زبان پر مہر خاموشی لگا لی تھی اور
ہرزہ درائیوں کی باتوں پر کان نہ لگایا تھا۔ جب ان باتوں کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

شاہجہاں کے نام حکم دکن میں واپس جانیکا

آصف خاں کا مبرا ہونا

افضل خاں نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر سرحد میں کی مگر اسے کچھ فائدہ نہ
نیل مقصود واپس آیا۔ شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکن کو اٹھا جائے اوس کے جواب
التماس کی کہ ایک دفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنا چا
پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا۔ اس بات کو بادشاہ سے لوگوں نے بطرز
شاہجہاں کی بغاوت و عدم اطاعت اوس کے خاطر نشان ہو۔ بعض ہنگامہ طلب مفسد
مصلحت کار اس میں جانی کہ آصف خاں اور مہابت خاں میں باہم سوئے مزاجی ہے
دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہی اس لئے مہابت خاں کو طلب کرکے شا
ہمراہ شاہجہاں کے مقابلہ میں تعین کرنا چاہئے۔ بیگم کے زبان مہابت خاں کی طلب
گئے۔ مہابت خاں کو نورجہاں کے اس قدر عناد پر اوس کی عقل و دانائی سے تعجب
تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی میں سرشتہ عاقبت اندیشی کو
ہاتھ سے دیا اور سواد ہند میں وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک
شورش مچے بلکہ اوس کو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و سانحگی میرے ہی استیصال
اس مہم دور از عقل کے قبول کرنے میں وہ تعلل کرتا تھا اس نے جواب میں لکھا کہ اگر شا
سلطنت میں خلل عظیم کا احتمال ہے اوس کی دولت و ابرو کی برہمزدگی کے لئے حضو
تو چاہئے کہ آصف خاں کو حضوری سے جدا کردیں تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر
اور آصف خاں کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ میں جاکر خزانہ میں جو چاندی سونا غیر مسکوک ہو اور
کو تفریق کرکے حضور میں لائے اور مہابت خاں کے لئے حکم ناطق بہم صادر ہوئے کہ
کابل میں چھوڑکر حضور میں آئے۔ سلطان پرویز کو بھی شاہجہاں کے مقابلہ کے
ان دنوں میں بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا۔ مگر شاہجہاں
بھیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے۔ وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک میں حضو
مبارک میں آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیوں نے میری کی ہے دور کرلونگا معا
کرونگا۔ ہنگامہ جو واقعہ طلبوں سے نورجہاں اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہ

سینی کی دلیل بنا کے عرض کرتی۔ اور بادشاہ کے دل میں ملال پر ملال زیادہ کرتی۔
سہابت خاں کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہاں سے معتقد خاں وکیل
سعرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ وفدائی خاں میر تزک و ذوالقدر خاں خط و کتابت رکھتے ہیں
گر یہ مہابت خاں نے ان پانچوں آدمیوں کے قتل کے لئے صلاح بتلائی مگر فدائی خاں اور ذوالقدر خاں
نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اون کی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور بادشاہ
کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا۔ اور خاں جہاں اور امرا
بھی بموجب طلب کے حاضر ہوئے۔

جہانگیر خود شاہجہاں کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے
نور جہاں بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے
اس کا نوکر دریا افغان شریف الملک ملازم شہریار سے لڑا جو دھول پور اور اوس کی نواح کا
جاگیردار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے۔ قلعہ مانڈو میں توقف سے اور اوسکی
بے معقول تمہیدات سے جس کا اظہار وہ عرضداشت میں جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ قصد اوس کی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبروں کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت اور
تربیت اوس کے حق میں کیں اون کی گنجایش اوس کے حوصلہ میں نہ تھی اس کا دماغ
قبول پذیر ہوا اس لئے راجہ روز افزوں اپنے قدیمی خدمتگار کو اوس کے پاس بھیجا اس جرأت
و بے باکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کرکے جادۂ معقول اور
شاہراہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلیٰ سے جو تنخواہ میں محال جاگیر مقرر ہے اس پر
بس کرے اور ہرگز ملازمت میں آنے کا ارادہ نہ کرے۔ یورش قندہار کے لئے جو ملازم
بھیجے گئے ہیں اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اس سے ظہور میں آئیگا تو وہ ندامت اٹھائیگا
خرم پر اور اوس کے فرزند پر میں نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب
بیمار ہوا تو میں نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ اوس کو صحت بخشے تو پھر میں بندوق سے
شکار نہیں کھیلونگا اور کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ باوجودیکہ مجھے شکار کی

شاہجہاں کے نام حکم کہ دکن میں واپس جائیگا

آصف خاں کا جدا ہونا

آصف خاں نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر سرچندسعی کی مگر اسے کچھ فائدہ نہ ہوا اور بے نیل مقصود واپس آیا۔ شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکن کو اُلٹا جائے اوس کے جواب میں اُسنے التماس کی کہ ایک دفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنا چاہتا ہوں پھر جو کچھ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا۔ اس بات کو بادشاہ سے لوگوں نے اسطرح لگایا کہ جس سے شاہجہاں کی بغاوت و عدم اطاعت اوس کے خاطر نشان ہو۔ بعض ہنگامہ طلب مفسدوں نے مصلحت کار اس میں جانی کہ آصف خاں اور مہابت خاں میں باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فوج ہے اس لئے مہابت خاں کو طلب کرکے شاہزادہ پرویز کے ہمراہ شاہجہاں کے مقابلہ میں تعین کرنا چاہئے۔ بیگم کے فرمان مہابت خاں کی طلب میں پہنچ گئے۔ مہابت خاں کو نورجہاں کے اس قدر عناد پر اوس کی عقل و دانائی سے تعجب پر تعجب ہوتا تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی میں سرشتہ عاقبت اندیشی کو اُس نے ہاتھ سے دیا اور سواد ہند میں وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم میں شورش پہنچے بلکہ اوس کو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو اس مہم دور از عقل کے قبول کرنے میں وہ تعلل کرتا تھا اُس نے جواب میں لکھا کہ اگر شاہجہاں سے سلطنت میں خلل عظیم کا احتمال ہے اوس کی دولت و اقبال دے کی ہمہ زدگی کے لئے حضور کا بیٹھے رہنا تو چاہئے کہ آصف خاں کو حضوری سے جدا کردیں تاکہ مجھے آنے کی جرأت ہو یہ امر بھی قبول ہوا اور آصف خاں کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ میں جاکر خزانہ میں جو چاندی سونا غیر مسکوک ہو اور جنس جواہر کو تفریق کرکے حضور میں لائے اور مہابت خاں کے لئے حکم ناطق بہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو کابل میں چھوڑ کر حضور میں آئے۔ سلطان پرویز کو بھی شاہجہاں کے مقابلہ کے لئے طلب کیا ان دنوں میں بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا۔ مگر شاہجہاں کو حکم بھیجے کہ وہ دکن کو مراجعت کرے۔ وہ یہ عذر اور التماس کرتا تھا کہ جب تک میں حضور کے قدم مبارک میں آنکر اس خفت کو جو صاحب غرض مدعیوں نے میری کی ہے نہ دور کرونگا معاودت نہیں کرونگا۔ ہنگامہ جو واقعہ طلبوں سے نورجہاں اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہاں کی سرکشی

حیلہ کی دلیل بنا کے عرض کرتی۔ اور بادشاہ کے دل میں ملال پر ملال زیادہ کرتی۔
مہابت خاں کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہاں سے معتقد خاں وکیل
بموجب محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ و فدائی خاں میر تزک و ذوالقدر خاں خط و کتابت رکھتے ہیں
اگرچہ مہابت خاں نے ان پانچوں آدمیوں کے قتل کے لئے صلاح بتلائی مگر فدائی خاں اور ذوالقدر خاں
نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اون کی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور بادشاہ
کے حکم سے قتل ہوئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا۔ اور خاں جہاں اور امرا
بھی سے بموجب طلب کے حاضر ہوئے۔

جہانگیر خود شاہجہاں کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے
نور جہاں بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا ہے
اس کا نوکر دریا افغان شریف الملک ملازم شہریار سے لڑا جو دھول پور اور اوس کی نواح کا
جاگیردار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے۔ قلعہ مانڈو میں توقف سے اور اوسکی
بیحاصل تمسات سے جس کا اظہار وہ عرضداشت میں جرأت سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ غرض اوس کی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبروں کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت اور
تربیت اوس کے حق میں کیں اون کی گنجایش اوس کے حوصلہ میں نہ تھی اس کا دماغ
قبول پذیر ہوا اس لئے راجہ روز افزوں اپنے قدیمی خدمتگار کو اوس کے پاس بھیجا اس جرأت
و بے باکی کی باز پرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کرکے جادۂ معقول اور
شاہراہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلیٰ سے جو تنخواہ میں محال جاگیر مقرر ہے اس پر
بس کرے اور ہرگز ملازمت میں آنے کا ارادہ نہ کرے۔ یورش قندہار کے لئے جو ملازم
بھیجے گئے ہیں اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اس سے ظہور میں آئیگا تو وہ ندامت اٹھائیگا
خرم پر اور اوس کے فرزندپر میں نہایت مرحمت و عنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب
بیمار ہوا تو میں نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ اوس کو صحت بخشے تو پھر میں بندوق سے
شکار نہیں کھیلونگا اور کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک میں شکار کے پاس بھی نہیں گیا۔ اب خرم کی کردار ناشائستہ سے میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر میں نے بندوق سے شکار کرنے پر توجہ کی۔

۲۴۔ مہر کو میں نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خاں دیوان خرم اوسکی عرضداشت لیکر پاس لایا جسمیں اپنی بے اعتدالیوں پر معذرت کا لباس پنھایا تھا۔ اُسنے اوسکو اس بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہو جائے۔ اصلا اس پر توجہ نہ کی اور اوس کی طرف مُنہ بھی نہیں کیا۔ افضل خاں کو رخصت کیا اور فرمان بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا ان میں جہاں چاہے وہاں اپنے محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جاویگا تو ندامت اُٹھائیگا۔

جب میری ہمت مہم قندہار میں بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور بے اعتدالیوں کی خبریں میری خاطر کو متوحش کرتی تھیں میں نے موسوی خاں کو کہ بندہ بے اخلاص اور مزاج داں تھا۔ تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے اور سعادت کی رہنمائی سے گراں خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اس کے باطل ارادوں اور فاسد مقاصد سے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت میں آئے۔ تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ عمل میں آئے۔ اسی زمانہ میں اعتبار خاں کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہر اخزانہ کی طلب کی خبر سُنکر وہ بے اختیار بے تابانہ ہوا کہ شاید اثنار راہ میں خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے میں نے خزانہ کے لانے میں صلاح دولت نہیں جانی۔ برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم میں مشغول ہوا ایسی ہی آصف خاں کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے میں بوئے خیر نہیں آتی۔ صلاح دولت خزانہ کے لانے میں نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی میں سپرد کرکے خود ملازمت پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ بسلطانپور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ تاکید پر متوجہ ہوا اور میں نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کریں۔ غرہ اسفندار کو اعتبار خاں کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بید ولت نواحی آگرہ میں آگیا ہے کہ

افضل خاں کا شاہجہاں کی طرف سے آنا

شید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے۔ جب فتحپور میں آیا تو دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا۔ خجلت زدہ ادبار ہو کر توقف کیا۔ خان خاناں کا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات میں تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہاں سے موسوی خاں فتح پور میں ملا۔ اور احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہاں قاضی عبدالعزیز اپنے ملازم کو موسوی خاں کی رفاقت میں بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اس کے عرض کرے اُس نے سُندر اپنے نوکر کو کہ سرحلقہ ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا آگرہ میں بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہاں تزئین ودفاین ہیں اس پر متصرف ہو۔ وہ لشکر خاں کے گھر میں آیا اور نو لاکھ روپیہ لیگیا اور جن ملازمان شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ ملا اوس کو لے لیا۔ جبکہ خانخاناں جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا ستر سال کی عمر میں اپنا مُنہ بغی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اوروں کا کیا گلہ ہے گویا اس کی سرشت اوس کے بغی وکافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوس کے باپ نے آخر عمر میں میرے باپ کے ساتھ ہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوس نے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر میں اپنے تئیں مطعون اور مردود ازل وابد کیا۔

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود　　گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خاں مع عبدالعزیز فرستادہ شاہجہاں آیا۔ چونکہ شاہجہاں کی مقتسمات معقولیت نہیں رکھتی تھیں۔ عبدالعزیز کو میں نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابت خاں کی حوالات میں سپرد کیا۔ جہانگیر یہ لکھتا ہے۔ مگر خافی خاں نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہاں نے عرض کیا کہ مجھ بے تقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبوں کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانے سے دھوؤں۔ پردۂ ادب وارزم کو درمیان سے نہ اُٹھاؤں۔ حضرت میری جاگیروں کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور میں پہنچکر قدمبوسی کرکے عرض حال کروں اور بے تقصیری اپنی دکھاؤں اوس کے سوا میرا مطلب کچھ اور نہیں ہے

ان میں کوئی التمس نامعقول نہیں ہے اب آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں سہرند سے گذرا تو اطراف وجوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہوتی شروع ہوئیں کہ دہلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی۔ جب میں نے سُنا کہ بیدولت فتح پور سے نکلا ہے تو میں دہلی کو چلا۔ اس یورش میں مدار امور ترتیب افواج مہابت خاں کی صوابدید پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبداللہ خاں مقرر ہوا چیدہ وگزیدہ جوانوں اور کارودیدہ سپاہیوں کو اوس نے ساتھ لیا میں نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک کوس جائے۔ اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے۔ میں اس سے غافل تھا کہ وہ اس بیدولت کے ساتھ ہم داستان ہے اور غرض اصلی اس بداصل کی یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اُسکو پہنچائے اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبروں کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس اس جگہ بھیجے گئے ہیں۔ بعد میرے فدوی بندوں کو متہم کرتا کہ اس بیدولت کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں اور یہاں کے دربار کا اخبار اوس کو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے میں ازجا رفتہ ہوتا اور اضطراب بے تابی کرتا تو اس طور کی شورش میں کہ تند باد فتنہ و طوفان بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت سے بندہائے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہوتے باوجودیکہ بعض دولت خواہ خلاوملا میں یہ کنایہ وتعریض اس کی بداندیشی و ناراستی کی سچی باتیں عرض کرتے مگر وقت ان کا مقتضی نہ تھا کہ اوس کے کام پر سے پردہ اُٹھا دیا جاتا۔ میں اپنی خشم و زبان کو اس ادا سے کہ اوس کی خاطر کو وحشت نہ ہو نگاہداشت کرتا اور پیشتر سے پیشتر اوپر عنایت اور التفات میں افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بدذاتی اور فتنہ پردازی سے باز آئے۔ مگر اس مردود ازل وابد کی سرشت خبث ونفاق پر مجبول تھی جو کچھ اوس نے کیا وہ اپنی جگہ پر بیان ہوگا۔

شاہجہانگیر کی سلطنت کا اٹھارہواں سال ۲۰۔ جمادی الاول ۱۰۱۸ھ سے شروع ہوا اور جشن نوروزی ہوا۔ اُسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہاں حوالی متھرا میں آیا اور ستائیس ہزار سوار اس پاس ہیں۔ پھر خبر آئی کہ شاہجہاں جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے۔ لشکر شاہی نے بھی

[illegible] نصفت کی اور افواج کی تربیت ہراول وجرنغار وبرنغار واتمش وطرح لایق اور [illegible] سب آئین سے ہوئیں۔ پھر خبر آئی کہ شاہجہاں مع خانخاناں راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر پرگنہ [illegible] گیا کہ ۲۰ کروہ جانب چپ میں واقع ہے اور سُندر برہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب [illegible] پسر خانخاناں اور بہت سے امرائے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے۔ بظاہر تو داراب خاں [illegible] سردار تھا لیکن سُندر پر مدار کار تھا۔ شاہجہاں کا لشکر بلوچ پور میں آیا۔ اور لشکر شاہی [illegible] پور میں۔ چنداول کا سردار باقر خاں تھا اوس پر شاہجہاں کے لشکر نے حملہ کیا۔ اور کچھ [illegible] لوٹ لیا۔ باقر جمارہا۔ ابوالحسن اوس کی کمک کو گیا مگر اوس کے پہنچنے سے پہلے شاہجہاں [illegible] بھاگ گیا۔ آصف خاں و خواجہ ابوالحسن و عبداللہ کی سرداری میں پچیس ہزار سوار [illegible] کئے گئے۔ اور شاہجہاں کے لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجے گئے۔ آصف خاں کی سپاہ [illegible] ہزار سوار و باقر خاں کی سپاہ میں آٹھ ہزار اور عبداللہ خاں کی سپاہ میں دس ہزار [illegible] قدم چند ہوئے۔ شاہجہاں کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لئے متعین [illegible] جہانگیر نے ترکش خاصہ عبداللہ خاں پاس بھیجا کہ جس سے اوس کی دل گرمی ہو۔ جب [illegible] کی فوجیں سرحد مالوہ میں مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صدائے [illegible] گیر بلند نہ ہوئی تھی کہ عبداللہ خاں مع اپنے دس ہزار سواروں کے شاہجہاں کے [illegible] سے جاملا۔ بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خاں کو یہ مژدہ سُنانے کو خود چلا اور [illegible] اللہ خاں کو بجائے خود قائم رکھا کہ شصت غریب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے [illegible] گرا اور اوس کا سر کٹا۔ اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوس کے مرنے سے شاہجہاں کے لشکر [illegible] سلسلہ انتظام ٹوٹا۔ عبداللہ خاں جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوا [illegible] شاہجہاں کے سرداروں نے اول حملہ میں کارنمایاں کیا کہ بادشاہی لشکر میں سے زبردست خاں [illegible] حملہ اور اسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہ کی ایک جماعت کو مار رکھا۔ مگر بعد ازاں آصف خاں [illegible] شاہجہاں کے لشکر کو شکست دی کر پرے ہٹا دیا۔ پھر دونو لشکر اپنے اپنے مقاموں میں جدا [illegible] گئے۔ مہابت خاں نے پہلے اس سے کہ شاہجہاں کی ہراجیت کی خبر آئی یہ تدبیر

مہابت خاں کی تدبیر

وتزویر کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہاں کو لکھوا بھجوایا تھا کہ مہابت خاں نے یہ مقرر کیا ہے کہ جس وقت یہ خبر آئیگی کہ دکن میں شاہجہاں آگیا تو بدستور اس کی جاگیر بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے۔ شاہجہاں اصلا فساد پر دل نہادہ نہ تھا۔ اوران نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکن کو جاتا تھا اگرچہ وہ مدعیان دولت کے گفتہ نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ ومقاتلہ کو کفر جانتا تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوس نے مراجعت میں مسافت طے کرنے میں عجلت کی اور جواب میں حکم کی اطاعت کا اظہار معروض کیا نور جہاں اور ہنگامہ طلبوں کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو

بادشاہ کا اجمیر جانا

ہوا۔ اثنار راہ میں سلطان پرویز اوس کے پاس آیا اور یہ خبریں آئیں کہ شاہجہاں نے اجمیر کے حوالی کو جو راجہ مانسنگھ کا وطن مالوف تھا اور باشوں کو بیجکر لٹوایا۔ اور جگت سنگھ پسر راجہ باسو کو تعین کیا کہ اپنے وطن میں جاکر پنجاب کے کوہستان میں فتنہ وفساد برپا کرے۔ بادشاہ نے صادق خاں کو صوبہ پنجاب کی حکومت دے کر اوس کی تاکید وتنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر سلطان پرویز کو بڑی تیاریوں کے ساتھ شاہجہاں سے لڑنے کے لئے بھیجا اور معتمن الدولہ القاہرہ مہابت خاں کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھ گئے چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔

پرویز کا شاہجہاں سے لڑنے کیلئے روانہ ہونا

۱۲۔ پتر کو صوبہ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح وفیروزی کی نوید لائی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ فتح رانا کی جلد ومیں شاہجہاں کو صوبہ گجرات جہانگیر نے عنایت کیا تھا۔ شاہجہاں نے اپنی نیابت میں یہاں سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت وحراست کرتا تھا۔ جب شاہجہاں نے بکرماجیت کو اپنے پاس بلالیا تو اوس کے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا۔ جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا شاہجہاں مانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ تو اوس نے ملک گجرات کو عبداللہ خاں کے تیول میں مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خاں اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ کے لاکھ اشرفیوں کا اور تخت مرصع۔ پانچ لاکھ روپیہ میں اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھ روپیہ میں

عبداللہ خاں وصفی خاں کی لڑائی

[illegible] یہ تخت دیر تلہ شاہجہاں نے باپ کے لئے تیار کرائے تھے صفی خاں جعفر بیگ کا
[illegible] ہے جسکو اکبر نے آصف خاں کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نور جہاں کو جہانگیر نے آصف خاں
[illegible] خطاب دیا تھا۔ اوس کی ایک لڑکی صفی خاں سے اور دوسری لڑکی شاہجہاں سے بیاہی تھی
[illegible] دونوں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہاں کو اُس سے ہمراہی اور موافقت کی توقع
[illegible] عبداللہ خاں نے وفادار نام خواجہ سرائے کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا
[illegible] آباد میں آکر شہر گجرات پر متصرف ہوا۔ صفی خاں کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا
[illegible] نے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلوں کے صید کرنے میں ہمت صرف کی
[illegible] سے پہلے چند روز پیشتر نکلا اور تال کانکریہ میں منزل کی۔ اور وہاں سے محمود آباد
[illegible] ظاہر یہ کیا کہ میں شاہجہاں پاس جاتا ہوں اور در پردہ ناہر خاں وسید دلیر خاں
[illegible] افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویوں کے ساتھ جو اپنے محال جاگیر میں تھے
[illegible] ومراعات کرکے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار میں بیٹھا
[illegible] کا ملازم محمد صالح پہلاد کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تھا وہ فحوائے کار سے
[illegible] کہ صفی خاں کا ارادہ کچھ اور ہے۔ اور کنہر داس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی۔ مگر صفی خاں
[illegible] جماعت کو دلاسا دیکر شرائط حزم واحتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست دپازنی نہیں
[illegible] تھا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خاں ترک مدارا کرکے خزانہ پر دست درازی
[illegible] پیش بینی کرکے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہاں پاس دس لاکھ روپیہ
[illegible] پہنچا دیا۔ کنہر داس بھی پرتلہ لیکر اوس کے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے
[illegible] نہ جاسکا۔ صفی خاں اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد میں آیا اور وفادار
[illegible] عبداللہ خاں کو گرفتار کرلیا اور تخت مرصع کو توڑکر اوس کا سونا اور زر خزانہ جو ساتھ
[illegible] سپاہ میں تقسیم کردیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم ونسق میں مشغول ہوا جب عبداللہ خاں
[illegible] ہوئی تو اوس نے شاہجہاں سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خاں کو
[illegible] آگے کچھ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑکر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے۔ یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت ہے اور مشہور ہے کہ ع دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد ۔ صفی خاں۔ ناصر خاں کو اور اپنے ہمسایہ کے امرا کو ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا۔ اور عبداللہ خاں کو شکست دی۔ دو دفعہ ان دونوں میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خاں نے ہزیمت پائی۔ صفی خاں نے اوسکا تعاقب سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کرکے توتا۔ عبداللہ خاں بحالت تباہ شاہجہاں پاس برہان پور میں چلا گیا۔ صفی خاں نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضداشت میں لکھا۔ بادشاہ نے صفی خاں کو ہفت صدی سے سہ ہزاری اور سیف خاں کا خطاب دیا اور ناہر خاں کو نہ صدی سے سہ ہزاری کر دیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوا چاندا سے گذرا اور مالوہ میں آیا تو شاہجہاں بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیوں اور توپخانہ عظیم کو لیکر مانڈو سے رزم کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیوں (مرہٹوں) کو جادو راے واو جے رام و آتش خاں کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر تزاقی کریں۔ مہابت خاں نے لشکر شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ساری فوج کو لیکر چلا سوار ہونے میں اور اوترنے میں شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا۔ برگی بڑی دور سے اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایک دن چنداولی میں منصور خاں فرنگی کی باری تھی۔ اترنے کے وقت مہابت خاں نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج کو بستہ کھڑا کیا تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں۔ منصور خاں نے اثنا راہ میں شراب خوب پی لی اور بدمست ہوگیا اور منزل پر پہنچا۔ بحسب اتفاق ایک فوج اوس کو دور سے نمودار ہوئی اور اوس کو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرلی چاہئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیوں اور آدمیوں کو خبر کرے سوار ہوکر لڑنے دوڑا اور مارا گیا۔ شاہجہاں مانڈو سے گذرا رستم خاں کو کہ اس کا قدیم نمک پرورد تھا اور سہ صدی کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوس کو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سردار ہونے کے لئے متعین کیا۔ رستم خاں نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خاں سے

سلطان پرویز کے لشکر کا آنا۔

فرنگی منصور کا مارا جانا۔

خانخاناں کا مقید ہونا

مہابت خاں کا خانخاناں کے نام

ش کرکے اوس سے مل گیا۔ باقی فوج اور سردار شاہجہاں پاس آگئے۔ شاہجہاں نے
ربدا کو اکبر پور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیوں کو جمع کرکے اُن میں کاہ و ہیمہ بھر کر جلا دیا اور
ا خوں کے سرداروں کو پکڑ کر مقید کیا اور اوان کو اپنے ساتھ لیا۔ بیرم بیگ بخشی کو پیادہ کے ساتھ
ربدا پر معین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اُترنے نہ دے برسات کا موسم آگیا تھا۔ اور خود برہان پور
کی طرف چلا۔ جب برہان پور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سے سلطانی کی تصرف
میں لایا۔ راجہ گوپال سنگھ کو قلعہ داری کے لئے مقرر کیا۔ ان دنوں میں خان خاناں نے
جو ایک نوشتہ مہابت خاں کو مخفی بھیجا تھا اُس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بہ نظر بگاہ میدارندم ورنہ بپریدمی زبے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہاں کے ہاتھ سے محمد تقی بخشی نے پیش کیا۔ اوس کے مطالعہ کے بعد اوسنے خانخاں کو
طلب کیا اور نوشتہ اوس کے ہاتھ میں دیا تو عرق خجالت میں اوس کا چہرہ ڈوب گیا۔ خجالت
کے سوا کوئی جواب اُس پاس نہ تھا۔ شاہجہاں نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹوں کے دولتخانہ میں نظر بند ہو
اور موافق اُس کی فال کے کہ زن فال بد کاور وحال بد۔ سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہوں شاہجہاں
نے بعض خدمہ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہان پور کی حوالی دیوار
میں دائرہ کیا۔ جب سلطان پرویز اور مہابت خاں دریا نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی کشتی
کو موجود نہ پایا۔ دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے۔ مہابت خاں نے بحر فکر و تدبیر
میں غوطہ لگایا اور ازراہ منصوبہ بازی خانخاناں کو باوجود اس کے بدنام اور نظر بند ہونے کی
اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جس میں ساختگی کی بو نہ آئے۔ اور خانخاناں کی نسبت کوئی بدظنی بھی
نہ پیدا ہو۔ اس میں یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے۔ شاہزادہ شاہجہاں کا کوئی اور مطلب
سوا اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نتھا مدعیان دولت برہم کار ہوئے۔ وہ اپنے
ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی میں جاتے ہیں وہ اپنے سزائے اعمال کو پہنچیں گے۔ میں
اگرچہ آنے میں مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک میں جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے
اوپر اور سب مسلمانوں پر واجب جانتا ہوں اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کرکے کسی معتقد

ہوا خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان میں لاکر فساد و عناد کی آگ بجھادی جائے اور قتال و جدال کا پانوں باہر کردیا جائے اور پدر و پسر کے درمیان سابق سے زیادہ آسایش ہو جائے اور نور جہاں نادم ہوکر رہنی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات بع اضافہ کے بحال ہوں یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزد منان کی کمال لطافت کے ساتھ بہت اس میں مذکور تھے وہ ایسی تدبیر و تزویر کار میں لایا کہ یہ خط شاہجہاں کے ہاتھ میں پڑا اور مطالعہ خاص میں آیا۔ شاہجہاں اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہاں تھا مہابت خاں کے ادعاے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خان خاناں سے بہتر کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کرکے قسم کلام الہی کو کفیل بناکے اوس کے دو نو بیٹوں کو اپنے پاس بلاکے اوس کو مہابت خاں پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاے نربدا کے اس طرف خانخاناں پھر بنائے عہد و قرار کو استوا کرے۔ جب خانخاناں گذر کر کھیرلہ کے نزدیک آیا اور آدمیوں کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیوں کی جو معبروں کی حفاظت پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونھوں نے گذروں کے بندوبست میں سہل انگاری کی۔ جب خانخاناں آیا اور صلح کے رسل و رسائل آسے تو مہابت خاں نے آخر شب میں حکم دیا کہ دریاے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیوں کی اور سواروں کی ناگاہ مشعل لیکر صداے تفنگ اور آواز دار و گیر کے ساتھ دریا سے عبور کریں اور بیرم بیگ کی فوج کو اُس طرف جاکر قتل کریں۔ اور دوسری جانب سے چار پانچہزار سوار دو تین جگہ سے جہاں کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی میں اُترکر پار آگئے۔ اس عرصے میں کہ بیرم بیگ کے آدمی اپنی جگہ سے ہل کر مقابل اور سدراہ ہونے کے لئے جمع ہوں مہابت خاں کی دو تین فوجیں دریا سے اُتر آئیں اور خانخاناں پاس گئیں۔ بیرم بیگ کے ہاتھ میں جب کچھ اختیار نہ رہا تو اوس نے برہان پور کی راہ اختیار کی۔ خانخاناں نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی ہرزہ کا کھانا جانکر ناخوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خاں اور سلطان پرویز کی سپاہ سے مل گیا۔ شاہجہاں نے اب برہان پور میں توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گستہ کی راہ اڑیسہ و بنگالہ میں جانے کا قصد کیا۔ مینہ کی شدت اور دریاؤں کی طغیانی کے
سبب سے کوچ بکوچ روانہ ہوا۔ اس پاس جو اوس کے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وہ
سیت خاں اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے۔ سلطان پرویز دریا سے عبور کر کے اور
ر خانجات کو چھوڑ کر بطریق استعجال برہان پور میں آیا اور چند منزل اور برار کی سرحد
ک شاہجہاں کا تعاقب کیا۔ اور پھر برہان پور میں مراجعت کی۔ جہانگیر کو شاہجہاں کی ہزیمت
کے سننے سے کچھ اطمینان طرہو۔ دار الخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا
سے اوس کی خاطر کو نفرت تھی۔ اور آب و ہوائے کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکھتی تھی باوجود
تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الہی میں کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اور اس زمانہ میں بنگالہ میں
آصف خاں کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہاں کا ہوا خواہ تھا اُس کو
اپنے پاس بلالیا۔ متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہاں و
عبد اللہ خاں و دارا اب خاں پروبال شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکلکر
اڑیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر میں شاہجہاں اور اوس کے ہمراہیوں کو ایسی خرابیاں
پیش آئیں کہ اس کے بہت سے آدمیوں نے فرصت پاکر سر و پا برہنہ جان سے ہاتھ دھوکر راہ
فرار اختیار کی۔ ان سب میں سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خاں دیوان شاہجہاں
مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بھاگ گیا۔ شاہجہاں نے سید جعفر اور معتمدوں
کی جماعت کو بھیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتھ آئے تو فبہا ورنہ اوس کے سر کو کاٹ کر حضور میں لائیں
ہم بردوں نے بہت جلد راہ میں اوس کو جا لیا۔ اس حادثہ سے اُسنے مطلع ہوکر والدہ اور
عیال اپنے جنگل میں لیجاکر پنہاں کئے اور خود چند معدود آدمیوں کے ساتھ آیا اور مردانہ کمانداری
کے لئے کھڑا ہوا۔ ایک ندی اور چھلہ درمیان میں تھا۔ سید جعفر نے چاہا کہ اس کے پاس
جاکر فریب کی باتیں بناکر اپنے ہمراہ لیجائے۔ ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب میں
سخن پردازی کی مگر اوس نے اوس پر اثر نہ کیا۔ اس کا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت
جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بھی زخمی ہوا اور ان کاری زخموں میں بھی

جب تک اس میں رمق باقی رہی ہمتوں کو بے رمق کیا۔ سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے شاہجہاں پاس بھیجدیا۔ جب شاہجہاں حوالی دکن سے شکست پاکر مانڈو میں آیا تھا تو اُس نے افضل خاں کو عادل خاں و عنبر پاس کمک و مدد کے واسطے بھیجا تھا۔ اوس کے ہاتھ عادل خاں کے لئے بازو بند اور عنبر کے لئے اسپ فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی۔ اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزیں شاہجہاں نے اوس کے لئے بھیجی تھی پیش کیں عنبر نے اون کو نہیں قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خاں کے تابع ہیں وہی دکن کے عمدہ دنیاداروں میں سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمہاری بات کو مان لیگا تو میں اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھ میرے لئے بھیجا گیا ہے وہ لے لوں گا۔ اور اگر وہ نہ قبول کرے گا تو نہیں لونگا۔ عادل خاں پاس افضل خاں گیا وہ اُس سے بہت بُری طرح پیش آیا مدتوں تک شہر سے باہر اوسکو رکھا۔ اور اوس کے حال پر متوجہ نہ ہوا۔ اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھ شاہجہاں نے اوس کے اور عنبر کے لئے بھجوایا تھا سب کو غائبانہ اُس سے طلب کرلیا۔ افضل خاں یہیں تھا کہ بیٹے کے مارے جانے کی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ میں بیٹھا۔

شاہجہاں دور دراز کا سفر طے کرکے بندر مچھلی پٹن میں آیا۔ جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی میں پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا۔ اور انواع و اقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا۔ اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہاں کا بدرقہ بن کر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشوں اور زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہاں نے لشکر میں غلہ اور تمام ضروریات پہنچالی جائیں۔

شاہجہاں مچھلی پٹن میں

۲۹۔ جمادی الاول ۱۰۳۳ھ کو نوروز ہوا۔ جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنوں بیساولوں و بیساقوں کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیوں کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہیں روک دیں کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائے۔ جب بادشاہ کو اڑیسہ میں شاہجہاں کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابت خاں

نوروز دیگر ۱۰۳۳ھ

عنبر و عادل خاں پاس عبدالعزیز کا بھیجنا

امرا کو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم و نسق کرکے بہت جلد صوبہ
الہ آباد و بہار کو روانہ ہوں۔ اگر بحسب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوس کی راہ نہ روک سکے
اور اوس سے مقاومت نہ کر سکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم و احتیاط کے سبب سے
حفظ السلطنت خانجہاں کو دار الخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود میں حکم کے لئے
تھان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اُس پر اشارہ کیا جائے۔ تو فرمان کے
حکم کے مطابق کاربند ہو۔ جس زمانہ میں شاہجہاں کے پاس سے عبدالعزیز جہانگیر پاس آیا تھا
اسی کے حکم سے وہ مہابت خاں کی حوالات میں تھا بعد چند روز کے کام و ناکام مہابت خاں
سے اوس کو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خاں پاس بھیجا۔ دنیاداران
ہند نے ولی بندگی اور دولت خواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی ثیر کو مہابت خاں
پاس بھیجا۔ اور نوکروں سے بھی زیادہ عرضداشت میں عجز و فروتنی ظاہر کی اور قرار دیا کہ
بیجاپور میں آنکر مہابت خاں سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
سلک میں منتظم کرے۔ قاضی عبدالعزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خاں خدمت دولت خواہی پر
کمربستہ ہوا اور اُس نے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
اس کا ہے اور محاورات و مراسلات میں اوس کو ملا بابا کہتے اور لکھتے ہیں پانچہزار سواروں
کے ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت میں بسر کرے اون کو آیا ہوا ہی سمجھو۔ مکرر فرمان صادر
ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کے
آنے کے اور شدت باران کے اور گل مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خاں
نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر میں توقف کیا۔ لشکر خان جادو رائے
اور سورے رائے اور (جو شاہجہاں سے جدا ہو کر مہابت خاں سے آن ملے تھے) آدمیوں کو
مقرر کیا کہ بالاگھاٹ میں جاکر ظفرنگر میں معسکر بنائیں اور جان نثار خاں کو بدستور سابق
بیدر میں بھیجا اور اسد خاں معموری کو اجیلچ پور میں روانہ کیا۔ منوچہر پسر شاہ نواز خاں کو
برہانپور میں تعین کیا۔ رضوی خاں کو تھال نیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

ہر جگہ ایک ملازم کارداں روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط و نسق کرے۔

ان دنوں میں بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خاں فتح جنگ کی عرض داشت آئی کہ اڑیسہ میں شاہجہاں داخل ہوا۔ احمد خاں برادرزادہ ابراہیم خاں گڈھ کے زمیندار وں پر چڑھائی کرنے گیا تھا۔ اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھ خبر نہ تھی وہ متحیر و متردد ہو کر ناگزیر اس مہم سے ہاتھ اوٹھا کے موضع بلبلی میں کہ اس صوبہ کا حاکم نشیں ہے آیا اور اپنی اشیا لے کر کٹک میں گیا جو بلبلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے میں مقاومت کی استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک میں بھی نہ ٹھیرا اور یہاں سے بردوان میں گیا۔ اور جعفر بیگ برادرزادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی۔ صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح و صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا۔ ابراہیم خاں اس خبر وحشت اثر کے سننے سے حیرت زدہ ہوا۔ باوجودیکہ اوس کے کمکی بلادیں متفرق تھے۔ گراوسنے اکبر نگر میں پائے ثبات قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا۔ اور سپاہ کے فراہم کرنے میں اور لشکر و حشم کے دلاسا دینے میں اور اسباب رزم کے ترتیب دینے میں مشغول ہوا۔ اس وقت شاہجہاں کا فرمان ابراہیم پاس آیا جس کا مضمون یہ تھا کہ بحسب تقدیر ربانی و سرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت خداداد کے لایق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور میں جلوہ گر ہوا۔ روزگار کج رفتار کی گردش سے اور لیل و نہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا۔ اگرچہ نظر ہمت مردانہ میں اس ملک کی فسحت و وسعت ایک جولانگاہ بلکہ پرکاہ سے زیادہ نہیں ہے۔ مدعا اس سے رفیع تر اور مطلب اس سے عالی تر ہے لیکن اس زمین پر گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہئے اگر تیرا عزم بادشاہ کی درگاہ میں جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خانماں سے تعرض نہیں ہے بفراغ خاطر روانہ درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک میں سے جس جگہ کو پسند کرے اوسکو انتخاب کرے اور آسودہ و مرفہ الحال زندگی بسر کرے۔ ابراہیم خاں نے معروض کیا کہ بندگان حضرت (جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے۔ یہ امانت سر اور جاں کے ساتھ ہمراہ رہے گی شاہجہاں کا لشکر بردوان پر آیا۔ صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ و جدال پر مستعد ہوا

عبداللہ خاں نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک
نہیں کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خاں پاس آیا۔ خان نے اس کو شاہجہاں پاس
بھیجدیا اور حصار کو لے لیا۔ جب یہ سرراہ کا سنگ اٹھ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا۔ ابراہیم خاں نے چاہا
کہ قلعہ اکبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تھا اوسکے
پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہ تھی کہ سب طرف سے جیسی چاہیے ویسی محافظت کرتا رہے۔ اوسکے
بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو امرا کہ تھانوں
متعین تھے اس پاس آگئے۔ شاہجہاں کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ کیا
اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اسوقت احمد بیگ حصار میں آگیا۔ اسکے آنے سے
دلوں کو تقویت ہوئی۔ اکثر آدمیوں کے اہل وعیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خاں نے
دریا خاں کو دریا سے پار اس طرف روانہ کیا۔ وہاں اوس نے لشکر آراستہ کیا۔ اس خبر وحشت اثر
کو ابراہیم خاں نے سنکر احمد خاں کو ساتھ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا۔ اور آدمیوں کو قلعہ کی حراست
و حصانت کے لئے چھوڑا جنگی کشتیوں کو جن کو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے
اس سمت میں روانہ کیں کہ دشمن کی فوج کو سرراہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں۔ مگر اس
نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خاں دریا سے پار اوتر گیا تھا۔ ابراہیم خاں نے اس خبر کو سن کر
احمد بیگ خاں کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بھیجا۔ جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر نزدیک
میں لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے۔ وہ وہاں سے بھاگ کر ابراہیم خاں
سے آن ملا اوس نے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا۔ ابراہیم خاں نے اسی گہڑی چار دیوار
مقبرہ سے کارطلب آدمی طلب کئے اور وہ اُس سے فوراً آنکر ملے۔ دریا خاں کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا۔ نوارہ ابراہیم خاں کے اختیار میں تھا اس لئے دریائے گنگ
سے شاہجہاں کا لشکر عبور نہیں کرسکتا تھا۔ اس اثنا میں راجہ بلیہ نے آنکر ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے
عنایت ہو تو ادہر جاکر اپنے تعلقہ میں کشتیاں بہم پہنچا کر لشکر کو پار اُتروا دوں شاہجہاں نے
عبداللہ خاں کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

سکو زحمت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک
قلعہ سے نکلکر عبداللہ خاں پاس آیا۔ خان نے اس کو شاہجہاں پاس
لیا۔ جب یہ سرراہ کا سنگ اٹھ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا۔ ابراہیم خاں نے چاہا
سے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تھا اوسکی
تھی کہ سب طرف سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے۔ اوسکے
ایک حصار مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو امرا کہ تھانو میں
گئے۔ شاہجہاں کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اوسنے حصار مقبرہ کا محاصرہ کیا
قتال نے اشتعال پایا۔ اسوقت احمد بیگ حصار میں آگیا۔ اسکے آنے سے
آدمیوں کے اہل وعیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خاں نے
طرف روانہ کیا۔ وہاں اوس نے لشکر آراستہ کیا۔ اس خبر وحشت اثر
لشکر احمد خاں کو ساتھ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا۔ اور آدمیوں کو قلعہ کی حراست
چھوٹی کشتیوں کو جن کو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے
کہ دشمن کی فوج کو سرراہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں۔ مگر اس
سے پہلے دریا خاں دریا سے پار اوتر گیا تھا۔ ابراہیم خاں نے اس خبر کو سن کر
کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بھیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین
احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے۔ وہ وہاں سے بھاگ کر ابراہیم خاں
نے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا۔ ابراہیم خاں نے اسی گھڑی چار دیوار
طلب کئے اور وہ اُس سے فوراً آنکر ملے۔ دریا خاں کو جب اس امر کی اطلاع
پہنچی۔ نوارہ ابراہیم خاں کے اختیار میں تھا اس لئے دریا نے گنگ
کو عبور نہیں کرسکتا تھا۔ اس اثنا میں راجہ بلیہ نے آنکر ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے
کر اپنے تعلقہ میں کشتیاں بہم پہنچا کر لشکر کو پار اُتروا دوں شاہجہاں نے
سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گذرا

اور ایک زمین میں جس کے ایک طرف دریا تھا۔ اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصہ کارزار آراستہ ہوا۔ ابراہیم خاں دریا سے پار جاکر عرصہ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ قول بنا اور نوراللہ سید زادہ جو اس صوبہ کے منصب داران تجویزی میں تھا آٹھ سو یا ہزار سواروں کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خاں کو سات سو یا ہزار سواروں کے ساتھ طرح بنایا اور خود ایک ہزار سواروں کے ساتھ قول بنا۔ فریقین میں جنگ عظیم ہوئی۔ نوراللہ میں تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خاں سے ملا۔ وہ مردانہ زخمی ہوا۔ ابراہیم خاں یہ حال دیکھ کر بیتاب دوڑا۔ اس دوڑنے میں فوج کا انتظام بگڑ گیا۔ اکثر اوس کے رفیق کام سے ہاتھ اُٹھا کر بھاگ گئے۔ ابراہیم خاں نے چند آدمیوں کے ساتھ پائے غیرت وہمت کو برپا رکھا ہر چند اوس کے جلودار آدمیوں نے چاہا کہ اوس کو لیکر اس معرکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا۔ اُسنے کہا کہ میرا وقت اس کار کے لئے مقتضی نہیں ہے۔ اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ میں اپنے بادشاہ کی خدمت میں جان نثاری کروں۔ ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنوں نے گھیر کر جان ستاں زخموں سے اس کا کام تمام کیا۔ سر اس کا کاٹ کر شاہجہاں پاس بھیجا۔ حصار مقبرہ میں جو جماعت متحصن تھی جب اوس کو ابراہیم خاں کی شہادت کی خبر ہوئی تو اُن کے دل ہار گئے۔ اوسی وقت رومی خاں نے ایک قلعہ سے چالیس گز دیوار اوڑائی۔ شاہجہاں کے کارطلب آدمی حصار میں دوڑے گئے اور اس دوڑ میں عابد خاں دیوان اور شریف خاں بخشی اور بندہ ہائے روشناس تیر وتفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ میں تھے وہ ننگے سر وپاؤں باہر آئے کچھ دریا میں گر کر مر گئے کچھ کشتی میں ہجوم کر کے بیٹھ کر ڈوبے اور ایک گروہ اپنے اہل وعیال کے سلسلہ میں گرفتار تھا اوس نے آن کر ملازمت کی میر ک جلائر جو اس صوبہ میں سب سے بڑا تھا وہ گرفتار ہوا۔ ابراہیم خاں کے فرزند اور اموال و اسباب ڈہاکہ میں تھے دریا کی راہ سے شاہجہاں کا لشکر وہاں گیا۔ احمد بیگ خاں برادر زادہ ابراہیم خاں لشکر سے پہلے ڈہاکہ میں پہنچ گیا تھا۔ اوس کو سوا بندگی اور فرماں پزیری کے کوئی چارہ نہ تھا اوس نے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی۔ حکم سے وکلا سرکار نے

یم خاں کا مال ضبط کیا۔ چالیس لاکھ روپیہ کے قریب نقد سوا، اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ
ے ضبط ہوا۔ میر جلائر سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا۔ اور اس ملک میں پانسو ہاتھی اور چار
سو سے گوٹ ہاتھ آئے۔ نواڑہ اور توپخانہ اس قدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے درخور ہو
تے ہے۔ عبداللہ خاں کو تین لاکھ روپیہ راجہ بہیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خاں کو ایک لاکھ
روپیہ اور دریا خاں و وزیر خاں و شجاعت خاں و محمد تقی و بیرم بیگ میں سے ہر ایک کو پچاس
پچاس ہزار روپیہ عنایت ہوا۔

اب تک داراب خاں پسر خانخاناں مقید تھا اب اوس کو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ
کی حکومت اوس کو سپرد کی۔ اور اوس کی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خاں کو ہمراہ لیا
راجہ بہیم پسر رانا نے اس برج مرج میں شاہجہاں کی خدمت سے جدائی نہیں اختیار کی تھی اوسکے
ساتھ ایک فوج برسم منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خاں
کے پیچھے روانہ ہوا۔ شاہزادہ پرویز کی جاگیر میں پٹنہ تھا۔ اوس نے مخلص خاں اپنے دیوان کو
وہاں کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خاں پسر افتخار خاں اور شیر خاں کو یہاں
کوتوال مقرر کیا تھا۔ راجہ بہیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام
کی توفیق نہ ہوئی۔ الہ آباس کی طرف بھاگے۔ یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا۔ اور اپنی جان کو
بچایا۔ راجہ بہیم بے مجادلت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا چند روز کے بعد
شاہجہاں نے اس مرزبوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار
اوس کی ملازمت میں دوڑے آئے اور پانچ چھ ہزار سوار لوکر ہو گئے۔ سید مبارک جو قلعہ
رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا۔ اور اجھنیہ کے زمین دار نے قدمبوسی کی
شاہجہاں نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خاں کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا
اور دریا خاں افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانک پور و اودہ کی طرف تعین کیا۔ چند روز بعد
بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا
جہانگیر قلی نے جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس میں رستم خاں پاس چلا گیا۔ عبداللہ خاں

اگرم وگیرا قصبہ جھونسی میں آیا جو دریا، گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل میں ہے اشکر
آراستہ کیا شاہجہاں جونپور میں آیا۔ عبداللہ خاں بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا۔ توپ و تفنگ کی
ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکر گاہ بنایا۔ رزار ستم قلعہ میں متحصن ہوا۔ جنگ و جدل
رایات کو بلند کیا۔ اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیروں
کان میں پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین میں برپا ہوا۔

سوانح دکن

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ عنبر حبشی نے علی شیرازی
وکیل کو مہابت خاں پاس بھیجا تھا اور اس امید میں نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی۔ کہ صوبہ
دکن کی مہمات کا اہتمام اس کے سپرد کیا جائے۔ اس کی عادل خاں سے دشمنی تھی۔ وہ چاہتا تھا
کہ بادشاہی آدمیوں کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خاں پر ظاہر کرے۔ ایسے ہی
عادل خاں اوس کی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اس کے قبضہ اقتدار میں حوالہ کیا جائے
آخر کو عادل خاں کا افسوں کارگر ہوا۔ مہابت خاں عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خاں کی
کارروائی میں مشغول ہوا۔ عنبر برسر راہ تھا اس لئے ملا محمد لاری وکیل عادل خاں اوس کی
جانب سے خاطر نگراں رکھتا تھا۔ مہابت خاں نے ایک بادشاہی فوج بالاگھاٹ میں تعین
کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہو کر برہانپور میں اسے پہنچا دے۔ عنبر اس خبر کو سنکر متردد ہوا وہ نظام الملک
کو قصبہ کھڑکی سے قندہار میں لے گیا۔ جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندوں کو
احمال اور اثقال کے قلعہ دولت آباد میں چھوڑا۔ اور کھڑکی کو خالی کیا۔ اور مشہور کیا کہ میں قطب
کی سرحد پر اسلئے جاتا ہوں کہ اپنا زر مقررہ اس سے باز یافت کروں۔ جب ملا محمد لاری برہانپور
میں مہابت خاں سے ملا تو وہ اوس کو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا۔ اور سربلند رائے کو شہر
کی حکومت و حراست سپرد کی جادو رائے و اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا۔ اور پسر اور
اور برادر دوم کو احتیاطاً ساتھ لیا۔ جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوار
ساتھ برہانپور میں رہے اور سربلند رائے کے ساتھ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور
عین الدولہ اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھ شاہزادہ کی خدمت میں رہے۔

۱۹۔خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر میں آیا۔ یہاں آنکر اوس نے سنا کہ پلنگ توش اوزبک سپہ سالار
[illegible] خاں نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے۔ خان زاد خاں پسر
[illegible] خاں نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ ومقابلہ میں ہمت
[illegible] ہے اس واسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو داک چوکی میں روانہ کیا کہ
[illegible] حال پر اطلاع حاصل کرکے خبر مشخص لائے۔ غازی بیگ کی عرض داشت سے
[illegible] ہوا کہ اوس ہزارجات نے جن کا یورت حدود غزنین میں واقع ہے اور قدیم سے
[illegible] کے مال گزار تھے اون کے ضبط وانتظام کے لئے پلنگ توش نے مضافات
[illegible] موضع صوار میں ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھ وہاں
[illegible] کیا ہے۔اس سبب سے اوس ہزارہ نے خانزاد خاں پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم سے
[illegible] کابل کی رعیت ومالگذار رہے ہیں پلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
[illegible] اگر اوس کے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرماں پزیر ہیں ورنہ
[illegible] پلنگ توش سے ملحق ہوکر اپنے تئیں اوزبکوں کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچائیں گے
خانزاد خاں نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ پلنگ توش نے انکا مقابلہ
کیا اور زدوخورد کے درمیان وہ ازبکوں کی ایک جماعت کے ساتھ قتل ہوا۔ اور سپاہ منصور نے
اوس کے قلعہ کو خاک کی برابر کیا اور ظفر وفیروزی کے ساتھ معاودت کی پلنگ توش اس خبر کے
سننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خاں برادر امام قلی خاں دارائے توران سے
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کو میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ ابتدا
میں نذر محمد خاں واتالیق وعمدہائے لشکر نے اس جرات وبے باکی کی تجویز نہیں کی لیکن
جب پلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوس کو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک اور المانچی
لیکر ان حدود میں آیا۔ خانزاد خاں نے اس خبر کو سنکر تھانجات سے آدمیوں کو طلب کیا اور
اسباب قتال وجدال کی ترتیب میں مشغول ہوا۔ عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شیرگڈھ میں
[illegible] ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے۔ سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

تیار کیا۔ شیر گڈھ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوس کا مقابلہ اوزبکوں کی سپاہ سے ہوا۔ جنگ میں امتداد و اشتداد ہوا۔ آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ حماد تک کہ میدان جنگ سے چھ کوس تھا بھگایا۔ تین سو اوزبک مارے گئے۔ اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ کہ مخالفوں نے گرانی کے سبب سے راہ میں پھینک دئے تھے لشکر بادشاہ کے ہاتھ آئے۔ اور فتح عظیم کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ کے ہیں اور توش کے معنی سینہ کے ہیں کہ لڑائی میں سینہ کو کھول کر گیا تھا اس لئے یہ نام اس کا مشہور ہوگیا۔ اکثر اوقات وہ قندہار اور غزنیں کے درمیان رہتا تھا اور مکرر خراسان میں جاکر اوس نے سپاہیانہ دستبردیں کیں تھیں۔ شاہ عباس اسی مواخذہ میں اوس کو گرفتار کرنا چاہتا تھا جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوس نے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے لئے اُس سے لیتا تھا اور دو سال سے اُس نے نہیں دیا تھا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے خاطر جمع کرکے ولایت بیدر میں آیا اور اس ملک کی تراست کے لئے جو عادل خاں کے آدمی مقرر تھے اون کو زبون اور بے استعداد دیکھ کر اون پر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور یہاں سے جمعیت و استعداد کے ساتھ عادل خاں کے سر پر چڑھا۔ عادل خاں نے اپنے مردمان کار دیدہ اور سرداران پسندیدہ ملا محمد لاری کے ساتھ برہان پور بھیجے تھے۔ اس پاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس عزت و ممارست دولت اس میں دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور میں متحصن ہوا اور برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم میں مشغول ہوا۔ آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہان پور میں جو لشکر اوس کے ہمراہ تھا اوسکو حکم دیا کہ وہ اوس کے ساتھ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیوں کو تاکید و مبالغہ کے ساتھ لکھا کہ میرے اخلاص و دولت خواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور میں اپنے تئیں درگاہ شاہی کے منسوبوں میں سے جانتا ہوں اوسوقت میرے ساتھ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے مجھے امید ہے کہ کل دولت خواہ سپاہ کے ساتھ جو اس صوبہ میں ہیں میری کمک پر متوجہ ہونگے۔ اور اس فضول غلام کو دور کرکے اوس کے کردار ناہنجار کی سزا دینگے۔ جب شاہزادہ پرویز اور

سوانح دکن

مہابت خان الہ پاس گئے ہیں تو سرفلندراے کو برہان پور میں حکومت وحراست کے لئے مقرر
کئے تھے کہ مہمات کلی وجزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام مہام میں
اس کی صلاح سے انحراف نہ کرے۔ جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اس نے تین لاکھ ہون کہ
قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے ضیعہ میں متصدیوں کو دئے۔
مہابت خاں کے نوشتے درباب کمک مہابت خاں پاس پہنچے اُس نے بھی متصدیاں دکن کو
لکھے کہ بے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خاں کی کمک کے لئے وہ جائیں ناگزیر
سرفلندراے نے کچھ آدمیوں کے ساتھ برہان پور میں توقف کیا اور لشکر خان و میرزا
یوسف و خنجر خان حاکم احمد نگر اور جان نثار خاں حاکم بیرا اور امرا اور منصبدار کہ صوبہ دکن
میں تھے ملا محمد لاری کے ساتھ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے استیصال کے لئے
چلے۔ جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُس نے بھی بندگان درگاہ کو نوشتے بھیجے کہ میں
بھی درگاہ میں سے ہوں اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہوں کوئی بے ادبی بھی
میرے ظہور میں نہیں آئی۔ میں نے کونسی تقصیر وگناہ کیا ہے کہ میری خرابی اور استیصال
کے پیچھے ہوئے اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک سے میرے سر پر چڑھے
چلے آتے ہو۔ میرا اور عادل خاں کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ سابق میں نظام الملک
سے متعلق تھا۔ اب وہ اس پر متصرف ہے اگر وہ بندوں میں سے ہے تو میں بھی غلاموں میں
سے ہوں۔ اب مجھے اور اُسے چھوڑ دو وہ مجھ سے اور میں اُس سے سمجھ لونگا مشیت حق
ہوگا وہ ظہور میں آئے گا۔ ان لوگوں نے اس پر التفات نہ کیا۔ کوچ بہ کوچ کرتے ہوئے
چلے گئے۔ عنبر حتی الحاج وزاری کرتا اس کو اوتناہی وہ زبون جانتے اور اُس پر شدت ظاہر کرتے
جب فوجیں بیجاپور کے نزدیک آئیں تو عنبر حوالی بیجاپور سے فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی
طرف مشغول ہوا۔ لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب ہو کر عنبر کے پیچھے پڑے امان اور فرصت نہ دیتے
جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف اس پر تاخت کرتے وہ عجز سے پیش آکر متواتر عریضے تقصیر کردہ

عنبر کی شکست

وناکردہ کے عفو کے لئے بیجاپور والی احمدنگر کے میدان میں وہ پہنچا۔ یہاں اُس کو جنگ کے لئے
میدان قابو ملا اُس نے صف کارزار آراستہ کی طرفین سے رزم طلب فوجیں آراستہ کرکے جنگی فیلان
مست اور توپخانوں کو مقابل لائے اور عادل خاں اور عنبر کے آدمیوں میں جنگ ہوئی اور فوج
حبشی نے بلائے سیاہ کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایک دوسرے پر ہوئے اس ضمن
میں ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا۔ وہ گھوڑے سے گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سر
بیجاپور کے عنان برعنان راہ فرار اختیار کی اس حال میں فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے
آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف سے
فوج عنبر نے تاخت کی سوار پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوار اس کے بادشاہی اور عادل
کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خاں حاکم احمدنگر زخمی ہوکر جان سلامت لے گیا اور قلعہ
میں پہونچ گیا۔ امراء مقیدین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکروں میں سے تھا اور عنبر کے
عداوت وہم چشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا باقی امراء کے طوق و زنجیر پڑے اور قلعہ دولت آباد کے
بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امرائے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراء بادشاہی
کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اس کے کہ تم میں سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم میں سے
زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام ونگ کا
پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور میں آیا پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں ان میں سے
جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا پانصدی منصب رکھتا تھا جب اس
کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اُس نے فریاد کی اور کہا کہ میں سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت پیشہ
منصف ہے لیکن یہ غلط تھا یہ کہاں شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری و سہ ہزاری
منصب رکھتی ہو اس کا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہو اور میں پانصدی ہوں مجھ پر بھی وہی جرمانہ ہو عنبر کو
خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت تاراج کرکے قلعہ
کو کہ ابتدا سے نزاع ملکی کا سبب رہا تھا تاراج کرکے اُس کے لشکروں کو زیر تیغ کیا اور اس طرف

...ستی کرکے ملک بادشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا ملکپور اور نواح برہان پور تک ...کے آثار نہ چھوڑے جب یہ خبر جہانگیر کو پہنچی تو اُس کو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر ...ور کی طرف روانہ ہوا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ ...اس کا بیٹا داراب خاں شاہجہاں کی خدمت میں تھا اس لئے اس سے خاطر جمع نہ تھی اور اُس ...جہاں بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب رائے و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا ...مع اپنے تابعین اور لواحقین و ذی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ ...رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب مدار اور شجاعت اور ...صائب و اختیار و کار و بار میں خاص و عام میں زبان زد تھا اُس کی غیرت نے قید کی خفت کو ...کیا اور جنگ میں کمربستہ ہو کر مع پسر و ہمراہیوں کے کشتہ ہوا۔

...شاہزادوں کی لڑائی کی داستان یہ ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خاں الہ آباد ...پہنچے تو عبداللہ خاں نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اُٹھایا اور جونسی میں مراجعت ...خاں نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا اور کشتیوں کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا ...بادشاہی لشکر کے عبور میں توقف ہوا اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خاں نے گنگا کے ...پر لشکر آراستہ کیا۔ دریا خاں نے گذروں (گھاٹوں) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس نے کہ اس ...میں اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیاں اطراف سے جمع کیں اور اوپر کی طرف چند کوس لیگئے ...ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ میں دریا خاں آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ ...مشغول ہوا۔ لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خاں نے توقف میں صلاح نہ دیکھی ...پور کی طرف چلا گیا۔ عبداللہ خاں و راجہ بہیم جی شاہجہان کے پاس جون پور کی طرف گئے ...شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے پردگیان حرم کو قلعہ رہتاس ...بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریائے گنگ عبور کرکے ٹیونس ندی پر اقامت

وناکردہ کے عفو کے لئے بیجا حوالی احمد نگر کے میدان میں وہ پہنچا۔ یہاں اُس کو جنگ کے
میدان قابو ملا اُس نے صف کارزار آراستہ کی طرفین سے رزم طلب فوجیں آراستہ کر کے جنگی
مست اور توپخانوں کو مقابل لائے اور عادل خاں اور عنبر کے آدمیوں میں جنگ ہوئی اور
حبشی نے بلائے سیا کی طرح لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایک دوسرے پر ہوئے اس
میں ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا۔ وہ گھوڑے سے گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے
بیجاپور کے عنان برعنان راہ فرار اختیار کی اس حال میں فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے
آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف
فوج عنبر نے تاخت کی سوار پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوار اس کے بادشاہی اور عادل
کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خاں حاکم احمد نگر زخمی ہو کر جان سلامت لے گیا
میں پہونچ گیا۔ امراء مقید میں سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکروں میں سے تھا اور عنبر کے
عداوت وہم چشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا باقی امراء کے طوق و زنجیر پڑے اور قلعہ دولت آباد کے
بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امرائے اسیر کو بستہ اپنے سامنے بلایا۔ امراء
کو جدا کر کے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اس کے کہ تم میں سے کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی
زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا نام و ننگ
پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور میں آیا پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو سو کوڑے مارے جائیں ان میں
جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا پانصدی منصب رکھتا تھا جب اس
کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اُس نے فریاد کی اور کہا کہ میں سنتا تھا کہ ملک عنبر عدالت
منصف ہے لیکن یہ غلط تھا یہ کہاں شرط عدالت ہے کہ جو جماعت دولت دو ہزاری و سہ
منصب رکھتی ہو اس کا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہو اور میں پانصدی ہوں مجھ پر بھی وہی جرمانہ ہو عنبر کو
خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا ملک عنبر نے عادل خان کے ملک کو تاخت تاراج کر کے قلعہ
کو کہ ابتدا سے نزاع ملکی کا سبب رہا تھا تاراج کر کے اُس کے لشکروں کو زیر تیغ کیا اور اس طرف

کی۔ پرویز و مہابت خاں گنگ سے پار ہو کر ٹیونس کے کنارہ پر مقیم ہونا چاہتے تھے کہ بیزگ محمد
بہ خانہ دوران خاں شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا زماں سے لڑا اور شکست پائی اور قتل
اس کا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لگایا گیا۔ رستم خاں نے جو پہلے شاہجہاں کا
تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اس نے کہا کہ خوب ہوا کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی بیگ
حاضر تھا اُس نے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہیے اس سے زیادہ نمک حلال کوئی
آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور اس سے زیادہ کیا کوئی کر سکتا
اب بھی اس کا سر تمام سروں سے بلند تر ہے۔ اس واقعہ کے بعد شاہجہان نے اپنی سپاہ کے
سے مشورہ کیا۔ اکثر دولت خواہوں اور خصوصاً راجہ بیم نے صلاح جنگ صف میں دیکھی۔ مگر
اصلاً اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی لشکر کمیت میں ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا
لشکر شاہی قریب چالیس ہزار کے ہے اور ہمارے لشکر میں قدیمی و جدید سپاہی سات (دس)
بھی نہیں ہیں مناسب حال یہ ہے اور صلاح اس میں ہے لشکر جہانگیری کو اس سرزمین میں چھوڑ
ہم اودھ اور لکھنؤ کی راہ سے نواحی دہلی میں چلیں اور جب یہ گروہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے
آئے تو ہم دکن کی طرف متوجہ ہوں ناگزیر لشکر بادشاہی بسیاری اور گرانی حرکت سے اسباب حشمت
سے عاجز ہو کر آشتی کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اس وقت بمقتضائے وقت عمل ہوگا
نے جنگ پر اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اس کے میرا ہمراہ ہونا متصور نہیں ہے۔ بادشاہ نے کچھ اپنی
اور جلادت کے سبب سے اور کچھ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ
پر قرار دیا۔ طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار میں مبارزت کرنے لگے اور ارابہ توپخانہ حصہ
گرما گرم آیا۔ افواج شاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف سے گھیر لیا
تیر و تفنگ کا مینہ اس پر برسایا۔ توپخانہ چھین لیا۔ راجہ بیم نے مخالفوں کی کثرت پر ذرا خیال
راجپوتوں کے گروہ کے ساتھ توسن ہمت کو کدایا اور فوج شاہی تک پہنچا۔ شمشیر ابدار
کی اور جتا جوت فیل کو جو اُس کے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم سے گرا دیا اور اس شیر

...عادت نے جاں نثار راجپوتوں کو ساتھ لے کر کارنامہ مردمی اور شجاعت ظاہر کیا۔ یہ اوپکا بیان ...وک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خاں اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے۔ پرویز کے حکموں سے مہابت خاں نے زمیندارو ...حکم شاہی پاس نوشتہ جات بھیجے جو وعدہ وعید و تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت ...جہاں پر مشتمل تھے اور مہابت خان ایسی تمہیدات اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان ...ساتھ بندوبست برہم ہوا۔ زمیندار جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیوں کے مالک تھے اور ان میں ...سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے متصدیوں کے قبضہ اقتدار میں آئے تھے اور اُن کی ایک ...جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو سرمایہ سعادت سمجھتے تھے ان میں سے زیادہ ...مہابت خاں اور احکام بادشاہی کی تمہیدات اور تہدیدات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیوں پر ...سے دریا میں کود کر فرار ہوئے اس ملک میں باشندون اور لشکر کی زیست کا اور رسد و غلہ و تمام ...ضروریات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی ...سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا کہ بغیر اس کے کہ پائے جنگ و کارزار ...میان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار آٹھ کر چلے گئے۔ شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار ...سپاہ جمع کی تھی اس میں سے دس ہزار سوار باقی رہے جن میں سے زیادہ تر فرار کے فکر میں تھے ...اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار اشجار سے پر تھا شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا ...کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے غلہ کے پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی۔ سلطان پرویز کی ...سپاہ سامنے آئی۔ اس نے اطراف کا محاصرہ کیا۔ چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا ...حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار میں دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی ...نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے تھے۔ راجہ بھیم و شیر خاں تھوڑی کر کے شاہزادہ پرویز کی فوج کے ...مقابل آئے اور توپخانہ آتشبار کے گرد پروانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو ...شرح و بیان میں نہیں آسکتا خصوص راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جاں نثار ہمراہیوں کے صف فوج

کو پہاڑ کر سلطان پرویز کے قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اس کو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان
پرویز کے جانے میں کتنے امیرون اور نامی مبارزوں کو خانہ زین سے زمین پر سرنگوں کیا قریب
تھا کہ بادشاہ کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے مہابت خاں نے حکم دیا کہ فیل مست کو اُس کے
مقابل لائیں راجہ بیم اور شیر خاں نے اور راجپوتوں کی ایک جماعت نے اس بلائے سیاہ پر حملہ کر کے
شمشیر و برچھی سے اُس کی خرطوم کو زخمی کر کے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا
بے اختیار دونوں لشکروں سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی۔ آخر کو مہابت خاں خود مع چند نامدار
بہادروں کے راجہ کے مقابلہ میں آیا۔ باوجودیکہ راجہ کے زخم کاری لگے تھے اس پر بھی وہ مہابت
کا ہم نبرد ہوا۔ تردد بہادرانہ کر کے وہ گھوڑے سے گرا۔ اُس کے سر کاٹنے کے قصد سے جو مخالف
اُس کے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اُس کتا تھا اور اپنے حریف کا کام تمام کرتا تھا۔
واپسین تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔ شیر خاں نے بھی ایک راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ
شرط فدویت و جانبازی کی تقدیم کی۔ پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین تیر شاہجہاں کے
میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے۔ کل بارہ ہزار سواروں میں سے عبداللہ خاں کے
ہمراہی پانچسو سوار اور بعض اور ہوا خواہ جان نثار باقی رہے۔ شاہجہان نے مکرر یہ چاہا کہ کلمہ شہادت
و استغفار زباں پر لا کر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبداللہ خاں مانع ہوا شاہجہان نے جب یہ قصد
مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبداللہ خاں بعض ہوا خواہوں کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گشت
از روے درشتی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت کے جد آبائے مثل فردوس مکانی بابر
پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر
ہوا۔ اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی خانہ زاد و ہمرکاب ہے۔ شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جو
اس تہلکہ سے نکال لایا۔ تمام خزانہ و فیل و کارخانے توپ خانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے
کے تصرف میں آئے انہیں دنوں میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خواص
محل کے ساتھ قلعہ رہتاس میں پہنچایا اور فضل الٰہی کے سایہ میں سونپا۔ محل خاص ہمراہ لیکر دکن

مہابت خاں کے نوشتوں سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اُس نے شاہجہان
سے حال پر بہت افسوس کیا یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکن کو روانہ
ہے تو تعاقب کا حکم سزاول کے باتھہ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان
ہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہیں رہے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف
روانہ ہو۔ سر بلند رائے صوبہ دار برہان پور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک
صورت میں کہ شاہجہاں برہان پور کو محصور کرے محافظت شہر میں مشغول ہو اور جنگ پر جرأت نکرے
کی نسبت اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب اسد خاں بخشی دکن کی برہان پور سے عرضداشت آئی کہ
بخشی دس ہزار سواروں کے ساتھہ بلکاپور میں موجود ہے جو برہان پور سے دس کوس پر ہے
رائے کا ارادہ شہر باہر جاکر اُس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے تاکید نامہ لکھ صادر کیا کہ جب
تک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج دیارہ کو مستحکم کرے۔ جب شاہجہاں نے
مہابت خاں کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اُس کے زن و فرزند کو ہمراہ لے لیا تھا۔ بعد اس حادثہ مذکور
کے اُس کے قبائل کو نونہال محمد مراد بخش کے ساتھہ رہتاس میں چھوڑا اور داراب خان کو لکھا
کہ بعزاوراہ سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب میں آئے ہیں وہ ہمارے منتظر ہیں جلد
ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھہ روانہ ہوں۔ داراب خان نے ناموافقت ایام اور کوتاہی
سے عذر ہا بنا مسموع کرکے بات کو ٹالا۔ اور لکھہ بھیجا کہ زمینداروں نے اتفاق کرکے مجھے گھیر
رکھا ہے میں نہیں آسکتا جب اُس کے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا
سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خاں کو سپرد کرکے شاہجہاں کے تعاقب میں گیا۔ داراب خاں
طلب میں نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اُس کو بلایا اور مہابت خاں کو اس کے قتل کا اشارہ کیا
اُس نے اُس کو مار ڈالا۔ عبداللہ خاں نے داراب خاں کی رفاقت سے مایوس ہوکر بڑے بیٹے
شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ جب داراب خاں
مہابت خاں پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اُس کو زندہ رکھنے میں کیا مصلحت سوچی ہے ہم تو چاہتے

داراب خاں کو قتل کرنا

کہ اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجد و مہابت خاں نے حکم کے بموجب تعمیل کی اس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہ اواسط اسفندیارمذکور میں کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا نوروز کا جشن دہم جمادی الاخری ۱۰۳۴ھ کو ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا۔ راہ میں منزل بمنزل خانے و نشیمن بنے تھے۔ جہانگیر نے یہ عمارتیں نئی بنوائی تھیں اُن کے سبب سے خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ کی تکلیف ہوتی۔ فرشہائے ملوکانہ موجود تھے ان میں اُترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا تالاب میں کہ کشمیر کے فیض نشان مکانوں میں سے ہی بادشاہ پہنچا۔ ایک مرتفع جائے پر ڈیرہ لگایا گیا تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ صحرا و بام و خانہائے شہر میں طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر بعد سیر و شکار کے تفرج کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی۔ جب منزل بمبر پہنچا تو بہت برف و سرمائے بے ہنگام اور گزند رساں ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے منزل بمبر کی نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہیں کہ عین تیز ماہ الٰہی میں زمین اور آسمان دونوں لوہار کی ہیں کوہ کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی۔

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاصکر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بالکل غلط نکلی۔ بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اُنہوں نے تبسم بھی نہیں کیا زعفران کا اثر بعض ایسے پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)۔

واقعات دکن و شاہجہان

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہاں دکن میں برار کی سرحد میں آیا تو ملک نے اس کی خدمتگاری شروع کی اس کی ہواخواہی کے لئے ایک فوج بسرکردگی یاقوت خاں حوالی برہان پور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ۔ شاہجہاں طرف چلا اور دیوگانوں میں خیمہ لگایا۔ عبداللہ خاں محمد تقی مخاطب شاہ قلی خاں

کہ اس کا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجد و مہابت خاں نے حکم کے بموجب تعمیل کی اس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہ اواسط اسفندیارمذکور میں کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا نوروز کا جشن دہم جمادی الاخری ۱۰۳۴ھ کو ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا۔ راہ میں منزل بمنزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے یہ عمارتیں نئی بنوائی تھیں اُن کے سبب سے خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی۔ فرشہائے ملوکانہ موجود تھے ان میں اُترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا تالاب دل میں کہ کشمیر کے فیض نشان مکانوں میں سے ہی بادشاہ پہنچا۔ ایک مرتفع جائے پر ڈیرہ لگایا گیا جہاں تک نظر کام کرتی تھی دشت و کوہ صحرا و بام و خانہائے شہر میں طرح طرح کے پھول اور سبزہ جلوہ گر تھے بعد سیر و شکار کے تفرج کے پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی۔ جب منزل بمبر پہنچا تو بہت برف و سرمائے بے ہنگام اور گزند رساں ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے منزل بمبر کی کوہ نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہیں کہ عین تیز ماہ الٰہی میں زمین اور آسمان دونوں لوہار کی بھٹی ہوتے ہیں کوا نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذر دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی۔

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاصکر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی۔ بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اُنہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمی پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)۔

واقعات دکن و شاہجہان

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہاں دکن میں برار کی سرحد میں آیا تو ملک نے اس کی خدمتگاری شروع کی اس کی ہواخواہی کے لئے ایک فوج بسرکردگی یاقوت خاں حوالی برہان پور میں تاخت و تاراج کے لئے بھیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ۔ شاہجہاں اس طرف چلا اور دیوگانوں میں خیمہ لگایا۔ عبداللہ خاں محمد تقی مخاطب شاہ قلی خاں کو

[illegible] کے ساتھ تعین کیا کہ وہ یاقوت خاں کے ساتھ متفق ہوکر برہان پور کا محاصرہ
[illegible] قلعہ گیری کے لوازم میں مصروف ہوں۔ اور اوس کے بعد وہ خود بھی اس طرف
[illegible] ہوا اور سواد شہر میں لال باغ میں اترا۔ راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم
[illegible] تھے۔ اور شہر و حصار کے استحکام کی شرائط اہتمام و لوازم کارآگہی کی تقدیم
[illegible] متضمن ہوئے۔ شاہجہاں نے حکم دیا کہ ایک طرف عبداللہ خاں اور دوسری طرف
[illegible] شاہ قلی خاں قلعہ پر چسپاں ہوں۔ جس طرف عبداللہ خاں تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
[illegible] جنگ ہوئی اور شاہ قلی خاں قلعہ کی دیوار توڑ کر حصار میں آیا۔ سر بلند رائے
[illegible] کردہ آدمیوں کو عبداللہ خاں کے مقابل میں چھوڑ کر خود شاہ قلی خاں سے لڑنے آیا
[illegible] بندی نوکر کوچہ و بازار میں متفرق ہوگئے تھے شاہ قلی خاں نے ارک کے میدان
[illegible] دشمن کے مدافعہ و مقابلہ میں کوشش کی۔ اس کے ساتھ جو آدمی تھے اون میں
[illegible] مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک میں آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا۔ سر بلند رائے نے
[illegible] کا محاصرہ کرکے اوس پر کار تنگ کیا۔ شاہ قلی خاں نے مضطر ہوکر قول لیا اور اوس سے
[illegible] کی۔ جب شاہجہاں کو اس کی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
[illegible] ہر چند مبارز خاں و جان سپار خاں اور اور دلیر شرائط سعی و کوشش بجالائے مگر کچھ
[illegible] مرتب نہ ہوا۔ بار سوم شاہجہاں نے خود سوار ہوکر یورش کا حکم دیا۔ اطراف سے
[illegible] سوزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت و جلادت آگے رکھا اور شجاعت
[illegible] کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ میں بعض نامی آدمی مارے گئے جس وقت متحصنوں پر
[illegible] دشوار ہو رہا ہے کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پوست مال ہوا اور وہ
[illegible] مضطرب ہوکر پھرا۔ اس کی باگ موڑنے سے تمام دکنی سراسیمہ ہوکر بھاگ گئے۔ اور بہت سے
[illegible] لوگوں کو اپنے ساتھ لے گئے اور اسی حال میں یہ خبر آئی کہ مہابت خاں و خانخاناں سپہ سالار
[illegible] شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھ بنگالہ سے معاودت کی اور دریائے نربدا
[illegible] آگئے ہیں تو شاہجہاں نے بالاگھاٹ میں مراجعت کی اسوقت شاہجہاں سے عبداللہ خاں

جدا ہوگیا اور موضع اندور میں جا بیٹھا۔ نصرت خاں جدا ہو کر نظام الملک پاس چلا گیا اور اوس کا نوکر ہو گیا۔

شاہجہاں کا صلح چاہنا

شاہجہاں نے برہان پور کا محاصرہ چھوڑ کر بالاگھات کی راہ لی گیا اثنا راہ میں اسکے مزاج پر قوی ضعیف نے استیلا پایا اور تصدیعات رومانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا ان ایام نکبت میں اس کی خاطر میں آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کر کے معافی مانگے اس ارادہ حق پسند کے ساتھ عرضداشت میں جرائم ماضی و حال کا انفعال لکھ کر ارسال کیا حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جس کا مضمون یہ تھا کہ اگر دارا شکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت میں بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعوں کو ہمارے آدمیوں کے تصرف میں دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہو جائینگی۔ اور ملک بالاگھاٹ اس کو مرحمت ہوگا۔ اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہاں باوجودیکہ شاہزادوں کے ساتھ کمال دل بستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضاجوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشوں کو مع پیش کش کے جس کی قیمت دس لاکھ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا۔ سید مظفر خاں اور رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام آئے اوس کو قلعہ حوالہ کردو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خاں کو لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کر کے میرے پاس آؤ۔ پھر خود ناسک کی طرف کوچ کیا۔

عبدالرحیم خانخاناں اور عبداللہ خاں کا قصور معاف ہونا

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخاناں کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا۔ دیر تک ناصیہ خجالت کو زمین پر سے نہ اوٹھایا۔ بادشاہ نے اوس کی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت میں جو کچھ ظہور میں آیا وہ آثار قضاء قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا۔ اس قدر خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوس کو مناسب جا پر بٹھا دیا۔ اور از سر نو اسکو خانخاناں کا خطاب دیا اور قنوج جاگیر میں عنایت ہوا۔

بادشاہ نے نورجہاں بیگم کے اغوا سے آصف خاں اور فدائی خاں کو شاہزادہ پرویز پاس

بھیجا یا تھا کہ مہابت خاں کو اس سے جدا کر کے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہاں کو گجرات سے طلب
کرے تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس میں عذر کئے مگر آخر کار
مہابت خاں بنگالہ گیا اور اوس کی جگہ خانجہاں مقرر ہوا۔ خانجہاں پاس عبداللہ خاں نے
پیغام بھیجا کہ عصیاں و نمک حرامی اور شاہجہاں کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہوں عفو
جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لئے التماس کرتا ہوں ع اگر قبول افتد زہے عز و شرف
اس مصرع کے جواب میں یہ پڑھا گیا ؎

باز آئے ہر انچہ ہستی باز آئے　　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آئے
ایں درگہ ما درگہ نا امیدی نیست　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آئے

اس کا قصور معاف ہو گیا۔

بادشاہ ۱۹۔ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور کو لاہور
میں داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تھا۔ سنہ ۲۳۔ اسفندارمذ
۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خاں پسر احمد بیگ خاں نے احداد کا سر
صوبہ بنگش سے لا کر پیشکش میں پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی سے شادیانے بجوائے اور سر کو
لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خاں پسر
خواجہ ابوالحسن کابل میں پہنچا تو اس نے سنا کہ پلنگ توش، وزیک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی
کے قصد سے نواحی غزنین میں آیا ہے۔ ظفر خاں نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا میں احداد
قابو پا کر پلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ میں آیا۔ راہ زنی اور دست اندازی کو شیوہ بد اس
قصد کا تھا اختیار کیا۔ پلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشوں
میں سے ایک شخص کو ظفر خاں پاس بھیجا کہ ملامت اور چاپلوسی کرے۔ اولیائے دولت
کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی اسکے
سر پر جا پڑی۔ جب اوس پلنگ توش کے بھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم
ہوا۔ تو اپنے میں تاب مقاومت نہ دیکھی کوہ و دامن میں جہاں تہاں اس کی حکمرانی تھا چلا گیا اور اس کو

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا۔ اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا۔ لشکر شاہی نشیب و فراز طے کرکے اوسکی تسخیر کے لئے آیا، جمادی الاول سنہ ۳۰ سے سہ پہر تک لڑکر اس محکمہ کو فتح کرلیا اور احداد مارا گیا۔ جس کا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا

۲۴۔ جمادی الثانی ۱۰۳۵ھ کو نوروز ہوا۔ اور جلوس کا اکیسواں سال شروع ہوا اور دریا چناب پر جشن نوروزی ہوا۔ اور شاہجہاں کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام الماس قیمتی ایک لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا۔

نوروز بست و نہم ۱۰۳۵ھ

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خاں سلطان پرویز سے جدا ہوکر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیروں اور صاحب تقصیروں کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہاں کے رہنے والوں پر زیادہ ظلم و تعدی کیا۔ محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانوں اور متصدیوں کو نکال باہر کیا۔ اور بادشاہ کو ایک دام درہم نہ بھیجا۔ جاگیرداروں اور امرا کے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی۔ مہابت خاں نے نور جہاں بیگم کی تمہید سے شاہجہاں کو صدمہ پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف میں لایا اور پھر اس ضلع کے رہنے والوں کو ستایا تھا۔ جہانگیر مظلوموں کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا۔ عدالت اور تم رسیدوں کی غور میں جد و جہد بہت کرتا تھا۔ آصف خاں نے مہابت خاں کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کیں وہ مہابت خاں سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے غرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابت خاں بحال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور زیردستوں پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیوں کے ساتھ لے آئے۔ آصف خاں کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ طلب تھی جس کے دل میں یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوس کے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے۔ جب غرب دست غیب

مہابت خاں پاس پہنچا تو اوس نے اوس کی خدمت ماموریہ کی مقدمات سے اور بنگالہ سے جو ہوا غور
کی اور بادشاہی ہاتھیوں کو عرب دست غیب کے ساتھ بھیجدیا اور خود چند روز کی مہلت چاہی
آصف خاں تو اس مطلب گراں کو سبک دست جانتا تھا مگر مہابت خاں بڑا سور تیلا تھا
اوس نے سوائے مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت
نوکر رکھے اور اون کے اعیان کے فرزندوں کو لے لیا کہ جس وقت جان پر آن بنے
کارو باستخواں پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہوں تو اپنی عزت اور ناموس کے لئے
بقدر امکان دست و پا زنی کریں اور اہل و عیال کے ساتھ جان نثار ہوں۔

وقت ضرورت چو نماند گریز　　دست بگیر و سر شمشیر تیز

عرب دست غیب ہاتھیوں کو لیکر مہابت خاں سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو
حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی۔ ایک دو مہینے بعد مہابت خاں بھی آراستہ لشکر
کے ساتھ آگیا۔ اس عرصہ میں آصف خاں کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدوں میں
سے ہزاروں دادخواہ اور جاگیرداروں اور نامدار امرا کے وکلا گروہ گروہ بادشاہ
کے حضور میں سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت میں اپنی داد و
فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے۔ باوجودیکہ مہابت خاں جس روش سے
آیا تھا اوس کی نسبت حرفہائے ناملائم مذکور ہوتے تھے۔ مگر آصف خاں نہایت غافل
و بے پروا تھا۔ جب بادشاہ کو مہابت خاں کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ
جب تک بادشاہی مطالبوں سے اپنے تئیں فارغ نہ کرے گا اور بمقتضاء عدالت اپنے
مدعیوں کو تسلی نہ دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہے گا۔ اگرچہ یہ ساری آگ نورجہاں
کی لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت
گستری اور ستم رسیدوں کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا۔ باوجودیکہ نورجہاں سے عشق کا
تعلق تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اس کی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا۔ مگر جب
ستم رسیدوں کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہاں کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا۔ اور مکرر

بادشاہ نے فرمایا تھا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھ پر ہے لیکن مظلوموں کے مقدمہ میں غور کرنے کے اندر میں تیری کچھ نہ سنونگا۔

بادشاہ کو مہابت خاں کی فہمیس آنا۔

اسی زمانہ میں مہابت خاں نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی سے کردیا تھا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض واذن بادشاہ ہوا تھا آصف خاں نے اس باب میں اس کے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر میں برخوردار کو پکڑکر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوس کے دونو ہاتھ پیٹھ پر باندھ ذلت وخواری کے ساتھ پابرہنہ زنداں میں بھیجا۔ اور فدائی خاں کو حکم دیا کہ جواہر اور فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوس کو دیا گیا ہے تحقیق کرکے ضبط کرلے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مظلومان مغلوب اور جاگیرداران معذور کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی میں رجوع کریں اور عاسبہ تصرف ومطالبات چندیں سالہ سرکار سے فارغ کریں۔ آصف خاں اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت وخواری چاہتا تھا جو شجاعت وتدبیر وتزویر میں مشہور تھا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھ کر تلافی کرنی چاہتا تھا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط وبندوبست جیسا کہ چاہیے نہیں کرتا تھا۔ اور مطلوب کے جو مصالح ضرور تھی اون کے جمع کرنے میں اور تدبیر کرنے میں کوشش نہیں کرتا تھا۔ اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ کام نہ بنا اور درد اس کے کہ ملک میں فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت وذلت ہوئی کہ تواریخ میں داخل ہوکر غرائب لیل ونہار سے سمجھی جاتی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خاں ان مکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے انسان کے سامنے پیش آتے ہیں مغلوب ومغموم ہوکر دن رات بسر کرتا تھا۔ دریا بہت پر آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا اور لشکر نے عبور کرنا شروع کیا۔ کل ارکان دولت اور امرائے ذوالاقتدار اور نامی منصب داریہاں تک کہ آصف خاں وفدائی خاں وخواجہ ابوالحسن کہ مدار علیہ سلطنت تھے دریا سے پار چلے گئے۔ اور بادشاہ کی خدمت میں سوائے نورمحل ودو صادق خاں

بخشی اور میر منصور بدخشی و شجاع خاں و تقرب خاں اور چند اور معدود عمدہ داران اور خواجہ سرایوں
اور خواصوں مثل خدمت پرست خاں و جواہر خاں و عرب دست غیب و فصیح خاں کے
پاس نہ رہا۔ آصف خاں کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوس نے زہریلا سانپ تو ہاتھ میں
لیا اور زہر کا کچھ فکر نہ کیا مار بازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آپ سے
بدر عالم آشوب میں مجبولوں کے ساتھ عشرت میں مشغول ہوا۔ مہابت خاں تو اپنے قابو کے
سے چشم بر راہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا پر
مطلع ہوا تو اوس نے لشکر کو خفیہ آخر شب میں اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہوں وہ سات آٹھ ہزار سوار جو اوس کے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سواروں کے پل پر تعین کئے اور اون کو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے
اسے آنے نہ دیں اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہیں۔ اور خود چار پانچ ہزار
سوار لیکر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر متعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ داروں کو تاکید کی
کہ اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دیں اور کمک نہ آنے دیں۔ اب خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیرے اور خود اپنے خاصوں کی جماعت لیکر
بارگاہ میں داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان باریک دار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز میں آرام میں تھا
دوبارہ اٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خواب گاہ
کے نزدیک تک جانے میں کئی ایک عمدہ دار پردہ داروں نے مہابت کی ممانعت میں آواز
بلند کی تھی اوس نے اون کو گرا دیا۔ اس لئے اوروں کا پائے استقامت بھی لغزش میں آگیا تھا۔ لوگ
اطراف میں متفرق ہو گئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھ میں لیکر اٹھا اوسے
دیکھا کہ مہابت خاں ایک جماعت کے ساتھ آگیا ہے۔ مہابت خاں اپنے ولی نعمت سے
دوچار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل میں مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا اور دستور مقرری کے موافق ثناخوانی اور کورنش کی۔ مدعیوں کے شکوہ کے عذر میں اور قدمبوسی کی آرزوئے شوق میں زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیوں کو دور تخت کے روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا اور زبان نیاز سے پردۂ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے یقین تھا کہ آصف خاں کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہیں اور نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ ازروئے اضطرار دلیری و جرأت کرکے حضور کی پناہ میں آیا ہوں۔ اگر میں مستوجب قتل و سیاست ہوں تو مجھے اپنے سامنے سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنوں کو حوالہ نہ کیجئے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پر ہاتھ لیجاکر چاہا کہ جلادت و تہور کو کام میں لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچائے میر منصور بدخشی نے ترکی زبان میں منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوس کی تسلی کرنی چاہئے۔ بادشاہ نے قبضے سے ہاتھ اُٹھالیا اور تقاضا وقت مہابت خاں کی دلبری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عمدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اس سے ہاتھ کھینچتے جاتے تھے۔ اور مہابت خاں زبانی چاپلوسی کا اظہار کرکے اپنی رسوخیت بڑھاتا تھا۔ اوس نے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کریں۔ بادشاہ نے منہ دھونے کے بعد قصد کیا کہ خواب کے لباس بدلنے کے لئے نورمحل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار میں مشورہ کرے۔ تو مہابت خاں مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور باہر لباس بدلیں اور جلدی سوار ہوں اور غلام کو ہمراہ رکاب لیچلیں تاکہ واقعہ طلب آدمیوں کو کچھ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی جماعت سے بادشاہ نے لباس اور جواہر پہنا اور سوار ہوا۔ نورمحل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اُسکے چہرہ کا رنگ اُڑگیا حواس باختہ ہوئے اور افسوس کرکے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اس کو سوا اور اس کے کچھ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل زنت و سواری کر کے جواہر خاں خواجہ سرا کے ساتھ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خاں کا یہ حکم تھا کہ جو اس طرف سے جائے اُسے روکو نہیں پس کسی نے اوس کو نہ روکا اور وہ اپنے بھائی کے گھر جا پہنچی اور اوس نے آصف خاں اور امرا کو جن کے ہوش و عقل برباد ہو گئے تھے تشنیع و لعنت ملامت کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری عقل اور نمک کھانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کر کے چلے آئے وہ تدارک اور تدبیر کار کے فکر میں ہوئی۔ مہابت خاں بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر سوار ہونے کے لئے لایا۔ اسپ و فیل سواری خاصہ کو ہر چند عہدہ داروں نے چاہا کہ پہنچائیں لیکن مہابت خاں کے آدمیوں کے ممانعت کے سبب سے پہنچا سکے۔ مہابت خاں نے اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اس پر سوار نہ ہوا۔ اسپ سرکار طلب کیا اور اوپر سوار ہوا۔ چاروں طرف سے راجپوتوں نے مجرا کر کے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خاں اپنا فیل لایا اور منت و سماجت کر کے بادشاہ کو اُس پر سوار کیا تا کہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہو جائے اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے۔ اس وقت داروغہ فیل خانہ گجپت خاں ماوہ فیل سرکار کو لایا اور مربٹا کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش میں آیا کہ بادشاہ کو اوپر سوار کرائے۔ مگر مہابت خاں کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مقرب خاں داروغہ خواصان بہت سعی کر کے حوضہ پر سوار ہو کر گس رانی کے لئے بیٹھا۔ اس کش مکش میں اوس کی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا خدمت پرست خاں خدمت گار کہ شیشہ و پیالہ معتاد ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوؤں پر راجپوتوں کے برچھے کے صدمہ کو اُٹھا کر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح جا بیٹھا۔ مہابت خاں سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھ بادشاہ کو اس میں اُتارا اور اپنے بیٹوں کو نذر و نثار کے ساتھ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ پھرایا۔ اب اوس کو نور جہاں کا خیال آیا تو اوس کو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست میں جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوس کی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتا تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلئے وہ بمقتضائے مصلحت وسراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کرتا ہوں اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے خیمہ میں لے گیا۔ خیمہ بادشاہی لٹ گیا تھا۔ اس خیمہ میں بادشاہ کو اوتار کر بادشاہ کی تسلی و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تھا۔ آدمی خیمے کو گھیرے رہتے تھے۔ اس وقت شجاع خاں امیر اکبری کا نبیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا مہابت خاں کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت خاں کے ہوش اُڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختوں کی طرح ہر دم و ہر لحظہ تازہ فکر و خیال کا ہمدم رہتا تھا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تھا کہ جو کچھ وہ کہتا تھا اور حکم دیتا تھا رائے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صائب سے مہابت خاں کے کردار اور اطوار کے اور تقاضا روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قتل پر اوس نے فرمایا خوب کیا کہ مجھ کو اس رافضی بدکیش کے ہاتھ سے چھٹا کر اپنے اختیار میں رکھا اور اس بدخواہ دولت کا ہاتھ کوتاہ کیا۔ مہابت خاں ہر دم اظہار عقیدت و قدویت کا دم بھرتا تھا اور معذرت کرتا تھا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شربت اب مقاد حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نور محل اپنے بھائی اور امیروں کے پاس پہنچی اور اون کی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو نور جہاں کو ہاتھی پر سوار کرکے اور سب اتفاق کرکے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں اور مہابت خاں کے ہاتھ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نور محل اس مصلحت کو اس سبب سے جیسا کہ چاہئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اس سے بہتر سوچنا نہ تھا اور اوس کو اپنے عدم جرأت پر مطعون ہونے کا خوف تھا۔ چار ناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہوگئی۔ اس مصلحت کی خبر

مہابت خاں سے لڑنے کے لئے نور جہاں کا سوار ہونا

جب جہانگیر کو ہوئی تو مہابت خاں کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہاں و آصف خاں اور
میروں کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خاں صادق خاں
بخشی اور امیر منصور بدخشی کو بھیجا کہ وہ اون کے ارادہ کے منع کرنے میں مبالغہ کریں
کہا کہ جب میں اس جگہ ہوں تم کو مبالغہ میں جنگ کرنی اور میرے منہ پر تیر و بندوق
چلانا رائے صواب نہیں ہے دریا سے پار ہو کر لڑنا محض خطا ہے۔ میں یہاں سب طرح سے
آرام سے ہوں میری طرف سے کچھ وسوسہ نہ کرو اور میر منصور کے ہاتھ اپنی انگوٹھی بھیجی
مہابت خاں نے صادق خاں کی زبانی آصف خاں کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون
وقت جانتا تھا۔ اب تیرے اختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا
اب صلاح دولت اور بہبود کار تیری یہ ہے کہ کچھ مدت تک مجھ ناکارہ کو کارو زارت اور بادشاہ
کی خدمت گاری کرنے دے اور خود پنجاب میں اپنی جاگیر میں چلا جا۔ نورجہاں اور
آصف خاں کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتیں مہابت خاں کی گھڑی ہوئی ہیں اوس کی تخلیف
سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہیں اور مُہر بھیجدی ہے۔ اونہوں نے اس پیغام کو نہ مانا
فدائی خاں جو بڑا بہادر تھا یکہ تاز بہادروں کی جمعیت کے ساتھ دریا کے کنارہ پر آیا
اور چوتوں نے پل کو آگ لگادی اور کارزار پر مستعد ہوئے۔ دلاوروں نے نہ دریا کے پانی
کو خیال کیا اور نہ رویروں کے تیر باران کا خوف کیا۔ گھوڑوں کو پانی میں ڈال دیا۔ اور
فدائی نے بہادری کرکے دولت خانہ کے مقابل آئے۔ ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
دریا کی تھپیڑے کنارہ پر اوندھے پہنچے۔ وہ فوج سے نہ مل سکے۔ غرض کل فوج میں
سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خاں کی سپاہ کے روبرو ہوئے۔ کچھ ان میں سے
مارے گئے اور کچھ زخمی ہوئے۔ فدائی خاں نے جانا کہ کچھ کام نہیں چلے گا وہ ادھر گیا اور
ادھر آیا۔ اس کا جانا آنا ایسا تھا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند چھوٹ کر آتی جاتی ہے۔ پھر اس
سال کے اواخر جمادی الآخر میں آصف خاں نے سب امیروں کو ساتھ لیا اور نورجہاں کو
ہتھنی پر سوار کیا جس نے دو ترکش اور دو کمان و بندوق فتیلہ روشن کرکے ساتھ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیوں کو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی۔ ایک راہ پایاب غازی بیگ مشرف نوارہ نے دریافت کی تھی اسی راہ سے دریا میں داخل ہوئے۔ سب جاں نثار کارزار کے لئے مستعد ہوئے اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دیہان چھوڑ کر بیگم کے ہمرکاب آب میں آئے۔ عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلیب تھی اور دو تین غارد آب عمیق اس میں تھے لشکر میں عجب حرج مرج ہوا۔ اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا۔ سر پر سے پانی گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اٹھانے کے بعد کوئی فوج کہیں نکل گئی اور کوئی سردار کہیں نکل گیا۔ بیگم کی عماری سے آصف خاں و خواجہ ابوالحسن و ارادت خاں جدا ہوئے۔ دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تھے کہ مہابت خاں کی فوج اور راجپوت و جنگی ہاتھی اونکے مقابل آن کر سد راہ ہوئے اور دریا میں آن کر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیاں مارنی شروع کیں۔ ابھی آصف خاں و خواجہ ابوالحسن اور بیگم دریا ہی میں تھے۔ تیر باران و گولہ بندوق کے صدموں سے کہ متصل پہنچے تھے جلوے پاہ الٹا پھرا۔ بعض نے دلاوری کرکے پیش آہنگی کی اور دریا سے پار اتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب سے اپنے تئیں جمع نہ کر سکے۔ شمشیریں علم کرکے مہابت خاں کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کمک اون کو نہ پہنچی۔ تیر و سنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہوکر جان سلامت لے گئے۔ راجپوتوں کی فوج نور جہاں کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخموں سے جوانوں کے پر خون سر و بدن سے روئے آب کو گلگوں کیا اور جواہر خاں ناظر محل و ندیم خاص بیگم کا اور اور مردم روشناس نور جہاں کے ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا میں ہوئے۔ ہاتھی اونٹ و گھوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا میں گرتے تھے اور سفر آخرت اختیار کرکے ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تھے۔ اس رست و خیز میں بیگم کی عماری میں شہریار کی شیر خوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوس کے بازو میں تیر لگا وہ پھڑک گئی اور خون سے رنگین ہوئی نور جہاں نے اوس کے بازو سے تیر نکالا اور اوس کو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے لڑکی کے نہیں اوس کی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندھا۔ نور جہاں کے ہاتھی کی سونڈ میں

فدائی خاں کا رفتن

سابت کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے۔ پیاپے زخموں سے ہاتھی اس
وت دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخموں کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے
وں کو اپنے بس میں نہیں کر سکا۔ اور وہ گہرے پانی میں جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے مگر
ہتی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی
یر دولت خانہ میں بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ خواجہ ابوالحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا
ں بیتابی کرتا تھا۔ دو تین زخم اوس کے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی میں جا پڑا۔ باگ پر
سیار ہاتھ سے جاتا رہا۔ زین سے سرنگوں ہوا۔ مگر اوس نے فاش زین کو پکڑ لیا تھا۔ نور جہاں
کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خاں و خواجہ
ابوالحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خاں تھا وہ پامردی کر کے دریا سے پار آیا۔ اور ابوطالب
پسر آصف خاں والا یار و شیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خاں سے بائیں جانب میں
تھے۔ فدائی خاں نے ایک جماعت بادشاہی دلاور ملازموں اور اپنے نوکروں
کے لی اور دشمنوں کے مقابل ہوا۔ اور کچھ آدمیوں کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور
چوتوں کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خاں کی فوج
تعاقب و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خاں کے تیر خیمہ
یں بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے۔ مخلص خاں بادشاہ کی سپر بنا۔ اس وقت
ہابت خاں نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ
پنے ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہیں کرتا۔ بادشاہ نے
فدائی خاں پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ میں سعی نہ کرے مگر اوس نے ان کو نہ سنا اور مستانہ وار
وشش کی فدائی خاں کا داماد محمد عطاء اللہ اور سید مظفر اور وزیر بیگ جان نثار ہوئے
چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خاں کو اور اوس کے گھوڑے کو تین چار زخم
یر کے لگے۔ اس نے بہت ہاتھ پانوں بیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھ اندر جائے اور
چہ کام بنائے مگر مہابت خاں کی فوج کے ہجوم نے جس کو مدد پہنچ پہنچی تھی اور اس کی

امراے بادشاہی کا متفرق ہونا

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا - اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تھا۔ ناچار کارزار سے پانوں نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور شناوری سے دریا سے عبور کیا اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہاں اس کے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو ان زمینداروں کو حوالہ کیا جن سے کہ پرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا۔ آصف خاں جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ✣ مہابت خاں اس سے انتقام لے گا اٹک کو چلا گیا جہاں اوس کی جاگیر تھی۔ شیر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم اپنی آبرو کا پاس کر کے متفرق ہو گئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے۔ خواجہ ابو الحسن و ارادت خاں اور معتمد خاں مؤلف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور آبرو کا عہد و پیمان مہابت خاں سے لیا اور اوس سے ملاقات کی۔ مہابت خاں نے اون کو کچھ اور نقصان تو نہیں پہنچایا۔ مگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوس و نامرد اور زن سے کمتر کہا۔ ایسی باتوں کے سننے سے مرجانا بہتر تھا۔ آصف خاں ڈھائی سو اقربا اور نوکروں کے ساتھ قلعہ اٹک میں آیا۔ مہابت خاں نے اول راجپوتوں کی فوج محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بندوبست یہ کیا کہ بادشاہ کی خواہش کے موافق نور جہاں کو اوس کی شبہار الم کا رفیق و ہمدم کیا نصف جمعیت کو بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا - اور باقی فوج لیکر آصف خاں پاس پہنچا۔ تھوڑے تردد سے وہ جماعت جس کے اعتماد پر آصف خاں وہاں گیا تھا۔ مہابت خاں کی رفیق ہو گئی اوس نے آصف خاں کو اور اوس کے بیٹے ابو طالب اور میر میراں کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید کیا اور اون کی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھ لیکر بادشاہ پاس آیا۔ محمد تقی بخشی شاہجہاں کو جسے برہان پور سے پکڑ کر اپنے ساتھ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو رجپوتوں کے حوالہ کر کے قتل کرایا۔ یہ دونو فاضل صالح آصف خاں کے مصاحب و صلاح کار تھے مہابت خاں نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا۔ بادشاہ اس مدعی کے ساتھ بھی عالی حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا۔ اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا

بادشاہ اور مہابت خاں کی باتیں

تو کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بخیر ہوا ع مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل باید ش

چو در طاس رخشندہ افتاد مور رہا نندہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خاں کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہاں بیگم بہ تقاضا وقت و صلاح دولت اوس کی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہوسکے تیرے بھائی کے شکوہ میں زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھ ہوا اُس کو میں ان دو بہن بھائیوں کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہوں۔ اون کے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتیں عمل میں نہ آنی چاہئے تھیں وہ آئیں ان میں میرا تیرا تصور نہیں ہے۔ مہابت خاں بھی بادشاہ کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمت گاری کے طریقہ کو نہیں چھوڑتا تھا اور سریر آرا کو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کارواں دستوروں کے دستور کے موافق سرویوان کھڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوس کے موافق حکم لکھتا اور بادشاہ کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کار فرما ہوتا۔ بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بُو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ ان کی تبدیل اور تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خاں نے دو رجوتوں کی جگہ ایک رجوت کا پیچھے بٹھلانا مقرر کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا۔ کبھی کبھی شکار اور بزرگوں کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا۔ مہابت خاں سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا ان ہی دنوں میں ایلچی توران نامہ اور ہدیئے نذر محمد خاں والی توران کے لیکر آیا۔ ان تحفوں کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنوں میں نورجہاں کی تمہید سے مہابت خاں کے استقلال میں عجب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اوسی زمانہ میں نورجہاں کی تجویز سے ایک رسالہ احدیوں کا بنایا گیا اور اس میں منتخب بہادر بھرتی

کئے گئے تھے ان میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اسکو افغانوں کی دست اندازی سے باز رکھے۔ ایک دن بعض رجپوتوں نے جو مہابت خاں کے بھروسہ کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑوں اور بارہ برداری کے چوپایوں کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے۔ رجپوتوں نے نہ مانا نہیں۔ گفتگو کی نوبت زدوکشت پر پہونچی۔ ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے۔ سب احدیوں اور قراولوں نے اتفاق کرکے دیوان سے استغاثہ کیا۔ مہابت خاں نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اُس کو سزا دی جائیگی۔ مستغیثوں کو اس جواب سے متصدیوں کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر نہ ہوئے۔ سب نے ملکر شورش مچائی۔ نور جہاں کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا۔ ان سب نے اتفاق کرکے رجپوتوں پر حملہ کیا۔ ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی۔ اگرچہ سپاہی نژاد راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے۔ اور اپنے غرور میں ایسے مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سوا شمشیر اور برچھے کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے تھے۔ احدیوں میں کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے۔ اور یہ سب راجپوتوں سے جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے۔ اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہوئے اژدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا۔ مہابت خاں کی خبر پہنچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت جن میں اکثر مشہور اور مہابت خاں کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور ایک جماعت کثیر اون کے معاونوں کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی۔ چار پانچ سو راجپوت احدیوں و قراولوں کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگ کر روپوش ہوئے تھے وہ افاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے اونھوں نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل میں پکڑ کر اپنے دستور کے موافق کوتل ہندوکش سے گذر کر بیچ ڈالا۔ اور رگ پا سے معیوب کرکے چوپانی کیا۔ اس واقعہ سے جب مہابت خاں خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار سوار ہوا۔ چاہتا تھا کہ میدان میں جائے اور راجپوتوں کی مدد کرکے تلافی کرے کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیوں و قراولوں کی کمک کو

نورجہاں کی تدابیر بادشاہ کے اخلاص کرانے کے باب میں

گے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازماں شاہی کے رفیق ہوئے مہابت خاں کے آدمیوں نے یہ دیکھ کر کہ وقت ہاتھ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت خاں کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے اس کو خود اپنے سے جانے کا خوف تھا۔ اوس نے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرح کا دیکھا۔ موحش خبروں کے سننے سے اس کا رنگ فق ہوگیا۔ اژدحام کے مقابلہ میں آنا مناسب نہ جانا تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ میں آیا۔ اور کوتوال خاں وخلیل اللہ خاں وجمال محمد خواص کو نورجہاں کے آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سزاولوں نے یہ ظاہر کیا کہ ماوہ فساد قاسم خاں برادر خواجہ ابوالحسن اور اوس کا خویش بدیع الزماں ہیں لڑائی کے وقت دونوں نے اپنے آدمیوں کو کمک کے لئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے ساتھ پابرہنہ گھر سے پلاکر مقید کیا اور اون کے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خاں کے تسلط میں خلل پڑا۔ ہرچند اوس نے چاہا کہ احدیوں کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھ نہ کرسکا ایک دو مہینے میں اون کا رسالہ موقوف کرادیا۔

ان دنوں میں واقعات دکھن میں یہ معروض ہوا کہ ۳۱۔ اردی بہشت کو ملک عنبر حبشی اسی برس کی عمر میں اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری وسرداری وضوابط تدبیر میں عدیل ونظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشوں کا انتظام جیسا کہ چاہئے تھا اوس نے کیا تھا۔ وہ طریق قزاقی میں جس کو دکن کی اصطلاح میں برگی گری کہتے ہیں خوب مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت ونیک نامی کے ساتھ جیا۔ تاریخ میں کہیں دیکھنے میں نہیں آیا کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہر پور میں کابل سے بادشاہ نے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوس کو معلوم ہوا کہ شاہجہاں نے اجمیر میں آنکر ٹھٹہ کی راہ لی نورجہاں کی چند تدبیریں بادشاہ کے اخلاص کرانے کے باب میں لکھی جاتی ہیں اول راجپوتوں اور احدیوں کے درمیان جنگ کا کرانا ایسی خانہ جنگی کہ سنی گئی ہے جس سے

جہابت خاں کا غرور ڈھے گیا۔ دوم مزاح گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خاں کو سنواتی کہ جس سے مہابت خاں کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا۔ بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نور جہاں کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا۔ میرے فرزند دلبند اور لشکر سے اَن بَن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب میں ان دو نوین بھائیوں کا منہ دیکھنا نہیں چاہتا۔ اور بعض اوقات مہابت خاں سے بادشاہ فرماتا کہ نور جہاں تیرے استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ۔ ان کلمات اور تقریب سے جو ہر روز مہابت خاں سنتا تھا اوس کے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی۔ اور دولت خانہ کے گرد راجپوتوں کے احاطہ کرنے میں احتیاط کم ہوتی تھی۔ سوم نور جہاں نے شہر یار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سررشتہ کے عمال اور خواجہ سرایوں کو جن کو وہ کارداں اور رازداں جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامہ لکھا۔ اور بعض کو خلوت میں طلب کرکے زبانی خاطرنشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ جلاوت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار پیش قرار سہ بندی نوکر رکھکر لشکر میں متفرق بھیجتے رہو کہ وہ آپس میں دور دور اطراف میں پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کا آزما بہادر خاطر جمعی کے ساتھ محال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لئے اور اس لئے کہ اُسکی شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلوں پر وہ ٹھیرے کہ اون کا نام و نشان کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش میں آئے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ چہارم اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے اشارہ سے بغیر اس کے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پاے مہابت خاں کی رسوخیت و قدویت کی تعریف اور اوروں کی نمک حرامی اور بدخواہی اور اور تمہیدات بیان کرتا۔ خلوت میں مہابت خاں سے کہتا کہ اس ہنگامہ میں بعض واقعہ طلبوں نے اپنے نابینوں (ملازموں) کو برطرف کردیا ہے۔ اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جائے تو اس میں کچھ برائی نہیں ہے۔ مہابت خاں نے اوس کو قبول کیا۔ جابجا نقیب اور سزاولوں کو تعین تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دیں۔ ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لئے

نور جہاں کے متصدیوں پاس بھی گیا اور نور جہاں سے یہ کہا۔ بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت۔ بادشاہ جو مجھکو دیتا ہے وہ ارباب نشاط کے انعام کے لئے اور ہماری زیب و زینت و آرائش اور محل نشینوں کے واسطے ہے باوجود اس کے میری چادر سے گزی اور مردوں کی دستار سے کمتر نہ ہوگی۔ اور اسی طرح کے کلمات غیرت افزا کہ جن سے بوئے ساختگی نہیں آتی تھی کہلا بھیجوائے۔ مہابت خاں نے اس جواب کو منکر لغو باتیں بکیں اور موجودات کے لینے میں اور زیادہ تقید کی اور نور جہاں کے کل توابعین اور منصب داران پر سزاول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا۔ اور قرارداد کے موافق دست راست پر سب مردم قدیم لباس فاخرہ پہنے زریں پوش خوش براق مع نذر کے جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف و جنس اعلی لے کر کھڑے ہوئے اور جانب چپ میں نئے نوکر یکہ چین بہادر سپاہیانہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے نام سے کھڑے ہوئے۔ رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خاں سے اخلاص کی باتیں کہکر فرمایا کہ کل نور جہاں کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئیں اس کے تلفیوں سے دور رہنا لازم و ضرور جان کر پوری احتیاط کرنا۔ اس رموز فہم نے بھی اپنی تیریت اس میں جانی بہ نسبت اور روزوں کے وہ عنان کشاں سواری کے ہمراہ ہوا۔ جو ہیں بادشاہ کا ہاتھی نور جہاں کی دونوں فوجوں کے آدمیوں کے درمیان آیا اور نقیبوں نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرا کے لئے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خاں اور اوسکی ہمراہی متوجہ ہوئے۔ اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدوں کی آنکھ کو خیرہ کیا کہ یک بارگی بائیں طرف کی سپاہ شمشیر و سناں و تیر لئے اپنی جگہ سے لپک کر نہایت چستی و چالاکی سے آئی اور طرفۃ العین میں راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خاں کے منصوب کئے ہوئے تھے کام تمام کیا اور بادشاہ کو اون کے شر سے ماموں کیا۔ اور اسی گرمی اور جلدی میں ایک فیلبان جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ قابو کے لئے چشم بر راہ تھا۔ بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا۔ مہابت خاں اور اوس کے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہو کر بائیں طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی میں کوشش کریں

کہ دائیں طرف کی سپاہ قدیم فیل کے اطراف میں آئی اور جدید جان بازاروں کے ساتھ متفق ہوئی اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور دفع اعدا میں بازو کھولا۔ مہابت خاں نے ماجرائے کار اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہوکر جانا کہ کار اور اختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے درپے ہوکر جان دینا شرط عقل نہیں ہے اس ضمن میں اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب میں حاضر ہوئے اور جان فشانی پر کمربستہ ہوئے ایسی حالت میں مہابت خاں اپنے لشکر کی طرف کنارہ کشی کرکے ایسا باہر گیا کہ اوس کے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خاں کے ہمراہی متفرق ہوکر بھاگ گئے اور بغیر قتال و جدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے پنجہ سے نجات پائی۔ جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت پوچھی تو نور جہاں نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائے۔ مہابت خاں کو چھوڑ دیجے کہ جہاں اس کا جی چاہے چلا جائے۔ بلکہ اوس نے مہابت خاں پاس بادشاہ کی زبانی بلند خاں خواص کے ہاتھ لطف و اخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیوں کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آپ بہت سے عبور کرو۔ مہابت خاں آب رہتاس سے گذر کر اترا۔ اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہاں وہ پہلے گرفتار ہوا تھا۔ اب اپنی رہائی کے شادیانے بجوائے۔ اور آخر روز میں مہابت خاں پاس افضل خاں کو بھیجکر پیغام دیا کہ آصف خاں اور اوس کے بیٹے ابو طالب اور دانیال کے بیٹوں کو جو اوسکے پاس تھے بھیجدو ہم تمہاری تقصیر معاف کردینگے۔ اور خود شاہجہاں کے تعاقب میں جاؤ جو اس وقت ٹھٹھہ میں ہے۔ مہابت خاں نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خاں کے حوالہ کیا اور آصف خاں کے باب میں یہ عذر کیا کہ میں بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہوں لاہور سے گذر جانے تک آصف خاں اور اوس کے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں۔ بادشاہ اس کے اس جواب سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا۔ مکرر افضل خاں کو بھیجا اور اپنی اور بیگم کی طرف سے کلام الٰہی کی قسم کھائی۔ مہابت خاں تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیام میں دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خاں کو اپنے پاس طلب کرکے ایسی شدید قسمیں دلائیں

شاہجہاں کا ٹھٹھہ جانا اور وہاں سے لوٹنا

س سپ وخلعت وفیل تواضع کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا اور ابوطالب کو چند روز نگاہ رکھا
س وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجائے کہ فوج اوس کے تعاقب میں تو نہیں مقرر ہوئی بعدازاں
س کو بھی باعزاز مرخص کیا۔

اوائل ماہ آبان میں بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہاں کا حال سنو کہ جب اوسنے
یت خاں کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوس کا مزاج شورش میں آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور
م سامان کے اوسنے داعیہ مصمم کیا کہ پدر والاقدر کی خدمت میں پہنچکر مہابت خاں کو کردار
سنجار کی سزا دے وہ ۲۳۔ رمضان کو ۱۰۳۵ھ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر ترنگ سے چلا
س گمان سے کہ اس مسافت میں شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے۔ جب وہ اجمیر میں آیا
یہ کشن سنگھ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی
جمعیت متفرق ہوگئی۔ کل پانسو سوار نہایت پریشان وتنگ دست ہمراہ رہے اور اوس کو یہ
معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اس سے صاف نہیں ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اور
فساد دور نہیں ہوا اس واسطے باپ کی خدمت میں جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ رائے
ٹھیری کہ ولایت ٹھٹھہ میں چند روز گوشہ گزینی میں بسر کیجئے۔ اجمیر سے ناگور میں اور ناگور سے
جودہ پور میں اور وہاں سے جیسلمیر میں اوس نے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایوں بھی اپنے ایام مصیبت
اسی راہ سے گیا تھا۔ ایام شاہزادگی میں شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہاں کی محبت
خط وکتابت تھی۔ اور اس برج مرج میں بھی اوس نے شاہجہاں کا حال پوچھا تھا۔ اس لئے
اس کے دل میں آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہیئے ممکن ہے کہ اوس کی مہربانی اور
تفاق ومعاونت سے جو شورش وفساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔ جب
شاہجہاں ٹھٹھہ میں آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکر میں سے سوار وپیادہ جمع
کے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہاں پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے
مہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر میں وہ آیا۔ اوس نے پہلے سے یہاں کے
حصہ کی مرمت کرکے بہت توپ وتفنگ برج وبارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیوں کے متعلقین کو

شاہجہاں کا دکن جانا

دروازہ حصار پر لایا اور متحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا۔ شاہجہاں نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کریں اور اپنے تئیں توپ و تفنگ سے ضائع نہ کریں باوجود اس کے جوانان کا طلب کی جماعت اپنے تئیں ضبط نہ کر سکی اور شہر کے حصار بند پر یورش کی۔ برج دبارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھ کام نہ ہونے دیا۔ وہ واپس آئے۔ کچھ دنوں کے بعد پھر شیر دل بہادروں نے قلعہ پر حملہ کیا۔ قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہوں نہ تھے سر پر پیریں لگا کے دوڑ گئے مگر وہاں ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تھا اور پیچھے آنا محال تر توکل کا حصار باندھ کے بیٹھے۔ ہر چند شاہجہاں آدمی بھیجکر اون کو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو میں بیٹھ گیا اور پھر نہ پھرا۔ شاہجہاں اس وقت بیمار تھا غرض ایسے سبب ہوئے کہ اس نے عراق جانے کا ارادہ فسخ کیا۔ شاہزادہ پرویز کی بیماری کی بھی متواتر خبر آتی تھی اس کا ضعف نہایت قوی ہو گیا تھا۔ ٹھٹہ کی فتح میں شاہجہاں نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہ جانا۔ گجرات اور برار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا۔ وہ ایسا بیمار و ضعیف تھا کہ پالکی میں سوار ہوتا تھا۔ اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اُسنے سفر کیا۔ یہ وہی راہ ہے جس پر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تھا۔ شاہجہاں ملک گجرات سے راج پی پلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبگ میں آیا جہاں اسکا بنگاہ تھا اس ملک میں کوئی عمارت نہ تھی اس لئے وہ جنیر میں چلا گیا۔ ٹھٹہ جانے میں اجمیر کی راہ سے ۱۵۴۰ کروہ کی مسافت چار مہینے میں ۷۰ کوچوں اور پچاس مقاموں میں طے کی۔ مراجعت میں احمد آباد کی راہ سے ۲۰۰ کروہ کی مسافت ۴۰ کوچ اور ۱۰ مقام میں طے کی۔

شاہزادہ پرویز کی وفات

غرہ شہر پور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا۔ شراب بہت پیتا تھا۔ اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۷ صفر ۱۰۳۵ھ کو ۳۵ سال کی عمر میں مر گیا۔ وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے۔ آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا۔

مہابت خاں ٹھٹہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سُنا کہ بائیس
لاکھ روپیہ نقد اوس کے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے۔ اوسنے
بادشاہ کی طرف سے صفدر خاں کو ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا کہ بہت جلد جاکر اوس روپیہ
کو تعین لے۔ جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خانہ کو
سرائے میں لیکر متحصن ہوئے۔ جانتک ممکن تھا مدافعہ ومقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے
سرائے میں آگ لگادی اور اوس کے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے
صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خاں کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخاناں کو ہفت ہزاری
ذات وسوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خاں کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر
اس کی تیول میں مقرر ہوا۔

مہابت خاں

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خاں حبشی کہ
دکن میں ملک عنبر کے بعد سرداری میں اس کا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام
فوج کا عہدہ اوس کو تفویض ہوا تھا دہ بندگی اور دولت خواہی اختیار کرتا ہے اور پانچ سو سواروں کے
ساتھ جالنا پور میں آیا ہے اور سر بلندرائے کو لکھا ہے کہ میں نے فتح خاں پسر ملک عنبر اور نظام الملک
کے سرداروں سے دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون میں سے میں نے پیش قدمی کی ہے نامبردہ
بھی ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے در پے آئینگے۔ جب خانخاناں سر بلندرائے کی تحریر سے
حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوس نے یاقوت خاں کو خط لکھا جسمیں نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر
تھی اور اوس کو سرگرم عزیمت کیا اور سر بلندرائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت
و مراسم مہمان داری بجالائے۔

دکن کے واقعات

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خاں پسر عنبر کو
حمایت سے نو دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی میں بہکر فساد برپا کیا ہے۔ عمدۃ الملک خانجہاں نے
لشکر خاں کو بندہائے کہن سال میں تھا اور کارواں تھا برہان پور کی حراست اور محافظت سپرد
کی اور خود لشکر کے ساتھ بالاگھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور وہیں رہا اور حمید خاں نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک و مال کا اوس کے قبضہ اقتدار میں سپرد کیا۔ حمید خاں نے ایک عورت پر عاشق ہو کر نکاح کیا تھا۔ اس کا استرضائے اس مرتبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے تھے۔ اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتۂ الفت مستحکم کیا تھا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہو گئے تھے۔ اس کا حال آگے بیان ہوگا۔ اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہاں کا رفیق بنایا ہدیے اور تحفے اور نامہ و پیام محبت التیام بھیجکر بنائے دوستی و پدر خواندگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور افسوں سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی میں تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھ حن اور دو تین لاکھ روپے کے جواہر خاں جہاں کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھ سے گیا تھا اور اکبر و جہانگیر نے ہزاروں جانیں کھو کر اور کروڑوں روپے خرچ کر کے لیا تھا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کر کے طمع سے بیچ ڈالا۔ ایک دو محال کے محصول کے عوض میں دو بادشاہوں اور دو تین نامدار شہزادوں اور امرائے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑوں روپے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر میں صرف ہوئے مفت رائگاں ہاتھ سے دیدیا۔ اور امرائے شاہی کے نام جو تھانوں میں مقرر تھے نوشتے بھیجدیے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کر دیں۔ ان سب نے اس کے حکم کی اطاعت کی مگر خنجر خاں حاکم احمد نگر نے خانجہاں کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیاں میرے سر کے ساتھ وابستہ ہیں پرگنات تعلقہ مال محال نواح احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھ آگیا۔

خانجہاں کا بالاگھاٹ کا ملک نظام الملک کو سپرد کرنا

حمید خاں حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب ادیوں میں سے تھی ابتدا میں کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتوں پر شیفتہ تھا تو اوس کے حرم سرا میں داخل ہوئی وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیوں کو خبر نہ ہوتی تھی اور یہ مکارہ عمدہ آدمیوں کی عورتوں کو جو حسن صورت اور زشتی سیرت میں شہرت رکھتی تھیں نظام الملک کی تسخیر دل کے لئے گمراہ کر کے اس کے بزم عشرت کا ہمدم بناتی غنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے سرانجام میں مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوس کے ہاتھ میں ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اور

حمید خاں اور اسکی بیوی

[illegible] اس کی سواری کے ساتھ پیادہ چلتے اور اپنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے۔ عادل [illegible] اور نظام الملکیوں میں ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تھی۔ اور ان میاں بیوی کے [illegible] کے زمانہ میں خیر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلوں اور توپخانوں کو لے کر [illegible] آتا ہے۔ نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اُس سے [illegible] اس جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجئے اگر میں خصم پر غالب ہوئی تو [illegible] تک خلق کی زبانوں پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ [illegible] کو مقابلہ کرکے ہزیمت دیدی ہے اور خدانخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہیں گے کہ بادشاہ نے [illegible] عورت کو مغلوب کیا۔ پھر اس کا تدارک ہوسکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی [illegible] تمامتر فیں کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دے کر اور جنگی ہاتھیوں اور توپخانہ [illegible] چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی۔ امیروں سے خوش زبانی [illegible] امیدیں دلائیں اور وعدہ و عید و تہدید کرکے اون کو سرگرم کارزار کیا۔ اور بہت سے [illegible] مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے۔ ہاتھ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے [illegible] جاتے ہیں۔ میدان کارزار میں صفوں کو آراستہ کیا۔ لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت [illegible] کرتے اون کو وہ کڑے مرصع طلا و نقرہ کے دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی کے [illegible] ہوئے ٹوکرے ساتھ رکھتی اور فوج کو پہنچاتی۔ غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مردانگی [illegible] لے بٹھادیا۔ پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہوگئی۔

[illegible] الحاصل خانجہاں نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کھائی اور ایسا بڑا ملک اپنے [illegible] روپیوں کو بیچ ڈالا جو ہندوستان کے بادشاہوں کے ایک روز کے خرچ کے لئے [illegible] کرتا۔ اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئیں مطعون کیا۔

خانزادخاں کی جگہ مکرم خاں ولد معظم خاں حاکم بنگالہ مقرر ہوا تھا۔ وہ یہاں آنکر کامیاب [illegible] ہوا۔ بحسب اتفاق ایک زمان شاہی اوس کے نام گیا وہ اوس کے استقبال کے لئے کشتی [illegible] سوار ہوا۔ اوس کی کشتی ایک نالہ میں ڈوب گئی وہ اور اوس کے سب ہمراہی بحر فنا میں غریق ہوئے

دولت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال وہ پانچ لاکھ روپے نور جہاں بیگم کے خزانہ عامرہ میں داخل کیا کرے۔

اس عرصہ میں کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً میں دمہ کے مرض نے جو مدت سے اس کے ساتھ تھا زور کیا اور بُرے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی پالکی میں سوار نہ ہوتا کچھ دنوں بعد اس مرض میں تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس کے رفیق مُنس لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے چند پیالوں پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت میں شہزادہ شہریار دارالثعلب کے مرض میں مبتلا ہوا۔ ڈاڑھی مونچھ کے بال اُڑ گئے لنڈ منڈ ہوگیا۔ ہواخواہوں کی مصلحت کے تقاضے سے اور نور جہاں کی ممانعت کے اوس نے لاہور میں علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی خدمت سماجت کی۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نور جہاں نے مصلحت کار کے لئے احتیاطاً داور بخش پسر خسرو کو اوس کے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے۔ اب جو وہ جانے لگا اوس کے لیجانے کو اپنے لئے ایک بارنگین سمجھا اوس نے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے ارادت خاں کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی راہ لی بارہ مولہ میں آیا۔ شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ اس طرح شکار کیلئے کہ زمیندار ہرنوں کو گھیر گھار کر تیغہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اون پر بندوق کا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھلاتے۔ اس ملک کا ایک اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو بھگا کر لایا۔ ہرن ایک پرچہ سنگ پر اڑ کر ہو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جاکر اوس کو بھگائے کہ قدم کا آگے رکھنا تھا پھسلا آگے درخت تھا اوس کو پکڑا تو وہ بھی اُکھڑا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے آیا۔ سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ یہ دیکھ کر گھبرایا اور کھڑا ہوا کہ پیادہ کی مدد کو پہنچے آئی روپیہ سے اوس کی تسلی کی۔ مگر اس کا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا یہ وہی نے اپنی صورت میں حضرت عزرائیل کی تجلی دکھادی۔ اب بادشاہ لاہور کی طرف

آگے بڑھا۔ پہاڑ کے آثار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا۔ شراب سے بھی نفرت ہو گئی
رایچور کی راہ میں ایک پیالہ پیا تھا وہ حلق سے نہ اُترا قے ہو گیا۔ دولت خانہ تک پہنچتے
پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی۔ پیر دن چڑھے ۲۸۔ شہر صفر ۱۰۳۷ھ مطابق ۲۸۔ اکتوبر
۱۶۲۷ء کو سفر آخرت پیش آیا۔ ساٹھ برس کی عمر تھی۔ ۲۲ برس سلطنت کی۔ یا ۲۱ سال
۸ ماہ ۴ روز تاریخ وفات ؎ خرد گفتا جہانگیر از جہاں رفت ؎ جہانگیر کے مرنے سے
نور جہاں کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی۔ سارے سہاگ اوس کے خاوند کے ساتھ خاک
میں مل گئے۔ سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا
تا دم واپسیں اس سوگ کو اپنے ساتھ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے شہ
بنانے کا خیال نہ چھوڑا۔ ہر چند اوس نے اپنے بھائی آصف خاں کو تجہیز و تکفین اور امور
کی مصلحت کے لئے بلایا۔ مگر اس کو اپنے گھر میں سلطنت لینی تھی ۔ اپنے داماد کو چھوڑ
بہن کے داماد کے لئے کیوں تدبیر کرتا۔ اوس نے سلف عذر کر کے دفع الوقت کیا
اعظم خاں اور ایک جماعت امرا کو جو اوس کے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستاں بنا کے داور بخش
پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوس کو مژدہ سلطنت سُنایا جو محض خواب و خیال تھا۔ داور بخش
جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتہ سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہا نگی یہ تخت
تختہ بنے گا وہ اس امر پر بے اختیار راضی نہ ہوا۔ اضطرار اوس نے انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا
عہد و سوگند سے اوس کی تسلی کی گئی اور بہ تقاضائے مصلحت بیعت کر مریض کی جان کے خوف
لے گوسفند کو صدقہ کے لئے لاتے ہیں تخت پر بٹھایا۔ چتر سر پر رکھا۔ شرمانثار اور نثار کیا
منزل بمنزل میں اوس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ نور جہاں بیگم چار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق
کی نعش کو لیکر لاہور میں لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا۔

داور بخش کی تخت نشینی

آصف خاں نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز رو میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے
ہاتھ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہاں پاس پر لگا کر اُڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال
ہوا۔ عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوس کو ایسی بلدی تھی کہ عرضداشت لکھنے

داور بخش اور شہریار کی گرفتاری اور شہریار کا اندھا ہونا

ت صاف نہ کیا۔ زبانی باتیں اوس کو سمجھا دیں کہ اول بہت جلد مہابت خاں پاس جانا اور
سے ساتھ شاہجہاں کی ملازمت میں آنا اور جلد روانہ ہونے میں مبالغہ کرنا۔

نورجہاں بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خاں
تھا اور نورجہاں کے ساتھ ہمراہ تھا۔ آصف خاں نے دونو بہنوں کے گھر پر چوکی بٹھا کر امرا اور
قاصد کی آمدورفت بند کردی۔ سب امرا جانتے تھے کہ آصف خاں نے دولت شاہجہانی
کی حمایت واستدعا کی یہ تمہید کی ہے کہ داوربخش کو بادشاہ بنایا سب اوسکی اطاعت کرتے تھے
نورجہاں بیگم اس اندیشہ و تدبیر میں تھی کہ شہریار کو سریر آرائے سلطنت کرے۔ شہریار نے
لاہور میں باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئیں بادشاہ
بنایا۔ اور خزانوں اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا۔ جس شخص نے جو مانگا وہ
اس کو دیدیا۔ اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے میں مصروف ہوا۔ اور ایک ہفتہ میں خزانہ کے نوے
کروڑ روپیوں میں سے ستر لاکھ روپے قدیم و جدید منصبداروں کو دیدئے کہ اونکے ہاتھ کو لیں لئے
مستقل بادشاہ ہو جائے۔ بایستغر خاں پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور میں شہریار پاس
جہاں آیا تھا وہ اُس کا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور لشکر کو دریائے راوی کے پار لے گیا۔ اس طرف سے
آصف خاں بڑھا ایک ہاتھی پر داوربخش کو کہ وہ دبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹھایا۔ دوسرے
ہاتھی پر آپ سوار ہوا۔ لاہور سے تین کوس پر دونو لشکروں کا آمنا سامنا ہوا۔ اول ہی حملہ
میں شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا۔ اور ساری فوج فرار ہوئی۔ بعض قلعہ لاہور میں داخل
ہوئے۔ اور ایک جماعت داوربخش کی سپاہ سے آن ملی۔ شہریار دو تین ہزار سواروں کے ساتھ لاہور
سے باہر تیرنگی تقدیر کا منتظر تھا کہ ؎ ناخود فلک از پردہ پہ آرد بیروں ؎ کہ ناگاہ ایک ترکی
نے جنگ گاہ سے دوڑ کر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود
اپنے پاؤں کو جال میں پھنسایا۔ دوسرے دن امرائے حصار شہر کے متصل لشکر گاہ بنایا۔ اکثر
شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خاں سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خاں گیا اور
بادشاہ دولت خانہ میں ٹھیرا۔ اور صبح کو اور امرائے عظام قلعہ میں گئے اور داوربخش کو سریر آرا کیا

شہریار بادشاہ کی حرم سرا میں جریدہ گیا۔ فیروز خاں خواجہ سرا نے اوس کو پکڑ کر اللہ وردی خاں کو سپرد کیا۔ اور وہ اوس کو داروغہ بخش کے روبرو لایا۔ اور مراسم کورنش و تسلیم اُس سے ادا کرائیں اُس کو محبوس کیا۔ اور دو تین روز بعد اندھا کیا۔ تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی۔ رباعی

زنرگس گلاب ارچہ توان کشید　　کشیدند از نرگس من گلاب

اگر از تو پرسند تاریخ من　　بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خاں نے عرضداشت میں نوید فتح شاہجہاں پاس ارسال کی اور التماس کیا کہ حضور بہت جلد یہاں تشریف فرما ہو کر آشوب و اختلال سے خلاص کریں۔ اب بنارسی اور شاہجہاں کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے۔ بنارسی منزل بمنزل چکر ہتی سے جو دسطہ کشمیر میں ہے بیس روز کے عرصہ میں ۱۹۔ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہے وہ اول مہابت خاں کے پاس جو شاہجہاں کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا۔ اور صورت حال کو عرض کیا وہ برق و باد کی طرح حرم سرا میں پہنچا اور خبر دیجی۔ شاہجہاں محل سے باہر آیا اور بنارسی زمین بوس ہوا۔ حقیقت حال عرض کی اور آصف خاں کی مُہر بادشاہ کو دی اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہاں کو رنج و غم ہوا۔ مراسم تعزیت کا وقت یہ نہ تھا۔ مہابت خاں کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۳۔ ربیع الاول کو ۱۰۳۷ھ کو بخومیوں کی مہورت کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ اور آصف خاں کو بنارسی کے بھیجنے کا اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ڈاک چوکی میں بھیجا۔ خاں جہاں خاں صوبہ دار برہان پور میں تھا جسکی تقصیرات کا بیان اوپر ہوا۔ اون پر شاہجہاں کو اطلاع تھی مگر اوس پر بھی اوس نے جان نثار خاں کو اس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا۔ وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار اور دریا خاں رُہیلہ اور آقا افضل دیوان دکن (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نور جہاں بیگم شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب میں عرضداشت نہ بھیجی اور جان نثار خاں کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور میں اپنے بیٹوں کو سکندر خاں لوحانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مثل

شاہجہاں کا آنا

رجہ گ سنگھ وغیرہ کو جو اوس کی رفاقت میں مجبوری سے تھے ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ
کے اکثر قصبات ومحالات کو تاخت وتاراج کیا اور اس مخالفت وبغاوت کا نقارہ بجاکر
برہان پور میں مراجعت کی۔

شاہجہاں جب بابا پیارے کے معبر گذر اشیر خاں عرف ناہر خاں کی عرضی آئی جسمیں اطاعت
وخدویت کا اظہار اور سیف خاں کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا۔ سیف خاں اسوقت احمد آباد میں
صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہاں کے ساتھ بہت گستاخیاں کیں تھیں اپنے کاموں سے
اوس کو ہراس خوف بہت تھا۔ شیر خاں کی عرضداشت آنے سے اُس کی تصدیق ہوگئی اس لئے
شیر خاں کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر معتمد خاں
کے حوالہ کرے اور سیف خاں کو نظر بند کرکے ہمارے پاس بھیجدے اوسوقت سیف خاں سخت
بیمار تھا۔ ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خاں کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت
تھی اور سیف خاں کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنوں کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خاں کی
شفیع ہوئیں۔ بیگم کی التماس کے موافق خدمت پرست خاں کو حکم ہوا کہ وہ شیر خاں کو پیغام پہنچادے
کہ سیف خاں کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اُس کو نہ پہنچائے۔ بادشاہ نے دریائے نربدا
سے عبور کرکے قصبہ سنور میں وزن قمری کا جشن کیا۔ دھیر خاں بارہ نے آنکر شہریار کے مکحول
ومقید ہونے کی اور دانیال کے بیٹوں کے محبوس ہونے کی خبر سُنائی۔ سیف خاں قریب المرگ
ہوگیا تھا۔ شاہجہاں نے اوس کی تقصیر معاف کیں تو پھر اوس کی جان میں جان آئی۔ بیماری
صحت سے بدل گئی۔ جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد میں آیا تو شیر خاں مع عیسیٰ خاں شرف اندوز
ملازمت ہوا۔ شیر خاں کو منصب پنج ہزاری وصوبہ داری احمد آباد سے سربلندی ہوئی۔ اور عیسیٰ خاں
چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹہ کی حکومت سے معزز ہوا۔ یمین الدولہ
آصف خاں پاس خدمت پرست خاں فرمان لایا کہ جو کچھ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے
اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹوں کو جو مادہ فساد ہیں شہر
عدم کو روانہ کرے تو ہوا خواہان ملک اور سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا۔

سروانت ملک تا برتن است　　تن ملک را فتنہ برآہن است

اس فرمان کے پہنچنے کے بعد آصف خاں نے حکم کے مطابق ۲۲۔ جمادی الاولےٰ کو داور بخش اور اوس کے بھائی گشتاسپ شہریار اور دانیال کے بیٹوں طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا۔ بایسنغر خاں پسر دانیال بچ کر چلا گیا۔ اور شاہجہاں کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھوایا۔ جب شاہجہاں سرحد رانا میں آیا۔ تو راما کرن جو ایام شاہزادگی میں جانفشانی کی شرطوں کو بجالایا تھا۔ زمین بوس اور مورد الطاف ہوا۔ اجمیر میں شاہجہاں پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقوں کو خیرات میں دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہاں بنائی جائے اور اس کے جلد بننے کی تاکید کی۔ مہابت خاں کی درخواست کے موافق اجمیر کی صوبہ داری اوس کو مرحمت ہوئی۔ جایگیر رعیت کی حفاظت کے لئے اور رعایا اور زیردستوں کے حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستوں کی تنبیہ کیلئے خداترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور میں دار الخلافہ آگرہ میں شاہجہاں آیا۔ اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا۔ دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت بخشی

جہانگیر کی سلطنت میں سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان میں سفیر شاہ انگلستان آیا وہ ۱۵۸۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اوکسفورڈ یونی ورسٹی میں اوس نے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی میں سے تھا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل وزیرک اور ناموس دوست مہذب و دلیر تھا۔

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوس کو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ ریسٹ انڈیس کے سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ ۱۶۰۹ء میں امیزوں کے کنارہ پر آیا ۱۶۱۴ء میں وہ کامن ہوس میں مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ سال آیندہ میں جہانگیر کے دربار

سرطامس رو کی ملاقات پرویز کے ساتھ

سرطامس رو کا سفر سورت سے برہان پور تک

سورت میں سرطامس رو کا رہنا

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اس وقت یہ کمپنی حالت طفلی میں تھی۔ بعد اس کے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا۔ پھر دنیا کا سفیر ہوا۔ ۱۶۴۴ء میں چھتر برس کی عمر میں مرگیا۔ اوس نے جو اپنا اور جہانگیر کا حال لکھا ہے اوس کو ہم نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو سمندر میں انگریزی جہاز جھنڈیوں و بیرقوں سے آراستہ ہوئے۔ اسّی توپیں میری سلامی میں چھوڑی گئیں پٹھان اور سوداگروں اور اسّی مسلح آدمیوں سے مرا بوڈی گارڈ اوف اونر مرتب ہوا۔ بادشاہی افسروں نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ میں مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بد اخلاقی کی کہ میرے نوکروں کی تلاشی لینے لگے۔ میرے بکسوں کو توڑا۔ ہر چند میں نے کہا کہ ان بکسوں میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہوں مگر اونھوں نے اوس کے کہنے کو ذرا نہ سنا شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہاں اس انتظار میں مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیاں اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملیں کہ میں برہان پور تک ان تحائف کو لے جاؤں طامس رو کا سفرنامہ ۲۶۔ ستمبر سے ۲۰۔ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ کے سنہ و تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے۔

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب میں گیا ہوا تھا۔ اوس نے اجمیر کو اپنا صدر مقام بنایا تھا۔ سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہان پور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی میں پندرہ روز میں سورت سے برہان پور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات دہات میں مٹی کے ڈھیر پڑے تھے۔ ان میں کوئی مکان اُترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چوروں کے ہاتھ سے ایک منزل میں تیس سواروں اور بیس بندوقچیوں نے مجھے بچایا۔ برہانپور میں کوتوال سو سوار جھنڈیاں لے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھکو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے سنگین شاندار بنا ہوا تھا۔ مگر اوس کے اندر کمرے تنور کی مانند تھے۔ اس لئے میں اپنے خیمے میں سویا اول نومبر سے ۱۶۱۵ء تک مغلوں کی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوس کا صدر مقام برہانپور تھا یہاں میں نے پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہاں بادشاہی کرتا تھا۔ اوسکی حویلی کے آگے

سواروں کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا۔ میں اسکے دربار میں داخل ہوا وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اوس کے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا۔ تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا جس پر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جس میں امرا کھڑے رہتے تھے۔ میں نے پرویز کے آگے زمین بوس ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ میں ایک بادشاہ کا سفیر ہوں نوکر نہیں ہوں۔ میں چبوترہ کی تین سیڑھیوں پر چڑھا۔ امرا پرویز کے گرد غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے تھے۔ میں نے پرویز کے آگے سر جھکایا۔ پرویز نے بھی جواب میں سر جھکایا۔

میں نے بیان کیا کہ میں شاہ انگلینڈ کا سفیر ہوں۔ پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے۔ میں آگے سیڑھیوں پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے روک دیا اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ نہ سلطان ترکتہم رکھ سکتا ہے۔ یہ مغلوں کو گھمنڈ و غرور تھا۔ مگر پرویز نیک مزاج تھا۔ اوس نے میری درخواست منظور کی کہ برہان پور میں انگریز اپنی تجارت کی کوٹھی قائم کر سکتے ہیں۔ گاڑیوں اور پہرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھکو آگرہ تک پہنچاویں۔ اوس نے میری نذر کو میز بانی سے قبول کیا۔ اس میں ایک کیس شراب کی بوتلوں کا تھا اوسے دیکھ کر وہ پسیجا اور مجھ سے کہا کہ میں تم سے خلوت میں ملکر باتیں کرونگا وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا۔ مگر پھر مجھ کو اوس نے بلایا نہیں میں بے فائدہ انتظار کرتا رہا۔ اور آخر کو اوس نے بن ملے مجھے رخصت کر دیا۔ پرویز نے شراب اسقدر پی لی تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا۔ ۱۴۔ نومبر سے ۲۷ تک ۱۶۱۵ء۔

سفر اجمیر

ایک مہینہ کے عرصہ میں برہانپور سے اجمیر گیا۔ راہ میں مانڈو میں گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا یہاں سے چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دار السلطنت تھا۔ اور اب ایک ویران قلعہ تھا۔ سارے رستے بیلے بخار آتا رہا۔ میں ۲۳۔ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر میں داخل ہوا۔ ۱۰۔ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول ملاقات جہانگیر سے ہوئی۔ ۲۷۔ نومبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰۔ جنوری ۱۶۱۶ء تک سر رو کا دربار میں جانا ہندوستان کی تاریخ میں ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جس نے ہندوستان میں بعد ازاں شان و شکوہ سے سلطنت کی۔ اور سلطنت کر رہی ہے اوسنے دیکھا کہ

سر تھامس رو کا دربار میں جانا

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہے اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے۔ اوسنے سجدہ زمین بوس سے انکار کیا۔ بادشاہی آدمیوں نے بھی اوس پر کچھ اصرار نہیں کیا۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو تمام آدمیوں کو امرا سے جدا کرتا تھا۔ وہاں اول کورنش ادا کی پھر وہ سُرخ کٹہرہ تک جاکر امرا میں داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑھیاں چڑھا اور تیسری دفعہ کورنش بجالایا۔ اب وہ امرا اور شہزادوں کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس نے اس دربار کو جسکی تھی ایٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج کے اوپر ڈیکڑ ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھ رہے ہیں۔

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا۔ اور اوس نے شاہ انگلستان کو کہا کہ وہ میرا شاہی برادر ہے اوس نے شاہ جیمس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ فارسی ترجمہ اوسکے ساتھ تھا وہ لکھتا ہے کہ میں نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے یہ تحفے باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف و تلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی۔ میرے ہمراہیوں میں سے ایک باجا بجانے والے سے بادشاہ نے باجا بجوایا۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر ہی بادشاہ نے اوس کے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیوں کو بھیجا۔ اوس کو میری صحت کا فکر تھا اوس نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجدوں۔ اوسنے مجھ کو صلاح دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر میں رہو۔ جن باتوں کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے بے تکلف مجھ سے پوچھیں۔ پھر مجھ کو رخصت کیا۔ میں اپنی اس ملاقات سے بہت مبسوط ہوا۔ مجھ سے لوگوں نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمہاری ہوئی ہے۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء جب دربار ہو چکا تو جہانگیر پھر شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا۔ وہ باہر آیا اوس نے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوس کے نوکروں نے کوچ کو چلایا۔ اوس سر طامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئیں لباس اور تلوار سے آراستہ کرے۔ اوس نے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی۔ بادشاہ نے پرتگیزی پادریوں سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بیچے ہوتے ۔ ۲۵ - جنوری ۱۶۱۶ء کا خط بنام ایسٹ انڈیا کمپنی ۔

بہت مہینوں تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہد نامہ کی تیاریاں ہو رہی ہیں خرم نے میری خوب مدارات اور آؤ بھگت کی اور اُس نے وعدہ کیا کہ میں تمہارے خرخشوں کا علاج کرونگا ۔ جہانگیر نے بھی میری خاطرداری کی اور فرمانوں کو جاری کردیا کہ خشکی میں تمام راہ داری کے محصول معاف کردئے جائیں ۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے ۔ اگر کوئی اون سے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا ۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عہد نامہ ایسا حاصل کروں جسپر بادشاہ کے دستخط ہوں ۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہد نامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض میں انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے اور اپنی موعود تجارت کو بڑھائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہد نامہ کو اس سبب سے چاہتا تھا کہ وہ اون کی حکومت کا مانع ہوتا تھا ۔ سفرنامہ رو ۔

عہد نامہ کے بابت میں دشواریاں

ان عہد و پیمان میں سفیر انگلستان کو ایک اور وقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا کہ دربار میں جو کام ہوتا اوس کو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اُس کو دفتر شاہی بناتے ۔ جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات پر آگاہ ہوسکتا تھا ۔ جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفتروں سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مقید بہ زمانہ بن جاتی ۔

واجبات سلطنت سے عوام الناس کا واقف ہونا

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا ۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتوں پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا ۔ دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا ۔ اس کا تخت سیپ کا بنا ہوا تھا ۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جن میں موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوس میں موتیوں کی جھالر لٹکتی تھی اور اس میں سونے کے سیپ و ناشپاتی اور انار آویزاں تھے ۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جس کا طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۳ قدم تھا ۔ اس میں ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے ۔ اور اسکے اوپر شامیانہ ریشمی ۔ مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تھا اور وہ بانس کی چوبوں پر ایستادہ تھا اور چوبوں پر

جشن نوروز

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان تھے
ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں۔ اس شامیانہ کے
گرد امراء کے شامیانے کھڑے تھے اور اُن میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی
ہوئی تھیں۔ ۱۱۔ مارچ ۱۶۱۶ء

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی۔ اسباب کا بڑا انبار تھا مگر
اس میں عظمت و جلال نہ تھا۔ ساری چیزیں بے قرینے لگی ہوئی تھیں۔ وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک
کپ بورد پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپروں کی نمائش ہے۔ ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی
تھیں کہ میں انگلستان سے لایا تھا۔ یہ تصویریں جیمس اول۔ کوئین این۔ لیڈی ایلزبتھ۔ طامس سمتھ
اول گورنر ایسٹ انڈیا کمپنی کی تھیں۔ ۱۲۔ مارچ ۱۶۱۶ء

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا۔ نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا۔ اہلکاروں نے
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا۔ سرخ کٹھڑے میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر
سے کی جس کے بعد مجھ کو کسی نے منع نہیں کیا۔ شاید میں روکے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا۔
رانا اودے پور کا بیٹا اوس کے دربار میں آیا تھا۔ بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا
جہانگیر نے اوس کو اپنی تخت گاہ میں بلایا۔ اور اوس کے سر کو بغل میں لیا۔ ان رسومات سے
میں ناخوش ہوتا تھا۔ ہاتھیوں کی موجودات ہوئی۔ نباچنا گانا ہوا۔ ۱۲۔ مارچ سے ۲۳۔ مارچ ۱۶۱۶ء

سفیر کا جانا

اب میں نے جہانگیر سے عہد نامہ کی درخواست کی۔ اس درخواست سے الجھیڑا پڑا۔ ارکین
سلطنت نے یہ ارادہ کر لیا کہ انگریزی سفیر سے عہد نامہ نہ ہونے دیں۔ اُن کو اندیشہ تھا کہ شاید
جہانگیر عہد نامہ لکھنے پر راضی ہو جائے۔ ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں حجتیں بادشاہ کے سامنے پیش
کر رہا تھا آصف خاں و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان
کو قابو میں رکھا اور آصف خاں کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشاروں کے کرنے میں
بے سود تکلیف اُٹھانی پڑی۔ اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے
انگریزوں کو تکلیف پہنچائی ہے۔ جب میں نے آصف خاں و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

عہد نامہ کی مخالفت

سنکر خیال کیا کہ میں گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہوں۔ اس نے یہ کہا کہ پسر من پسر من آصف خاں لرزنے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جس نے بہت معذرت کی معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود کھڑا ہو گیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا۔

دوسری طرح اس واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان میں نے جاری کر دئے ہیں وہ کافی ہیں۔ میں نے عہد نامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اس نے کہا کہ انگریز کیا مجھے جواہر نذر کرینگے۔ میں نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہاں جہان گیر بادشاہ ہے آتے ہیں انگریز اسی کے جواہر لے کے اوس کے پاس کیسے لا سکتے ہیں۔ جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوس کو میری بات کا یقین نہیں ہوا۔ ایک امیر نے پرتگیزوں کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوا تلوار اور چاقوؤں اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہیں لاتے ہیں اور پرتگیز لعل زمرد الماس لاتے ہیں۔ ۲۲۔ مارچ۔

انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خاں و خرم کو زچ کیا۔ خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ باپ اس کا کہیں مخالف نہ ہو جائے۔ آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہد نامہ مسودہ تیار کرے یہ میری دلی تمنا تھی۔ میں نے عہد نامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا۔ اس عہد نامہ کی تحریر میں میں نے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا۔ یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے اور ہندوستان کے بادشاہ میں ہمیشہ مصالحت رہی ہے انگریزوں کو اختیار ہے کہ جہاں چاہیں تجارت کریں۔ جو بادشاہ کے لئے وہ تحائف لائیں وہ راہ میں بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائیں۔ بادشاہ کے استعمال کے بہانہ سے انگریزوں کا اسباب روکا نہ جائے۔ راہ داری کا محصول سب جگہ معاف ہو۔ فقط بندرگاہ میں جب ان کا اسباب جہاز سے اُترے اُسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول لیا جائے۔ اور جو انگریز مر جائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے۔ اسکے عوض میں بادشاہ جس چیز کو چاہے گا اوس کو قیمت پر انگریز انجام کر دینگے۔ وہ اوس کے سارے دشمنوں کے دفع کرنے میں مدد و معاون ہونگے۔ میں اس عہد نامہ میں کوئی بات مستثنےٰ نہیں کی جائیگی اور اُس پر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی۔ میں اس عہد نامہ میں یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہیں جو سارے ہندوستان میں ہر حاکم اور افسر کے حق میں مضر ہیں۔ تحفوں کی خاطر جہانگیر اسپر

سمر کر دیتا۔ مگر خرم اور آصف خاں نے ریڑہ باری اور اوس کو دستخط نہ کرنے دی ۔ مارچ سے ۱۳ مارچ تک

ارکین سلطنت کے فساد

اس وقت میں ارکین سلطنت میں باہم نا اتفاقی ہو رہی تھی نہ ان میں اصول قائم تھے نہ ان میں مخفی خیالات تھے۔ خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز سے بہتر ہو جاؤں۔ جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلالے اور اسکی جگہ خرم کو بھیجدے۔ جون ۱۶۱۶ء میں برہمنوں سے نیک ساعت روانہ ہونے کے لئے پوچھی گئی تو ۳ ستمبر تک اسباب سفر پہلے جمع ہوتا رہا۔ جون سے نومبر تک رہ۔

جہانگیر کا خوش گپ ہونا

اس درمیان میں میں نے کچھ کام نہیں کیا۔ اکثر میں دربار اور غسل خانہ میں گیا۔ جہانگیر ہر وقت خوش گپی کرنے کو تیار تھا۔ اس کو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تھا اوس نے اپنے مصوروں سے اونکی نقل اُتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا وہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کا گھوڑا یہاں آئے وہ کہتا تھا کہ اگر جہاز میں چھ گھوڑے سوار کئے جائیں تو اون میں سے ایک گھوڑا زندہ یہاں پہنچے گا اگر سمندر میں وہ وبلا ہو جائیگا تو خشکی میں جاکر پھر موٹا ہو سکتا ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا۔ دن بھر میں کتنی دفعہ اور کتنی شرابیں پیتے ہو اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے ہو کس طرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسے۔ وہاں شراب کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوس کو بنا سکتا ہے۔ سفرنامہ رو۔ مغل کے دربار کے اختیار ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے کہ اور مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں۔ نورمحل کی ایک عورت کی بابت دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پانوں تلے روندا گیا۔ عورت زندہ بغلوں تک زمین میں گاڑی گئی اور تین روز تک دھوپ میں سکھائی گئی۔ وہ جو بیس گھنٹے میں مرگئی۔ اس کے پاس ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ کا نقد جواہر نکلا۔ سفرنامہ رو۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے گئے۔ تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اُن کا خون بہا کیا گیا کہ اُنکے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے سفرنامہ رو۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس سے مجھ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا

عورت اور چوروں کا مارا جانا

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لئے آیا۔ اوسنے مجھ سے اخلاص پیدا کیا غالباً اوس کو یہ شوق تھا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہو اوس کو اپنے اوپر مہربان کرے۔ میرے سامنے اُس نے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰؑ کی اور اُسکی شریعت کی تعریف کی۔ اوس کی گفتگو بڑی مسرت ناک اور پُر نتائج ہوتی تھی۔ اُس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلوں کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتیں کیں۔ اُسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کس طرح حاصل کی جاتی ہے۔ نذروں وبھیٹوں کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور ترقی کرنے سے آمدنی بڑھ جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکھ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا۔ باقی آمدنی کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا۔ اوس کا منصب پنج ہزاری سوار تھا۔ دو سو روپیہ سالانہ ہر گھوڑے کا خرچ اوس کو ملتا تھا۔ وہ صرف پندرہ سو گھوڑے رکھتا تھا۔ باقی مردوں کی تنخواہ تھی۔ ہزار روپیہ روز اسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا۔ اوس نے کہا کہ بیس ایسے ہی اور امیر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجھ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے۔ سفرنامہ رو۔

۲۔ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تھا۔ بادشاہ چھ دفعہ سونے کی ترازو میں تلا۔ ایک پلڑے میں وہ آلتی پالتی مار کے درزی کی طرح بیٹھا تھا۔ اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا۔ یہ سب چیزیں غریبوں میں تقسیم کی گئیں۔ دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیوں کی بڑی نمایش ہوئی۔ بڑے ہاتھیوں کو لاٹ ہاتھی کہتے تھے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتھ چار ہتنیاں اور زنجیریں۔ گھنٹے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوس کے ساتھ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھ آٹھ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جن کے اوپر زریں و ریشمیں جھولیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان ہاتھیوں کی بارہ قطاریں بادشاہ کے روبرو سے گذریں اور اونھوں نے سلام کیا۔ میں نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا۔ ۲۔ ستمبر رو۔

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھ شراب پی۔ قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی

شخص جس کے منہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اگر کوئی
ن کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوس کی خبر ہوتی تو وہ اوس کو اپنے سامنے کوڑے
۔ جشنوں میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات
س بجے جہانگیر نے سرور کو آدمی بھیجکر بلایا۔ وہ اس وقت اپنے بچھونے میں پڑا
تھا۔ فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا۔ جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے
تھا۔ تخت جواہر سے مرصع تھا۔ امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سونے
ف ظروف پاس رکھے ہوئے تھے۔ شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے۔ سب نے شراب
صف خاں و خرم اور میں نے۔ جہانگیر نے جو آدمی نیچے کھڑے ہوئے تھے اُن میں رُپیوں کی
تھیلیاں پھریں۔ اوس نے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیروں کے پھینکنے کے لئے
ڈھیر کئے۔ آخر کو جہانگیر ایسا نشہ میں مست ہوا کہ سو گیا۔ روشنی گل کی گئی۔ امرا غسل خانہ
سے اپنے اپنے گھر گئے۔ سفرنامہ رو۔

غسل خانہ میں شراب نوشی

اس پر یہ ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے۔ جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر
جو وہ ساتھ لے گیا جو مر گئی تھی۔ جہانگیر اور اوس کے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا جب
سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ اول سفیر نے دینے میں عذر کیا پھر
تصویر اوس کو دیدی۔ اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے
تھے۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی۔ سفیر نے کہا کہ یہ
تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ بادشاہ نے
کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی میں اوس کو اپنی حرم سرا میں عورتوں میں لیجاؤں گا اور
اوس کی نقلیں اُتروا لونگا۔ ان نقلوں کو تمہارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لیلینا
سفیر روتے روتے کہا کہ میں نے تصویر مفت دی ہے میں اوس کو واپس نہ لونگا۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ
تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اُس سے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) کو
بھی محبت رکھئے۔ یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلاویز ہے۔

ملاسہ روی معشوقہ کی تصویر

ایک صاحب صوبہ کا بے عزت ہونا

یہ ایک واقعہ بھی مغلوں کے زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہو کر
عتاب میں آیا تھا اوس نے احکام کی اطاعت نہیں کی تھی۔ وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی تقصیر
کے لئے آیا۔ وہ ننگے پاؤں تھا۔ اُس کے ٹخنوں میں بیڑی پڑی ہوئی تھی۔ اوس کے سر کی
دستار آنکھوں پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی اور کو نہ دیکھے۔ وہ آداب بجالایا چند
سوالات اُس سے کئے گئے اور اوس کی تقصیر معاف ہوئی۔ اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو
خلعت رسم کے موافق دیا گیا۔ نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا۔ ۹ سے ۱۰۔ اکتوبر تک

زہر دینا خلاف شاہی کا

درگاہ شاہی میں میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سُنا کرتا تھا۔ پرویز دکن سے
بلا کر بنگالہ بھیجا گیا۔ جہانگیر کو دکن سے خانخاناں کے بلانے میں تامل تھا۔ وہ بڑا ذی اقتدار
تھا۔ اوس کے بلانے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں وہ بغاوت نہ کرے۔ جہانگیر نے اوسکو معافی کی خلعت
بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اور خانخاناں کے کسی رشتہ دار سے جو اوس کے حرم سرائے میں رہتی تھی
اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ خانخاناں اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا۔ وہ اوس کو
جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے۔ اوس نے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اُس کو زہر دیا۔ اُس نے کھانے
کے بجائے اپنی چھاتی میں رکھ لیا۔ ہر دفعہ اوس کو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا۔ جہانگیر نے اوس سے
انکار نہیں کیا۔ اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تاکہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہیں ہے۔ عورت
نے کہا کہ اب ہم دونو کا خانخاناں اعتبار نہیں کریگا جو جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا
اور مانڈو تک گیا۔ ۱۰۔ اکتوبر سفرنامہ رو۔

خسرو کے برخلاف سازش

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا۔ خسرو ایک راجپوت راجہ انی رائے کی حراست
میں مقید تھا۔ نورمحل اور آصف خاں نے اوس کے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے
اُن کو شاہجہاں کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تھا۔ ایک رات کو جب جہانگیر شراب
سے مست تھا تو اونھوں نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کیواسطے راتی رائے
بدرجہا بہتر ہے۔ اسی رات کو آصف خاں نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ
خسرو کو میرے حوالہ کرو۔ انی رائے نے انکار کیا۔ وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا

جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔

دوسرے روز انی رائے نے جہانگیر سے جو کچھ ہوا تھا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ میں مرجاؤں گا مگر خسرو کو دشمنوں کے حوالہ نہیں کرونگا۔ جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کی اور اوسکے پر چرخایا۔ اوس نے انی رائے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہیے جو اب کیا ہے۔ سات روز بعد نورمحل نے اس باب میں جہانگیر سے کہا اوسنے انی رائے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خاں کے سپرد کردے۔ غالباً انی رائے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہیں اس سے مشتبہ نہ ہوجائے جو اسنے حوالہ کیا۔

درگاہ شاہی میں ہر شخص کو یہ یقین تھا کہ اب خسرو اس لئے مارا جائیگا کہ حرم بے کہٹے ہوجائے۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگموں کے ساتھ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ سب نے کھانا پینا چھوڑا اور دہمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب مرجائیں گے۔ جہانگیر نے چند کہا کہ میں خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تھا۔ اوسنے نورمحل کو بھیجا کہ اونکو جاکر سمجھائے تو بیگموں نے اوس کو دہمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکھنی نہیں چاہتے۔ سفرنامہ رو۔

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک میں دور تک پھیلانا چاہتی تھی اس لئے یہاں سے جو خطوط کومپنی لکھتا تھا کہ وہ یہاں کے حالات سے آگاہ ہوجائے۔ ایک وقت آنیوالا ہے جس میں سارے ہندوستان میں کھل بلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزوں کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیوں کے واسطے ایک مامن ہوگا وہ عیسائیوں سے محبت رکھتا ہے اون کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزوں کا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیوں سے نفرت رکھتا ہے۔ وہ بڑا متکبر۔ جھوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ روا اپنے اس فیصلہ میں کہانتک صحیح تھا آیندہ دیکھا جائے گا۔ سفرنامہ رو۔

اسیر میں ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اسکے آنیکی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے۔ اوروں نے یہ خیال کیا کہ وہ

جہانگیر کی ہدایت

حرم سرا میں رونا پیٹنا خسرو کیلئے

سرجس روکا انگلش کمپنی کو تجارت کرنا۔

شاہ ایران کے سفیر کا اسیر میں آنا

اس لئے آیا تھا کہ ترکوں سے لڑنے کے لئے کمک طلب کرے۔ اسکی جلو میں پچاس سوار زرین کمان و ترکش منقش لے مسلح تھے۔ اس کے ساتھ چالیس بندوقچی اور دو سو پیادے سپاہی بھی تھے دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار میں بلایا گیا۔ اوس نے جہانگیر کی بے حد خوشامد کی۔ تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا۔ اس سجدہ میں وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تھا۔ جب اوس نے تحائف پیش کئے تو حاضرین روادن کو دیکھ کر شرمندہ ہوا اور اپنے دل میں لیا گیا۔ اس نذر میں ۲۷ عربی و عراقی گھوڑے نو بڑے خچر۔ سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے۔ دو جوڑے فرنگستانی لٹکنوں کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ۔ پانچ گینڈے۔ ایک اونٹ زرین اقمشہ ایرانی سے لدا ہوا۔ آٹھ ریشمی قالین۔ دو بعل۔ ۲۱ اونٹ انگوروں سے لدے ہوئے اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے۔ سات خنجر مرصع بجواہر۔ پانچ مرصع تلواریں سات جلبی آئینے تھے۔ سفر نامہ رو۔

چند روز بعد بادشاہ کے ظلم کا ایک تماشا دیکھنے میں آیا۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر کی دعوت کی۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا۔ ایسے موقعوں پر بخشی کام کیا کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی سے اوس کے ہاتھ سے پیالہ لیکر پیا۔ واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق کتاب میں داخل کیا۔ جہانگیر ایسا شراب میں مست ہوا کہ اوس کو یہ یاد نہیں رہا کہ میں نے شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اس سے کیا۔ اوسنے پوچھا حکم کس نے دیا تھا تو اوس سے کہا گیا کہ بخشی نے۔ ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بھولتا تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تھا۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا۔ اوس نے کتاب منگائی اوس نے مجرموں کو سزا دینی شروع کی۔ بعض پر سخت جرمانہ کیا۔ بعض کو درگاہ شاہی میں کوڑے پٹوائے۔ کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے۔ بعض پر لات گھونسے مارنے کا حکم دیا ایک یہیں مر گیا۔ بعض مجروح گھر گئے۔ سفیر اس سزا سے بری رہا۔ کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ ان مظلوموں کے حق میں کوئی کلمہ خیر لکھتا۔ سفر نامہ رو۔

خرم کا رخصت ہونا

سب چیزیں سفر میں جانے کے لئے تیار ہوگئیں۔ دربار میں خرم باپ سے رخصت ہوا۔ موتی اور الماس سے ہوئے لباس پہنے ہوئے تھا۔ لشکر گاہ چار میل پر تھا۔ وہ اس کوچ میں بیٹھ کر گیا جو انگریزی کوچ کی مثل یہاں بنائی گئی تھی۔ اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے۔ سارے رستے لوگوں پر وہ چونیاں کیتا ہوا گیا۔ دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ محل میں بہت سے خاص روگیا اوسنے دیکھا کہ بادشاہ جھروکہ میں بیٹھا ہوا ہے۔ دو خواجہ سرا اسپر مورچھل جھل رہے ہیں۔ وہ لوگوں کو چیزیں لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوڑی میں لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اس کو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تھی رسی میں اوپر کھینچ لیتی ہے۔ بادشاہ کی دو بی جھروکہ میں چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ اونھوں نے چلمن میں سے مجھ کو جھانک کر یکھا۔ میں نے اون کی انگلیاں دیکھیں۔ پھر اون کے چہرے پھر ساری صورت۔ وہ متوسط درجہ سفید رنگ تھیں اون کے سیاہ بالوں میں تیل پڑا ہوا تھا۔ الماسوں سے وہ چمک رہی تھیں مجھ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں بادشاہ جھروکوں سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے چلی گئیں۔ ۲۔ نومبر سفر نامہ رو۔

جہانگیر کا جھروکوں میں بیٹھنا

دربار میں جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تھے۔ میں ان میں جاکر فرش پر بیٹھا۔ جہانگیر آیا۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا۔ اس عرصہ میں اہل حرم پچاس ہتھیوں پر سوار ہوئیں یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے۔ تین ہاتھیوں پر مربع عماریاں لگی ہوئی تھیں۔ اون پر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور اُن پر چھتیں چاندی کی لگی ہوئی تھیں۔ رو۔

دربار میں امیروں کا حاضر ہونا

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا۔ ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہوگئے تھے اور توپوں کی آوازیں بھی اس میں سنائی دیتی تھیں۔ زینے کے نیچے ایک بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق میں کوئی سفید چیز لایا جس میں بادشاہ نے کچھ رکھی اور پھر اوس کو مچھلی سے لگایا اور پھر اوس کو اپنی پیشانی سے رگڑا۔ یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تھا۔ سفر نامہ رو۔

بادشاہ کا لباس اور اوس کے ہتھیار

جہانگیر اپنی بہادرانہ پوشاک پہنے ہوا تھا۔ کمخواب کا کوٹ بے آستینوں کے زیب تن تھا۔ اوس پر ایک کرتہ ململ کا تھا۔ اُس کی جوتیوں میں موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اوس کی دستاربیں پر لگے ہوئے تھے اور اوس کے ایک طرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تھا۔ دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمک رہا تھا۔ بیچ میں فخر و طی زمرد لگا ہوا تھا۔ اس کا پٹکا موتیوں کی لڑیوں اور یاقوتوں اور ہیروں سے گتھا ہوا تھا۔ گلے کے ہار میں تین دوہری لڑیاں موتیوں کی تھیں۔ اوس کے بازو بندوں میں ہیرے پترے لگے ہوئے تھے۔ ہر اُنگلی میں دو دو انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھا اوس کی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تھا۔ دونوں میں ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوئے تھا۔ جسمیں تیس تیر تھے۔ رو

لشکر گاہ تک بادشاہ کی سواری

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ میں بیٹھا جسمیں چار گھوڑے جُتے ہوئے تھے جن کے ساز سونے و مخمل کے تھے۔ کوچ ایسی بنائی گئی تھی جیسی کہ انگریزی کوچ آتی تھی مگر کمخواب سے منڈھی ہوئی تھی اس کا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تھا۔ بادشاہ کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے۔ اور اون میں لعل جڑے ہوئے تھے۔ گھوڑے کے سفید بالوں کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تھی۔ بادشاہ کے آگے نقارے اور تریاں اور دھوم کے باجے بجتے تھے۔ اور جھتر اور بہت سے امارات شاہی عجیب و غریب۔ نو گھوڑے جلو میں تھے جو لعل و موتیوں و زمردوں سے آراستہ تھے تین پالکیاں تھیں۔ ایک سونے کے پتروں سے منڈھی ہوئی تھی جسمیں موتی لگے ہوئے تھے موتیوں کی جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی۔ اور دو پالکیوں کے پردے کمخواب کے تھے۔ اس کے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تھی اوسکی پوشش اوتاری گئی تھی اور اسکی جگہ اور زریں پوشش چڑھائی گئی تھی۔ جہانگیر نے نور محل کو وہ دیدی تھی اور نور محل اس پر سوار تھی۔ جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندوستان کی بنی ہوئی کوچوں میں سوار تھے۔ بعد اسکے بادشاہی بیس ہاتھی تھے جو سونے چاندی میں لپٹے ہوئے تھے۔ ہر ہاتھی پر سیمیں پہر یرا طلس دریائی کے پہراتے تھے۔ امرا پیدل چلتے تھے۔ اور عورتیں ہاتھیوں پر سوار نصف میں

بیچے اس طرح جاتی تھیں جیسے زریں پنجروں میں طوطے۔ یہ اول دن کا سفر محل سے لشکر گاہ تک تھا۔ سارے رستہ میں چھ سو ہاتھیوں کا جلوس جن پر مخمل و کمخواب کی جھولیں تھیں۔ ہر ہاتھی میں ایک توپ ایک توپچی مربع انباری میں بیٹھا ہوا۔ اور اس کے ہر کونے میں ایک جھنڈا تھا۔ سڑک پر چھڑکاؤ خاک بیٹھنے کے لئے ہوتا۔ جہانگیر کے کوچ سے ایک فرسنگ پر سوار و پیادہ کے کوئی سوار نہیں آسکتا تھا۔ سفرنامہ رو۔

جب سواری چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا۔ جہانگیر اس دروازہ پر ٹھیرا جہاں خسرو مقید تھا۔ خسرو نے بادشاہ کے آگے آنکر کورنش کی۔ اس کے ہاتھ میں ایک تلوار اور سر تھی اوس کی ڈاڑھی چھاتی تک بڑھی ہوئی تھی۔ یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہ بانی کی تھی۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہو کر وہ ساتھ چلے۔ اور ایکہزار روپیہ دئے کہ وہ آدمیوں کو بکھیر دے۔ آصف خاں اور خسرو کے اور دشمن مجبوراً پیدل چلتے تھے۔ محل کے دروازہ تک یہ پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑھ کر خیمہ گاہ پر آیا۔ بادشاہی خیمہ و خرگاہ عجیب شان و شوکت رکھتے تھے۔ نصف میل کے گرد قناتیں گھیرا کئے ہوئے تھیں۔ یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج و بارہ بنے ہوئے تھے۔ وہ چوبوں کے درمیان کھڑی تھیں جن کے سروں پر پیتل کی برچھیاں لگی ہوئی تھیں۔ قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ تھیں اور اندر کی طرف تصویریں پرکالوں پر بنی ہوئی تھیں۔ داخل ہونے کا دروازہ بڑا خوبصورت بنا ہوا تھا۔ میں اول درجہ میں گیا۔ مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا۔ نیچے پائنداز بچھونا بچھا ہوا تھا اور کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا۔ سفرنامہ رو۔

جہانگیر کوچ پر بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا۔ دروازہ پر امرا صف باندھے ہوئے تھے جہانگیر اون کے درمیان چلا۔ اوس نے طامس رو پر ایک نظر ڈالی۔ سفیر انگلستان نے کورنش کی۔ جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا۔ وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑھا۔ اور پانی مانگا سر ہاتھ دھوئے اور چلا گیا۔ سفرنامہ رو۔

بادشاہی خیمہ و خرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اُس میں مربع صحن تھے

جنمیں ایک سے دوسرے میں رستہ جاتا تھا۔ اول دربار کا صحن تھا۔ دوسرے میں غسل خانہ اور اوا خیمے تھے۔ تیسرے میں حرم سرا تھا جس کو محل کہتے تھے۔ اس حرم سرا کے ایک کونہ میں دو منزلے خیمے ہیں۔ اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل میں جھروکہ ہوتا تھا جسمیں بیٹھکر کہ میدان دیکھ سکتے تھے۔ بادشاہ کی خدمتگاری تاتاری عورتیں کرتی تھیں۔ عورتوں اور خواجہ سراؤں اور بعض اوقات شاہزادوں کے سوا غسلخانہ سے پرے کسی کو جانیکی اجازت نہ تھی۔ رو

امرا اپنے اپنے خیموں میں گئے۔ میں نے اون کے گرد دیکھنا شروع کیا۔ عجب ایک شان و شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل میں ایک شہر پیدا ہوگیا۔ بیس میل زمین میں اوسکا اوسطا تھا جسمیں بہت سے رنگ چمکتے تھے۔ شاہی خرگاہ نرخ تھا۔ اور امرا کے خیمے سفید، سبز اور مرکب رنگوں کے تھے سب قناتوں سے گھرے ہوئے تھے۔ اور گھر کی طرح مرتب تھے انمیں دارالسلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دوکانیں تھیں۔ وہاں کسی طرح کی بے ترتیبی نہ تھی۔ ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا۔ خیموں کا سامان دوہرا تھا ایک لگتا تھا دوسرا اکٹھا تھا۔ سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے میں لگ جاتے تھے۔ اجمیر کے آدمیوں نے لشکر گاہ سے ملنیں تاخیر کی۔ بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدان میں جائیں ۲۔ نومبر سو ۹۔ دسمبر تک سفرنامہ رو۔

اس زمانہ میں رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی اول دفعہ ملاقات میں خرم پریشان خاطر تھا۔ رو نے خیال کیا کہ اس وقت اوس کا دل نور محل پاس یا اوس کی کسی اور بیگم پاس ہے۔ دوسری ملاقات میں اوس نے کمخواب کا جبہ مجھ کو دیا۔ مجھ کو مجبور پہننا پڑا جس سے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میں کسی تھی ایڑ میں تاتاری تیمور کی نقل اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا۔

لشکر گاہ میں تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی۔ ایک دفعہ سو چور کھیتوں میں قتل کئے گئے۔ ایک اور مقام پر مجھ کو اونٹ ملے جن میں قندہار کے تین سو مقتول باغیوں کے سر لدے ہوئے تھے۔ معمل بادشاہ جیسا کہ عوام رس شہر میں تھا۔ ایسا لشکر گاہ میں نہیں تھا کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آسکتا تھا۔ جہانگیر ہر روز شکار کو

سیر تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اس سے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا۔ سارا وقت شکار میں جاتا تھا شب خانہ میں شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جن کو اجازت ہوتی تھی۔ یہاں بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھ کام نہیں کر سکتا تھا۔ ایک دن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو میں نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا۔ جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپے دئے اور اُس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک۔

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی۔ لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدھا فتح ہوتا تھا۔ سارا ملک چوروں اور راہزنوں سے بھرا پڑا تھا۔ بعض اوقات جنگلوں اور پہاڑوں میں راستہ بھول جاتا تھا۔ سیکڑوں اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزاروں گاڑیاں چکڑے کیچڑ میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتیں بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تھیں جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار ہو کر پہاڑوں میں چلا جہاں اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا تھا ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہو کر پہاڑوں میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا اس کے انتظام میں راجپوتوں نے ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور مار ڈالا۔ ایک اور جگہ قلعہ کوہ پر معسکر بنایا گیا۔ وہاں پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو سب طرح کا سامان میسر ہوتا مگر غربا اور سپاہیوں کو اکثر ما یحتاج ساماں بھی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۳ سے ۲۶ دسمبر

اجمیر کا سفر اور اجمیر کا بیان

پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نور محل اور آصف خاں نے اُس کو یہ یقین دلا دیا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اُس کی اطاعت کرے گا۔ مگر یہاں سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ کرنے کے لئے شیعوں اور سُنیوں میں آپس میں اتفاق ہو گیا۔ انھوں نے سرحد پر ایک سپاہ بھیج دی جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اس سے نور محل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی غرض بنا لیں اور آگرہ کو اُولٹے تشریف لے جائیں

جہانگیر نے اُسے منظور نہیں کیا۔ اس طرح اولٹے جانے میں اُس کی عزت کو بٹا لگتا تھا اُس نے خرم پاس لشکر کمک کے لئے بھیجا۔ آخر کو فروری ۱۶۱۷ء کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینہ کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا۔ جنوری و فروری ۱۶۱۸ء۔

ایران کے سفیر کا رنجیدہ جانا

اس زمانہ میں میری سرگذشتیں کچھ دلچسپ ہیں۔ میں نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی۔ ایرانی سفیر نے ارکان و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو بُرا بھلا کہہ کر مجھکو اپنا ہمدرد و دلسوز بنایا۔ تھوڑے دنوں بعد ایرانی سفیر نہایت رنجیدہ ایران کو گیا۔ جن کاموں کے لیے وہ آیا تھا اُن میں ناکام رہا۔ اُس نے جہانگیر کی پیش کش میں نتیس ۳۵ گھوڑے دئے جس کے عوض میں اُس کو تین ہزار روپے ملے۔ جہانگیر نے انصاف کرنے کا ارادہ کیا اُس نے حکم دیکر دو فہرستیں بنوائیں ایک فہرست میں ایران کے تحفے لکھے گئے اور اُن کی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست میں مغل کے تحایف لکھے گئے جن کی قیمت زیادہ لکھی گئی مغل کی فہرست میں بڑی ذلیل چیزیں لکھی گئیں جیسے رنگترے انناس کیلے اُس پر بھی ایران کی میزان زیادہ تھی اس کے عوض میں سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا۔ محمد رضا بیگ بیماری کا بہانہ بنا کے گیا۔ آصف خاں سے رخصت ہو کر نہیں گیا۔ یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک۔

خسرو سے روی ملاقات تحائف انگلستان کے باب میں بادشاہ کا مطالبہ

میں ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھ سے بعض سوال خوش اخلاقی سے پوچھے اور چلا گیا۔ مجھ کو اس سے بڑا تعجب ہوا کہ اُس نے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا اُس کے سفیر ۵۔

اس عرصہ میں ارکان سلطنت سے میں بڑا رنجیدہ ہو گیا جہانگیر نے اقرار واثق کیا تھا کہ انگلستان سے نئے تحائف آئیں اُن کو نہ کوئی دیکھے نہ کوئی اُسکو کھولے مگر خرم نے اُن کو روک لیا۔ جہانگیر نے تحفوں کے صندوق خرم نے اُنکو بھیجدیا۔ جہانگیر نے خود اُن کو کھولا جو چیز اُس کو پسند آئی وہ لی۔ بہت سی چیزیں اُس نے ایسی لے لیں کہ وہ اس کے لئے نہیں آئی تھیں روغلخانہ میں جہانگیر سے فریاد کرنے گیا۔ جہانگیر نے کہا کہ سب کچھ تمہارے لئے بھلا کیا جائیگا میں شاہ انگلینڈ کے ساتھ سب درست کام کرونگا مگر میں نے کوئی بات

[illegible] درست نہ چلائی۔ جہانگیر نے بہت شراب پی لی وہ کہنے لگا کہ میں عیسائیوں مسلمانوں اور یہودیوں [illegible] خطبوں پھر وہ رونے لگا اور بہت سے جذبوں میں آگیا عسلخانہ میں آدھی رات تک یہ جلسہ رہا۔ [illegible] پر یہ حاشیہ چڑھایا گیا ہے کہ وہ ولیعہد کی مداخلت سے ناراض ہوا اور اُس کو میرے پاس معذرت کے [illegible] بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود و عیسائیوں اور مسلمانوں کی شریعت کے باب میں مباحثہ کرنے لگا اور [illegible] کے نشہ میں ایسا مہرباں ہوا کہ اُس نے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں بادشاہوں یہود و نصاریٰ [illegible] مسلمان اپنے تئیں مبا کبا دوں میں کسی کے مذہب میں مداخلت نہیں کرتا وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں میں اُن [illegible] محافظت کرتا ہوں اُس نے مسٹر برڈی سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی یہ مگر تمہارا ہے تم اُس کی قدر کرو [illegible] ۱۶۱۵ء۔

مارچ میں لشکر شاہی نامور قلعہ میں آیا یہاں ایک اور سازش کا گل کھلا نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوندی [illegible] اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھیں اب اُس نے اپنے بھتیجے ممتاز محل کا خیال [illegible] تھا۔ وہ خرم سے بیاہی تھی خرم خانخانان سے صلح کرلی اور اُس کے پوتے سے نکاح کرلیا جس سے نور محل نہایت رنجیدہ ہوئی اُس نے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو میں ملاپ کرادیا [illegible] خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ رو۔

خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن میں فتحیاب ہوا۔ یہ فتحیابی اُس کو سازشوں سے زیادہ بہ نسبت [illegible] کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گول کنڈہ کو جو شیعہ تھے ملک عنبر جو سنی تھا جسے حسد و [illegible] پیدا ہوئی۔ اُنھوں نے با لطبع اس کے معاملات سے ہاتھ اوٹھایا۔ خرم نے ملک عنبر کو [illegible] دی اور احمد نگر کو فتح کرلیا۔ خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا۔ جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے [illegible] کو مبارکباد دی اُس کو شاہ کا خطاب ہوا۔ شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا نور محل کی تدبیر و تزویر [illegible] چلی خسرو نے اُس کی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ سفرنامہ رو۔

اب میری بیقدری ہونے لگی میں عہدنامہ حاصل نہ کرسکا۔ لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگے میں نے [illegible] صوبوں کے حکام کی شکایتیں کیں اس سے میرے دشمن وہ ہوگئے میں اس سے واقف تھا

اُس کے اسباب کی توجیہ یہ ہے۔ صوبہ داروں اور حاکموں کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید جہانگیر اُن کے ظلموں کی تحقیق کر کے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے وہ ہندوؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اس لئے اُنھوں نے مجھ کو جاسوس جانا۔ روکا سفرنامہ۔

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ میں مغل انگریزوں سے چوک پڑتے تھے اہل ایشیا سے انگریزوں کی خلقت وجبلت میں نفرت داخل ہے یہ حقارت ذلت اُن کی طبیعت کا ایک جزو غیر منفک ہے بعض ملاح بندوقچی سورت کے قریب خشکی میں اترے بعض ہنسی باز ملاحوں نے کہا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہیں یہ اُن کی دھمکی بیہودہ تھی مگر مغل اُن سے ڈر گئے۔ درگاہ شاہی میں اُس کی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑ گئی کہ انگریزوں نے گوا لے لیا اور ایک بڑا بیڑا انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت اثر خبر کم ہو گئی پھر وہی پہلی سی باتیں ہونے لگیں۔

دفعۃً انگریزوں پر مہربانی اس لئے ہونے لگی کہ مکہ سے ملکہ حج سے واپس آتی تھی کہ اس کے جہاز کو انگریزی قزاقوں نے گرفتار کر لیا۔ اُس کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھڑا دیا۔ امراء شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اس کو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

اسی زمانہ میں آصف خاں کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت میں دیا جس نے سحر کا سا اثر پیدا کیا کہ آصف خاں انگریزوں کا دوست ہو گیا اور انگریزوں کا روپیہ جو لوگوں پر قرض آتا تھا وہ سب وصول ہو گیا۔ کچھ دنوں بعد آصف خاں کی یہ سرگرمی سرد ہو گئی۔ مگر پھر بھی مغل اور انگریزوں میں خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتیں ہوتی رہیں کہ روکا دورہ ختم ہوا ۱۶۱۸ء میں ایران کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری میں اس کا نام اور گیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی کے ہاتھ میں سارے اختیارات ملکی ہیں اس لئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ ڈائی کی سی لوٹ مار رہتی ہے۔

وفعۃً انگریزوں پر مہربانی

آصف خاں کو رشوت دینا اور روکا یہاں سے جانا

انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا درباری تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے جو اپنی آبائی ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتیں اس زبان میں ہوتی تھیں ۱۶۰۸ء میں سورت میں ہیکٹر جہاز جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا مغل ہیکٹر کی توپوں سے ڈرتے تھے اسکی خاطر مدارت کرتے تھے۔ گجرات کا صوبہ دار مقرب خاں سورت میں آیا اور اُسنے ہاکنس کی بہت چیزیں خرید لیں۔ پرتگیزوں نے ہاکنس سے ہر طرح کی مخالفت کی انہوں نے مقرب خاں کو رشوت دی جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیروں کا بادشاہ ہے۔ اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک جزیرہ ہے انہوں نے انگریزی کشتیاں پکڑ لیں مگر انکو ہیکٹر پر حملہ کرنے کی جرات نہوئی آخر کار نے اپنا جہاز لادکر انگلینڈ کو بھیجدیا۔ جب جہاز ہیکٹر چلا گیا تو مقرب خاں نے اس اسباب کی دینے سے انکار کیا جو خریدا تھا۔ مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لیے پہرہ چوکی مل گیا۔ جہانگیر کی بڑی خاطر کرتا تھا اُسکی ہر ایک درخواست کو منظور کر لیا۔ سورت میں انگریزوں کو تجارت کی دینے کی اجازت دیدی۔ اور اُن سے وعدہ کیا کہ کوئی اُنپر زور ظلم نہیں کریگا اور محصول نہیں لیگا نے ہاکنس کو چار سو سواروں کا سردار کر دیا اپنے محل میں سے ایک گوری عورت کو صیطباغ دلا کر سے کہا کہ اُس سے نکاح کر لو۔ مگر اُس نے انکار کیا اور ایک ارمینی عورت سے شادی کر لی رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری کے درپے ہوا۔ دو برس تک وہ یہاں ہا بادشاہ کا حاضر باش رہا وہ غسل خانہ میں جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا وہ فرنگستان کے بادشاہوں کے باب میں ہزاروں سوالوں کے جواب دیتا تھا۔

ہاکنس نے مقرب خاں کی شکایتیں کیں کہ وہ روپیہ زبردستی لوگوں سے چھینتا ہے اور ستم کرتا ہے اُسنے ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ پاس اُوس کو بھیجوں گا اپنے پاس رکھا ہے مقرب خاں آگرہ میں طلب مقرب خاں سے روپیہ اُگلوایا گیا اُسکا سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خاں نے بے تکلف میں اور اپنے سابق کے عہدہ پر بحال ہوا اور اُس نے اقرار کیا کہ میں گواسے لعل لاؤں گا۔ اگر وں کو تجارت کرنا منع ہو جائے اور امیروں نے بھی انگریزوں کے برخلاف دہائی مچائی۔

ایک امیر نے کہا کہ اگر ہندوستان میں انگریزوں کے قدم جم جائیں گے تو وہ ہندوستان کے
ہوجائیں گے۔ جہانگیر متنبہ ہوا اور اُس نے ہندوستان میں انگریزوں کی تجارت کی ممانعت
فرمان جاری کیا سنہ ۱۶۱۱ء میں ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اسکی دو برس کی محنت خاک
ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ لکھکر انگلستان بھیجیں کہ جہانگیر کی سالانہ آمدنی
پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے۔ اسی ہزار روپیہ روز وہ اپنا اور اپنی عورتوں کا خرچ رکھتا ہے۔ بیس
روپیہ اُسکے خزانوں۔ آگرہ۔ دہلی۔ لاہور۔ اجمیر کے جمیع خزانوں میں جمع رہتا ہے۔ ہزاروں
گھوڑے اونٹ خچر۔ چیتے۔ باز۔ شکرے۔ کبوتر اور خوش الحان پرند اُس پاس ہیں۔ ہزاروں
بھینسے۔ شکاری کتے۔ تیندوے ہیں۔ ایک گھنٹہ میں پچیس ہزار سپاہ جمع کرسکتا ہے۔ ایک ہفتہ
اُسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کرسکتے ہیں اُسکے دربار اور شہر میں پچیس ہزار افسر ہیں۔ وہ اپنے تمام
کی دولت کا وارث ہے جو شخص اُسکے روبرو آتا ہے اُس سے نذر لیتا ہے نوروز اور سالگرہ کے جشن
میں اُمرا میں سے ہر ایک کو یہ شوق ہوتا ہے کہ اُس کی پیشکش اوروں کی پیشکشوں پر فوقیت
صوبوں کے صوبہ دار بادشاہ کی مہربانی خریدنے کے لیے غریبوں کو روپیہ لینے کے لیے دباتے ہیں۔
اکثر دربار شاہی میں بلائے جاتے ہیں۔ اور وہاں وہ خود روپیہ کے لیے دبائے جاتے ہیں۔
سب کا خداوند ہے اُسکی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو میں ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ
وہ اپنی خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے۔

ہاکنس گو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہیں تھا مگر اُسکی تحریر کو اُسکے ہم قوم ایشیائی
سے زیادہ معتبر جانتے ہیں۔ جہانگیر کے مذہب و خصلت کے باب میں جو اُسنے تحریر کیا ہے اس کا
لکھا جاتا ہے۔ بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رُخ اپنے خلوت خانہ میں ایک پتھر کے تخت
بیٹھتا ہے جسپر ایرانی مرگ چھالا اُسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے اُس کے پاس آٹھ لڑکی تسبیح
لڑمیں چار سو دانے ہیں۔ یہ دانے ہمروں موتیوں لعلوں زمردوں اور اور جواہروں کے ہیں
امام پتھر کے ہیں جنپر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے وہ اس تسبیح پر تین ہزار

پھر وہ اپنا درشن آدمیوں کو دکھلاتا ہی - ہر صبح کو ہزاروں آدمی اُسکو سلام کرنے آتے ہیں - اسکے بعد
ستہ ہوتا ہی پھر کھانا کھاتا ہی اور عورتوں میں بیٹھتا ہی پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہی اور تین چار بجے تک
ہر روز آدمیوں اور جانوروں کے تماشے دیکھتا ہی جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں - پھر تین بجے
تمام امراء اسوار اُنکے جو بیمار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہیں - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہی اور تخت پر
اور امراء اپنے مراتب کے موافق اُسکے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور باقی آدمی اس سے
رہتے ہیں یہ سرخ کٹہرا تین سیڑھیوں کے اوپر لگا ہوا ہی - ان سیڑھیوں سے نیچے امراء کھڑے
ہیں - ان آدمیوں کے کھڑے رہنے کا انتظام اور اُن کی ترتیب بعض افسر کرتے ہیں - ہر روز
بادشاہ مقدمات کو سنتا ہی پھر وہ اپنے عبادت خانہ میں جاتا ہی - جب عبادت سے فارغ
ہوتا ہی بعد خاصہ تناول کرتا ہی اور شراب پیتا ہی پھر وہ خلوت خانہ میں جاتا ہی وہاں امراء عظام
ہیں اور وہ شخص جاتا ہی جس کو وہ بلاتا ہی - یہاں وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہی یہ وہ معتاد ہی
جو حکمت طبیبوں نے اُسکو دے رکھی ہی پھر وہ سو جاتا ہی اور سب آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہیں
جب سوچکتا ہی تو اُسکو جگاتے ہیں اور کھانا نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہیں وہ خود اپنے ہاتھ
نہیں کھا سکتا - اس میں رات کا ایک بج جاتا ہی پھر باقی رات کو وہ سو جاتا ہی - اس میکدہ
میں سے نکلے کام کرتا ہی مگر وہ ہوشیار ہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہیں بہت سے وقائع
نویس ہوتے ہیں جو سب باتیں لکھتے ہیں یہاں تک جو عورتوں کے ساتھ باتیں ہوتی ہیں وہ بھی لکھتے
ہیں جب بادشاہ مرجاتا ہی تو انہیں نوشتوں سے اُسکی تاریخ بقید زمانہ تحریر ہوتی ہی -
جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہی تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہی اور ہلاتا ہی جو دو میناروں کے
بیچ میں ہوئی ہی اور جسمیں بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہیں - اُسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہی
جب گھنٹوں کی آواز بادشاہ سنتا ہی اور آدمی بھیجتا ہی کہ جاکر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہی اور پھر
انصاف کرتا ہی ہاکنس نے یہ بھی لکھا ہی کہ ابتداء سلطنت میں سارا ملک چوروں اور رہزنوں سے بھرا
ہوا تھا کوئی شخص بی حفاظت کے سپاہیوں کے لیے بغیر گھر سے باہر نہیں نکل سکتا تھا تقریباً سارے آدمی

باغی ہو رہے تھے۔ بعد ہاکنس کے سر طامس وکا زمانہ آتا ہے۔

وہ اپنے ۱۰۔ جنوری ۱۶۱۶ء کے روزنامچے میں لکھتا ہے کہ میں آج کے چار بجے دربار میں گیا ہوں ہمیشہ بادشاہ دربار میں بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیوں کو دیکھے لوگوں کی فریاد سن کر حکم دے تحائف اوروں کو دیکھے اپنے تئیں دکھلائے یہاں اُسکے دربار کا حال لکھنا مناسب ہے۔ بادشاہ کی خلوت کوئی سوا خواجہ سراؤں کے نہیں جا سکتا تھا اور یہاں تاتاری عورتیں ہتیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھیں اور یہی عورتیں مجرموں کو سزا دیتی تھیں بادشاہ ہر روز جھروکہ میں بیٹھکر اپنی رعایا کو درشن اور اپنے دروازہ کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔ دوپھر کو وہ ہاتھیوں کی اور وحشی جانوروں کی کشتی دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اُس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرائے میں جاتا تھا بعد دوپھر کے وہ دربار میں آتا تھا پھر رات کا کہانا کہاکے آٹھ بجے رات کے وہ غسل خانہ تھا جس کے بیچ میں ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا۔ بعض اوقات تخت نیچے کسی کرسی پر بیٹھتا۔ جس میں سوا اول درجے کے امیروں کے یا ان آدمیوں کے جنکو اجازت کوئی نہیں آسکتا تھا۔ یہاں خوش اخلاقی سے وہ بڑی باتیں کرتا تھا۔ ان آخر دو مقاموں کے مہمات معاملات و مقدمات کا فیصلہ کہیں اور نہ ہوتا تھا۔ وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ ایک خرچ کرکے جسکا جی چاہے یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کونسل میں شریک ہوتے تھے ہر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزیں و فیصلے) اخباروں کی طرح مشتہر ہوتے اور اوباش بدمعاشوں کو اُن پر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام بادشاہ روز کرتا اس میں فرق ہوتا سوا اس کے کہ بیماری بدمستی اُسکی مانع ہو یہ بات معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایک دن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اسکی کوئی معقول وجہ نہ بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہو جاتی دو دن بعد تو یہ خاطر جمع نہیں ہوتا جب تک کہ آدمی دروازہ کے اندر داخل ہو کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے کا اطمینان خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ میں وہ عدالت کے لیے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور زبردست سے رذل آدمی فریاد کر سکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہاروں کی تحقیق کرتا

...س کے ہاتھی جو آدمیوں کو پاؤں تلے مسلتے ہیں نہیں دیکھتا ہے۔ غرض جیسی ساری رعیت ...شاہ کی غلام ہے ایسے ہی بادشاہ ان دستوروں کا غلام ہے۔ سکندری عدالت کا حال لکھتے ...ں کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہو جاتے بڑے مجرموں کو پھانسی ملتی تھی سر اُڑائے جاتے ...ندہ کھالیں کھچوائی جاتی تھیں۔ ہاتھیوں کے پیروں تلے کچلوائے جاتے تھے۔ کتوں سے ...ڑوائے جاتے تھے۔ سانپوں سے کٹوائے جاتے تھے اور مکھیوں سے مروائے جاتے تھے ...طرح جہاں ستانی برسر بازار ہوتی تھی۔

ہربرٹ اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اُسکو عزیز تھی ...نا کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا۔ باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لیے وعدہ کیا ...نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ میں باپ کے روبرو آیا ...اس کو حرمسرا میں لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش میں آکر بیٹے کے ایسے گھونسے ...ے کہ وہ گر پڑا اور اُس نے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اُس نے میرے وعدہ پر یقین کر لیا۔ ...ی صاحب بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶ء ...ہندوستان میں سفر کیا۔ وہ شراف خاندانی انگریز تھا اُسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے۔

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیاں کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے شیروں ...لڑنے پر مجبور کیے جاتے تھے۔ بہت سے اُن میں مارے جاتے تھے۔ زخمی آدمی اسلیے ...لے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لیے زندہ نہ رہیں۔

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر ...التفات کرتا تھا۔ وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہو گیا۔ اُس کی ماں نے ...کے پیغاموں کو مانا نہیں تو وہ جہانگیر کے دربار میں آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے ...۔ بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا۔ اور ڈاکٹر سے کہا کہ ...لڑکی کو کندھے پر اُٹھا کر لے جا۔ اس فرانسیس کو اس لے جانے میں شرم نہ آئی

اُس کے حکم کی تعمیل کی۔

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیوں کا بڑا حامی تھا اور اُس نے ایک بیوی کے سوا کوئی دوسری بیوی نہیں کی۔ خسرو تو غیر مسلمانوں کا اور جہانگیر مسلمانوں کا سرگروہ تھا۔

جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اُسنے باپ کی طرح پرتگیزوں کو دیدیا کہ وہ جہاں چاہیں اسکولوں کو اپنے قائم کرلیں اور جہاں چاہیں وہاں وعظ کریں اور جو چاہیں عیسائی کرلیں۔ پادریوں کی باتیں جہانگیر نے یہانتک سنیں کہ اُن کو یقین ہوگیا کہ وہ عیسائی ہوگیا جس حد پر باپ نہ گزرا تھا اُس سے وہ بہت آگے گزر گیا۔ اُسکے دو بھتیجے دانیال کے عیسائی ہوگئے تھے اور آگرہ میں اصطباغ ہوا اور اُن کی سواری اس طرح گرجا میں گئی کہ وہ ہاتھی اور تمام عیسائی جو ساٹھ سواروں کے قریب تھے اُس کے ساتھ ہوئے ہاکنس اُن کا کپتان اور سینٹ جارج کا علم اُس کے ہاتھ میں تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا اس فعل میں ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب اُس کو روزوں کے رکھنے پر مجبور کرتا تھا سور کھانے کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا۔ علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے۔ برخلاف توقع ہوگیا کہ شاہزادوں نے پادریوں سے کہا کہ ہمارے لیے پرتگیزی عورتیں نکاح کے لیے تلاش کیجے عیسائیوں کی طرح اُنکو بیاہنے اور اُن کے ساتھ عیسائیوں کی طرح رہنا چاہتے تھے۔ پادری اس درخواست سے بہت خوش ہوئے اُنہوں نے شاہزادوں کو متنبہ کیا شاہزادوں نے صلیب پادریوں کی اور پھر مسلمان ہوگئے۔ پھر معلوم ہوا کہ جہانگیر نے اُن سے یہ درخواست کرائی تھی۔ وہ عورتوں کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا۔ سر طامس رو کا خط بنام آرچ بشپ کنٹربوری مورخہ ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد میں آگرہ میں تمام فرنگی اُس کے محل رسائی رکھتے تھے فرنگی کا اطلاق ان سب قوموں کے آدمیوں پر ہوتا تھا جو یورپ میں رہتے تھے۔ جہانگیر ساری رات فرنگیوں کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان روزہ رکھتے

تھے۔ فرنگیوں کے ساتھ مے نوشی کرتا۔ اگر مسلمان اس صحبت میں ہوتے تھے تو اُنکو شراب زبردستی پلائی جاتی تھی
کے ذریعہ طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا وہ ۱۶۱۵ء میں آگرہ میں
تھا سے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیوں کو خطوط لکھے ہیں۔ وہ جہانگیر کا حال عجب
سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۴۵ سال کی تھی اُس کا رنگ سفید تھا نہ کالا گندمی تھا اُس کے
کی آمدنی چالیس ملین کرون ہے اور ہر کرون دس لنگ کا یعنی ۱۲ کروڑ روپیہ) کی کہتے ہیں۔ اسکا خسر
ہوا۔ بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے
میں تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے۔ سورج نکلنے کے وقت جس میں وہ ہاتھ اُٹھا کر دعا
ہے۔ دوپہر کو اور شام کو۔ ہفتہ میں دو دفعہ ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتا ہے۔ طامس کوریٹ
یہ بات کو اپنا فخر سمجھا کہ اجمیر میں وہ ہاتھی پر بیٹھا جس کی اُس نے تصویر بھی بنائی۔

ہندوستان کی سفارت میں جو انگلستان سے آدمی آئے اُنمیں مسٹر ٹیری چیپن (پادری) تھا وہ
ہے کہ مسلمانوں میں سوا کمینوں کے کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارے شفیع عیسےٰ مسیح کا نام ادب اور تعظیم
سے لیتا ہو۔ اُسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اُس کی برابر معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر
نے نہ بعد اُس کے۔ اُسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اُن کو ابن اللہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم۔
اس پر ایمان نہیں لاتے۔ باوجود اس کے اکثر مسلمان عیسائیوں کو نجس جانتے ہیں وہ
ساتھ کھاتے ہیں نہ اُن برتنوں میں کھاتے جنمیں ہم کھائیں سر طامس رو نے ۱۲ اگست سے ۱۹
کے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ جمال الدین حسین نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی
میں میرے ساتھ کھانے میں شریک تھا لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو میں جدا
کھایا چند روز کے بعد جمیل الدین حسین کی میں نے دعوت کی اس کو کھانا کھلایا جو مسلمان کے
کا پکا ہوا تھا۔ اُس نے اُس کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا اُسنے
تین چار روز کا بیاں کھانے کی میرے گھر بھیجدو میں اُنکو اپنے گھر میں پوشیدہ کھاؤں گا۔
چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت میں انگریز اور اہل فرنگ بہت سے اُس کے دربار میں جمع ہو گئے تھے

اور اُن میں سے بعض نے یہاں کے حالات ملکی اور معاشرت کے لکھکر اپنے اہل وطن کو بھیجے
اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اُنکو جمع کرکے چھاپ کر مشتہر کیا۔ گو اُن کے بیانات میں
اختلافات ہیں اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہیں مگر انگریز
مورخ نہیں نوشتوں پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہیں اور اُنکے برخلاف جو بات
مسلمان مورخوں نے بیان میں لکھی ہیں اُن کو غیر معتبر جانتے ہیں اور نہیں مانتے ہیں سلسلہ
میں سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اس میں اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے ہیں۔ جو سیاح
ملک میں جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھ سکتا ہے اُس کو بہت کم موقع ایسے ملتے
کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہوں یا سوشیل اُن تک اُس کی رسائی ہو اُسکو اتنی مہلت
فرصت نہیں ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مقدمات پر علم حاصل کرے جس سے استقرا درست کرکے
نتیجے صحیح نکال سکے خصوصاً جب کہ اُس کا مذہب اور زبان غیر ہو مذہب اُسکو ایک
آدمی نباتا ہے اور زبان اُس کو کسی بات کو پورا سمجھنے نہیں دیتی۔ جب ایسی حالت میں
اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت اُن تاریخوں کے جو کسی ملک کی وہیں کے باشندوں
اور بادشاہوں کے معاصرین نے لکھے ہوں وقعت نہیں رکھتا ان سفرناموں کے اعتبار
وجہ بڑی یہ بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے زمانہ میں یا اُس کی اولاد کے عہد میں
لکھتا ہے اُسکو بمجبوری اُس میں خوشامد کے مارے جھوٹی باتیں لکھنی پڑتی ہیں۔ مسافر کو
خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن جیسا کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی
اگر کسی بادشاہ کا حال ایک زمانہ کے بعد لکھے تو اسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتیں لکھنے
حاجت نہیں پڑتی غرض کسی ملک کی اصلی تاریخوں کے مقابلہ میں جو بادشاہ کے عہد میں
بعد لکھے جائیں ان مسافروں کے سیاحت نامے چنداں وقعت نہیں رکھتے۔ جب تک
مسافر کے بیان کی تصدیق یہ تاریخیں نہ کریں وہ قابل اعتبار نہیں ہوتا۔
انگریزوں اور خاصکر سر طامس رو نے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتیں لکھی ہیں کہ لوگ

سے کہا کہ کسی اور سفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہیں کیا۔ ان میں سے کسی ایک بات کا پتا
بھی مسلمانوں کی تاریخ میں نہیں لگتا۔ سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ میں نہیں۔ جہانگیر
کو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہیں کہ اُس نے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس
انگریزی سفارت عظیم کا حال نہیں لکھا مگر اور مورخوں کو کیا ہوا تھا جو اُنہوں نے اسکا نام تک نہیں
لیا اس سے مسلمانوں کا مغرور ہونا ثابت کرتے ہیں اہل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں انگلستان کی سفارت
سفارت ہی نہیں سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران و
توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اُسکو لکھتا سفیر بادشاہ کے لیے بیش قیمت تحائف
نہیں لایا تھا سوا اس کے وہ تجارت کے باب میں عہدنامہ چاہتا تھا۔ ان دونوں باتوں نے سفارت
کو عزت کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہاں اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہو گی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اُسکے بیان کو اپنے سنہ جلوس
کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اُسکو بیان کرکے اس سنہ کو اپنی یادگار روزگار رہنے دیتا۔ سر طامس رو نے
اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے۔ وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ ڈھنگ کا تھا
بادشاہ اور امرا اپنی خوش اخلاقی کے سبب سے یا فقط اُس سے نئی باتوں کے معلوم کرنے کے لیے
اُس کا تماشا دیکھنے کے لیے خاطر کرتے ہوں گے اس پر مجھے ایک حکایت یاد آئی۔ دہلی کے رزیڈنٹ
جنسن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک عالم متبحر تھے۔ صاحب ممدوح مولوی صاحب
سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات میں شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ
انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہیں صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپنے یہ کیونکر
جانا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ کمبل پوش اپنے سفرنامہ میں جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہاں کے
بڑے بڑے امیروں نے اور اور آدمیوں نے کی یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی
صاحب ان دعوتوں کا سبب مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کمبل پوش ہاتھ سے کہاتا تھا یہ انگریزوں کے لیے
ایک تماشا تھا کہ آدمی بندر کی طرح کہاتا ہے اس تماشے کی خاطر اُس کی دعوتیں ہوتی تھیں فرنگیوں کی

خاطرداری کے ایسے ہی اسباب ہندوستان میں بھی ہوں گے۔ انگریزوں نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیوں کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر لاعلمی پر مثلاً سرطامس روان سڑکوں پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن میں واقع ہیں انمیں سے ایک ملک بھی محتج ہوا تھا اور دوسرے ملک میں لڑائی ہو رہی تھی ایسی حالت میں اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اس سے سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہو سکتا ہے۔ کیا اس سے وہ سڑکیں جنپر جہانگیر نے دورویہ پھل دار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ مٹ جائیں گے۔ غرض میں نے جو انگریزوں و فرنگیوں کے بیانات اوپر نقل کیے ہیں اُن میں سے زیادہ تر مسلمانوں کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں ان میں سے کسی بات کی شہادت اُن کو اپنی تاریخ نہیں دیتی۔

جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق و بعض اوقات حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت میں کرامت اولیا کا دخل تھا راجہ بہاراجہ اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اُس کے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لیے اجمیر میں حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہاں اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہاں شیخ سلیم کے گھر میں جہانگیر پیدا ہوا۔ اُس کی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور حالات نے جو اُس کے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود پرست اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا اس کے بعد باپ نے بھی اس کی تعلیم کی تکمیل کے لیے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اس کی تعلیم خام رہی اُس کی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا، طبقات بابری کے اُس نے نہیں لکھا کہ میں کسی کتاب سے مستفید ہوا ہوں خط بھی اس کا کچا تھا۔

جہانگیر جب جوان ہوا تو اس نے باپ سے نا ہنجاریاں اختیار کیں جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہر چند بہت صلاح کاروں نے اُسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکۂ جنگ گرم کرے مگر وہ کسی

اپنی توزک میں بیان کرتا ہے کہ میں نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدائے مجازی سے ہنگامۂ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہوں۔ گو باپ کی زندگی میں اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اُس کا دل اُس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اُس کے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بنوایا۔ ایک دفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت میں ہا کہ بسر و چشم نہ جا سکا جب وہ خسرو کی مہم میں مصروف رہا تو اسکی تربت میں معماروں نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا جب وہ آیا اور اُس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتیں جو ناموزوں تھیں تڑوا ڈالیں اور اپنی مرضی کے موافق انکو بنایا جس برس میں یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جواب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے۔

اکبر ایسا شہنشاہ گزرا ہے کہ اُس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو اول اس کے پوتے شاہجہاں کا اور اُس کے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا جہانگیر اُس کی نقل تھا اُس میں بہت سی خوبیاں باپ کی پائی جاتی تھیں۔ وہ اپنے قدیمی نوکروں پر مہربانی کرنے میں اور اُن کے بڑے بڑے قصوروں کے معاف کرنے پر دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کر کے اُنپر لطف و کرم کیا اس کو کہ نے اُسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ جنگ و پیکار میں اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی اُسنے اپنی توزک میں باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائیں لکھی ہیں وہ اُس کی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اور بتلاتی ہیں کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے اُن کی پیروی میں کوشش کرتا تھا۔

جہانگیر کے عدل و انصاف کے کام

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ بُرے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اُسکے نیک ہوں نہ کوئی بد آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اُسکے بد ہوں

خیر محض اور شر محض دونو معدوم اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا مشخص کرنا منظور ہو کہ وہ نیک ہے یا بد تو اس کا طریقہ یہ ہے اُس کے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کرکے دونوں کو میزان عدل میں عقل سے تولیں جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب میں نیک و بد ہونے کا حکم لگائیں۔ نہ یہ کہ اُس کے بُرے کاموں کا انتخاب کرکے اُس کے بد ہونے کا فیصلہ کر دیا اور پھر اُس کے نیک کاموں کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا اسلیے میں جہانگیر کے ظلم و عدل کے کاموں کو لکھتا ہوں جس سے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہیں اُس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کریں گے۔

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرموں و باغیوں و بے وفا نوکروں کی ایسی بُری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جن سے اُس کا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے۔ داڑھی پیٹنا۔ ڈنڈے کرانا۔ زندہ کھال کھچوانا۔ زندہ جلانا۔ ہاتھیوں کے پانوں تلے مروانا۔ حلال خوروں اور سگ بانوں کے ساتھ کھلوانا۔ ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلوں تک زندہ زمین میں گڑوایا۔ تین دن تک اُس کا سر دھوپ میں سکوایا جس سے وہ ۴۴ گھنٹے میں مرگئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور میں کہ اُس نے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال ادھڑوائی بعض باغیوں کے سرغنوں کو گدھے اور بیل کی کھال میں بند کرکے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ بادشاہ شکار کی شصت لگائے بیٹھا تھا کہ بیچ میں تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سے کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اُسنے غصہ میں آنکر ایک آدمی کو مروادیا دو کی ناک کٹوادی جہانگیر شہنشاہ تھا اگر اُس نے خسرو کے تین چار سو ہمراہیوں کو بوضع غیر مکروہ مروایا اور سرغنوں کی جان بُری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعوں پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ پر واجبات سے ہوتا ہے اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا بچنا اور اُس کی جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے ہر زمانہ میں جہانستانی کے مختلف طریقے مروج تھے۔ سب کا مآل یہ تھا کہ سزا اس طرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیوں کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کریں جیسے اس زمانہ میں پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشوں کو کہتے میں ڈالنے سے عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکوں اور مختلف زمانوں میں

جہاں ستانی سے عبرت ہوتی تھی جو آدمیوں کی کھوپڑیوں کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جس طرح اوپر بیان کیا ہمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے۔ اس زمانہ اور اُس زمانہ کے جہاں ستانی کے طریقوں میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اولبانے اور بھوننے میں یہ تھا تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو بُرا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین میں مردہ کے گاڑنے کو۔ جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا یعنی باغیوں و مجرموں کی جانیں اُس کے زمانہ میں کم تلف ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا۔ سب سے بڑا الزام تحکم کا اُس پر یہ لگایا جاتا ہے کہ اُس نے شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اُس کی جان لینی چاہی جب یوں وہ نہ مرا تو آخر کو اسکو قتل اسلیے کرا دیا کہ اُس کی بیوی مہرالنسا سے خود نکاح کرے اس سے زیادہ جھوٹا الزام کسی پر کوئی نہیں لگ سکتا۔ پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اُس نے کسی کی جان لیے لی ہو کہ اُس کی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے۔ اس واقعہ کے لیے کوئی تاریخی شہادت مستند و معتبر نہیں ہے۔ نہ توزک میں اس کا ذکر ہے اور نہ کسی اور اس کی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے مگر مسلمان مورخ شیعہ مذہب کہتے ہیں اور بعض سنت جماعت ان دونوں میں بعض حضرات ایسے ہوتے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی کے سبب دوسرے مذہب کے بادشاہ کے نیک کاموں میں کوئی لگتی لگاتی ایسی لگا دیتے ہیں کہ بھی نیک کام مینگنیوں بھرا دودھ ہو جاتا ہے مدتوں کے بعد ایسے مورخوں نے بہ رمز و کنایہ یہ مضمون جہانگیر کی نسبت گھڑ کر لکھا ہے سوا اس کے یہ امر یوں بھی عقل کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن کا سارا کنبا اُس کے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا گیا۔ مگر نور جہاں چار برس تک سلطان قیہ بیگم مادر سبھی جہانگیر پاس رہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خاں کو نور جہاں سے نکاح کرنے کے لیے قتل کرایا تو اس کے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیوں نہ حاصل کیا۔ جب جہانگیر نے نور جہاں سے نکاح کیا ہے تو اُس کی چوبیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا۔ اس بادشاہ میں سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ اپنے

ذاتی حقوق ومنافع اور عیش وعشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ میں آرام آسودگی کا خواہاں تھا اُس کی زنجیر عدل نے اُس کی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پہلا دیا اُسکے اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہی کہ وہ جنگل کے درندوں اور چرندوں اور ہوا کے پرندوں تک کی حفاظت کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانوروں کی بھی حق رسی کرے اُسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت کر دیا ہی اُسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ میں رعایا پر عدالت کے ساتھ حکومت کروں۔ نورجہاں جس پر وہ دل وجان سے عاشق زار تھا اسے اُسنے کہہ دیا تھا کہ میں تمکو کاروبار سلطنت کا اختیار دیتا ہوں۔ مگر تم کبھی میری عدالت میں مداخلت نہ کرنا میں اُسکو نہ سنونگا اُس نے تخت پر بیٹھتے ہی دوازدہ احکام وقوانین جاری کیے جن سے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش وخرم رہ سکتے ہیں یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہی بعض مخالف کہتے ہیں کہ یہ قوانین فقط کاغذی عمل تھا اُنکی عملدرآمد نہیں ہوئی۔ اگر یہ بات اُن کی تسلیم بھی کرلی جائے تو بھی فقط اس کاغذی عمل سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہی قانون بنیں مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہی عمل ہونا یا نہونا دوسری بات ہی قانون کا اچھا بنانا اُس کی نیک نیتی کو بتلاتا ہی۔ ایک حکم خیر وخوبی کا اُس نے جاری کیا جو نہ اُسکے باپنے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہیں کہ انگریزی مورخ کیوں اسقدر فروگذاشت کرتے ہیں اور اُس کی داد نہیں دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا نہ بنائے جائیں نہ بیچے جائیں اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے گئے اُنکو حبس دوام کا حکم دیا اُسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتوں کے لڑکے بالے ہوں وہ ستی نہونے پائیں رعایا کے دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تھوڑے دنوں میں زمین کے خراج کی معافی چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوے تو امرا سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی وسخاوت زیادہ وسعت پائے گی تو چند سالوں میں سرکاری آمدنی صفر ہو جائے گی تو جہانگیر نے اُنکو جواب دیا کہ یہ سائل ایک لشکر ہی جو میری دعا مانگتا ہی جس کے مانع امرائے سلطنت ہوتے ہیں اُنپر واجب ہی کہ اس لشکر کو زیادہ کریں۔ جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہی اور اُس نے راہ میں لوگوں کو لوٹا ہی تو جو شخص لٹا تھا اسکو جہانگیر نے اُسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا۔ خسرو کے ہاتھ کا رقعہ بادشاہ

کے نام ایک شخص کی سفارش میں تھا جسکے گھوڑے اُس نے لیے تھے جہانگیر نے گھوڑوں کی پوری قیمت دیدی سا جمیر میں تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا اُس نے اپنے رعایا کی بہبود و فلاح و آسائش و آرام کے لیے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے آسایش و عشرت و مسرت کے کاموں کے کوئی اور کام نہوتا تھا باغوں میں گل گشت ہوتی فوارونکی سیر کی جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا جمعہ کے روز شاہ کے روبرو ہزار بچے دیکے مسلمان بنائے جاتے اور اُن کو سب قسم کے کھانے اُن کے حسب حال تقسیم کیے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائیں اور اُنکو وہی کہلانے کا حکم دیا جاتا جس سے زیادہ کھائیں (وہی پہاڑہ طعام مشہور ہے اُس کے سبب سے سوایا کہا جاتا ہے) اور خدا کی عبادت کی طرح کریں۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکٹھے کیے جاتے اور اُنکو خیرات میں بہت روپیہ دیا جاتا یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھوں کو زیادہ خیرات مل جاتی ہے شنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیراندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگاں بازی کا حکم ہوتا ہے شاہ علی کے حافظوں کو بہت کچھ نذر کیا جاتا ہے شنبہ کو چیتے و ہرنوں کا اور کتے و لومڑیوں کا خرگوشوں کا شکار کھیلا جاتا جو خرگوش اور لومڑیاں شکار سے بچ جاتیں وہ جنگل میں چھوڑ دی جاتیں باغیوں اور جانوروں کی کشتیاں ہوتیں اور مجرم قتل کیے جاتے چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اُسی دن اُسکے باپ اکبر اور اجمیر میں شاہجہاں کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جس کو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا اُس کا نام گم شنبہ رکھا تھا۔ اُس دن بادشاہ جن آدمیوں سے خفا ہوتا وہ قید خانہ میں بھیجے جاتے تھے یا اُن کو کوڑے لگوائے جاتے تھے کسی دن بادشاہ اپنی خوشی کے کاموں سے باز نہیں رہتا تھا اور دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک میں تحریر کیا ہے جس کو میں نے تاریخ میں نقل کیا ہے کہ کبھی شراب میں فلونیا (افیون بہنگ ملائی۔ کبھی شراب میں نری افیون بڑھائی اُسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی میں اپنے سارے بزرگوں پر سبقت

جمعہ کے دن کی رسم

شراب نوشی

لے گیا۔ حضرت بابر اُس کا پردادا بھی خوب حسنانہ نوشی کرتا تھا مگر اُس کے ساتھ اُس کو اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا مگر جہانگیر ہمیشہ شراب پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا۔ اس شعر

ہر گناہی کہ کنی در شب آدینہ بکن تاکہ از صدر نشیناں جہنم باشی

کا مصداق ہوتا تھا۔ حضرت ہمایوں نے افیوں کہائی اس حد پر پہنچائی کہ اپنے کاموں کو ہمایونی سے افیونی بنایا۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب اور افیوں کے مزے لیے مگر حکیمانہ اُنکی کسی مضرت کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اُٹھایا۔ وہ حکیمانہ اُن کے ضرر و نفع سے واقف تھا اُسکے بھائی عبدالحکیم اور دو بیٹوں مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانیں شراب کی نذر کیں اور جہانگیر نے اپنی توزک میں لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اُس کے اور چار عزیزوں کو شراب نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہوں کے عہد میں شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے و بیچنے کے باب میں تھے جھوجھرے ہو گئے اور اُن میں وہ زور نہیں رہا جو پہلے تھا الناس علی دین ملوکھم کی وجہ سے امراء غربا میں یہ وبا پھیل گئی۔

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا اُسنے اپنی توزک میں لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جن میں سے میں نے اپنے ہاتھ سے ۱۷۰۷ شکار کیے جب شاہجہاں سے اُس کی رنجش ہوئی تو اُسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا یہ توبہ شکنی طفلانہ حرکت تھی۔

مصوری کے باب میں جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اشیاء کے بیان سے کانوں کے ذریعہ سے دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اُن کی تصویر سے آنکھوں کے طفیل سے دلکو خوشی ہونی چاہیے کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اُس کے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اُس کی تصویر نہ کھچواتا ہو۔ راجہ زنبیر اس پاس ایسا بیمار ہو کر آیا کہ اُس کی صورت عجیب ہو گئی تھی اس کی تصویر کھچوائی۔ خان عالم کو اپنا سفیر نہا کے جب ایران بھیجا ہے تو اُس کے ساتھ بشنداس مصور کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اُس کے دربار کی تصویر

مصوری و شاعری

پہنچکر لائے تصویر خانہ بنوایا تھا جس کا حال تاریخ میں لکھا گیا۔ خان عالم ایران سے صاحب قران کے کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اُسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اس کو ہزار روپے انعام دیے۔ جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اُس کی مجلس جلوس کی تصویر کھینچی تھی اس کو انعام سے مالامال کردیا بادشاہ نے اپنی تصویریں کھچوا کر اپنے دوستوں پاس بھیجیں وہ توزک میں لکھتا ہے کہ میں نے نیز چنگ سنگ تراشوں کو حکم دیا کہ رانا اور کرن اُسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ مرمر کی تراشیں جن میں اُنکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو۔ جب وہ تمام ہوکر میرے سامنے آئیں تو میں نے حکم دیا کہ آگرہ میں باغ پائیں میں جھروکہ درشن میں نصب کی جائیں یہ بھی ایک نئی بات ہے کہ کوئی مسلمان اس طرح راجاؤں کے بت باغ میں لگوائے۔

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا۔ طالب آملی اُسکے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ طبع موزوں رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تھا۔ یہ اُس کی پہلی غزل ہے۔

من چوں کنم کہ تیر غمت بر جگر رسد — تا چشم نارسیدہ دگر ہر جگر رسد
مستانہ می خرامی دست تو عالمے — ایمن میکنم کہ مبادا نظر رسد
در وصل دوست مستم و در ہجر بیقرار — وا وا زچنیں غمے کہ مرا سر بسر رسد
مدہوش گشتہ ام کہ ببوسم رہ وصال — فریاد ازاں زماں کہ مرا ایں خبر رسد
وقت نیاز و عجز جہانگیر ہر سحر — امید آنکہ شعلۂ نورا ثمر رسد

یک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

بگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق — یک زندہ کردن تو بصد خوں برابر است

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزوں ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع، رباعی، بیت کہہ دیتا ہوں۔ اوپر کی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ۔

از من متاب رخ کہ نیم بے تو یک نفس — یکدل شکستن تو بصد خوں برابر است

اس پر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

اے محتسب گریۂ پیر مغاں بترس　　یک خم شکستن تو بصد خوں برابرست

خانخاناں کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ میں مندرج ہیں۔

خیرات

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جائے تو لاکھوں روپیہ سے گزر جاتی ہے اس کا یہ ضابطہ تھا کہ آدھی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اُس کے روبرو لائے جاتے تھے ہمیں سال جلوس میں اُس نے اپنے ہاتھ سے اُن کو پچیس ہزار روپیہ اور ایک لاکھ پچانوے ہزار بیگہ زمین اور چودہ موضع درویست و چھ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس میں وہ لکھتا ہے کہ ۵۸ ہزار بیگہ زمین ۵ ۲ ۳۳ خروار اور چار دیہہ دو قلبہ و یک قطعہ باغ و ۲۳۲۷ عدد روپیہ و یک مہر و ۶۲۰۰ درب ۷۸۸۰ چرن و ۱۲ ۵ اتولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا اور اور ارباب استحقاق میں میں نے اپنے ہاتھ سے تقسیم کیے۔

اُسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ میں خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائیں اور اُن میں فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جائے تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو۔ اُس کے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے۔ ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۲۰ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہروں میں مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ میں فقرا کے لیے غلور خانے مرتب ہوں۔ تیس محل کے لیے یہ حکم پہلے لکھا گیا تھا جن میں سے چھ محل میں وہ پہلے سے جاری تھے اور اب اور چھ محل کے لیے لکھا گیا۔ شاہ و گدا میں گو کچھ مناسبت نہیں لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیروں پر مہربانی و عنایت کرتا تھا۔ ایک سفر میں اُسنے یساولوں اور نواچیوں کو حکم دیا کہ سرراہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہیں اُنکے بیوہ اور بیچارہ آدمیوں کو جمع کرکے میرے سامنے لائیں کہ میں اپنے ہاتھ سے خیرات کروں کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائیں اس سے بہتر کوئی شغل نہیں ہے ہر سال

سے فراوانوں میں جن میں سیم وزمنوں ہوتا تھا وہ مستحقوں کو تقسیم کر دیتا تھا۔ جہانگیر ایک بے تعصب
سلطان تھا اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہ تھا۔ اُسکو
اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا۔ سال اول ہی کے جلوس میں جو اس کا مباحثہ پنڈتوں سے ہوا
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ سکہ میں کلمۂ شہادت
کا نقش جمایا۔ اُسنے علماء و دانایان اسلامیہ کو حکم دیا کہ مفردات اسمائے الٰہی جن کا یاد کرنا آسان ہو
انتخاب کریں تاکہ اُسکا ورد کیا کرے ان علماء نے پانچ سو بائیس ۵۲۲ نام بہ ترتیب حروف ابجد اسکو لکھ دیئے
جسکا ورد وہ رکھتا تھا اور شب جمعہ کو علماء، صلحا و درویشوں و گوشہ نشینوں سے صحبت رکھتا تھا
سو حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اُسنے میر عدل و قاضی کو جنہیں امور شرعیہ کا مدار ہے سجدۂ زمین بوس سے
سجدہ کی صورت ہی معاف کر دیا۔ حفظ شریعت کے لیے جب اُس نے سُنا کہ ایک سنیاسی کی صحبت
میں بعض مسلمان امیرزادوں نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو اُس نے اُن میں سے بعض کو محبوس
شدید کیا اور بعض کے سو سو درّے لگوائے تاکہ جاہلوں کو عبرت ہو۔ اُس نے مذہب ہی کے
لحاظ سے شراب خانوں کو اُٹھوا دیا اور بازاروں میں بنگ و بوزہ کی فروخت کو بند کرایا۔ توزک
میں لکھا ہے کہ ۸ جلوس میں جب میں اجمیر میں رانا شنکر کے دیوہرہ میں گیا جو ایک لاکھہ
روپیہ میں تیار ہوا تھا اور وہاں سنگ سیاہ کی ایک مورت میں نے دیکھی جس کا دھڑ آدمی کا سا
گردن سے اوپر سر سور کا تھا اور ہنود کا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت
میں حکیم علیم کی رائے نے یہ اقتضا کیا کہ اس صورت میں جلوہ ظہور ہوا اس سبب سے اس مورت
کو زر کتے تھے اور پرستش کرتے تھے میں نے اُسکو تڑوا کر تالاب میں ڈلوا دیا بعد اس عمارت
کے دروازہ کے میں نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہاں آتے تھے۔ جب میں نے
اس کی حقیقت پوچھی تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے اُس کی زیارت کو لوگ جاتے
ہیں وہ ایک اُونٹ کی مینگنی اُنکو دیتا ہے اور وہ اُس کو منہ میں ڈالکر اس جانور کی آواز نکالتے
ہیں اس سے ان احمقوں کو کسی وقت آزار پہنچا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

میں نے حکم دیکر اُس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہاں سے نکالا اور اس گنبد میں جو بت کی صورت تھی اسکو تڑوا ڈلوایا۔ میں نے تاریخ میں توزک سے نقل کیا ہے کہ جب جہانگیر کانگڑہ میں گیا تو وہاں قاضی و میر عدل مقرر کیے اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی کی ہیں اُن کی تعمیل کرائی۔ قلعہ میں ایک مسجد عالی بنوائی اور گائے ذبح کرائی۔ غرض اسلام کی وہ باتیں کرائیں جو پہلے یہاں کبھی نہیں ہوئی تھیں۔ توزک میں بہت سی باتیں اُس کی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہیں۔

۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۷ آفتاب برج حمل آیا اور اس نوروز جہاں افروز میں اس نیازمند درگاہ الٰہی کے جلوس ہمایوں کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور سال نو بہار اور فرخی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال بہار سے آغاز ہوا اور امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الٰہی میں صرف ہو۔ اور ایک نفس اُسکی یاد بغیر نہ گزرے آگے وہ لکھتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالیٰ کی حمایت و حراست ہمہ جا و ہمہ وقت اس نیازمند کے حافظ و ناصر ہے۔ غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے اپنی توزک میں اُسنے لکھے ہیں وہ خدا پرستی سے بہت ملتا تھا اور درویشوں سے ایسا اعتقاد رکھتا تھا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزماں نے یہ رباعی پڑھی۔

داریم اگرچہ شغل شاہی در پیش — ہر لحظہ کنم یاد درویشاں بیش
گر شاد شود دلم بیک درویش — آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ میں ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کیں۔

وہ مسلمانوں کو مراسم کفر سے باز رکھتا تھا۔ اجمیر میں جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانوں کو قبر میں خاوندوں کے ساتھ عورتوں کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی سے اور کفار کے ساتھ بیٹیوں کے بیاہنے سے باز رکھا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کریں تو اُنکی سیاست ہوا سکا مفصل بیان ہو چکا ہے۔ جہانگیر کو ترکا اور آدھا ہندو تھا اپنے باپ کی برابر ہندوؤں پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا تھا۔ . . . . . .

بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور اوستھ ہواروں کا ماننا اور اور توہمات۔

سے اعلیٰ عہدے و منصب و جاہ اُن سے عزیز نہیں رکھتا تھا۔ اس نے تمام ممالک محروسہ
میں حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام میں نہ لائے۔ دھرم شاستر کے
موافق ہندو عورتوں کو جن کے بال بچے ہوں ستی ہونے سے روک دیا۔ کسی طرح کا تعرض
ہندوؤں کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تھا۔ اوس کے زمانہ میں بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے
آگرہ کے قریب بندرابن میں گوبند دیبی کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندوؤں کے تہوار مناتا تھا
سنکرات کو جس میں آفتاب برج عقرب میں داخل ہوتا ہے اوس نے ہزار تولہ
چاندی اور ہزار روپے خیرات کئے۔ دیوالی کی پوجا کا دربار ہوتا۔ اور باغ میں گاؤ
سجا ہوکر آتے اور اُن کے گلے میں کوڑیوں کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اون کو
شورا تری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیوں کو اپنے محل میں بلاتا
اون کو کھلاتا اور اُن کے ساتھ کھاتا پیتا وسہرہ کا جشن کرتا۔ سلونو کو راکھی ہاتھ میں بندھواتا
اس راکھی میں بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب بادشاہ
نے برہمنوں کی خاطر سے تخفیف کر دی تھی۔ اپنے جلوس شمسی میں اوسنے اپنی باپ کے
باپ کا سراوہ کیا۔ وہ ہندو جوگیوں کے پاس جاتا تھا۔ جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھو
جہانگیر علم نجوم کا معتقد تھا اور نجومیوں سے پوچھ کر بہت کام کرتا تھا وہ کسوف خسوف
سے ڈرتا تھا اور اپنے محل میں چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف موقوف
نہ ہوتا اُس وقت تک اپنے ہاتھ سے خیرات دیتا اور پُن کرتا کہ مبادا کوئی بلا سر
پر آئے۔ بعد اس حادثہ کے ارکین سلطنت اور نجومی مبارکباد دینے آتے
تھے اوس کو یقین تھا کہ کسوف خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر بُرا ہوتا ہے
ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے گنت
سے بہت سی باتیں مہینوں اور برسوں پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ نخواہ اوس کی
بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایک دفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ میں اوسنے اوسکو
سے تولایا اور سونا اوسکی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوس کو ملتے تھے

توزک میں ساری اس کی پیشین گوئیاں مفصل لکھی ہیں انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب و شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہیں اون کو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کیے ہیں ۔ وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا۔ چنانچہ وہ توزک میں لکھتا ہے کہ چار چیزیں سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے ۔

اول زن ۔ دوم غلام ۔ سوم منزل ۔ چہارم گھوڑا ۔ گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان میں تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کریں پھر اسی مٹی کو اس زمین میں بھریں اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود ۔ وہ آفتاب پرست اور آتش پرست تھا آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصرالدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اوکھیڑ کر ہڈیوں کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تو اوس نے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس میں یہ چیز نہیں ڈالنی چاہئے ۔ اس لئے اون کو پانی میں ڈلوایا ۔ پارسی جشنوں کی مراسم پہلے چلی آتی تھیں وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد میں قائم رہیں ۔ شب برات کو جو زمانہ جاہلیت مراسم میں سے مسلمانوں میں مروج تھی ۔ اس میں جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا ۔ وہ لکھتا شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی ۔ نور جہاں بیگم کے محل کے منازل و عمارات سے ایک میں جو بڑے بڑے تالابوں کے درمیان واقع تھا میں نے جشن کیا ۔ نور جہاں مجلس مرتب کی جس میں میں نے امرا اور مقربوں کو بلایا اور اون کو شراب اون کی مرضی سے پلائی اور طرح طرح کے کباب و میوے و گزک کھلائی ۔ اطراف تال اور عمارات میں اور چراغ روشن ہوئے ان چراغوں اور فانوسوں کا عکس جو پانی میں پڑتا تھا تو تالاب میدان آتش نظر آتا تھا ۔ ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی ۔

توزک جہانگیری کو پڑھئے تو جہانگیر میں ایک عجب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے ۔ اس کو باغوں اور پھولوں کا بڑا شوق تھا ۔ جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھیرا دیتا اور اس پھول

سب امتحان کرتا اور اوس کو لکھتا۔ ہندوستان کے تمام تالابوں اور جھیلوں و آبشاروں
کے حسن و خوبی خوشاں کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی اپنے بیان
سے تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اس کے مشاہدہ میں نہ آتا جس کے باب میں وہ تحریر
نہ کرتا۔ جن مشہور اضلاع و مقامات میں وہ گذرتا اون کے تاریخی حالات کو تحقیق کر کے لکھتا
اور اون کا محصول اور اون کے باشندوں کی حالتیں اور شہروں کی زبانیں اور جانوروں کا
بیان رقم کرتا۔ اوس نے ان باتوں کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے
ظہیر بابر کے نہیں کیا۔ اس کی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوس کی
کتاب سے ہندوستان کی گیزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہو سکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزوں
سے بہت تمیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیاء کے دیکھنے میں اوس کو بڑی مہارت
اور مہارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حیوانات و نباتات کی تشریح
کی خصوصیات اس قدر اوس نے لکھی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے بڑی
غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کر کے اوس کو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات
کے باب میں جو رائے دیتا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات میں
خوب ماہر تھا اور اون کے مشاہدات میں وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا۔ جواہرات کے پرکھنے
میں اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہاں کے عشق کو قصہ طرازوں اور افسانہ گویوں اور شاعروں نے لیلےٰ
مجنوں و شیریں خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال
اس میں مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانوں کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل
حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہاں بیم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل و
جان سے وہ ایمان و دولت و عزت کی مالک رہی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے
بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اُس کے سبب اسکا باپ اعتماد الدولہ
ایسا دیانت مند و وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیسا جان نثار ہشیار

خیر خواہ وزیر ہاتھ آیا۔ نور جہاں ہی کی نیک سلیقگی و حُسن انتظام و کفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان و شکوہ ایک عالم میں مشہور ہوگئی۔ جب سلطنت کے کسی کام میں شکل گرہ پڑتی اوس کی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع و جوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے اپنی تدابیر سے مہابت خاں کی ہاتھ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جان کو بچایا اور قید سے نکالا۔ اوس کے تمام کاموں کی تفصیل میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اوس نے بادشاہ کی شراب بہت کم کرادی۔ غرض اوس نے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسروں کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نور جہاں کے رشک و حسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لایق بیٹے شاہجہاں اور ایک اپنے پرانے رفیق جاں نثار و دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خاں سے خفا ہوگیا جس سے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے۔

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پند نامہ ہے جو اوس نے اپنے فرزندوں اور با اخلاص مریدوں کے لئے لکھا ہے کہ وہ اوس کو دستور العمل بنائیں۔ جس میں بہت سی نصائح و پند معمولی ہیں جو اور پند ناموں میں لکھی ہیں بعض اون میں کچھ جدت بھی رکھتے ہیں یہ پند نامہ پورا چھوٹی توزک میں لکھا ہے جس میں سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہیں۔

(۱) دنیا ناپائدار ہے جس قدر اوس کی طلب میں کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اس سے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری و بردباری و نکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کمتروں (چھوٹوں) کے ساتھ وہ کام کرو جو اپنے مہتروں (بڑوں) سے امید رکھتے ہو (۳) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو۔

(۴) باہمہ عیب خویشتن شب و روز ورنگاپوے عیب اجانبی

(۵) ہر چہ بر خویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ برانکس تبر اکند کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روانیست کہ دولت با ستم آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست و ہر کرا درم نیست کرم نیست

وہر کرا فرزند نیست دل خوش نیست ہر کرا ایں سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورید
و سخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر نخواہید و بر مرگ و خسران غم مخورید (۱۱) زن
جواں خواہید و بطمع مال بدام زن پیر مفتید و بر زندگی خود رحم کنید و اگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زیاں ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست و چہ
دروغ مخورید (۱۴) ہر کہ اسراف کند تونگر نشود و ہر کہ کم خورد بیمار نشود و ہر کہ بردباری
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار مرسہ گروہ را نشاید آموخت - شناوری در آب بطرا
و رندگان را بصید و شکار و زنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز تواں یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ باسہ چیز جمع نیاید حلال
خوردن بحکومت و مہربانی کردن در حال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی (۱۸)
چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرما بہ بسیار رفتن سوم
طعام چرب و شیریں خوردن - چہارم بمراد دل زنگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد و اندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن و دیر دیر سر
تراشیدن - دوم بخیانت بودن - سوم دروغ بسیار گفتن - چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم در نماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا میں بھی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوس سے گرویدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر و جواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑوں پر لدیں اور صرف وارث
اون کو اڑائیں اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے -
(۲۱) جو آدمی کہ فرزانگی انصاف - رفاہ عام و بہبود انام میں اپنی زندگی بسر کرتا ہے
وہ سہ چند خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کریں (۲۳)
شکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی بڑا سیانا ہوتا ہے -
(۲۴) دشمن کے سامنے جیب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ - شیر سے شیر لڑ سکتا ہے
(۲۵) نوجوان میں فیل و شیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر پرانی لوٹری کی سی

مکاری کہاں ہوتی ہے۔

ہم نے ان دو نو توزکوں کا بیان اول دیباچہ میں کیا ہے ان میں جو جہانگیر کے حالات لکھے ہیں اونمیں ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ رقومات میں اوسکی چند مثالیں لکھتے ہیں۔

صیغہ خرچ	چھوٹی توزک	بڑی توزک
جشن نوروزی	پندرہ کرور روپیہ	ساٹھ لاکھ روپیہ
تاج	۲۷۰۰۰۰۰۰ روپیہ	کچھ نہیں لکھا
معافی محصولات	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	۸۰ من سونا
آگرہ کے قلعہ کی تعمیر کا خرچ	۲۶۵۵۰۰۰۰ روپیہ	۳۶ لاکھ
راجہ مانسنگھ کے مندر کی لاگت	۵۴۰۰۰۰۰۰ روپیہ	اسی ہزار روپیہ
پرویز کی مالائے مروارید	۵۰۰۰۰۰ روپیہ	ایک لاکھ روپیہ
دولت خاں نے مرنیکے بعد جو نقد جنس چھوڑا	۱۲۰۰۰۰۰۰۰ روپیہ	۳۰۰۰ تمن کے جواہر سوائے اسوانے اور اشیاء
دانیال پاس جواہر	پانچ کروڑ اشرفی	دو کروڑ اشرفی
ہیمو کی کلاہ کے جواہر	ساٹھ لاکھ اشرفی	۵۰۰۰ تمن

چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے تعاقب میں چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل میں کھاتے تھے اور ایک لاکھ اونٹ باہر سے لاکر تقسیم ہوئے تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ میں نے ایک لاکھ اشرفیاں بدخشانیوں میں اور اجمیر میں پچاس ہزار روپیے درویشوں میں خیرات کرنیکا حکم دیا۔ بڑی توزک میں بدخشیوں میں روپیے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپیے لکھے ہیں چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ میں ۸۰۰۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی توزک میں اس کا بیان نہیں بڑی توزک میں بازی گروں کے تماشوں کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک میں بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نما میں نقل ہوا ہے۔ چھوٹی توزک میں بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں۔ بڑی توزک میں خوب تفصیل سے لکھا ہے۔

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جن کے بیان میں دونو توزکوں میں بڑا اختلاف ہے راجہ مان سنگہ کے چچا بھگوان داس کے بیٹوں کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے ۲۴ صفحہ میں سنہ اول کے واقعات میں لکھ چکے ہیں اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہیں ان دونوں بیانوں میں بڑا فرق ہے۔

۷۔ شعبان (سنہ جلوس) کو راجی وبجے رام وسیام رام کے سروں کو بد اعمالی کی سزا میں میں نے ہاتھیوں کے پاؤں تلے نرم کرایا۔ یہ تینوں راجہ رام سنگہ کے چچا بھگواندا س کے بیٹے تھے۔ بڑی توزک میں بھگواندا س کے بیٹے اکھے رام کے بیٹے لکھے ہیں۔ راجی بڑا سرزنش رائے اور بے صرفہ گو تھا۔ جب الہ آباد میں بہار سنگہ پسر راجہ مان سنگہ کو منصب دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھاپن کیا کہ بہار سنگہ کو بہکایا جس سے اسکا ادبار آیا۔ اور وہ اپنی بد اعمالی کی سزا کو پہنچا۔ المجا رام (ابھے رام بڑی توزک میں لکھتا ہے) تو اون کے مارے جانے سے غصہ میں آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوس کو میں نے محمد امین کروڑی بنگالہ کو سپرد کیا کہ اوس کو اپنی حفاظت میں اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ سادات ترمذ سے تھا اوس کو میں نے حکم دیا کہ بنگال میں جاکر اوس کو راجہ مان سنگہ کے سپرد کردے۔ محمد امین نے یہ سادہ لوحی کی کہ اوس کے پاؤں میں بیڑیاں نہ ڈالیں راہ میں برادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی رات کو جب سب سوتے تھے سرائے طائی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہ ہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوس کے پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہاں پہنچا جہاں سے آگرہ میں آتے ہیں وہاں کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا میں گھوڑے کو ڈال کر پار جاتا۔ اوس نے توقف کیا محمد امین نے اوس کو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے اوسکو گرفتار کر لیا ہے

اوس کا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوس کے باب میں کیا حکم ہوتا ہے میں نے حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اس کا ضامن ہو تو میں اوس کی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اُس کے گناہ سے درگذر کرونگا مگر اوس کی بدطینتی سے کوئی اُس کا ضامن نہ ہوا۔ میں نے امیر الامرا سے مشورہ کیا کہ اُس کا کوئی ضامن نہیں ہوتا مبادا اس کے بھاگنے سے فتنہ ظہور میں آئے ہند میں راجپوتوں کا لشکر کتے بلیوں سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہئے امیر الامرا نے کہا کہ اوس کو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے یا قلعہ گوالیار میں قید کرنا چاہئے۔ ابراہیم کاکڑ جس کا خطاب دلاور خاں تھا اور ہاشم بیگ منگلی جس کا خطاب شہ نواز تھا ہتھیار لگا کے اور اپنے لشکر آراستہ کر کے لائے اور اونھوں نے چاہا کہ الجا رام (ابھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائیں۔ مگر ابھی رام نے اپنے نوکروں سے اتفاق کر کے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کرا رکھے تھے کہ اگر اس پر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوس کو محمد امین کے پنجے سے نکالیں وہ لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیر الامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات کو کہا کہ اس اثنا میں قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہو گئی میں نے امیر الامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہیں رہا ہے تو اپنے سپاہیوں کو لے کر ان بدبختوں کا کام تمام کر۔ امیر الامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی میں نے شیخ فرید سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کر کے امیر الامرا کو ضائع کریں تو بھی اپنے لشکر کو لیجا کر امیر الامرا کی مدد کرو وہ فوراً گیا غوغائے جنگ بلند ہوا۔ میں شاہ برج کے مخارجہ سے جو بار عام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہو رہی ہے اور بیس ہزار کے قریب راجپوت شمشیریں اور جمدہر کھینچے ہوئے امیر الامرا پر حملہ کر رہے ہیں۔ امیر الامرا بھی اپنی سپاہ کی تلواریں کھینچ کر تیر اور نیزہ دشمنوں پر چلا رہا ہے اس اثنا میں قطب خاں دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیر الامرا کے نوکر کچھ زخمی ہوئے۔ دلاور خاں بھی گھوڑے سے گرا اور جمدہر سے مارا گیا۔ پھر امیر الامرا

کی مدد کے لئے میں نے تین ہزار احدی بھوائے تو وہ دشمنوں پر پلا کچھ رجپوتوں کو قتل کیا۔ اس اثنا میں شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جازہ سوار مسلح و مکمل لے کر امیر الامرا سے جا کر ملا۔ اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتوں کے لشکر کو آگے سے ہٹا دیا۔ شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھ سے اوس کی نوک پار نکل گئی اور وہ مر گیا میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔ باقی بھاگ گئے۔ میں نے سب امیروں کو ہاتھی کے پانوں کے تلے مسلوایا۔ اون کے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ میں بند کیا

جہانگیر نے چھوٹی توزک میں باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اُسکا ترجمہ لکھتے ہیں۔ روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۔ دسمبر ۱۶۰۵ء کو میرا باپ عین شدت مرض میں اپنے عزیزوں کی خاطر سے غذا اور میوہ نوش جان کرتا تھا اور بہ سبب پیری کے یہ غذا اور میوہ اوس کو ہضم نہیں ہوتا تھا۔ اسی حالت میں بادشاہ امین الدولہ پر اوس کے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اوس پر لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر میں جوا کھیلتا ہے اس غصہ و غضب سے بھی اس پر امراض نے غلبہ کیا۔ بدہضمی بھی ہوئی۔ دن بھر ایک کھیل کا دانہ مُنہ میں نہ گیا۔ منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا میں شوربہ کھانے کی صلاح دی گئی۔ پھر ایک دن بادشاہ حکیم علی سے کچھ ناراض ہوا۔ حکیم نے جواب دیا کہ میں نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و پرہیز نہیں فرماتے۔ محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی میں بھون کر حضور کے روبرو رکھی اور حضور نے اوس کو نوش جان فرمایا۔ معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہیں کیا اسہال ہوا۔ حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری میں بادشاہ کو تربوز کھلا دیا۔ میں نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو خواہ خود غرضی سے کہی ہو میں حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پامال غضب نہیں کرونگا۔ اگر قضائے الٰہی اور طبیبوں کی غلطیاں درمیان نہ ہوتیں تو کاہے کو

کوئی مرتا۔ اگرچہ میں نے اس قدر حکیم علی پر مہربانی کی مگر تہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے برگشتہ ہوگیا۔ ان دنوں میں دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا۔ بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا روز شنبہ ۱۴۔ جمادی الآخر کو وہ کھلانے کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ میں مجھے یہ نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنے ساتھ لایا کرو میں نے اوسی وقت سے باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد و شد کی۔ ایک دن قلعہ میں اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے جماعت نے قلعہ کے دروازوں کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجوں پر توپیں چڑھا دیں۔ روز پنجشنبہ ۱۵۔ جمادی الآخر کو میں نے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ رائے مان سنگھ نے اپنی تجویز و صلاح سے مقرب خاں کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہوا و اپنے عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیجدیا۔ قلعہ میں مقرب خاں بہت میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت میں اس نے آرام نہیں کیا۔ وہ امرائے برگشتہ کو پھر راہ پر لایا۔ جب وہ بادشاہی سرکار میں سہ ہزاری تھا تو میں ہر چند اُس سے کہتا کہ مجھ سے وہ کوئی چیز لے مگر وہ نہ لیتا۔ جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربوں سے اول جس شخص کو میں نے باپ کے روبرو منصب دار بنایا وہ مقرب خاں تھا اوسکے منصب پر ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ میرا مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنوں قلعہ میں نہیں گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل میرا جلتا تھا۔ مگر میں آدمیوں پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا سے لگا کے دم نہ مارتا تھا ؎

کار خود با خدا باز گذاری حافظ ۔۔۔ اے بسا عیش کہ با محبت خدا دادی کنی

عقلائے کارواں مثل میراں صدر جہاں و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ دیس ہمدانی کو اپنے درد اور آزار پر مطلع کرتا۔ اونھوں نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری تشفی تسلی کے لئے سنایا۔

جب میں نے دولت خواہوں اور مخلصوں کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا

تو اپنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت میں بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر میں درد تھا اسلئے حاضر نہ ہوسکا۔ میرے باپ نے جب یہ سُنا تو اپنے ہاتھ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی۔ خواجہ جہاں کو میرے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا یا کہ اگر ہوسکے تو تم حاضر ہو۔ عمر پر کچھ اعتبار نہیں ہے اس مرض اور شدت میں مجھ سے دوری کا وقت کیا ہے۔ میرے بعد تو میرا ولی عہد ہوگا۔ جب منافقوں نے یہ حال دیکھا تو مسلمانوں نے قرآن شریف پر اور ہندوؤں نے تلک پر قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک بات رہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان منافقوں کے ساتھ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تھا اسلئے کہ وہ اور اوسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ کے پاس اُس کی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خاں سے اخلاص کا پیغام بھیجا کرتا تھا مرزا کوکہ خان اعظم نے جس نے مسلمانوں اور ہندوؤں سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی حضور مبارک ہو۔ مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں باپ بیٹے یکدل یک زبان ہوکر دونو طرف ہمکو خوار و بے اعتبار و رسوا نہ کریں۔ ان بیہودہ باتوں کے جواب میں خسرو نے لکھا کہ جب تم نے میرے لئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہوں کی باتوں کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو دونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مان سنگھ سے کہا کہ بادشاہ میں کچھ جان باقی نہیں ہے اس میں سکھپال میں حرکت کی تاب نہیں ہے۔ اگر بادشاہ سکھپال میں مرگیا تو ہم سب کی بڑی بدنامی ہوگی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہیں ہے۔ یہ نصیحت راجہ مان سنگھ کو بھی نیک معلوم ہوئی۔ جب بادشاہ کچھ ہوشیار ہوا تو اوس سے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم پاس ایک عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کر لیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آب جمنا کے اس پار تشریف فرما ہوں اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حال کس لئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لئے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا ہے کہ اوس نے لشکر کشی کرکے محاصرہ کیا ہے۔ چین بجبیں ہوکر خدمت گاروں کے ہاتھوں سے دوسری طرف کروٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جس کی سرشت نفاق سے بنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف کہ بادشاہ منہ کئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھوں سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باب میں کیا حکم ہے

تو بادشاہ نے فرمایا کہ حکم تو خدا کا حکم ہے اور ملک خدا کا ملک ہے مجھے ہر سانس کے ساتھ ہزار آس ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو۔ شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور اگر میرا وقت رحلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور رعیت پروری اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لئے درکار ہے اوس کی مہر و محبت میرے دل سے باہر نہیں ہوئی۔ گو اوس نے وسوسہ شیطانی سے میرے ہاتھ کچھ دنوں سرگردانی کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے۔ اور ہمارے توزہ (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی ہیں۔ نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی چھ مہینے کے لئے عنایت کی۔

جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سنی تو میرے پاس ایسی فوج آنی شروع ہوئے کہ اون کے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔ میرے پاس میراں صدر جہاں و میر جمال الدین حسین وعیدی خواجہ نے واجب العرض بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو سے ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر۔ بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر کے ہیں پس التماس یہ ہے کہ اوس کے ساتھ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں میں نے انکو جواب دیا کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہئے تھا کہ میں اس وقت تمہارا بادشاہ ہوتا پسر ہرگز برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر متفکر اور معقول اور اپنے کئے سے پشیمان ہوئے۔ سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہاد اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے۔ سوا مرزا کوکہ سب نے عرضداشت لکھی جس میں سب نے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی میں نے کہا کہ میں نے تمہارے حقوق سابق کو مرعی رکھ کر تمہاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور ایسی معاف کیں کہ جس پر بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم پر ایسی عنایت کرتا جو قصوروار وں پر کی ہے۔ میں نے اپنا گوشۂ خاطر جو عنایت و عفو و لطف کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا۔ تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس عنایت و لطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر مجبور ہو تو میں تمہاری التماس قبول کرتا ہوں۔ روز شنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آن کر ملازمت کی

ملازمت میں پیشدستی کرنے کے سبب سے اوس کو صاحب السیف والقلم کا خطاب عنایت کیا
شمشیر مرصع و جیغہ مرصع و اسپ بازین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا۔ دوسرے دن
خواجہ مانسنگھ ملازمت کے لئے آیا۔ اوس پر بھی میں نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس آیا
مانسنگھ کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے۔ مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو
عنایت ہوئی اور اوس کے ساتھ پائندہ خاں مغل بھیجا جائے گا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کہ میرے
اول سلطنت میں خسرو مجھ سے علیحدہ کیا جائے۔ اور میرے مقربوں کی بھی صلاح یہی تھی مگر میں نے
اون کی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی میں سوار ہوکر دریا پار چلے جاؤ بعد واپس
آکر رخصت کرونگا۔

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لئے
اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے۔ لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و
آرام نہیں۔ جب بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا میں نے ادب کے ساتھ خلعت
پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز شنبہ ہشتم جمادی الاول
میرے باپ و مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اوس نے فرمایا
کہ کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربوں کو بلاتا کہ میں تجھکو اون کے سپرد کروں اور اپنا
کہنا سنا اون سے معاف کراؤں انھوں نے برسوں میری ہمرکابی میں جانفشانی کی ہے
میں نے خواجہ ویس ہمدانی کو بھیجا اوس نے سب امرا کو حاضر کیا۔ اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے
تو طوالت ہوگی۔ اول بادشاہ نے سب کی طرف منہ کرکے اون سے اپنا کہا سنا معاف کرایا
یہ اشعار پڑھے جن کا مصرعہ اول یہ ہے + امن و آسائش دوران مرا یاد آرید +
میرے پاس جو اصل توزک ہے اوس میں بعض اشعار صحیح لکھے ہیں اور بعض غلط لکھے ہیں اسلئے
میں نے ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہوں۔ میرے دربار کی شان و شکوہ و فراحکام یاد کرو
میرے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو پوشش کفن پہنانے کو یاد کرو میری خاک
قبر کے سبب سے سرخ آنسو گرانا اور اپنی صبح کی عبادت میں میری روح کو یاد کرو

بر شما باد کہ چوں باد خزانی گزرد　　بر چمن دست زر افشاں مرا یا آرید
آن سفینہ کہ دروعالمے میگنجید　　یا نیم نفس بر آورد تنگی کرد

میں نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا سعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ کی خدمت کرے میں گریاں و بریاں باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ و شیون آغاز کیا اور باپ کے مبارک قدموں پر سر رکھا اور تین دفعہ اوسکے گرد صدقہ ہوا۔ شگون کے واسطے باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جس کا نام فتح الملک تھا اشارہ کیا کہ اوسکو اٹھا کر میرے سر پر تو کر میں باندہ میں نے فوراً اوسے باندہ کر سجدہ کیا۔ تسلیم و بندگی و آداب بجا لایا نزدیک تھا کہ رونے سے میرا دم گھٹ جائے چارشنبہ تک پہر سات گھڑی رات گئے باپ کی روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میراں صدر جہاں کو بلا کر وہ کلمہ شہادت پڑہے جس کے پڑہوانے میں میں نے اس لئے تامل کیا تھا کہ مجھے امید تھی کہ حیات بخش لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا۔ میراں صدر جہاں آیا اور دو زانو ادب سے بیٹھا اور کلمہ شہادت پڑہنا شروع کیا۔ باپ نے مجھے بلا کر گردن میں ہاتھ ڈالا اور کہا کہ بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پھر میں تجھے نہیں دیکھونگا۔ ہرگز ہرگز میرے پرگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹھانا اونکو روزمرہ جو میں دیتا تھا وہ دینا ؎

نوکراں من واتباع مرا بعد از من　　خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن
در نگہداشتن یکیک انچہ گفتم　　ہمہ را گوش ہین دار فراموش مکن

پھر ان بیتوں کو پڑہ کر میراں صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑہ۔ پھر کلمہ شہادت خود اپنی زبان سے باواز بلند پڑہا اور میراں صدر کو فرمایا کہ تو میرے سراہنے بیٹھ کر سورہ یٰسین و دعا عدیلہ پڑہ تاکہ میری جان آسانی سے نکلے۔ جب میراں صدر نے سورہ یٰسین پڑہ کر دعا عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکھ سے آنسو نکلے اور جان آفریں کو جان سپرد کی۔ جسم مبارک کو آب گلاب سے دہویا اور مشک و کافور سے معطر کیا۔ اُس کی نعش کے ایک پایہ کو میں نے اور تین پایوں کو میرے تین بیٹوں نے کندہے پر کیا اور جب قبر

[illegible] پر پہنچے تو یہاں سے میرے فرزندوں اور مقربوں و مخلصوں نے دوش بدوش [illegible] تک پہنچایا وہاں زمین میں دفن کیا ۔

تا جہاں بود چنیں بود و چنیں خواہد بود ہمہ را عاقبت کار ہمیں خواہد بود

[illegible] موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ویلر صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں جس [illegible] سے اکبر مرا اوس کا بیان کچھ نہیں کھلتا ۔ جہانگیر نے جو اپنی تزک میں باپ کے [illegible] مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہیں ۔ اسکی تحریر کے دیتی ہے [illegible] کے مرنے میں کوئی ایسی بات تھی جس کو وہ چھپانا چاہتا تھا ۔ اس واقعہ کی توضیح [illegible] کے نردیو ن کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیوں کے کھانے سے مرا تھا ۔ پھر اوسکی تصدیق [illegible] ویلر صاحب کرتے ہیں کہ زہر کی گولیوں سے اکبر مرا مگر یہ بھی نہیں معلوم ہوسکتا کہ اکبر نے [illegible] سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوس کو زہر کی گولی کھلائی ۔ تزک کی طرز تحریر [illegible] شبہ اس امر میں ہوتا ہے ۔ حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اُس پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اُسنے [illegible] علاج میں بڑی غلطی کی ۔ جہانگیر نے اوس کو سزا دی اُس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی [illegible] کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغوا سے دی ۔ جہانگیر نے جس طرح سلطنت کی اوس کی [illegible] سے ثابت ہوتا ہے کہ اوس نے یہ کام کیا ہو ۔ یہ باتیں ایسی ہی لکھی ہیں جیسے ہمیشہ [illegible] اس ملک کے بھنگیر خانوں اور شراب خانوں میں بھنگیرے اور شرابی بنایا کرتے ہیں [illegible] صاحب نے اور زہر کی گولیاں چلائی ہیں کہ اکبر نے راجہ مانسنگھ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا [illegible] موت نہ آئی تھی ۔ اوس کے خاصدان کے ایک خانہ میں پان رہتا تھا دوسرے میں [illegible] کی گولیاں تیسرے میں زہر کی گولیاں ۔ پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان میں [illegible] گولی ڈالکر دیدیتا تھا بہت امیروں کو مار ڈالا ۔ یہ زہر کی گولیاں ایسی رونالی جیسی کہ [illegible] اونکی دھوم ہو رہی ہے کہ یوبینک کے مریضوں کو ڈاکٹر دیدیتے ہیں ۔

بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

[illegible] کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ میں ایک عورت کے تین لڑکیاں تو ام ایکدفعہ اور وہ لڑکیاں اور ایک لڑکا

دوبارہ پیدا ہوئے اور سب زندہ ہیں۔ یہ بھی اس سے معروض ہوا کہ ایک زرگر کی عورت کے
اول دفعہ حمل میں بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل میں سے اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے
حمل میں دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت میں وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی جیسے
کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہیں۔ ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوس کے خوب ڈاڑھی مونچھ
تھیں اور پستانیں نہ تھیں اور وہ محض عورت تھی۔ بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر
اوس کو اوس نے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا۔ بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے
لڑا بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر جھروکہ میں چھوڑ دیا اور ایسے ہی پندرہ شیر نر و
زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیوں کو یہ شیر آزار نہیں دیتے تھے اور اون کے بچے ہوتے تھے
ہر چند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودھ دوہیں مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا۔ کہتے ہیں کہ اس کا
دودھ آنکھوں کے لئے بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ باغ جھروکہ میں چند چیتے بھی چھوڑ دیے
تھے۔ پلا ہوا چیتہ بچہ نہیں دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے۔ بادشاہ کے ہاں ایک سفید چیتہ
بھی تھا۔ بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جس میں شیر و گوسفند دونو ہاتھ بندھے تھے۔ یہ شیر
سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندوں کو پھاڑ ڈالتا تھا۔ حکیم علی کے ایک
عجیب حوض کا اور آہن آسمانی کا بیان تاریخ میں کیا گیا۔

چھوٹی توزک میں جہانگیر لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں بازی گر بڑے چڑھے ہوئے ہیں کہ
میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونھوں نے کہا کہ ہم ایسی بازیاں کرتے ہیں جن کو خلق
باور نہیں کرتی اونھوں نے بازیاں کرنی شروع کیں تو وہ عجائب روزگار سے تھیں۔ اول
اونھوں نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لیں اوس کے بیج ہمارے پاس ہیں۔ ہم اُسکے
میں بوینگے تو ایک عجیب تماشا ہوگا۔ میرے خاص آدمیوں نے بازی گروں سے کہا کہ اگر
سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھا دو۔ وہ گئے اور دس جگہ زمین میں بیج بوئے
چند بار اون کے گرد پھرے اور کچھ پڑھ کر منتر پھونکا۔ کہ ایک ہی بار دس جگہ سے درخت
اوگنے شروع ہوئے۔ اول درخت توت اوگا جس کی فرمایش خانخماں نے کی تھی۔ دوسرے

درخت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچواں درخت مینگ جس کو کسی نے پھل لگا ہوا
دیکھا تھا مینگ کو موجۂ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے۔ چھٹا درخت نارجیل اٹھارہ درخت
اس طرح پر نہیں کہ نظر سے پنہاں ہوں بلکہ آشکارا۔ حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ یہ
درخت زمین سے بلند ہوتے ہیں دس ذرع بلند ہو کر اُن میں شاخ و برگ نکلے اور درخت
سیب میں بہار آئی۔ سیب کو میرے پاس لائے میں نے اُس میں خوشبو سیب کی سونگھی۔
جب درخت نمودار ہوئے تو اُنہوں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختوں کے میوے بھی آپ کو
کھلائیں اس سے اور زیادہ تعجب ہوا۔ فوراً وہ ان درختوں کے گرد پھرے اور چند اسم پڑھے
جو درخت لگائے تھے اُن میں میوے لگ گئے اُناس نہایت بڑا اور شیریں تھا۔ آم
رسیدہ تھا وہ میووں کو توڑ کر لائے اور سب آدمیوں نے اُنکو کھایا۔ بعد ازاں درختوں میں
سے ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جن کی برابر کوئی مرغ ابتک کسی نے نہ دیکھا
نہ سنا تھا۔ یہ مرغ آپس میں باتیں کرتے اور ایک دوسرے پر چونچیں لگاتے۔ ایک ساعت کے
بعد درختوں پر خزاں آئی۔ سرخ۔ سبز۔ زرد پتے گرنے شروع ہوئے اور رفتہ رفتہ سب درخت
نظر میں غائب ہو گئے۔ اگر یہ کرتب میری آنکھوں کے سامنے نہ ہوئے ہوتے تو میں اُنکا
کبھی باور نہیں کرتا۔

دوم آدھی رات کو جب آدھا کرہ زمین بالکل تاریکی میں تھا ان بازیگروں میں سے
ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اُس کے بدن پر نہ تھا چند چکر اُس نے لگائے اور
ایک چادر اُوڑھی اور اس چادر میں سے ایک آئینہ جلی نکالا جس کی روشنی سے
تمام رات کا روشن دن ہو گیا۔ اور اُس کی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس روز کی راہ
تھے انہوں نے آنکر شہادت دی کہ فلاں شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اُسکی
مانند بردن کو بھی روشنی نہیں دیکھی۔ یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائب روزگار میں شمار ہوتا ہے
سوم ساتوں بازیگر راستہ میں کھڑے ہوئے مطلق اُن کے ہونٹھ نہ ہلتے تھے نہ زبان
حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہیں ہوتی تھی کہ وہ ایک آدمی کی آواز ہے

یا ساتوں کی۔ اس بات سے بھی مجھے تعجب ہوا۔

چہارم ۔ بازیگروں نے سو کے قریب تیر ہوائی بنائے اور بلندی پر چھوڑے وہ ہوا میں معلق کھڑے رہے اور اُنہوں نے عرض کیا کہ جس وقت حکم ہو ہم ایک تیر کو جلا سکتے ہیں وہ شمع کو ہاتھ میں لیکر وہیں کھڑے رہے اور اُن سے دو تیر پرتاب پر تیر ہوائی فاصلہ رکھتے تھے۔ مجھے اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر میں دس تیروں کے جلانے کا حکم دیتا تو وہ جلا دیتے یہ بھی تعجب کی بازی تھی۔

پنجم ۔ میرے سامنے اُنہوں نے ایک دیگ لی اور اس میں کچھ پانی اور آٹھ من یا بیس من عراقی چانول ڈالے اس دیگ کے نیچے صلا آگ نہ جلائی دیگ خود بخود جوش میں آئی تھوڑی دیر میں اُنہوں نے دیگ پر سے ڈھکنا اُتار لیا اور سوطباق بھر کر کھانا نکالا جس کے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا یہ تماشا بھی عجائبات میں سے ہے۔

ششم خشک زمین پر اُنہوں نے ایک فوارہ نصب کیا اور اس کے گرد تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ میں سے پانی جوش کھا کر نکلا۔ اور سب آدمیوں پر گل فشانی کرنے لگا۔ زمین پر پھول گرتا مگر اُس پر نمی ذرا نہ ہوتی گھنٹہ بھر تک یہ عجیب و غریب فوارہ سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا۔ پھر اُنہوں نے فوارہ کو اُٹھا لیا۔ کسی جا پر پانی کا اثر نہ تھا پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹتا دوسری دفعہ آگ کی گل فشانی کرتا دیگ کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا

ہفتم ۔ میرے سامنے بازیگروں میں سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی اُس پر اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پاؤں کو اوپر کی طرف اونچا کیا پھر تیسرا آدمی دوسرے آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤں پر پاؤں رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیوں نے ایک دوسرے پر چڑھ کر اپنی مینار بنائی۔ اُن میں جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اور دوسرے کی کمر و کندھوں میں ہاتھ ڈالکر اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہو جاتا تعجب یہ ہے کہ آخر میں ایک آیا اُس نے اس آدمی کے پاؤں اُٹھا کر اپنے کندھوں پر رکھے جس کے اوپر سات آدمی سیدھے

[illegible] اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا۔

ششم ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا دوسرے آدمی نے پیچھے آنکر اُسکے کولھے پکڑے اور اسی [illegible] چالیس آدمیوں کی ایک لڑ بندھی کہ ایک نے دوسرے کے کولھے کو پیچھے کی طرف پکڑا [illegible] آدمی نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیوں کو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان میں [illegible] پھرایا اس زور پر تعجب ہوتا تھا۔

ہفتم بازیگروں نے ایک آدمی کے اعضا سر دھڑ ہاتھ جدا کرکے زمین پر ڈالدیے خون [illegible] ساری زمین تر بتر تھی وہ اعضا تھوڑی دیر زمین پر پڑے رہے۔ پھر ایک پردہ اس جگہ [illegible] اور ایک آدمی اُس کے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر میں وہ پردہ سے نکلا اور وہ آدمی جس کے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اُس کے کبھی زخم نہیں لگا تھا۔

ہشتم۔ ایک شعبدہ بازی گر لائے اور اُسکو جھاڑ کے دکھا دیا کہ اُس کے اندر کچھ نہیں ہے [illegible] اُس کے اندر ہاتھ ڈالکر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونوں آپس میں لڑنے لگے۔ جب وہ [illegible] لڑتے تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹہ تک لڑتے رہے۔ جب مرغوں کے اوپر [illegible] ڈالکر اُٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے۔ وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا [illegible] آدمیوں کے درمیان نہیں ہیں بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر [illegible] ہیں۔ پھر اُن پر پردہ ڈالکر جو اُٹھایا تو دو کالے سانپ کنڈلی مارے اور پھن [illegible] سے نکلے اور اُنہوں نے آپس میں لڑنا شروع کیا اور آخر کو سست [illegible] گئے۔

یازدہم۔ اُنہوں نے زمین میں ایک حوض کھودا اور مشکوں سے پانی بھروایا۔ جب [illegible] گیا تو اُس پر چادر ڈالی اور اُٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اُنہوں نے [illegible] فیل بان اس حوض یخ بستہ پر ہاتھی کو پھرائے۔ ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤں [illegible] یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا۔ ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اُس پر پھرا۔ یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اُس [illegible] چادر ڈالی اور اُٹھالی تو زمین خشک تھی پانی اور نمی کا نام نہ تھا۔

دوازدہم - ایک تیر کے فاصلہ پر اُنہوں نے دو خیمے کھڑے کیے اور اُنکے دروازے محاذی ایک دوسرے کے رکھے اور خیموں کے دامن کی قناتیں اُٹھا کر لوگوں کو دکھلا دیا کہ خیمے بالکل خالی ہیں اور پھر قناتیں چھوڑ کر زمین کی برابر لگائیں اور ہر ایک خیمہ میں ایک ایک بازیگر گیا اور ان خیموں میں سوا ان دو آدمیوں کے کوئی اور نہ تھا۔ پھر اُنہوں نے پانچ بازیگر جو خیموں سے باہر رہے اُنہوں نے کہا کہ چرندوں اور پرندوں میں سے جن دو جانوروں کو کہو ہم ان خیموں سے نکال کر اُن کی کشتی دکھا دینگے۔ خان جہاں نے اُنکی ہیئت ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شتر مرغوں کی لڑائی دکھا دو۔ تھوڑی دیر میں دونوں خیموں سے دو بڑے قد آور شتر مرغ برآمد ہوئے اور آپس میں ایسی تیزی اور تندی سے لڑے کہ اُن کے سروں میں خون نکل آیا اور اُن کی ایسی برابر کی جوڑ تھی کہ ایک دوسرے کو ذرا بھگا نہ سکا اسلئے آدمیوں نے جھنا لیا اور اُنکو خیموں میں لے گئے۔ میرے بیٹے خرم نے اُن سے نیل گائے کی فرمائش کی فوراً دو جنگی نیل گائے خیموں سے نکل آئیں وہ برابر کی جوڑ تھی آپس میں خوب دھکا پیل ہوئی گردنیں ایک نے دوسرے کی پکڑلیں دو گھڑی تک دونوں میں آپس میں زور ہوتا رہا پھر اُنکو خیموں کے اندر گھسیٹ کر لے گئے غرض وہ خیموں میں سے حسب فرمائش ہر جانور کو پیدا کر دیتے اور اُن کو آپس میں لڑوا دیتے تھے اگرچہ میں نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پاؤں مگر میں اب تک اُس کو نہ پا سکا۔

سیزدہم - اُن کو پچاس تیر پیکاں دار اور ایک کمان دی اُن میں سے ایک نے تیر پھینکا وہ ہوا میں معلق کھڑا رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح پچاس تیر ایک دوسرے کے بعد پھینکے گئے۔ اور وہ باہم پیوستہ ہوتے رہے پچاسواں آخر تیر جو مارا تو سب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے۔

چہاردہم - انہوں نے ایک بڑے برتن میں پانی بھر کر میرے روبرو رکھا ان میں سے ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ میں لیا اور کہا کہ جس رنگ کو آپ فرمائیں تو اس پانی میں پھول ڈالکر اُسی رنگ کا پھول نکالوں ایک دفعہ پھول کو پانی میں ڈالکر

گل ۔ دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈالکر گل نارنجی دکھایا ۔ غرض جس
رنگ کو کہا اُسی رنگ کا پھول پانی میں ڈوبا دیکر نکالا ۔ سو دفعہ اس پھول کو پانی میں
ڈبویا ہر بار ایک تازہ گل نمودار کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی میں ڈبو ڈبو کر
سو رنگ دکھائے یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا ۔

پانزدہم ۔ میرے پاس ایک قفس چار رخ کا لائے ایک طرف میں بلبل خوش آواز
کا جوڑا مجھے دکھایا قفس کے دوسری طرف میں طوطوں کا جوڑا ۔ تیسری طرف بولتا ہوا
سرخ رنگ جانور کا جوڑا چوتھی طرف کبک کا جوڑا مجھے دکھایا چاروں طرف جس جوڑے
کو دکھانے کا میں حکم کرتا وہ دکھاتے ۔ اگر سو دفعہ قفس کو پھراتے تو سو جوڑے دکھاتے
یہ بھی بہت مشکل تھا ۔

شانزدہم ایک بڑا قالین بیس گز کا بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اُس کو پلٹا دیتے
اس کی پشت رو ہو جاتی اور رو پشت تو اُن کے مختلف رنگ اور طرح کے ہو جاتے اگر دو سو بار
الٹتے تھے تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھاتے تھے یہ بھی جائے تعجب تھی

ہفدہم ۔ آفتابہ کلاں کو پر آب کیا پھر اُس کا تمام پانی اُلٹ کر گرا دیا ۔ پھر اُس کو سیدھا
کیا اس میں اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا ۔ اس کام کو سو دفعہ کر سکتے
تھے مجھے اس پر بھی تعجب ہوا ۔

ہشتدہم ۔ انہوں نے تہیلا لیا ۔ دونوں طرف اُن کے منہ کھلے ہوئے تھے ایک منہ
سے خربوزہ ڈالا اور دوسرے طرف سے خربوزہ نکالا اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے
منہ کی طرف سے انگوروں کا خوشہ نکالا ۔ پھر انگوروں کو ڈالا تو ایک تہیلا میووں سے بھرا
ہوا نکلا ۔ اگر سو مرتبہ وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک نیا میوہ نکالتے ۔ یہ ایک
عجیب بات تھی ۔

نوزدہم ۔ بازیگروں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے منہ سے
سانپ نکلا سانپوں کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپس میں لڑ کر خوب گتھم گتھا ہوئے ۔

یہ بھی نادر تماشا تھا۔

بستم۔ ایک آئینہ لائے اور ایک رنگ کا پھول ہاتھ میں لیا اس۔ . . . . . پھول کا رنگ آئینہ میں ہر دفعہ نیا دکھلایا۔ ہر مرتبہ گل کو آئینے کے پیچھے لیجاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو سبز و سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے یہ بھی عجب تماشا تھا۔

بست ویکم۔ میرے سامنے دس چینی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں آدھ گھنٹہ تک مرتبانوں پر چادر تانی اور پھر ہٹالی تو ایک مرتبان میں اقسام مربے دوسرے میں آملہ و ہلیلہ اور علی ہذا القیاس اور مرتبانوں میں یہ سب چیزیں طباقوں میں ترکیب دیکر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اُن کے مزے چکھے۔ پھر انہوں نے چادر اُٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے۔ یہ بات بھی عجیب و غریب تھی۔

بست و دوم۔ وہ کلیات سعدی شیرازی میرے روبرو لائے اور تھیلے میں ڈالا اور پھر اُسکو نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا۔ پھر اُسکو تھیلے میں ڈالکر نکالا تو دیوان اُملی تھا اس طرح اگر وہ سو مرتبہ کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی۔ یہ بھی تعجب کی بات تھی۔

بست و سوم۔ بازیگر پچاس ذراع لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اُسکو آسمان کی طرف اُچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اس کو کسی زنجیر سے باندھ کر لٹکایا ہے۔ پھر وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اُس کو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سرے پر پہنچکر غائب ہو گیا پھر اسی طرح خرس پلنگ شیر اور بعض اور جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب ہو جاتے۔ پھر زنجیر کو لاکر تھیلے میں بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہاں گئے یہ دیکھکر میں اپنی حیرت کو بیان نہیں کر سکتا کہ کسقدر ہوئی۔

بست و چہارم۔ ایک لنگری میرے سامنے لائے جس کو دکھادیا کہ خالی ہے اُس پر سرپوش ڈھک کر جو اُٹھایا تو قبولی پر از کشمش و بادام و قیمہ تھی پھر سرپوش رکھکر جو اُٹھایا تو کباب کلہ و پارچہ سے پر تھی چند مرتبہ سرپوش رکھا اور اُٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا یہ بھی عجیب تماشا تھا۔

بست و پنجم ۔ میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اُسکو پانی سے
بھرا ڈھکنا اُٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس میں کچھ نہیں ہے پھر ڈھکنا ڈھک دیا اور
کہا تو پانی میں مچھلیاں حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھیں پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو
اس میں بارہ مینڈک نظر آئے پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو تین چار بڑے سانپ کنڈلی
مارے بیٹھے تھے ۔ آخر دفعہ جو اس کو کھولا تو اس میں پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا

بست و ششم ایک بازیگر چھوٹی اُنگلی میں یاقوت کی انگوٹھی پہنکر میرے سامنے کھڑا
ہوا جب اس انگوٹھی کو اُتار کر دوسری اُنگلی میں پہنا تو یاقوت بدلکر زمرد ہوگیا پھر انگوٹھی اُتار کر
تیسری اُنگلی میں پہنا تو زمرد ہیرا ہوگیا ۔ پھر چوتھی اُنگلی میں ہیرا فیروزہ ہوگیا اسی طرح ہر دفعہ
ایک ایک انگلی میں پہنکر وہ تازہ رنگیں جوہر دکھاتا تھا ۔

بست و ہفتم ۔ قریب ایک تیر کے فاصلہ پر راہ میں دو رویہ ننگی تلواریں قبضے زمین میں
گڑی کھڑی تھیں اور بازیگر نے دونوں طرف اپنے پہلو تلواروں پر لگا کے تلواروں پر چلنا شروع
کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہیں سے اُس کا بدن زخمی نہیں ہوا ۔

بست و ہشتم ایک بیاض جس کے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ میں دی میں نے اور
حاضرین نے خوب دیکھ لیا کہ سوا سفید ورقوں کے کچھ اور نہیں ہے ایک لمحہ کے بعد ایک
بازیگر نے لیکر کھولا تو اوّل ورق پر سرخ افشاں تھی اور لوح پُرکار اس پر بنی ہوئی تھی
دوسرا ورق اُلٹا افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد و زن کی صورت بنی
ہوئی تھی اور ورق اُلٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشاں کیا ہوا تھا اور زن و مرد کی باریک
تصویر تھی اور ورق کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشاں کیا ہوا تھا اور گائے اور تلوار کی تصویر
تھی ایک شہر نے گاؤ کو پکڑ رکھا تھا ۔ تصویر میں حرکت ہوتی تھی جو میں نے کبھی نہ دیکھی
تھی ورقوں میں باغ اور سرو کے درختوں کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور ورق پلٹا تو
کاغذ کا رنگ نارنجی تھا اور رزم کی مجلس کھچی ہوئی تھی جس میں دو سردار ایک دوسرے سے
لڑتے تھے جس ورق کو کھولتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی مجھے

سب تماشوں میں یہی تماشا اچھا معلوم ہوا بیاض سے بہت محظوظ ہوا۔ میں نے اپنے باپ
کے زمانے میں بہت تماشے دیکھے ہیں مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے۔

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کر دیا اور میں نے حکم دیا کہ پنجہزاری امیر سے
ہزاری امیر تک ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اس طرح ہم سے اور امیروں سے ان
بازیگروں کی جماعت کو دو لاکھ روپیہ ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کاموں کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہیں
کہ چشم بندی ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل میں آتی اسکو علم سیمیا
کہتے ہیں جو ملک فرنگ میں رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ وہ کسی کام کو نہیں
چھوڑتا اور عجائب غرائب کاموں کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہیں وہ
کرتا ہے یہانتک اصل چہوٹی توزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشہ
جو سب سے زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیوں پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی
لی اور اسکو ہوا میں پھینکا تو انٹی غائب ہوگئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور
اور اُس نے کہا کہ آسمان پر میرے دشمن کھڑے ہیں وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیوں کی
نظر سے غائب ہوگیا ایک ساعت بعد تار سے خون کے قطرے گرے اور پھر بدقعات
ہتیار اور اعضا نیچے زمین پر گرے اُسکی بیوی پردہ سے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھکر اپنے
خاوند کے لیے رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے
اعضا لیے اور جلکر خاکستر ہوگئی۔ پھر وہ آدمی اپنے ہتیاروں سمیت اس سوت کے تار پر سے
اُترا اور کورنش بجا لایا اور عرض کیا کہ میں نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنوں پر ظفر پائی
اور اعضا جو زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے۔ جب اُسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد کی
کہ میری عورت کو پیدا کرو نہیں تو میں خود آگ میں جلتا ہوں۔ اور جلنے پر تیار ہوا تو اس اثنا
میں عورت آئی اور اُس نے کہا کہ میاں تم مت جلو میں زندہ ہوں۔

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب سے میں نے یہ بازیاں نقل کی ہیں وہ
میں نے لکھدیا ہے کہ اگرچہ معقول نیست والعہدۃ علی الراوی جہانگیر نے چہوٹی توزک میں لکھا ہے

3502

سیر بدے جو ہمارے سامنے ہوئے اُن میں ضرور کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت سے
بعض آدمیوں میں ایک خاص قابلیت اور استعداد ہوتی ہے جس کے سبب سے وہ کام ایسے کر سکتے ہیں
جو اور نہیں کر سکتے اور اُن کے کاموں سے اور آدمیوں کی عقل چکر میں آتی ہے۔ جہانگیر نے
اپنی توزک لکھی ہے جس کا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی یہ حکایت لکھی ہے کہ ایک آدمی جنگل میں
لکڑی کاٹنے گیا تھا کہ اُس کی درانتی سونے کے رنگ کی ہو گئی تھی گھسیارا مادن لہار کی پاس
اس کو مرمت کرانے گیا۔ لہار نے پہلے سنا تھا کہ اس دریا میں سنگ پارس ہوتا ہے جس کے لگانے
سے لوہا سونا ہو جاتا ہے۔ اُسی وقت وہ گھسیارے کے ساتھ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ
لے کر وقت کو پیش کش کیا۔ راجہ نے اس سنگ سے زر حاصل کیا اور اس میں سے شہر
کی عمارت میں کچھ صرف کیا۔ ان حکایات کو خود جہانگیر نے لکھ دیا ہے کہ میری عقل قبول
نہیں کرتی اس لیے میں نے لکھ دیا ہے۔

خلاصہ سلطنت جہانگیر

جہانگیر بادشاہ کے عہد میں اتفاقات عظیم ایسے پیش نہیں آئے کہ اُن پر بسوط توجہ کرے
ایک دکن میں لڑائی رہی جس کا انجام یہ ہوا کہ ۱۶۱۷ء میں نوعمر نظام شاہ اور اُسکے
سپہ سالار نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی حمایت سے علیحدہ ہو گیا۔ بڑا بیٹا تادم زیست
قید میں رہا۔ اس سے چھوٹا بھائی پرویز شراب سے مر گیا۔ اُس سے چھوٹا بھائی خرم
مرنے کے بعد بادشاہ ہوا خرم دانشمند فرزند تھا اُس نے میدان جنگ میں شجاعت دکھا کے
شاہجہاں کا پایا اور جب خسرو ۱۶۲۱ء میں مر گیا تو یہ رائے ہو گئی کہ غالباً وہی باپ
کا جانشین ہو گا۔ کچھ بے لطفی شاہجہاں اور نور جہاں کے درمیان ہوئی وہ یہ چاہتی تھی کہ
داماد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو شہریار قندہار کی فتح کے لیے جو پھر ایرانیوں
سے لیا تھا بھیجا گیا۔ مگر قندہار ہاتھ نہ آیا اور شاہجہاں کے بے اعتبار کرنے کے لیے

اور تدابیر ہونے گئیں اور ۱۶۲۳ء میں اُس نے اپنی مخالفت کو ظاہر کیا۔ بادشاہ بذات خود اُس سے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ پر چھاپہ کر کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہاں سے گولکنڈہ گیا یہاں کچھ دنوں آرام کیا۔ جب یہاں یہ مظلوم شہزادہ جدید تعاقب سے رہنکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی ۱۶۲۵ء میں وہ بڑی جان جوکھوں میں رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہوا کہ اُس کے سب دشمنوں کی توجہ اُس کی طرف سے اُٹھ گئی۔ مہابت خاں بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم تازی مہمات کا انصرام کر کے پنجاب میں بادشاہ کی خدمت میں آیا جو سپاہ کا صدر مقام تھا۔ جب بادشاہ کا لطف و کرم اُسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچ تو نورجہاں اُس سے خفا ہو گئی۔ مہابت خاں نے اپنے تئیں قید سے بچانے کے لیے اور حفاظت کرنے کے واسطے بادشاہ اور ملکہ دونوں کو اپنی قید میں کر لیا۔ راجپوتوں کی سپاہ کے پہرے چاروں طرف لگا دئے اور اس طرح کابل لے گیا۔ بادشاہ یہاں اعدیوں کی دلاوری اور نورجہاں کی تدابیر سے رہا ہوا۔ مہابت خاں دکن چلا گیا اور شاہجہاں کا دوست ہو گیا۔ بادشاہ کشمیر گیا اور وہاں سے مراجعت کرنے میں وہ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو مر گیا مگر جہانگیر کو باپ کے مرنے کی خبر دس دن پیچھے پہنچی اور وہ مہابت خاں کے ساتھ روانہ ہوا۔ لاہور میں اُس کا بھائی شہریار قتل ہو گیا اور شاہجہاں کے سر پر آصف خاں نورجہاں کے بھائی اور شاہجہاں کے خسر وزیر اعظم کے ہاتھ سے تاج رکھا گیا۔

انگریزی مورخوں کی نکتہ چینیاں

سر ایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمہ تاریخ میں ہوا ہے وہ اپنی تاریخ میں جہانگیر کے ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس میں صادر کیے بڑی دھجیاں اُڑاتے ہیں کہ یہ قانون کو لکھ دیا کہ وہ اُس کے باپ اور شیر شاہ کے وقت میں جاری تھا کسی قانون کو لکھ دیا کہ اُسکی تعمیل نہیں ہوئی اُسکی توضیح ان بیانوں سے کی جو اُس زمانہ کے بعض فرنگی سیاحوں نے لکھی ہے۔ قانون میں قانون بنانے والے کی نیک نیتی دیکھی جاتی ہے سو ان دوازدہ قوانین

جہانگیر کی جو تاریخ ہے معلوم ہوتی ہے اُس سے زیادہ ممکن نہیں اب رہی یہ بات کہ اُس کے ممالک محروسہ میں ان قوانین کی تعمیل ہو۔

تعمیل احکام اور اجرا زمان شاہی کے اختیار میں ہوتی ہے جو مختلف طبیعتیں رکھتے ہیں اسلئے ہمیشہ ایک ہی قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے۔ قانون کی تعمیل میں سویت نہیں ہوسکتی۔ جہاں تک میں نے اس بادشاہ کے بیانوں کے اعتماد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ انصاف کی نظر سے کافی و وافی نہیں رکھتیں۔ بلوچ میں صاحب فارسی زبان کے بڑے عالم ہیں ہندوستان کے مسلمانوں کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہیں آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا ہے اور اس کی تحقیقات سے حاشیے چڑھائے معلوم نہیں کہ وہ جہانگیر سے ایسے کیوں خفا ہیں کہ اُسکی باتوں میں بھی بُرا بتاتے ہیں۔ اگر مسلمان اوگون کے قائل ہوتے تو ضرور کہتے کہ جو دل میں ہو جو جسم میں پیر ہوگا وہ اپنی تری کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ توزک کا ہر ایک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر قلون مزاج تھا جو شخص قوی اور مستقل رائے اُسکو مل گیا اُس کے عمل پر کام کرنے لگا۔ میں نے کئی جگہ توزک میں پڑھا ہے کہ اُس نے اپنی رائے پر برخلاف رائے کی باتوں کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل نہیں رکھتا تھا۔ موم کی ناک تھی جس طرف چاہا پھیر لیا۔ نورجہاں کی غلامی اس عادت کی شہادت دیتی ہے وہ کسی کام میں دخل نہیں رکھتا تھا وہ ان کاموں کے سوا جو اُس کی اپنی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور جن سے بے بہرہ نہ تھا اُسکے سامنے کے کام طفلانہ تھے کوئی کام ایسا نہ تھا جو اکبر کے فرزند کے شایان ہوتا وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائیں اسلیے دیتا تھا کہ ظالم کی نمود ہو (بعد یا بتائیں اُمنگ کی رحم دلی کی توزک میں موجود ہے) وہ بداخلاق تھا اخلاق کا اصول نہ تھا اپنے عیش و عشرت میں افراط کے درجہ پر پہنچ گیا تھا۔ تمکار و شراب رکھتا تھا اُس کی ساری توزک میں کوئی بلند خیالی نہیں جب مصنف بلند خیال نہو مصنف میں بھی بلند خیالی ہوسکتی ہے اُس کی بداخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن انتظام اُسکی

اسکی سلطنت میں نہیں ہوا۔ ملک کی آمدنی میں کمی ہونی (جو کسی بدانتظامی سے نہیں ہوئی
اس نے محصول کم کر دیئے تھے) اپنی طمع کے سبب بمقتضاء وقت وہ ہندوؤں پر مہربانی کرتا
تھا محتاجوں کو خیرات اس لیے دیتا تھا کہ اُن کی بددعا سے ڈرتا تھا وہ ظاہر میں کبھی اپنی
مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل میں کچھ نہ تھا نہ سنی
تھا نہ شیعہ۔ اصحاب کا ذکر کبھی اُس نے نہیں کیا اُسکو یقین تھا کہ میں بہشت میں جاؤنگا مگر
کسی مذہب کے سبب سے نہیں بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اُس [illegible] کہ
حمد و نعت نہیں لکھی۔ حمد و نعت کا یہ مذاق اس کے اول میر ہادی نے لگایا ہے (صاحب
کو معلوم نہیں کہ بعض بڑے بڑے دیندار ادمیوں کی کتابوں میں حمد و نعت نہیں لکھی ہوتی
مذہبًا بسم اللہ ابتدا میں لکھ دینا کافی ہے) وہ کبھی پیغ نہ بولتا تھا۔ بعض انگریزی تاریخوں
میں اس کا نام نور جہاں کی کٹ پتلی رکھا ہے کوئی اُس پر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ اس نے
اپنی اولاد کے نام مسلمانوں کے سے نہیں رکھے مگر اس نے اپنا نام تو مسلمانوں کا سا نور الدین
رکھا تھا ؎

ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی است گل است سعدی در چشم دشمنان خار است

اگر اہل یورپ اُس وقت کے اپنے بادشاہوں کے ساتھ مقابلہ کر کے نظر انصاف سے
دیکھیں تو وہ سب میں بڑا بادشاہ نظر آئے گا اور اگر انصاف بھی نہ کریں تو بھی بُرا نہیں
ہوگا اور مشرقی یعنی ایشیائی آنکھوں سے دیکھیں تو وہ یہاں کے عمدہ بادشاہوں میں
آئے گا۔ فقط

تمت بالخیر

تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ہفتم

ظفر نامۂ شاہجہاں

جس میں

بو المظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ غازی کا حال اول ہے

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

3507

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظفرنامہ ابوالمظفر شہاب الدین محمد شاہجہاں بادشاہ غازی

[illegible] ہے کہ میں مسلمان سلاطین ہند کی تاریخ نویسی کے لئے وہ تواریخ لیتا ہوں جنکے مؤلف عہد [illegible] ہوں اور وہ سب سے زیادہ معتبر و مستند سمجھی جاتی ہوں۔ اُن سے تاریخی حالات اخذ کرکے [illegible] اور پھر انگریزی تاریخوں سے جن کا ایک انبار میرے پاس موجود ہے بعض مضامین [illegible] کرکے لکھتا ہوں اس بادشاہ کے زمانہ میں اہل یوروپ (فرانسیس۔ پرتگیز۔ انگریز۔ ڈچ) [illegible] ہندوستان میں آگئے تھے۔ اُن میں سے بعض فرنگیوں نے اس زمانہ کی تاریخیں اپنی [illegible] میں تصنیف کیں یا اُن کی تاریخوں سے بعض معاصرین نے جو ہندوستان میں نہیں [illegible] مضامین استنباط کرکے اور بعض اور سنی سنائی باتوں کو تحقیق کرکے تاریخیں تالیف کیں [illegible] میں گو یہ قدیمی تاریخیں اپنے زمانہ میں شایقین تاریخ کے لئے ایک پُرلطف غذا [illegible] ہوئی اس زمانہ کے مورخوں نے اس کے بڑے مزے لئے مگر اب وہ غذا ایسی [illegible] ایسی ہوگئی ہے کہ کوئی مورخ جس کا مذاق تاریخ صحیح ہو اُس کو زبان پر نہیں رکھتا گو [illegible] زمانہ میں اپنے پایۂ وقعت سے ساقط ہوگئی ہوں مگر اُن کے سبب سے جو اہل یوروپ [illegible] دماغ میں غلط خیالات جم کر نقش کالحجر ہوگئے ہیں وہ کسی طرح مٹانے سے نہیں مٹ

سکتے۔ اگر کوئی فرنگی مورخ یا کوئی ہندوستانی مورخ خواہ کیسا ہی اپنے ملک کی تاریخ میں عالم فاضل ہو وہ اُس پر کرنک حک لگائے تو اہل فرنگ کے نزدیک جاہل بے فرہنگ سمجھا جائے میں نے ان تاریخوں کا کہیں کہیں ذکر کیا ہی اور اُن کی غلطیوں کو بیان کیا ہے۔

فارسی تاریخیں جنکو معتبر و مستند سمجھکر اپنی تاریخ کا مصالح تیار کیا ہے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) پادشاہ نامہ محمد امین قزوینی۔

اس کتاب کا نام مصنف نے پادشاہ نامہ رکھا ہی مگر اس کا نام زیادہ تر شاہجہاں نامہ اور کمت شاہجہاں نامہ دہ سالہ مرزا امینیا مشہور ہے اس پادشاہ کے حال میں جو اور تاریخیں بھی لکھی اُن کا حال بھی یہی ہے کہ مصنف نے کچھ اور نام رکھا ہے مگر وہ شاہجہاں نامہ ہی مشہور ہے مصنف کا نام محمد امین بن ابوالحسن قزوینی عرف مرزا امینیا ہے اس کو شاہجہاں نے جلوس میں اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا تھا اُس نے ابتدائے سلطنت سے دس سال کا لکھکر سنہ ۲ جلوس میں پادشاہ کی نذر کیا۔ یہی پادشاہ نامہ شاہجہاں کی عہد سلطنت کی تاریخوں کا

(۲) پادشاہ نامہ عبدالحمید لاہوری۔ اس پادشاہ نامہ میں شاہجہاں کی سلطنت کا حال مبسوط کا مرقوم ہے۔ پادشاہ نے پٹنہ سے مصنف کو اپنے عہد کی تاریخ لکھنے کے لئے بلایا تھا اور حکم تھا کہ ابوالفضل نے جس طرز پر اکبر نامہ مرتب کیا ہے اُسی کے نمونہ پر ہماری سلطنت کا حال

(۳) شاہجہاں نامہ عنایت خاں۔ اس کو محمد طاہر نے جس کا خطاب عنایت خاں تھا اور بخشی آشنا تھا اور ظفر خاں بن خواجہ ابوالحسن کا بیٹا تھا ظفر خاں مصنف کا باپ جہانگیر کا وزیر تھا اُس نے پادشاہ نامہ عبدالحمید سے بیس سال کا حال شاہجہاں کی سلطنت کا سہل عبارت میں نقل کیا ہے اور باقی سالوں کا حال خود لکھا ہے۔

(۴) پادشاہ نامہ محمد وارث۔ یہ پادشاہ نامہ عبدالحمید کا تکملہ ہے جس میں سنہ ۲۱ جلوس سے سنہ ۳۰ جلوس تک حال لکھا ہے علاء الملک طیونی خلف فاضل خاں کو یہ کتاب تصحیح و ترمیم کے لئے دی گئی۔ فاضل خاں اورنگ زیب کا وزیر تھا اُس نے پادشاہ کے حکم سے سعد

موت تک یہ تاریخ لکھی۔

عمل صالح مصنفہ محمد صالح کنبوہ۔ اس کو شاہ جہاں نامہ بھی کہتے ہیں اس میں شاہجہاں کا حال روز ولادت سے روز وفات تک خوب مفصل لکھا ہے۔ اس بادشاہ کی تواریخ مذکور مشہور و معتبر ہیں۔ ان سب کے مضامین واحد ہیں گو ہر مصنف کی انشا پردازی کی ادا جدا جدا ہی۔ خافی خاں نے اپنی تاریخ منتخب اللباب میں زیادہ تر حال انھی کتابوں سے منتخب کیا ہی مگر کہیں کہیں اپنی نئی تحقیقات کا اضافہ کیا ہے جس سے اس کا بیان زیادہ پُر لطف ہو گیا ہے۔

میں نے بادشاہ نامہ ملا عبدالحمید اور عمل صالح سے زیادہ تر حالات اپنے ظفر نامہ میں لکھے منتخب اللباب خافی خاں سے مضامین اضافہ کئے اور انگریزی کی مشہور تاریخیں اور چھوٹی چھوٹی کتابوں سے دلچسپ مضامین کو بڑھایا ہے۔

سلطان خرم کا حال ولادت سے جلوس تک

ولادت سلطان خرم اور شہنشاہ اکبر کا اسکو بیٹا بنانا

۱۷ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ مطابق ۱۵۹۲ء جلوس اکبری دار السلطنت لاہور میں سلطان خرم پیدا ہوئے۔ صاحب نے اس نام کی نسبت یہ لکھا ہے کہ غالباً وہ اصل میں کورم تھا جس کے معنے ہیں کے ہیں جو اس کی رجپوتنی ماں کی قوم کا نام تھا۔ یہ قیاس اس سبب سے درست نہیں مسلمانوں میں بیٹے کے نام میں ماں کی قوم کو کچھ دخل نہیں ہوتا۔ باپ دادا نام رکھا چھٹی کے دن شہنشاہ اکبر اپنے بیٹے جہانگیر کے گھر میں رونق افروز ہوا اور اُس نے دل چاہتا ہے کہ اس نونہال کو اپنی فرزندی میں پرورش کروں یہ کہہ کر پوتے کو اپنے اور اپنی سب سے پہلی بیوی خدیجہ الزمانی رقیہ سلطان بیگم بنت ہندال مرزا کو اُسے سپرد میں مبارک سے فرمایا کہ تمہارے بطن سے کوئی میرے فرزند نہیں ہے اس دلبند کو اپنا اور میرا فرزند خیال کرو اور اُسے پالو پوسو اس دادی نے سلطان خرم کو بچپنے سے تربیت کیا اس پوتے نے بھی دادا کو اُس کے نفس واپسیں تک نہ چھوڑا۔ ہم نے بیان

کیا ہے کہ خسرو کی مخالفت کے سبب جو دارالخلافت آگرہ کے قلعہ میں ہنگامہ برپا ہوا تھا اور
اعظم وراجہ مان سنگھ نے جہانگیر سے جو قلعہ سے باہر تھا منازعت کر رکھی تھی جہانگیر نے شاہزا
کی ماں کو بھیجا اور کہلا بھیجوایا کہ ایسے وقت میں وہاں تیرا رہنا مناسب نہیں ہے جلد چلے آؤ
دادا کی عنایت اس پوتے کے حال پر ایسی تھی کہ اُس نے والدہ کو رخصت کیا اور کہا کہ جبتک
دادا کے دم میں دم ہے میرا سر اُس کے قدم پر لگا ہے جب جہانگیر باپ کے پاس آیا تو
بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے اپنے دولت خانہ میں لے گیا اب تک سلطان خرم دادا کی خدمت میں تھا
اور اب سے باپ کے پاس رہنے لگا۔

سلطان خرم کا جہانگیر کے پاس آنا اور منصب پانا

اکثر وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ پر تین بادشاہوں کے بڑے حقوق ہیں اوّل صاحب قران گیتی ستان
کا جس نے ممالک جہاں کو تسخیر کیا خصوصاً ہندوستان کو اور اپنی اولاد کے لئے قانون
ملک گیری بنایا۔ دوم حضرت بابر بادشاہ کا کہ ولایت سے ہندوستان میں آن کر ضرب شمشیر
سے اُس کو مسخر کیا۔ سوم حضرت اکبر بادشاہ کا جس کی فرماں روائی کے عہد میں فتنہ کا خار
اور امن اور آرام کا باغ لگا۔ اور دشوار کشا قلعے فتح ہوئے۔ اور گردن کشوں نے غاشیہ
اطاعت کندھے پر رکھا۔ باپ بھی سلطان خرم کو سب شاہزادوں سے زیادہ چاہتا تھا
اُس کو لایق جانتا تھا۔ اور منصب ہشت ہزاری اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ اور علم۔ تو
توغ عنایت کیا۔ نوازش نقارہ سے بلند آوازہ کیا اور آفتاب گیر کی مرحمت سے عزت
بڑھایا سرخ بارگاہ سے کہ ولیعہد سے مخصوص ہے سرخرو کیا۔ مہر اور زک حوالہ کی جس کے
پرفرامین کے اعتبار کا مدار تھا۔ سرکار حصار فیروزہ جاگیر میں دی جو مدتوں سے اس خاندان
ولیعہدوں کو ملتی چلی آتی ہے۔

ازدواج

اس حقیقت پر تجربہ شہادت دیتا ہے کہ ماؤں کی اصالت و شرافت و نجابت اولاد کی
وسعادت کے عمدہ ترین اسباب ہوتے ہیں اس لئے جہانگیر کو اُس کا بڑا خیال تھا کہ میں
اپنے نونہال کا پیوند نجیب و شریف عورتوں سے کروں چنانچہ اُس نے ۱۰۱۵ھ میں نواب علی

سلطان خرم کا شیر کو شمشیر سے مارنا

رانا امر سنگھ سے لڑائی کرنے کے لئے سلطان خرم کا جانا

ے شاہجہاں کی منگنی کی اور اُس کو اپنے ہاتھہ سے انگوٹھی اپنی رسم کے موافق پہنائی اس بیگم
اپ مرزا ابوالحسن مخاطب بہ آصف خاں تھا اور ماں مرزا غیاث الدین قزوینی مخاطب بہ
تمد خاں کی بیٹی تھی اور ۱۹۱۵ھ میں مظفر حسین مرزا صفوی کی بیٹی سے بیاہ کیا۔ اس مرزا کی
بیٹی کا ذکر اقبال نامہ میں بہت کچھہ کیا گیا ہے اس وقت سلطان خرم کی عمر ۲۰ سال قمری
ماہ ربیع الاول ۱۰۲۱ھ میں نواب عالیہ بیگم سے منگنی سے پانچ برس ایک ماہ پانچ دن
یدہ ہوا اس وقت شاہزادہ کی عمر ۲۰ سال ایک ماہ ۸ روز شمسی تھی اور بیگم کی عمر ۱۹ سال
شمسی تھی یہ بیگم ایسی ادب شناس اور مزاج دان اور خدمتگاری و پرستاری کے مراتب داں
شاہزادہ کو سب سے زیادہ عزیز ہوئی اور اُس کو نواب ممتاز الزمانی ممتاز محل بیگم کا خطاب
تخت جلوس جہانگیری میں یہ شہزادہ باپ کے ساتھہ شکار میں گیا۔ قاعدہ ہے کہ شکار
ت بادشاہ کی ہمراہ خاص آدمی ہوتے ہیں اگر شیر نمودار ہو تو وہ اُس پر حربہ نہیں چلا سکتے
ے خواص ساتھہ تھا ایک شیر نے اُس پر حملہ کیا وہ اُس پر حربہ چلا نہیں سکتا تھا اُس نے
کو کرتی سے روکا مگر شیر نے اُس کو دبوچ لیا اور اُس کے ہاتھوں کو زخمی کیا سلطان
شیر کے ایسی شمشیر ماری کہ وہ زخمی ہو کر بھاگا اور نیم جاں انوپ راے کی جان بچی۔
سلطان خرم نے اپنی شہزادگی میں جن مہام کو اہتمام کر کے انجام کو پہنچایا اُن کا ذکر کارنامہ
یں بیان کیا گیا ہے مگر ہم اُن کو یہاں مکرر بہ عبارت دیگر لکھتے ہیں تاکہ شاہجہاں کا
تا فقط ظفر نامہ کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے کارنامہ کے مطالعہ کی ضرورت
ے میں نہ پڑے نہ حضرت بابر نہ حضرت ہمایوں نہ حضرت اکبر کے عہد و نہیں
ہوا نہ اُس کے ساتھہ جنگ و پیکار ختم ہوئی اس لئے سب سے اوّل جہانگیر نے اسکے
ارادہ کیا اور ۲ شعبان ۱۰۲۳ھ کو اجمیر میں جہانگیر دوارا دون سے آیا اوّل رانا کو ہر
ے۔ دوم بعد اس کام کے تمام ہونے کے کشور دکن کی فتح کو جائے ہندوستان
ت زادہ و قدامت خاندان و فصحت و لیاقت کثرت خیل و حشم میں امتیاز رکھتا ہی وہ بدستور

جہانگیر کا مطیع نہیں ہوا وہ اپنے عہد قدیم کے طریقہ پر چلتا تھا اور لوازم بندگی کو بجا نہ لاتا تھا کہ
اُس نے اپنے ولیعہد تک کو بادشاہ کی خدمت میں نہ بھیجا تھا حضرت اکبر بادشاہ نے پچیس
سال سلطنت کی مگر وہ رانا پرتاب کو فرماں بردار نہ بنا سکے اُس نے جہانگیر کو راجہ مان سنگھ اور
امیروں کے ساتھ رانا کی ولایت تسخیر کرنے کے لئے بھیجا جب رانا پر بادشاہ کے لشکر کے
انبوہ و شکوہ سے اور سپاہ کی سخت کوشی سے عرصہ تنگ اور کام دشوار ہوتا تو وہ کوہسار کی
تنگناؤں اور دشوار گذار مقامات میں چلا جاتا۔ پھر بادشاہی لشکر کے ہاتھ نہ آتا غرض حسب
مدعا مقصود حاصل نہ ہوتا۔ جہانگیر نے اوّل ہی جلوس میں اس کام کے سرانجام میں نہایت
اہتمام کیا اوّل مہم یہی اختیار کی اور لشکر گراں سلطان پرویز کی سرکردگی میں روانہ کیا۔
کار دشوار کا سرانجام دینا اس کی قدرت و اقتدار سے باہر تھا سلطان خسرو کے فساد کے
سبب سے اُس نے معاودت کی۔ پھر مہابت خاں کو لشکر گراں کے ساتھ روانہ کیا کچھ
مدت کے بعد عبداللہ خاں نے اس ملک میں ترکتازی کی کچھ دنوں راجہ باسو نے بھی رانا کی
سرزمین میں سر مارا ان سب نے اس مہم کو ادھورا چھوڑا کسی نے پورا نہیں کیا۔ ٹوڈھا صاحب
یہاں پر یہ لکھنا کہ امر سنگھ نے جہانگیر کی سپاہ کو شکست دی صحیح نہیں ہے۔ ۱۴ ذی قعدہ
کو سلطان خرم کو رانا کی ولایت کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ اور ہزار سوار کا اضافہ کر کے
دوازدہ ہزاری اور شش ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کے منصب پر پہنچایا راجہ سورج
سیف خاں بارہ۔ تربیت خاں۔ نوازش خاں۔ کشن سنگھ۔ رتن ہاڈہ۔ رانا شنکرا۔ ابو
صلابت خاں بارہ۔ سورج مل ولد راجہ باسو۔ مرزا بدیع الزماں ولد شاہرخ مرزا۔ راجہ بکرماجیت
بھدوریہ۔ میر حسام الدین انجو۔ اور ایک اور جماعت امراء و منصب داراں کے ساتھ
بہت راجہ و امراء کو کمک مقرر کئے سلطان خرم اس لشکر کے ساتھ اس سرزمین کے داخل
آیا۔ یہاں پانچ شیر شکار کئے قصبہ ماندل میں کہ سرحد ولایت رانا تھی وہ فرو کش ہوا
پرویز اور مہابت خاں جو اس ولایت کی تسخیر کے لئے آئے تھے وہ اس حد سے

اودے پور میں سلطان خرم کا آنا

سے پھر اودے پور سے بارہ کوس پر مرزا خرم کی منزل ہوئی یہاں سے پانچ ہزار سوار بہ
محمد تقی بخشی کے جس کا آخر کو خطاب شاہ قلی خاں ہوا روانہ کئے کہ وہ کوہستان میں آگ
کے آدمیوں کو تاخت و تاراج اور اسیر و قتل کریں۔ اور خود یہ ارادہ کیا کہ کل لشکر
ساتھ پیچھے سے اس کوہستان میں جائے راجہ سورج سنگھ نے اس ملک کی ماہیت سی
ملک کی حقیقت سے واقف تھا اُس نے شاہزادہ سے عرض کیا کہ کل لشکر کا یکبارگی
کوہستان میں جانا مناسب نہیں غنیم کو خبر ہوگی تو وہ اُس کو غنیمت جانے گا اور سب
سے کوہوں اور گریوں کی راہ روک لے گا اس صورت میں اہل اُردو بازار کی آمد و شد
اور رسد و آذوقہ کا پہنچانا دشوار ہوگا حضور یہیں توقف فرمائیں اور افواج کو دشمنوں
کے لئے روانہ فرمائیں شاہزادہ نے اس صلاح کو مانا نہیں اور وہ کوہستان میں
اودے پور سے باہر چوگان کے میدان میں خیمہ زن ہوا۔ رانا سنگا جو حضرت بابر سے
اس کے بیٹے اودے سنگھ نے اودے پور آباد کیا تھا اودے سنگھ کے بیٹے رانا پرتاب سنگھ
سنگھ بیٹا تھا جس سے شاہزادہ لڑنے آیا تھا اودے پور اس وضع سے آباد کیا گیا تھا۔ کہ
مشرقی میں ایک کوہچہ تھا اُس پر بعض منار بنائے اور اس پہاڑ کی سمت شمال میں ایک
جھیل تھا جس کا نام تالاب مچھولہ مشہور تھا اس پر نشیمن بنائے۔ یہ آب گیر بہت دلپذیر اور عدیم
بہت چوڑا چکلا گھرا ہے۔ بڑی پرفضا اور خوش جا ہے۔ اُس کے جنوب میں ایک میدان
نہایت وسیع اُس کے گرداگرد دیوار سنگین کھچی ہوئی ہے وہ چوگان بازی کے واسطے
ہے اودے پور سے تین کوس پر ایک اور تالاب اودے ساگر ہے جس کا نام اسی
نام پر رکھا گیا ہے اس کو تین طرف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا ہے اور چوتھی طرف
اودے سنگھ نے ایک دیوار مضبوط و بلند و لمبی و چوڑی بنائی ہے آبشارہا عجیب
عجیب گرتے ہیں جن سے دہشت و حیرت ہوتی ہے اودے پور کی عمارتیں کوہ پر
درمیان واقع ہیں وہ ہندوؤں کے روش کی اور اس ملک کے معماروں کے ہندسہ

اودے پور

کے موافق بنائی گئی ہیں وہ سلطان خرم کو پسند نہ آئیں عبداللہ خاں اس موضع میں
آیا تھا اس کے لشکر کی ترکتاز سے اکثر یہ عمارات خراب ہوگئیں تھیں۔ ناچار پرانی
پر بہت جلد نئی عمارتیں بنائی گئیں۔ پہاڑ کے اوپر میدان میں شاہزادہ کے حکم سے چابک
معماروں نے نشیمن خاطر فریب دلکشا جو تمال پر مشرف تھے بنائے اور امرائے عظام و
معتبر نے بقدر نسبت تقرب دولت خانہ کے نواحی میں بڑی بڑی عمارتیں بنائیں جب
لشکر کی قرارگاہ اودے پور قرار پائی تو یہاں سے سرحد تک چہ تھانے شہزادہ نے
کیے تاکہ غلہ کی رسد بے مزاحمت ہو اور سب کا آنا جانا آسان ہو۔ مانڈل میں جمال خاں
اور کباس میں دوست بیگ و خواجہ محسن اور اتولہ میں سید حاجی اور متہار میں عزت خاں
دیوک میں میر حسام الدین انجو اور کوئل وہنیاری میں سید شہاب الدین تھانہ دار
ہوئے۔ محمد تقی جو مقام لوہی سے پانچہزار سوار لے کر راجپوتوں کے منازل و معابد کی تخریب
کے لئے رخصت ہوا تھا وہ موضع چھپن میں آیا اس ولایت میں ۵۶ محال اور ہر محال کے
ماتحت ۵۶ قریے ہیں اور اسی سبب سے اس کا نام چھپن ہی مشہور ہے اس نے یہاں آتے
ہی مکانوں کا اکھیڑنا شروع کیا اور سپاہ کو ہر طرح کی دست اندازی کی اجازت دی
جس سے جو کچھ اپنی قدرت و طاقت سے ہو سکے وہ کرے ان سپاہیوں نے قتل و غارت
کرنا اور بڑے بڑے پرانے بت خانوں کو ڈھانا اور غارت و تاراج کرنا شروع کیا
بت کدوں کی حمایت میں برہمنوں اور راجپوتوں نے بڑی مردانگی دکھائی اور جوھر
(جیوہر) کئے۔ رانا کے بیٹے بھیم نے جو تنومندی اور دلاوری میں مشہور تھا محمد تقی
کی فوج پر شب خون مارنے کی اجازت رانا سے پائی اور وہ لشکر شاہی کے روبرو
محمد تقی نے اس کا ایسا مقابلہ کیا کہ اپنے لشکر پر کوئی صدمہ نہ آنے دیا اور اس کو ہٹا
رکھا۔ خاں اعظم مرزا کوکہ سلطان خرم کی خدمت میں آیا اور ایسی ناخوش نما
دکھائیں کہ اس کو کچھ دنوں سلطان خرم نے نظر بند رکھا اور پھر جہانگیر پاس بھیج دیا

محمد تقی کا مقرر ہونے اور لشکر شاہی کا ملک رانا کا تاخت و تاراج کرنا

ت حمایت خاں کو شہزادہ کی خدمت میں روانہ کیا شہزادہ نے لشکر کے چار حصے کئے کہ
س سرزمین میں ترکتازی کریں اور رانا کو پکڑیں۔ ایک فوج کا سپہ سالار عبداللہ خاں
ر فیروز جنگ کو اور دوسری فوج کا سپہ آرا سیف خاں بارہ و بیرم بیگ بخشی کو اور تیسری
ہ شکر آزاد لاور خاں کا کر دکشن سنگھ کو اور چوتھی فوج کا سردار محمد تقی کو بنایا۔ فوجوں کے
ے رانا کو ہساروں میں چھپتا پھرتا اور یہ لشکر ترکتازی کرتے پھرتے تھے اور قتل و قید
ارت و تخریب کرتے تھے۔ عبداللہ خاں ایک تنومند فیل عالم کمان اور پانچ اور نامی
ی رانا کے گرفتار کر لئے دلاور خاں کا کرنے بھی پانچ ہاتھی رانا کے پکڑ لئے اور بہت سی
ہاتھ لگے جب جادوں راے نے سترہ ہاتھی اور فتحنامہ جہانگیر کو پیش کیا تو اس نے
ح کو اور فتوحات کا مقدمہ جان کر سلطان خرم کو تین کروڑ ام صوبہ مالوہ کی آمدنی سے
عام دیے۔ مرزا شکر اللہ کو میر معصوم کی جگہ بھیجدیا۔

رانا کا حال ایسا تنگ کیا کہ وہ ایک لحظہ کسی مقام میں آرام نہیں کر سکتا تھا سورجمل
س کے بیٹے کے ساتھ اہل و عیال اس کے جا بجا پڑے پھرتے تھے۔ خود تھوڑے
ہیں کے ساتھ سرگرداں تھا اور برسات کے موسم کا انتظار کرتا تھا کہ وہ راہوں اور
ہوں کو پانی سے گھیر لے اور مجھے دشمنوں کی آگ سے بچا دے۔ سلطان خرم
کوہستان کی تنگناؤں میں تھانے بٹھا دیے تھے کہ جہاں رانا کی خبر پائیں وہاں
س کے پکڑنے کو لشکر روانہ ہو۔ محمد شاہ کو کنک کے بت خانوں کی تخریب اور
ں کی تادیب کے لئے روانہ کیا اس نے جاتے ہی تاراج شروع کی اور بہت
ں کو مارا اور قید کیا۔ راے سندر داس سروہی کی طرف گیا وہاں رانا کے اہل و عیال
ان اس کو بتایا تھا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے چترمان رانا اہل و عیال کو دوسری جگہ
یا تھا اس سرزمین میں راے سندر داس نے قتل و غارت اور اسیر کرنے اور منازل
کے خراب کرنے میں کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی بت خانوں پر راجپوت بڑے دلیرانہ

رانا کا حال تنگ ہونا

لڑے اور آخر کو جوہر کر کے معہ اہل وعیال مرے۔ اس رائے نے بادشاہ کے حقوق کا پاس کیا اور اپنے آئین وکیش کا کچھ خیال نہیں کیا بتوں کو جلایا اور بت خانوں کو ڈھایا ؎

بدلہا چناں مہراو خانہ ساخت کہ ہندو بہ تخریب بت خانہ تاخت

اس حسن خدمات کے جلد وہیں رائے سندر واس کو رائے رایان کا خطاب ملا اور رفتہ رفتہ اس کا درجہ ایسا بڑھا کہ راجہ بکرماجیت کا خطاب مرحمت ہوا جس سے بڑھ کر راجہ کے واسطے کوئی اور خطاب نہیں ہے تھانوں کی فوجوں نے جہاں رانا کی خبر سُنی وہاں بے توقف وہ دوڑی گئیں اور آدمیوں کو قتل وقید کرنا شروع کیا اور چند نامی بتکدوں کو ویران کیا اور اُن کی جگہ معابد ومساجد مسلمانوں کی بنائیں۔

رانا کا سلطان خرم کی ملازمت میں آنا اور بعض اور مطالب

رانا معاملہ فہمی اور کار دانی سے عواقب امور و دُور بینی سے بالکل بے نصیب تھا اور اپنے کام کی بد اندیشی اور روزگار کی بہبود سے فی الجملہ بہرہ رکھتا تھا اُس نے دنوں میں اپنے معاملہ میں غور کیا اور مشاہدہ کیا کہ بادشاہ سے مخالفت کرنے سے فائدہ نہیں ہوا خصوصاً اس وقت میں میرا حال میرے حوصلہ سے تنگ ہوا۔ جو کچھ گذرا اس سے قطع نظر کر کے اُس نے ملاحظہ کیا کہ مال ومنال تلف ہوا ملک پر زوال ناموس معرض خطر میں آیا۔ راحت وآرام حرام ہوا۔ وہ ننگ وناموس کے مٹ جانے کو مکروہ جانتا تھا۔ بہ ناچار اضطرار واضطراب کے ساتھ اماں مانگنا اپنے اوپر واجب اور اس خاندان کو بڑا فخر یہ تھا کہ وہ ہندوستان کے کسی بادشاہ کی اطاعت میں نہیں جھکاتا تھا۔ بلکہ اپنے ولیعہد کو بھی کسی عالیشان بادشاہ کی خدمت میں نہیں بھیجا تھا ان سب باتوں سے قطع نظر کی اور دیکھا کہ ان دنوں میں آباد ملک ویران ہوا خالی ہوا سپاہ کشتہ واسیر ہوئی۔ خویشوں نے معہ منتسبوں کے اپنا سر پکڑا اور پرانے نوکروں نے برسوں کا تعلق توڑا۔ رعیت پراگندہ ومتفرق ہوئی غرض

ں نازک وقت میں یہی مصلحت دیکھی کہ امان طلب کرنے۔ اُس نے ایک مکتوب راے رایان
ں جس سے سابقہ معرفت رکھتا تھا اور اماں طلب کی اور تمام اوامر و نواہی پادشاہی کے
ے کو مانا اور منظور کیا اور اپنے جانشین بیٹے کرن کو سلطان خرم کی خدمت میں بھیجنے
عہدہ کیا راے رایان نے یہ حال سلطان خرم سے عرض کیا۔ سلطان خرم کی یہ پہلی مہم
ی وہ اُس کو ناتمام نہیں چھوڑنا چاہتا تھا اور رانا کو مستاصل کرنا چاہتا تھا نا چار رانا کے فرستادہ
ے نیل و مرام واپس کیا جب رانا کو مایوسی ہوئی تو اُس نے جہانگیر کا دامن پکڑا اور مہابت
ں کا توسل ڈھونڈا۔ خان کے کہنے سے جہانگیر نے رانا کی درخواست کو قبول کیا اور سلطان
خرم کو اپنے دستخط خاص سے لکھا کہ آن گرامی فرزند سعادت یار رضا جوے اقبالمند را باید کہ
ر سندی و خوشنودی خاطر ارجمند ما را در ضمن قبول این معنی شمردہ دیدہ و دانستہ از
تعرض رانا در گزرد و یکبارہ در صدد خرابی او نہ شدہ دقائق ملتمسات او را بدرجۂ اجابت رساند
چہ بمجرد رسیدن فرمان قضا نفاذ جان بخشی او نمودہ و لایحش را بدستور معہود برقرار
و پسر صاحب ٹیکہ او را در رکاب ظفر انتساب گرفتہ متوجہ درگاہ والا شود فقط اس
جہانگیری کے موافق سلطان خرم نے رانا کی شرائط کو قبول کیا۔ رانا نے اپنے خالو
سورن (سروپ کرن) اور اپنے معتمد خاص ناہر داس (ہری داس بھالہ) کو درگاہ والا
روانہ کیا اور وہ راے رایان کی معرفت سلطان خرم سے ملا جس نے اُس سے کہا کہ
تم رانا کو ان شرایط سے پناہ دیتا ہوں کہ رانا خود مجھ سے ملے اور اپنے جانشین بیٹے
کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجے اور وہ جب بادشاہ پاس سے ہو کر اپنے وطن میں آئے
اس کا بیٹا ایک ہزار سوار کے ساتھ مرکب والا کی ملازمت کرے یہ وثیقہ عہد و پیمان
درست ہوا اول کرن سلطان خرم سے ملنے آیا اور پھر خود رانا دونوں کا حد سے زیادہ
تعظیم و اعزاز ہوا۔ رانا کو سلطان خرم نے اپنے پاس تخت پر بٹھایا اُنھوں نے پیشکش گرانبہا
اور خلعت گران بہا پایا اور پھر اُس کا ملک اُس کو از سر نو دیا گیا وہ زعفرانی علم جو آٹھ سو

برس پہلے گہیلوت راجپوتوں کے سر برآوردہ نہ بلند ہوتا تھا اب وہ شاہزادہ خرم کے آگے پست ہوا۔ کارنامہ جہانگیری میں یہ واقعات بیان ہوئے ہیں

سلطان خرم کا مہم رانا سے عہدہ برآ ہونا

سلطان خرم ۲ محرم ۱۰۲۴ھ کو باپ کی خدمت میں اجمیر میں آیا باپ نے کمال شوق و نہایت ذوق سے نیم خیز تعظیم دی اور گلے لگایا اور پہلے منصب پر سہ ہزاری ذات و ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ کا اضافہ کیا اور جاگیر موافق پانزدہ ہزاری منصب و ہشت ہزاری سوار کے مقرر کی اور پھر بخشیان عظام کی وساطت سے پسر جانشین رانا کرن سے ملازمت کی اُس کو خلعت گراں مایہ اور پچاس ہزار روپیہ نقد اور منصب پنجہزاری ذات و سوار کا مرحمت ہوا اور نصف طلب منصب کی محال کوہستان رانا سے اور نصف اس سرحد کی دامن کوہ کے پرگنات سے مقرر ہوئی چار مہینے بعد کنور کرن پسر رانا ۱۸ تیر سنہ جلوس اپنے وطن کو روانہ ہوا۔

سلطان خرم کا تعین دکن کے لئے جانا اور خطاب شاہی پانا

شاہزادہ خسرو کا حال تباہ تھا اور شاہزادہ پرویز کی ضعیف تمیز و بے جوہری اور حاصلی مہم دکن میں سب پر کھل گئی اور شاہزادہ خرم کا جوہر ذاتی و اصابت تدبیر و علو ہمت و اقبالی مہم رانا میں ظاہر ہوئی۔ اُس نے اوّل دفعہ میں رانا کی مہم کو ایسی شایستگی سے انجام پہنچایا جیسے کہ سلاطین کار آزمودہ و ملوک کار دیدہ پہنچاتے ہیں اب اس شاہزادہ کو اپنی جوانی کے لئے ایک اور میدان ہاتھ لگا کہ ولایت دکن میں سرداروں کی تجویزوں سے اور صوبہ کی حیلہ دری سے کچھ نظم و نسق نہ ہوا اور بادشاہ کے حسب مراد نقش درست نہ بیٹھا صوبہ کی بے تدبیریوں و بے پروائیوں اور دور از کار منصوبوں سے ہوا خواہوں کی کوشش ہوئی اور مخالفوں کی چیرہ دستی ایسی بڑھی کہ تمام ولایت بالا گھاٹ پر وہ متصرف ہوئے احمد نگر کہ شاہ نشین اور دار الملک اس ملک کا ہے اور ہزار جو ثقیل اور سو تدبیر و حیل و ضرب شمشیر سے فتح ہوا تھا وہ بھی ہاتھ سے گیا اس قلعہ کے اندر سپاہی ایسے بے پا و بے جا ہوئے پیادہ نے پائے تخت پر رخ رکھا۔ خان خانان جو دغا کی بازی کی پیش بینی میں شطرنجی

سے لاج کو اسپ و فیل طرح دیتا تھا اپنے کیے سے شرمسار و ہشت و تختہ بند حیرت
ہو گیا اور آخر کار ناچار صورت واقعہ کو قرار واقع بادشاہ کو عرضداشت میں لکھا اور مدد کو
طلب کیا۔ بادشاہ سمجھا کہ یہ مہم اہم سلطان خرم کے بغیر خاطرخواہ انجام نہ ہوگی۔ سپاہ مخالف
افواج نے خاص کر حبشیوں کے خیل نے جن کا سردار ملک عنبر ہے سرتاسر ملک دکن کو
تسخیر کر لیا ہے اُس نے یہ تجویز کی کہ خود اجمیر سے چل کر منڈو میں توقف کرے اور سلطان
پرویز کو دکن کی تسخیر اور دکنیوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجے اُس نے سلطان خرم کو اس
امر کی اجازت دی اور شاہی کا خطاب دیا اور اہل منصب پر اضافہ کر کے بست ہزاری ذات
و بست ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ بنایا اور بہت امرا اس کے ساتھ تعینات کئے اور مہابت
خاں کو حکم دیا کہ سزا دلی کر کے سلطان پرویز کو الہ آباد روانہ کرے شلخ شوال ۱۰۲۵ھ کو شاہ خرم
بھی روانہ ہوا۔ یہ کشور سرحد برہان پور سے لے کر ساحل دریا شور تک دشمنوں کی افواج
سے تاخت و تاراج سے شورش طوفان میں آن کر زلزلہ خیز ہو رہی تھی شاہ خرم چتور و مندسور
ہوتے دکن کی طرف چلا جب اس کا لشکر رانا کی سرحد پر آیا تو رانا امر سنگھ اُس سے
ملنے آیا اور بعد مراسم نذر و خلعت کے وہ اپنے وطن کو گیا اور اپنے پوتے جگت سنگھ کو ہزار
سواروں کے ساتھ شاہ خرم کی ہمراہی کے لئے بھیجا اب لشکر شاہی برہان پور کی طرف
روانہ ہوا ناگاہ راہ میں وکلا رعادل خاں ملے جو پہلے بادشاہ پاس بھیجے گئے تھے اُن کو
رخصت کی اجازت دی گئی اور علامی افضل خاں و رائے رایان کو بیجاپور اور میر کلی مخاطب
بہ خاں و رائے جادوں داس کو حیدرآباد روانہ کیا کہ عادل خاں و قطب الملک کو پند نصائح
سے قرائے حقیقت کار پر آگاہ کریں اور شاہ راہ اطاعت پر لائیں جب دریائے ٹپتی
پر شاہ خرم آیا تو تمام منصب دار تعینات صوبہ دکن مثل خان خانان و خان جہاں و
عبداللہ خاں و شاہ نواز خاں خلف خان خانان و عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ و راجہ بھاؤ سنگھ
و سید خاں و راجہ نرسنگھ بندیلہ وغیرہ استقبال کو آئے روز دوشنبہ ۵ ربیع الاول ۱۰۲۶ھ کو شام

خرم برہان پور میں داخل ہوا اور اس تاریخ کو جہانگیر منڈو میں رونق افروز ہوا۔

جب شاہ خرم کے اور پادشاہ جہانگیر کے آنے کی خبر اہل دکن نے سُنی تو اپنے میں
مقاومت نہ دیکھی اور یہ قرار دیا کہ اطاعت کیجیے اور جو ملک متعلق پادشاہی کو دبائے بیٹھے ہیں
اس کو چھوڑ دیجیے اور خراج سپاری اور مالگذاری و فرمان برداری کو اختیار کیجیے افضل خاں اور
رائے رایان جب بیجاپور پہنچے تو عادل خاں نے ان کا پانچ کوس سے استقبال اور پا
احکام کی اطاعت کی اور تعہد کیا کہ تمام ولایات پادشاہی کو اور قلعوں کی کنجیوں کو خاص کر
احمد نگر کی کنجی پادشاہی آدمیوں کو حوالہ کروں گا اور پیشکش گراں بہا پادشاہ پاس بھیجوں گا اور
آیندہ پیشتر سے بیشتر جان سپاری اور خراج گذاری کروں گا ان سب عہد و پیمان کی خوش خبر
سید عبداللہ نے پادشاہ پاس جاکر سُنائی۔ عادل خاں نے افضل خاں و رائے رایان
دو لاکھ روپیہ دیے اور پندرہ لاکھ روپے کے نقد و جنس پیشکش میں ارسال کیے۔ یہ پیشکش
رائے رایان تو احمد نگر میں پہنچکر قلعہ میں داخل ہوا اور بالاگھاٹ کے تمام محال تحت و تصرف
لایا۔ پادشاہ کو عرضداشت میں یہ حال لکھا حضرت نے خنجر خاں کو جو سپہ دار خانی کا خطاب
رکھتا ہے تھانہ جالنا پور کے اور اس کے مضافات کے انتظام کے لیے بھیجا جہانگیر بیگ
جس کا آخر خطاب جاں سپار خاں ہوا قلعہ احمد نگر کی نگہبانی کے لیے متعین کیا رائے رایان
پادشاہ کے حکم کے موافق قلعہ جاں سپار خاں کو سپرد کیا اور خود افضل خاں سے ملا اور عادل خاں
کی پیشکش پادشاہ پاس لایا۔ میر کی اور رائے جادوں داس جو حیدرآباد اور گولکنڈہ گئے تھے
اس ولایت کے قریب پہنچے قطب الملک آگاہ دلی اور ہوشیار مغزی سے بہرہ رکھتا تھا
اس زمانہ میں پادشاہ سے سرکشی پر راضی نہ ہوا تھا مگر ناچار بحسب ظاہری عادل خاں
سے مدارا کے سبب سے موافقت آشکارا رکھتا تھا اُس نے ۵ رجب ۱۰۲۶ھ کو ان سفیر
پانچ کوس سے استقبال کیا اور شہر میں لایا اور اُسی روز سے پیشکش کا سامان کیا۔ پندرہ
کی پیشکش روانہ کی میر کی اور رائے جادوں داس نے بہت جلد یہ پیشکش پادشاہ کے پاس

اوّل دفعہ دکن سے شاہ خرم کا بادشاہ بن آنا اور شاہجہاں کا خطاب پانا اور کرسی طلا پر جلوس کرنا

جب دنیا داران دکن نے ولایات متعلقہ پادشاہی کو حوالہ کیا اور خود دارالامان سلامت و عافیت میں آئے۔ تو شاہ خرم کی خاطر جمع ہوئی اور بے اختیار مراجعت کا ارادہ ہوا اور عبدالرحیم خان خانان کو خاندیس و برار و دکن کا صاحب صوبہ بنایا تیس ہزار سوار سات ہزار پیادے برقنداز۔ کماندار اس کی کمک کے لئے مقرر کئے ان میں سے بارہ ہزار سوار اس کے خلف الصدق شاہ نواز خاں کو محال دکن کے انتظام کے لئے دیے گئے اور بالاگھاٹ کے ہر ایک سرکار اور تھانہ اور پرگنہ میں امرائے عظیم الشان میں سے ایک کو تفویض کیا احمد نگر و جالنا پور و موگی پٹن و سرکار باسم و پاتھری و مہکر و ماہوار و کھیرا و کلم و پرگنہ بالاپور تیر و پرگنہ برکہ جو بمنزلہ سرکار کے ہے اور ان سب کا حاصل دو کرور دام یعنی ۸۵ لاکھ روپیہ ہے سلطان خرم نے باپ کی خدمت میں جانے کی راہ لی۔ اثنا راہ میں وہ فوج کہ گونڈوانہ کے سرکشوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے برہان پور سے بھیجی گئی تھی شاہ خرم سے ملی اور اس نے حقیقت واقعہ اور کیفیت خدمات کو جو اس ولایت میں کیں تھیں بیان کیا کہ ملک کی تخریب اور اہل ملک کی تادیب سے راجاؤں نے اماں مانگی اور ہر سال باج و خراج دینا قبول کیا چنانچہ سے ۶۰ فیل اور دو لاکھ روپیہ نقد اور جانیدسے ۳۰ ہاتھی اور ایک لاکھ روپیہ نقد پیشکش کے لئے حاصل ہوا جب شاہ خرم منڈو کے قریب آیا تو دارا شکوہ اور شاہزادے اور امرائے عظیم استقبال کو گئے اور جب شاہ آیا تو باپ نے بھی چند قدم بے اختیار استقبال کیا اور گلے لگایا اور محبت اور ادب نے اپنا جلوہ دکھایا اصل پر اضافہ کر کے منصب سی ہزاری ذات و بست ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ دیا۔ خطاب شاہجہانی عطا ہوا اور مسند پر تخت کے قریب جلوس کرنے کا حکم ملا۔ جہانگیر نامہ میں یہ عبارت دستخط خاص سے بادشاہ نے لکھی ہے کہ این عنایتے است نمایاں و لطفے است بے پایاں کہ نسبت بہ آن فرزند سعادتمند ظہور یافت۔ چہ از زمان حضرت صاحبقران تا حال ہیچ پادشاہے ازیں سلسلہ علیہ این گونہ عنایتے سرشار بفرزند شائستہ خود ننمودہ۔ باپ نے بیٹے کے

سر پر زر و گوہر نثار کئے اور امراء کو جو اس مہم میں شریک تھے خلعت و انعام مرحمت کئے شاہ خرم نے جو پیشکش بادشاہ کو دی اُس کی قیمت کا تخمینہ بیس لاکھ روپیہ قرار پایا اور سوائے اس کے دو لاکھ روپئے نور جہاں بیگم کو اور ۶۰ ہزار روپیہ اور بیگموں کو دیا غرض کل بائیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ پیش کشوں میں دیا گیا۔

شاہجہاں باپ کے ساتھ گجرات جانا اور گجرات کا انتظام کرنا

جب جہانگیر گجرات گیا تو شاہجہاں اُس کے ساتھ گیا۔ بادشاہ نے اُس کو نہایت گراں بہا لعل و گوہر عنایت کئے اور گجرات میں پہنچکر صوبہ گجرات کے انتظام کا اہتمام شاہجہاں کو دیا اُس نے تین فوجوں کو مرتب کر کے اس طرح روانہ کیا۔ ایک فوج کو بسرکردگی رائے رایان جام نہارہ کے مفسدوں کی سرکوبی کے لئے رخصت کیا دوسری فوج کو بسرکردگی راجہ بھیم ولد رانا امر سنگھ کانتھ مہی کی سرکشوں کی گوشمالی کے لئے نامزد کیا اور تیسری فوج کو بسرکردگی سیف خاں کنار دریا سابرمتی کے فتنہ جویوں کے لئے روانہ کیا۔ تھوڑے دنوں میں سیف خاں اور راجہ بھیم اپنے کام کو سرانجام دیکر اُلٹے چلے آئے رائے رایان جب زمین جام نہارہ میں آیا تو اُس نے جد و جہد و کوشش و کوشش کر کے اُس مقام کے لوازم پیش رفت مہام کے حق کو ادا کیا اور اہل طغیان کو مطیع بنا کے بادشاہ کے پاس لایا ہر ایک نے سو سو کچھی گھوڑے پیشکش میں دیے۔

شاہجہاں کی تنبیہ سے مالوہ کا گڑھ کا فتح ہونا

بادشاہ نے ان دنوں میں سُنا تھا کہ سورج مل ولد راجہ باسو نے فرمان بری چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کی اور کوہستان پنجاب کے زمینداروں کو فریب دے کر پرگنات پنجاب پر دست درازی کی بادشاہ نے شاہجہاں کو اُس کا فرنعمت کی تادیب سپرد کی۔ جہانگیر کا ارادہ کانگڑہ کی فتح کا بھی تھا وہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں بھی فتح نہ ہوا تھا اس مہم کا اہتمام بھی شاہجہاں کو سپرد ہوا اور اُس نے رائے رایاں کو جس کا خطاب راجہ بکرماجیت ہو گیا تھا یہ خدمت سپرد کی وہ ۲۲ رمضان ۱۰۲۷ھ ایک جرار فوج کے ساتھ احمد آباد دار السلطنت گجرات سے روانہ ہوا۔ ۲۵ کو بادشاہ بھی آگرہ

کی طرف چلا۔ شاہجہاں اُس کے ہمراہ تھا اثنا راہ میں سُنا کہ راجہ بکرماجیت کے روانہ
ہونے کی خبر سنتے ہی سورج مل قلعہ موکہ میں چلا گیا جو بلند کوہسار اور دشوار گذار جنگل
کے درمیان واقع ہے یہ قلعہ اس حدود کے زمینداروں کا مفر و مقر ہے۔ راجہ بکرماجیت
نے بہت جلد جاکر اس قلعہ کو فتح کر لیا اور سات سو آدمیوں کو قتل کیا اور ایک جماعت
کثیر کو اسیر و دستگیر کیا۔ سورج مل بھاگ کر قلعہ اسرال میں گیا جو راجہ جے مال کی کوہستان
کی حدود میں ہے۔ راجہ بکرماجیت نے اس قلعہ کو بھی دو تین روز میں فتح کر لیا اور ہزار
آدمیوں کو قتل کیا اور بہت آدمی گرفتار کئے پادشاہی آدمی بھی کشتہ و زخمی ہوئے
سورج مل بھاگ کر راجہ جے پال کے قلعہ میں گیا۔ راجہ بکرماجیت نے ایک فوج اپنے ساتھ
لی اور دوسری فوج ابراہیم خاں کے حوالہ کی کہ تلاور کی راہ سے جمروہی میں آئے
وہ خود نور پور سے ابتدا کر کے پانچ قلعوں کو فتح کیا۔ قلعہ کوتلہ کی فتح کا ارادہ کیا اسکے
تین طرف آب بے پایاب تھا اور مادھو سنگھ برادر سورج سنگھ اس کے استظہار پر قوی
دل تھا راجہ نے کوتلہ کو بھی فتح کیا۔ اب راجہ جے پال کے قلعہ کی فتح کا تہیہ کیا کہ سورجمل
کے مرنے کی خبر آئی اُس کے تمام اموال کی بازخواست راجہ جے پال سے کی اور اُس
سے وعدہ وعید کئے۔ راجہ نے عاقبت اندیشی کر کے تمام مال اور نقود و اجناس گھوڑی
تک اور اس کے بیٹے و بھائی مادھو سنگھ اور تمام متعلقوں اور منسوبوں کو راجہ بکرماجیت
کے پاس بھیجدیا۔ راجہ نے ان سب کو بادشاہ پاس فتح نامہ کے ساتھ بھیجدیا اور برسات کا
موسم نور پور میں بسر کیا اور پھر کانگڑہ کی تسخیر میں مصروف ہوا جس کا حال کارنامہ جہانگیری
میں لکھا گیا وہ کچھ شاہجہاں سے متعلق نہیں رکھتا۔ اس مہم میں شاہجہاں کی حسن تدبیر ہی تھی
جس نے اُس مہم میں ایسے آدمی مقرر کئے کہ جو کامیاب و فتحیاب ہوئے۔

شاہجہاں باپ کے ساتھ غرہ صفر ۱۰۲۸ھ کو فتح پور میں آیا اور یہاں اس کی
تیسویں سالگرہ ہوئی۔ شاہجہاں کی ماں کا انتقال ہوا اس کا نام جگت گسائنی اور عرف

شاہجہاں کا فتح پور میں آنا اور اس کی والدہ کا انتقال اور باپ کے ساتھ کشمیر جانا

جودھہ بائی تھا وہ اودے سنگہ راجہ مارواڑ کی بیٹی تھی جس کا عرف راجہ موٹہ تھا جس سے
اس کو نہایت ملال ہوا پادشاہ نے اس کی خاطر جمع کی - جہانگیر کشمیر کی سیر کو ۵ شوال ۱۰۲۸ھ
کو روانہ ہوا - شاہ جہاں اُس کے ساتھہ تھا جب جہانگیر کشمیر میں آیا تو باغات و عمارات کی تعمیر کا
اہتمام شاہ جہاں کو سپرد کیا اُس کو شوق طبعی اس طرف تھا ایک باغ لگایا اور اُسکا نام فرح بخش رکھا
اس میں جابجا عمارت نہایت رفعت و متانت و زیب و زینت کے ساتھہ تعمیر کرائیں پادشاہ
دوم مہر ۱۰۳۵ھ جلوس کو دار السلطنت کی طرف چلا - اس اثنا میں خان خاناں کی عرضداشت اس
مضمون کی آئی کہ ان دنوں میں لشکر شاہی تخت خلافت سے دُور ہوا اہل سرحد کا خصوصاً ولایت
جنوبی کے ساکنوں کا خوف و ہراس کم ہوا - دکنیوں نے بدستور معہود فرصت پاکر سرکشی کی - اطراف
احمد نگر اور اکثر اس کے مضافات اور تمام محال دکن میں سے بعض پر اُنہوں نے تصرف کیا اور
اولیاء دولت پر ایسا کار تنگ کیا ہے کہ اُس سے مزید مقصور نہیں - پادشاہ اس خبر کو سُنکر اپنی جگہ
سے ہلگیا اور اُس نے ارادہ کیا کہ لاہور میں پہنچکر مہام دکن کا سرانجام شاہجہاں کو پھر حوالہ کرے
دکنیوں کا ہمیشہ یہ دستور رہا تھا کہ جب وہ لشکر شاہی سے دب جاتے تھے تو عاجزی کے
اطاعت کا وعدہ کرتے اور جب اُن کو موقع ملتا تو پھر سرکش ہو جاتے شاہجہاں جو پہلی دفعہ
برہان پور گیا تھا اور دکنیوں نے جو اطاعت کے عہد و پیمان کئے تھے وہ پہلے بیان ہوئے
لیکن جب شاہ جہاں کشمیر کی سیر کو گیا اور دار الخلافہ سے دُور ہوا تو اُنہوں نے پھر سر اوٹھایا
لاہور میں خان خانان کی یہ عرضداشت آئی کہ تین دنیا داران دکن نظام الملک و قطب الملک
و عادل خاں نے باہم اتفاق کیا اور پچاس ہزار لشکر جمع کیا اوّل بالا گھاٹ کی وہ ولایتیں
پادشاہ کے قبضہ میں تھیں اُن پر دست تصرف کیا امرا اور منصب دار پادشاہی خواہی نخواہی
اُس کے استیلا سے وہاں سے بھاگ کر آپس میں ملے اور تھانہ بھگر کو استحکام دیا تین مہینے
لڑتے رہے غنیم کا غلبہ رہا اس کا لشکر بہت تھا اور اُس نے سب طرف سے راہیں مسدود
کیں چنانچہ اصلا رسد آذوقہ ہوا خواہوں کو نہ پہنچنے دیا اور بہت محاصرے دراز ہوئے

دکن کی تسخیر کے لئے شاہجہاں کا دوبارہ جانا

سلطنت عسرت نہایت مرتبہ پر پہنچی۔ ناچار گریوہ پوری سے نیچے آن کر بالا پور میں توقف
کر دیا دکنیوں نے بالا گھاٹ پر قناعت نہیں کی بالا پور کے نواح میں بھی ترکتازی اور
دست درازی شروع کی اور راہوں کو اس طرح بند کیا کہ غلہ کا پہنچنا متعذر ہوا نہایت تنگی
میں ناچار دولت خواہوں نے خواہ نخواہ بالا پور کی نگاہداشت سے ہاتھ اوٹھایا۔ برہانپور
میں وہ سب آپس میں ملے اس سبب سے غنیم کو دلیری ہوئی مساعدت وقت کی فرصت کو
غنیمت گنا اور تمام ولایت متعلقہ پادشاہی جو دکن وخاندیس وبرار میں اولیا دولت کے
تصرف میں تھی اس کو پائمال کیا اور برہان پور کا محاصرہ کیا۔ بار بار اسی قسم کی عرضداشتیں آئیں
خان خاناں کی عرضداشت آئی کہ جس میں نہایت عسرت وتنگی وقت کا اظہار تھا اور
اپنے احوال کو تشبیہ اُس نے خاں اعظم کے اس حال سے دی تھی جو مرزبان گجرات کے
محاصرہ کے وقت تھا اور یہ تصریح کی تھی کہ اگر حضور شہنشاہ اکبر کی طرح عمل نہ کر کے اس جگہ
تشریف نہ لائیں گے تو ناچار مجھ کو راجپوتوں کے طریقہ ناستودہ جوہر پر عمل کرنا پڑے گا اور
اپنے تئیں کو حضور پر سے نثار کروں گا اس عرضداشت سے پادشاہ کا مزاج برہم ہوا اُسنے
صفر ۱۰۳۳ھ ۱۵ کو شاہ جہاں کو کمال عظمت وجلال کے ساتھ دار الخلافہ لاہور سے دکن کی
طرف روانہ کیا۔ دس کروڑ دام بصیغہ انعام اُسے مرحمت کئے اور موافق منصب سی ہزاری
دو سی ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ معہ انعام چالیس کروڑ دام ہوتے تھے اب اُس کا
پچاس کروڑ دام مقرر کیا اور شاہ جہاں کے بیس نامور معتبروں کو خلعت منصب وغیرہ
عنایت کیا امرائے نامدار مثل عبد اللہ خاں وخواجہ ابو الحسن وشکر خاں وسردار خاں وسید مظفر
خاں جو لشکر کا بخشی تھا ساتھ کئے اور بہت سے احدی وبرق اندازوں کو پچاس لاکھ روپیہ
ساتھ ہمراہ کیا۔

اپ کے ساتھ بے ادبی کرنے سے سلطان خسرو ہمیشہ نابینوں کی پتلی کی طرح
روتا تھا اور اپنے پاداش میں گرفتار تھا اور اُس کی نگہبانی خواجہ ابو الحسن کو سپرد تھی اب

سلطان خسرو

خواجہ شاہ جہاں کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ جہانگیر نے شاہجہاں کی جمعیت خاطر کے لئے
خسرو کو شاہ جہاں کے وکلا کے سپرد کیا۔ شاہجہاں ابتدائے عمر سے جوانی تک کسی نشہ
کی طرف مائل نہیں ہوا اور چوبیس برس کی عمر تک شراب کی طرف رغبت نہیں کی باپ نے
ایک جشن میں اس کو شراب پینے پر مجبور کیا۔ باوجود باپ کے حکم کے شراب پینا عقل و
شرع کے خلاف شاہجہاں کی طبیعت پر گراں تھا اُس نے باپ سے یہ عہد کیا تھا جب میری
عمر تیس سال کی ہوجائے تو پھر مجھے شراب پینے کا حکم نہ دیجئے گا وہ کبھی کبھی جشن و شادی
عیش و عشرت کے وقت بغیر طبیعت کی رغبت کے باپ کے حکم سے چند جرعہ شراب
کے پی لیتا تھا جس سے اس کو کمال ندامت ہوتی تھی اور مسئلہ توبہ کا جویا رہتا۔ اب ان
دنوں میں کہ وہ دکن کی فتح کی طرف متوجہ ہوا تو شاہجہاں سے عرض کیا گیا کہ افواج غنیم
بہت ہے اور اس نے برہان پور کا محاصرہ کر رکھا ہے اور اُس کو بڑا غلبہ و تسلط حاصل ہوگیا
ہے تو اُس نے کہا کہ حضرت بابر جب رانا سنگا سے لڑے تھے تو اُنہوں نے شراب سے
توبہ کی تھی اور اس توبہ کی برکت سے خدا نے اُن کو فتح و فیروزی دی تھی میرے دل میں
بھی ہے کہ میں اُنہی کی طرح شراب پینے سے توبہ کروں کہ اس مہم سے عہدہ برآ ہوں اور دعا
میری دعا قبول کرے جب غرہ ربیع الاوّل ۱۰۳۰ھ کو دریا پر جنبل پر لشکر آیا اور وزن قمری
سال سیم کا جشن ہوا تو اُس نے شراب سے توبہ کی اور شراب کو دریا میں بہوا دیا اور
ظروف طلا و نقرہ و مصنع کہ انجمن عشرت کی زینت اور بزم سرور کے زیور تھے توڑ ڈالے
ارباب استحقاق کو تقسیم کر دیے پھر بغیر مقام کے کوچ پر کوچ کیا اور آرام کو اپنے اوپر حرام
لشکر اُجین میں آیا محمد تقی قلعہ منڈو کا محافظ تھا۔ اُس کی اس مضمون کی عرضداشت آئی
۲۷۔ اسفندار ۱۰۳۵ھ جلوس کو مضور فرنگی آٹھ ہزار سوار دکنی لے کر آب نربدا کے کنارے
پہنچا اور بجرد پہنچنے کے وہ آتشی نہاد باد کی مانند آب سے گذرا اکبر پور کو بے سر کیا اور
بے محابا رفتہ رفتہ تا اجی قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اب پائے تمکین میں آنکر قلعہ کے اندر

شاہجہاں کے لشکر کا جنبل پر آنا اور شراب چھوڑنا

ہونے کا ارادہ رکھتا ہے باوجود اس کے کہ قلعہ وسیع بہت ہی حصار میں شکست و ریخت
ست ہے۔ میں دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کرتا ہوں مگر چند کوتاہ نظر پست فطرت
یسے ہیں کہ وہ لشکر کی قلت و کثرت کو نصرت و ہزیمت کی علت جانتے ہیں۔ وہ دشمنوں کی
ثرت کو دیکھ کر سستی و پست ہمتی کرتے ہیں اگر حضور کی کومک دیر میں پہونچے گی تو خدا
خواستہ ان کی ضعف عقل سے اور دشمن کے قوت غلبہ سے چشم زخم پہونچے گا۔ جب شاہجہاں
ر عداشت کا مضمون معلوم ہوا تو خواجہ ابوالحسن کو چار پانچ ہزار سواروں کے ساتھ پرگنہ
یل پور سے روانہ کیا اور خواجہ بیرام بیگ میر بخشی کو اپنے خاصہ ہزار سوار دے کر لشکر
ہراولی تفویض کی اور حکم دیا کہ برسم منقلا بہت جلد مقصد کے لئے روانہ ہوں جب خواجہ
ولی منڈو میں گیا تو محمد تقی و یوسف خاں کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی تو وہ خواجہ سے
ن کرنے اور ہزار سوار ساتھ لے کر دشمن کے روبرو آئے اور جنگ صف کی اور مخالفوں
باوجود کثرت کے شکست دی۔ وہ بھاگے محمد تقی ان کے پیچھے پڑا وہ دریا سے پار
ے تو ایک اور فوج ان کی کمک کو آگئی تو پھر انہوں نے دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا
محمد تقی نے ان کو اپنے تیر و بندوق کی مار سے دریا پار نہ ہونے دیا جب خواجہ ابوالحسن کو
لشکروں کی شکست کی خبر پہونچی تو وہ اور بیرام بیگ اور تمام بندہائے پادشاہی شتاب
تیار کر کے شتابی سے محمد تقی سے ملے اور سب متفق ہو کر دریا پار گئے اور دشمن سے لڑے
ن نے کچھ دیر بان اندازی کی مگر پھر بھاگ گیا۔ لشکر شاہی کے روبرو کھڑا نہ رہ سکا لشکر
شاہی نے چار کوس تک اس کا تعاقب کیا اور بہت آدمیوں کو قتل کر کے مراجعت کی جب
خواجہ کو اس فتح کا مژدہ پہونچا تو ۷ ربیع الاول ۱۰۳۰ھ کو قلعہ منڈو میں آن کر محفل جشن نوروزی
جشن شادی و فیروزی کو مرتب کیا ان ایام میں برہان پور سے خان خانان اور کل امراء
اس مضمون کی عرائض آئیں کہ غنیم پاس ساٹھ ہزار سوار ہیں اور اس کی دلیری اور جرات کی
یہ حد تک پہونچی ہے کہ اس نے شہر بند برہان پور کا کمال جمعیت خاطر سے احاطہ

کر لیا ہے۔ حضور کے ساتھ تھوڑے آدمی ہیں اُن کو ساتھ لے کر غنیم کے روبرو ہونا
حزم و احتیاط سے دُور ہے۔ صلاح دولت اس کی مقتضی ہے کہ جب تک کل لشکر اور منصب دار
جن کو اس مہم کے لئے حکم ہوا ہے نہ جمع ہوں حضور کسی موضع میں جہاں راے عالی ہو قیام
فرمائیں۔ جب ان عرائض کا مضمون عرض اعلیٰ میں پہونچا تو کل دولت خواہوں نے جو ہمراہ
تھے ظاہر معاملہ پر نظر کر کے توقف میں صلاح بتلائی مگر شاہجہاں کو یہ راے پسند نہ آئی اس
توقف کیا کہ بخشیوں نے سپاہ کے چار حصے کر کے سامان تیار کیا ۱۲ جمادی الثانی
کو اپنے خاصہ دس ہزار سواروں اور پانچ چھ ہزار پادشاہی سواروں کے ساتھ برہان پور کی
طرف کوچ کیا اب نزدیک عبداللہ خاں بھی دو ہزار سواروں کے ساتھ شاہ جہاں سے
آن ملا۔ شاہجہاں نے عبداللہ خاں و راجہ بکرماجیت کو برانغار اور خواجہ ابوالحسن کو جرانغار
دیا اور خود قلب سپاہ میں رہا اور دریا نزدیک سے عبور کیا۔ ۲۳ ماہ فروری کو برہان پور کے
باہر آیا خان خاناں کی جان میں جان آئی۔ وہ شہر کو چند امراء کو سپرد کر کے شاہجہاں کی خدمت
میں آیا۔ ۲۶ جمادی الاول ۱۰۳۰ھ کو خطہ برہان پور میں شاہجہاں آگیا۔ مخالف کا لشکر بغیر مدافعت
و ممانعت کے خاطر جمعی کے ساتھ ترکتازی اور دست درازی کرتا تھا کسی طرف سے کسی
چشم نمائی ہوتی نہ تھی وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔ خان خانان اس ولایت کا صوبہ دار اور ہر بات
دان تھا اُس نے اور امراء نے عرض کیا کہ اس مرتبہ کثرت غنیم کو غلبہ اور طرح کا ہے اور
اس موسم میں گرمی کمال شدت کی ہے اور تردد نہایت دشوار ہے اور اکثر مراکب و مویشی
خوراک کی تنگی اور کمی علف سے معرض تلف میں آئے ہیں اور برسات کا موسم قریب ہے
اس سے زیادہ آگے کام نہیں چل سکتا کہ جد و جہد کر کے دشمن کو ایسا ہٹا دینا چاہیے کہ عادل
آباد سے وہ آگے نہ بڑھے اور خود دریا کے اس طرف قیام کر کے برسات کے بعد مخالفوں
کو زیر کر کے بالا گھاٹ جانا چاہیے۔ جب سب امراء نے متفق الکلم ہو کر یہ عرض کیا تو شاہجہاں
نے فرمایا کہ دولت خواہی اور تدبیر کا مقتضا یہی تھا جو تم نے عرض کیا۔ دیکھئے حکم تقدیر کیا

ہے وہ اس کار کے سرانجام اور اس مہم کے دشوار کے اہتمام میں مصروف ہوا کہ کل کو کمکیاں
برہان پور کی خاصہ سپاہ کی برآوردبنائی جن کی محال جاگیر مدتوں سے وکینوں کے تصرف
میں تھی اور اسناد بغیر درست کرنے کے وجوہ مطالبہ از روے سیاہہ معروض ہوا خزانہ کے
متصدیوں کو حکم دیا کہ تنخواہ نقد دیدیں تاکہ مایحتاج کے تہیہ میں تعویق نہ ہو تھوڑی مدت
میں اس صوبہ کے کومکیوں کو چالیس لاکھ روپیہ دیدیا اور تیس ہزار سوار آمادۂ کارزار کیے انمیں
سے سات ہزار سوار خاصہ تھے اور افواج کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا اور ہر سردار کو چھ
ہزار سوار دیے ایک فوج کا سردار داراب خاں خلف خان خانان کو بنایا اور دو فوجیں
سید احمد خاں اور خواجہ ابوالحسن کو اور دو فوجیں راجہ بکرماجیت و راجہ بھیم کو تفویض کیں۔ کل
سپاہ کی سرداری داراب خاں کو حوالہ کی کہ انجمن کنگاش اس کی منزل میں منعقد ہو۔ لیکن
بہ تحقیقت امور کلی وجزوی کا حل وعقد راجہ بکرماجیت کی راے کے استصواب پر موقوف
تھا ۲۵ جمادی الاولی سنہ ۳۰ کو برہان پور سے لشکروں کو جانے کی اجازت ملی پانچ چھ روز
ضروریات یورش کے لئے سواد شہر میں قیام ہوا۔ اور پھر دریا تاپتی سے جس پر شہر ہے گذر کر
ایک کوس پر لشکر ٹھیرا صبح کو یاقوت حبشی کہ مخالف کی کل فوج کا سردار تھا اپنی قرارگاہ سے
ایک کوس چل کر لڑنے آیا آتش ستیز و آویز بلند ہوئی شاہی لشکر نے مخالفوں کو سات
کوس آب عادل آباد تک بھگایا اور دشمنوں نے آب و آتش سے اپنے تئیں نکالا اور انکے
سو آدمی قتل اور تین سو قید ہوئے اور شاہی لشکر کو بہت گھوڑے و اونٹ و چیتے
ہاتھی و علم نقارہ اور اسی طرح کی چیزیں ہاتھ آئیں۔ بادشاہی دو سردار شیر بہادر اور اللہ وردی
مارے گئے پھر لشکر شاہی عادل آباد سے ملکاپور کی طرف متوجہ ہوا افواج غنیم نے مالش
سرانجامی راہ میں اصلا نمودار نہ ہوئے جب بادشاہی لشکر مول میں آیا اور داراب خاں
و راجہ بکرماجیت تین سو سواروں کے ساتھ لشکر اترنے کی جگہ قرار دے رہے تھے کہ پھر
لڑائی ہوئی اور مخالفوں کو شکست ہوئی اور داراب خاں نے ایک کوس تک تعاقب

کیا اور دو سو آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور مظفر و منصور اپنے لشکر سے آن ملا پھر لشکر شاہی بالاگھاٹ میں آیا اور یہاں سارے لشکر کے ملجانے کے لئے انتظار کیا اور محمد تقی ہزار سوار لیکر ولایت برار میں اور محمد خاں نیازی فوج لیکر ملک خاندیس میں آئے اور محال متعلقہ پادشاہی پر تصرف کیا۔ اب عنبر نے سپاہ کو نوشتہ سرزنش آمود بھیجا تو اُس کا سارا لشکر پادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے روبرو آیا اُن کے ہراول سردار جادوں راے و ساندے لیاو دلاور خاں دانش تھے۔ راجہ بکرماجیت کی ہراول کی فوج سے اُس کی مٹ بھیڑ ہوئی جس میں سید صلابت خاں و سید علی و سید جعفر و سید مظفر اور اور سادات بارہ اور اودا۔ جے رام دکھنی سردار تھے طرفین میں دیر تک جنگ تازہ رہی ٹیک راؤ جو دکنیوں کا بڑا سردار تھا بے سر ہوا اور پادشاہی سرداروں میں سید علی بارہ کے محضر سیادت پر مہریں زخم ہائے کاری کی لگیں اور وہ ہلاک ہوئے اور حمید خاں برادر فرہاد خاں حبشی و سید مظفر بارہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار مخاطب خانجہانی اور اُس کے بھائی سید جلال و سید بایزید شہید ہوئے۔ راجہ بکرماجیت جسوقت کہ دشمن کے ہراول سے لڑ رہا تھا یاقوت حبشی سردار قول غنیم کو فرصت ملی کہ وہ پادشاہی لشکر کے احمال و اثقال پر آیا زمیں کی ناہمواری اور اہل اُردو دو آب کی کثرت سے چند اول کی فوج کی پامالی آسانی سے نہو سکی مضرت عظیم اُس کو غنیم نے پہنچائی اور اکثر آدمیوں کے گھوڑے اور اسباب غارت ہوئے۔ جب یاقوت کی دست اندازی کی خبر ہوئی تو راجہ بسبب دُور دست ہونے کے وہاں نہ پہنچ سکا مگر بے توقف اُس نے دشمن سے کارزار شروع کی طرفین نے کوشش مردانہ کی۔ پادشاہی سردار صادق خاں و عبدالکریم بیگ و گدا بیگ و خواجہ طاہر و باقی بیگ اور بعض اور ہلاک ہوئے۔ دکنیوں میں فیروز خاں حبشی سات آدمیوں کے ساتھ قتل ہوا اُس روز سے کہ افواج شاہی پائے بالاگھاٹ میں آئی ۲۱ اُردی بہشت کو وہ کھرکی سے چھ کروہ پر پہونچے۔ کھرکی نظام الملک و عنبر کی دارالقرار تھی اس عرصہ میں ہر روز لڑائیاں ہوئیں جن میں لشکر شاہی کا پلہ بھاری رہا پھر موضع چنکل تھانہ میں کہ کھرکی سے

چار کوس پر ہی لشکر شاہی آیا تو افواج غنیم نے جنگ شروع کی دونوں طرف سے دار و گیر
کرد فرخوب ظہور میں آئے بدستور معہود دکنی فرار ہوئے لشکر شاہی نے کھرکی کی طرف باگ
اٹھائی۔ یہاں لشکر آنے سے پہلے عنبر نے شہر کو خالی کیا اور نظام الملک اور اُس کے اہل
و قلعہ دولت آباد میں لے گیا اور اپنی بڑی سپاہ کو پادشاہی لشکر سے لڑنے کے لئے
چھوڑ گیا اور خود دس ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ دولت آباد میں چلا گیا جب لشکر شاہی
کھرکی میں آیا تو مخالفوں کی سپاہ بھاگ گئی اور لشکر شاہی کھرکی میں تین روز مقیم ہوا۔
اس نے اس شہر کو کہ پندرہ سال کے عرصہ میں ملک عنبر نے آباد کیا تھا جلا کر تباہ و خاک سیاہ
کر دیا۔ کھرکی سے ایک کوس آگے لشکر شاہی بڑھا تھا کہ یاقوت خاں سپاہ لیکر راجہ بکرماجیت
کی سپاہ چندادل کے مقابل آیا۔ داراب خاں و راجہ نرسنگھ بندیلہ و راجہ بھیم اس کی کمک
کو پہونچے اور لشکر غنیم پر حملہ آور ہوئے اور اُس کو پریشان کیا اور ایک جماعت کو قتل و
اسیر کیا۔ عنبر و نظام الملک دولت آباد میں تھے وہاں جانا لشکر شاہی نے مصلحت نہ جانا
اطراف واکناف میں تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ کیا قلعہ احمد نگر کا محاصرہ دکنیوں نے
کیا تھا خنجر خاں نے قلعہ داری شائستگی کے ساتھ کی۔ اب آذوقہ کی نایابی سے وہ بہت
تنگ ہو رہا تھا لشکر شاہی نے ۲۹ اردی بہشت کو اس طرف کوچ کیا جب خنجر خاں کو اس کی
خبر ہوئی تو وہ قوی دل ہوا اور قلعہ سے باہر آیا اور عنبر کے داماد جوہر حبشی سے جس نے قلعہ
کا محاصرہ کر رکھا تھا خوب لڑا اور دو سو آدمیوں کو قتل کیا جب لشکر شاہی مونگی پٹن کے باہر
بھیما ندی کے کنارہ پر آیا تو جاسوسوں نے خبر دی کہ غنیم کا لشکر آن پہونچا ہے بمقتضائے احتیاط
تمام فوج میں سے ہزار سوار جدا کئے اور لشکر کی محافظت کے لئے متعین کئے اور دو گروہ
ہوئے جب یہ سنکر کہ دکنیوں نے اپنی سپاہ کے دو حصے کئے ہیں تو لشکر شاہی نے بھی اپنے
دو حصے کئے داراب خاں و راجہ بھیم تو یاقوت خاں و مردم عادل خاں کے مقابلہ کے لئے
پندرہ ہزار سوار تھے اور باقی اور سردار دوسرے لشکر سے لڑنے گئے۔ طرفین نے داد مردانگی

دی مگر آخر کار دکینوں کا لشکر بھیجا ہوا دوسری فوج شاہی بسر کردگی عبداللہ خاں وخواجہ ابوالحسن وراجہ بکرماجیت دکینوں کی دوسری فوج سے لڑنے چلے جس کے سردار دلاور خاں وجادوں راے وآتش خاں تھے اور پچیس ہزار کے قریب سپاہی تھے اوّل راجہ بکرماجیت پانچ ہزار سوار لے کر ہراول بنا اور جاکر لڑا فتح نمایاں حاصل کی۔ باربرداری کے چار ہاتھی۔ گھوڑے۔ اونٹ بیل غنیمت میں ہاتھ آئے اُس کے بعد دکینوں کی فوج خواجہ ابوالحسن کے مقابلہ میں آئی۔ بیرام بیگ بخشی نے ایک ہزار سوار سے اس کا مقابلہ کیا راجہ بکرماجیت بھی کمک کے لئے آگیا اور خواجہ کے ساتھ اتفاق کرکے اُس نے دشمنوں کو بھگایا اور ایک گروہ نے تعاقب کیا۔ دو ہزار آدمیوں کے قریب قتل کیا اور ایک انبوہ کو زخمی ایک جمع کثیر کو اسیر ودستگیر کیا۔ ان فتوحات کی اطلاع شاہجہاں کو کی۔

محمد خاں نیازی اور محمد تقی جو لشکر کے ساتھ پائیں گھاٹ کے انتظام کے لئے گئے تھے وہ بالاگھاٹ میں آئے۔ مدعا حسب الاستدعا حاصل ہوا جب عنبر کو اُس کی خبر ہوئی تو جادوں راے کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ بھیجا کہ وہ اس محال کو چھین لے۔ شاہجہاں کے حکم سے راجہ بھیم پندرہ سو سواروں کے ہمراہ محمد تقی کی کمک کو آگیا اور جادوں راے اور اور اُس کے ہمراہیوں کی خوب گوشمالی کی اور سب کو بھگا کر آوارہ کیا۔

حکام دکن کی اطاعت کا قبول کرنا

ملک عنبر نے جب دیکھا کہ شکستوں پر شکستیں ہوتی ہیں تو اُس نے چند مردم معاملہ فہم کارداں راجہ بکرماجیت پاس بھیجے اور پیغام دیا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ پہلی دفعہ شاہجہاں اس جانب تشریف فرما ہوا اور دلخواہ اس کا مدعا حاصل ہوا تو عادل خاں حسن عقیدت کی ادا کا اور مراسم نیکو بندگی کا تعہد ہوا تھا اور پیشکش کا سرانجام کیا تھا اور شاہجہاں نے اس کے عہد پر اعتماد کیا اور اُس کی حیلہ پردازی اور دروغ مصلحت آمیز کو سچ جان کر اس کا اعتبار بڑھایا۔ عادل خاں نے اپنے عہد کا پاس نہ کیا جس وقت کہ اسکو وقت ملا سرکشی کی۔ اگر اس دفعہ مجھ بڈھے غلام کی تقصیرات معاف ہوں اور نجات کا پروانہ بخشی جائے

آزادی عنایت ہو تو میں وثیقہ عہد و پیمان کو ایمان سے موکد کرتا ہوں کہ پھر اطاعت نہ چھوڑوں گا اور محال جو پادشاہ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کو چھوڑ دوں گا اور دم نقد گرانمند پیشکش خود اور اور تمام دنیاداران دکن کی طرف سے سرانجام دوں گا اور سال بہ سال در خور حال تدر شکرانہ امن امان ارسال کرتا رہوں گا راجہ نے اس گفتگو کو سُنکر کہا کہ اگر عنبر تہ دل سے راستی اور درستی پر آگیا ہے اور مکر و تزویر نہیں کرتا تو اُس کی تمام درخواستیں شاہ کشور کشا قبول کرے گا اور بالفعل اس کے صدق قول کی علامت یہ ہوگی کہ وہ احمد نگر کے احاطہ سے ہاتھ اُٹھائے اور جو گروہ کہ خزانہ شاہی اور ضروریات قلعہ کو لے جا رہا ہے اس کے متعلق مزاحمت نہ کرے جب یہ کام اُس سے ظہور میں آئیں گے تو اُس کی درخواستیں شاہجہاں کے روبرو پیش ہونگیں۔ وکلاء عنبر ان باتوں کو خدا سے چاہتے تھے اُنہوں نے حقیقت حال عنبر کو لکھی اُس نے بے توقف اپنے آدمیوں کو دور قلعہ سے اُٹھا لیا اس سے راجہ بیاسے پادشاہی کو اطمینان ہوا ایک لاکھ روپیہ مدد خرچ کے لئے اور ایک ہزار تفنگچی حفاظت قلعہ کے واسطے بھیجے وہ بے مزاحمت قلعہ میں پہونچ گئے تو تمام ملتمسات عنبر شاہجہاں کے روبرو پیش ہوگئیں اُس نے اپنی نیک نہادی سے باوجود اس فتح و ظفر کے کینہ توزی و قہر افروزی نہ کی اور ملک عنبر کی تقصیرات کو معاف کر دیا۔ گرمی کی شدت تھی۔ برسات کا موسم قریب تھا باپ کے ضیق النفس کے دم بدم بڑھنے کی متواتر خبریں آرہی تھیں۔ یہ دل نگرانی سب پر بالا تھی۔ غرض شرائط صلح عہدنامہ یہ ٹھہریں۔ حضرت اکبر کے عہد سے حضرت جہانگیر کی ابتدائی جلوس تک جو پرگنات پادشاہی تصرف میں تھے اور جو ضمن صلح میں اول دفعہ پر سبیل اشتراک سرکار پادشاہی سے تعلق رکھتے تھے اور جن میں سے بعض مواضع و قریہ جن میں وہ خود دخل رکھتا تھا دولت خواہان شاہی کو حوالہ کرے ان تمام محال مشترکہ کی جمع چودہ کرور دام یعنی ۲۵ لاکھ روپیہ تھی اور یہ وقت مصالحہ سے اب تک اسکے تحت تصرف میں تھی اُس سے ہاتھ اُٹھائے اور نقد پچاس لاکھ روپیہ بطور پیشکش و جرمانہ بی ادبی خود و نظام الملک و عادل خاں و قطب الملک

سے دلوائے۔ عنبر نے ان شرائط کو منظور کیا اور احسان مانا جب عنبر سے اطمینان ہوا تو کھرکی کی طرف شاہجہاں نے سفر کیا قلعہ احمد نگر سرحد پر تھا۔ شاہجہاں نے بالاگھاٹ کے وسط میں ایک قلعہ سنگین بنوایا اور ظفر نگر نام رکھا اور امرائے عظام کو افواج کے ساتھ اس طرح مقرر فرمایا کہ راجہ بکرماجیت کو آٹھ ہزار سوار کے ساتھ ظفر نگر میں عبداللہ خاں کو مقام آرہ میں کہ ظفر نگر سے چھ کروہ پر تھا اور فوج خواجہ ابوالحسن کو موضع بیلی میں جو آرہ سے دو کروہ تھی اور سردار خاں برادر خاں مذکور کو دیلوی گام میں جو نزدیک روہن گڑھ کے ہے اور خنجر خاں کو تین ہزار سوار کے ساتھ احمد نگر میں اور بلند خاں کو تین ہزار سوار کے ساتھ جالنا پور میں اور جاں سپار خاں کو تین ہزار سوار کے ساتھ منیر میں یعقوب خاں بخشی کو مونگی پٹن میں اور اودا جے رام وغیرہ دکنی کو ماہور و برہان پور میں مقرر کیا دیوی گام تک جا بجا تھانے مقرر کر کے راہ گیروں کو مخالفوں کی مزاحمت و ممانعت سے فارغ کیا۔

پیشکشوں کا وصول کرنا

عنبر کی التماس پر شاہجہاں نے مقرر فرمایا کہ پچاس لاکھ روپیہ پیشکش کا اس طرح وصول کیا جائے کہ عادل خاں سے ۲۰ لاکھ روپیہ اور انتظام الملک سے بارہ لاکھ اور قطب الملک سے ۱۸ لاکھ حکیم عبداللہ خاں گیلانی عادل خاں پاس اور کنہیر داس برادر راجہ نظام الملک و عنبر پاس اور عبدالعزیز خاں قطب الملک پاس اس پیشکش کے لانے کے لئے نامزد ہوئے راجہ بہیم کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ زمیندار اور راجہ گوند وانہ سے کل پیشکش لیکر روانہ درگاہ کرے ملک عنبر کے تسلط و تغلب کو عادل خاں نہیں دیکھ سکتا تھا وہ پیشکش کے ارسال میں اور محال کے تسلیم کرنے میں تعلل و تہاون کر کے دفع الوقت کرتا تھا فضل خاں جو عادل خاں سے آشنا تھا وہ بھیجا اُس نے عادل خاں کو سمجھایا اُس نے پیشکش مقررہ جو بیس لاکھ روپیہ کی تھی نقد و جنس و جواہر و ہاتھی سامان کر کے فضل خاں و حکیم عبداللہ خاں کے ہاتھ بادشاہ پاس بھیجی اور فضل خاں کو دو لاکھ روپئے دیئے اور قاضی عبدالعزیز خاں بھی سو زنجیر فیل اور نو لاکھ روپیہ و نقد و جنس بحساب اٹھارہ لاکھ روپیہ قطب الملک کے پاس سے لایا اور کنہیر داس بھی بارہ لاکھ کی پیشکش نظام الملک

خسرو کی وفات

سلطان خسرو کے مارے جانے کا سبب اور شاہجہاں کی نیت

خبر کے پاس سے لایا یہ سب پیشکشیں اور فتح نامہ حکیم علیم الدین مخاطب وزیر خاں پنجہزاری
ات و سوار کے ہاتھ جہانگیر پاس روانہ ہوئیں جہانگیر نے شاہجہاں کے جواب میں ایک نوشتہ
حسان و تحسین کا بھیجا۔ بہت شاباش دی اور آفریں کی۔

سلاطین ذی شان جن برادروں اور خویشوں کے معدوم کرنے کو بہبود عالم جانتے ہیں
ں سے دنیا کے خالی کرنے کو محض صواب سمجھتے ہیں اور مشیران ملک و ملت بمقتضائے مصلحت
یر کار مطلق شہر کا اور دولت کا اتصال خیر اندیشی و بہبود اہل روزگار جانتے ہیں دین و دولت
ے صواب گوئیوں کی تجویز سے ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ کو سلطان خسرو کو ملک عدم کو روانہ کیا
ہانگیر نے شراب کے نشہ کی بے خبری میں خسرو کو شاہجہاں کو حوالہ کر دیا تھا گفتگوے مردم
کے رفع کے لئے دوسرے روز ارکان دولت اور اعیان حضرت نے تکبیر و درود پڑھ کر اسکی
عش کمال تعظیم و نہایت تکریم سے اٹھائی برہان پور سے لے جا کر عالم گنج میں اس کو مدفون کیا
س مظلوم کی بیکسی و بیچارگی پر عورت مرد ایک درد کے ساتھ روتے تھے اور اس سانحہ ناگزیر نے
دتوں تک دور و نزدیک کو رنج و الم میں رکھا اور جب تک وہ شہر میں مدفون رہا شب جمعہ کو
یک عالم اس کے مرقد کی زیارت کو جاتا۔ پھر یہاں سے اسکی نعش الہ آباد میں منتقل ہوئی ہر منزل
ں برستور شہر اسکی قبر نمودار کی گئی برسوں تک پنجشنبہ کو اس موضع کے آدمی گرداگرد سے جمع ہو کر
ت کو اس خالی قبر پر گذارتے تھے سلطان خسرو کے مارنے سے غرض یہ تھی کہ جہانگیر مغیرات
کے تناول سے بے پروا اور بسیدماغ ہو گیا تھا اور مہام سلطنت کے سرانجام میں مطلقاً مصروف
یں ہوتا تھا۔ مہمات ملکی و مالی کی بست و کشاد نورجہاں کی راے سے وابستہ تھیں وہ اپنی خاطر
ہ مہمات کا حل و عقد کرتی تھی۔ وہ اور اس کی ساتھی دوربینی اور عاقبت اندیشی پر نظر نہیں رکھتی
تھے اور رشوت ستانی کی راہ کھلی ہوئی تھی زر کے وسیلہ سے سلطنت کی کارفرمائی پر اور صاحب
ہ گی پر نالایق عمال مامور ہو گئے تھے جس سے انتظام ملکی میں خلل پڑا اور یہ شاہجہاں کی طبیعت
و نہایت گراں تھا اور وہ بیگم کے تسلط کو سمجھتا تھا کہ اس سے بڑے فساد اٹھیں گے بیگم شہریار کی

پیش رفت کار میں ہمہ تن مصروف تھی اور چاہتی تھی کہ جس طرح ہو سکے شہریار مرتبہ خلافت پر بیٹھے جہانگیر کے ضیق النفس کی شدت سے اُس کی زندگی کی پابندگی پر اعتماد نہ رہا تھا پہلے اس سے کہ حضرت جہانگیر اس جہاں سے تشریف لے جائیں۔ شاہجہاں نے محض صلاح وقت کے سبب ناچار یہ قرار دیا کہ اوّل معاملات دین و دولت کے سرانجام کو اپنے اختیار میں لانا چاہیے تاکہ رعیت و سپاہ کے حال پر واجب توجہ کی جائے حقیقت میں رعیت بے سرور کے رمہ بے شبان و گنج بے پاسبان ہے اور اپنے اختیار کو قبضہ اقتدار سے نکلنے نہ دیجیے اور برادروں کی گردخت دُور کیجیے۔ اُس نے ارباب وفاق سے موافقت کی اپنے دور ہونے کے باعث سے جو خلل محتمل تھا اس کو رفع کیا بعض ارباب نفاق کو زندانی کیا اور بعض کو آنجہانی بنایا اور اس قصد سے پرویز و شہریار کی نباوکار ابھی پائدار نہیں ہوئی اور اُن کے معاملے کی رسائی نے استحکام نہیں پایا ان دونوں کے معدوم کرنے کے لئے سفر پر آمادہ ہوا اور معاملات رزم کے سرانجام میں مصروف ہوا اور محفل کنگاش کی آراستگی میں اور لشکر کے اجتماع میں مشغول ہوا اوّل خسرو کو آنجہانی بنایا اور پھر از سرِ نو دولت خانہ برہان پور کے در و دیوار کو جشن نوروزی سے آرایش دی اور بزم ظفر فروز کی پیرائش کی اور اس میں طلا و نقرہ کی ریزش کی۔

شاہجہاں برہان پور سے دارالخلافہ کی طرف جانے کی تیاری اور اسباب جنگ کا تہیہ کر رہا تھا کہ زین العابدین خلف آصف خاں جعفر جہانگیر کا فرمان اس مضمون کا شاہجہاں پاس لایا کہ شاہ عباس دارائے ایران نے قندہار کا قلعہ لے لیا ہے ان دنوں میں اس گرامی فرزند کی مساعی جمیلہ سے دنیاداران دکن سے سب ابواب میں خاطر جمع ہے اور اس قرۃ العین پر اس دولت کی ناموس کا پاس لازم ہے بالفعل صلاح دولت اس پر منحصر ہے کہ برہان پور سے منڈو یا اجمیر میں جائے اور شدت گرمی ہوا اور برید گی کے موسم کو ان دو مقاموں میں سے کسی مقام میں گذارو اور طلوع کے وقت کہ اس ملک میں سفر کا موسم ہے۔ ساری کومکیوں کو ہمراہ لیکر مقصد پر توجہ کرو۔ شاہجہاں نے اس فرمان کے موافق شرف آفتاب کے روز برہان پور سے منڈو کی طرف کوچ کیا۔ اثنا راہ

فرمان جہانگیر در عرضداشت شاہجہاں در باب عزم قندہار

...خان وحکیم عبداللہ وقاضی عبدالعزیز خاں دکنی کینہر داس مجموع پیشکش لیکر اور راجہ بکرماجیت
...دل خاں کی افواج کی تنبیہ اور بالا گھاٹ میں تھانے بٹھانے گیا تھا یہ اپنا پورا مقصد حاصل
...کے اور راجہ بھیم چار لاکھ روپیہ نقد وسو ہاتھی زمیندار گوندوانہ سے اور ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ
...قدر پچاس ہاتھی جاتنہ سے لیکر شاہجہاں کی خدمت میں آئے اور منڈو میں شاہجہاں نے پہنچکر
...العابدین کو فرمان کا جواب دیکر رخصت کیا اس جواب کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ
...حضور کے احکام کی اطاعت کرتا ہوں فرمان اشرف میرے پاس روز شرف میں آیا میں منڈو کی
...روانہ ہوا اور ۲ اردی بہشت سنہ جلوس قلعہ مذکور میں داخل ہوا چونکہ لشکر نے ابھی مہم دکن
...فراغ پایا ہے اور موسم برسات میں زمین مالوہ سے عبور کرنا مشکل ہے حسب الامر صلاح وقت
...کی اقامت میں دیکھکر یہاں توقف کیا جب برسات کا موسم ختم ہوگا تو اس سمت کو روانہ ہونگا
...قندہار کا انصرام اس کشور کی طرح نہیں ہوسکتا۔ ملتان سے قندہار تک تین سو کروہ کے قریب
...حصہ ہے اور اس سرزمین کی منزلوں میں جب اہل کاروں کے لئے غلہ میسر نہیں ہوتا تو اس لشکر
...کے لئے کب میسر ہوگا جو شاہ عباس جیسے بادشاہ سے لڑکر غلبہ پائے یہہ بادشاہ سپاہی
...منش و منصاف دیدہ ہے کہ مکرر روم اور اوزبک کے روبرو ہوکر غالب رہا ہے ناچار آذوقہ کا
...مہم تمام جیسا کہ باید و شاید کرنا چاہیئے الحال مصلحت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب و ملتان و کابل کو قندہار
...سمت واقع ہیں مجھ رضاجو کی جاگیر میں مقرر ہوں تاکہ اس یورش کے لئے غلون کا سامان اور
...ضروریات بہ آسانی ہوسکیں اور خزانہ پر زر بہت سا سر انجام کرنا چاہیئے کہ وہ اس قسم کے لشکر
...وفا کرے اور اس سبب سے کہ لشکر کو سردار سے بیم و امید بدرجہ کمال ہونی چاہیئے تاکہ افزائش
...مناصب و مراتب تنخواہ و تغیر جاگیر کو یکساں لشکر کا سرشتہ میرے اختیار میں دیا جاوے یہ امر صلاح
...دولت سے اقرب اور بمقتضا وقت انسب ہے تاکہ مہم رونق کے ساتھ دلخواہ سرانجام پائے۔

جب مضمون عرضداشت جہانگیر پر واضح ہوا تو نورجہاں بیگم اس پر مطلع ہوئی ان ملتمسات
...سے ہر ایک کو نامناسب وقتوں میں بادشاہ سے عرض کیا اور ان امور کو ایسا بگاڑا کہ بادشاہ

نورجہاں کا جہانگیر اور شاہجہاں میں بگاڑ کرنا

کا مزاج شاہجہاں سے بگڑ گیا اور قندھار کی مہم شہریار کے سپرد کی اور حصار و میان دوآب
اُس کے حدود کی جاگیر شاہجہاں سے لے کر شہریار کی تنخواہ میں مقرر کی اور شدید سزا دل
کے لشکر لانے کے لئے مقرر کئے اور حکم فرمایا کہ صوبہ مالوہ و احمدآباد و دکن شاہجہاں کی
میں تنخواہ مقرر ہوئی ہے وہ ان میں سے جہاں چاہے اپنا محل و اقامت مقرر کرے اور
میں آنے کا ارادہ نہ کرے اور لشکر دکن جو اس کے ہمراہ ہے اس کو بہت جلد حضور میں
کرے اور بعد ازیں اپنا ضبط احوال کرکے فرمودہ سے باہر نہ جاے۔

نورجہاں بیگم رات دن اسی ادھیڑبن میں رہتی تھی کہ کسی طرح سلطان شہریار کو سلطنت
ہو وہ جہانگیر کو بہ سبب اس کے امراض کے امتداد و اشتداد کے چراغ سحری جانتی تھی
سمجھتی تھی کہ اگر شاہ جہاں پادشاہ ہوا تو میرا سارا اختیار اور اقتدار جاتا رہیگا اور اگر شہر
اس کی وہ بیٹی بیاہی ہوئی تھی جو شیر افگن خاں سے پیدا ہوئی تھی۔ پادشاہ ہوگا تو میرا اعتبار
ہوگا اور میرا اقتدار اور تسلط بڑھ جائیگا اس خیال سے اس نے سب مراتب سے آنکھیں
کرکے شاہ جہاں کی بیخکنی پر متوجہ ہوئی روز بروز پادشاہ کو اس کی طرف سے بھڑکاتی رہی
قندہار شہریار کے نامزد ہوئی۔ اعتمادالدولہ کی دولت اُس پاس تھی اس سبب مہم کے
کی وہ خود متکفل ہوئی اور مرزا رستم صفوی کو جو مدتوں تک قندہار اور اُس کے توابع
حکومت کرچکا تھا اور اس ملک کی ماہیت سے خوب واقف تھا شہریار کا اتالیق مقرر کیا
سے بغرضانہ تقریر دلپذیر کرکے شاہجہاں کے گماشتوں کے پاس جو جاگیریں تھیں
کرکے شہریار کی تنخواہ میں مقرر کرایا۔ اور اس باب میں دو تنخواہوں کی گفتگو کو بند کرایا
نوبت پہنچائی کہ شاہجہاں کے وکیل میر عبداللہ کی آمد و رفت دربار میں بند کردی اور اس
شاہ جہاں پاس جانے کی اجازت دیدی غرض ایک دفعہ غبار کلفت و گرد وحشت ایسی
کہ کسی طرح الفت و موانست و صلح و صفا کی راہ نہ رہی اور تمام صوبہ داروں اور سردار
شاہ جہاں کے پاس سے طلب کیا شاہ جہاں کو ان مقدمات کی خبر سے

شاہجہاں اور جہانگیر کے درمیان مخاصمہ کی نوبت کا پہنچنا

ہوئی تو اُس نے افضل خاں کو برسم یلغار دربار میں بھیجا اُسنے حقیقت معاملہ کے دقائق
کو لباس ملائم اور مناسب وقت میں بادشاہ سے عرض کیا کہ شاہجہاں نے کسی وقت
بے ادبی نہیں کی جس خدمت کا ارشاد ہوا اُس کو بجالایا اور اس وقت میں اُسنے نمایاں
فتوح حاصل کیں اور خدمات شائستہ بجالایا۔ تعجب ہے کہ اُس نے ذراسی تقصیر نہ کی ہو اور
حضور کو اُس سے اس قدر سرگرانی ہوا اور اُس رضا جو کی جاگیر میں یہ تغیر ہو۔ مگر
اس عرض سے اصلا نفع نہ ہوا ناچار رخصت ہوکر شاہجہاں پاس آیا اور حقیقت معاملہ
کو عرض کیا۔ اس سے شاہجہاں نے جانا کہ اب نامہ و پیغام سے کارسازی نہیں ہوسکتی۔ خود
اسکی خدمت میں جانا چاہیے اور حقیقت معاملہ کو خاطرنشان و ذہن نشیں کرنا چاہیے
بعزم و احتیاط کے ساتھ افواج لے کر کوچ در کوچ دربار کی طرف متوجہ ہوا۔ جہانگیر
اس خبر کو سُنکر نہایت متغیر و متاثر ہوا اور لشکر کو مقابلہ کے قصد سے تیار ہونے کا
حکم دیا اور لاہور سے جلد روانہ ہوا اور جب دہلی میں آیا تو مہابت خاں کی صوابدید پر
ترتیب افواج ہوئی اور عبداللہ خاں ہراول سپاہ مقرر ہوا اور آزمودہ کار سپاہ
اسکے سپرد ہوئی اور اخبار رسانی اور راہوں کا انتظام اسکے حوالہ ہوا۔ بادشاہ کو یہ
خبر نہ تھی کہ وہ شاہجہاں کا ہمدست و ہمداستاں ہوکر جھوٹی سچی خبریں لکھکر بادشاہ
کو بھیجتا ہے۔ جب بادشاہ کے درست اخلاص ملازم اس کے نفاق کا بادشاہ
سے عرض کرتے تو وہ اُس سے ناراض نہ ہوتا۔ بعض دولتخواہوں نے خلوت میں یہ
بھید و صریح اسکے نفاق کی حقیقت کو معروض کیا تو بادشاہ نے اُسپر توقع سے زیادہ
عنایت و مہربانی کی اور ہر باب میں اسکی دلجوئی کی۔ شاہجہاں آدمیوں کی کثرت
کے سبب سے دریا کے کنارہ پر سفر کرتا تھا تو بادشاہ نے بھی دریا کے کنارہ پر افواج
ہراول و جرانغار و برانغار و التمش و طرح چنداول کو ترتیب دیا اور شاہ جہاں نے
بھی ہراول و دارانجاں خلف خانخاناں راجہ عظیم و رستم خاں و بیرام بیگ کو ایک ایک فوج دیکر پانچ رویہ

سپاہ کے بنائے اور بظاہر کل سپاہ کا سپہ سالار داراب خاں کو بنایا۔ یہم جمادالثانیہ ۱۰۳۸ھ کو بلوچپور و قبولپور کے بین طرفین کی فوجیں جا بجا توزک و ترتیب سے جنگ کے انتظار میں کھڑی ہوئیں دونوں طرف کے توپخانوں نے ہنگامۂ رزم کو گرم کیا۔ جنگ کے نقاروں نے آوازہ بلند کیا۔ بادشاہ نے عبداللہ خاں کو ترکش خاصہ عنایت کیا کہ وہ جانفشانی جو اس مقام کے لیے لازم ہے بجالائے مگر اس خان ناحق شناس نے قطعاً بادشاہ کی عواطف و مراحم پر نظر نہ کی۔ عین وقت پر شاہجہاں سے اپنی سپاہ سمیت ملگیا جس سے شاہجہاں کے لشکر کو چیرہ دستی و فرط دلیری و جرأت ہوئی۔ لشکر جہانگیری چاہتا تھا کہ ہزیمت کو غنیمت سمجھے کہ ناگاہ راجہ بکرماجیت کے گولہ لگا اور وہ مرگیا داراب خاں باوجود دستگاہ و کثرت لشکر و سازِ محاربہ کے خانخانان کے اشارہ سے لڑائی میں مصروف نہ ہوا اور میدان جنگ سے عناں کھینچی۔ شاہجہاں نے مصلحت وقت یہ جانا کہ وہ خانخانان سمیت برہان پور کی طرف چلا۔ لشکر شاہی نے بسرداری سلطان پرویز و تالیقی مہابت خاں تعاقب کیا۔ پانچویں شہر پور ۱۷ جلوس کو شاہجہاں منڈو میں آیا اور ۲۶ کو بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھی و توپخانہ عظیم لیکر سلطان پرویز و مہابت خاں سے جو تعاقب میں چلے آتے تھے لڑنے کا ارادہ کیا داراب خاں و عظیم بیگ و بیرم بیگ اور کارآمد امرا کو اپنے سے پہلے روانہ کیا اور خود خانخانان سمیت عقب سے عرصۂ جنگ میں قدم رکھا مہابت خاں تازہ چارہ گری کرتا کہ فریب و افسوں سے دلہا رمیدہ کو صید کرتا۔ اس طرف کے امرا کو نامہ و پیغام بھیجتا اور اس میں تملق و چاپلوسی کا اظہار کرتا۔ یہ بھی سررشتۂ عقد و عہد و پیماں کو سخت قسموں سے واثق کرتے اور وقت و قابو کے منتظر رہتے ایک دن میدان جنگ گرم تھا کہ اول برق انداز خاں اور پھر رستم خاں و محمد مراد بدخشی اور امرا رجو سب شاہجہاں کی عنایت سے جاہ و منصب سے سرافراز ہوئے۔ سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے۔ شاہجہاں یہ حال دیکھ

سے امرا سے بے اعتماد ہوگیا ۔ سب کو بلا کر آب نربدہ سے عبور کیا۔ اسوقت میں اکثر
امرا نے بیوفائی کی اور لشکر بادشاہی سے جا ملے ۔ شاہجہاں تمام کشتیوں کو اس طرف
لے گیا اور گھاٹوں کو بقدر امکان استحکام دیا اور بیرم بیگ بخشی کو معتمد نوکروں اور
بندوقیوں اور توپخانوں کو دیکر دریا پر متعین کیا کہ کسی متنفس کو اترنے نہ دے ۔ اسوقت
محمد تقی خانخانان کے قاصد کو اس نوشتہ کے ساتھ جسپر اسکے دستخط تھے پکڑ کر شاہجہاں پاس لایا
جسکے عنوان پر یہ بیت مرقوم تھی ؎ صد کس بنظر نگاہ میدارندم + ورنہ بسر بدمے زبے آرامی
شاہجہاں نے خاں مذکور کو مع فرزندوں کے گھر سے طلب کر کے اس نوشتہ کو دکھلایا اگرچہ
بہت انکار بہت کیے اور اس مقدمہ سے اپنے تئیں ناآشنا بتلایا مگر کوئی جواب ایسا
نہ دے سکا جس سے شاہجہاں کی تسلی ہوتی نہ دے سکا اُس کو داراب خاں اور فرزندوں کے ساتھ
توپخانہ کے قریب نظربند کیا ۔ سو آدمی اسکی حراست کے لیے مقرر ہوئے جس سے خانخانان
نے دیکھ لیا کہ جو فال میں نے اپنے منہ سے نکالی تھی پوری ہوئی ۔ زاہد خاں نے بھی ایک مکتوب مہابتخاں کو
لکھا تھا اُسکا جواب پکڑا گیا اور وہ مع پسر قید ہوا اور اُس کا خان و مان تاراج ۔ جب
شاہجہاں قلعہ آسیر کے نزدیک آیا جو استحکام و متانت و ارتفاع و سامان توپ تفنگ و
غلہ کی جسمیوں میں بے نظیر ہے اور اُسکے برآمد کی راہ ایسی تنگ و تاریک ہے کہ ایک بڑھیا ستم
گر روک سکتی ہے ۔ اپنے ملازم شریف کے ہاتھ مشورجو ترہیب و تخویف و امید پر مشتمل تھا ۔
میر شمس الدین و لدمیر جمال الدین حسین انجو قلعہ دار کے نام بھیجا اور تاکید کی کہ اگر مشورہ کے استقبال
کے لیے وہ آئے تو پھر اُس کو اوپر نہ جانے دینا ۔ میر نے شریف کو قلعہ بے مبالغہ و مضائقہ
سپرد کیا اور خود شاہجہاں پاس آگر منصب چار ہزاری ذات و سوار کا اور علم و نقارہ اور
خطاب مرتضی خاں کا پایا ۔ دوسرے روز شاہجہاں مع خانخانان و داراب خاں اور
اسکی تمام اولاد کے قلعہ کے نیچے آیا اور عورات اور فضول اسباب کو یہاں قلعہ میں چھوڑا
تین روز تک آذوقہ و مصالح قلعہ داری میں مشغول رہا اور کنور گوپال کو اس کی نگہبانی

سپرد کی۔ قلعہ کے اوپر محض اسی سبب سے گیا کہ خانخانان اور اسکے فرزندوں کو یہاں
منحوس کرے پھر برہان پور میں آیا اور راؤ رتن ہاڈھ کو درمیان میں ڈالکر صلح کے
باب میں رسل و رسائل شروع کئے۔ مہابت خاں نے جواب لکھا کہ حرف صلح بغیر
خانخانان مشکل ہے جب وہ نہیں آئیگا معاملہ صلح اوروں کی معرفت درست
نہیں ہوگا۔

شاہجہاں نے خانخانان کو اپنے محل میں طلب کیا۔ حد سے زیادہ دلجوئی کی اور مبالغہ سے
ظاہر کیا کہ اس وقت میرا کوئی معین و مددگار عنایت الہی کے سوا نہیں ہے مجھے تجھے سے
دہمراہی کی توقع بہت ہے۔ اگر بمقتضائے جوانمردی و اصالت کے میری دولت کے
و عزت کے حفظ اپنے ذمہ لو تو معاملہ حالت اصلی پر آئیگا اور میں سالہا روزا تک اس دولتخواہ
و اخلاص کا ممنون رہونگا بعد اسکے عہد و پیمان قران شریف پر قسم کھا کر ہوئے اور
آب تربدہ پر صلح کے لیے روانہ کیا اور یہ مقرر کیا کہ دریا کے وا صلح و دوستی کے
میں نامہ و پیغام ہوں۔ اتفاقاً خانخانان کے پہنچنے سے پہلے ایک رات کو لشکر شاہی کی
ایک جماعت شاہجہاں کے آدمیوں کو غافل پاکر ایک مشہور گھاٹ سے دریا پار آگئی
اس کے بعد اور لشکر بھی اُتر آیا۔ بیرام بیگ نے یہ حال دیکھکر خویشتن داری سے ہاتھ
اُٹھایا اور گھاٹوں کی نگہبانی چھوڑکر برہان پور کی طرف چلا آیا۔ خانخاناں نیرنگی
سے متحیر ہوا اور اپنے کام میں عاجز رہا اور سلطان پرویز کے نوشتے وعدہ
وعید و دلاسا و استمالت و دلجوئی کے چرب زباں پیغام گزار لائے تو وہ
کی معرفت سلطان پرویز پاس چلا گیا۔ جب شاہجہاں نے دیکھا کہ لشکر جہانگیری
دریا سے پار آیا اور بیرام بیگ دریا کو چھوڑکر بھاگ آیا اور خانخانان پرویز سے
تو قتال و جدال سے ہاتھ اُٹھایا۔ اور سب کی وفا سے دل برداشتہ ہوا اور یہ
قرار دیا کہ اطراف ممالک محروسہ میں ولایت غنیم میں جاکر چندے گزران کرے

خانخانان کا صلح کے لیے جانا اور سلطان پرویز سے ملجانا

شاہجہاں کا دکن کی راہ سے اڑیسہ جانا

مرزا محمد کا قتل ہونا اور اسکے باپ افضل خاں کا سلطان بیجاپور کے پاس جانا

...ن کا عازم ہوا - ۱۰ ر ذیقعدہ - سنہ ۱۰۳۱ھ کو آب پتی سے عبور کرکے دکن کی جانب ...ہوا اس ہرج و مرج میں بہت سے بندہائے شاہی و پادشاہی نے کام و ناکام ...ائی اختیار کی اور اسکی ہمراہی سے باز رہی - جادون رائے واودا رجے رام کا ...ن اس طرف تھا انھوں نے چند منزل ہمراہی کی اور پھر ایک منزل کے فاصلہ پر ...چلے لگے اور اسباب و دواب جو اس اضطراب میں آدمیوں کا رہجاتا تھا اسکے وہ ...لک بنتے تھے - شاہجہاں یقینی جانتا تھا کہ دکنی میری ہمراہی نہیں کرینگے اور کار کے وقت ...دں کو بھی گمراہ کرینگے اور حرکت ناپسندیدہ درمیان میں لائینگے اسلیے ان کو رخصت کیا ...میان گرانبار کو اجمال و انتقال کے ساتھ قلعہ ماہور میں اودا جے رام کو سپرد کیا اور ...آگے روانہ ہوا اور قلعہ ماہور کی راہ سے سرحد تلنگانہ میں کہ داخل ملک نظام الملک ...ے آیا - اور یہاں سے اڑیسہ کی طرف روانہ ہوا - نورجہاں بیگم نے یہ خبر سنکر ابراہیم خاں ...جو اس کا خالو تھا اور بنگالہ کا صاحب صوبہ بالاستقلال تھا لکھا کہ جس طرح سے ہوسکے ...سی کوشش کرو کہ شاہجہاں کا کوئی کام نہ بن سکے اسلیے اس نے اپنے برادرزادہ ...بیگ کو جو کٹک کا حاکم تھا لکھا کہ اپنے مقدور سے زیادہ یہ کوشش کرو کہ شاہجہاں کے لشکر کو ...دو اور اگر نوبت جنگ کی آئے تو بے پروا پروانہ کی طرح آتش جنگ میں پڑو - شاہجہاں ...جب مچھلی پٹن آیا تو راہ میں مرزا محمد پسر افضل خاں مع والدہ و عیال کے بھاگ گیا - شاہجہاں ...نے سید جعفر خاں قلی کو اسکے پیچھے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زندہ ہاتھ لگے تو پکڑ لاؤ اور نہیں ...سکے سر لاؤ وہ ان دونوں سے خوب لڑا اور خان قلی کو مارا اور سید جعفر کو زخمی کیا اور خود قتل ...ہوگیا اُس کا سر کٹکر شاہجہاں پاس آیا - برہان پور کے پاس سے شاہجہاں نے لعل و باز و بند ...عادل خاں کے لیے اور فیل و شمشیر مرصع عنبر کے لیے افضل خاں کے ہاتھ بھیجے تھے افضل خاں ...بیجاپور میں تھا کہ اس نے اپنے بیٹے کا یہ حال تباہ سُنا تو اس نے بیجاپور میں رہنے کا ارادہ ...کیا - صاحبقران کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو اُس نے افضل خاں کو استمالت کرکے سلطان

سلطان محمد قطب الملک کی خاطرداری شاہجہاں کی

پرویز پاس بلایا۔

شاہجہاں نے مچھلی پٹن میں توقف کیا تو سلطان محمد قطب الملک نے یہ حسن خدمت کی کہ ضیافت و مہمانداری کے لوازم کو بجالایا اور ایک معتمد کے ہاتھ پیش کش میں نقد و جنس بھیجے اور وفاو وفاق کا اظہار مزید انہ کیا اور اپنے گماشتوں کو لکھا کہ سب جگہ شاہجہاں کی خدمتگاری اور جاں سپاری میں حتی الوسع کوشش کریں۔ یہاں شاہجہاں ساحل دریاے شور کے راہ سے دشوار جنگلوں کو طے کرتا ہوا کٹک کے باہر پہنچا جو نشیمن حکام تھا یہاں سے جس وقت صوبہ بنگالہ کی طرف کوچ کیا تو احمد بیگ حاکم کٹک نے اسکے لشکر کا رستہ روکا۔ ستیزو آویز کے بعد اس نے شکست عظیم پائی اور بیجا و بے پاہوا اور بھاگ

ابراہیم خاں حاکم بنگالہ اور شاہجہان کی لڑائیاں۔

ابراہیم خاں حاکم بنگالہ پاس گیا اسلئے ولایت بے حاکم ہوئی تو اس سرزمین میں زمیندار اور اجنبی غنیم بہت سے آگئے جو ایسے دن کا انتظار عمر بھر سے کیا کرتے ہیں۔

راجاؤں نے یہ ملک شاہجہاں کے اہل کاروں کے سپرد برابر کیے

ابراہیم خاں یہ خبر پاکر جہانگیر نگر معروف ڈھاکہ سے بے توقف آلات پیکار و اسباب کارزار اور نواہ اور لشکر بہت سا اور بہت مست ہاتھی لیکر چلا اور اکبر نگر میں جس کو پہلے راج محل کہتے تھے آیا اور اپنے بیٹے کے حصار مقبرہ میں لشکر گاہ بنایا جو اکبر نگر سے ایک کوس پر تھا اور احمال و اثقال سپاہ کو اس حصن استوار کی چار دیواری میں چھوڑا اور پھر آب گنگ سے عبور کرکے اس طرف گنگا کے اپنا خیمہ لگایا شاہجہاں کو معلوم ہوا کہ ابراہیم خاں برسر خشم تو شاہجہاں نے اُسکو فرمان بھیجا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ ان ایام میں تقدیر ربانی اور سرنوشت آسمانی سے وہ باتیں ظہور میں آئیں جو میرے حال کے لائق نہیں تھیں اور گردش روزگار سے لشکر اسلام اس سمت میں آیا میری نظر ہمت میں اس ملک کی وسعت ایک نگاہ کی جولانگاہ سے زیادہ نہیں ہے اور میرا مطلب اس سے زیادہ تر اعلیٰ ہے۔ چونکہ یہ سر زمین پیش پا افتادہ ہے وہ سرسری نہیں چھوڑی جاسکتی اگر تیرا ارادہ درگاہ والا میں جانے کا

...سکے حال ومال وناموس میں تصرف کرنے میں دست کوتاہ ہی میں خوشی سے کہتا ہوں
...بفراغ خاطر روانہ درگاہ والا ہو اور اگر یہاں توقف کی صلاح ہو تو اس ملک میں
...جگہ کو چاہے پسند کرکے آسودہ و مرفہ الحال زندگانی بسر کرے ابراہیم خاں کے
...میں معروض کیا کہ بندگان حضرت نے یہ ملک اس بوڑھے غلام کو سپرد کیا ہی۔ سر من ست
...ملک۔ جب تک جان مین جان ہے کوشش کرونگا۔ عمر گزشتہ کی خوبیاں
...باقی عمر مجہول الکیفیت اس سے زیادہ کوئی آرزو اور ارمان میرے دل میں نہیں ہی
...نعمت کے حقوق تربیت کو ادا کروں اس سے شاہجہاں کو معلوم ہوا کہ خان کا
...جنگ کا ہی تو سوار و پیادہ کا ایک گروہ بسرداری داراب خاں پسر خانخانان
...کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا سید مظفر و سید جعفر و خواجہ قاسم مخاطب صفدر خاں کو
...کیا۔ انھوں نے جاکر مقبرہ کا احاطہ کیا اور نقبیں لگاکے حصار کی دیوار کو اڑایا اور یورش
...کے آدمیوں نے مدافعہ و مقابلہ میں کوشش کی طرفین کے بہت سے آدمی قتل ہوئے
...سردار مارے گئے اور دیوار بست پر قبضہ ہوا پھر شاہجہاں نے فوج بسرداری عبداللہ خاں
...فیروز جنگ کو ابراہیم خاں کی فوج سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ ابراہیم خاں نے ساری
...کشتیاں اپنی طرف دریا پار کھینچ لیں تھیں اور دریا سے لشکر کا عبور ہونا بغیر کشتیوں کے
...تھا اس لشکر کو چار منزل پر جاکر کشتیاں ملیں اور دریا خاں پچاس سواروں کو لیکر
...کل تین سو جوان اسکے ساتھ گئے تھے۔ اتفاقاً اُسی وقت اسکی خبر ابراہیم خاں
...وہ باد سحاب کی طرح آب کے اس کنارہ پر آیا اور اپنے نوارہ سے راہ بند کی اور
...کشتیوں کو ڈبو دیا اور احمد بیگ اپنے خویش کو دریا خاں کے روکنے کے لیے متعین کیا
...کو دریا خاں نے شکست دی۔ پھر ابراہیم خاں نے آنکر دریا خاں کو گھیرا اور نواہ
...ایک دریا ر آتش تھا اسکا احاطہ کیا۔ اس حال میں عبداللہ خاں فیروز جنگ
...میں کشتیوں میں بیٹھکر دریا کے پار دریا خاں کی کمک کو آن پہنچا۔ غرض دونوں

لشکروں میں سخت لڑائی ہوئی - پانی کی طرح بے قدر خون ایک نے دوسرے کا
خاک پر گرایا - ابراہیم خاں مارا گیا اور بادشاہی لشکر کو شکست ہوئی اور شاہجہانی
کو فتح ہوئی - اُس نے مخالف کے سرداروں کے سروں کو نیزہ پر بلند کیا اور ملک کے
انتظام کے لیے شاہجہاں ڈھاکہ میں گیا اور داراب خاں سے حلف لیکر بنگالہ کا
صاحب صوبہ بنایا اور اسکی زن و دختر کو مع ایک پسر شاہ نواز کے ساتھ لیا -
اور الہ آباد کی طرف متوجہ ہوا اور آخر اردی بہشت میں پٹنہ میں داخل ہوا جو
سلطان پرویز کی جاگیر میں تھا اور وہاں سے جون پور اور الہ آباد کے قصد سے کوچ
کیا اس صوبہ کے اکثر زمینداروں اور جاگیرداروں نے آنکر ملازمت کی قلعہ رہتاس
کو سید مبارک قلعہ دار نے خوشی سے شاہجہاں کو حوالہ کیا اور خود اُس کا ملازم ہو گیا -
شاہجہاں نے اپنے اہل محل کو اس حصن حصین میں چھوڑا اور خود جونپور میں آیا تو یہاں
اُس کو مخبروں نے خبر دی کہ ایک فوج جرار بسرکردگی سلطان پرویز و بہ اتالیقی مہابت
اس جانب کے لیے نامزد ہوئی ہے - سلطان پرویز کے نام یہ حکم آیا ہے کہ خانخانان
کی جانب سے خاطر جمع نہیں ہے اور داراب خاں شاہجہاں کے پاس ہے چاہیے کہ
خانخانان کو دولت خانہ کے پاس مختصر خیمہ میں نظر بند کرو اور خانان بیگم زوجہ شاہنواز
دانیال کو کہ اپنے باپ کی شاگرد رشید ہے اسکے ساتھ رکھو اور معتمد آدمی اس کی پاسبانی
کے لیے مقرر کرو - پرویز اور مہابت خاں نے خانخانان کے ایک عمدہ غلام
فہیم نام کو بھی مقید کرنا چاہا - مگر یہ مرد مردانہ اور کارآگہی اور سپاہ گری میں یگانہ
تھا اسکی غیرت بھلا کب قید کی بے عزتی کو گوارا کرتی وہ اپنے بیٹے اور چودہ نوکروں
کو لیکر بادشاہ کے آدمیوں سے لڑا اور کارنامہ رستمانہ دکھا کر عزت پر جان نثار
کی اور اپنی یادگار چھوڑی - شاہجہاں والد والاجناب کی رعایت آداب کے لیے
اس افواج سے کہ دربار سے اُس کے لیے متعین ہوئی تھی مقابلہ کرنا مکروہ جانتا تھا اس لیے

خانخانان کا قید ہونا اور فہیم کا داراب خاں سے لڑنا

اس نے بوڑھے سپاہیوں اور سواروں کو رخصت کیا اور اکثر آدمیوں کو آگے بھیجا۔ اور
تھوڑی قلیل کے ساتھ پیچھے رہا۔ اس اثنا میں افواج شاہی نے دریا سے عبور کیا اور
طرفین و جوانب میں پھیل کر محاصرہ کیا۔ بنگالہ کے تمام زمیندار مع توپ و تفنگ کے فرار
ہوئے تھے شاہجہاں کے لشکر کے بہادر خاصکر راجہ بھیم معرکہ مصاف کے خالی
کرنے پر راضی نہ ہوئے اور رزم کا ارادہ مصمم کیا۔ دونوں طرف سے تیر و تفنگ کے
پیغام آنے جانے لگے بہت دیر تک مقابلہ و مجادلہ ہوتا رہا۔ فرط تہور سے عرصہ مصاف
کے نامجات کو دالبقار حیات جان کر راجہ بھیم اپنے چند راجپوتوں کے ساتھ بادشاہی
لشکر کو چیرتا پھاڑتا مارتا دھاڑتا سلطان پرویز کے سامنے پہنچ گیا اور ستائیس زخم
کھا کر جان دیدی۔ اس حال میں شاہجہاں کے لشکر کا انتظام بگڑ گیا اور ہاتھیوں و علم
و نقارچیوں کے سوا کوئی گرد و پیش اُسکے نہ رہا اور افواج شاہی اسکو مرکز بنا کے
گھیر ہوئی اور اُسکے گھوڑے کو تیر کے زخم سے گرا دیا شاہجہاں نے پیادہ ہو کر لشکر بادشاہی
سے لڑنے کا ارادہ کیا کہ اس اثنا میں عبداللہ خاں نے اپنا گھوڑا پیش کیا اور اُس پر
سوار کیا اور اُس کو اُٹھا لے آیا اول وہ قلعہ رہتاس میں آیا سید مظفر بارہ کو رضا بہادر
کے ساتھ شاہزادہ مراد کی خدمت میں قلعہ کی نگہبانی کے لیے چھوڑا اور شاہزادوں کو ہمراہ
لیکر راہ اڈیسہ جس سے وہ آیا تھا دکن کی معاودت کا قصد کیا اور دارا راب خاں کو
لکھا وہ گڈھی میں آکر ملجائے۔ اُس نے لکھا کہ مجھے اس صوبہ کے زمینداروں نے ایسا
گھیر رکھا ہے کہ میں حضور تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ اسکی بیروشی و ناہنجاری شاہجہاں کو ناگوار
ہوئی اس نے اسکے جوان بیٹے کو عبداللہ خاں کے حوالہ کیا اُس نے فوراً قتل کر ڈالا۔
یہ لشکر جلکر برہان پور کے باہر آیا اور لعل باغ میں فروکش ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس صوبہ
کے تمام پرگنات اپنے نوکروں کو جنھوں نے رنج و تعب اُٹھائے تھے جاگیر میں تنخواہ کر دئے۔ اور
اس حال میں کروڑی مقرر کیے ان لوگوں نے جاکر تمام اعمال میں استقلال کے ساتھ تصرف

کیا۔ راؤ رتن مخاطب سربلند رائے نے قلعہ داری کا سرانجام کیا۔ کچھ دنوں مدافعہ و مقابلہ کیا اور پانچ چھ مہینے تک اندر اور باہر سے توپ و تفنگ چلتے رہے۔ ایک دن محمد تقی نے بہادری کی کہ قلعہ کے دولت خانہ تک پہنچکر اسپر قبضہ کیا۔ عبداللہ خاں وغیرہ جو محاصرہ میں مصروف تھے انھوں نے اس خبر کو سنکر نفاق کے سبب سے نہ اسکی مدد کی نہ اس قضیہ کو شاہجہاں سے عرض کیا اور خود عنان موڑی۔ اندر اور باہر کے دلاوروں میں جنگ عظیم ہوئی اور مغلوں اور راجپوتوں نے ایک دوسرے کا خون خاک پر خوب بہایا۔ اس حالت میں محمد تقی ہمراہیوں کی قلت کے سبب سے اور اہل لشکر کی بے خبری و بے مدد کی وجہ سے عاجز ہوا اور تین سو پیادوں کے ساتھ قلعہ دولت خانہ میں آیا اور لاعلاج ہوکر ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار ہوگیا اس عرصہ میں شاہجہاں علیل ہوگیا۔ اورنگ نیر میں چلا آیا اس اثنار میں ہواخواہوں کی عرضداشت شاہجہاں پاس آئی کہ بنگالہ سے حضور کی بغاوت کے بعد مہابت خاں کی تنخواہ میں اس مملکت کی جاگیر ہوئی۔ مہابت خاں کو حکم ہوا کہ داراب خاں کو فوراً قتل کرکے اس کا سر ہمارے پاس بھیجدے۔ مہابت خاں کے اشارہ سے مقرب خاں کے ایک نوکر نے داراب خاں کو مار ڈالا اور اس کا سر بادشاہ پاس بھیجدیا۔

آخر کار شاہجہاں نے باپ سے عفو تقصیر چاہی اسپر جہانگیر نے اسکو لکھا کہ اگر بہت اس اور آسیر کا قلعہ حوالہ کرو اور سلطان داراشکوہ اور سلطان اورنگ زیب کو میرے پاس بھیجدو تو تمھاری تقصیر معاف ہوجائیگی۔ شاہجہاں نے دونوں قلعہ بادشاہی آدمیوں کے حوالہ کیے اور اپنے دونوں بیٹوں کو سوم جمادالثانی ۱۰۳۹ھ کو دو لاکھ روپیہ کی پیشکش دیکر جہانگیر پاس روانہ کیا اور خود ناسک میں چلا آیا۔ یہاں کی ہوا ناموافق ہوئی دکنی خصوصاً حبشی جو پہلے جاں سپاری اور کمال پرستاری و خدمت گزاری کے مدعی ہوئے تھے اب وہ بیدردشی اور بدسلوکی کرنے لگے۔ اسواسطے شاہجہاں نے ٹھہ

جانے کا قصد کیا اور ۳ رمضان ۱۰۳۵ھ کو ناسک سے اس طرف کوچ کیا۔ اجمیر و ناگور
جیسلمیر ہوتا ہوا غرہ شہر پور ۱۹ سنہ جلوس کو امرکوٹ میں آیا اور ۲۴ رصفر کو ٹھٹھہ میں پہنچا
یہاں سلطان پرویز کی طرف سے شریف الملک حاکم تھا وہ پانچ ہزار سوار اور بہت
پیادے اور زمیندار جمع کر کے لڑنے کو آیا۔ شاہجہاں پاس تین چار سو آدمی
تھے اُن سے محمد شریف نے شکست پائی اور قلعہ میں پناہ لی اور اسکو برج و بارہ و توپ
تفنگ وغیرہ مصالح قلعہ داری سے استحکام دینے میں مشغول ہوا۔ باوجودیکہ شاہجہاں
نے اپنے آدمیوں کو قلعہ پر حملہ کرنے کے لیے منع کیا۔ مگر اُنھوں نے قلعہ کو جا گھیرا۔ قلعہ کے
گرد میدان مسطح بیدرخت و بے پناہ تھا اور اسکے گرد ایک خندق عریض و عمیق پانی
سے بھری ہوئی تھی۔ اسلیے آگے جانا اور اُلٹا آنا مشکل تھا۔ ناچار میدان میں
تیراندازی کی اور کئے سردار مارے گئے اس حال میں شاہجہاں کو سخت کوفت
ہوئی اور سلطان پرویز کی وفات کی بھی خبر ہوئی اسلیے مراجعت کا ارادہ ہوا اس راہ
کی مسافت کو جو ۴۱۱ کروہ پادشاہی ہے ۷۰ کوچوں اور پچاس مقاموں میں
یعنی چار مہینے میں طے کیا اور یہاں ۲۲ روز قیام کیا اور پھر دکن کو مراجعت کی اور
۱۰ صفر ۱۰۳۵ھ کو گجرات کی طرف سے سفر کیا۔ ٹھٹھہ اور ناسک کے درمیان مسافت ۲۶۰
کروہ ہے۔ اس کو ۴۰ کوچ اور دو مقام میں قطع کیا اور آذر ۲۱ سنہ جلوس میں وہ ناسک میں
آگیا۔ ان دنوں میں سید مظفر رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خاں شاہزادہ مراد بخش
کو لیکر شاہجہاں پاس آگئے ان دنوں میں ناسک میں نہایت شدت سے گرمی تھی وہ
موافق مزاج نہ ہوئی تو نظام الملک کی التماس سے وہ جنیر میں چلا آیا یہ مقام نہایت
خوشگوار و غایت عذوبت آب و لطافت ہوا رکھتا تھا۔ دی ۲۲ سنہ جلوس جہانگیری
میں وہ خوش عمارتیں اور دلکش نشیمنیں جو ملک عنبر نے تعمیر کیے تھے۔ شاہجہاں سے
موافق افروز ہوئیں یکم ماہ صفر ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں مہابت خاں بھی جہانگیر سے بگڑ کر شاہجہاں

پاس آیا۔ اور عفو تقصیر کرائی شاہجہاں نے اسپر کمال عنایتیں فرمائیں۔ اب شاہجہاں کے ایام نحس ختم ہوے۔ اُس نے پانچسال تک بڑے نشیب و فراز دیکھے۔ بہت سے نامناسب و ناملائم امور پیش آئے۔ بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی پڑیں اور طرفین سے نامور معتبر افسر کشتہ ہوئے۔ اور ارباب مناصب نے اپنی جان عزیز کے گوہر اپنے دلی تمنّوں پر نثار کیے۔ شاہجہاں نے ان سب تغیرات کو کشادہ روی و ثابت رائے سے انجام کو پہنچایا اور چیں بجبیں نہ ہوا۔

واقعات جو جہانگیر کی وفات اور شاہجہاں کی تخت نشینی کے درمیان گزرے

بادشاہ نے تناول مغیرات اور نورجہاں کی فرط محبت کے سبب سے تمام معاملات سلطنت نورجہاں کو سپرد کر دیئے تھے جو وہ کہتی تھی بادشاہ کرتا تھا وہ جو چاہتی تھی کرتی تھی اُسی کے رشتہ دار بڑے بڑے عہدے و منصب رکھتے تھے۔ پہلے اس سے کہ جہانگیر کو موت کا پیغام آئے کشمیر میں شہریار کو جسکا لقب ناشدنی زبان زد خلائق تھا عارضہ دار التغلب کا ہوا۔ تمام بال داڑھی اور مونچھوں کے اُڑ گئے۔ آتش آتشک سے آبلہ زدہ ہوگیا وہ سمجھا کہ ایسے چہرہ کو بے وسائط نقاب باہر لانا مناسب نہیں۔ اور خانہ نشینی بھی قباحت سے خالی نہیں جسوقت جہانگیر لاہور کی طرف روانہ ہوا تو وہ اُس سے اجازت لیکر لاہور میں علاج کے لیے چلا آیا۔ نورجہاں بیگم کی یہ مرضی نہ تھی مگر کمال کراہیت سے خواہی نخواہی اسکو روانہ کیا۔ نورجہاں نے اپنے مطلب کیلیے داور بخش پسر سلطان خسرو عرف بلاقی کو شہریار کے آدمیوں کے سپرد کر رکھا تھا جو اسکو نظر بند رکھتے تھے۔ بادشاہ نے شہریار سے داور کو لیکر اراوت خاں میر بخشی کے حوالہ کیا نورجہاں نے اسمیں دم نہ مارا۔ جب شہریار لاہور کو روانہ ہوا تو جہانگیر سخت بیمار تھا اسنے ۸ منزل ۱۰۳۷ھ منزل جنکر ہتی میں عالم بقا کی راہ لی۔ نورجہاں نے اپنا ارادہ جو ہمیشہ پوشیدہ رکھتی تھی بے اختیار ظاہر کیا۔ اول اُس نے چاہا کہ بلاقی کو اپنے ہاتھ لے لائے۔ اور پھر چند دولت خواہوں کے

شہریار کا لاہور جانا۔ داور بخش کا محمود جانا اور جہانگیر کی وفات

ت وہ ہمیشہ پر خدر رہتی تھی۔ مشورہ کے بہانے سے بلا کر بعض کو زندانی اور بعض کو آنجہانی
نے اور اس طرح خاطر جمع ہو کر فارغ البال اپنے کام میں مصروف ہو جب نور جہاں کا
ہ بے پردہ ہوا تو آصف خاں نے داور بخش کو ارادت خاں کے پاس بلا کر اپنے پاس
قید کیا اور یہ سوچا کہ شاہجہاں بہت دور ہے اور دارا شکوہ و اورنگ زیب و شاہ شجاع
نور جہاں کے ساتھ محل میں ہیں ایکا ہاتھ آنا بھی بے ربط و ضبط کے مشکل ہے اور رسم دیرینہ کا
مقتضا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ ہو تاکہ اجتماع ضروری ہو کر سپاہ و رعیت کے حال پر توجہ
جائے کہ وہ پراگندہ نہ ہوں اور شاہجہاں کے آنے تک ملک میں فتنہ و آشوب بپا نہو
شہریار کے استیصال کے واسطے دستاویز ہو۔ سلطنت کے لیے مصلحت یہ ہے کہ داور بخش کو
نے نام بادشاہ بنائیں اور آشوب کو مٹائیں اور شہریار کے خس و خار کو شاہ راہ دولت
پاک کریں۔ فوراً اخبار سی مشرف فیلخانہ کو مقرر کیا کہ وہ ہوا کے پر لگا خاک پر گذر کر شاہجہاں
پہنچ جائے۔ تنگی وقت نے عرضداشت نویسی کا اقتضا نہیں کیا اور حقیقت معاملہ کو زبانی عرض
کیا اور مزید اعتماد کے لیے مہر اپنی اسکو دی کہ وہ شاہجہاں کو دے عرض جب تک کہ شاہجہاں
خبردار ہو۔ آصف خاں بیگم اور بلاقی کو لیکر فوج خاصہ اور دولت خواہوں کی ایک جماعت
کے ساتھ لاہور کے ارادہ سے چلا کہ شہریار کو پہلے اسے برباد کرے کہ وہ اپنی بنائے کو استوار
کرے جب بیگم اس پر مطلع ہوئی تو وہ دم بخود رہ گئی اور اپنے سرشتہ نگاہداشت کو ہاتھ سے
دیتی تھی۔ شہزادگان مذکور کو اپنے ساتھ حوضہ میں ہاتھی پر بٹھاتی تھی اور اپنے گرد ہاتھیوں
پر اپنے معتمد آدمیوں کو بٹھا کے کرتی تھی اور خاوند کی نعش کو لیکر آہستہ آہستہ چلتی
تھی۔ موضع بھنبر میں نزول ہوا۔ خواجہ ابوالحسن کو جو باطنی دولت خواہ شاہجہاں کا تھا اور پہلے
بھنبر میں پہنچ گیا تھا اسکو آصف خاں نے اپنے ساتھ متفق کیا اور کل ابواب دلتخواہی
خصوصاً شہریار کے استیصال کے باب میں اور امیروں سے عہد و پیمان سخت قسموں کے
ساتھ کیا۔ بادشاہ کی نعش کو بہ آئین شاہانہ لاہور کو دوش بدوش روانہ کیا اور نور جہاں کے

باغ میں دفن کیا۔ جب دستور اعظم کو معلوم ہوا کہ اس حال میں نور جہاں اپنا خیال نہیں چھوڑتی اور خفیہ شہریار کو نامے لکھتی ہے اور سرانجام مہمات پر رہنمونی کرتی ہے۔ تو اُسنے یہ سمجھکر کہ اس سے ایک خلل عظیم واقع ہوگا ناچار بیگم کو محل بادشاہی سے بلا کر اپنے گھر میں لے آیا اور حزم و احتیاط کے سبب سے اسکی محافظت میں مبالغہ کیا۔ خواجہ سرایوں کا جانا بند کیا۔ سوا رچند معتمد خاص کے کسی کو اسکے پاس نہ جانے دیا اور سلطان دارا شکوہ شاہ شجاع و سلطان محمد اورنگ زیب کو اُس سے جدا کیا اور صادق خاں سے آصف خاں خویشی و عم زادگی کا رشتہ رکھتا تھا۔ اور وہ شاہجہاں سے نفاق کے ساتھ متہم تھا اسلیے آصف خاں نے ان شہزادوں کی خدمتگاری اسکے سپرد کی کہ اسکے سبب سے شاہجہاں اسکی تقصیرات معاف کر دے۔

لاہور میں شہریار نے اول اُن امیروں پر کہ آصف خاں سے اتفاق رکھتے تھے دست شروع کی انہیں سے جس کسی کا تقدیر و جنس و فیل اسپ ہاتھ لگا اسکو اپنے مجہول نوکروں کو دینا شروع کیا۔ شہریار کی بے تمیزی کے سبب سے فتنہ جویوں نے جو ایسے دن کو خوب چاہتے ہیں۔ آدمیوں کے خاص کو پادشاہی طویلوں کے گھوڑے ہاتھی لے لیے شہریار اور ناموس امرار کو اپنے گھر میں نظربند رکھتا تھا اور چند ناہنجار غرض پرستوں کی راہنمونی سے پادشاہی خزانوں کے منہ کھولدیئے۔ خاک سے زیادہ زر کو بے قدر جانکر بے آدمیوں میں تقسیم کر دیا اور نامناسب آدمیوں کو مناصب عالی پر نامزد کرکے بے خطاب دیئے اسکو یہ تصور تھا کہ انکی کوشش سے میں پادشاہ ہو جاؤنگا چند دنوں میں اس ستر لاکھ روپیہ نقد خزانہ عامرہ پادشاہی کو لٹا دیا جسمیں سے شہریار کے برباد ہونے کے بعد ۴۵ لاکھ روپیہ آدمیوں سے بازیافت ہوا اور پچیس لاکھ روپیہ یونہی بھنگ کے بھاڑے میں گیا۔

شہریار ناکردہ کار نے ناآزمودہ کاروں کے ہاتھ میں اپنا کام سپرد کیا بایستنغر پسر شاہزادہ دانیال کو فوج کا سپہ سالار بنایا دہ خواجہ ابوالحسن کی قید سے جہانگیر کی

شہریار لاہور اور بخش کے لشکروں کی لڑائی۔

کے دن بھاگ گیا تھا اور اسکے ساتھ قدیم و جدید لشکر پندرہ ہزار ساتھ گیا اور
تمام محاربہ توپخانہ و قورخانہ و فیلخانہ سرکار پادشاہی کہ کشمیر کے جانے کے وقت
جہانگیر نے یہاں چھوڑا تھا ہمراہ گیا۔ آصف خاں پاس اسوقت لشکر اس سبب سے تھوڑا
تھا کہ ولیعہد دولت نے کشمیر کی راہ کی صعوبت و تنگی کے سبب سے آدمیوں کو اپنی جاگیروں
میں بھیجدیا تھا۔ آصف خاں پاس کل سپاہ ایک ہزار (عمل صالح میں دس ہزار لکھی ہے)
۱۰ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو لاہور سے تین کوس پر وہ آیا اور ترتیب افواج و تسویۂ صفوف
میں مشغول ہوا۔ داور بخش (بلاقی) کو ایک ہاتھی پر سوار کیا اور ظہورث و ہوشنگ پسران
شاہزادہ دانیال کو دوسرے ہاتھی پر اور محمد دارا شکوہ اور شاہ شجاع و اورنگ زیب کو
تیسرے ہاتھی پر۔ غرض جرانغار و برانغار و قول و التمش وغیرہ کو ان شاہزادوں اور
امرا سے رونق دی شہریار نے بھی اپنا لشکر مقابلہ کے لیے بایسنغر خاں کی سپہ سالاری
میں بھیجا اور خود ایک جماعت کے ساتھ اپنی بیوی کی تحریص سے جو نورجہاں کی بیٹی تھی پیچھے
نہ ہوا۔ دریائے راوی سے عبور کیا۔ افضل خاں جہانگیر کے زمانہ میں میر سامانی
کی خدمت رکھتا تھا۔ اس سبب سے وہ کارخانجات کے ساتھ پہلے لاہور میں آیا ہوا تھا
وہ اس زمانہ میں بظاہر شہریار کے ساتھ آشتی رکھتا تھا اور اس کا وکیل اور کل مہمات کا
مدار علیہ تھا اور در پردہ وہ شاہجہاں کا دولت خواہ تھا اُسنے یہ سمجھکر کہ مبادا شہریار
کے جانے سے اسکے لشکر کو استظہار و اعتضاد نہ ہو۔ اسکو سمجھایا کہ جب تک لشکر کی خبر نہ آئے
وہاں خود جانا مناسب حال نہیں ہے۔ جب لاہور سے تین کروہ پر دریا کے کنارہ دونوں
لشکر آمنے سامنے آئے تو بے اسکے کہ ہنگامہ ستیز و آویز گرم ہو اور تفنگ چھوٹے یا تیر چلے
شہریار کی فوج فرار ہوگئی۔ جب شہریار کو بایسنغر خاں کی ہزیمت اور لشکر کی پراگندگی کی
خبر آئی تو اُسنے اپنے دولت خانہ میں معاودت کی جسمیں وہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اُترا
تھا آصف خاں نے شہر سے باہر منزل کی۔ میر افضل خاں اُس سے ملنے آیا۔ اُسنے جو خدمات

شاہجہان کی دولتخواہی کی شہرہ! احمق کی لباس نصیحت میں کیں بھیں وہ مشکور ہوئیں۔ اسی روز آصف خاں کے کہنے سے شائستہ خاں اُسکا بیٹا اور ارادت خاں میر بخشی قلعہ کے اندر گئے اور پادشاہی خوانوں اور کارخانوں کو ضبط کیا جہانگیر کے معتمد خواجہ سرا فیروز خان و خدمت خاں محل شاہی میں اندر گئے اور شہریار اور اس کی بیوی کو گھر میں سے باہر لائے اور ایک محفوظ محل میں محبوس کیا۔ دوسرے روز یمین الدولہ اور تمام دولتخواہ شہر میں آئے۔ اور شہریار کی آنکھوں میں میل کچھین کہ پھر وہ سلطنت پر میل نہ کرے۔ خلاصۃ التواریخ سجان سنگھ عارف میں لکھا ہے کہ جس وقت شہریار کی آنکھوں میں میل پھیرا گیا تو یہ رُباعی بدیہہ پڑھی۔

رُباعی

زنرگس گلاب ارچہ نتواں کشید	کشید نداز نرگس من گلاب
اگراز تو پرسند تاریخ من	بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خاں یمین الدولہ نے عرضداشت شاہجہاں پاس روانہ کی اس میں کیفیت حال اور بشارت فتح کو تحریر کیا اور بہت جلد بلایا۔

بنارسی کو خبر میں پہنچا

بنارسی جو جہانگیر کے مرنے کی خبر لیکر گیا تھا پر لگا کے بیس روز میں ۱۹ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں جہاں شاہجہاں تھا پہنچا اول وہ مہابت خاں سے ملا جو یہاں شاہجہاں کی قدمبوس کے لیے آیا ہوا تھا اور اسکے ذریعہ سے شاہجہاں کے پاس وہ گیا اور جہانگیر کے واقعہ ناگزیر کا حال سُنایا اور آصف خاں یمین الدولہ کی انگوٹھی پیش کی۔ بیٹا باپ کے مرنے کی خبر سنکر رویا اور مراسم عزاداری کرنی چاہتا تھا۔ کہ مہابت خاں اور دولتخواہوں نے کہا کہ اب اس کا وقت نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ بہت جلد اورنگ خلافت کی قرارگاہ پر چلیں کہ ارباب بغی و عناد پر فتنہ و فساد کی راہ بند ہو اور رعایا و زیردستوں کو شورش پرستوں سے امان ہو۔ شاہجہاں نے ان باتوں کو منظور کیا اور ۲۳ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو صوبہ گجرات کی راہ سے دارالخلافہ

گرہ کی طرف راہ لی اور امان اللہ بایزید کے ساتھ فشور آصف خاں پاس بھیجا کہ بنارسی
پہنچا لور میں گجرات کی راہ سے دارالخلافہ کو روانہ ہوا۔ جاں نثار خاں کو خان
جہاں لودی کے پاس بھیجا کہ اس کو یہ مژدہ سُنائے کہ وہ بدستور سابق دکن و
خاندیس و برار کی صوبہ داری پر سرافراز رہا اور اسکی مخفیات ضمیر پر مطلع ہوکر ہم سے
عرض کرے برہانپور میں نثار خاں آیا۔ خان جہان نے شاہجہاں کی مہربانی کا خیال
نہیں کیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ نظام الملک سے موافق اپنے مطلب کے عہود و مواثیق
بیان مغلظہ کے ساتھ کرلیے اور ساری ولایت بالاگھاٹ اسکے حوالہ کی۔ سپہ دار خاں
نے کہ قلعہ احمدنگر کی ضبط و حراست کا عہدہ رکھتا تھا قلعہ کے حوالہ کرنے میں خانجہاں کے
نوشتہ کو نہ مانا اور سب جاگیردار اسکے نوشتوں کے مطابق اپنی اپنی محال جاگیر
چھوڑ کر برہان پور میں آئے اور ایسی مملکت مفت و رائیگاں نظام الملک کے تصرف
میں آئی اور اُسنے جان نثار خاں کو بغیر عرضداشت کے رخصت کیا۔ اور اپنے
فرزندوں کو سکندر دولتائی اور ایک جماعت افغانوں کے حوالہ کیا جو اسکے
ساتھ نہایت اتفاق رکھتے تھے اور خود برہان پور سے چلا۔ بندہائے پادشاہی
میں سے مثل راجہ رگھوناتھ و راجہ جے سنگھ وغیرہما کو ساتھ لیا۔ ان راجاؤں نے
اسکے شر سے بچنے کے لیے بالضرورۃ اسکے ساتھ موافقت کی تھی۔ جب اُنھوں نے شاہجہاں
کے آنے کی خبر اجمیر میں سُنی تو وہ اُس سے جدا ہوکر اپنے وطنوں کو چلے گئے۔ وہ
ملک میں آیا اور مالوہ کو اُسکے صوبہ دار مظفر خاں سے لیکر اُسپر متصرف ہوا۔ اس حرکت
و عتاب سے جو اسکے فتنہ اندیش دل میں باتیں تھیں وہ ظاہر ہوگئیں۔ جب سرحد
مالوہ پر شاہجہاں آیا تو ناہر خاں مخاطب بہ شیر خاں کی جو اس صوبہ کے عمدہ
زمینداروں میں سے تھا عرضداشت آئی کہ اس وقت سیف خاں صوبہ دار احمدآباد
پر قبل ارادہ رکھتا ہے۔ شاہجہاں نے احمدآباد کی صوبہ داری شیر خاں کو مرحمت

کی اور سیف خاں کی نسبت حکم دیا کہ اس کو بطریق نظر بند رکھے نواب ممتاز زمانی بیگم
کی حقیقی بہن جو ایک ہی ممتی وہ سیف خاں کی بیوی تھی اُس نے اپنے بہنوئی کی سفارش
شاہجہاں سے کی اُس نے خدمت پرست خاں کو بھیجا کہ سیف خاں کو احمد آباد سے
ہمارے پاس لے آئے اور شیر خاں سے کہدے کہ اسکو کوئی گزند اور آسیب نہ
پہنچے اور فرمان صوبہ داری احمد آباد کا شیر خاں کو دیدے شاہجہاں کوچ بہ
کوچ چلکر دریائے نربدہ پر آیا اور بابا پیارہ کے گھاٹ سے اُترا اور قصبہ سیلپور
میں قیام کیا۔ ہر منزل میں صوبہ گجرات کی تعیناتی زمین بوس ہوتے ۱۱ ربیع الاول
کو جشن قمری ہوا۔ شاہجہاں کی عمر کا ستائیسواں سال ختم ہوا۔
اور اٹھائیسواں سال شروع ہوا۔ اس روز مبارک میں دلیر خاں بار
زمین بوس ہوا اور اس دن شیر خاں کی عرضداشت شاہجہاں کے پاس
آئی۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ گجرات کے ہندو سپاہیوں کی چٹھیوں سے معلوم ہو
کہ دار السلطنت لاہور میں یمین الدولہ اور تمام دولتخواہوں نے حوالی لاہور میں
ناشدنی (شہریار) سے جنگ کی اور اس کو شکست فاحش دی وہ حصار میں
ہوا اور اپنے پاؤں سے زنداں مکافات میں آگیا۔ اس مژدہ کو سُنکر شاہجہاں
نے شادیانے کے نقارے بجوائے۔ خدمت پرست خاں احمد خاں احمد آباد سے
سیف خاں کو لے آیا۔ وہ بیمار تھا پادشاہ کی جرم بخشی سے شفا ہوگئی حوالی سورت
میں جو توابع گجرات سے ہے میر شمس الدین آیا وہ قلعہ سورت کا صوبہ دار
مقرر ہوا۔ ۱۷ شہر ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو تالاب کانکریہ میں شہر احمد آباد سے
شاہجہاں آیا۔ شیر خاں صوبہ دار گجرات کا اضافہ دو ہزاری دو ہزار و پانصد سوار کا
ہوکر پنج ہزاری پنجہزار سوار کا منصب ملا اور خواجہ جہاں کو یہاں دیوان مقرر کیا
جیسی تو خاں کو ٹھٹہ کی صوبہ داری ملی اور منصب میں دو ہزاری ہزار و سی صد سوار کا

منصوں اور جاگیروں کا ذکر۔

ضافہ ہوکر منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار پانصد سوار ملا اور اس طرف رخصت
یا اور معتقد خاں و جمال لوہانی و سید مبارک کو منصب دیکر احمد آباد میں چھوڑا اور سید
یر خاں کو اور چند اور احمد آباد کے تعینا تیوں کو ساتھ لیکر ۲۵ ر کو دار الخلافہ آگرہ
ی طرف روانہ ہوا۔ اور خدمت پرست خاں کو لاہور جانے کا حکم ہوا۔ اور اُسکے ساتھ
سور کے نظام و کل مصلحت پر نظر کرکے فرمان اپنے ہاتھ سے لکھکر آصف خاں
ین الدولہ پاس بھیجا کہ ناشدنی (شہریار) و بلاقی اور اُس کا بھائی گرشاسف اور
شہزادہ دانیال کے بیٹے طہمورث شاہ و ہوشنگ نابینا کیے جائیں اور یہ پانچوں آدمی اگر ہوسکے
تو تمہارے پاس بھیجے جائیں ورنہ جہاں انکا مقرر ہو وہاں بھیجے جائیں۔ خدمت پرست خاں ۲۱ ر
جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو یہ فرمان لیکر آصف خاں پاس لاہور پہنچا۔ اسی روز یمین الدولہ نے
سر پر شاہجہاں کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور بلاقی کو ایک روز مناسب محل میں محبوس کیا۔
اور اُن پانچوں شہزادوں وادی فنا کا مرحلہ پیما بنایا۔

جب شاہجہاں ولایت رانا میں آیا تو رانا کرن نے از روے اخلاص و عقیدت استقبال
کیا اور ۳ ر جمادی الاول کو مقام گوگندہ میں ملازمت کی جہاں پہلے اسکے باپ رانا امر سنگھ
نے ملازمت کی تھی بادشاہ نے اسکو پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار کا منصب دیا اور اسکے
تمغا جیغہ برقرار رکھی۔ ۵ ر دی کو کنار تالاب مانڈل میں جشن شمسی وزن ہوا۔ عمر کی ۲۶ سال
کی انتہا اور ۲۷ سال کا آغاز تھا۔ ۱۷ ر جمادی الاول کو اجمیر میں شاہجہاں آیا اور امان گر کے
کنارہ پر عمارت جو جہانگیر کے حکم سے تمام تیار ہوئی تھیں۔ ان میں وہ تشریف فرما ہوا اور اپنے
معمول کی آئین کے موافق پیادہ یا روضہ پر تشریف لے گیا اور مراسم زیارت کو ادا کیا اور
قبر مبارک کی غربی سمت میں زمین کے موافق ایک مسجد گیارہ محراب کی طول میں ۵۵ ذراع
اور عرض میں ۱۰ ذراع بنوانے کا حکم دیا اور صحن کا طول ۶۰ گز اور عرض ۴۱ گز قرار پایا۔
معماروں کو حکم دیا کہ وہ اسکو بالکل سنگ مرمر کی بنادیں۔ صوبہ اجمیر میں اور اسکے نواح کی

صوبہ داری مہابت خاں کو مرحمت ہوئی۔

شاہجہاں کا اکبرآباد میں آنا اور تخت پر متمکن ہونا

مشرقی مورخوں کا قاعدہ ہے کہ وہ بعض مضامین تاریخ کے اول تمہیدات لکھتے ہیں۔ گو اسکو تاریخ سے علاقہ نہیں ہوتا مگر انمیں فلسفیانہ و عاقلانہ مضمون ہوتے ہیں۔ جو دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ انھیں ہم بھی کبھی کبھی نقل کیا کرتے ہیں۔ ایسی تمہیدیں ابوالفضل نے نہایت دلچسپ پرتکلف لکھی ہیں انکا ترجمہ کیا ہے۔ بادشاہنامہ میں بھی اسکی تقلید میں بعض مقدمات لکھے ہیں۔ جنکا ترجمہ ہدیۂ ناظرین ہوگا۔

داد و دہش اور آفرید گار بے مثال نے اپنی قدرت کاملہ سے افراد نوع انسان کو قوت شہوی اور غضبی کا محل بنایا ہے کہ ایک کے واسطہ سے وہ جلب منفعت اور دوسرے سے دفع مضرت کیا کرے یہی قوا اسکی زندگی کا سرمایہ اور پائندگی کا پیرایہ ہے۔ شہوت و غضب کی تیزی تندی سے اپنا فائدہ گو انمیں دوسرے کا نقصان ہو حاصل کرتا ہے اور اپنی مضرت سے بچتے ہیں دوسرے کا نفع ہو بچتا ہے یہی عدم کو الف اور وجود مخالف کا سبب ہے جس سے مصلحت تمدن میں اختلال ہوتا ہے جسمیں کارگزاری اور مددگاری ایک دوسرے کی ہوتی ہے اور بقعدہ انتظام عالم کا حل ہوتا ہے اور بنی آدم کا قوام اور اس مخالفت فطری کا رفع اور فیصلہ جبلی کا دفع عدالت و سویت جری پر منوط ہے اور اتحاد و وداد قسری پر مربوط۔ اور اس شان کبیر اور امر عسیر کی تیسیر نہیں ہوسکتی بغیر قہرمانی بادشاہ کے کہ کلاہ قہر الٰہی سر پر اور قبائے نیرنگی ظل اللّٰہی کے سر پر رکھے اور ایزدی قہاری و غفاری کا مظہر ہو اور ملک رانی کے آداب کی تعظیم و وظائف کارروانی کی تقدیم اور حدود سیاست و احکام معدلت کی اقامت جہاں کو آباد رکھتی ہے۔ مراسم داد گستری کا امضا اور لوازم جہاں پروری کا اجرا مراتب مظلوم نوازی و ظالم گذاری کی کفایت دلوں کو شاد رکھتی ہے ہمیشہ جہاں کشا کی ہمدمی جہانیوں کی امن و آسائش میں مبذول ہوتی ہے اور اسکی رائے گیتی آرائے عالم ملکوت کی سفیر ہوتی ہے اور اسرار ملک کے جام جہاں نما گہر فتاروں کی آزادی پر اور فساد گروں کی اصلاح پر مصروف وہ عالم حیران

کی تیاری معدلت سے ایسا سرسبز کرتی ہے کہ پھر اُسپر پژمردگی نہیں آتی بادشاہ جہاں کے
تورش کدہ سے بیداد کی گرد کو ایسا ہٹا دیتا ہے کہ کسی دل پر غبار کدورت نہیں بیٹھتا وہ جہانبانی
کے اشغال بے پایاں کو نیروے الٰہی سے انصرام کو پہنچاتا ہے اور فرمان روائی کے بارگراں
کو دوش ہمت گراں بار پر اُٹھاتا ہے۔ چہرہ وفا کو ناخن غدر سے نہیں چھیلتا ہے اور حرف وفاق
کو دل صفا منزل کی لوح سے کز لک نفاق نہیں تراشتا ہے وہ حقیقت سلطانی کو پاسبانی
سمجھ جانتا ہے۔ غرض امور جہانبانی کو شبانی سمجھ جانتا ہے وہ تیرہ دلوں کو اپنے ارشاد کے فروغ
سے روشن اور پژمردہ خاطروں کی نسیم احسان سے گلشن بناتا ہے وہ مصاف اس لیے کرتا ہے کہ
غمزدہ کے دلوں کو غبار محنت سے صاف کرے اور تیغ خونریز غلاف سے اسلیے نکالتا
ہے کہ خنجر فتنہ کو نیام میں کرے جس سلوک میں بمقتضاے خلافت الٰہی خویش کو بیگانہ پر اور
شریک کو دور پر رجحان نہیں دیتا اور یہ اقتضاء ظل الٰہی افاضۂ فاضل میں بد و نیک و دوست
و دشمن کے ساتھ یک معاملہ کرتا ہے۔ سب احوال میں اہل فضل و ہنر کو جہانبانی کی ضروریات میں
شمار کرتا ہے اور اس طبقہ کی مراسم عزت اور اس طائفہ کی لوازم معیشت کو انکی درخور حالت
تجویز دیتا ہے تاکہ اسکے صیت فضیلت دستی و صوت ہنر پروری کو سُنکر کل بلاد کے دانا
اپنے دل کو مواطن و اماکن کی محبت سے خالی کرکے رہ نوردی کی محنت و تعب اُٹھا کر
حصول مطالب کا سرمایہ جانیں اور اسکی تخت گاہ میں آئیں۔ اس خان کا آئینہ شاہجہاں
آدینہ روز پنجشنبہ ۲۶ جمادی الاولی ۱۰۳۷ھ دار الخلافہ آگرہ میں ایک ہاتھی پر سوار۔ دونو طرف
اپنے ہاتوں سے روپیہ پھینکتا ہوا آیا چھوٹے بڑے اُسکے دیدار کے لیے گھر سے بازار میں آئے
ساعت جلوس کی ساعت بارہ روز بعد ٹھیری اسلیے شاہجہاں اپنے اُسی محل میں دس روز
رہا جیسی ایام شاہزادگی میں رہتا تھا۔ بارھویں روز ۸ شہر جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ مطابق
۱۷ فروری ۱۶۲۸ء کو گھوڑے پر سوار ہوکر دولتخانہ ارک دار الخلافہ اکبرآباد میں آیا اور ساڑھے
تین گھڑی بعد سر پر تاج اور تخت پر قدم رکھا۔ ارباب سیف و قلم و اعیان دولت و حشم نے

مبارکباد دی اور زر و گوہر نثار کیے اصحاب عمائم کے جیب و داماں بادشاہ کی خیرات سے پُر ہوئے
ایک مبارک جشن ہوا۔ راہشگروں نے اپنے نغمۂ باربدی سے قلب کو راحت دی اور قالب کو
روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمہ حسن سے چشم و گوش کو آپس میں رشک لاتے تھے ساری مجلس
نجار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ ممبر وں پر بادشاہوں کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے حمد و نعت
کے بعد بادشاہ کے خاندان کے دس بادشاہوں کے نام صاحبقراں سے شروع کر کے لیے
اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار اسکو مرحمت ہوا۔ سکہ نقرہ
اشرفی و روپیہ کے ایک رُخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی خلفاء راشدین اور دوسرے رخ میں
بادشاہ کا لقب منقش ہوا اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہاں بادشاہ
غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اوزک مزین ہوا اور تمام ممالک محروسہ میں
قاصدوں کے ہاتھ وہ بھیجے گئے۔ مہر اوزک میں جہانگیر کے نام تک باپ دادا کے نام کندہ تھے
انکا نام نہ پہر مشہور تھا اب اس بادشاہ کا نام بھی بیچ میں درج ہو کر نہ پہر کا مرکز بنا۔

جلوس کی تاریخیں

جیسا جشن شاہانہ دربار میں ہوا۔ ایسی ہی محل میں مجلس بادشاہانہ و محفل ملکانہ ممتاز الزمانی
بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلاء نقرہ کے پھول شاہجہاں کے سر پر سے نثار کیے۔ اور پیشکش
جو ایسے بادشاہ کے لیے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی اور ایسی ہی جہاں آرا بیگم مشہور یہ
بیگم صاحبہ نے جو شاہجہاں کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے۔
معماتکانوں نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہاں بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین
محمد شاہجہاں صاحب قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے میں یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ و عظمت
عطیہ یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شیرطرازوں نے یہ رنگیں تاریخیں لکھیں۔

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم		در جہاں باد تا جہاں باشد
(جلوس شاہجہاں دادہ زیب ملت و دیں)		(شاہجہاں بادشاہ جہاں)

(رعیت شرع) (خدا بحق دارد) (دوشنبہ بیست و پنجم بہمن) اس خاندان کا دستور ہے کہ بادشاہ
ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت
آشیانی کا نصیر الدین اور عرش آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہاں
کا لقب بعد اورنگ نشینی کے آصف خاں نے شہاب الدین مقرر کیا اور اُس پر صاحبقراں ثانی کا اضافہ
اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور سے کے ساتھ مشابہت ہے۔

بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیئے اور دس لاکھ روپیہ
سالیانہ اسکا مقرر کیا۔ اور جہاں آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپے بخشش ہوئے
اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے اور نصف
روپیہ کی جائداد دیجائے۔ اور ممتاز الزمانی کو آٹھ لاکھ روپے اسلیے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ
و شاہ شجاع اور اورنگ زیب لاہور سے آئیں تو ساڑھے چار لاکھ انہیں اس طرح تقسیم کیا جائے
کہ دارا شکوہ کو دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگ زیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش ولطف اللہ۔ اور روشن رائے بیگم
دختر بابا نو بیگم کو دیا جاے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو
روپیہ یومیہ اورنگ زیب کو پانچسو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائیں۔

جب شاہجہاں نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا
جس کچھ خلل پڑ گیا تھا ایسا پاس رکھا تھا کہ اول اُس نے حکم یہ دیا کہ سجدہ کرنیکی تعظیم کا معبود حقیقی
سزاوار ہے اب آیندہ کوئی دوسرے کے لیے اپنی پیشانی کو خاک مذلت پر نہ رکھے۔ یعنی اکبری عہد
میں بادشاہ کو جو سجدہ کرنیکا دستور تھا وہ موقوف کیا۔ مہابت خاں خانخانان نے عرض کیا
کہ جہاں آفرین نے نظام عالم کے لیے اپنے بندوں کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت میں
تفاوت پیدا کیا ہے ایک کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری
و پایہ بلند فرماں گزاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم

حکم پذیری اور فرمانبرداری کے لیے پیدا کیا اور ہر ایک کو استعداد کار کے اندازہ اور حالت روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے اتمام میں عمدہ معاون بنایا ایسی ہی مراتب تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو پرہیزگاری اور احکام الٰہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہی تو اسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا جائے جس سے مخدوم خادم میں اور رئیس مروس میں سلطان درعیت میں استقامت امور جمہور کے لیے امتیاز ہو۔ پادشاہ دین پناہ نے اسکی ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکا کے پشت دست پر بوسہ دیں اسکا نام زمین بوس رکھا گیا۔ مگر اسمیں بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی اسکو بھی موقوف کر کے تسلیم چہارم مقرر کی جس کا بیان آگے آئیگا۔ اور سادات کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں اور فضلاء صلحاء آثار اور درویشاں پرہیزگار اور زاویہ نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جسوقت پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کریں اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھیں۔

آصف خاں کے نام فرمان

آصف خاں یمین الدولہ ابھی لاہور میں تھا اُسکو پادشاہ نے یہ فرمان جس کا ترجمہ نیچے لکھا ہی اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بھیجا۔

دانائے رموز سلطنت عظمیٰ واقف اسرار جلالت کبریٰ۔ سرخیل یک رنگان وفادار سالار یکجہتان حق گذار۔ کارفرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم۔ زبدہ خوانین عالی شان۔ قدوۂ امرائے بلند مکان۔ عضد الخلافہ یمین الدولہ۔ عموئے دانا آصف خاں امان حضرت ملک ستاں میں رہکر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۲۵ ماہ بہمن موافق ۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ کو دار الخلافہ اکبرآباد میں تخت سلطنت پر میں نے جلوس کیا اور آپ نے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے۔ وہی لقب ہم نے قرار دیا۔ ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہجہاں پادشاہ غازی خطبہ میں درج ہو کر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا۔ **بیت**

للہ الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست　　آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

مبارکباد دی اور زر و گوہر نثار کیے اصحاب عمائم کے جیب و داماں بادشاہ کی خیرات سے پُر ہوئے ایک مبارک جشن ہوا۔ راشگروں نے اپنے نغمۂ باربدی سے قلب کو راحت دی اور قالب کو روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمہ حسن سے چشم و گوش کو آپس میں رشک لاتے تھے ساری مجلس نجار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ ممبروں پر بادشاہوں کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے حمد و نعت کے بعد بادشاہ کے خاندان کے دس بادشاہوں کے نام صاحبقراں سے شروع کر کے لیے اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار اسکو مرحمت ہوا سکہ لگا۔ اشرفی و روپیہ کے ایک رُخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی خلفاء راشدین اور دوسرے رخ میں بادشاہ کا لقب منقش ہوا اور خطاب ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہاں بادشاہ غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اورنگ مزین ہوا اور تمام ممالک محروسہ میں قاصدوں کے ہاتھ وہ بھیجے گئے۔ مہر اورنگ میں جہانگیر کے نام تک باپ دادا کے نام کندہ تھے اسکا نام نہ سہر مشہور تھا اب اس بادشاہ کا نام بھی بیچ میں درج ہو کر نہ سہر کا مرکز بنا۔

جلوس کی تاریخیں

جیسا جشن شاہانہ دربار میں ہوا۔ ایسی ہی محل میں مجلس بادشاہانہ و محفل ملکانہ ممتاز الزمانی بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہاں کے سر پر سے نثار کیے۔ اور پیشکش جو ایسے بادشاہ کے لیے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی اور ایسی ہی جہاں آرا بیگم مشہور بہ بیگم صاحبہ نے جو شاہجہاں کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے۔ معماشکافوں نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہاں بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین محمد شاہجہاں صاحب قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے میں یہ رمز بتلائی کہ نیکوہ داعتا عطیہ یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شیر طرازوں نے یہ رنگین تاریخیں لکھیں۔

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم		در جہاں بادتا جہاں باشد
(جلوس شاہجہاں دادہ زیب ملک و دیں)		(شاہجہاں بادو پناہ جہاں)

(شریعت شرع) (خدا بخش داراد) (دوشنبہ بیست و پنجم بہمن) اس خاندان کا دستور ہے کہ بادشاہ
ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت
آشیانی کا نصیر الدین اور عرش آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہاں
کا لقب بعد اورنگ نشینی کے آصف خاں نے شہاب الدین مقرر کیا اور اُس پر صاحبقراں ثانی کا اضافہ
اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور کے ساتھ مشابہت ہے۔

بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیئے اور دس لاکھ روپیہ
سالیانہ اسکا مقرر کیا۔ اور جہاں آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپے بخشش ہوئے
اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے اور نصف
روپیہ کی جائداد دیجائے۔ اور ممتاز الزمانی کو آٹھ لاکھ روپے اسلیے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ
شاہ شجاع اور اورنگ زیب لاہور سے آئیں تو ساڑھے چار لاکھ انہیں اس طرح تقسیم کیا جائے
کہ دارا شکوہ کو دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگ زیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش و لطف اللہ۔ اور روشن رائے بیگم
شریا بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو
روپیہ یومیہ اورنگ زیب کو پانچسو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائیں۔

جب شاہجہاں نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا
جس کچھ خلل پڑ گیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول اُس نے حکم یہ دیا کہ سجدہ کرنیکی تعظیم کا معبود حقیقی
سزاوار ہے اب آیندہ کوئی دوسرے کے لیے اپنی پیشانی کو خاک مذلت پر نہ رکھے۔ یعنی اکبری عہد
میں بادشاہ کو جو سجدہ کرنیکا دستور تھا وہ موقوف کیا۔ مہابت خاں خانخانان نے عرض کیا
کہ جہاں آفرین نے نظام عالم کے لیے اپنے بندوں کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت میں
تفاوت پیدا کیا ہے ایک کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری
اور پایہ بلند فرماں گزاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم

مبارکبادی اور زر و گوہر نثار کیے اصحاب عمائم کے جیب و داماں بادشاہ کی خیرات سے پُر ہوئے
ایک مبارک جشن ہوا۔ راگنیوں نے اپنے نغمۂ بار بدی سے قلب کو راحت دی اور قالب کو
روح اور پری پیکر حسن نغمہ اور نغمہ حسن سے چشم و گوش کو آپس میں رشک لاتے تھے ساری مجلس
نجار مجمر و بخور عنبر سے معطر تھی۔ ممبروں پر بادشاہوں کا خطبہ پڑھا گیا خطیب نے حمد و نعت
کے بعد بادشاہ کے خاندان کے دس بادشاہوں کے نام صاحبقراں سے شروع کر کے لیے
اور اس خاندان کی رسم کے موافق ہر نام پر ایک خلعت زرنگار اسکو مرحمت ہوا بسکہ لگا۔
اشرفی و روپیہ کے ایک رُخ پر کلمہ طیبہ اور حاشیہ پر اسامی خلفاء راشدین اور دوسرے رخ میں
بادشاہ کا لقب منقش ہوا اور خطاب ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہاں بادشاہ
غازی رکھا گیا اور اسی خطاب سے فرامین اور مہر اورنگ مزین ہوا اور تمام ممالک محروسہ میں
قاصدوں کے ہاتھ وہ بھیجے گئے۔ مہر اورنگ میں جہانگیر کے نام تک باپ دادا کے نام کندہ تھے
انکا نام نہ پھر مشہور تھا اب اس بادشاہ کا نام بھی بیچ میں درج ہو کر نہ پھر کام مرکز بنا۔

جلوس کی تاریخیں

جیسا جشن شاہانہ دربار میں ہوا۔ ایسی ہی محل میں مجلس بادشاہانہ و محفل ملکانہ ممتاز الزمانی
بیگم نے آراستہ کی اور جواہر و طلا و نقرہ کے پھول شاہجہاں کے سر پر سے نثار کیے۔ اور پیشکش
جو ایسے بادشاہ کے لیے سزاوار تھی پیش کی اور وہ منظور ہوئی اور ایسی ہی جہاں آرا بیگم مشہور بہ
بیگم صاحبہ نے جو شاہجہاں کی بڑی لاڈلی بیٹی تھی نثار بائستہ اور پیشکش شائستہ نظر کے روبرو لائے۔
معماتکافوں نے انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ اور (شاہجہاں بادشاہ غازی) اور (شہاب الدین
محمد شاہجہاں صاحب قران ثانی) کے اعداد کے مساوی ہونے میں یہ رمز بتلائی کہ یہ شکوہ و عظمت
عطیہ یزدانی ہے نہ بسط انسانی اور شیر طرازوں نے یہ رنگیں تاریخیں لکھیں۔

تاریخ

بہر سال جلوس او گفتم	در جہاں باد تا جہاں باشد
(جلوس شاہجہاں دادہ زیب تخت و دیں)	(شاہجہاں بادشاہ جہاں)

(رعیت شرع) (خدا بحق دارد داد) (دوشنبہ بیست و پنجم بہمن) اس خاندان کا دستور ہے کہ بادشاہ
ایک لقب سے ملقب ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت فردوس مکانی کا لقب ظہیر الدین اور حضرت جنت
آشیانی کا نصیر الدین اور عرش آشیانی کا جلال الدین اور جنت مکانی کا نور الدین تھا۔ شاہجہاں
کا لقب بعد اورنگ نشینی کے آصف خاں نے شہاب الدین مقرر کیا اور اُس پر صاحبقراں ثانی کا اضافہ
اس نظر سے کیا کہ بادشاہ کو امیر تیمور سے کے ساتھ مشابہت ہے۔

بادشاہ نے دو لاکھ اشرفی اور چھ لاکھ روپیہ ممتاز الزمانی بیگم کو دیئے اور دس لاکھ روپیہ
سالیانہ اسکا مقرر کیا۔ اور جہاں آرا بیگم کو ایک لاکھ اشرفی اور چار لاکھ روپے بخشش ہوئے
اور چھ لاکھ روپیہ سالیانہ قرار پایا اور حکم ہوا کہ نصف روپیہ خزانہ سے نقد دیا جائے اور نصف
روپیہ کی جائداد دیجائے۔ اور ممتاز الزمانی کو آٹھ لاکھ روپے اسلیے سپرد ہوا کہ جب دارا شکوہ
شاہ شجاع اور اورنگ زیب لاہور سے آئیں تو ساڑھے چار لاکھ انہیں اس طرح تقسیم کیا جائے
کہ دارا شکوہ کو دو لاکھ روپیہ اور شاہ شجاع کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور اورنگ زیب کو ایک لاکھ
روپیہ اور باقی ساڑھے تین لاکھ روپیہ شاہزادہ مراد بخش دلطف اللہ۔ اور روشن رائے بیگم
دختر پادشاہ بانو بیگم کو دیا جائے۔ اور محمد دارا شکوہ کو ہزار روپیہ روز اور شاہ شجاع کو ساڑھے سات سو
روپیہ یومیہ اورنگ زیب کو پانچسو روپیہ اور شاہزادہ مراد کو ڈھائی سو روپیہ روز دیئے جائیں۔

جب شاہجہاں نے تخت سلطنت پر جلوس کیا تو اُس کو مراسم ملت مصطفوی و شریعت محمدی کا
جس کچھ خلل پڑ گیا تھا ایسا پاس و لحاظ تھا کہ اول اُس نے حکم یہ دیا کہ سجدہ کرنیکی تعظیم کا معبود حقیقی
سزاوار ہے اب آیندہ کوئی دوسرے کے لیے اپنی پیشانی کو خاک ذلت پر نہ رکھے۔ یعنی اکبری عہد
میں بادشاہ کو جو سجدہ کرنیکا دستور تھا وہ موقوف کیا۔ مہابت خاں خانخانان نے معروض کیا
کہ جہاں آفرین نے نظام عالم کے لیے اپنے بندوں کو مرتبہ نوازش و بزرگ داشت میں
تفاوت پیدا کیا ہے ایک کو اوج عزت و رفعت عنایت کیا اور مرتبہ والا خداوندگاری
و پایہ بلند فرماں گزاری پر پہنچایا اور مسند کامگاری و بختیاری پر متمکن کیا اور دوسرے کو حکم

حکم پذیری اور فرمانبرداری کے لیے پیدا کیا اور ہر ایک کو استعداد کار کے اندازہ اور حالت روزگار کے موافق اسکے امور ضروریہ کے اتمام میں عہدہ معاون بنایا ایسی ہی مراتب تعظیم تفاوت کو لوازم انتظام اور مراسم قوام عالم بنایا۔ اگر حضرت کو پرہیزگاری اور احکام الہی کے اطاعت کے سبب سے سجدہ ناپسند ہی تو اسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا جائے جس سے مخدوم خادم میں اور رئیس مروس میں سلطان در رعیت میں استقامت امور جمہور کے لیے امتیاز ہو۔ پادشاہ دین پناہ نے اسکی ملتمس کو منظور کیا اور یہ قرار دیا کہ دونوں ہاتھ زمین پر ٹیکا کے پشت دست پر بوسہ دیں اسکا نام زمین بوس رکھا گیا۔ مگر اسمیں بھی سجدہ کے ساتھ مشابہت ہوتی تھی اسکو بھی موقوف کر کے تسلیم چہارم مقرر کی جس کا بیان آگے آئیگا۔ اور سادات کو کہ تعظیم و تکریم کے مستحق ہیں اور فضلاء صلحاء آثار اور درویشاں پرہیزگار اور زاویہ نشینان عبادت گذار کو اس زمین بوس سے معاف کیا اور یہ مقرر کیا کہ جسوقت پادشاہ سے ملاقات ہو تو سلام علیکم کریں اور جب رخصت ہو تو فاتحہ پڑھیں۔

آصف خاں کے نام فرمان

آصف خاں یمین الدولہ ابھی لاہور میں تھا اُسکو پادشاہ نے یہ فرمان جس کا ترجمہ نیچے لکھا ہے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بھیجا۔

دانائے رموز سلطنت عظمیٰ واقف اسرار جلالت کبریٰ۔ سرخیل یک رنگان وفادار سابقین حق گذار۔ کارفرمائے ارباب سیف و قلم مدبر امور عالم۔ زبدہ خوانین عالی شان۔ قدوۂ امرائے بلند مکان۔ عضد الخلافہ۔ یمین الدولہ۔ عموئے دانا آصف خاں امان حضرت ملک ستاں میں رہکر جانے کہ چار گھڑی روز مبارک دوشنبہ ۲۵ ماہ بہمن موافق ۸ جمادی الثانی ۱۰۳۷ھ کو دار الخلافہ اکبرآباد میں تخت سلطنت پر میں نے جلوس کیا اور آپ نے جو معروض کیا تھا کہ لقب شہاب الدین قرار پائے۔ وہی لقب ہم نے قرار دیا۔ ہمارا نام صاحبقران ثانی شاہجہاں پادشاہ غازی خطبہ میں درج ہو کر پڑھا گیا اور سکہ بھی اسی نام سے جاری ہوا۔ **بیت**

للہ الحمد ہر آن نقش کہ خاطر میخواست　　آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

ہم امیدوار ہیں کہ کل ہندوستان کی بادشاہی کہ محض اپنے کرم سے اُس نے ہم کو عنایت کی
ہے تم کو اور تمکو مبارک ہو جو اس دولت میں شریک ہیں اور روز بروز فتوحات تازہ اولیائے دولت
سے نصیب ہوں۔ خدمت پرست خاں نے جمعہ کے آخر دن کو تمھاری عرضداشت پہنچائی اور
عرض کیا کہ تم نے مقرر کیا ہے کہ روز پنجشنبہ ۲۱ ماہ بہمن کو وہاں سے روانہ ہوا اور روز جمعہ ۲۸ ماہ
مسفندارمذ کو ہماری ملازمت سے مشرف ہو اس سے معلوم ہوا کہ ملاقات کا زمانہ قریب ہے
اس سے ہم خوش ہوئے۔ تمھاری یہ قرار داد کہ شاہزادوں کو اپنی ہمراہ لائیں اور خواجہ
حسن کو لاہور میں چھوڑیں مستحسن معلوم ہوئی وہ خلعت جو جلوس کے دن مہیا پہنا تھا وہ تمھارے
لیے بھیجتا ہوں۔ آپ عمو کو بالفعل منصب ہشت ہزاری ذات و ہشت ہزار سوار دو اسپہ
سہ اسپہ ہم عنایت کرتے ہیں اور سوار اسکے بندرلاھری بطریق انعام مرحمت کرتے ہیں۔
یہ ہماری عنائتیں تم کو مبارک ہوں آپ اس منصب سے زیادہ کے مستحق ہیں۔ بادشاہ نے
سات لاکھ روپیہ عطا کیا جسمیں سے سات لاکھ روپیہ کی تفصیل اوپر لکھی گئی کہ اہلکار و شاہزادوں کو
بیس بارہ لاکھ روپیہ سادات و مشایخ و فضلا و صلحا و شعرا وغیرہا کو عطا کیا اور منصب و خطاب
جن امرا کو جو موجود تھے مرحمت کیے۔ مہابت خاں کو منصب ہفت ہزاری ذات و ہفت
ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ و خطاب خانخاناں و سپہ سالاری و علم و نقارہ و تومان و تنوخ اور دو
قطعے طویلہ خاصہ کے مع ساز نقرہ و طلا و ماہ فیل و چار لاکھ روپیہ نقد عنایت ہوئے
وزیر خاں کو جو وزیر تھا منصب پنجہزاری ذات و سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و اسپ طویلہ خاصہ
و ایک لاکھ روپیہ انعام ملا۔ سید مظفر خاں بارہ تمنتوری کو منصب چار ہزاری ذات و
سہ ہزار سوار و انعام ایک لاکھ روپیہ اور ساز طلا اور سامان امارت اور دلاور خاں برنج کو منصب چا
ہزاری ذات دو ہزار پانصد سوار و پچاس ہزار روپیہ اور بہادر خاں روہیلہ کو منصب چار ہزاری
ذات دو ہزار سوار و پچاس ہزار روپیہ انعام سردار خاں کو منصب سہ ہزاری ذات دو ہزار
سوار انعام تیس ہزار روپیہ۔ راجہ بتھلداس پسر راجہ گوپال داس کور کو جو ایام شاہزادگی

بادشاہ کی بخشش جلوس کے وقت

سے رفیق تھا۔ اور اپنے ایک بیٹے بلرام کی جان کو اپنے ولی نعمت کی خیر خواہی میں فدا کر چکا تھا منصب سہ ہزاری ذات و ہزار پانصد سوار اور انعام تیس ہزار روپیہ اور مرزا مظفر کرمانی کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار دویست و دو سوار انعام تیس ہزار روپیہ راجہ منروپ ولد راجہ جگناتھ کچھواہہ کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار سوار انعام پچیس ہزار قلیچ خاں کو منصب دو ہزار و پانصدی دو ہزار سوار انعام پچیس ہزار روپیہ۔ خواجہ قاسم سید امانی کو منصب دو ہزار پانصدی ذات و ہزار و بست و دو سوار انعام پچیس ہزار روپیہ رضا بہادر مخاطب خدمت پرست خاں کو منصب دو ہزار و دو بیست سوار اور انعام بیس ہزار روپیہ اسکے سوا ریوسف محمد خاں تاشکندی و جاں نثار خاں و لہراسپ خاں ولد مہابت خاں خانخاناں و دیانت خاں دشت بیاضی یکہ تاز خاں۔ نصیب شیرانی۔ ترخاں میانہ ابراہیم حسین خاں مخاطب مرحمت خاں وزبردست خاں خواجہ برخوردار وحیات ولد علیخاں ترین وجیت سنگھ راٹھور۔ سیورام کورو سیام سنگھ سیسودیہ و نوبت خاں وجہان خاں کاکر و خنجر خاں وعلاول ترین و تشریف خاں وعثمان رہتیلہ عم بہادر خاں و اہتمام خاں و ترکتاز خاں و حبیب سورہ رشید خاں خواجہ سرا۔

اب اُس جماعت کے نام لکھے جاتے ہیں جو جہانگیر کے زمانہ میں منصب رکھتے تھے انمیں بعض منصب سابق پر بحال رہے۔ بعض کا اضافہ ہوا۔ خان عالم۔ قاسم خاں جوینی۔ لشکر خاں راجہ جے سنگھ بنیرہ راجہ مانسنگھ۔ سید دلیر خاں بارہہ۔ راجہ بھارتہ بندیلہ۔ مرزا خاں ولد شاہ نواز خاں بن عبدالرحیم خانخاناں۔ مصطفیٰ بیگ مخاطب ترکمان خانی بابو خاں کرانی سید بہوہ۔ علی قلی۔ درمن۔ بہار سنگھ بندیلہ۔ نورالدین قلی۔ سید یعقوب بخاری۔ جگمال ولد کشن سنگھ راٹھور۔ سید عالم بارہہ۔ راجہ دوارکا داس کچھواہہ۔ راجہ بیرنرائن۔ سردار خاں پسر لشکر خاں۔ ان سب کو ہزاری سے زیادہ منصب ملا تھا۔

شاہجہاں نے اپنے ایام شاہزادگی کے رفیقوں کو خلعت و انعام و منصب سے سرفراز

کے نام یہ ہیں جنکو ہم بطور یادگار لکھتے ہیں۔ وزیر خاں جو وزیر تھا۔ سید مظفر خاں۔ بارہ اسلام خاں
حسن۔ معتقد خاں۔ دلاور خاں۔ بہادر خاں۔ سردار خاں۔ راجہ بتھیلا داس گور۔ مرزا مظفر کرمانی
سرور۔ قلیچ خاں خواجہ قاسم۔ سید امانی رضا بہادر مخاطب بہ خدمت پرست خاں۔
یوسف محمد خاں تاشکندی جان نثار خاں اخلاص خاں۔ خواجہ میاں جوانی۔ اعتماد خاں۔
خواجہ کیتاز خاں۔ زبردست خاں۔ نوبت خاں۔ شرزہ خاں۔ اہتمام خاں۔ ترکتاز خاں
رشید خاں خواجہ سرا۔ سید احمد۔ منیر خاں۔ یکدل خاں خواجہ سرا۔ اب ہم اُن وفاداروں کے نام
لکھتے ہیں جو بادشاہ کی شاہزادگی کے دنوں میں اسکے اخلاص و وفا کے سبب سے لڑائیوں میں دنیا سے رخصت
ہو گئے۔ راجہ بھیم پسر رانا امر سنگھ جسکو خطاب مہاراجگی دیا گیا تھا جسکی مردانہ موت کا ذکر پہلے لکھا
گیا ہے۔ جسکا نام سندر داس تھا۔ جسکا خطاب رائے رایاں ہوا۔ اور بعد ازاں راجہ بکرماجیت
ہوا۔ اسکی خدمات نمایاں کا بیان بھی ہو چکا ہے۔ راجہ گوپال داس کور جو اپنے بیٹے بلرام سمیت جنگ
میں دشمنوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ بیرم بیگ ترکمان جس نے اپنی بیٹے حسن بیگ کے ساتھ
ساحل دریائے گنگ و جمن پر میدان جنگ میں جان دی۔ محمد تقی سمسار مخاطب بہ شاہ قلی خاں
شیر خواجہ۔ عابد خاں پسر خواجہ نظام الدین احمد بخشی حضرت عرش آشیانی نے اکبر نگر کی یورش
میں جان فدا کی۔ علی خاں تریں جنگ ٹھٹھہ میں قتل ہوا۔ شاہ بیگ خاں نے قلعہ برہانپور کی
یورش میں جان دی۔ خان قلی بہادر برادر کلاں قلیچ خان محمد خاں ہمدم و رحیم خاں کاکر۔
سب اپنے بیٹے الہ داد کے جو عابد خاں۔ جمال خاں۔ رستمی خاں برگی کے ساتھ نواحی کانگرہ
میں جان سپر ہوئے۔ حسن بیگ بدخشی و شیر بقا۔ سید عبد السلام بارہ صالح بیگ فوجدار جینے
پرگنہ پیلا دیں جان دی۔

جہانگیر کے زمانہ میں جو منصب دار بدستور بحال ہے اُن کے نام یہ ہیں۔ یمین الدولہ صاحب
صوبہ لاہور و ملتان۔ خان جہاں لودی ناظم دکن و برار و خاندیس۔ اعتقاد خاں صوبہ دار کشمیر
یار قر خاں نجم ثانی صوبہ دار اڑیسہ۔ جو منصب دار معزول ہوئے۔ مرزا رستم صوبہ دار بہار۔

ایام شاہزادگی کے دوستوں کے نام جو خلعت سے سرفراز ہوئے

جسکی جگہ خان عالم مقرر ہوا۔ خواجہ ابوالحسن ناظم کابل ظفر خاں اُس کا بیٹا جو نائب تھا۔ شکر خاں اسکی جگہ
مقرر ہوا۔ سیف خاں صوبہ دار احمد آباد جسکی جگہ شیر خاں مقرر ہوا۔ مظفر خاں حاکم مالوہ جسکی جگہ خانزاد
ولد مہابت خاں مقرر ہوا۔ جہانگیر قلی خاں ولد خان اعظم الہ آباد کی صوبہ داری سے معزول ہوا۔
اسکی جگہ جان نثار خاں مقرر ہوا۔ بختیار خاں ناظم دہلی اُسکی جگہ قلیچ خاں مقرر ہوا۔ یہ نام جو امرا
اور منصبداروں کے لکھے ہیں انھیں کے کام شاہجہاں کی سلطنت کے سارے کام ہیں اس
سبب سے کہ معاملات دینیہ و دنیویہ کا ربط اور اوامر سبحانی اور احکام سلطانی کا ضبط بغیر
اس سے نہیں ہوتا کہ اجزاے زماں میں سے ایک جزو کو جو کسی مشہور سانحہ اعظم کا مورد ہوا ہو
جیسے کہ تجدید ملت یا حدوث دولت اور حوادث و قائع کا مبدا مقرر کریں۔ ورود احکام اور
ناسخ و منسوخ اور ضبط انساب و موالید و حفظ اوقات و عمر کے زمانہ کا تعین کرنا ایک زمانہ کے آغاز
کے تشخیص مقرر کرنے کے بغیر مشکل ہے و سلوک در سائل بدون تاریخ کے اعتبار نہیں رکھتے۔ تمام
امم سابقہ اور اقوام سابقہ نے تعین وقائع و حوادث کے لیے ایک مبدا قرار دے کہ معاملات
دینی و دنیوی کا مدار اُسپر رکھا ہے جسکو عربی زبان میں تاریخ کہتے ہیں۔ اول ہبوط آدم کو پھر بعثت
نوح کو بعد اُسکے طوفان کو پھر بعثت ابراہیم کو اس سے پیچھے بعثت یوسف اسکے بعد بعثت
موسیٰ کو پھر بعثت سلیمان کو پھر بعثت عیسیٰ کو اور حضرت عیسیٰ اور آنحضرتؐ کے درمیان کہ زمانہ
جاہلیت تھا فرزندان اسمٰعیل نے کعب بن لوی کے مرگ تک بنا رکھی کو بعد ازاں عام الفیل
کو تاریخ بنایا اور اہل فارس ہر تاجدار کے جلوس کو تاریخ اعتبار کرتے ہیں اور ہندوستان میں
بھی پہلے یہی طریقہ جاری تھا مسلمانوں نے تاریخ ہجری وضع کی اسکے واضع فاروق اعظمؓ ہیں
بعض عمال کے مکاتب بے ضبط تواریخ کے آتے تھے اور ان سے معاملات کی تنقیح جیسی کہ
ہونی چاہیے نہیں ہوتی تھیں۔ امیر المومنین نے ہرمزان موبد فرس سے پوچھا کہ مجوس جس چیز
سے حفظ اوقات کرتے ہیں کیا کہتے ہیں اس نے جواب دیا کہ ماہ روز جس کا معرب موتخ ہے
اور اُس سے تاریخ کا اشتقاق ہوا اس سبب سے کہ نوروز سے عالم افروز ہوتا ہے رات دن

ترتیب روداد و تعین تاریخ جلوس

برابر ہوتے ہیں ہوا میں اعتدال ہوتا ہے باغ و راغ کوپل پھولوں سے زینت ہوتی ہے اور کوہ و صحرا میں درخت سرسبز ہوتے ہیں۔ اور زمین کی آرائش سبزہ سے ہوتی ہے۔ یہ زمانہ تمام زمانوں میں مختار ہوتا ہے اسلیے اکبرنامہ اور جہانگیرنامہ میں سال کا آغاز فروردیں سے شمار ہوا۔ بادشاہ آئین احمدی و طریق محمدی کو رواج دینا چاہتا تھا اس لیے اسکے دل میں آیا کہ ۳۲ سال شمسی و ۶ روز و ۸½ ساعت نجومی برابر ۳۳ سال ہلالی کے ہوتے ہیں اور دین مبین کی ترویج کے ۳۳ سال کو ۳۲ سال لکھنا خردمند قبول نہیں کرتا اس لیے اُس نے سال و ماہ قمری کو جسپر تاریخ ہجری مبنی ہے جاری کیا اور اس سبب سے کہ اس خاندان کے دس فرماں روا ہوئے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر دس سال کو ایک دور قرار دیں پس اس بادشاہ کی تاریخ میں اس قاعدہ کے موافق سال اول دور اول اور سال نخستین دور دوم کو سمجھنا چاہیے۔ اگرچہ بادشاہ ۸ ماہ جمادی الثانی کو تخت پر بیٹھا تھا۔ مگر مہینے کی پہلی تاریخ سے ابتدائے سال ہوتی ہے اسلیے تمام ممالک محروسہ میں فرمان جاری ہوئے کہ سال جلوس کی ابتدا غرہ جمادی الثانی سے سمجھنے چاہیئے۔

بادشاہ کا قد اوسط۔ خردی و بزرگی میں میانہ۔ رنگ گندم گون۔ پیشانی کبر و صغر میں معتدل۔ اُسکے دائیں طرف ایک خال۔ ابرو فراخ کشادہ۔ چشم کی تنگی و فراخی میں اعتدال۔ اور سیاہی و سفیدی میں کمال پتلی نہایت سیاہ۔ دائیں آنکھ کی پشت پر ایک خال۔ ناک سیدھی بائیں آنکھ اور ناک کے درمیان ایک مسا۔ کان متوسط۔ چہرہ میں کمال اعتدال۔ ہونٹ نہ موٹے نہ پتلے۔ دانت خردی و کلانی میں اعتدال رکھتے ہیں اور آپس میں خوب ملے ہوئے۔ زبان زیادہ تر فارسی زبان میں باتیں کرتی ہے اور ہندوستانیوں سے ہندوستانی بولتی ہے۔ بادشاہ نے نواب خدیجہ الزمانی رقیہ سلطان پاس پرورش پائی ہے اور وہ ترکی بولتی تھی اسلیے بہت سے ترکی لفظ بھی بادشاہ کو یاد ہیں مگر اُسکے بولنے کی مشق نہیں ہے۔ جہانگیر نے ایک دن مہربان ہو کر فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے

کہ خرم میں کیا عیب ہی تو میں یہ عیب کہوں کہ وہ ترکی زبان نہیں جانتا۔ شاہجہاں نے اس اپنے
عیب کو دور نہیں کیا۔ ڈاڑھی و مونچھیں سیاہ رنگ۔ دونوں کے رکھنے میں شریعت کا پابند۔ مونچھیں
ترشواتا ڈاڑھی یکشت دو انگشت رکھتا۔ سینہ فراخی و تنگی میں میانہ ہاتھ کوتہی و درازی میں
نہایت معتدل پیشانی کشادگی و نرمی میں متوسط۔ انگلیاں درازی و کوتہی و نرمی و درشتی میں
متوسط۔ ہر ایک انگلی پر ایک خال۔ پانوں معتدل قیافہ دانوں نے بادشاہ کے قیافہ کی بڑی تعریف لکھی ہی
بادشاہ ہمیشہ باوضو رہتا ہی اور صوم و صلوٰۃ جس طرح کہ کتب فقہ میں لکھے ہیں ادا کرتا ہی اور
متبرک راتوں میں آدھی رات سے زیادہ عبادت و دعاؤں میں بسر کرتا ہی اور سادات و مشائخ و
فضلاء و صلحاء کو خیرات دیتا ہی اور محتاجوں کی قضائے حاجات کرتا ہی۔ طہارت کا لحاظ ایسا ہی کہ
اگر کسی چیز کو مثلاً جواہر کو ہاتھ لگاتا ہی تو ہاتھ دھوتا ہی خوشبوؤں کا بڑا شوق ہی جرم بخش عذر پذیر
بڑا ہی بخشندہ بخشائش بہت کرتا ہی جن امیروں نے کہ اُسکے ایام شاہزادگی میں تقصیرات کیں تھیں ان
سب کو اُس نے معاف کر دیا اور ان کو اپنے مناصب عہدوں پر بدستور بحال رکھا وہ سارے احکام
شریعت کے موافق دیتا تھا۔ اگر کوئی غافل بیوجہ شرعی کسی کو قتل کرتا یا کسی کا ہاتھ کاٹتا تو اُس کو
موافق شریعت و عدالت کے سزا دیتا اگر صوبوں میں کوئی شخص مستحق عقوبت ہوتا تو وہاں کا
ناظم بغیر بادشاہ کی اطلاع کے سیاست نہیں کر سکتا۔ امور سیاست میں ارکان دولت اور احوال
میں کچھ تمیز نہیں ہوتی تھی اگر سلاطین روم و قزلباش و ازبک کی سفاکی اور بیباکی کا بیان اسکے
روبرو ہوتا وہ ایسا متاثر ہوتا ہی کہ اسکے چہرہ پر کدورت کے آثار نمودار ہوتے وہ بار بار یہ کہتا
تھا کہ ایزد بندہ نواز نے سلاطین کو حکم گذارا اور تمام بنی نوع کو فرمانبردار بنایا ہی کہ وہ اپنی بادشاہ
ہمت عدالت و سیاست پر مصروف کریں جس سے کہ نظام عالم اور قوام اہل عالم وابستہ ہی
سیاست ایسی کریں کہ ظالم کا ہاتھ مظلوم کے دامن تک نہ پہنچ سکے۔ زیردستوں کے ساتھ
کمال نرم خوئی اور شگفتہ روئی سے سلوک کریں اور رسم و قاعدہ ہی کے خلاف ہو اُن کو
گلشن بہار کو اجاڑ نہ کریں نہ یہ کہ منصب ذلت و کمتر تقصیر پر بیٹھ کر اپنے کو

کہ خدا کی نیان باشان ہی خونریزی کریں اور اندک توہم سے اور کمتر گمان سے اپنی
جنی نوع سے کہ وہ لیعت انیزدی ہی لڑنے لگیں۔ اپنے نزدیکوں کے اطفال کی خبرداری
و ہوشیاری اور دوروں کے احوال کا کمال تجسس کرنا چاہیے تاکہ ملتزماں حضور اور حکام صوبجات
اور اُن کے پیشکاروں کی بدوینکی کی مکافات کیجائے اسکے انعام و بخشش کا یہ حال تھا کہ جو اور
بادشاہ اپنی ساری عمر میں بخشش کرتے یہ ایک اپنے بخش میں دولتخانہ کے اندر خرچ کرتا۔ بادشاہ
کبھی کوئی بات ایسی جسمیں کوئی قباحت یا رکاکت ہوتی زبان پر نہیں لاتا اور کسی کے منہ پر ایسی
بات نہیں کہتا کہ اُس سے دوسرا آدمی منفعل و خجل ہوتا۔ ہتک حرمت و خرق و عزت کا دخل
تو کیا ہی۔ بادشاہ خوش بیان تھا۔ خوش خط تھا۔ اکثر اوقات شاہزادوں اور امیروں کو مہمات ضروریہ
میں اپنے ہاتھ سے فرمان لکھتا۔ کبھی عنوان دستور پر جو منشی لکھتے اپنے ہاتھ سے چند سطریں لکھ دیتا۔
بادشاہ کچھ اپنا وقت عبادت الٰہی میں کچھ استراحت بدن میں کچھ تنکار میں کچھ خواب و خور
میں جو انسان کی زندگی و پائندگی کے لیے ناگزیر ہیں صرف کرتا ہی اُسکی اوقات غفلت سے
منزہ عطلت سے معرا ہیں۔ اوقات شبانہ روزی کو اس طرح قسمت کیا ہی کہ آخر شب میں طلوع
فجر سے دو ساعت پہلے جاگتا ہی اور وضو کرتا ہی اور معبود حقیقی کی پرستش کے لیے تیار ہوتا
ہی۔ اکبرآباد میں غسلخانہ میں ایک مسجد ہی اسمیں قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھتا ہی اور خدا کی عبادت
کی طرف توجہ کرتا ہی کہ نماز کا وقت آتا ہی تو اول سنت و فرض کرتا ہی اور مصلے پر بیٹھکر دعائیں
اور وظیفہ پڑھتا ہی اور پھر حرم سرا میں جاتا ہی۔ جب دو تین گھڑی دن چڑھتا ہی تو وہ جھروکہ
درشن میں آنکر بیٹھتا ہی جسکے آگے ایک وسیع میدان ہی اسمیں ایک خلقت اسکے آگے جھکتی ہی مستمدیدہ
پریشان حال بغیر کسی کی مزاحمت کے داد خواہی کرکے درد دل کو عرض کرتے ہیں اور اسی میدان
میں نظر کے سامنے لشکر شمار ہوتا ہی اور اکثر مست ہاتھی جنکا دولتخانہ خاص و عام کے صحن میں
آنا خطرناک ہی اس وسیع میدان میں لائے جاتے ہیں اور اکثر جنگی فیل ہوتی ہی ایک عجیب و غریب
تماشا ہی۔ تماشائیوں کے غل غپاڑہ سے ایک شور قیامت برپا ہوتا ہی اور نامور ہاتھی تیز رفتار گھوڑوں

کے پیچھے دوڑائے جاتے ہیں کہ پکاریں سوار پر دلیر ہوں۔ اور کٹھرہ نقرہ میں شاہزادے یمین و شمال
کھڑے رہتے ہیں اور جب ان کو حکم ہوتا ہے تو وہ بیٹھتے ہیں اور اکثر امرا مجرے کی طرف پیٹھ کرکے ایوان
سے نیچے اور بعض جو قرب کی نسبت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ دائیں بائیں طرف اپنے مرتبہ کے
اندازہ کے موافق قیام کرتے ہیں اور جھروکہ کی برابر متصدیاں مہمات اپنے رتبہ کے موافق
کھڑے ہوکر معاملات ملکی اور مالی کو عرض کرتے ہیں منصبداروں کی ملتمسات بذریعہ بخشیاں
عظام معروض ہوتیں اور ایک جماعت اضافہ اور خدمت سے سربلند ہوتی۔ صوبوں اور اطراف
ممالک سے جو امرا آتے وہ ملازمت سے مشرف ہوتے اور جو گروہ کہ صوبجات اور خدمات
پر متعین ہوتا اسکو اجازت ہوتی اور میر آتش اور شرف توپخانہ بخشیوں کے ذریعہ سے احدیان برق
انداز اور احدی بادشاہ کے روبرو دیکے جاتے جن کو وہ رعایت کا مستحق جانتے
اسکے لیے التماس کرتے اور سرکار خالصہ کے معاملات کے متصدی جیسے میر سامان
امیران بیوتات ہیں اپنے مطالب طرح طرح کے عرض کرتے۔ بادشاہ ہر ایک کو فوراً
ایسا جواب دیتا کہ اس میں کسی کو مکرر پوچھنے کی احتیاج نہیں ہوتی بڑے بڑے شاہزادوں
کی اور حکام صوبجات اور فوجداروں اور دیوان اور بخشی اور اور مہمات کے متصدیوں
کی عرائض اور پیشکشین گذرتیں۔ بڑے بڑے امیروں کی عرائض کو بادشاہ خود مطالعہ
فرماتا اور اوروں کی عرائض کی حقیقت کو ارباب تقرر عرض کرتے اور ممالک محروسہ کی
صدر کل صدر جزو کی عرائض اور اور باتیں جو قابل عرض ہوتیں معروض کرتا اور
سادات و مشائخ و فضلا و صلحا میں اہل استحقاق کے احوال اور حوائج کو عرض کرتا
اس جماعت کا مقصد حاصل ہوتا درخور استعداد نقد روپے ہر ایک کو بادشاہ کے
روبرو دیتے۔ اور عرض مکرر کی خدمت کا متصدی مناصب جاگیر و نقدی اور
اقسام معاملات ابواب المال و ارباب التحاویل اور کل احکام مطاعہ کی یادداشتوں کو
دوبارہ عرض کرتا اور اصطبل و فیل خانہ کے کارگذار گھوڑوں اور ہاتھیوں کی رسم

سم معتاد کے موافق بادشاہ کے سامنے لاتے ۔ یہ ضابطہ حضرت اکبر نے مقرر کیا تھا کہ گھوڑے اور ہاتھیوں کی تعداد معین جس کو معتاد کہتے تھے بادشاہ کے روبرو کی جاتی اور جانوروں میں اگر زبونی ولاغری ہوتی تو اس زر کی بازخواست ہوتی جو سرکار سے بطور تنخواہ و دواب کی خوراک کے لئے دی گئی ہے ۔ داغ و تصحیح کے متصدی امرا کے تابینوں کو جن کے گھوڑوں کا داغ و تصحیح تازہ ہوتا ہے مع گھوڑوں کے بادشاہ کے روبرو لاتے اگر آدمی یا گھوڑا زبون ہوتا تو تابین باشی عتاب بادشاہی میں معاتب ہوتا پھر غفلت نہ کرے ۔ بادشاہ یہاں کبھی چار گھڑی کبھی پانچ گھڑی بہ تقاضاء قلت و کثرت حوائج و مہمات کے تمیر کرنشیمن خاص میں جاتا ۔ جو عوام میں غسلخانہ کے نام سے مشہور ہے ۔ حضرت اکبر نے دیوانخانہ اور حرم سرا کے درمیان ایک خلوت گاہ بنائی تھی اس میں حمام تھا جس میں وہ غسل کیا کرتا تھا جس کے سبب سے اس کا نام غسلخانہ مشہور ہو گیا تھا ۔ بادشاہ نے اس کا نام دولتخانہ خاص رکھا ۔ یہاں بعض مقربین اور دیوان اور بخشی آتے تھے اور مطالب ضروریہ کو عرض کرتے تھے ۔ بادشاہ اس جگہ بعض ضروری عرائض کا جواب خود لکھتا اور بعض مطالب جو بذریعہ وکیل یا وزیر عرض ہوتے اور عرائض صوبہ داروں کے خدمت عرض کے متصدی عرض کرتے تو ان کا جواب زبانی دیتا ۔ دبیر اس کے موافق فرمان لکھ کر بادشاہ کے مطالعہ کے لئے پیش کرتے ۔ اگر عبارت میں کوئی غلطی یا مطالب میں سہو ہوتا تو بادشاہ اس کی اصلاح کر دیتا پھر خانہ زادوں میں جو صاحب رسالہ ہوتا فرمان کی پشت پر اپنا رسالہ لکھ کر مہر لگاتا اور رسالہ کے نیچے دیوان اپنی معرفت لکھتا بعد اس کے یہ فرامین حرم میں جاتے اور ان پر مہر انگ جو ممتاز الزمانی بیگم پاس رہتی تھی لگائی جاتی اس خلوت کدہ میں مہمات خاصہ شریفہ اور تنخواہ ارباب مناصب کے باب میں دیوان احکام معروض کرتے جن کا انصرام ہوتا اور یہیں صدر کل حوائج اصحاب استحقاق کو عرض کرتا بادشاہ

کسی جماعت کو زمین اور نقد روپیہ بعض کو یومیہ اُن کی استعداد کے موافق مرحمت کرتا اور بعض کا دامن خزائن وزن اور تصدق کے روپیوں سے بھر کر ان کی احتیاج دور کرتا۔ کچھ دیر صنعت گروں کی مرصع کاری و مینا کاری کے کارناموں کو دیکھتا کارگاہ عمارت کے داروغہ معماران شگرف کار سے اتفاق کر کے آثار طرح عمارت کو نظر اصلاح میں لاتے۔ پادشاہ اس پر توجہ تام اس لئے کرتا تھا کہ وہ جانتا تھا کہ ابنیہ رفیعہ و اماکنہ منیعہ اپنے خاوند کی علو ہمت اور دولت کو روزگار دراز تک بے زبانی کے زبان سے گفتگو میں لاتے ہیں اور عصار دیر باز تک اس کی آبادگیری و زینت گستری و نزاہت پروری کے یادگار بناتے ہیں اکثر منازل کو وہ خود طرح فرماتا جو طرح کہ چابک دست معمار بڑے فکر اور غور سے طرح کھینچتے اس میں پادشاہ بجا تصرف اور زیبا بازخواست کرتا اور جو طرح مقرر ہوتی اس کے احکام کی شرح آصف خاں یمین الدولہ لکھتا جو عمارت کے متصدیوں اور معماروں کی دست آویز ہوتی۔ اس پادشاہ کے عہد میں تعمیر عمارت کی شان اس بلندی پر پہنچ گئی تھی کہ اہل جہاں کو اُس پر حیرت ہوتی تھی اس کی تفصیل اپنے محل پر کی جائیگی کبھی کبھی شکاری جانور پرندے اور دوندے پادشاہ کی نظر کے روبرو ہوتے اور کچھ دیر دولت خانہ کے صحن میں گھوڑوں اور اُن کے سواروں کا تماشا پادشاہ دیکھتے دن کی چار پانچ گھڑیاں ان مشاغل میں بسر ہوتیں۔ روز پارسشنبہ میں جھروکہ درشن سے اُٹھ کر دولت خانہ خاص میں بادشاہ جاتا اور اس روز یہاں متصدیان عدالت اور ارباب فتویٰ اور چند فضلاء دیندار اور دیانت کار اور چند امراء جو بادشاہ کے ساتھ ہمیشہ رہتے تھے موجود ہوتے اور متکفلان عدالت ایک ایک دادخواہ کو پادشاہ کے روبرو لاتا۔ مدعی کا مدعا عرض ہوتا۔ بادشاہ نرم خوئی سے واقعہ کی کیفیت استفسار فرماتا۔ اور علماء کے فتوے کے موافق حکم دیتا اور اگر سیاست کرتا تو شارع کی اجازت سے اور اطراف کے جو دادخواہ ہوتے جن کے دعوے

فیصلہ سوا ان کی سرزمین کے کہیں اور صورت پذیر نہیں ہوتا۔ وہاں کے ناظموں کے نام
فرمان صادر ہوتے کہ دور بینی اور حق گزینی سے جھوٹ سچ کو سمجھ کر ظلم کا تدارک کریں اور ستمدیدہ
کی داد دیں اور نہیں تو متخاصمین کو دار الخلافہ کی درگاہ عدل و انصاف میں بھیجدیں۔ دولتخانہ
خاص کے مشاغل سے فارغ ہو کر شاہ برج میں پادشاہ آتا۔ یہ شاہ برج دہلی و اکبر آباد لاہور
میں بنے ہوئے ہیں اس میں سوائے شاہزادوں کے اور چند مقربین کے کوئی اور بے اجازت
داخل نہ ہوتا تھا یہانتک کہ خدمت گار بھی بے طلب نہیں آتے اور بعض امور پادشاہی جن کا
تعلق صلاح دولت نہ ہوتا اور مضامین فرامین جو امرائے دور دست کو لکھے جاتے اور
جن کا اظہار مصالح ملکی کے برخلاف ہوتا۔ ان کے باب میں پادشاہ و وزیر کے درمیان گفتگو
ہوتی اور خالصہ و طلب و تنخواہ ارباب مناصب کے مطالب ضروریہ دولتخانہ خاص میں عرض نہ ہوتے
تو ان کو وزیر یہاں معروض کرتے۔ اس باب میں پادشاہ حکم دیتا۔ یہاں پادشاہ دو تین گھڑی
صرف کرتا اور کبھی اگر مقاصد زیادہ ہوتے تو زیادہ دیر تک ٹھیرتا۔ دوپہر کے قریب پادشاہ محل میں داخل
ہوتا اور ظہر کی نماز پڑھتا۔ اور وظائف سے فارغ ہو کر کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ یہاں حرم سرا میں
بھی محتاجوں کی احتیاجیں رفع کرتا۔ شمس النساء خانم کہ مزاج دانی اور شیوا زبانی و حسن خدمت و
لطف ادب کے ساتھ نواب ممتاز الزمانی بیگم کی خدمت میں مہم سازی و معاملہ پردازی کرتی
تھی وہ بیگم صاحبہ سے درماندوں کے مقاصد اور افتادوں کے مقاصد عرض کرتی اور وہ
پادشاہ سے معروض کرتی۔ پادشاہ مستورات پراگندہ اوقات کے درخور حال میں اور
روزینہ و زر نقد مرحمت کرتا اور بعض کنواری لڑکیوں کا جن کا باپ کسی کے سبب اسباب
عروسی سرانجام نہ ہوتا ان کو زیور لباس اور ضروری اسباب درخور اصالت و حالت
عنایت ہوتا اور ہمسروں میں اس کا نکاح ہو جاتا۔ ہر روز محل میں زر و زیور اور بہت
روپیہ خرچ ہوتے۔ عصر کی نماز کے بعد دولت خانہ خاص و عام کے جھروکہ میں پادشاہ
آتا اور اندازہ وقت کے موافق مہمات والی ہوتی۔ کشتیوں کو جن کو ہندی زبان میں

چوکی کہتے ہیں قور حوالہ کیا جاتا دولتخانہ خاص میں مغرب کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی
خوب روشنی ہوتی اور یہاں چار پانچ گھڑی مہات سلطنت کے نظم میں اشغال ہوتا اور کبھی
اُس مکان میں گوینده وسازنده کے نغمات سُنتا۔ پادشاہ اس فن میں جو تلذذات میں لذیذ
ترین اور معقولات میں دقیق ترین ہے خصوصاً نغمات ہندوستانی میں بڑی دستگاہ رکھتا ہے
سب جانتے ہیں کہ حُسن صورت کو خصوصاً جب وہ کیفیت نغمہ سے متکیف ہو دلربائی و خاطر
کشائی میں اثر عظیم ہے۔ اقوام میں سے کوئی قوم موسیقی بغیر نہیں۔ جنگلی آدمیوں میں بھی وہ
موجود ہے وسعت دستگاہ اور ادا ہائے نازک کی قزوانی اور معانی رنگین و مضامین دلنشین
کی فراوانی اور مراتب ناز و نیاز کی گذارش جو ہندوستان کے نغمہ میں ہیں۔ کہیں اور نہیں۔ غرض
ہند کا جیسا نغمہ حُسن عالم گیر ہے ایسا ہی حسن نغمہ ہے اور نغمہ شناس اور حسن پرست دونوں اس کے
محفل میں بعض صافی دل صوفیوں نے سماع و وجد میں جاناں کو آسانی سے جان دیدی
ان کاموں سے فارغ ہو کر پادشاہ عشا کی نماز پڑھتا ہے اور دولتخانہ خاص سے شاہ برج
میں جاتا ہے اگر کوئی کام دولتخانہ خاص میں سرانجام نہیں ہوتا تو وزیر کل اور بخشیوں کو پادشاہ
طلب کر کے سرانجام دیتا ہے۔ غرض وہ آج کا کام کل پر نہیں ٹالتا بلکہ کل کام بھی آج کر
ہے۔ پھر پادشاہ محل میں جاتا ہے اور دو تین گھڑی گانا سنتا ہے پھر پلنگ پر لیٹتا ہے۔ جبتک
وہ سوئے۔ اہل مجلس پس پردہ کتب سیر و تاریخ و احوال انبیا و اولیا و وقائع سلاطین سابقہ
و حوادث خواتین سابقہ جو پند پذیروں کے لئے تذکرہ بیداری اور بیدار بختوں کے واسطے
تبصرہ ہوشیاری اور دستور العمل کلی و قانون شافی کردار و گفتار و باعث عبرت
و خبرت اصحاب بصیرت و بصارت کے ہیں خصوصاً ظفر نامہ و واقعات بابری
پڑھتے ہیں وہ دوپہر سوتا پادشاہ اکبر فرمایا کرتا تھا کہ جو اوقات کہ داد گستری
خلق پروری۔ انجام مہام جہانبانی۔ و قضائے حوائج محتاجان۔ اسباب رضائے
الٰہی کے جمع کرنے کے لئے اور نعمت پادشاہی کے حق ادا کرنے کے لئے ہوں

آصف خاں یمین الدولہ شاہزادوں دارا شکوہ و محمد شجاع و
اورنگ زیب کو لاہور سے ہمراہ لے کر دار الخلافہ اکبر آباد کے حوالی میں آیا۔ بہشت آباد
موضع سکندرہ میں بادشاہ کے حکم سے فروکش ہوا۔ ممتاز الزمانی بیگم بیٹوں سے ملنے گئی
آصف خاں نے اس کا استقبال کیا۔ ماں بیٹوں کے آپس میں ملنے سے وہ خوشی ہوئی کہ جسکا
بیان نہیں ہوسکتا وہ ایک حالت وجدانی تھی نہ لسانی و بیانی دوسرے روز یہ سب پادشاہ
سے آکر ملے۔ بڑی بڑی نذریں گذریں امرا کو مناصب و جاگیریں عنایت ہوئیں۔ آصف خاں
کو امرا اورنگ جو ممتاز الزمانی پاس رہتی تھی عنایت ہوئی اور خدمت والا وکالت کی
تعریف ہوئی لفظ عمو سے مخاطب ہوا۔

روز دوشنبہ ۱۲۔ رجب ۱۰۳۷ھ کو نوروز ہوا صحن دولتخانہ خاص و عام میں سایہ بان جسکا نام دل
کشا ہے کھڑا ہوا اور اس کے گرد شامیانے طلا و نقرہ کے ستوں کے کھڑے ہوئے رنگا رنگ
اور گوناگوں بساط بچھے اور دولت خانہ خاص و عام کے در و دیوار کی آرائش مخمل و زربفت سے
پردوں اور رومی و چینی دیباؤں سے اور گجراتی و ایرانی زربفتوں سے ہوئی۔ پادشاہ تخت پر
اس کے گرد شاہزادے اور امرا کھڑے ہوئے انعام و خلعت مرحمت ہوئے
خاں سے جو پادشاہ نے نو لاکھ روپیہ لیا تھا وہ اس کو ادا کیا گیا۔ نذر محمد خاں
کابل پر آیا تھا جس کا ذکر آگے ہوگا ظفر خاں ولد خواجہ ابو الحسن کو بدل دیا تھا
پر صوبہ داری کابل پر سرافراز کیا۔ ظفر خاں نے درہ خرمانہ میں جو مضافات
ہے اس وقت کہ عبد القادر پسر حداد کو قتل کیا تھا جہانگیر کے مرنے کی خبر
یعقوب خاں بدخشی و بالچو قلیچ و سعادت خاں و عبد الرحمان ترنمی و معین خاں
ایک اور جماعت کو کابل میں بھیجدیا تھا اور خود پشاور میں آیا تظلم مہمات
بعد ہر سال کی رسم کے موافق کہ اس صوبہ کا ناظم قشلاق پشاور میں اور ییلاق

جشن اول نوروز سنہ ۱۰۳۷ھ آصف خاں یمین الدولہ کا کابل کا صوبہ متعلق ہونا

کابل میں بسر کرتا ہے کابل جانے کا ارادہ کیا۔ ہر چند تجربہ کاروں نے اس بے ہنگام جانے کو منع کیا مگر اُس نے نہ سُنا۔ اور کوتل شادی کی راہ سے بکمتار و خیبر کو روانہ ہوا۔ خردسالی ناآزمودہ کاری کے سبب سے اُس نے سفر میں احتیاط و حزم نہیں کیا۔ ارک زیون اور آفریدیوں نے جو اس کوہستان میں پُرشغب افغان ہیں اور ظاہر میں فرمانبردار خدمت گذار اور باطن میں فتنہ جو و شورش پژوہ ہمیشہ دزدی اور دست اندازی کی تلاش میں رہتے ہیں اُنہوں نے برسرِ راہ لشکر شاہی کو تاراج کیا اور اس سبب سے کہ سردار ناکردہ کار تھا بہت مال غارت ہوا اور بہت نقصان ہوا وہ اس کا کچھ چارہ نہ کر سکا۔ پادشاہ نے اسکو نوروز کے دن خلعت دے اسے صوبہ کی عظیم مہمات کے لئے روانہ کیا اور پندرہ ہزار سوار ساتھ کئے۔ عبداللہ خاں ازبک جو قید میں تھا اس کا قصور معاف کر کے رہا کیا پھر پادشاہ محل میں گیا اور ممتاز الزمانی بیگم کو پچاس لاکھ روپیہ کے زیور اور عالم بیگم کو پچیس لاکھ روپے کے اور پچیس لاکھ روپے کے مرصع آلات محمد دارا شکوہ و شاہ شجاع و اورنگ زیب و مراد و روشن رائے بیگم و ثریا بانو بیگم کو عنایت کئے غرض روز جلوس سے اس جشن کے دن تک ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ کے جواہر و مرصع آلات و ظلعت و خنجر و قلم انعام میں دئے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ تو ممتاز الزمانی بیگم اور شاہزادوں کو اور بیس لاکھ روپیہ اور ملازموں کو دیا اور ممتاز الزمانی اور شہزادوں نے دس کروڑ روپیہ نذر میں دیا۔ آصف خاں یمین الدولہ کو پچاس لاکھ روپیہ کی جاگیر دی اور منصب ہزاری ذات و نہ ہزار سوار و دو اسپہ و سہ اسپہ مرحمت ہوا اس خاندان میں کوئی امیر اس مرتبہ پر نہ پہنچا تھا۔

۱۴۔ شعبان کو جس کی رات لیلۃ البرات مشہور ہے اور متبرک راتوں میں شمار ہوتی ہے اور ہندوستان قدر اور محاسبان قضا مقدار عمر و مبلغ عمر تمام خلائق کے لئے مقرر کرتے ہیں صلحا و اتقیا لیلۃ القدر کی قدر و منزلت کر کے جاگ کر عبادت

شب برات و عید

کرتے ہیں پادشاہ نے اس رات کو بڑی روشنی کرائی اور بہت روپیہ مستحقوں کو مرحمت کیا۔ ماہ رمضان میں پادشاہ نے علاوہ یومیہ و مدد معاش کے تیس ہزار روپیہ نقد اہل احتیاج کو دیا۔ غرہ شوال کو عید ہوئی۔ پادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر عیدگاہ میں گیا اور نماز ادا کی اور آنے جانے میں بہت روپیہ نثار کیا۔ دریائی خاں رہیلہ جسکو پادشاہ ایام شاہزادگی میں تربیت کیا تھا وہ جنیر میں بادشاہ سے جدا ہو کر خان جہاں صوبہ دار دکن پاس چلا گیا تھا اور اس کو نمکی اور کافر نعمتی پر بس نہیں کی بلکہ اور فاسد اندیشے اور کاسد خیال کئے جب شاہ جہاں پادشاہ ہوا تو عفو تقصیر کے لئے وہ حاضر ہوا۔ شاہجہاں نے عفو تقصیرات کو خلعت مراسم جہانداری و تمامت مکارم فرمان گذاری جان کر اسکے جرموں سے چشم پوشی کی اور خلعت اور منصب چار ہزاری ذات و سہ ہزار سوار مرحمت کیا۔ اٹھارہویں مضان کو آدھی رات کو مجھار سنگھ بندیلہ بھاگ گیا۔ نہم شوال کو مرزا رستم صفوی اور اس کے دو بیٹے مرزا مراد مخاطب بہ التفات خاں اور مرزا حسن صوبہ بہار سے آئے ان کو خلعت مرحمت ہوا۔ مرزا بوڑھا تھا مرض نقرس میں مبتلا تھا ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ سالانہ اسکا مقرر ہوا کہ وہ دار الخلافہ میں اپنی زندگی آرام سے بسر کرے۔

نذر محمد خاں والی بلخ و بدخشاں کو جہانگیر کے انتقال کی خبر پہنچی اور اوس کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ جہاں دکن میں جنیہ کے اندر ہے اور ابھی وہ پادشاہ نہیں ہوا اور اس وقت ہرج مرج ہو رہا ہے اور سلطنت کے عقد میں خلل پڑ رہا ہے اور فوج پرستوں کی زیادہ سری و بیش طلبی سے سرحدوں کے نظم و نسق مختل اور مہمات ملکی و مالی مہمل معطل ہو رہے ہیں تو اس نے میدان خالی دیکھ کر اور فرصت کو غنیمت سمجھکر ملک کابل پر اور اس کے مضافات پر ترکتاز کی باوجودیکہ اس کے بڑے بھائی امام قلیخاں والی توران نے اس کو بہت تاکید کے ساتھ منع کیا مگر اس کا کہنا اس نے نہ مانا اور پندرہ ہزار سوار ازبکیہ اور ایمانان لیکر

نذر محمد خاں والی بلخ و بدخشاں کا حملہ کابل پر اور مراجعت

کابل کی طرف روانہ ہوا۔ جب بادشاہ پاس خبر آئی کہ نذر محمد خاں ولایت کابل میں آگیا ہے اور قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اُس نے احتیاطاً سپہسالار مہابت خاں خانخاناں کو اوزبکوں کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ بیس ہزار سوار اس کے ساتھ کئے پہلے بھی لشکر بسرکردگی خواجہ ابوالحسن مشہدی مخاطب بہ لشکر خان کابل روانہ ہوچکا تھا جب مہابت خاں سہرند میں آیا تو معلوم ہوا کہ اوزبک فرار ہوگئے تو بادشاہ نے اسکو اپنے پاس آنے کا حکم دیا اور معتقد خاں لاہور سے جہانگیر کی پردگیان حرم سرا کو دارالخلافہ میں لانے کے لئے روانہ ہوا۔ نذر محمد خاں کے بھاگنے کا حال یہ ہے کہ ولایت کابل کی سرحد میں جب نذر محمد خاں آیا تو اول ضحاک و بامیان کی نواحی میں آیا اور قلعہ ضحاک کی تسخیر کو پیش نہاد خاطر کیا۔ اس سرزمین کا کوئی قلعہ سختی و شواری میں قلعہ ضحاک کی برابر نہیں ہے اُس نے اپنے بیٹے عبدالعزیز سلطان کو عبدالرحمن کے اتالیق اور چند اور کارآزمودہ بہادروں کے ساتھ پہلے روانہ کیا اور پیچھے خود روانہ ہوا۔ خنجر خاں ترکمان قلعہ دار ضحاک نے خوب مقابلہ کیا اور اوزبکوں کو خوب مارا اور ان کو بھگا دیا۔ نذر محمد خاں نے ان کو بڑی سرزنش و ملامت کی۔ ۱۵۔ رمضان کو امرائے مذکور نے چاروں طرف سے قلعہ پر حملہ کیا مگر خنجر خاں نے اپنی دلاوری سے سب کو ہزیمت دی۔ جب نذر محمد خاں نے جانا کہ قلعہ آسانی سے ہاتھ نہیں آسکتا تو اُس نے یہ ارادہ کیا کہ قلعہ کابل کو کہ بظاہر خالی ہے چل کر لے لیجے جب وہ ہاتھ آجائیگا تو اور قلعوں کا ہاتھ آنا آسان ہوگا وہ اس ارادہ سے روانہ ہوا۔ غوربند و چاریک کاران اور اس کے اطراف کی راہ بند کی گئی تھی ناچار اس نے سیاہ سنگ سے کابل کا آہنگ کیا اور نواح بلغان میں آیا اور سنگر بلغان و بلند کو توڑا (سنگر عبارت اس سے ہے کہ کوہساروں کی تنگناؤں میں دیوار پتھروں کی بناکر پناہ گاہ بنائیں) ولایت میں داخل ہوا اور سرزمین میں جس میں مسلمان رہتے تھے ان کو بالکل لوٹ لیا جو کچھ ہاتھ آیا لے لیا اس تاراج سے

کرنے کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوا۔ شہر سے پانچ کوس پر آیا اور مکر و تزویر سے اُسنے
مکاتیب طرح طرح وعدہ وعید و بیم کے بندہا ربادشاہی اور ہالی دیوانی پاس صالح ایسک
قاسی وغیرہ کے ہاتھ بھیجے۔ یعقوب بدخشی و بالجو قلیچ خاں و شمشیر خاں و متین خاں
و عبدالرحمٰن تریانی اور امرائے دروازہ دہلی کے باہر انجمن مشورہ کرکے ان فرستادوں
کو اپنی محفل میں طلب کیا اور مراسلات کے مضمون پر مطلع ہوکر سب نے کہا کہ ہم فدایوں
کی جب تک جان باقی ہے اپنے بادشاہ کے دشمنوں سے لڑنے میں جان نثاری
کے سوا اور کوئی کام نہیں کرینگے بمقتضا، الدین النصیحۃ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں
کہ اہل قلعہ کی کومک کو لشکر عنقریب آنے والا ہے تم اس قلعہ کی تسخیر کی ہوس نہ کرو اور
اپنے ملک کو مراجعت کرو۔ اگر لشکر آگیا تو پھر تم کو اپنے گھر پہنچنا میسر نہ ہوگا اور اگر ہوگا
تو شرمساری و خواری۔ ایلچیوں نے یہ حال جاکر نذر محمد خاں سے کہا اس نے پنجم ماہ
شوال ۱۰۳۱ھ کو قلعہ کابل کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہر روز یورش ہوتی اور
دونوں سے کشش و کوشش ہوتی اور غالب و مغلوب ہوتے۔ جب ملچار خندق
کے کنارہ پر پہنچ گئے تو ایک دن میر موسےٰ نے قلعہ سے باہر نکل کر دشمنوں پر
مردانہ حملہ کیا اور ان کے سرکوبوں کو خاک کی برابر کیا اور فتح پائی اور بہت سے
توپخانہ چھین لئے۔ مگر خود قتل ہوا۔ غرض تین مہینے تک محاصرہ رہا۔ آخر کو بادشاہی
لشکر غالب رہا۔ لشکر خاں جب پیشور میں آیا تو اُس نے اپنے بیٹے سزاوار خاں کو
لشکر کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ ظفر خاں بھی جو بادشاہ کے حکم سے اس خدمت پر مامور
ہوا تھا پیشاور سے اپنی افواج کے ساتھ لشکر خاں کے استصواب سے بطور منقلا کے
سزاوار خاں کے بعد روانہ ہوا اور چار پانچ دن میں جلال آباد میں آیا۔ اور گندمک
تک پہنچا جب لشکر اوزبک میں لشکر خاں کے آجانے کی خبر آئی تو اس کو
بہت ترس و بیم ہوا جب لشکر خاں موضع تاریک آب میں کہ کابل سے بارہ کوس پر ہے

آگیا تو نذر محمد خاں کو اس کی اطلاع ہوئی اور اس نے سُنا کہ مہابت خاں کو بھی لشکر کے ساتھ روانگی کا حکم ہوا ہے تو اس نے سوچا کہ لشکر پے لشکر پے در پے چلا آتا ہے اس صورت میں کارکارگری سے اور چارہ چارہ سازی تدبیر سے باہر ہو جائیگا بھاگنے کو بھی جگہ نہ رہے گی مناسب ہے کہ عقل کے موافق کام کیا جائے۔ انجمن مشورت منعقد کیا۔ رد و قبول کے بعد یہ بات قرار پائی کہ صلاح وقت یہ ہے کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کیا جائے۔ اس نے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا اور وہ موضع نگرامی میں آیا لشکر خاں بھی نگرامی کو روانہ ہوا اور اس نے اپنے ہراول کو حکم دیا کہ فوراً غنیم کی طرف متوجہ ہو نذر محمد حال دیکھ کر سست ہوا اس کے لشکر میں کثیرے بہت تھے وہ کابل کے محاصرے میں جو تین مہینے رہا پراگندہ ہو گئے تھے اب نذر محمد خاں پاس آٹھ ہزار سوار رہ گئے اس سبب سے بھی اس کے ثبات قدم میں تزلزل ہوا۔ ۹۔ محرم ۱۰۳۸ھ کو بجوڑ کو غنیمت جانا اور غوری کی راہ سے تین روز میں پندرہ روز کی راہ طے کر کے نواح بلخ میں پہنچا اور لشکر خاں ۱۶۔ محرم ۱۰۳۸ھ کو کابل میں داخل ہوا اس فتح کی تاریخ لفظ لشکر فتح ہوئی اس نے تمام حال فتح کا پادشاہ کو لکھا نذر محمد خاں نے کابل کی رعیت اور باشندوں کو سخت اذیت دی تھی اور قزاقی کے طریقہ سے اس دیار کے سادات و شرفا و صلحا و علما و مشائخ کو بہت ستایا تھا تین مہینے تک محصوروں اور رعایا مالگذار پر کمال صعوبت گذری تھی پادشاہ نے اس خبر پر اطلاع پا کر ایک لاکھ روپیہ قاضی زاہد کے ساتھ کابل روانہ کیا کہ سادات و شرفا و صلحا جو لٹ گئے ہیں اون کو دیدے۔ باوجود فتح کے پادشاہ کو مسلمانوں پر ظلم ہونے سے ملال ہوا۔

کہتے ہیں کہ نذر محمد خاں کو اس غارت گری میں بلخ و بدخشاں کے ایک سال کے محصول سے دو چند سہ چند مال ہاتھ آیا ولایات بلخ و بدخشاں اور اس کے اعمال

سے بالکل ماوراء النہر و ترکستان جوان دو بھائیوں نذر احمد خاں و امام قلی خاں پاس ہیں
ان کے دفاتر کی نقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہمہ جہت مال و جوبات و سائر جہات و
نقدی و غلہ و جمع خراج وارتفاعات و زکوٰۃ قریب ایک کروڑ بیس لاکھ سکہ عالی ہے
جو یہاں رائج ہے جس کے ہندوستان کے تیس لاکھ روپیے ہوتے ہیں اسمیں سے
دس لاکھ روپیے امام قلی خاں کے مداخل کے اور چودہ لاکھ روپیہ نذر محمد خاں کے محاصل کے
ہیں۔ ان دونو بھائیوں کی آمدنی خان دوران بہادر نصرت جنگ صاحب صوبہ مالوہ کی برابر
ہے ان دو پادشاہوں کی آمدنی ہندوستان کے ایک صوبہ کی برابر ہے آصف خاں کی
جاگیر ہر سالہ پچاس لاکھ روپیہ کی ہے۔ ہر ایک بھائی کی آمدنی سے ساڑھے تین گنی بلکہ زیادہ
تر ہے ہندوستان کی آمدنی سے ایران توران کی آمدنیوں کو کچھ نسبت نہیں ہے جو ہندوستان
کے سلمان پادشاہ کی آمدنی تھی وہ کہیں اور مسلمان پادشاہ کی آمدنی نہیں ہوئی سرہند
کو پہلے سرہند کہتے تھے اور اب بھی سرہند کہتے ہیں سلاطین غزنویہ کے زمانہ
سے یہیں تک ملک قبضہ میں تھا اس سے آگے ہندوستان کے فرماں روا
سلطنت کرتے تھے اس لئے سرہند کا نام اسم بامسمیٰ تھا جب سارا ہندوستان
مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تو اس کا نام سرہند سے بدل سہرند رکھ دیا

سرہند و سہرند کی تحقیق

پہلے پادشاہوں کے زمانہ میں دیوان عام میں جب پادشاہ دربار کرتا تو بندھے
شاہی کے سر پر کوئی سایہ ایسا نہ ہوتا تھا کہ دھوپ و مینھ سے بچاؤ ہوتا اس لئے
پادشاہ نے حکم دیا کہ عمارت عالی چہل ستون بنائی جائے کہ دیوان عام میں
بیٹھنے کے وقت تابش آفتاب اور رحمت نزول کی امراء کے لئے زحمت نہ ہو۔ یہ

دیوان چہل ستون کی تعمیر

عمارت جھروکۂ دولتخانہ خاص و عام میں ستر گز لمبی و بائیس گز چوڑی چالیس روز
میں پادشاہ کی مرضی کے موافق تیار ہوئی۔ اس ایوان کے تین طرف راہیں ہیں
جن میں سے امراء خدمت پیشہ و منصبدار روشناس آتے جاتے ہیں ایک چاندی کا مجر

جس کو ہندی میں کٹہرہ کہتے ہیں لگایا گیا ہے۔ اس دیوان میں ہر امیر کے لئے ایک جگہ معین ہے زیادہ تر امیر اس مجرے سے پیٹھ لگا کے اور بعض زیادہ تر مقرب امیر دو ستونوں سے جو جھروکہ کے نزدیک ہیں کھڑے رہتے ہیں۔ قور بردار ذریں علم اور طوغ و قور خاصہ لیکر بائیں طرف پشت بدیوار قیام کرتے ہیں۔ اس عمارت کے آگے ایک صحن وسیع ہے اس کے گرد ایک رنگین چوبیں مجرہ ہے اور اس پر مخمل و زربفت کا سائبان لگاتے ہیں اسمیں منصب دار دو صدی سے زیادہ اور احدی کماندار و تفنگچی اور کچھ تابین امرا کے بار پاتے ہیں دولتخانہ خاص و عام اور ان دونو مجروں کے دروازوں پر گرز برداروں اور یساولوں کا پہرہ رہتا ہے وہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں وہ بیگانونکو اور ان کو جنکا مرتبہ آنے کا نہ ہو روکتے ہیں۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ لاہور میں بھی جھروکہ دولتخانہ خاص عام کے سامنے اسیطرح کا ایک دیوان بنایا جائے اور شاہ برج کی عمارت تمام کریں۔

امام قلی خاں والی توران نے جہانگیر کی حیات میں اس مضمون کا عریضہ بھیجا تھا کہ شاہ عباس نے فرصت میں قندہار پر تصرف کیا ہے۔ اگر پادشاہزادہ شاہجہاں کو مہم تسخیر قندہار پر مامور فرمائیں تو ہم دونو بھائی۔ جن کو آپ اپنا فرزند جانتے ہیں رفاقت کرکے قندہار کو تصرف میں لاکر ماوراء النہر و بلخ و بدخشاں کو تصرف میں لائیں اور ان ولایات مفتوحہ میں سے جو کچھ مجھ کو آپ عنایت فرمائینگے میں اس پر قناعت کرونگا اور ہمیشہ ملک قدیم و جدید کی امداد اور اعانت میں کوشش کرونگا جہانگیر اس نامہ کے مضمون پر مطلع ہوکر اس کام کے لئے لشکر آمادہ کرتا تھا کہ اس کو موت آگئی جب شاہجہاں نے جلوس کیا تو باوجودیکہ نذر محمد خاں اس کے بھائی نے کابل میں تاخت و تاراج کی تھی مگر امام قلی خاں نے پھر مضمون مذکور تحریر کیا اور خواجہ عبد الرحیم توران سے پادشاہ کے حضور میں آیا مگر خواجہ اس جہان سے اس جہان کو چلا گیا اس سبب سے جواب میں تاخیر

ہوئی۔ مقدمہ کابل کی رفع حجاب کے لئے بادشاہ نے جواب لکھا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے جواہر و آلات مرصع اور نقد حکیم محمد صادق پسر حکیم ہمام کے ہاتھ روانہ کئے اور خواجہ محمد صادق پسر خواجہ عبدالرحیم مرحوم کو بیس ہزار روپیہ صاحبقراں کے روضہ کے مجاوروں کے لئے دیکر حکیم کے ساتھ روانہ کیا اور دس ہزار روپیہ انعام خواجہ حسن برادر کلاں خواجہ کو انعام دیا اور یہ نامہ لکھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا گرامی نامہ محرک سلسلہ مصادقت ہوا اسکے جواب میں سیوں سے تاخیر ہوئی۔ اول خواجہ عبدالرحیم کے فوت ہونیسے دوم نذر محمد خاں کا بے فکری اور تجربہ کاری کے سبب سے ہوا یام شباب کے لئے لازم ہے کابل کی تاخت و تاراج کرتا امید ہے کہ ہمیشہ اسی طریقہ برادرانہ ہمارے تمہارے درمیان جاری رہے۔

نرسنگہ دیو بندیلہ جہانگیر کی ایام شاہزادگی سے خدمت میں رہتا تھا اور شیخ ابوالفضل کو قتل کرکے اس نے محرمیت اور اعتبار کو بہت بڑھایا تھا۔ آخر سلطنت میں بادشاہ کی علالت کے سبب سے انتظام سلطنت میں خلل پڑا اور امراء طمع آمود پر مدار المہام ٹھیرا اور باز پرس کا ہنگامہ افسردہ اور باز خواست کا بازار کساد ہوا تو اوس نے رشوت کو دست آویز بناکے ان زمینداروں کی محال پر جو اس کی ولایت کے حوالی میں تھیں دست تعدی و تطاول دراز کیا۔ ثروت و کمنت۔ و خزائن و دفائن اور سواد جمعیت و دستگاہ و دولدیت سیر حاصل اور سپاہ ایسی بہم پہنچائیں کہ سارے ہندوستان میں کسی راجہ کے پاس نہ تھیں وہ جہانگیر کے مرنے سے تین چار مہینے پہلے مرگیا۔ جھار سنگہ اس کا بیٹا اس کا جانشین ہوا۔ باپ نے جو املاک و اموال اس مدت مدید میں جمع کئے تھے وہ یکبارگی بے محنت اس ناخلف کو ہاتھ لگے شاہجہاں بادشاہ سوا سلطنت میں تشخیص معاملات و تنقیح مہمات ہونے لگیں جس سے بیم و امید پیدا ہوئے جھار سنگہ کے دل میں ایسے توہمات باطل اور تخیلات لاطائل پیدا ہوئے کہ وہ آدھی رات کو دار الخلافہ اکبرآباد سے اپنے وطن کو بھاگ گیا

جھار سنگہ بندیلہ کی سرکشی و گوالیار کا سفر

اس کو اپنی دولت موفورہ اور قلاع حصینہ اور اشجار متراکمہ جس کی حفاظت میں اسکے
باپ دادا برسوں رہے تھے غرور تھا وہ بھاگ کر اوندچھ میں جو اسکی پناہ جائے تھی پہنچا
لشکر کو تیار اور قلعوں کو مستحکم اور اسباب قلعہ داری کو جمع اور مداخل و مخارج کو محکم کرنے لگا
اور مفسدان مردم آزار کا طریقہ اختیار کیا۔ رعایا و مسافروں کے مال پر دست اندازی کی
جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے خانخاناں مہابت خاں سپہ سالار کو دس ہزار سوار
اور پانچہزار بندوقچیوں اور پانچسو بیلداروں و تبرداروں کو گوالیار کی راہ سے اس کے
تعاقب میں بھیجا۔ سید مظفر بارہ و اسلام خاں و دلاور خاں و سردار خاں و راجہ رامداس و نظر بہادر
اور دس اور امیر اس کے وطن کے خراب کرنے اور اسکے استیصال کے لئے تعین کئے اور
مہابت خاں کو ایک لاکھ روپیہ دیا خانجہاں لودی صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ اس صوبہ
سے اپنے ہمراہیوں اور کمکیوں کو لیکر مہابت خاں کی کمک کرے۔
بہارت سنگہ بندیلہ جو اس ولایت کے ارث کے سبب سے جھجھار سنگہ سے عداوت
رکھتا تھا اس کو بھی اس مہم میں شریک کیا عبداللہ خاں فیروز جنگ مامور ہوا کہ کالپی
کی سپاہ اس ملک میں لے جائے اور بہادر خاں رہیلہ کو حکم ہوا کہ دو ہزار بندوقچی
اور بہت سے بیلدار و تبردار لے کر جانب شرقی سے اس کی گوشمالی کرنے کے لئے
روانہ ہوا اور یمین الدولہ کی فوج میں سے دو ہزار سوار بسرداری محمد باقر بھیجے گئے
غرض کل لشکر ۲۷ ہزار سوار و ۶ ہزار تفنگچی ۱۵ سو بیلدار اس راجہ کی استیصال کے لئے
روانہ ہوئے اور بادشاہ خود شکار کے لئے اس دیار کی طرف روانہ ہوا۔ فتحپور میں
آنکر سال سی و نہم عمر کا جشن وزن قمری کیا اول ربیع الثانی ۱۰۳۸ھ کو یہ مجلس آراستہ
ہوئی۔ انعام اکرام بہت کچھ ہوا۔ پھر جشن سے فارغ ہو کر شیر و شکار کے لئے قلعہ گوالیار
کی طرف متوجہ ہوا۔ قلعہ کے مکانوں کی سیر کی۔ قیدیوں کے مکان پر گذر
ہوا۔ ان کے حال پر رحم آیا۔ سوائے چند آدمیوں کے جن کا حبس دائمی شرعاً

واجب ولازم تھا قید رکھا اور باقی کو جو عذاب شدید میں گرفتار تھے خلاص کیا۔ لشکر نے بجھار سنگھ کے قلعہ کو جا کر گھیر لیا اور اُسکے آدمیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ بادشاہ کے گوالیار آنے سے قلعہ کشا سپاہ کو تقویت ہوئی اور بجھار سنگھ کا دل شکستہ ہوا وکیل زبان فہم کو بھیجکر عرض کیا کہ اگر میری تقصیرات اور گناہ معاف ہوں تو پھر میں نافرمانی نہیں کرونگا اس ضمن میں یہ خبر آئی کہ عبداللہ خاں و بہادر خاں رہیلہ و بہارت سنگھ بندیلہ نے قلعہ ایرچ کو فتح کر لیا اور تین ہزار آدمیوں کو قتل کیا بادشاہ نے بہارت سنگھ بندیلہ کو نقارہ سے بلند آوازہ کیا لشکر بجھار سنگھ کا بھی کام تمام کیا ہوتا کہ مہابت خان خاناں نے بادشاہ سے اسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست کی بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ ہمارے پاس آن کر آستاں بوسی کرے۔

پہلے بیان ہوا ہے کہ جہانگیر کے مرنے کے بعد اور شاہجہاں کے تخت پر بیٹھنے سے پہلے خان جہاں لودی نے تمام محال بالا گھاٹ کو نظام الملک کے حوالے کر دیا تھا جب شاہجہاں بادشاہ ہوا تو اُس نے نظام الملک کو فرمان بھیجا کہ بالا گھاٹ کی محال جو پہلے ہماری سلطنت سے متعلق تھی اور بدنظمی کے سبب سے تم اس پر متصرف ہو گئے تھے اس سے دست کشی کر کے پھر اولیاء دولت کو بازگذاشت کرو اور فرمانبرداری اختیار کرو اور خودسری و خودکامی کو چھوڑو۔ اگر ان محال کے چھوڑنے میں اہمال کرو گے تو خان زماں کو جو اپنے باپ کی جگہ نیابت میں کام کر رہا ہے حکم دیا جائیگا کہ وہ لشکر کو لے کر بالا گھاٹ پر متوجہ ہو اور ان محال کو تمہارے تصرف سے نکال لے اور سرکشی کی سزا دے نظام الملک نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور بالا گھاٹ کے اماکن کو بندہائے پادشاہی کو حوالہ کیا اور عرض کیا کہ سید کمال قلعہ دار بیر اپنا قلعہ پادشاہی آدمیوں کو نہیں حوالہ کرتا جب نظام الملک کی عرض داشت آئی تو یہ حکم ہوا کہ خان زماں لشکر لے جا کر

نظام الملک سے بالا گھاٹ چھیننا۔

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہے تسخیر کرے۔ جب وہ لشکر لے کر آیا تو سید کمال نے قلعہ اس کو حوالہ کر دیا پھر خان زماں برہان پور کو چلا گیا۔ جس وقت خاں زماں بیر کی تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پردازی سے ساہوی بھونسلا کو چھ ہزار سوار دے کر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک میں شورش برپا کرے جس سے شاید قلعہ بیر کی فتح میں التوا ہو دریائے پیلہ جو پشادہ کا جاگیر دار تھا ہوا اور سیل کی طرح دوڑا اور اس نے ان سرنشوں کو میان دوآب تپتی اور نربدا میں گھیر کر ملک سے باہر کر دیا اس سال میں پادشاہ نے چار لاکھ ایک سو بیس موضع در و بست علاوہ بہت سی نقد کے بوسید صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو مرحمت کئے۔

واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ھ مطابق ۲ - دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ھ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا۔ اس تاریخ میں معتقد خاں نے جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبر آباد میں لایا تھا گوالیار میں آستاں بوس ہوا ۳- تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہونے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا۔ ایک مرتبہ سونے سے اور دوسری مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس سے پادشاہ نے اپنے تئیں تولا ان اشیاء کو بخشش کر دیا۔ اگرچہ پادشاہ سلخ ربیع الاول ۱۰۳۸ھ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق ساعت میں ضعیف ہو تو مجلس جشن میں روز کے اندر کسی اور تاریخ میں منعقد ہو۔

۲۴- کو پادشاہ نے گوالیار میں ۳۳ روز رہ کے اکبر آباد کی طرف مراجعت کی اور ۳ ماہ ۷ روز بعد پادشاہ دار الخلافہ میں آیا اس تاریخ میں مہابت خاں جو بندیلہ کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ پادشاہ کی خدمت میں آیا اور اوس نے عرض کیا کہ بجھار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو۔ بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ اس کو لائیں مہابت خاں نے فوطہ اس کی گردن میں ڈالا اور اس کے دونوں سرے

بجھار سنگھ کا بادشاہ پاس آنا

...ں پکڑے گناہ گاروں کے طور پر حضور کی پیش گاہ میں عفو گناہ کے لیے پیش کیا
...سے ہزار مُہر نذر میں لی گئیں اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اُس کے
...ہاتھیوں میں سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی
...جاگیر میں سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت کی
...اس کی باقی جاگیر خانجہاں و عبداللہ خاں بہادر و سید مظفر خاں و بہارت سنگھ
...اس کے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ جھجھار سنگھ دو ہزار سواروں و دو ہزار
...پیادوں کے ساتھ دکن میں خدمات بجا لائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات جو
...نے ظلم و ستم سے اپنے قبضہ میں کر لیں تھیں ان کو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر
...کو ہاتھ نہ لگائے۔

۲۴۔ رجب ۱۰۳۸ھ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ
...ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ مہابت خاں خانخاناں دکن کا صوبہ دار ہوا۔ دیوانی کل
...کی افضل خاں شیرازی کو مرحمت ہوئے اس کی وزارت کی تاریخ ہے شد فلاطون وزیر اسکندر
...وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان میں آیا تھا اور میر سامانی کے مہام میر
...کو جس کا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی۔

بخشش نوروزی و تعین خیرات

۲۷۔ رجب کو پادشاہ نے دس ہزار روپیہ مستحقوں کو خیرات کے لئے اور یہ مقرر ہوا کہ ہر
...یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ ۱۵۔ شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ ماہ
...رمضان میں اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم میں اور دس ہزار روپیہ بارہویں ربیع الاول
...حاجتوں اور نیازمندوں کو دیا جائے اسکے عہد میں ساری یہ خیراتیں جاری رہیں۔

قلعہ بامیان

ان دنوں میں کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا
...شکر خاں صوبہ دار کابل نے ایک جماعت لشکر کو بسرکردگی بالجو قلیچ و خنجر خاں و
...وش بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا۔ سرحد کابل و

حاشیہ

بیر کو جسکی آمدنی دس کروڑ دام کی ہے تسخیر کرے۔ جب وہ لشکر لے کر آیا تو سید کمال نے قلعہ اس کو حوالہ کر دیا پھر خان زماں برہان پور کو چلا گیا۔ جس وقت خاں زماں بیر کی تسخیر پر متوجہ ہوا تو نظام الملک نے حیلہ سازی و مکر پردازی سے ساہوی بھونسلا کو چھ ہزار سوار دے کر دولت آباد سے روانہ کیا کہ خاندیس کے ملک میں شورش برپا کرے جس سے شاید قلعہ بیر کی فتح میں التوا ہو ورنہ اسے پہلے جو پشادہ کا جاگیر دار تھا ہوا اور سیل کی طرح دوڑا اور اس نے ان سرنشوں کو میان دوآب تپتی اور نربدا میں گھیر کر ملک سے باہر کر دیا اس سال میں پادشاہ نے چار لاکھ ایک سو بیس موضع در ولست علاوہ بہت سی نقد کے بوسیلہ صدر کے طبقہ ارباب استحقاق کو مرحمت کئے۔

واقعات سال دوم جلوس ۱۰۳۸ھ مطابق ۲ - دسمبر ۱۶۲۸ء

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۸ھ کو سال دوم جلوس کا آغاز ہوا۔ اس تاریخ میں معتقد خاں نے جہانگیر کے مستورات حرم کو لاہور سے اکبر آباد میں لایا تھا گوالیار میں آستاں بوس ہوا۔ ۳- تاریخ کو عمر کے ۳۷ سال ختم ہونے اور ۳۸ سال کے شروع ہونے پر شمسی وزن ہوا۔ ایک مرتبہ سونے سے اور دوسری مرتبہ چاندی سے اور دس بار اور اجناس سے پادشاہ نے اپنے تئیں تولا ان اشیاء کو بخشش کر دیا۔ اگرچہ پادشاہ سلخ ربیع الاول ۱۰۳۸ھ کو پیدا ہوا تھا مگر یہ مقرر ہوا تھا کہ اگر اس تاریخ کو اوضاع فلکی کے موافق ساعت میں ضعیف ہو تو مجلس جشن میں روز کے اندر کسی اور تاریخ میں منعقد ہو۔

۲۳- کو پادشاہ نے گوالیار میں ۳۳ روز رہ کے اکبر آباد کی طرف مراجعت کی اور ۳ ماہ ۷ روز بعد پادشاہ دار الخلافہ میں آیا اس تاریخ میں مہابت خاں جو بنگالہ کی مالش کے لئے مقرر ہوا تھا وہ پادشاہ کی خدمت میں آیا اور اوس نے عرض کیا کہ بجھار سنگھ کو کورنش کی اجازت ہو۔ بخشیان عظام کو حکم ہوا کہ اس کو لائیں مہابت خاں نے فوطہ اس کی گردن میں ڈالا اور اس کے دونوں سرے

بجھار سنگھ کا پادشاہ پاس آنا

ہ میں پکڑے گناہ گاروں کے طور پر حضور کی پیش گاہ میں عفو گناہ کے لیے پیش کیا
اس سے ہزار مُہر نذر میں لی گئیں اور پندرہ لاکھ روپیہ جرمانہ کے طور پر لیا اور اُس کے
تمام ہاتھیوں میں سے چالیس ہاتھی چھانٹ کر لئے اور حسب الحکم اہل دیوان نے اسکی
تمام جاگیر میں سے منصب چار ہزاری چار ہزار سوار کے موافق جاگیر واگذاشت کی
اور اوس کی باقی جاگیر خانجہاں و عبداللہ خاں بہادر و سید مظفر خاں و بہارت سنگھ
بندیلہ اس کے بھائی کو مرحمت ہوئی اور یہ حکم ہوا کہ بجھار سنگھ دو ہزار سواروں و دو ہزار
بندیلہ پیادوں کے ساتھ دکن میں خدمات بجا لائے اور اپنے ہمسایہ کے محالات جو
اس نے ظلم و ستم سے اپنے قبضہ میں کرلیں تھیں ان کو بالکل چھوڑ دے اور کبھی پھر
ان کو ہاتھ نہ لگائے۔

۲۴۔ رجب ۱۰۳۳ھ کو نوروز ہوا اس روز مہد علیا ممتاز الزمانی بیگم کا دس لاکھ روپیہ
پر ایک لاکھ روپیہ کا اضافہ ہوا۔ مہابت خاں خانخاناں دکن کا صوبہ دار ہوا۔ دیوانی کل
ممالک کی افضل خاں شیرازی کو مرحمت ہوئے اس کی وزارت کی تاریخ ہم شد فلاطون وزیر اسکندر
ہوئی وہ دار العلم شیراز سے تعلیم پاکر ہندوستان میں آیا تھا اور میر سامانی کے مہام میر
بخشی کو جس کا نام محمد امین تھا عنایت ہوئی۔

جشن نوروزی و تعین خیرات

۲۷۔ رجب کو پادشاہ نے دس ہزار روپیہ مستحقوں کو خیرات کئے اور یہ مقرر ہوا کہ ہر
سال یہ روپیہ اس شب متبرک کو اور دس ہزار روپیہ ۱۵۔ شعبان کو اور تیس ہزار روپیہ ماہ
رمضان میں اور دس ہزار روپیہ عشرہ محرم میں اور دس ہزار روپیہ بارہویں ربیع الاول
کو محتاجوں اور نیازمندوں کو دیا جائے اسکے عہد میں ساری یہ خیراتیں جاری رہیں۔

قلعہ بامیان

ان دنوں میں کابل کے وقائع نویس کے نوشتہ سے پادشاہ سے عرض کیا گیا
کہ لشکر خاں صوبہ دار کابل نے ایک جماعت لشکر کو بسرکردگی بالجو قلیچ و خنجر خاں و
عوض بیگ قاقشال کے بامیان کے قلعہ کی تاخت کے لئے بھیجا۔ سرحد کابل و

بلخ پر یہ پرانا قلعہ ویران پڑا تھا۔ جب نذر محمد خاں نے کابل سے غور بند کی راہ سے فرار کیا تو بلنگوتش نے اثنا مراجعت میں راہ ضحاک میں اپنے ایماقات میں سے اس قلعہ میں اوزبکوں کا ایک گروہ چھوڑا اور اس کے حکم سے اوزبکوں نے قلعہ کی مرمت کی اور آذوقہ جمع کیا۔ جب فوج شاہی قلعہ ضحاک میں پہنچی تو یہ اوزبک قلعہ بامیان کو چھوڑ کر بھاگ گئے پادشاہی لشکر نے وہاں پہنچکر اس قلعہ کو بالکل مسمار کر دیا۔

فیل سفید و عجیب شکار

محمد اکبر شاہ غازی پاس چھ ہزار ہاتھی تھے مگر ایک بھی ان میں سفید ہاتھی نہ تھا سفید ہاتھی کی تمنا میں اسکی عمر ختم ہوگئی اور وہ نہ ہاتھ لگا۔ ان دنوں میں خواجہ نظام تاجر جو بنادر پیگو واپسی کی طرف گیا وہاں ایک ہاتھی جسکا رنگ مائل بہ خاکستری تھا خریدا۔ اگرچہ وہ بہت لاغر تھا مگر ندرت رنگ کے سبب اسکو مول لیا اور ہندوستان کا ارادہ کیا۔ بارہ سال یہ ہاتھی اس پاس رہا۔ روز بروز رنگ اس کا سفید ہوتا گیا۔ جب دلیر خاں کو جہانگیر میں یہ سوداگر مدتوں رہا تھا۔ اس ہاتھی کی خبر ہوئی تو اُسنے اس کمیاب گراں بہا جانور کو خاطر خواہ قیمت سوداگر کو دیکر خریدا اور بطریق پیشکش کے بادشاہ پاس بھیجا جسنے اسکا نام گج پتی رکھا۔

خان جہاں لودی کی بغاوت اور اسکا گرد سے نکلا بھاگنا

پنجم صفر کو یمین الدولہ نے دو زنار دار تراتی پادے کے روبرو پیش کئے اور عرض کیا کہ یہ دونو دس ہندی بیتیں جو دس شاعروں نے تازہ کہی ہوں اور کسی نے نہ سنی ہوں ایک دفعہ میں سُنکر یاد کر لیتے ہیں اور ان ابیات کو اس ترتیب سے کہ شعراء پڑھتے ہیں از بر سُنا دیتے ہیں اور دس بیتیں اس وزن اور مضمون کی بدیہہ کہہ دیتے ہیں اس کا امتحان ہو کر دونو کو خلعت اور ہزار ہزار روپیہ انعام دیا گیا۔

خاں جہاں لودی جس کا اصل نام بیرم یا پیرا تھا۔ جہانگیر کی سلطنت میں ادنیٰ درجہ سے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ گیا تھا۔ یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب دکن میں شورش ہوئی وہ دکن کا صوبہ دار تھا تو اُس نے نظام الملکیوں سے سازش کر کے ولایت بالاگھاٹ چھ لاکھ ھن کی طمع میں آن کر دیدی جس کی ۵۵ کروڑ دام کی جمع تھی اور کروڑوں روپیوں

اور لاکھوں سادات و اشراف آدمیوں کی جانوں کے عوض میں وہ پادشاہوں کو ہاتھ لگی تھی جب شاہجہاں نے اکبرآباد آنے کا قصد کیا تو جان نثار خاں کے ہمراہ فرمان طلب اپنے دستخط خاص سے لکھکر بھیجا اور اسکو تکلیف رفاقت ازراہ لطف کی اسکے جواب میں کلمات لایعنی اور خوزبان پر لایا اور حکم بجا نہ لایا اور اسکے سوا تنک ظرفی یہ کی کہ برہانپور سے آگرہ میں آیا اور بعض محالات سرکار تاراج کیا اور منڈو کا محاصرہ کیا جب شاہجہاں کے جلوس کی خبر اسنے سُنی اور راجہ جے سنگھ و گج سنگھ اور ہلول وغیرہ اسکی ہمراہی سے جدا ہوئے تو اُسنے محاصرہ چھوڑا اور برہانپور میں چلا گیا اور بعد ازاں اُسنے پادشاہ کو عریضہ لکھ بھیجا جس میں جلوس کی تہنیت دی اور ایام گذشتہ کے افعال کی ندامت کا اظہار کیا۔ اگرچہ پادشاہ جانتا تھا کہ اس کے زبان و دل متفق نہیں ہیں مگر وہ عذرخواہ ہوا ہے اُس نے اپنی خطابخشی و جرم پوشی کی وجہ سے صوبہ برہانپور و برار پر چند مدت کے لئے بحال کر دیا اور جب مہابت خاں کو دکن کا صوبہ دار مقرر کیا تو اُس کو مالوہ کی صوبہ داری پر سرافراز کیا پھر وہ مہم جھجھار سنگھ کی کومک کے لئے مقرر ہوا اور فتح کے بعد پادشاہ کے حضور میں آیا۔ پادشاہ کوئی کم التفاتی کی بات زبان پر نہ لایا۔ بلکہ اُس کے حال پر اس قدر التفات کیا کہ وہ کینہ خواہ ظاہر بینوں کے لئے بہت عجیب و غریب تھا۔ مگر مشہور ہے کہ الخائن خائف (خیانت کرنے والا خوف کرنے والا ہوتا ہے) وہ اپنی تقصیرات سے جو اندازہ تھا، سابق سے زیادہ تھیں ترساں و لرزاں رہتا تھا۔ اُسکے بیٹوں کا ہمدم و ہم بزم مخلص خاں کا بیٹا لشکری تھا۔ اُس نے خوش طبعی کے طور پر دوستی کے اظہار کے لئے ان سے کہا کہ باوجود ان تقصیرات کے پادشاہوں کی تدبیر سے غافل رہنا اور اندیشہ انتقام سے فارغ ہونا حزم و دانائی سے باہر ہے آج کل میں تمہارے اعمال ناصواب کی سزا تمہارے حال پر عائد ہوگی۔ اس ذکر پر بیٹوں نے خاں جہاں خاں کو مطلع کیا یہ پیرکہن کار اس تذکرہ سے متوہم ہوا اور فکر کرنے لگا۔ دربار میں جانا اور مجرا کرنا چھوڑ دیا گھر میں گوشہ نشین ہوا اور ایک ہزار سوار تجربہ کار

اپنے دروازہ پر بٹھائے۔ پادشاہ کو جب اسکی اطلاع ہوئی تو اُسنے اسلام خاں کو تسلی
کے لئے بھیجا تو ہم کے سبب کا استفسار فرمایا اسکے جواب میں اُس نے کہا کہ حضور کا مزاج مجھ سے منحرف
ہے اور مجھے اپنی آبرو پر نظر ہے افغان اور کل صاحب عزتوں میں آبرو پر جان و مال فدا ہوتے ہیں
یہ عذر خواہی کر کے اُسنے التماس کیا کہ یا تو جان بخشی کا خط آزادی جو بندہ کے قدیم کا توقیع شدہ
ہوتا ہے مرحمت ہو یا حکم ہو کہ میں اپنے سر کو کاٹ کے نیزہ پر لگا کے حضور کی خدمت میں بھیجدوں
پادشاہ نے فرمایا کہ اسکی نجات کے لئے امان نامہ یمین الدولہ کی مُہر لگا کے دیدیں بعد ان مراسم
کے وہ چند روز بدستور سابق مجرا کرنے آیا۔ پھر برہم کار مصاحبوں نے یہ مضمون دل نشین
خاطر نشان کیا کہ یہ سارے الطاف و عنایتیں اس لئے ہیں کہ تیرے شجر حیات پر تیشہ
لگے تو پھر اسکے دل میں پہلے سے زیادہ وسواس اور ہراس پیدا ہوئے اور اُس نے
فرار کی تیاری کی۔ آصف خاں کو جب اس بات پر اطلاع ہوئی تو اُس نے پادشاہ
سے التماس کیا کہ اس کے گھر پر چوکی بٹھائی جائے۔ پادشاہ نے کہا کہ بے تحقیق
و ثبوت تقصیر چوکی کے بٹھانے سے اس کی خفت ہو گی اس ضمن میں خاں جہاں
نے جو کچھ ہاتھی اور گھوڑے اور جواہر اُس پاس تھے ان کی فہرست بنا کر بطریق تحفہ
پیش کش کے لئے پیش کئے۔ کہ وہ سرکار میں ضبط ہو جائیں۔ پادشاہ نے چند لعل و جواہر
قبول کر کے باقی کو معاف کیا آخر کو غضب سلطانی کے توہم سے جو قہر الٰہی کا مظہر
ہوتا ہے اور خطاؤں کے خیال سے جو عالم خطا بخشی و جرم پوشی میں اندازہ قبول
عقل سے زیادہ تھیں۔ ایک رات کو دو گھڑی رات گئے اس نے چھوٹے بڑے متعلقین
میں سے بعض کو ہاتھی پر اور بعض کو گھوڑوں پر برقع پوش کر کے سوار کیا
اور جریدہ خانہ بدوش ہو کر دو ہزار افغان جرار کہ جن میں اکثر اس کے خویش
تبار و یک جان و دو قالب تھے اور بارہ فرزند و داماد تھے اور تین سو پیادے
اور شاگرد پیشہ ہوا خواہ قدیمی تھے ساتھ لئے اور آگرہ سے نقارہ بجاتا

نکلا اور مرحلہ پیما ہوا ایک پہر رات گئے پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا پادشاہ نے
اس ساعت خواجہ ابوالحسن وخدمت پرست خاں عرف رضا بہادر و سید مظفر خاں بارہ و
میر خاں وغیرہ نامی امیروں اور نامدار راجاؤں کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا اور شدید
سزا دل اسکے لانے کے لئے تعین کئے اور پادشاہ دیوان سے نہ گیا گیارہ گھڑی رات گئی اور
چار گھڑیاں عرض کرنے اور امیروں کے اطلاع دینے میں اور شہر کے دروازہ سے باہر آنے
میں لگیں کہ محمد رضا بہادر میر آتش وغیرہ آٹھ سات امیروں اور دو تین راجاؤں کا آجانا معروض
ہوا پھر اور امیروں کے لئے تاکید و تہدید و وعدہ و وعید کر کے محل میں پادشاہ تشریف
فرما ہوا اس واقعہ میں مرشد پرست نوکروں کی اطاعت اور پادشاہ کی پرداخت خانہ پروروں
کی اور امور ملکی کی تقیید بڑی تعجب خیز ہے کہ تین چار گھڑی کے عرصہ میں سارے امیر
گھوڑوں پر زین لگا کے اور اونٹوں اور ہاتھیوں پر اسباب لاد کے جنگ کے لئے
تیار ہو گئے۔ دوسرے روز صبح کو چھ گھڑی دن چڑھے خان جہاں خان لودی آب
دھول پور پر کہ اکبر آباد سے اٹھارہ کروہ ہے اپنے قبائل اور فرزندوں کو
اتار رہا تھا کہ ناگہاں لشکر شاہی پیچھے سے نمودار ہوا اور ایک پہر دو گھڑی چڑھے
مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا۔ خان جہاں مال اور عیال کو اتار کر پھرا اور دریا کے
کنارہ پر قلب مکانوں میں مورچے جمائے اور پادشاہی فوج کو روکا لشکر پادشاہی
میں سے ہر امیر معدود خاص افسروں کے ساتھ احدیوں اور برقندازوں
کی فوج لیکر پہنچا تھا باقی سپاہ سیل رواں کی طرح دوان گھوڑے دوڑاتی
ہوئی آتی تھی غرض بہادروں نے مقابلہ میں تقدیم کی خصوصاً خدمت
پرست خاں نے توپ خانہ کے آدمیوں سے خوب کام لیا اور خواص خاں
بخشی و مرحمت خاں بخشی احدیاں و سید مظفر خاں بارہ نے ابتدا میں دست و
بازو تیر اندازی میں کھولے دو نوطرف سے تیروں کا مینھ برسنے لگا

دلاوران جنگ جو اور مبارزان رزم خو نے آپس میں ہمچشمی کے سبب سے خوب مردانہ جانبازی
کی۔ خدمت پرست خاں کی پیشانی پر تیر لگا۔ باوجودیکہ اسکے چہرہ پر خون تلاتل بہ رہا تھا مگر
اُسنے دم واپسیں تک تردد نمایاں کئے اور نقد جاں کو اپنے قبلہ برحق پر نثار کیا۔ جب
بزم کارزار میں مشعلہ پیکار بلند ہوا افغانوں نے مردانہ چپقلشیں کیں دو تو طرف کے
لڑنے والوں نے موت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ سرکو باد فنا میں دیکر ایک متاع
بے اعتبار زیر پا افتادہ دیکھی۔ راجہ بیٹھلداس و پرتھی راج مع رجپوتوں کی جماعت کے
ہندوستان کے دستور کے موافق گھوڑوں پر سے اُترے اور افغانوں پر حملہ کیا اور زخمی
ہوئے خواص خاں بھٹی و مرحمت خاں نے چند نامور افغانوں کو مار کر زمین کو اپنے خون
سے گلزار کیا سید محمد شفیع نبیرۂ سید مظفر خاں بارہ اور انیس بارہ کے سیدوں کے ساتھ
واداکے روبرو مارا گیا اور سید مظفر خاں اور اس کے پچاس ہمراہی زخمی ہوئے۔ راجہ
بیٹھلداس چند راجپوتوں اور ستر مغل احدیوں کے ساتھ مارا گیا۔ پرتھی راج راٹھور
پیادہ اور خاں جہاں خاں سوار باہم مقابل ہوئے اور ایک نے دوسرے کو
نیزوں سے زخمی کیا مگر سالم جدا ہوگئے اور جانیں سلامت لے گئے۔ خاں جہاں
کے دو بیٹے عظمت خاں و حسین خاں اور اُس کا داماد شمس خاں مع اسکے دو بھائی
محمد خاں و محمود خاں جو عالم خاں لودی کے پوتے تھے۔ یہ پانچوں روز نبرد میں شیر
کے پنجہ کو رنج دیتے تھے اور فیل دماں کو امان نہ دیتے تھے مع ساٹھ افغانوں کے
کہ خان جہاں سے دور و نزدیک کا رشتہ رکھتے تھے کشتہ ہوئے اوس کے اہل و
عیال کا دریا سے عبور کرنا دشوار تھا اس لئے وہ اس سے پہلے کشتہ ہوئے
خان جہاں کے بیٹے جس وقت لڑائی میں مصروف تھے ان کے قسم دینے سے خانجہاں
نے فرصت پاکر چند لونڈیوں اور دو بیویوں کو دریا سے عبور کرایا اور جماعت خانجہاں
کی عورتوں کی ایک جماعت کو اور سات بیٹوں اور خویشوں اور افغانوں کی

ایک جماعت کو جن کی عورتوں نے خود اپنے تئیں دریا میں ڈبو دیا تھا ساتھ لیکر دریا چنبل سے عبور کیا اور کشتیوں کے تختوں کو جو لشکر شاہی کے پہنچنے سے پہلے اس طرف دریا کے تھیں توڑ ڈالا اور راہ راست کو چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا باقی سب بیر صغیر و کبیر مع مال و عیال و اثقال و وبال میں آنکر تاراج و اسیر و کشتہ ہوئے جب جنگ ختم ہوئی تو فدائی خان و خواجہ ابوالحسن و معتمد خاں و رائے راؤ و خان زماں و راجہ جے سنگھ وغیرہ امراء اور فوج جو پیچھے رہی تھی متواتر آنکر لشکر سے ملے رات کی بیداری اور راہ کی ماندگی اور مردوں کی تکفین و تدفین کی ضرورت اور خانجہاں کے راہ کی دریافت اور کشتیوں کا موجود نہ ہونا یہ سب باتیں دریا کے کنارہ پر توقف کا سبب ہوئیں سخت زخمیوں کی جماعت عبور کے قصد کی مانع ہوئی تا چار باقی روز اور تمام شب دریا پر ٹھیرے۔ کشتیوں کی تلاش کی۔ مردوں کو دفن کیا۔ نیم جاں زخمیوں کی مرہم پٹی کی دوسرے روز دوپہر کے بعد دریا سے عبور ہوا۔ اور خاں جہاں اور ان امیروں کے درمیان جو تعاقب کے لئے دریا سے پار ہوئے تھے سات پہر کا فصل ہوگیا۔ خاں جہاں کے لئے یہ توقف غنیمت ہوا یہ سپاہ اس کا سراغ ڈھونڈھتی ہوئی گوالیار اور چندیری کی راہ سے تعاقب کرتی ہوئی مرحلہ پیما ہوئی۔ یہاں تک کہ گوندوانہ برار سے دو فوجیں نکل آئیں چونکہ خاں جہاں بندیل کھنڈ کی راہ سے گذرا تھا۔ راجہ جھار سنگھ کے بیٹے بکرماجیت نے اس کو غیر متعارف راہوں سے اپنے ملک سے نکال دیا اگر وہ خانجہاں کو پکڑ لیتا تو اس کا کام تمام ہو چکا تھا۔ غرض خاں جہاں کی اس بیکسی میں راجہ اور راجپوت سب طرح سے اس کی شرط خدمت و رفاقت کو بجا لائے اور گوندوانہ میں اسکو پہنچا دیا وہ گوندوانہ کی سرحد پر پہنچ کر راہ برار سے برہان نظام الملک کی ولایت میں آیا یہیں کے آدمیوں کی رعایت کی آگ خاں جہاں کو لگی تھی اس مرز بوم کا جو کوہ نشین صحرا نورد اس کو ملتا ..... اس کو اپنی طرف رہبری کرتا اور اس کو انعام

نقد و جنس دیتا اور اس کی منت و احسان کو قبول کرتا اور سپاہ جو اسکے تعاقب میں آتی تھی اسکی راہ غلط بتانیکے لئے رہنمونی کرتا۔ جہاں پادشاہی لشکر گذرتا وہ پُر اشجار راہوں اور دشوار گذار جنگلوں میں سرگردان ہوتا۔ بہلول میانہ جاگیردار بالاپور کہ منصب چار ہزار ذات و سہ ہزار سوار رکھتا اپنی تقصیرات سابقہ کے سبب سے بھاگنے کے لئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا وہ خان جہاں خاں کے فرار کی خبر سُنکر بھاگ گیا اور سکندر وونالی کہ خانجہاں خاں سے رشتہ رکھتا تھا جالناپور سے فرار ہوا اور خان جہاں سے جو گوندوانہ سے گذر کر بالاگھاٹ کو جاتا تھا۔ یہ دونوں مل گئے اور پھر یہ تینوں دولت آباد میں نظام الملک سے جا ملے پادشاہی فوج خانجہاں کو راہ میں نہ روک سکی۔ راہ بکلانہ کی سرحد پر مقیم ہوئی جب پادشاہ کو خبر ہوئی کہ خانجہاں نظام الملک سے جا ملا تو پادشاہ نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور ۲۲۔ ربیع الاول ۱۰۳۵ھ کو بیش خانہ روانہ کیا اور ۸۔ جمادی الاولیٰ کو خود دکن کی طرف کوچ کیا۔

اس سال کے واقعات میں سے ایک یہ ہے کہ بجری بیگ ایلچی شاہ عباس ایران سے پادشاہ پاس مراسلہ تہنیت آمیز لایا تھا وہ ابھی رخصت نہ ہوا تھا کہ شاہ عباس کا انتقال ہوگیا اور اُس کا قائم مقام شاہ صفوی ہوا اسکے بعد بجری بیگ کو رخصت کیا اور اپنی طرف سے میر برکہ کو ایران روانہ کیا اور تہنیت و تعزیت کا نامہ لکھا جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا کا شکر ہے کہ شاہ عباس کے انتقال کے بعد آپ جیسا لائق پادشاہ جانشین ہوا ہمارے اور آپ کے خاندان میں مدت سے سلسلہ محبت و الفت برادری جاری ہے۔ الحب یتوارث سلف سے خلف کو محبت ارث میں پہنچتی ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بھی موانست ارث میں پہنچی ہے شاہ عباس حضرت اکبر شاہ پادشاہ کو چچا اور جہانگیر کو بھائی کہتا تھا اور شاہزادگی میں شاہ مرحوم کو چچا کہتا تھا اب آپ کو میں اپنا فرزند لکھوں گا۔ میر برکہ کو

شاہ ایران سے خط و کتابت۔

زیج شاہجہانی

تسمیت کے لیے سمجھتا ہوں امید ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہمیشہ اتحاد قائم رہیگا
میر برکہ کو پچاس ہزار روپیہ بطور مدد خرچ کے دیا گیا۔ بادشاہ کی توجہ سے اور یمین الدولہ
آصف خاں کے حسن اہتمام سے ملا فرید دہلوی نے اور منجموں کے اتفاق سے ایک زیج
حسابی بنائی جس میں یہ مضامین تھے اعمال رصدی کے مباشروں کے مسائل واقعہ کا تدارک
اور ماوی ایام سے جو زیجات ماضیہ میں تفاوت پیدا ہوئے ہیں اسکا رفع اور تصحیح جداول
وخطاہائے ناسخان وتسہیل اعمال واصلاح اغلاط محاسبان اور زیجہائے باستان کے قدیم
فوائد اور اس والا آستان کے منجموں کے مستنبط کے عوائد جو اصول وقیقہ صحیحہ رصد جدید الغ بیگی
پر موضوع تھے اور تاریخ جلوس پر مبنی تھے اور اسکا نام زیج شاہجہانی تھا وہ تمام کرکے اس نے
بادشاہ کے روبرو پیش کی اس پر بادشاہ نے نوازش کی اسلئے کہ اس کتاب کا فائدہ سب عوام
کو پہنچے اسکو پادشاہ کے حکم سے ہندوستان کے انجم شناسوں نے یونان کے اختر شناسوں کے
مستصوابات سے ہندوستانی زبان میں ترجمہ کیا اس سے پہلے کواکب کی تقویمیں زیج رصدی الغ بیگی
سے مستنبط ہوکر تقویمات میں لکھی جاتی تھیں اب اس نئی زیج سے مرقوم ہوتی ہیں کہ اختلافات سے
خالی ہے اور آسانی سے استنباط ہوسکتا ہے ۔۔ ربیع الاول ۱۰۳۹ھ کو جشن وزن ہوا۔ بادشاہ
کی عمر کا اُنتالیسواں سال ختم ہوا اور چالیسواں سال شروع ہوا۔

صوبہ کابل کے واقعات سے اور لشکر خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تیراہ اور
اس کے نواحی کے افغان خصوصاً قبیلہ غوریہ خیل جو بایزید عرف پیر روشنائی ۔ کے
مرید ہیں اصلا احکام شریعت پر توجہ نہیں کرتے اور وہ اپنے پیر کے کہنے کو بجائے آیہ و
حدیث جانتے ہیں اور انہوں نے الحاد کا شعار اختیار کیا ہے ان کے نکاح کی رسم یہ ہے
کہ ایک مجلس جمع کی اور ایک گائے کو ذبح کیا اور اہل مجلس کو کھلایا اور بغیر ایجاب وقبول کے
ازدواج پر تصرف کیا۔ طلاق کا دستور یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ میں تین سنگریزہ دیدئے
اور بیوی کو گھر سے باہر نکالدیا۔ بیوہ عورتوں کو میت کے متروکات میں شمار

رسوم کابل کے افغانوں کی رسوم بدعت کا موقوف کرنا

کرتے ہیں ان کے وارثوں کو اختیار ہے کہ ان کو نکاح میں لائیں یا کو ہبہ کردیں انکی بیع و شرا کریں۔ جو مسافر اجل رسیدہ اس سرزمین میں وارد ہوا اور ان کے ہاتھ لگ گیا تو اسکو دستگیر کرکے حلال اور مباح شکار سمجھتے ہیں اور اس کو اپنی مملکت میں لاکر خرید فروخت کرتے ہیں اور اس کو وجہ معاش بناتے ہیں اور متروکہ میت میں دختر اور ان کی اولاد کو بے نصیب کرتے ہیں اور قتل اور قطاع الطریقی کو ان کے صلحا اپنے باپ دادا کی سنت و رویہ جان کر ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور اس بات کو اپنا جوہر رشد و کمال و اظہار رشادت جانتے ہیں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو گدھے کے کان کو کتر کر اس کے زخم کے چند قطروں کو مولود کی زبان پر ٹپکاتے ہیں اور اس کا تالو اٹھاتے ہیں کہ وہ خونخواری میں کمی نہ کرے اور اسطرح کے افعال بد انکے ہاں شائع ہیں۔ جب بادشاہ سے یہ باتیں عرض ہوئیں تو اسنے حکم دیا حکام آئین شریعت پر ان کو تنبیہ کریں بعد شدید تاکید کے کہ فساد اور ہنگامہ کی نوبت آئی۔ مدتوں میں یہ بدعتیں کم کیا بلکہ گم ہوئیں مگر آثار ان کے ابتک باقی ہیں۔

واقعات سال سیوم جلوس

غرہ جمادی الثانی ۱۰۳۹ھ/۱۶۲۹ء کو جلوس کا سال سیوم شروع ہوا جشن وزن شمسی اس مہینے کی تیسری تاریخ کو ہوا۔ بادشاہ مالوہ میں داخل ہوا۔ ۹۔ رجب کو آب نربدہ سے پار اتر کر ملک خاندیس میں داخل ہوا۔

نظام الملک اور خاں جہاں کے استیصال کے لئے تین فوجیں اس طرح روانہ ہوئیں اول سپاہ بسرکردگی ارادت خاں ناظم دکن ۲۰۔ رجب ۱۰۳۹ھ کو قلعہ آسیر کی نواح سے بالاگھاٹ روانہ کی بڑے بڑے امیر و راجہ اس کے ہمراہ گئے۔ یہ سپاہ سب ملکی اور برقندازوں سمیت بیس ہزار سوار کی تھی دوسری سپاہ کا سردار راجہ گجسنگھ تھا اس کے ہمراہ بڑے بڑے امرا و راجہ تھے کل سپاہ اس پانچ احدیوں اور برقندازوں کے پندرہ ہزار سوار تھی تیسری فوج کا سردار شائستہ خاں خلعت

یمین الدولہ آصف خاں تھا اس کے ہمراہ بھی بڑے بڑے امیر اور راجہ تھے اور کل پندرہ ہزار سپاہ تھی بادشاہ نے ارادت خاں کو خطاب اعظم خانی کا عنایت کیا اور کل سپاہ کا سالار بنایا اور اسکو یہ نصیحتیں کیں کہ پیشوائی اور سرداری کے عمدہ اسباب یہ ہیں۔ مدارا و سازگاری موا سا و بردباری راجہ گج سنگھ و شائستہ خاں کو موافقت و مرافقت کی نصیحت کی کہ اعظم خاں کی صلاح دید کو صواب سمجھ کر اسکے استشارہ و استصواب کی تقدیم کریں۔

جشن نوروزی

۶۔ رجب ۱۰۳۹ھ کو بادشاہ برہان پور میں آیا اور ۸۔ شعبان ۱۰۳۹ھ کو جشن نوروزی ہوا۔ ممتاز الزمانی کا اصل اور اضافہ بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر ہوا اور امراء کو منصب و خطاب و جاگیر عنایت ہوئے۔

خواجہ ابوالحسن کی روانگی ناسک و ترنبک کی فتح کے لئے

۲۱۔ رمضان کو خواجہ ابوالحسن مع امرائے عظام ولایت ناسک و ترنبک (یا ترمبک جو ناسک سے کچھ مغرب میں ہے) و سنگم نیر کی تسخیر کے لئے رخصت ہوا۔ اور آٹھ ہزار سپاہ اس کے ساتھ ہوئی اور یہ مقرر ہوا کہ خواجہ مع تعینا تیوں کے نواحی قلعہ للنگ (النگ) میں جہاں مناسب جانے برسات کے موسم میں جب تک اقامت کرے کہ شیر خاں صوبہ دار گجرات مع تعینا تیوں کے اُس سے آن کر ملے اور بعد برسات کے ختم ہونے کے وہ بجلانہ کی راہ سے روانہ ہوا اور اس ملک کے زمینداروں میں بعض کو ساتھ لے کر ناسک (ناسنگ) میں آئے۔ خواجہ آٹھ روز میں برہانپور سے موضع دھولیہ میں کہ حصن للنگ کے حوالی میں واقع ہے آیا (یہ موضع برہانپور اور ناسک کے درمیان واقع ہے) اور برسات کے آخر ہونے تک یہیں قیام کیا۔ قلعہ کالنا پہاڑ کی چوٹی پر ایک مضبوط قلعہ تھا اور نظام الملک کے آدمیوں کے قبضہ میں تھا خواجہ ظفر خاں کو اس کے تاخت و تاراج کرنے کا حکم دیا وہ بطریق ایلغار دوڑا اور کچھ آدمی مقتول اور کچھ اسیر کر کے اکٹھا آیا۔ ۲۲۔ کو شیر خاں صوبہ دار گجرات خواجہ ابوالحسن سے ملا۔ قلعہ باتورہ و حوالی قلعہ چاندور جو ناسک و

ترنبک کے پاس ہیں انکی تاخت کے لئے شیر خاں کو خواجہ نے روانہ کیا اُسنے وہاں جاکر لوٹ مار کی اور اُلٹا چلا آیا اور بہت غنیمت ساتھ لایا۔

بالاگھاٹ کے مخبروں سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خاں اور شائستہ خاں میں موافقت نہیں ہے اس لئے بادشاہ نے شائستہ خاں کو اپنے پاس بلا لیا اور عبداللہ خاں بہادر کو جو کالپی سے بادشاہ کی خدمت میں آگیا تھا اُسکو شائستہ خاں کی فوج کا سردار مقرر کر دیا۔ شائستہ خاں ۱۰ ذیقعدہ کو بادشاہ کی خدمت میں آگیا بادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ مغل سادات بارہ و بخاری اور ہندوستان کے شیخ زادوں کے منصبداروں میں سے دو سو بادشاہ کی سواری کے وقت جلو میں رہا کریں انکا نام مردم جلو ہوا اور قوم مغل کے سو منصبدار اور دو سو احدی جنکی مردانگی مکرر بار بار ظہور میں آئی ہو وہ سونے چاندی کے گرز لیکر بادشاہ کے ساتھ سواری میں ہمرکاب ہوں اور غیر سواری کے وقت وہ دولتخانہ کے دروازہ کے باہر حاضر رہیں ان کا نام گرز بردار ہوا ان سب کو بادشاہ نے ہتھیار مرحمت کئے۔ بادشاہ نے سنا کہ دکنیوں نے قریہ میں تین گانوں کو جلا دیا ہے اور فساد مچایا ہے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ باسم میں راؤ رتن رہے اور وزیر خاں برار میں جاکر اس گروہ کو ایسی تنبیہ کرے کہ پھر کسی اور کو بغاوت کا حوصلہ نہ ہو اور اس خدمت کے بعد وہ بالاگھاٹ سے چلا آئے۔

ان دنوں میں بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ دکنی بارہ ہزار سواروں نے شائستہ خاں و خان اعظم کی سپاہ سے قزاقی کے طور پر ایک دو دفعہ مقابل ہو کر شوخی کی ہے بعض کارطلب آدمی کام میں آئے اور بہت سے زخمی ہوئے۔ بادشاہی آدمیوں نے بھی کارہا نمایاں کرکے ان کی جمع کثیر کو قتل کیا آخر کار دکنی فرار ہوئے بادشاہی نامی آدمیوں میں سے امام قلی خاں پسر جاں سپار خاں اور پسر شجاعت خاں اور راجہ پتر سال (ستر سال) برادر زادہ راجہ مان سنگھ مع دو بیٹوں کے کشتہ ہوئے منصبداروں اور کم منصب خانہ زادوں کی ایک جماعت ماری گئی۔ راجہ گردھر داس وغیرہ

شائستہ خاں کا آنا اور اُس کی جگہ عبدالصمد خاں بہادر کا مقرر ہونا وغیرہ باتیں۔ بادشاہی لشکر کی لڑائی دکنیوں سے

یا پنج راجاؤں کے زخم کاری لگے اور زین سے زمین پر گرے بادشاہ کے جن نوکروں نے جان نثار کی تھی ان کے فرزندوں اور خویشوں کا اضافہ واسپ وخلعت عنایت کیا فدویان کار طلب کے زخموں کو لطف وکرم کا مرہم لگایا۔ بہت انعام دیا اور اضافہ کیا۔

جادو رائے نظام الملکی کہ مع بیٹوں اور بھائیوں اور پوتوں کے بادشاہ کی خدمت میں آیا تھا۔ بادشاہ نے منصب بست وچہار ہزاری پانزدہ ہزار سواروں کا سب کو ملا کر دیا تھا۔ ان دنوں میں پھر نظام الملک کی نوکری کے قصد سے قلعہ دولت آباد کے قریب آیا۔ نظام الملک جانتا تھا کہ اس بد ذات کی ذات میں بیوفائی لازم ہے۔ اسنے ارادہ کیا کہ اسکو پکڑ کر مقید کردے بعض اپنے محرموں اور ہمرازوں سے اسنے مصلحت کی اور یہ مقرر کیا کہ جب جادو رائے حضور میں آئے تو سب اس کو ملکر پکڑ لیں ایک دن قلعے کے اندر ملاقات کے لئے نظام الملک نے جادو رائے کو طلب کیا اور مشہور کیا کہ خلوت ہوگی اس خلوت میں اسکو اور اسکے دو بیٹوں اور ایک پوتے اور چند آدمیوں کو آنے کی اجازت دی۔ جادو رائے کو حقیقت معاملہ پر اصلا آگاہی نہ تھی وہ غافل اندر آیا کہ ناگاہ ایک جماعت کمین گاہ سے اسکو زندہ گرفتار کرنے کو نکلی۔ مگر جادو رائے نے ہاتھ نہ بندھوائے بلکہ ہتھیار اٹھائے طرفین سے حملے ہوئے۔ آخر کار وہ اور اسکے بیٹے اجلا اور راگھو اور لبونت رائے اسکا پوتا جو جانشین اسکا ہوتا یہ چاروں پنجۂ اجل میں اسیر ہوئے اور چند آدمیوں کو انھوں نے بھی کشتہ کیا اپنے دو نو قدیم وجدید دلی نعمتوں کی نمک حرامی کی سزا بھگتی۔ اس کی بیوی اوکر جائی نام کہ صاحب اختیار وعاقلہ وباہوش تھی وہ خاوند اور بیٹوں کے کشتہ ہونے سے اصلا نہ روئی نہ پیٹی اپنے بھائی بگ دیو اور اپنے اور سپاہیوں کے ساتھ ہاتھی گھوڑے اور زر وزیور ونقد اور اشیاء ضروری لیکر اور باقی سب چیزوں کو یہیں چھوڑ کر اور آگ لگا کر استقلال کے ساتھ نقارہ بجاتی ہوئی سندہ گر کو روانہ ہوئی یہیں اس کا وطن تھا اور پدر وشوہر کی جاگیر قدیم وجدید تھی۔ ہر چند نظام الملک نے متصل تسکین نامے معاودت کے لئے اس پاس بھیجے مگر اسنے انکا اعتماد

جادو رائے کا حال

نہ کیا اور از سر نو جاگیر میں اپنا سر انجام کر کے درگاہ والا کو روانہ ہوئی اور اعظم خاں کی وساطت سے جگدیو کو منصب چار ہزاری سہ ہزار سوار اور متنگ ہوائے اسکے پوتے کو منصب سہ ہزاری ہزار و پانصد سوار کا عطا ہوا اور ایک لاکھ بتیس ہزار روپیہ ملا اور جاگیر وطن کی بحالی ہوئی۔

شیر کا شکار

اللہ وردی خاں قراول بیگی نے عرض کیا کہ نخچیر گاہ میں چند شیر میں نے دیکھے ہیں پادشاہ کے حکم سے درندوں کو بادر میں احاطہ کر کے باغ زین آباد کے باہر لائے (بادر ایک دام نہایت مضبوط تھا اور اس کا طول دس ہزار گز پادشاہی تھا۔ اور ارتفاع چھ گز اور سراپردوں کی طرح وہ موٹے ستونوں پر برپا کیا جاتا تھا) پادشاہ نے ہاتھی پر سوار ہو کر ایک شیر کا شکار کیا اور گرز برداروں نے شیر کے چار بچے پکڑے۔

سعید خاں کی فتح پشاور میں

کمال الدین ولد شیخ زین الدین رسیلہ جس کا خطاب شیر خانی اور منصب چار ہزاری تھا اس کو خاں جہاں لودی نے ایسے نوشتے لکھے کہ جس سے وہ فساد پر آمادہ ہوا۔ آب اٹک سے نوامی کابل اور اور جانبوں کے افغانوں نے اتفاق کر کے یہ قرار دیا کہ پشاور میں اول شورش اٹھائی جائے۔ اور بالچو قلیچ خاں اور داؤد گماشتہ لشکر خاں کی تحریر سے سعید خاں کو کوہاٹ میں اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے کوہاٹ میں قلی خاں بیگ بخشی تھانہ دار اور ذوالقدر خاں وشادماں پکھیلوال وخضر گکھر اور احدیوں اور نابینوں کی جماعت کو چھوڑا اور آدھے پہر میں پشاور میں وہ خود آیا۔ اول اس نے کمال الدین کو نصیحتیں کیں مگر وہ مفید نہ ہوئیں ظاہر میں وہ چاپلوسی و لابہ گری کر کے خدمتگاری اور فرماں برداری دکھلاتا اور پوشیدہ اسباب فساد کو تیار کرتا۔ قریب و بعید کے قبائل کو اغوا کرتا اور زبان آور خوشامدیوں کو بھیج کر الوس افغانوں کے سرداروں کی دعوت کرتا۔ عبد القادر پسر احداد کو تحفے بھیج کر بلایا کہ اس سے اپنی بیٹی بیاہے۔

عبد القادر پسر احداد اور گوہر کریم داد پسر جلالہ و محمد زمان پسر برادر عم زادہ احداد اور
اس کے دو بھائیوں دہنتور و نغز و تمام کوہ تیراہ اور دو نو بنگش علوی و سفلی کے
آدمیوں اور کل الوس خشک و ایمان حاجی و توری کو جمع کیا اور یہ سب یولم گذر میں
کہ پشاور سے سات کروہ پر ہے کمال الدین سے آن ملے کمال الدین نے بھی
اس عرصہ میں الوسات پشاور و اشنغر و محمد زئی و ککیانی و خلیل و مہمند و واؤ دزئی و
یوسف زئی و یر کلانی اور اوروں کو جھوٹے وعدہ کر کے جمع کر لیا انہوں نے ۱۲۔ ذی الحجہ
کو پشاور کو سب جانبوں سے حصیں باندھ کے گھیر لیا۔ سعید خاں نے یہ سمجھ کر کہ سپاہ اسقدر
نہیں ہے کہ ایک فوج کو شہر کی حراست کے لئے چھوڑے اور ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے
جائے حصار شہر وسیع ہے اگر وہ لڑنے جائیگا تو کسی طرف سے دشمن اس میں گھس آئیگا اور لشکر
متفرق ہو کر اس کی مدافعت نہیں کر سکے گا اس لئے اس نے حصار کی حفاظت کو مقدم جانا
اور وہ اس سے باہر آیا دشمن حصار سے باہر محلوں میں آ گئے۔ شہر کو گھیر لیا۔ حصار
خام تھا اور اس میں شکست و ریخت بہت تھی اس میں سعید خاں نے مورچے تقسیم کئے
جس طرف دشمن حملہ کرتے اس ضلع کے نگہبان مورچے کی حفاظت تفنگچیوں کو سپرد کر کے
خود حصار سے باہر لڑنے آتے۔ فتح پا کر پھر حصار میں چلے جاتے۔ ایک دن ایک گروہ
نے اتفاق کر کے بجائے سپروں کے منہ کے سامنے تختے لگا کے حصار پر حملہ کیا
سعید خاں مورچوں پر توپچیوں کو چھوڑ کر باہر لڑنے آیا اور دشمنوں کو مار کر بھگا دیا
حصار کے باہر محلوں میں جو افغان ٹھیرے ہوئے تھے ان کو اپنے سرداروں
کی شکست کی خبر نہ تھی اس لئے لشکر شاہی نے مصلحت نہ دیکھی کہ ان کو
شہر کے گرد چھوڑ کر بھگوڑوں کا تعاقب کرے اول اس نے ان محلوں میں دشمنوں
کو قتل کیا اور پھر تعاقب میں گئے پانچ چھ کوس تک جو دشمن ہاتھ لگا اس کو قتل کیا
پھر شہر کو چلے آئے جب بادشاہ کو اس فتح کی خبر ہوئی تو سعید خاں کے منصب پر

ہزاری ذات و پانصد سوار کا اضافہ کر کے منصب چار ہزاری ذات و دو ہزار و پانصد سوار کا عنایت کیا اس مہم کا نتیجہ سوائے افغان کشی کے کچھ اور نہ ہوا۔ دیانت خاں قلعہ دار احمد نگر کا انتقال ہوا اس کی جگہ جان نثار خاں مقرر ہوا تین سردار نامی نظام الملکی سادات خاں و شرزہ دماؤجی بندہائے پادشاہی کے جرگہ میں داخل ہوئے۔

تقرقات

اعظم خاں کی فوج ہراول کے سردار سید مظفر خاں کی ناف کے حوالی میں اماس ہوا پادشاہ نے اُسے بُلا لیا اور جے سنگھ کو اس کی جگہ مقرر کر کے بھیجدیا۔

لشکر شاہی کا غلبہ سرحد ناسک پر

خواجہ ابوالحسن جو تلنگانہ کی فتح کے لئے نامزد ہوا تھا وہ برسات کے بعد پادشاہ کے حکم سے قلعہ النگ (للنگ) کے حوالی سے راہی ہوا۔ بکلانہ کی راہ سے وہ ناسک ترنبک کی ولایت پر متوجہ ہوا۔ بکلانہ کی سرحد میں آیا اس ملک کے زمیندار بھرجی نے چار سواروں کو لے کر استقبال کیا اور خان زماں و لہراسپ پسران مہابت خاں جو اس لشکر کی ہمراہی کے لئے متعین ہوئے تھے وہ بھی خواجہ سے آن ملے خواجہ گھاٹ جرائی سے غنیم کے ملک میں آیا خان زماں و شیر خاں و شاہ نواز خاں میں سے ہر ایک کے ہمراہ ایک فوج کی اور مقرر کیا کہ ان تین طرح کی فوج میں سے ہر کوچ میں ایک ہراول اور دوسرا چندا ول ہو نظام الملک کے قریات و پرگنات کے اعمال کی رعایا سر براہ سے اوٹھ کر جنگل میں چلی گئی تھی اس سبب سے گرانی غلہ و کم آبی تھی افواج نظام الملکی نے پہلے خرابی پھیلا رکھی تھی اور پادشاہی فوج کے آنے سے اور خرابی پر خرابی آئی۔ لشکریوں پر زندگانی تنگ ہوئی اور جان کی امن میں بھی نان نہیں ملتی تھی لشکر ایسا عاجز ہوا کہ اس میں تفرقہ پڑنے لگا خواجہ مذکور نے حکم دیا کہ ویران دہات میں غلہ کے چاہوں کی جست و جو کریں جن میں اس ملک میں دستور ہے کہ غلہ مدفون کیا کرتے ہیں اور پر اشجار کوہ و جنگل میں جہاں رعایا مال و عیال اور ایک سال کے

کو لیکر چلی گئی ہے اور ان کو اپنا ملجا و پناہ بنایا ہے وہاں تیس تیس کروہ تک جاکر غلہ کو جمع کریں اس تردد سے بہت غلہ اور ماکولات واجناس لشکر کو ہاتھ لگے ان دنوں میں نظام الملک نے مخلدار خاں و دادا پنڈت و عمر خاں افغان کو سات ہزار سوار دیکر بھیجا کہ رات کو افواج شاہی پر جا کر ماریں اور جو جماعت کو ہیمہ و کاہ کے واسطے جائے اُس کے گاؤ و شتر چھین لیں۔ جب خواجہ کو اطلاع ہوئی تو اُس نے شاہ نواز خاں کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ بیس کروہ ایلغار کر کے دشمن کے سر پر جا پہنچا اور سخت لڑائی ہوئی۔ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے دکنی فوج کو شکست ہوئی۔ مخلدار خاں کو اس کے ہمراہی سارا اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے شاہ نواز خاں نے بہت غنیمت کے ساتھ مراجعت کی۔ جب لشکر پراگندہ نے فراہم ہو لشکر شاہی کی نواحی میں بان مارنے شروع کئے تو خواجہ نے انکی بنگاہ کو نواحی سنگمیز میں دریافت کر کے خانہ زماں خاں کے ساتھ فوج کو بھیجا کہ اس کو تباہ کرے فوج راتوں رات ایلغار کر کے دشمنوں کے بنگاہ پر آئی تو مخلدار خاں نے جو اس جماعت کا سردار تھا سراسیمہ ہو کر قلعہ جاندور کو فرار کیا اور اسکے ہمراہی جو مرنے اور قید سے بچے پریشان ہو کر اِدھر اُدھر چلے گئے۔ پادشاہی لشکر نے غنیمت لیکر معاودت کی پھر دشمن پادشاہ کے لشکر کے گرد نہ آیا۔

جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم خاں اپنے ہمسروں کے ساتھ سازگاری نہیں رکھتا ہے سرنامہ سری ہے اور اپنے فرمان بروں کے ساتھ بردباری نہیں کرتا۔ جو پیرایہ سرداری ہے۔ اس سبب سے وہ لشکر کے درہم برہم ہونے کا اور خصم کے شوخی کرنیکا سبب ہوتا تھا اس لئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس کا سردار ایسا مقرر کرون کہ کل سپاہ اس سے مرتبہ اعلیٰ کی امید و بیم رکھتی ہو۔ اور اور سرداروں کو اُس سے برابری کا خیال نہ ہو سب اس کی صلاح دید کی متابعت میں اور اس کے مقتضا تدبیر کے موافقت میں ریز کرنے میں گربزی نہ کریں اس لئے کل سپاہ کی سرداری یمین الدولہ آصف خاں کو سپرد ہوئی۔ سلخ ربیع الاول سنہ کو وزن قمری کا جشن ہوا بادشاہ کو اکتالیسواں سال شروع ہوا

آصف خاں کا سپہ سالار ہونا و جشن قمری

خان جہاں پر اعظم خاں کا حملہ کرنا اور شکست پانا

برسات کے بعد لشکر شاہی نے دیول گانوں سے نظام الملک اور افغانوں کے استیصال کے واسطے حرکت کی۔ اعظم خاں نے جب سُنا کہ آصف خاں سپہ سالار ہو کر آتا ہے تو اوس کی رگ غیرت حرکت میں آئی اور اپنی جگہ سے فوج لیکر چلا۔ مقرب خاں و بہلول اور امرا دکنی نے جب لشکر کی حرکت کی خبر سُنی تو وہ جالنا پور سے جہاں برسات بسر کرنے کے لئے ٹھیرے ہوئے تھے پاتھری (پورنا اور بان گنگا کے ملاپ سے ۳۰ میل ہے) میں آئے۔ اعظم خان کو جب دشمن کے اس سفر کا حال معلوم ہوا تو وہ کوچ پر کوچ کرتا ہوا موضع انجوری میں جو آب بان گنگا پر واقع ہے آیا۔ تو اس کو معلوم ہوا کہ لشکر نظام الملک بالا گھاٹ پر دہارور میں آیا ہے اور اس قلعہ میں پناہ لی ہے اور خاں جہاں ابھی تک بیر سے باہر نہیں نکلا (دہارور اور بیر احمد نگر کی مشرقی سڑک پر ہیں) اس نے لشکر شاہی کی خبر سُنکر جو جماعت کہ محال متعلقہ بیر کی تحصیل محصول کے لئے بھیجی تھی اس کو بلا لیا۔ بنوسہ سے دریا خاں کے آنے کے اور دہارور سے مقرب خاں اور بہلول کے آنے کے انتظار میں چشم بر راہ بیٹھا۔ اعظم خاں اس ارادہ سے راجپوری سے مہگانو میں آیا کہ ان سب کے جمع ہونے سے پہلے خان جہان پر چڑھائی کر کے اس کی جمعیت کو پراگندہ کرے۔ اس اثنا میں صف شکن خاں ولد سید یوسف خاں رضوی قلعہ دار بیر کے پاس خط آئے کہ خانجہاں راجوری میں مچھلی گانوں سے ۲۴ کوس پر اپنے اسباب کو جوا سے کیر اور کیورانی میں تاجروں کا رہزنی کر کے لوٹا ہے تقسیم کر رہا ہے اور اکثر اوس کے متعلق جو تحصیل کے محصول کے لئے پراگندہ ہو گئے تھے فراہم ہو لے ہیں اور اُس نے یہ خبر لشکر شاہی پاتھری کی نواحی میں سنے یہ آزار دیا ہے کہ جب وہ بیر کے نزدیک ہو تو کوچ کر اعظم خاں نے لشکر کے ہمراہ مچھلی گانوں میں یاقوت خاں و مالوجی بھونسلہ و اکرام خاں وغیرہ کو چھوڑا کہ وہ لشکر کی حراست کر کے آہستہ چلیں۔ سپہدار خاں و راجہ بے و راجہ بجھار سنگھ بندیلہ اور راؤ سورجھور تیہ و بہادر خاں و راجہ بیتھلداس سنڈار خاں

راجہ بہار سنگھ بندیلہ و راجہ انوپ سنگھ و چندر من بندیلہ و اہتمام خاں وکیلوجی داود اجیرام
بگسیوراے اور دکنیوں امنصبداروں واحدیوں و برقندازوں کو ہمراہ لیا اور ایک
پہر رات گئے مچھلی گانو کے دشمنوں کے استیصال کے لئے سوار ہوا اور چار گھڑی رات
باقی تھی کہ وہ موضع پیپل نیریں کہ بیر سے چھ کوس پر تھا آیا اور اُس نے صف شکن خاں کو لکھا
کہ اپنی جمعیت کے ساتھ دشمن کے لشکر کے کنارہ پر آوے تاکہ وہ بادشاہی لشکر کی جمعیت قلیل دیکھکر
کسی طرف باہر نہ چلا جاوے۔ دشمن کا لشکر بیر سے چار کوس چلا تھا اور دمن کوہ میں اقامت رکھتا
تھا کہ صف شکن خاں ایکپشتہ کے اوپر دشمن کے لشکر کے سامنے آیا۔ خاں جہاں کا بیٹا عزیز
صف شکن خاں سے لڑنے آیا۔ اور اس اثنا میں اعظم خاں بھی لشکر لیکر آموجود ہوا۔ عزیز اس لشکر
کے سامنے نہ ٹھیر سکا۔ بیتاب ہوکر باپ پاس گیا اور گذارش کیا کہ جو جماعت پہلے دکھائی دی
تھی وہ صف شکن خاں کی فوج تھی اس کے ساتھ ہی بادشاہی سپاہ بہت جلد آگئی۔ اب
خاں جہاں نے دیکھا کہ لشکر شاہی کے آجانے سے راہ فرار بستہ اور پائے گریز شکستہ ہے
گریز سارے افغانوں کو ساتھ لے کر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ راجہ جے سنگھ سردار
فوج ہراول نے مع راجہ بیتھلداس و راجہ انوپ سنگھ اور راجپوت اور سپہدار خاں
ساتھ فوج جرانغار مع بہادر خاں و سردار خاں و خواص خاں و اہتمام خاں داروغہ
توپخانہ تفنگچیوں سمیت اور مرحمت خاں احدیوں کے ساتھ دشمنوں کے بنگاہ
پر سب جا پہنچے۔ دشمن اپنے اسباب کو اور سوداگروں کے اموال اور امتعہ
جو لوٹا تھا آپس میں تقسیم کر رہے تھے وہ سب اس اسباب کو چھوڑکر پہاڑ پر چڑھ گئے
احدی اور تابین اس اسباب کی لوٹ میں پڑ گئے تو بادشاہی فوج کا انتظام
بگڑ گیا۔ مسلمان اور راجپوت اور جن کا نام اوپر لیا گیا ہے تھوڑے تھوڑے
سپاہیوں کے ساتھ پہاڑ پر دشمنوں کے تعاقب میں چلے گئے۔ بہادر خاں روہیلہ
اہتمام خاں و نرہر داس جھالا نے اوروں سے آگے بڑھ کر قلعہ کوہ پر

دشمنوں کا تعاقب کیا۔ جب خانجہاں نے دیکھا کہ کچھ امیر آگے اور پیچھے اور امیر چلے
ہیں تو اُس نے ایک ہتنی کی عماری میں عورتوں کو بٹھا کر سیوگانوں کو بھجوا دیا (احمد نگر کے شمال مشرق
میں ہے) خود لڑنے کے لئے قدم استوار کیا اور اپنے برادر زادہ بہادر کو جسکی بہادری اور دلیری پر
اعتماد رکھتا تھا بہادر خاں روہیلہ کے روبرو بھیجا۔ بہادر خاں پر ہمراہیوں کی قلت کے سبب
کام تنگ ہوا پیادہ ہوا اور جانفشانی کی کشش و کوشش میں کارنامہ مردانگی دکھایا۔ ایک
کثیر کو نیست کیا بہادر کے دو تیر ایک سینہ پر ایک پہلو پر لگے اور چند اسکے ہمراہی میدان میں
میں جو کثرت غبار سے شب تار بن رہا تھا پروانہ وار شعلہ شمشیر آتشبار پر جاتے تھے۔ ہر دو
بھالا نے بعض راجپوتوں کے ساتھ نیکنامی کے ساتھ جان دی۔ سپہدار خاں
خواص خاں و مرحمت خاں کہ دائیں طرف سے پہاڑ پر آئے تھے اس کارزار کو دیکھ
ایک سنگ چین کی دیوار کی پناہ میں کمانداری کرتے تھے اور راجہ بہار سنگھ
برانغار کی فوج سے بہادر خاں کی کومک کو آیا اور مردانہ کوشش کی۔ بعض
کے ہمراہی مارے گئے راجہ جے سنگھ و راجہ بیتھلداس و راجہ انوپ سنگھ
جو پہاڑ کے دوسری جانب میں تھے وقت پر آن پہنچے۔ اعظم خاں نے پالے
میں پہنچکر ملتفت خاں و راؤ سورجھور تیہ اور چندرمن بندیلہ کو پہاڑ پر چڑھنے
تاکید کی۔ تین گھنٹہ تک خوب لڑائی رہی۔ جس کسی کو زخم کاری لگتا وہ دوسرے
زخم کی آرزو کرتا اور سربازی میں پیش قدمی کرتا اس وقت بعض امیران شاہی
تنگ ہو رہے تھے کہ بہادر نے دیکھا کہ پادشاہی فوج پے در پے چلی آتی ہے
وہ بھاگ کیا اور خانجہاں نے بھی فرار کیا۔ جب یہ پشتہ پہاڑ کی بلندی پر سے
نیچے آئے تو پادشاہی سپاہ کے پیکانوں اور بندوقوں کا مینھ اُن پر برستا تھا
بہادر کے ایک تفنگ لگا کہ وہ ہنگامہ پیکار میں جانے سے باز رہا اس اثنا میں
پاس راجہ بہار سنگھ کا نوکر پرسرام اس کے پاس پہنچا اس نیمجان نے بھی ایک

سکی ران پر مارا۔ پرسرام نے بھی اسکے گلے پر حملہ سر مارا اور سر اسکا کاٹ لیا اور گھوڑا اور سپر و
شمشیری اور دو شمشیر اسکی راجہ بہار سنگھ پاس پہنچائیں۔ راجہ انکو اعظم خاں پاس لایا خاں نے
گھوڑا اور براق پرسرام کو دیدیا اور سر کو بیر کے دروازہ پر لٹکایا اور انگشتری کو جسپر اس کا نام
کندہ تھا بادشاہ پاس بھیجا کہ سب کو یقین ہو جائے کہ بہادر ملک عدم کو رخصت ہوا۔ لشکر شاہی
نے تین کوس تک دشمن کا تعاقب کیا اور بہت آدمیوں کو مارا۔ شب گذشتہ کی ایک پہر
سے پہر روز تک سپاہ یکساں سوار رہی اور تیس کروہ مسافت طے کی۔ حرارت کی شدت
سے اور حرکت کی کثرت سے گھوڑے اور سوار میں تاب و تواں نہیں رہی اعظم خاں نے یہاں
توقف کیا کہ سپاہی اور گھوڑے آرام کریں اور جو آدمی پیچھے رہے ہیں وہ بھی آجائیں اس عرصہ میں
خاں جہاں اور اُسکے ہمراہی جن کے گھوڑے تازہ زور تھے فرصت کو غنیمت سمجھکر بھاگ گئے
اعظم خاں درویش محمد کنبی کو اور جگ دیو رائے برادر جادو رائے کو جو بیر میں تھا اور بعض اور
بیروں کو اُس کے تعاقب میں بھیجا اور خود بھی باوجود گھوڑوں اور سپاہیوں کے
تھکے ہونے کے مع کل ہمراہیوں کے متعاقب روانہ ہوا۔ خاں جہاں نے دیکھا کہ
لشکر شاہی تعاقب نہیں چھوڑتا تو اُس نے ہتنی کی عماری میں سے عیال کو اُتار کر
گھوڑوں پر سوار کیا اور ہمراہ لیا۔ یہ ہتنی مع عماری درویش محمد اور اوس کے
ہمراہیوں کے ہاتھ آئی اونہوں نے افغانوں کی ایک جماعت کو مع عیال کے
گرفتار کیا۔ خاں جہاں کے بہت سے کارآمد آدمی زخمی ہو کر ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ
سوا لباس کے جو پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے جسپر سوار تھے کچھ ان پاس نہ تھا۔ خانجہاں
چند رفیقوں کے ساتھ کوہستان میں چلا گیا۔ رات ہو گئی تو اعظم خاں نے
تعاقب چھوڑا۔ یاقوت خاں کو مچھلی گانوں میں لشکر میں چھوڑا تھا اس سے خاطر
جمع نہ تھی اس لئے وہ بیر میں آیا کہ لشکر میں بھی آجائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے
کہ مقرب خاں و بہلول کا ارادہ کیا ہے اُسی روز یاقوت خاں لشکر سے ملا اور

معلوم ہوا کہ دریا خاں برہانپور سے نکل کر خاں جہاں سے ملا ہے اعظم خاں نے بیڑیں دو آب کی آسائش کے لئے اور لشکر کی شان دیکھنے کے واسطے چند روز اقامت کی بادشاہ کو اعظم خاں نے اس فتح کا حال لکھا تو بادشاہ نے امراء کو بقدر انکی خدمات کے صلاح خانجہاں اور دریا خاں سیوگانوں سے بیضاپور اور بھونسلہ میں دولت آباد کے جانے کے قصد سے آئے۔ یہ نظام الملک کی ولایت کے پرگنے تھے بادشاہی فوج کے دھ سے ان میں آبادی کا نشان باقی نہیں رہا تھا (بیضاپور اورنگ آباد سے مغرب میں ۳۰ میل ہے) تو خان اعظم نے بیس ہزار سوار لے کر سیوگانوں کی طرف کوچ کیا ان ہی دنوں میں ساہوجی بھونسلہ داماد جادو راے جو نظام الملک کے لشکر کا سردار تھا وہ اعظم خاں سے آن کر ملا۔ جادو راے کے کشتہ ہونے کے بعد اُسنے نظام سے ہمراہی کا پیوند توڑ دیا۔ پرگنہ پونہ و جاکنہ میں آکر آقامت کی اُس نے اعظم خاں کو لکھا کہ اگر بادشاہ کی طرف سے کوئی عہدنامہ جس سے اس بندہ کی خاطر پراگندہ کا اطمینان ہو عنایت ہو تو میں خدمت گذاری کے لئے لشکر شاہی میں آؤں۔ اعظم خاں نے بادشاہ کو لکھا بادشاہ نے اعظم خاں پاس فرمان بھیجا کہ تم اس کی تسلی کردو جو کچھ تم تجویز کروگے ہم اس کو قبول کرینگے اس حکم کے پہنچنے پر دو ہزار سوار لے کر وہ لشکر میں داخل ہوا۔ اعظم خاں کی التماس سے اوس کو منصب پنج ہزاری ذات وسوار (خافی خاں نے منصب شش ہزاری و پنج ہزار سوار لکھا ہے) اور دو لاکھ روپیہ انعام ملا اور اسکے بھائی بینا جی کو سہ ہزاری ذات ہزاری و پانصد سوار کا منصب ملا اور ساما جی ولد ساہوجی کو دو ہزاری ذات ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا اور اسکے خویشوں کو انکے رتبے کے موافق مناصب اور اسی ہزار روپیہ انعام ملے۔

جب خان جہاں اور دریا خاں نے یہ خبر سُنی کہ بادشاہی لشکر نے سیوگانوں کی جانب سفر کیا ہے تو وہ بیضاپور اور بھونسلہ سے موضع لاسور میں آ

جو دولت آباد سے دس کوس پر ہے اور نظام الملک بھی لشکر شاہی کی خبر سنکر نظام آباد سے
قلعہ دولت آباد میں چلا گیا۔ اس قلعہ کے باہر نظام الملک نے نظام آباد آباد کیا تھا اور اس
کے متعلقوں نے منازل اور عمارات تعمیر کی تھیں۔ خانجہاں اور دریا خاں۔ نے بھی لاسور
میں رہنا مصلحت جانا وہ ایرکھتلہ میں آنکر مقیم ہوئے۔ جو دولت آباد سے آدھ کروہ پر ہے
پھر اپنے چند منتسبوں کو اوباش درہ میں جو اس حصن حصین کی پناہ میں واقع ہے لئے۔ دریا خاں
ایک ہزار سواروں کو لیکر خانجہاں سے جدا ہوکر چاندور اور گھاٹ چالیس گانو (چاندور سے
مشرق میں ۲۵ میل ہے) کی طرف اس قصد سے چلا کہ قصبہ اندول اور دہرن گانو کو لوٹے
بادشاہ نے عبداللہ خاں بہادر کو بالا گھاٹ سے بلایا تھا وہ بیمار ہوگیا تھا ظاہر میں
یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کو معالجہ کے لئے بلایا ہے مگر حقیقت میں منظور یہ تھا
کہ دریا خاں کے فساد کے مواد کو وہ خارج کرے۔ بادشاہ نے اس کو دریا خاں
کی تنبیہ و تاکید کے لئے معین کیا دسویں جمادی الاول کو اس کو اور امراء کے ساتھ
روانہ کیا دریا خاں نے قصبہ الاول اور دہرل گانو اور بعض مواضع پائین گھاٹ
چالیس گانوں کو لوٹا مارا۔ جب عبداللہ خاں بہادر کی خبر سنی تو وہ بالا گھاٹ
پر چلا گیا۔ دولت آباد اور اس کے نواح میں آسمان سے بارش نہوئی اور نہ زمین
سے نبات اُگے۔ جو جہاں کی سرسبزی کا سرمایہ اور اہل جہاں کی پایندگی
کا مایہ بنتے۔ اعظم خاں نے اس طرف لشکر کا لیجانا مصلحت نہ جانا اور اسکی رائے میں
آیا کہ مقرب خاں و بہلول کی طرف متوجہ ہو جو دہار اور انبیہ جو کالی میں ہیں اور
اس کی صوابدید کے موافق یمین الدولہ کا نوشتہ آیا جو موضع اوجھر میں آگیا تھا
مانک دودہ کی راہ سے گھاٹ کو روانہ ہوا وہ پہاڑ پر چڑھنا تھا کہ ایک تنگنا
دشمنوں نے اہتمام خاں میر آتش کا مقابلہ کیا اس نے گھاٹ پر جانے میں
کوشش قدمی کی تھی اس کے سپاہیوں نے دشمنوں کے بہت آدمی مارے

اور بعض سرداروں کو قید کر لیا اور وہ بالا گھاٹ پر چڑھ گیا۔ موضع دانگانو میں احمد نگر سے بیس کروہ ہے خیمے لگائے اور دوسرے روز جام کھیر میں پہنچا جو نظام الملک کی ولایت میں تھا یہ موضع اورنگ آباد سے جنوب مشرق میں ۳۰ میل پر ہے اعظم خاں نے پرگنہ مذکور کو دلاور خاں حبشی کو جو دولتخواہ ہو گیا تھا جاگیر میں دیا اور ایک جماعت کو انتظام کے لئے یہاں چھوڑ کر آگے بڑھا اور موضع تلنگی میں آیا۔ قلعہ کے نگہبان بیرہ دہارہ کی استواری میں مصروف ہوئے۔ پادشاہی لشکر نے اس قلعہ کو ایک پہر میں فتح کر لیا۔ بعض اہل قلعہ کو مار ڈالا اور پانچ سو سپاہی قید کئے اور سارے توپ تفنگ و اسلحہ و اسباب قلعہ داری جو اس حصار میں تھا سپاہ قلعہ کشا کو ہاتھ آیا۔ لشکر آب بجزہ پر پہنچا کہ قلعہ دہارور سے بارہ کروہ پر ہے تو مقرب خاں بہلول گھاٹ الجن دہ سے نیچے آئے اور پرگنہ بیر کے مضافات میں پہنچے۔ اعظم خاں نے ساہوجی بھونسلہ محال متعلقہ جنیر و سنگمیر کے انتظام و ضبط کے لئے بھیجا اور خود اور افواج کو لیکر اس گروہ کے تعاقب میں کتل ایلم سے گذر کر قصبہ بیر میں آیا اور یہاں سے پرلور میں گیا جو آب درونہ کے کنارہ پر ہے مخالف بھاگ کر نواحی دولت آباد میں آئے جب اعظم خاں کو معلوم ہوا کہ وہ نواحی دولت آباد سے علف و غلہ کی نایابی کے سبب بالا گھاٹ پر ہو کر دہارور کو روانہ ہوئے ہیں تو اُسنے ارادہ کیا کہ سر راہ ان کو روکے اور دست برد کرے مگر اس اثنا میں معلوم کہ انہوں نے اسباب اور ہاتھیوں کو قلعہ دہارور کی پناہ میں بھیج دیا ہے اور پائیں گھاٹ میں جانے کا ارادہ ہے اس لئے وہ کتل الجن دہ میں آیا جو دہارور سے تین کروہ پر ہے۔

قلعہ منصور گڈہ کا فتح ہونا

سالگذشتہ میں باقر خاں نجم ثانی صوبہ دار اوڑیسہ کھیرا بارہ میں آیا تھا جو چھتیس دوار سے دو کوس پر ہے۔ یہ ایک تنگنائے قطب الملک کی ولایت سرحد اور اوڑیسہ کے درمیان ہے اور اس قدر تنگ ہے کہ اگر ایک جماعت تھوڑی

تھیچیوں اور کمانداروں کی سرراہ کو روک لے تو بالکل عبور ہونے کا رستہ بند ہو جائے۔ باقر خاں نے جاکر اطراف وجوانب کو خراب اور غارت کیا۔ کھیرہ پارہ سے چار کروہ پر قطب الملک کے غلام منصور نے اپنے نام پر ایک قلعہ منصور گڈھ بنایا تھا باقر خاں نے اسکی فتح کا ارادہ اس سبب سے نہیں کیا تھا کہ برسات آگئی تھی وہ اٹل چلا گیا جب برسات ختم ہوئی تو پادشاہ کے حکم سے اسباب تسخیر کو تیار کرکے لشکر شائستہ کے ساتھ کھیرا پارہ میں آیا قطب الملک کے سردار شیر محمد خاں اور اور سرداروں نے باقر خاں کی معاودت کے بعد اپنی پراگندہ سپاہ کو فراہم کیا اور تین ہزار سوار اور دس ہزار پیادے جمع کرلئے توپ وتفنگ اور اور آلات حرب اور ادویات ضرب سے قلعہ کو استحکام دیا اور مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے۔ باقر خاں نے پادشاہی سپاہ اور زمینداران کھلی کوٹ کودکہ (کودلہ) والہ کو جو تابع ہوگئے تھے۔ ساتھ لیا اور ۸۔ جمادی الاولی کو منصور گڈھ کے حوالی میں آیا۔ مخالفوں نے ایک میدان میں جو قلعہ کی شمال شرق میں تھا صفیں آراستہ کیں۔ پادشاہی افواج بھی آراستہ ہوئیں باوجودیکہ قلعہ کی توپ وتفنگ اور بان وبندوق آگ برساتے تھے مگر اہل قلعہ شاہی لشکر کے حملوں کے آگے ٹھیر سکے اور ہزار پریشانی کے ساتھ درخت اراور کوہستان میں بھاگ گئے۔ باقر خاں قلعہ کی تسخیر میں مصروف ہوا باوجود توپ وتفنگ قلعہ پر سے چل رہے تھے وہ اس کی دیوار کے نیچے پہنچا اور زینے لگاکے دیوار حصار پر نمودار ہوا۔ بنگاہیانان قلعہ جن کو اہل دکن نائک واری کہتے ہیں اپنے لشکر کی شکست کو دیکھ کر ڈر گئے اور اس ملک کے آئین کے موافق انہوں نے منہ میں تنکے لے کر امان مانگی۔ باقر خاں نے انکے حال پر رحم کیا اور اسکو قلعہ سے سلامت نکلنے دیا اور منصور گڈھ کو میر علی اکبر کو سپرد کیا اور کھیرا پارہ کی حراست صفی قلی بیگ منصب دار کو دی۔

نظام الملک کا ملک اس سبب سے بہت برباد ہوا کہ خان جہاں پر پادشاہی لشکر نے برابر حملے کئے۔ اور جس بات کو نظام الملک باعث جمعیت جانتا تھا وہ باعث تفرقہ ہوا اب خان جہاں کو نظام الملک کی دوستی غرض آلود ومحبت مصلحت آمود پر اعتماد نہ رہا۔ دریا خاں اپنے بیٹوں اور متعلقین کو ساتھ لیکر اس نے پنجاب کا ارادہ کیا کہ اس کی حدود کے قبائل

افاغنہ کی اعانت سے آتش فساد کو روشن کرے اُس نے دولت آباد کی نواح سے مالوہ کی طرف سفر شروع کیا۔ پادشاہ نے پیش بینی و دور اندیشی سے مالوہ کو افغانوں کا مقر سمجھ کر عبداللہ خاں بہادر کو دریا خاں کی تنبیہ کے لئے بھیجا جب بالا گھاٹ میں دریا خاں آیا تو عبداللہ خاں کو پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ پائیں گھاٹ میں توقف کرے اور دریا خاں کے جانکی جستجو خبر سُنے وہاں اسکا تعاقب کرے خان مذکور نے حقیقت حال پر مطلع ہو کر کیفیت واقعہ پادشاہ سے عرض کی۔ جب ۲۴۔ جمادی الاولیٰ کو یہ ماجرا معلوم ہوا تو پادشاہ نے خود تقویم دیکھکر ساعت نیک مقرر کی اور سید مظفر خاں بارہ کو ۲۵۔ کو مالوہ کی سمت روانہ کیا۔ بھیلسہ گڈھ کی راہ سے نواحی قلعہ مانڈو میں دریا خاں سے پار ہو کر جائے اور دریا خاں یہاں آئے وہاں وہ جائے۔ اور اسکو سزا دے۔ مظفر خاں بہت جلد نربدا کے گھاٹ اکبر پور سے پار ہوا اور اپنے مقصد کی طرف چلا اور عبداللہ خاں بہادر کو معلوم ہوا کہ دھرم پوری کے گھاٹ سے دریا خاں نے عبور کیا ہے تو اُس نے بھی اسی گھاٹ سے عبور کیا اور کویہرہ میں آیا یہاں سُنا کہ ۲۸۔ جمادی الاولیٰ کو یہاں سے مخالف روانہ ہوگئے ہیں تو وہ دیبالپور میں آیا یہاں یہ دریافت ہوا کہ مخالف اجین میں گئے ہیں اور اطراف شہر کو انہوں نے غارت کیا اور نولاہی کی طرف گئے ہیں وہ انکی طرف روانہ ہوا۔

واقعات چہارم سال سنہ ۱۰۴۰ / ۱۶۳۰

روز یکشنبہ غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۴۰ کو پادشاہ کی اورنگ آرائی کا چوتھا سال شروع ہوا۔ چوتھی کو عبداللہ خاں بہادر نولاہی میں پہنچا۔ سید مظفر خاں دیبالپور سے گذرا۔

پانچویں کو مندسور کی سر راہ منکوہ میں آیا۔ مخالفین مندسور کی راہ کو چھوڑ کر دائیں طرف گئے تو وہ موضع تال گانو میں آیا اور اُس تاریخ میں عبداللہ خاں بہادر سے آنے خبر آئی کہ افاغنہ تال گانو سے دس کوس پر گذرے تھے اور آج کے دن وہاں سے کوچ کیا ہے افواج شاہی جلد کوچ کر کے تال گانو کو روانہ ہوئی ظلجی پور میں اتری تو معلوم ہوا کہ افاغنہ سروج کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۴۔ کو لشکر شاہی سروج کو روانہ ہوا

دریا خاں خان جہاں لودھی کا مقابلہ اور دریا خاں کا کشتہ ہونا اور خان جہاں کا تعاقب

معلوم ہوا کہ افاغنہ ایک دن پہلے وہاں آئے تھے۔ خواجہ بابا سے آفتاب مخالفوں کے پہنچنے سے پہلے اور خواجہ عبدالہادی پسر صفدر خاں بھی باپ سے پہلے سرونج میں آگئے تھے ان دونو نے مکر اس بلدہ کی حراست کی۔ اسپر بھی مخالف سرکار شاہی کے پچاس ہاتھی لوٹ کر لیگیا۔

بادشاہی لشکر کے تعاقب کے سبب سے خان جہاں و دریا خاں کو نجات وحیات کی راہ نہ تھی تھی وہ ملک بندیلہ میں آئے کہ کالپی میں جائیں۔ جب بادشاہ کی خدمت سے خانجہاں بھاگ کر گیا تھا تو وہ جھار سنگھ بندیلہ کے بیٹے بکرماجیت کے تعلقہ میں آیا تھا تو اس نے ضیافت و اعانت و بدرقہ راہ کی شرائط کو بکرماجیت بجالایا تھا جس کے سبب سے وہ بادشاہی غضب میں گرفتار ہوا تھا اس دفعہ پہلی امید پر اس کی سرحد میں خاں جہاں پھر آیا بکرماجیت تقصیر گذشتہ کی تلافی کے لئے پہلے شکار جستہ کی انتظار میں بیٹھا تھا اس کے نزدیک آنیکی خبر سنکر اپنی فوج کے ساتھ شکار کے قصد سے سوار ہوا اور تاخت و تاراج و دستگیر کرنیکے لئے اس صیدافگار کے نزدیک اپنے تئیں پہنچایا۔ اتفاق سے خاں جہاں کو بھی اسکے ارادہ سے اطلاع ہوگئی وہ اس کی سرحد سے تندہ جلد مع عیال کے جو اسکی وبال جان تھی نکلا۔ خانجہاں سے آدہ کوس پیچھے دریا خاں بطور چنداول کے جاتا تھا کہ بکرماجیت اس کے مقابل ہوا۔ دونو لشکر گیر میں سرگرم ہوئے۔ اتفاقاً تفنگ کی گولی دریا خاں کی پیشانی پر لگی جس سے دریا کی شمع حیات حباب کی مانند بحر فنا میں غرق ہوئی۔ رجپوتوں کو خاں جہاں کے آگے جانے کی خبر نہ تھی۔ انہوں نے دریا خاں ہی کو خانجہاں جانا اور اس کا سر کاٹا اسکے مال و عیال کو لوٹا۔ ہمراہیوں کو قتل کیا خاں جہاں بلا تردد جان سلامت لے گیا۔ دریا خاں کے ہمراہی شرط غیرت و جانبازی کو کار فرما ہوئے بعض نے اپنے ناموس کو کشتہ کیا اور بعد سو افغانوں کے قریب اور پسر دریا خاں خون کے دریا میں غرق ہوئے اور دوسو بندیلہ مارے گئے۔ بکرماجیت نے دریا خاں اور اس کے بیٹے کا سر بادشاہ پاس بھیجا اس کے صلہ میں جگ راج کا خطاب اور اضافہ منصب پایا۔ خان جہاں دریا خاں کے

تشہیر ہونے سے بڑا حیران و سرگردان ہوا اسکو افغان اپنا باوفا ہمدم و ہمراز و محرم جانتا تھا وہ روتا ہوا۔ تال سندہ سے بیس کوس پر آیا۔ (سندرہ کی بجائے سیہوندہ بھی لکھا ہے جو شمال میں کانجر کے کین ندی پر ہے) خاں جہاں کے ہمراہی اور گھوڑے چند روز سے ایلغار کر رہے تھے اور کسلمند و زخمی ہو رہے تھے اور خود خانجہاں کے بھی تردد و راہ اور فکر آبرو کے ناموس و غیرت نام سے ہوش اڑے ہوئے تھے پیک اجل کے التماس سے مقام ضرور ہوا اس ضمن میں سید مظفر خاں بارہ کہ اپنی شجاعت کے سبب سے ہمیشہ پیش قدم رہتا تھا وہ بلا کی طرح خانجہاں کے سر پر آیا۔ خانجہاں نے پانچسو (ہزار) سوار لایق کارزار کہ اس بیکسی میں اس کے یار و مددگار تھے ساتھ لئے اور باقی زخمی سواروں اور بھیڑ اور خزانہ کو جھلوٹ سے بچا رہا تھا ایک منزل آگے روانہ کیا اور خود مظفر خاں کے مقابل میں ہمراہیوں سمیت آنکر کارزار اور جاں سپاری پر آمادہ ہوا دونو طرف سے عجیب مقابلہ و مقاتلہ رستمانہ ہوا۔ سادات بارہ نے افغانوں کی شمشیر کے مقابل میں آخر روز تک لڑکر نمک خواری کی داد دی اور افغانوں نے بھی چیلہ شہامردانہ ادا ایسی کیں کہ سادات بارہ نے آفریں کی ؎

چو برق از رگِ ابر بہرِ مصاف — بروں گشت شمشیر خود از غلاف

چناں گشت دست و بغل کارزار — کہ شد تیغہا جفت مقراض وار

اس گرمی ہنگامہ میں خان عالم کا خویش شیرزاد اور درگا داس راجپوت بہادرانہ لڑکر فنا ہوئے۔ خاں جہاں کے اکثر ہمراہی زخمی ہو کر آخرت کا سفر کر گئے۔ خاں جہاں کا بیٹا محمود خاں طعمۂ تیغ سادات ہوا۔ دوسرا بیٹا زخمی ہو کر جنگ سے باز رہا اور خاں جہاں خود زخمی ہوا۔ ناچار ثبات اختیار کیا اور پاس ناموس کے سبب سے اصلا کسی چیز کا تعلق نہ ہوا۔ گھوڑے ہاتھی اور زخمی ہمراہی کہ سوار نہیں ہو سکتے تھے یہاں چھوڑ کر مرحلہ پیما ہوا بلکہ بعض کارآمدنی اسباب اور معیوب چارپائے عمداً اس منصوبے سے چھوڑتا تھا کہ بعض غنیمت دوست غنیم اس کے لینے میں مصروف ہوں جس سے ان میں تفرقہ ہو۔ کہ اتنا

رخصت پاکر جان سلامت لے جائیں۔ بیس بادشاہی ہاتھی جو سرونج میں افغانوں نے لئے تھے اور اور ہاتھی اور عمدہ گھوڑے و توپ و علم انکے امرسنگھ زمیندار بھانڈیر (جھانسی کے شمال و شرق میں ہے) کے ہاتھ آئے۔ خانجہاں بقیۃ السیف اور چند ہمدموں کے ساتھ قصبہ کالنجر میں آیا تھا یہاں کے قلعہ دار سید احمد نے اس کی راہ کو روکا اور اکثر اسکے رفیقوں کو قتل کیا۔ جس پر خانجہاں کو ایک جماعت کے ساتھ اسیر کیا خانجہاں جریدہ جان بچانے کے لئے تالاب سندرہ تک گیا کہ خاک اجل دامنگیر ہوئی مرنیکا ارادہ کیا اپنے ہمدموں اور ہم رزموں کو جدا ہونیکے لئے چند بار شدید قسمیں دیں اور جان بچانیکا اختیار دیا چند آدمیوں نے جان کو عزیز رکھ کر رفاقت چھوڑی اور ایک جماعت نے حق نمک دیرینہ کی پاس داری اور وفاداری کی رعایت کے سبب نقد جان کو عزیز نہ رکھا اور کہا کہ اگر سر برود از سر پیماں نرویم اس ضمن میں سید مظفر خاں مع مادھو سنگھ اور دو سو گرز برداروں کے بلائے آسمانی کی طرح خاں جہاں کے سر پر جا چڑھا۔ خاں جہاں اور اس کا بیٹا عزیز خاں جو سب سے زیادہ عزیز اس کو تھا اور دم واپسین تک دشمن سے لڑنے کو نہ بھیجا تھا پیادہ ہوئے اور چند افغان کہ ساتھ رہے تھے انہوں نے ہاتھیوں کو آگے رکھ کر پناہ میں مورچال بنایا اور فوج شاہی سے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ مادھو سنگھ و گرز بردار پیش آہنگی کر کے حملہ آور ہوئے۔ اور خانجہاں شیر زخم رسیدہ کی طرح غرش کرتا ہوا لڑنے کھڑا ہوا۔ اس جان سپر شیر نے لڑنے میں جبتک کوتاہی نہیں کی کہ طناب عمر اس کی تیغ اجل نے کاٹی مادھو سنگھ کی برچھی سے وہ گرا باوجودیکہ اس پر زخم پر زخم پڑتے تھے وہ حریف کے محاربہ کے جواب میں کوتاہی اور پہلوتہی نہیں کرتا تھا کہ سید مظفر حسین آگیا اور اس کے حربہ جان ستاں سے عالم بقا کو وہ سدھارا کہتے ہیں کہ شاہ قلی نے اس کا سر تن سے جدا کیا ان ساری فغانوں میں جو اس کے ساتھ اکبرآباد سے ہوئے تھے۔ چند افغان راہ میں رفاقت عیال میں دستگیر ہوئے۔ اور تیس افغان زندہ جان سلامت لے گئے۔ باقی سب تیغ و تیر

وسنان ، گولہ تفنگ سوزاں کے طعمہ ہوئے اور خاں جہاں کے دم واپسیں تک بلکہ اس کے انتقال کے بعد تقدیم وفاداری وشرط جاں سپاری کو کام میں لائے۔ اس دن مظفر خاں کے نبیرہ نے ستائیس آدمیوں کے ساتھ جان نثاری کی اور چند سادات اور راجپوت زخمی ہوئے۔ بعد ازاں عبداللہ خاں آیا اس نے خاں جہاں کے اور اسکے بیٹوں کے اور اس کے ہمراہیوں کے سروں کو پادشاہ پاس بھیجا۔ جان جہاں پسر خاں جہاں۔ زندہ بھاگ کر دریا خاں کی بیوی کی پناہ میں گیا تھا۔ زن مذکور نے اوسکو گرفتار کرکے اپنے بھائی بہادر خاں کے ساتھ پادشاہ پاس بھیجدیا۔ کیا خدا کی شان ہے کہ سر جو کئی ہزار سروں کا سردار تھا اور ادنے پایہ سے ایسے مرتبہ عالی پر پہنچا تھا کہ پادشاہزادوں کی حقیقت اپنے آگے کچھ نہ گنتا تھا۔ ایام حکومت رانی میں چہار صوبہ دکن میں دو پادشاہوں کا ہمسر تھا اب یہ بے اعتباری اور خواری ہوئی کہ سنان پرسر اوروں کی عبرت کے لئے شہر بشہر تشہیر ہوتا تھا پادشاہ برہان پور میں آب تپتی کی کشتی میں سیر کر رہا تھا کہ یہ سر اسکی نظر کے روبرو آیا اُس نے اس فساد کے مٹنے کا شکر ادا کیا اور شادیانے بجوائے۔ سر کے لانیوالے کو اور کل جان نثار بندونکو جو پیکار میں ایک دوسرے پر سبقت لیجاتے تھے اضافے اور خلعت واسپ وفیل وجواہر دے کر سرافراز کیا عبداللہ خاں کو فیروز جنگ کا خطاب دیا اور منصب کا اضافہ کرکے شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب اور خاں جہاں کا خطاب عطا فرمایا۔ طالب آملی نے خاں جہاں (بیرا) اور دریا کے سر ونکے متواتر پہنچنے اور بہ ترتیب ملاحظہ شاہی کے آنے پر یہ رباعی کہی۔

رباعی

ایں مژدۂ فتح از پئے ہم زیبا بود — ایں کیف دوبالا چہ نشاط افزا بود
از رفتن دریا سہ پیرا ہم رفت — گویا سر او حباب دریا بود

اعظم خاں نے کتل انجن دودہ سے نکل کر دھارور سے تین کوس پر مقام کیا

تذکرہ دلکشا

اس وقت ملتفت خاں کو مالوجی وغیرہ کے ساتھ تعین کیا کہ قصبہ دہارور اور اس کی
غارت کرے (اس پیٹھ میں ہفتہ وار دہارور کے نزدیک و دور کے آدمی سودا بیچنے آتی
اور لاکھوں روپیہ کا مال اسباب فروخت ہوتا ہے) اور قلعہ دہارور کی فتح میں بہت ہی
کوشش کرے وہ دکن میں کشور کشائی اور فرولی اسباب قلعہ داری میں مشہور ہے وہ ایک پشتہ کے
اوپر واقع ہے اور اس کے دو جانب میں گہری ندیاں دشوار گذار واقع ہیں جسکی سبب سے لشکر
کے گذرنے کی گنجائش نہیں ہے اعظم خاں قصبہ سے گذر کر قلعہ کی چار دیواری سے اسقدر فاصلہ
پر توپ چلا سکے آن بیٹھا۔ اور ملتفت خاں اور اسکے ہمراہیوں نے خندق کے کنارہ
پر کر قصبہ کے ان آدمیوں پر لوٹ مار کی جو توپ و تفنگ قلعہ کے انتظار پر خندق میں اپنے اسباب
مال اور اہل وعیال کو لاکر جنگ میں کوشش کرتے تھے اعظم خاں کو قلعہ کی دیوار میں ایک
دریچہ معلوم ہوا جو گچ و سنگ سے بند تھا اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس
کو بارود سے اڑا کر قلعہ کے اندر جانا آسان ہے اس کو ڈھونا شروع
کیا اور مورچے باندھے اور اہل حصار کو تنگ کیا سیدی عالم حبشی اور
اس کا باپ اور بھائی اعتبار راؤ قلعہ کی محافظت میں مشغول ہوئے۔ بان توپ
چلانے شروع کئے۔ لشکر شاہی بھی کنگیروں کے رخنوں پر اپنے مورچوں سے تیر
بندوق لگاتے تھے جس سے حصار کے توپچیوں و تفنگچیوں و باندازوں کا گروہ مارا گیا
قلعہ کے دروازہ پر جو بڑی توپ لگی ہوئی تھی وہ پہلی دفعہ جو چھوڑی گئی تو اس کے
منہ سے اس کا ارابہ ٹوٹ گیا اور توپ بیکار ہوگئی اگرچہ بعض دولت خواہ
اعظم خاں کو منع کرتے تھے کہ بہتر یہ ہے کہ اس قلعہ دشوار کشا کی فتح کو اور وقت پر موقوف
رکھنا چاہئے اب دشمنوں کا تعاقب کرنا چاہئے مگر اعظم خاں کو قلعہ کا حال خوب
معلوم تھا وہ قلعہ کی تسخیر سے باز نہ رہا اور اس نے ان دولت خواہوں میں سے جو کام
کی کوشش نہیں کرتے تھے بعض کو محافظت کے لئے مقرر کیا بعض کو ہمیہ کام کے لانیکے

لئے بھیجا اور خود قلعہ کی کشائش میں مصروف ہوا اور ۲۳ جمادی الثانیہ کو قلعہ کے دروازے کھلوائے گیا اور دو ہزار آدمیوں کو نردبان اور کمند کے ذریعہ سے قلعہ کی دیوار پر چڑھایا اور حصار میں داخل ہوا اموال اور اسباب اور پارۂ جواہر و مرصع آلات کو لوٹا۔ آدمیوں کے ازدحام کے سبب مبلغ و مقدار اسکی ضبط میں نہیں آئی سیدی سالم قلعہ دار اور اسکا باپ اور اسکے بھائی اور اہل و عیال و اعتبار راؤ اور اہلبیت شمس عم ملک بدن اور نظام الملک کی جدہ مادری مع تمام عملہ و فعلہ کے اسیر ہوئے۔ اعظم خاں نے بعض کو جنکا نگاہ رکھنا مصلحت کیلئے ضرور تھا نگاہ رکھا باقی اور عورتوں اور بچوں اور چھوٹے بڑوں کو امرائے دکن کی التماس سے چھوڑ دیا۔ یہ قلعہ آسانی سے فتح ہوگیا۔ پادشاہ نے ان سرداروں کو جو اس قلعہ کی فتح میں شریک تھے بڑے بڑے منصب و انعام عنایت کئے اعظم خاں نے قلعہ دھارور کی سرداری عبداللہ خاں رضوی کو سپرد کی قلعہ دھارور سے نظام الملک کی فوج بیس کروہ پر پڑی تھی اس خبر کو سنکر وہ قلعہ قندہار کی طرف اس خیال سے روانہ ہوا کہ نصیری خاں نے جو اسکا محاصرہ کر رکھا تھا وہ پراگندہ خاطر ہو۔ اعظم خاں نے اس خبر کے سنتے ہی انکی تنبیہ کے لئے کوچ کیا کہ اس اثنا میں خبر آئی کہ عادل خاں کے امرائے عظام میں سے رندولہ خاں عادل خاں کے اشارہ سے رسالت و پیغام و مصالحہ و قلعہ قندہار کی درخواست کے لئے نزدیک آیا ہے اعظم خاں نے مقام کرکے اپنے بیٹے ملتفت خاں کو یاقوت خاں حبشی کے ساتھ اس کے استقبال کو بھیجا کہ اس کو اعزاز کے ساتھ لائیں۔ بعد ملاقات و ادائے پیام مجمل التیام اس کے کلمہ و کلام سے ظاہر ہوا کہ رندولہ خاں دس ہزار سواروں کے ساتھ اپنے باپ فرہاد خاں کے ساتھ ملک عادل شاہیہ کی حراست کے لئے مقرر ہوا ہے اور اسکے میں عادل شاہ سے اس شرائط پر صلح ہوئی تھی کہ فوج بادشاہی کی اعانت کے لیے نظام الملک کے قلعوں میں سے پانچ قلعے مع بعض تعلقہ کے جو کوکن کی طرف ہے اسکو دیئے جائیں باوجود اس کے عادل شاہیہ باطن میں نہیں چاہتے تھے کہ نظام الملک کا استیصال بالکل ہو مگر افواج پادشاہی کی معاونت میں کچھ دارومدار عمل میں لاتے تھے

رندولہ خاں کا عادل خاں کے اشارہ سے مصالحت کے لئے آنا

نے انھوں نے درخواست کی کہ تمام قلاع موعودہ میں سے قلعہ دھارور جوان پانچ قلعوں میں سے
کی شرح عہد نامہ میں کی گئی ہے۔ عادلخاں کو عنایت فرمائیں ورنہ عہد شکنی سے دل شکستگی کا مادہ
پیدا ہوگا۔ اعظم خاں نے جواب میں کہا کہ اولاً قلعوں کا عطا کرنا تمہاری اعانت و مدد پر اور
نظام الملک کی تادیب پر موقوف تھا وہ اصلا ظہور میں نہیں آیا قلعہ دھارور کی تسخیر کے وقت
کمل معاونت کا اثر ظہور میں نہیں آیا اس صورت میں تمہاری درخواست اور ایفاء عہد کی اظہار
طلب بیجا و بے موقع ہے اور صلاح کار تلافی گزشتہ کی کہ عذر خواہ تغافل سابق ہو سکے وہ قلعہ
قندھار کی تسخیر میں اعانت کرنی ہے کہ مخالفوں کی فوج بقیۃ السیف گھاٹ کے نشیب میں ہے اور
سوا اسکے کہ بالا گھاٹ میں آئیں انکو کوئی چارہ نہیں ہے قصبہ ماندہ میں جو انکے نزدیک ہے تم
تعینات کرو اور اپنے آدمیوں کو حوالی قلعہ نلدرگ وغیرہ سے طلب کرکے جمعیت کے ساتھ
متعدد کارکر دلمور جس گھاٹ سے کہ مخالفین نکلیں وہاں پہنچکر انکی سر راہ کو روکو تاکہ افواج شاہی
وہاں پہنچکر انکا کام تمام کریں۔ قندھار کی طرف جو نظام الملک کی فوج جاتی تھی اسکی طرف
اعظم خاں خود گیا۔ اور دو روز میں حوالی ابنہ جوکاہی میں آگیا اور اس قلعہ کے استحکام سے خاطر جمع
کر میر عبد الہادی داماد کو اسکی نگہبانی سپرد کی اور گھاٹ ابنہ جوکاہی سے نیچے آن کر
قصبہ بریل میں گیا۔ پھر شب درمیان قصبۂ کھیر میں آیا جب مخالفوں کو حقیقت کار پر اطلاع
ہوئی تو انھوں نے قندھار کا جانا موقوف کیا۔ پرسی کی راہ سے پرنور کو روانہ ہوئے
اعظم خاں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو موضع آشتی میں آیا اور وہاں سے پرنور کی طرف
متوجہ ہوا مخالف جالنا پور کی راہ سے دولت آباد کی طرف روانہ ہوئے۔ وہ بڑی بڑی
منزلیں طے کرتے تھے اور انکے پیچھے لشکر شاہی منزل بمنزل چلتا تھا جب لشکر شاہی جالنا پور
پہنچا تو معلوم ہوا کہ نظام الملک کی سپاہ جالنا پور سے بھوکری کی طرف روانہ ہوئی
سید دلاور خاں جو تھوڑے آدمیوں سے قلعہ تلتم کا محاصرہ کر رہا ہے اسے جا کر تذبذب میں ڈالے
اسکو لشکر شاہی کے آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو فسخ عزیمت کرکے وہ دولت آباد کی

پناہ میں آئی نظام الملک نے اسکو پیغام دیا کہ اس نواح میں تمھارے رہنے سے لشکر شاہی اسطرف متوجہ ہوتا ہی رائے صواب یہ ہی کہ اس سمت میں کہ رندولہ و لشکر عادل خانیہ ہی چلے آؤ۔

غرہ رجب سنہ ۱۰۴۰ھ کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا اُنتالیسواں سال ختم ہوا۔ اور چالیسواں سال شروع ہوا اور تیس ہزار زر و سیم وزن محتاجوں کو دیا گیا اور مراسم ادا کی گئیں۔

جشن وزن شمسی

مقرب خاں و بہلول خاں نظام شاہیہ پر افواج شاہی کے صدمات سے عرصہ تنگ ہوا تو وہ اس قصد سے کہ بیجاپوریوں سے مصالحہ کریں رام دودہ کی راہ سے بالا گھاٹ کی طرف متوجہ ہوے اعظم خاں بھی جالنا پور سے بیلی و سنگمنیر کی راہ سے بالا گھاٹ پر متوجہ ہوا اور شاہ گڈہ میں آیا اور قصد انباجوگا ہی کا سامان کرکے میر ابراہیم اپنے خویش کو اسکی نگہبانی کے لیے بھیجا اور دوبارہ رندولہ کو لکھا کہ ہم میں اور تم میں یہ امر قرار پایا تھا کہ جسوقت لشکر نظام شاہیہ بالا گھاٹ پر آنیکا قصد کرے تو تم اسکے سر راہ کو روک کر جانے نہ دو۔ ان دنوں میں وہ گھاٹ پر مانک دودھ سے آنے کا ارادہ رکھتا ہی اور تمھارے نزدیک بہت ہی بموجب قرارداد کے انکی راہ روکو اور گھاٹ پر نہ آنے دو کہ لشکر شاہی وہاں پہنچے اور تمھارے ساتھ اتفاق کرکے اسکا استیصال کرے۔ رندولہ خاں نے اسکا جواب لکھا کہ میرے اکثر ہمراہی نلدرگ اور محال کی طرف چلے گئے ہیں۔ اتنے گھوڑے آدمی میرے ساتھ ہیں کہ وہ لشکر نظام شاہی مقابلہ کی تاب نہیں لاسکتے۔ بندہ بھی نلدرگ کو جاتا ہی اور حقیقت حال عادلخاں کو لکھتا ہی بعد جمعیت لشکر کے سرانجام کے جسطرف اشارہ ہوگا عمل کیا جائیگا۔ مقرب خاں نے جب دیکھا کہ کسی طرح لشکر شاہی اسکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اُسنے مکرر رندولہ کو پیغام بھیجا کہ تم نظام الملک کے خاندان کے نمک پروردہ ہو اسی کی ترتیب سے تمھارا نشو و نما ہوا ہی اور اعتبار و اقتدار پایا ہی اس وقت لشکر شاہی اس خاندان کی خرابی کے درپے ہی نمک پروردگی کا حق مقتضی ہی کہ اس خاندان کے حفظ دولت و آبروئی میں سعی بلیغ کرو۔ ہم نے عادلخاں کو قلعہ شولاپور پر نظام الملک کو راضی کرلیا ہی تم طرفین کے وداد و اتحاد کی بنیاد کے مستحق کرنے میں کوشش کرو تاکہ یہ دونوں خاندان لشکر پادشاہی کے صدمات کی آفات سے محفوظ رہیں اعظم خاں

اعظم خاں اور نظام الملک کے معاملات

اس امر پر اطلاع ہوئی تو اُسنے رندولہ کے مکنون ضمیر کی آگہی کے لیے لکھا کہ تم نے وعدہ یہ کیا تھا
کہ میں نلدرگ کو جاتا ہوں اور لشکر کا سرانجام کرکے بادشاہ کے لشکر سے ملتا ہوں اب یہ سُنا
جاتا ہے کہ تم پرگنہ کانتی کو جاتے ہو یہ امر نقض عہد گزشتہ وخلاف وعدہ رفتہ پر دلالت کرتا ہے
رندولہ نے اسکا جواب کچھ نہ دیا اور لشکر نظامیہ پرنیدہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور ہاتھی اور اسباب
کو قلعہ پرنیدہ میں چھوڑا اور خاطر جمعی سے نلدرگ کی طرف جہاں رندولہ ٹھیرا ہوا تھا روانہ
ہوا جب اعظم خاں کو معلوم ہوا کہ رندولہ نے مقرب خاں کے وکیل کو اپنے آدمیوں کے ساتھ
خواص خاں پاس بھیجا ہے جسپر عادلخاں کی مہمات کا مدار تھا اور خواص خاں نے اُسکو تسلی دیکر واپس
کیا ہے اور عادلخاں کو قلعہ شولاپور کے حوالہ کردینے کی شرط پر صلح قرار پائی ہے تو اُس نے حقیقت
حال کو بادشاہ سے عرض کرکے کمک طلب کی بادشاہ نے حکم دیا کہ ناسک میں جو خواجہ ابوالحسن
کی فوج ہے اور سید دلیر خاں مع احدیوں کے اور یمین الدولہ کے تین ہزار تابین یہ سب جا کر اعظم خاں
سے ملیں۔ شیخ معین الدین بیجاپور سے عادلخاں کے پیشکش اور شیخ محی الدین گلکنڈہ سے قطب الملک
کے پیشکش لیکر جاتے تھے اعظم خاں کو یہ اندیشہ ہوا کہ مبادا مخالف شیخ معین کو مضرت پہنچائیں اسلیے
یہ ارادہ اس نے مصمم کیا کہ قلعہ پرنیدہ کو تسخیر کیجیے اور اسمیں جو اسباب مخالف ہاتھی وغیرہ چھوڑ گئے
ہیں سرکار قبضہ کیجیے تاکہ مقرب خاں اس طرف مشغول ہو اور پیشکش لیجانے والوں کو نہ ستائے
اور بادشاہی کمک بھی آجائے اور ان دو رویوں کے درمیان جو اتفاق ہوا ہے اس پر
اطلاع ہو جائے پھر جو مصلحت وقت تقاضا کرے اسپر عمل ہو جب وہ پرنیدہ سے ایک
کروہ پر پہنچا تو اُس نے راجہ جیسنگھ کو فوج کے ساتھ بھیجا کہ وہ قصبہ اور پلیٹہ (پیٹہ) پرنیدہ
کو تاراج کرے راجہ اول پلیٹہ میں گیا کہ قلعہ پرنیدہ کی جانب چپ میں ایک کروہ پہنچے
اس کو تاراج کیا اور پھر قصبہ پر چڑھا جو قلعہ کے متصل تھا اس قصبہ کے گرد دیوار خام
مٹی کی میں پانچ گز عرض میں تین گز بھی اور اس کے گرد ایک خندق تیس گز چوڑی بھی
اس میں رہنے ہاتھوں سے ڈالے۔ حصار کے محافظ تفنگچی بھاگ کر قلعہ کی خندق میں

پناہ لے گئے اور قصبہ کو لشکر شاہی نے غارت کیا بعد ازاں اعظم خاں بھی آیا اس اثنار میں
قلعہ نشینوں نے دو بڑی توپیں چھوڑیں جس سے لشکر شاہی میں کچھ آدمی مرے اور زخمی ہوئے
اعظم خاں قصبہ میں آیا۔ خندق میں جو ہاتھی تھے انمیں سے سات کو پکڑ لیا اور بہت سی غنیمت
ہاتھ لگی۔ مقرب خاں اور مخالف تالاب ککرالہ کے حوالی میں تھے اور رندولہ کے ساتھ یک رنگ
تھے ان اخبار کے سننے سے سراسیمہ ہوئے۔ رندولہ کو انھوں نے لکھا کہ بادشاہ کے تصرف
میں دھارور کا سا مضبوط قلعہ مع مضافات کے قبضہ میں ہے اور قلعہ قندھار کے توابع نصیری
کے ہاتھ میں ہیں اور وہ قلعہ کا محاصرہ کر رہا ہے سنگمیشر و بیضاپور وجنیر اور اس نواحی کے محال
وطن ونکو کی سرحد کہ ملک عادلخاں سے پیوستہ ہے۔ ساہوجی بھونسلہ کی جاگیر مقرر ہوئی ہے جس
ناسک پر خواجہ ابوالحسن متصرف ہے سوائے دولت آباد اور چند محال کے کہ اسکے متصل ہیں نظام الملک
کے تصرف میں ملک نہیں رہا اب تمھاری سود کار و بہبود روزگار یہ ہے کہ از روئے یکرنگی دیگر
اتفاق کرکے اس گھر کی نگہبانی میں سعی کرو۔ وگرنہ افواج شاہی پرینڈہ کی فتح کے بعد کوئی چیز
پاس نہیں چھوڑیگی۔ جب ہم کو وہ ختم کر چکے گی تو تمھارے پیچھے پڑے گی۔ طرفین کی مصلحت یہ ہے
کہ قرارداد کے بموجب قلعہ شولاپور کو مع توابع ہم سے لیکر ارکان مصالحہ کو مستحکم کرو اور
دولت نظام الملک کے قواعد کے استحکام میں جو جانبین کی بہبود کا سبب ہے بہت کوشش کرو
رندولہ نے اسکا جواب فوراً لکھا کہ عادلخاں نے یہ مقرر کیا ہے کہ مقرب خاں خود جا کر
قلعہ شولاپور کو مع محال متعلقہ کے عادلخاں کے گماشتوں کے حوالہ کرے اور یہاں کے
ایمان سے مؤکد کرکے خاطر جمع کرے اعظم خاں نے قلعہ کے محاصرہ کو دست آویز بنایا۔
اور کمک لیے چشم براہ بیٹھا۔ پرینڈہ سے پانچ پانچ چھ چھ کوس تک گھاس کا پٹھا نہ
تھا۔ یاقوت خاوند خاں وملتفت خاں کو ایک جماعت کے ساتھ بھیجکر دور دور
سے علف وہیمہ منگاتا تھا۔ بادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا تین طرف سے خندق
تک کوچہ سلامت پہنچائے۔ اور خندق بھرنا شروع کیا۔ راجہ جیسنگھ و اہتمام خاں میر آتش سے

کوچہ سلامت کو خندق میں پہنچایا اس کا بھرنا شروع کیا اعظم خاں نے دروازہ قلعہ کے محاذی
ایک مورچہ بنایا اسکا فاصلہ خندق سے ایک تیر کا تھا۔ کوچہ سلامت کو راست کرکے خندق
کے کنارہ پر دمدمہ بلند کیا۔ اہل قلعہ پر تیر و تفنگ کا صدمہ پہنچایا اور مقابل کی دیواروں کو
خاک کی برابر کیا حصار کے اندر متردین پر کار تنگ ہوا خصوصاً برج شیر حاجی کے آدمی سر کوب
گولہ کے سبب سے سر باہر نہیں نکال سکتے تھے۔ ہر روز اہل قلعہ کے اضطراب و اضطرار سے قلعہ دار
مقرب خاں و بہلول خاں کو آگاہ کرتا اور پیغام دیتا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دھارور کے قلعہ
کی طرح یہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے تو جلد کمک کو آؤ۔ لشکر شاہی کے اطراف میں ایک جماعت
غنیم نے قلعہ سے ایک کروہ پر آنکر دست درازی شروع کی یاقوت خاں نے ایک فوج
بیس تین کوس تک ان دشمنوں کو بھگایا۔ دوسرے روز یاقوت خاں و ملتفت خاں پرگنہ مارسی کی
طرف علف و ہیمہ کے لیے گئے۔ مقرب خاں و بہلول خاں جو قلعہ پرینڈہ کی حمایت کے لیے تالاب
کرالہ سے قصبہ بھوم میں آئے تھے تاکہ فرصت پاکر دست برد ی کریں انکی خبر پاکر وہ یاقوت خاں
و ملتفت خاں سے لڑنے کے لیے روانہ ہوئے۔ اعظم خاں کو اُسکے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو وہ راجہ
جیسنگھ اور راجہ ججھار سنگھ بندیلہ کو ساتھ لیکر انکی جانب روانہ ہوا مقرب خاں اور بہلول افواج
انکے صدمات کے متحمل نہ ہوئے وہ دامن کوہ میں چلے گئے۔ لشکر شاہی نے قصبہ بھوم میں
غنیموں کو جو اپنا اسباب لا رہے تھے جالیا اور گھوڑے و اونٹ و گائے بیل مع بہت سے اسباب کے
لیے اور پالسی کے گھاٹ تک کہ چار کوس پر قلعہ پرینڈہ سے تھا تعاقب کیا اور پھر معاودت کی۔
معلوم ہوا کہ عادل خاں خرد سالی کے سبب سے معاملات کے انصرام میں اختیار نہیں رکھتا
بلکہ تمام نام غلام کلاوت ہی اسکے ہاتھ میں زمام مہمات ہی اس کو ابراہیم عادل خاں
ثانی عادل خاں نے دولت خاں کا خطاب دیا اور قلعہ بیجاپور کی حفاظت سپرد کی اور ابراہیم
خاں نے کے بعد اُسنے اپنا خواصخاں نام رکھا اور معاملات کے حل و عقد کو مراری پنڈت
سپرد کیا اور درویش محمد پسر کلاں ابراہیم عادل شاہ کو جو قطب الملک کی ہمشیرہ سے

پیدا ہوا تھا کچھ کول کیا اور اسکی بیٹی سے اپنے نکاح کی خواستگاری کی عادل خانیہ و نظام الملک
اتفاق کرکے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ ایک مہینے سے پرینڈہ کا محاصرہ ہو رہا تھا۔ غلہ بقدر
کفایت چاہ کاوی سے ہاتھ آتا تھا۔ پرینڈہ سے بیس کوس تک گھاس کے پٹھے کا پتا نہ تھا
ناگزیر اعظم خاں نے قلعہ پرینڈہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور دھارو کی طرف روانہ ہوا۔ اس
تو دشمن نہ دکھائی دیا دوسرے روز نمودار ہوا بیتھوجی فوج کے ساتھ لشکر شاہی کے قریب
آیا۔ لشکر شاہی کے چند اول نے لڑکر بہت آدمی اسکے مارے اور بھگا دیا۔ اس اثنا میں خبر آئی
کہ غنیم نے گھاٹ پالسی پر لشکر شاہی کی راہ روکی ہے۔ اعظم خاں نے اُن کے دور کرنے کے
لیے فوج بھیجی تو غنیم لشکر سے آدھ کوس پر ٹھیر گیا اور لشکر شاہی گھاٹ پر آگیا چند اول
کے سامنے غنیم کا لشکر آیا اس کو یاقوت خاں نے بھگا دیا اور اعظم خاں کے پہنچتے ہی مقرب خاں
وبہلول و بیتھوجی اور رندولہ اور اس کا باپ فرہاد اور تمام عادل خانیہ و نظام شاہیہ
جو ہراول شاہی کو روکے ہوئے تھے بھاگ گئے۔ پادشاہی لشکر نے دریائے نربدا
پر قیام کیا دوسرے روز لشکر شاہی نے قصبہ پالسی کو سرسواری لے لیا جسکے آدمیوں نے
کمک کی امید پر قلعہ کا استحکام کیا تھا اور پھر وہ دھارو میں پہنچ گیا اسی منزل میں
وسید دلیر اور لشکر خواجہ ابوالحسن جو پادشاہ کے حکم سے روانہ ہوئے تھے وہ بھی
آن ملے۔ ملک بدن و اعتبار راؤ نے اپنے عیال کی رستگاری کی مکرر التماس کی تھی
دھارو میں مقید تھی اعظم خاں نے انکو جواب دیا کہ اگر دولتخواہوں کی ملک میں آنے
رہائی ہو۔ اور تم مناصب لائقہ پر مقرر ہو تو وہ پادشاہ کی خدمتگاری کے قصد سے
میں اعظم خاں پاس آئے اور انکو خلعت و اسپ و مدد خرچ سرکار سے مرحمت ہوا۔

سال گذشتہ میں محال بالا گھاٹ میں خصوصاً نواحی دولت آباد میں مینھ نہ
تھا اس سال میں بھی اگرچہ اطراف میں بارش کی کمی ہوئی مگر ملک دکن اور گجرات
سے بارش بالکل منقطع ہوئی اور اہل دیار کھانے کے نہ ملنے سے پراضطرار ہوئے

بلاد دکن و گجرات میں اسکے باران و گرانی غلہ

جان کو نان کی عوض میں دیتے تھے اور کوئی نہیں خریدتا تھا اور منصب جاہ کو ایک کلچہ کے
بدلہ میں بیچتے تھے مگر کوئی مول نہ لیتا تھا جو ہاتھ ہمیشہ انعام دینے میں دراز ہوتے تھے وہ طعام کی
بھیک کے لیے پھیلائے جاتے تھے۔ وہ پاؤں کہ استغنا کے میدان میں رکھے جاتے تھے وہ
اب نوہ کی راہ میں چلتے تھے۔ ایک مدت تک کتے کا گوشت بکری کے گوشت کی بکھ بکتا
تھا۔ نانبائی رات کو بوسیدہ ہڈیاں لاتے اور چکی میں پیستے اور اسمیں تھوڑا سا گیہوں کا آٹا ملا پراٹا
کر دا جو میسر آتا لاتے اور روٹی پکاتے اور مالداروں پاس ہدیۃً لیجاتے۔ جب انکا یہ فریب
بحکام پر کھلا تو عدالت نے انکی سیاست کی۔ خشک مردہ کا گوشت جس کسی کے ہاتھ لگتا اسکو پانی
میں تر کر کے کھاتا۔ اہل بازار قبرستان مزاروں کے خادموں کے ساتھ ہمداستاں ہو کر تازہ
و سال خوردہ مردہ کے گوشت کی خرید و فروخت کرتے اور اسکے مقدمے کو توال اور ارباب
عدالت کے پاس بھیجتے۔ ایک عورت رونی پٹیتی قاضی پاس آئی کہ میں نے ہمسایہ کو اپنا جگر پارہ
تیار کرنے کے لیے دیا تھا کہ اسمیں سے مجھے بھی کچھ کھانے کے لیے دے، مگر اسنے میرے جگر
گوشہ کی کوئی ہڈی اور گوشت کا ریزہ نہ دیا۔ غرض آدمی آدمی کا گوشت کھاتا تھا۔ ماں باپ
فرزندوں کے گوشت کو انکی محبت سے زیادہ تر شیریں جانتے تھے۔ مردوں کی کثرت سے آمد و رفت
کی راہ بند تھی۔ اگر کسی کو جاں کنی اور موت کے درمیان مہلت ملتی اور اسمیں رہ نوردی کی قوت ہوتی
تو وہ ملکوں کے دیہات و قصبات میں انتقال کرتا۔ بعض اول منزل پر نہ پہنچتے تھے کہ خدا سے
جا ملتے تھے جو دلائتیں آبادی میں مشہور تھیں انمیں معمورہ کا نشان نہ رہا۔ دکن میں دفن کفن کا طریقہ موقوف
ہوا۔ غراو نوحہ مرگ کی بلا سے نجات پانے کے مژدہ سے مبدل ہوا۔ وہ وبائیں اور قحط کہ پہلی
تاریخ میں تعجب کے طور لکھی ہوئی ہیں نظر میں بے اعتبار ہو گئیں اس سال میں کاہ کی کمیابی
کا حال یہ تھا کہ اس کا ایک پٹھا ایک سونے کے پترے کے عوض میں تلاش سے ملتا تھا
جواہرات بعوض زمرد کے مشکل سے ملتے تھے۔ شہر کے شہر مورو ثی متوطنوں کے
چھوڑنے اور ہر روز ہزاروں آدمیوں کے ہلاک ہونے سے ویران ہو گئے۔ ہر کوچہ و محلہ میں

بجائے آب باران کے غم برستا تھا اس سال کے قحط کی تاریخ سال غم ہوئی۔ پادشاہ نے مشہور شہر و قصبہ میں خصوص برہانپور میں لنگر جاری کرنے کا حکم دیا۔ سرکار پادشاہی اور یمین الدولہ اور امرائے نامدار کی طرف سے لنگر خانے جاری ہوئے۔ اور محتاجوں کو بہت روپیہ دیا گیا۔ برہانپور و احمدابادو ولایت سورت میں لنگر خانوں میں آش و نان اسقدر پختہ ہوتا تھا کہ سب بھوکوں کا پیٹ بھر جاتا تھا۔ اور دوشنبہ کو بادشاہ کے جلوس کا دن ہے پانچہزار روپئے محتاجوں کو دیئے جاتے۔ بیس دوشنبوں میں ایک لاکھ روپیہ فقرا و مساکین میں تقسیم ہوا اور احمد آباد میں زیادہ قحط تھا وہاں پچاس ہزار روپیہ بھوکوں کو دیا گیا اسال باراں اور گرانی غلہ کے سبب سے اکثر ممالک میں خرابی ہوئی اس سال میں اور سال آیندہ میں سترہ لاکھ روپیہ خالصہ میں کہ ممالک محروسہ کا گیارھواں حصہ ہے تخفیف کی گئی اور اسی پر محال جاگیر امرا و الاقدر اور منصبداروں پر قیاس کرنا چاہیے حسب دستور شیرات کو روشنی ہوئی اور دس ہزار روپیہ خیرات دیا گیا۔

نوروز

۱۷ شعبان سنہ ۱۰۴۰ کو نوروز ہوا۔ پادشاہ تخت پر بیٹھا اور بخشش و نجتائش کی مراسم ادا ہوئیں۔ محمد علی بیگ سفیر ایران پادشاہ کا نامہ لایا اور تحائف پیش کیے اسکو ایک لاکھ روپیہ قیمتی بیس ہزار روپیہ کا اور اسی ہزار روپیہ اور اسکے ہمراہیوں کو دس ہزار روپیہ عنایت ہوا۔ آصفخاں کی نذر دس لاکھ روپیہ کی اور ممتاز محل اور شاہزادیوں اور شاہزادوں کی نذریں بیس لاکھ روپیہ کی تھیں۔

فتح قلعہ کنکالہ

خان زمان نے کوہستان ترنکلواری میں جو متمرد جمع ہو رہے تھے ان کو دس ہزار سواری بشکر دکن کے لیے خزانہ روانہ ہوا دکن کے مضبوط قلعوں میں سے قلعہ تلنگ بھی ہے۔ وہ ایک پشتہ کوہ پر ہے ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سپہدار خاں نے اسکا محاصرہ کر رکھا تھا اہل قلعہ کی ایک فوج پادشاہی لشکر کو قلعہ کے اندر لے گئی۔ قلعہ کے نگہبانوں کو اس سازش کی خبر نہ ہوئی جب کرنا بجا تو وہ مضطرب ہو کر بیدست و پا ہوئے اور پادشاہی آدمیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے یہ مستحکم قلعہ بغیر اسکے کہ میان سے تلوار اور کمان سے تیر نکلے فتح ہو گیا

قصبہ ستونڈہ کی فتح

سپہدار خاں قلعہ تلتم کو فتح کرکے پادشاہ کے حکم سے قلعہ ستونڈہ کی فتح پر متوجہ ہوا اور اُسکو جا کر چاروں جانبوں سے گھیر لیا سیدی جمال قلعہ دار نے عجز و انکسار سے امان نامہ کے لیے التماس کیا سپہدار خاں نے اُسے قبول کیا۔ سیدی جمال مع اہل و عیال قلعہ سے باہر آیا اور قلعہ بادشاہی ملازموں کے حوالہ کیا۔ دوسرے روز سپہدار خاں نے قلعہ میں جاکر مرزا محمد اپنے خویش کو قلعہ دار مقرر کیا

بعض سوانح اور قصبہ مالگانو کی فتح و عبدالغفور

بعض اور سوانح یہ ہیں کہ اعظم خاں کو جاسوسوں نے خبر پہنچائی کہ لشکر عادلخانیہ و نظامیہ بادشاہی لشکر سے دس کوس پر آب بگیرہ کے نزدیک آگیا ہے۔ خان بیگ ہارور سے دشمن کے لشکر پر پہنچا۔ رندولہ اور تمام لشکر عادلخانیہ و نظامیہ خواری و شرمساری کے ساتھ بھاگ گیا اور گھوڑے اور اونٹ و گاڑیاں بہت بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے عادلخانیہ و نظام شاہیہ لشکر نصیری خاں کی طرف چلا جو قلعہ قندھار کا محاصرہ کر رہا تھا۔ اعظم خاں نے ملتفت خاں کو قلعہ مالگانو کی فتح کے لیے بھیجا جسکی حراست نانا جی زمیندار بان گانو معتبر نظام کا بھائی کر رہا تھا لشکر شاہی آدھی رات کو قلعہ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ قلعہ ملتفت خاں پاس آیا توپ تفنگ و ہتھیار جو قلعہ کے اندر تھے اعظم خاں پاس آئے۔ پھر لشکر شاہی نے قصبہ پیتھری کے حصار کو فتح کیا اور سرکار میں سات توپیں داخل کیں۔

۲۰ شوال کو عید ہوئی یمین الدولہ نے پادشاہ کے حکم سے لاکھ روپیہ کا حوضہ تیار کرکے پیش کیا اور اُس کو ہاتھی پر لگایا۔ پادشاہ نے تین ہزار روپیہ محتاجوں کو دیا۔

باقر خاں کا غلبہ ملک تلنگانہ پر

صوبہ اوڈیسہ کے مخبروں کی عرائض سے سُنا گیا کہ کھیرہ پاڑہ مع قلعہ منصور گڈھ و ... کے باقر خاں نجم ثانی کی سعی سے فتح ہوگیا۔ قطب الملکیہ کی سپاہ کو کمک چاروں طرف سے پہنچی اور بعض زمینداروں نے اسکے ساتھ اتفاق کیا اور قلعہ مذکور کے استخلاص کے لیے پرخاش شروع کی باقر خاں نے اطلاع پاکر کھیرہ پاڑہ میں ایک جماعت کو چھوڑا اور ایک گروہ کو ہمراہ لیکر انکی تنبیہ پر متوجہ ہوا اور غنیم کے لشکرگاہ پر پہنچا وہ اسکے سامنے نہ ٹھہر سکا بہت سے انمیں درخت زار و کھسار میں چلے گئے اور ایک جماعت قید ہوئی اسکا اسباب غارت ہوا

دشمنوں نے ندامت و خجالت کا اظہار کیا اور قطب الملک نے بھی خدمتگاری و جان سپاری کے طور پر بادشاہ پاس پیشکش بھیجے۔ باقر خاں نے بموجب العفو زکوٰۃ الظفر زینہاردی اور ایک ہاتھی اور دس ہزار من نقد کہ چالیس ہزار روپیہ ہوتے ہیں جرمانہ کے طور پر لیے اور کھیرہ پارہ کی طرف مراجعت کی۔ کھیرہ پاڑہ سے بارہ کروہ پر بمقام مندری بیس ہزار آدمی شورش برپا کرنے کو جمع ہوگئے تھے۔ باقر خاں اُنکے پراگندہ کرنے کو روانہ ہوا اور ایک جنگل میں اترا۔ چھ سات آدمیوں نے درخت زار سے نکلکر شوخیاں شروع کیں۔ مگر لشکر شاہی سے مقابلہ نہ کرسکے باقر خاں اپنے لشکر کی حفاظت کرکے اس دشوار گذار درخت زار میں آیا دشمنوں نے ایک دیوار چونے کی پانچ گز اونچی دو پہاڑوں کے درمیان سر راہ مستحکم بنائی اور اسکے آگے ایک عمیق خندق بنائی اور پیکار میں گرم ہوئے ہر چند اُنھوں نے کوشش کی مگر آخر کار انکو فرار ہونا پڑا۔

فتح قندھار کی شرح

نصیری خاں کو ایک سپاہ کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کے لیے مقرر کیا تھا اُس نے قلعہ قندھار کی فتح کو پیش نہاد کیا اور اس طرف گیا یہ قلعہ اس دیار کے نامدار قلعوں میں سے تھا اور متانت دشوار کشائی میں مشہور تھا اور اسکی حراست یاقوت خداوند خاں کے داماد صادق خاں کے سپرد تھی ۲۳ جمادی الاولی سالگذشتہ کو وہ قلعہ سے ایک کروہ پر آیا۔ دوسرے روز راجہ جیسنگھ شہباز خاں اور اور منصب داروں اور احدیوں کو لیکر قصبہ قندھار کی فتح کے قصد سے سوار ہوا۔ قصبہ کے نزدیک ابھی بادشاہی سپاہ نہ آئی تھی کہ سرافراز خاں قلعہ اور قصبہ کے درمیان لشکر آراستہ کیا اور آلات آتشبازی کو آگے چنکر جنگ کے مستعد ہوا اور لشکر بادشاہی پر حملہ کیا اور بالائے قلعہ سے توپ تفنگ اور پائین قصبہ سے آتشبازی سے لشکر شاہی پر کرۂ نار کو نمودار کیا لشکر شاہی نے مردی اور مردانگی سے بہت سے مخالفوں کی جان لی اور کچھ جان بچاکر بھاگ گئے۔ سرافراز خاں نظام الملک پاس چلا گیا شہر پر بادشاہی آدمیوں کا تصرف ہوا گھوڑے اونٹ اور اسباب اموال ہاتھ آئے پانچ چھ ہزار آدمی گرفتار ہوئے

بادشاہی لشکر کے افسر نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ فتح قصبہ سے اور قلعہ نشینوں کی کومک سے
جمع کر کے قلعہ کی کشائش پر توجہ کی۔ مورچوں کو تقسیم کیا اور کوچہ سلامت بنانا شروع کیا
تیسرے دنوں میں نصیری خاں کا کوچہ سلامت خندق کے کنارہ پر پہنچا۔ دیوار خندق کی پناہ
سے جو غنیم کے بعض آدمی تھے وہ فرار ہوئے۔ کچھ مارے گئے عریض خندق کے درمیان مقبرہ
تھا وہاں قیام کر کے بان و حقہ و تفنگ بادشاہی مورچوں پر مارتے تھے اور موچوں
کو تعرض کرتے تھے۔ نصیری خاں کے مورچہ نے اس مقبرہ کے نیچے سرنگ لگا کے بارود سے
بیت اسکو اُڑا دیا اور دشمن کی ایک جماعت کو آگ میں جلا دیا اور عمارتوں کی جگہ بادشاہی آدمیوں نے
جا لئے۔ اس وقت رندولہ خاں و مقرب خاں و بہلول خاں اور عادل خانیہ
نظام الملکیہ آئے اور نصیری خاں کے مورچہ پر ہجوم کیا۔ توپ و تفنگ سے خوب گولے
چلائے۔ مگر نصیری خاں ایسی مردانگی سے لڑا کہ دشمن بھاگا اور تین کوس پر جا کر بیٹھا
لشکر شاہی غنیم کے بھاگنے سے سرگرم کار ہوا اور قلعہ کشائی کے سرانجام اسباب
سے بیشتر سے بیشتر ساعی ہوا اور اکیس نقبوں میں سے چھ کو تیار کیا انمیں سے تین میں
بارود بھری گئی اور تین کو خالی رکھا کہ اگر ان تین میں سے کام نہ چلے گا تو انمیں سے
کام لیا جائیگا۔ اس اثنا میں کہ حصار کی کشائش کا اسباب آمادہ تھا نصیری خاں
نے کمک کو اعظم خاں اسکے مورچے میں آگیا اسکے سامنے تین نقب کو بارود
سے بھرا اور ان کو آگ لگائی ایک تو آگ کھا کر ٹھنڈی ہوئی دو اڑیں اور دیوار
کی نصف برج قلعہ کے ساتھ اُڑا دیا چند آدمی جو برج کے اوپر اور دیوار کے
نیچے تھے مر گئے۔ باوجودیکہ حصار کے اندر سے بان و تفنگ و حقہ و سنگ و
بارود کو آگ لگا کے مارتے تھے مگر بادشاہی لشکر پیادہ دوڑا اور دوپہر
سے شام تک اُس نے ہنگامۂ کارزار گرم رکھا۔ باوجودیکہ ایک برج اور دیوار کے
گرنے سے اور لشکر نصیری خاں نے اعظم خاں کی تازہ فوج کی کمک سے حملہ کر کے

دشمن میں تزلزل ڈال دیا تھا مگر محصورین قلعہ داری کی شرط بجالاکر دشمن کے ایسے سد راہ
ہوئے اور یورش کے ایسے مانع ہوئے کہ خویش و بیگانہ نے آفریں کی اور اس روز قلعہ مفتوح
نہ ہوا طرفین کے تردد میں ظلمت شب حائل ہوئی اور ساری رات میں قلعہ کے آدمیوں نے
دیوار چونہ و سنگ کی مصالح سے جو ان پاس تھا تیار کرلی۔ بادشاہی آدمیوں نے تین
اور نقبیں باروت سے پُر کیں کہ صبح کو اُڑائیں گی قلعہ کے آدمیوں نے اپنی مصلحت بیچ
کہ کل آخر کار اس قلعہ کو قلعہ کشا تسخیر کرینگے اور سب تیغ قہر و سیاست کے کشتہ ہونگے ایسے
صلاح کار یہ ہے کہ امان طلب کرکے قلعہ کی کنجی حوالہ کریں اور اپنے تئیں قید کی بلا اور تیر و سنان
کے طعمہ سے محفوظ رکھیں۔ صادق خاں قلعہ دار سات فہمیدہ کار آدمی ساتھ لیکر امان
کے حوالہ کرنے کے لیے بادشاہی سرداروں پاس گیا اور امان لیکر قلعہ کا دروازہ کھول دیا
۱۹ روز میں ۱۵ شوال کو قلعہ فتح ہوا دس ہاتھی اور ایک سو سولہ توپیں ہاتھ آئیں جنمیں چار توپیں
عنبری کلاں و عنبری خورد و ملک ضبط و بجلی بزرگ تھیں ہر ایک انمیں سے لشکر و شہر کی برہمزنی کیلیے
کرتی تھیں اس فتح کے ہوجانیسے عادلخانیہ و نظام الملکیہ آدمی مایوس ہوکر بادشاہی لشکر سے
پرونکلور میں چلے گئے اعظم خاں و ردال کی طرف اس سبب سے چلا کہ بادشاہی خزانہ لشکر کے
لیے آتا تھا خوف تھا کہ دشمن نہ لوٹ لے۔ خزانہ کو ساتھ لیکر وہ دریا و نجری کے نوش
آیا۔ نصیری خاں قلعہ داری کے اسباب مداخل و مخارج کے ضبط سے خاطر جمع ہوکر
اندور کی طرف گیا۔ ملک عنبر کے مرنے کے بعد نظام الملک پسر سالار و صاحب مدار ملک
عنبر کا بڑا بیٹا فتح خاں گنا جاتا تھا اسکو سو ظن سے جو دیر کھن کا خصوصاً ملک دکن
کامروایوں کا خراب کرنے والا ہے غافل پاکر گرفتار کیا اور محبوس کیا اور مقرب خاں کو
اس کا تر کی غلام محمد و میر شمشیر و سر لشکر تھا بجائے فتح خاں کے سردار سپاہ مقرر کیا
حبشی کو وکیل بنایا مقرب خاں سے جیسی امید تھی وہ برنہ آئی اور دکنیوں نے اُس سے
کی۔ جو اپنے بزرگوں کے رویہ کے موافق اپنے ہی سلاطین کے استیصال کے بانی اور برہم

نظام الملک کو اعظم خاں کا قید کرنا

ہوتے ہیں۔ فتح خاں کو پھر قید سے نکالکر سلطنت کا صاحب مدار بنایا اس سبب سے مقرب خاں
رنجید خاطر ہوا اُس نے اعظم خاں سے رجوع کی اس کو شش ہزاری شش ہزار سوار منصب
عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ اور اور انعامات سے سرافراز ہوا ایک سو چالیس اور آدمی
بانام و نشاں اسکے ہمراہ آئے اُن کے مناسب حال منصب و خلعت ملے۔

برسات کے آنے میں چند روز باقی تھے۔ مکرر رندولہ خاں نے اعظم خاں کو پیغام بھیجا کہ
اگر تمہاری التماس سے عادلخاں کا تقصیرات عفو شاہانہ ہو جائیں تو بندہ متکفل ہوتا ہے کہ پھر عادلخاں
دائرہ انقیاد و اطاعت سے باہر نہیں جائیگا۔ اعظم خاں نے تمام دولتخواہوں کی صوابدید سے
برسات کے آنے تک پرگنہ بھالکی وجیت کو نہ میں کہ توابع بیدر سے ہیں جانیکا قصد اس غرض
سے کیا کہ اگر رندولہ کا کہا سچ ہوا تو وہ عادلخاں کے عفو تقصیرات کی درخواست کرے ورنہ
اس محال کے تاراج کرنے میں مشغول ہو جس سے نقص و عہد و خلف وعدہ کی باداش ہو اور
وہاں سے مراجعت کرکے ایام برسات میں جہاں مناسب ہو قیام کرے۔ ایک دن لشکر شاہی
کسی لیے ایک گاؤں میں گیا تھا۔ راجپوتوں اور مقدموں کے درمیان جنگ ہوئی اور ہر ساعت
شعلہ فساد بلند ہوا اور کمک دونو طرف سے پہنچی اور جدال و قتال کی آگ بھڑکتی گئی طرفین سے
بیحد جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اس ضمن میں غنیم کے سات ہزار غنیم بسرداری رندولہ خاں اور
تین چار نامی امیر ناگہانی آن پہنچے اور دکنیوں کا غلبہ اسقدر ظاہر ہوا کہ شہباز خاں مع اپنے
پسر کے گھوڑوں سے اُتر کر پیادہ ہوا اور داد مردانگی دیکر مع اور ساٹھ آدمیوں کے
بنی و نعمت کی راہ میں نثار ہوا۔ رشید خاں و بہادر خاں و یوسف خاں ایک اچپوتوں
کی جماعت سمیت لڑکر زخمی ہوئے اور علم جاں فشانی معرکہ کارزار میں بلند کیا۔ اور
بیہوش ہو کر گرے منصب داروں اور احدیوں و برقندازوں میں سے کشتہ و زخمی
ہوئے حاصل کلام یہ کہ کسی نے اس ورطہ سے سالم نجات نہ پائی۔ اکثر نامی زخمیوں کو
جن کو دکنی پہچانتے تھے ہاتھوں ہاتھ بطریق تحفہ و ہدیہ سرداروں پاس لے گئے

اعظم خاں یہ سُنکر جلد پہنچا اور دکنی فوج نے اپنی راہ لی۔ جب کشتوں اور زخمیوں پر اعظم خاں کی نگاہ پڑی تو افسوس کرکے زخمیوں کی محافظت و تیمارداری کا حکم دیا اور مراجعت کی اگرچہ اس صدمہ کے تدارک میں ملک و تعلقہ بیجاپور میں بہت تاخت و تاراج ہوئی اور بیشمار آدمی اسیر ہوئے مگر اس سے کشتوں اور زخمیوں کو کچھ فائدہ نہیں ہوا بلکہ روز بروز مادہ فساد و فوج کشی اور آدم کشی بیجاپور اور نظام الملک کے ملک میں علاوہ فریاد و شداید قحط سالی کے دکن میں بڑھا۔

۷ ذیقعدہ ۱۰۴۰ھ کو ممتاز محل جو خان جہاں کی روح جان پرور و ہمدم و محرم بستر تھی دردزہ میں مبتلا ہوئی بیگم صاحب کو بھیجکر اُس نے بادشاہ کو بلایا۔ بادشاہ کمال آشفتہ و مساز بیوی کے مالیں پر آیا اسنے اپنے بچوں کی سفارش کی۔ دس پہر بعد بیٹی پیدا ہوئی اور ماں کی جان گئی اس واقعۂ جان کاہ سے بادشاہ کو بہت غم ہوا اور اس محرم و ہمدم دیرینہ کی یاد میں روتا رہا۔ دو سال تک عطر لگانا رنگین کپڑے اور جواہر پہننا چھوڑ دیا۔

واقعہ ممتاز محل بیگم و شاہجہاں کا ماتم اور اولاد

جشن وزن اور جلوس میں نغمہ و سرود سننے کو صدائے نوحہ و ماتم تصور کرنے لگا جس وقت اس کو یہ بیوی یاد آتی رو کر یہ شعر پڑھتا ؎

زندگی بہر دیدن یار است　　یار چوں نیست زندگی عار است

ایک ہفتہ جھروکہ میں نہیں بیٹھا۔ کبھی ارادہ کرتا تھا کہ سلطنت کو بیٹوں میں تقسیم کرکے باقی عمر کو معبود حقیقی کی پرستش میں اور مسجود تحقیقی کی نیائش میں صرف کرے باغ زین میں برہان پور میں ممتاز محل کو بطور امانت دفن کیا جبتک بادشاہ یہاں رہا ہر جمعہ کو ملکہ کے مزار پر جاتا اور بہت روتا اور اکثر فرماتا کہ اب لذت سلطنت بلکہ مزہ زندگانی کا نہیں رہا اس دلدار کے دیدار بغیر اس کی ساری خوشیاں غم بن گئیں جسوقت حرم سرا میں تشریف فرما ہوتا تو روتا ہوا جاتا اور اسی وقت پھر آتا اور کہتا کہ کسی کی صورت دیکھنا مجھے خوش نہیں آتا۔ بادشاہ کی ڈاڑھی پر

۲ بال سفید تھے مگر اس غم میں تھوڑے دنوں میں ساری ڈاڑھی سفید ہوگئی۔

جب بادشاہ کی عمر ۱۵ سال ۲ ماہ ۱۴ روز کی تھی تو اس بیگم سے منگنی ہوئی تھی ۱۷ سال ۳ ماہ قمری ۲ دن بعد بادشاہ سے نکاح ہوا پانچ لاکھ روپیہ مہر بندھا اسوقت ملکہ کی عمر ۱۹ سال ۱ ماہ شمسی ۶ روز کی تھی اور ۳۸ سال ۲ ماہ شمسی میں انتقال کیا۔ تاریخ رحلت یہ ہے ع جاے ممتاز محل جنت باد + بادشاہ کا نکاح مظفر حسین مرزا کی بیٹی سے ایک سال ۸ ماہ اسکے نکاح سے پہلے رجب ۱۰۱۹ھ میں ہوا تھا اور اس سے ایک بیٹی ۱۲ جمادی الاول ۱۰۱۰ھ کو پیدا ہوئی اور اسکا نام پرہنر بانو بیگم رکھا گیا اور ممتاز محل کے نکاح کا پانچ سال پانچ ماہ تیئیس روز بعد ۲ رمضان ۱۰۲۶ھ کو شاہ نواز خاں بن عبدالرحیم خانخانان کی بیٹی سے بمقتضاء مصلحت نکاح ہوا اور ۱۲ رجب ۱۰۲۸ھ کو دارالخلافہ اکبرآباد میں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام جہاں افروز رکھا گیا مگر ایک سال ۹ مہینے کی عمر میں وہ برہانپور میں مرگیا۔ بادشاہ کو جو محبت ممتاز محل کے ساتھ تھی وہ کسی اور بیوی سے نہ تھی وہ سفر حضر و شدت و رخا میں اُس سے جدا نہیں رہتا تھا اُس بیس سال کے عرصہ میں بیگم کے چودہ بچے پیدا ہوئے ۸ لڑکے اور ۶ لڑکیاں جنمیں سے سات زندہ اُس نے چھوڑے اولاد کی تفصیل ذیل میں درج ہوئی۔

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۱) حورنسا بیگم	۸ رصفر ۱۰۲۰ھ	آگرہ میں پیدا ہوئی ۳ سال ایک ماہ کی عمر میں مرگئی۔
(۲) جہاں آرا بیگم	۲۱ رصفر ۱۰۲۳ھ	بیگم صاحب و بادشاہ بیگم عرف تھا۔
(۳) محمد دارا شکوہ۔	۲۹ رصفر ۱۰۲۴ھ	اجمیر میں پیدا ہوا۔
(۴) شاہ شجاع بہادر	۱۸ رجمادی الاخری ۱۰۲۵ھ	〃
(۵) روشن رائے بیگم	۲ رمضان ۱۰۲۶ھ	برہان پور میں پیدا ہوئی۔
(۶) اورنگ زیب	۱۵ رذیقعدہ ۱۰۲۷ھ	

نام	تاریخ ولادت	کیفیت
(۷) امید بخش	۱۱ر محرم ۱۰۲۹ھ	ربیع الثانی ۱۰۳۱ھ میں برہانپور میں وفات پائی
(۸) ثریا بانو بیگم	۲ر رجب ۱۰۳۰ھ	۲۲ر شعبان ۱۰۳۶ھ میں سات سال کی عمر میں وفات پائی
(۹) ایک بیٹا	۱۰۳۲ھ میں پیدا ہوا	نام رکھنے سے پہلے دنیا سے سدھارا
(۱۰) مراد بخش	۲۵ر ذی الحجہ ۱۰۳۲ھ	قلعہ رہتاس میں پیدا ہوا۔
(۱۱) لطف اللہ	۱۴ر صفر ۱۰۳۶ھ	۹ر رمضان ۱۰۳۶ھ میں ایکسال ۷ ماہ میں انتقال کیا۔
(۱۲) دولت افزا	۴ر رمضان ۱۰۳۶ھ	۲۰ر رمضان کو ایکسال ۱۵ روز کی عمر میں مر گیا۔
(۱۳) حسن آرا بیگم	۱۰ر رمضان ۱۰۳۹ھ	دایۂ اجل نے پالا۔
(۱۴) گوہر آرا بیگم	۱۷ر ذیقعدہ ۱۰۴۰ھ	برہانپور میں پیدا ہوئی جسکی ولادت سے ماں مر گئی

ممتاز محل کے خزانہ میں ایک کرور روپیہ تھا اس میں سے نصف بیگم صاحب کو دیا گیا۔ اور باقی نصف اور شاہزادوں کو۔ جو مہمات کہ نواب ممتاز محل سے متعلق تھیں وہ بیگم صاحب سے متعلق ہوئیں۔ چار لاکھ روپیہ ادھا نقد آدھا جاگیر چھ لاکھ روپیہ سالیانہ پر اضافہ ہوا اسحٰق بیگ یزدی میر سامان بیگم صاحب کا دیوان مقرر ہوا۔ بیگم صاحب نے اپنی والدہ کی طرح اپنی مہر سنی النسار خانم کو حوالہ کی۔ ممتاز محل بیگم میں بڑی خوبیاں تھیں خالق کی رضاجوئی اور خلائق کی خیر خواہی میں ہمیشہ رہتی تھی۔ حسب الحکم اعظم خاں بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس سے فرمایا کہ اس سفر میں تو نے دو شائستہ خدمتیں کیں ہیں اول خانجہاں پر تاخت کرکے آوارہ کیا دوم قلعہ دھارور کی فتح۔ لیکن دو خطائیں بھی کیں۔ اول یہ کہ جب معلوم ہو گیا تھا کہ قلعہ پرینڈہ کی تسخیر صورت پذیر نہیں ہے آذوقہ کی قلت سے لشکر نہایت تنگ تھا اس حال میں تجھے توقف نہیں کرنا چاہیے تھا۔ دوم یہ کہ مقرب خاں دولت خواہ ہو گیا تھا اور برسات آگئی تھی تو بیدر کی جانب نہیں جانا چاہیے تھا۔ برسات میں ایسے مقام میں رہنا چاہیے تھا کہ کاہ و غلہ بہت ہاتھ آتا ملک عادلخاں کے

اعظم خاں کا بادشاہ پاس آنا

شکر پر تاخت اس وقت کرنی چاہیے تھی کہ برسات ختم ہوجاتی اس یورش بے ہنگام سے لشکر کے حال میں پریشانی نہ ہوتی اعظم خاں نے اپنی خطاؤں کا اعتراف کیا۔

پسہدار خاں کی عرضی آئی کہ فتح خاں کو یہ دریافت ہوا کہ نظام الملک نے جو اُس کو رہائی دی تھی وہ اضطراری تھی جس وقت اس غدار کی خاطر جمع ہوگی پھر اُس کو مقید کریگا اس لیے اُس نے پیشدستی کرکے اس دستور پر کہ اُسکے باپ ملک عنبر نظام الملک کو نظر بند رکھا تھا اُس نے بھی برہان نظام الملک کو مقید کیا۔

نظام الملک کے فتح خاں پسر عنبر نے ہوا خواہی و دولتخواہی سے یمین الدولہ آصف خاں کے وسیلہ سے بادشاہ پاس اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ اس نمک شناس اخلاص شعار نے نظام الملک کو مقید کیا ہے جو اپنی کوتاہ بینی و بدسگالی سے حضور سے مخالفت رکھتا تھا۔ مراحم شاہی کا امیدوار ہوں اسکے جواب میں فرمان صادر ہوا کہ اگر اسکی گفتار سچی ہے تو نظام الملک کی آلائش سے جہان کو پاک کرے فتح خاں نے اس حکم کے پانے کے بعد برہان نظام الملک کا گلا گھوٹ کر مار ڈالا اور مشہور کیا کہ وہ اجل طبعی سے مرگیا اور بارہ بڑے بڑے نامی سرداروں کو بھی قتل کیا اور ایک جماعت لشکر کو محبوس کیا اور نظام الملک کے بیٹے حسین کو جو دس برس کا تھا اسکا جانشین کیا۔

اور اس حقیقت واقعہ کی عرضداشت اپنی معتمد نوکر ابراہیم کے ہاتھ بادشاہ پاس بھجوائی فرمان صادر ہوا کہ ہاتھی جو دولت آباد میں بھجوائے ہیں وہ قلت آذوقہ سے ضائع ہونگے ان کو مع نفائس جواہر و مرصع آلات نظام الملک کے اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ برسم پیشکش بھیجدے تاکہ اسکی ملتمسات قبول ہوں۔

محمد عادل خاں نے ناعاقبت اندیشی سے نظام الملک کے ساتھ قلعہ شولاپور لیکر بادشاہ کی مرضی کے خلاف مصالحت کر لی تھی اور عہد و پیماں کو ایک طرف رکھ دیا تھا اسلیے

پادشاہ نے آصف خاں کو نامدار امرا و راجاؤں کے ساتھ اسکی تنبیہ کے لیے رخصت کیا کہ وہ عادلخاں کو غفلت سے بیدار کرے اور یہ تجویز کیا کہ اگر عادلخاں رہنمونی سے باپ کی طرح لوازم اطاعت و خدمت گزاری اور فرمانبرداری اختیار کرے تو بادشاہ کے لیے لائق پیشکش روانہ کرے پھر اسکے استیصال و خرابی کا قصد نہ کرے اور اگر وہ اپنی جوانی و نادانی کے سبب اطاعت کی راہ پر نہ آئے تو اسکے ملک میں سے جو چیز گراں قیمت ہو ضبط کرکے ممالک محروسہ میں داخل کرے اور باقی کو پامال کرے۔ ۱۹ جمادی الاول کو یمین الدولہ روانہ ہوا۔ باقی واقعات سنہ ۱۰۴۰ھ یہ ہیں۔

خواجہ ابوالحسن کو قلعہ قندھار کی فتح کے بعد حکم ہوا کہ جس جگہ مناسب جانے ایام برسات بسر کرے۔ خواجہ پاتر شیخ بابو میں آیا اور رود خانہ کے کنارہ پر کہ تھوڑا پانی تھا مقیم ہوا۔ اتفاقاً آخر روز نہم شہر پور الٰہی کو تین روز تک بارش ایسی متواتر ہوئی کہ نالہ کے پانی میں ایسی طغیانی ہوئی کہ لشکر کو تبدیل مکان کی فرصت نہ دی کوہ کے اوپر سے سیلاب کوہ ربا آیا اور تمام دامن کوہسار کو گھیر لیا اور لشکر کو کسی طرف گریز کی راہ نہ رہی ناچار تمام اسباب سے ہاتھ اُٹھا کر جو کچھ اٹھا سکے اسکو اُٹھایا اور مع عیال و ناموس کے جو ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے تیرتے ہوئے ہزار ہراس و خواری سے آب خون خوار سے جان سلامت لے گئے اور لشکر کے آدمی کہ باربردار و سواری نہیں رکھتے تھے اور پانی میں دست و پا زنی نہیں کر سکتے تھے زن و فرزند و مال و اسباب کو کعبہ کا زاد راہ بنا کے نزدیک کی راہ سے دریا رشور میں مل گئے خواجہ ابوالحسن کے خزانہ سے سوا ایک خریطہ اشرفی و پانچ خریطہ روپیہ کے کچھ اور لینے کی فرصت نہ ملی۔ جب خزانہ کا یہ حال ہوا تو والے برحال اسکے جن پاس سوا قحط زدہ دبلے ٹٹو کے کچھ اور نہ تھا ہزار سپاہی و سوداگر اور بہت مال و اسباب و جانور تلف ہوئے خواجہ کے جواہر میں سے سات ہزار اشرفی و دس ہزار روپیہ و تمام کارخانجات توشخانہ و توپخانہ و فراشخانہ اور منزل انکی برباد ہوا۔ ڈھونڈنے والوں کو خاک ہاتھ نہ آیا

خواجہ ابوالحسن کے لشکر پر ایک حادثہ

کو بعض آدمی اسکے پانے کی تہمت میں گرفتار ہوئے لیکن اس گنج رواں کا خزانچی جو آب
داراں تھا اُس نے ماار اسباب کو دیانت سے خاک میں امانت رکھا۔

جشن نوروز

روز دوشنبہ ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۱ھ کو جشن قمری ہوا۔ بادشاہ کو بیالیسواں سال شروع
ہوا۔ بیگم صاحب نے اپنی والدہ مغفورہ کے آئین کے موافق زر و سیم نثار کے واسطے باہر
بھیجا اور وہ فضلا و صلحا و شعرا کو مرحمت ہوا نصیری خاں کو بالا گھاٹ جانیکی اجازت
ہوئی اور اسکی التماس سے ماہی مراتب عنایت ہوا سلاطین دہلی میں اسکا رواج نہ تھا اب
اول دفعہ اس امیر کو وہ عنایت ہوا دکن میں اسکا اعتبار بڑھا۔ دنیا داران دکن ماہی مراتب
کو دیتے ہیں کہ وہ عنایت عظیم کا مستحق ہو۔ دکن میں اس سے بڑا درجہ اور کوئی نہیں ہے۔

راؤرتن کا مرنا

بادشاہ پاس راؤرتن ہاڈا کے مرنے کی خبر آئی۔ بادشاہ نے اسکے پوتے ستر سال کو
جو اسکا جانشین تھا ہفت ہزاری ذات و دو ہزار سوار کا منصب اور خطاب اؤ کا عنایت
کیا۔ ولایت بوندی و ٹیکرا و راس کے نواحی کے پرگنات جنمیں راؤرتن کا وطن تھا اسکو
تیول میں مرحمت کیے اور اودھو سنگھ پسر راؤرتن کو پانصدی ذات پانصد سوار کا اضافہ
منصب کرکے دو ہزار پانصدی دو ہزار پانصدی سوار بنایا پرگنہ کوٹہ و پلاتھہ
کو جاگیر میں مقرر کیا گوپی ناتھ پدر راؤ ستر سال باوجود دبلے ہونے کے اسقدر زور
رکھتا تھا کہ درخت کی دو شاخوں کے درمیان جن میں سے ہر ایک شاخ میانہ
ستون کی برابر ہوتی ایک شاخ پر بیٹھتا اور دوسرے پر پاؤں لگاتا اور تھوڑا
زور کرتا کہ ان دونوں کو جدا کر دیتا کلہ آہو کو پاؤں پر رکھکر دونوں ہاتھوں سے
زور کرکے سینگوں کو چیر ڈالتا۔ دو پاؤں جوڑ کر تین گز اونچی دیوار کو اچک کر پکڑ لیتا۔

سنہ ۱۰۴۱ھ ۱۶۳۱ء

صوبہ الہ آباد کے وقائع بادشاہ سے معروض ہوئے کہ ابدال پاس پرانے جنگلوں میں
جسے دھار متعدد تھے۔ اُسنے سر اُٹھایا اور مردم آزاری اور قطاع الطریقی کرنے لگا۔
تہیج خاں کے تردد اور سعی سے ایک مدت کے محاصرہ کے اور بادشاہی آدمیوں کی

ایک جماعت کے کشتہ ہونے کے بعد قلعے مفتوح ہوئے اور ہزار آدمی دشمن کے مارے گئے اور ہزار چھوٹے بڑے مرد بچے جوہر (جیوہر) سے مرے لشکر اسلام کو مال اسباب بہت ہاتھ لگا اُس نے قلب مقامات میں آگ لگائی۔ بت خانوں کو توڑا انکی جگہ مسجدیں بنائیں۔ اور اس کفر آباد کا نام اسلام آباد رکھا۔

پرورش خاں کا بارود سے اڑنا ممتاز محل کی نعش کا آگرہ میں مدفون ہونا

آڈیسہ سے خبر آئی کہ پرورش خاں بارھہ کے ہمسایہ میں ایک بارود فروش کا گھر تھا اسکی بارود میں آگ لگی۔ خان مذکور مع ایک جماعت کے کہ دیوان خانہ میں اس کے ہم بزم تھے بارود کے صدمہ سے اُڑ گئے اور وہ گھر بھی اُڑ گیا۔

۱۷ جمادی الاولی کو شاہ شجاع و وزیر خاں وسنی النسا بیگم جو ملکہ کی وکیل تھی ممتاز محل کی نعش لیکر اکبر آباد کو روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہر روز راہ میں بہت آشرفی و دینار نقرار کو دیئے جائیں اکبر آباد کے جنوب رویہ ایک زمین نہایت رفعت و نزاہت رکھتی تھی اور اسمیں راجہ مان سنگھ کی حویلی تھی جو اب اسکے پوتے راجہ جیسنگھ پاس تھی وہ اسکا مدفن بنایا جائے راجہ جیسنگھ کو اس حویلی کی عوض خالصہ شریفہ سے معاوضہ دیا گیا۔ ۱۵ جمادی الثانی سال آیندہ کو نعش یہاں دفن ہوئی بیس برس میں پچاس لاکھ روپیہ میں مقبرہ بنایا گیا جواب تک اپنا نظیر دنیا میں نہیں رکھتا۔

مہر اوزک جو یمین الدولہ پاس تھی جب وہ بالا گھاٹ کو رخصت ہوا تو بیگم صاحبہ کو عنایت ہوئی۔ بادشاہ نے تخت نشینی کے وقت منت مانی تھی کہ پانچ لاکھ روپیہ حرمین محترمین کو اہل استحقاق و احتیاج میں تقسیم کرنے کے لیے دونگا اسلیے اُس نے صوبہ گجرات کے ناظموں کو حکم دیا کہ احمد آباد گجرات میں اور اس نواحی میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے اشیا جو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں فروخت ہوتی ہیں خرید کر کے خواجہ جہاں کو حوالہ کی جائیں کہ ان کو بیچکر سود و سرمایہ کو ان دونوں متبرک مقاموں میں تقسیم کر دے پھر خواجہ جہان کی جگہ یہ خدمت

حکیم حاذق پسر حکیم ہمام گیلانی کو سپرد ہوئی۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۴۱ھ مطابق سنہ ۱۶۳۱ عیسوی

غرہ جمادی الثانیہ سال سنہ ۱۰۴۱ کو سال پنجم جلوس شروع ہوا جشن وزن شمسی ہوا اکتالیسواں سال شروع ہوا۔

فتح خاں پسر عنبر نے باوجودیکہ احکام شاہی کی اطاعت کا اظہار کیا لیکن پیشکش کے بھیجنے میں توقف و تعلل کیا۔ ۲۳ر کو بادشاہ نے وزیر خاں کو دس ہزار سوار دیکر بھیجا کہ قلعہ دولت آباد کی تسخیر میں مصروف ہو اور فتح خاں کو خواب غفلت سے بیدار کرے۔ خان مذکور کے ہمراہ اور امرا بھی گئے۔ وزیر خاں کے روانہ ہونے کے بعد ابوالفتح وکیل فتح خاں بادشاہ کے پاس عرضداشت لایا کہ فتح خاں کا بڑا بیٹا عبدالرسول عنقریب حضور کی خدمت میں پیشکش لیکر آتا ہے تو بادشاہ نے وزیر خاں کو حکم بھیجا کہ جہاں تک گیا ہے وہاں سے الٹا چلا آئے۔

وزیر خاں کا دولت آباد کے فتح کرنے کے لیے جانا اور ناکام بیجاپور پہنچ کر فتح

عبدالرسول درگاہ والا میں آیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کی پیشکش بادشاہ کے سامنے لایا۔ یمین الدولہ عادلخاں کے بیدار کرنے کے لیے بالاپور سے روانہ ہوا خواجہ ابوالحسن و راجہ جھجھار سنگھ اور منصب ار و عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ نصیری خاں اُس کے استقبال کو ناندیر میں آئے یمین الدولہ دو روز ناندیر میں ٹھیرا۔ زائد لشکر و احمال و ثقال کو یہاں چھوڑا اور جریدہ شب درمیان قندھار میں آیا مداخل و مخارج کا ملاحظہ کرکے رومی خاں کو اسکی حراست سپرد کی اور اپنے مطلب کے لیے روانہ ہوا جب قلعہ بھالکی سے ایک منزل پر پہنچا تو اُس نے قور لیسا دل کو قلعہ کے حوالی میں بھیجا کہ اہل حصار کے ارادہ پر مطلع ہو کر آگاہ کریں۔ اگر اہل قلعہ لشکر میں آ دوڑیں تو اُن سے کچھ تعرض نہ کریں اور اگر وہ یہ نہ کریں تو قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوں راہ میں قور نے پھر کر اطلاع دی کہ اہل قلعہ توپ و تفنگ لگائے لڑنے کو تیار بیٹھے ہیں

تو معتمد خاں نے لشکر لیجا کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لشکر شاہی نے دیکھا کہ محاصرہ سے قلعہ دیر میں فتح ہوگی اسلیے رات کو کہ زور فرد باندھنے لگا کے جانے کا ارادہ کیا۔ اہل قلعہ نے یہ بات سُنکر ہاتھ پاؤں چھوڑ دیے۔ رات کی اندھیری میں اسطرف سے کمر باندھے ہتھیار لگائے بھاگ گئے قلعہ سے رستہ کنار ہوئے۔ اور رعایا گرفتار ہوئی۔ بہت غنیمت اور آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ لگا حق آلات آتشبازی میں اتفاقیہ آگ لگ گئی۔ اصالت خاں ایک چوبین تخت پر کھڑا تھا ہوا میں اُڑ گیا اُسکا منہ اور ہاتھ بارود سے جلگئے مگر جان بچ گئی ایک مسجد میں بارود بھری تھی اُسکے اُڑنے سے بہت آدمی ہلاک ہوئے یمین الدولہ کو بادشاہ نے اسلیے مقرر کیا تھا کہ فتح خاں اطاعت کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ درگاہ والا میں بھیجے تو جو ملک متعلقہ نظام الملک لشکر شاہی فتح کرے وہ اسکو دیدیا جائے۔ وزیر خاں کے مقرر ہونے کے بعد فتح خاں نے اپنے بڑے بیٹے کو پیشکش کے ساتھ بھیدیا اسلیے قلعہ بھالکی جو نظام کی سرحد میں واقع ہے مع توابع اس شخص کو جو فتح خاں کی طرف سے قلعہ دار اور گیر میں رہتا تھا حوالہ کیا گیا اور خود آصف خاں قصبہ کلانور میں کہ ملک عادل خاں کا محال مجور تھا آیا جب سلطان پور کے باہر جو شہر گلبرگہ سے ملا ہوا ہے وہ آیا تو محافظوں نے اس بارہ کے خوف متوطنوں کو قلعہ گلبرگہ میں بلالیا وہ توپ تفنگ اور آلات جنگ سے مضبوط کیا گیا تھا۔ اگرچہ قلعہ و حصار شہر کے توپ تفنگ نے گولے گولیوں کا مینہ برسایا لیکن بادشاہی لشکر سرسواری حصار شہر کو مفتوح کیا آدمیوں کو قتل و اسیر کیا اور اموال و اسباب کو تاراج خندق کے اندر سے بہت گھوڑے ہاتھ آئے یمین الدولہ نے قلعہ گلبرگہ کی تسخیر کو مصلحت اس سبب سے نہ جانا کہ اسمیں تضیع لشکر و تعطیل مقصد ہوگی یہاں سے کوچ کرکے آب سہوار کے کنارہ پر دائرہ کیا اور تیس ہزار سوار کے نشان وہاں ملاحظہ کرکے مطلب کے لیے چلا۔ اثنار راہ میں رزق اللہ نام اعیان عادل شاہ میں سے یمین الدولہ پاس آیا اور نوشتہ لایا اور پیغام صلح دیا اور ندامت کو ظاہر تقصیرات

گزشتہ کا اعتراف کیا اور عفو جرائم کے قبول کرنے کے لیے التماس کیا۔ رزق اللہ کم زبان آدمی تھا فوراً مصلح کا پیغام دیتے ہی اسکی التماس کا قبول کرنا مصلحت نہ معلوم ہوا اسلیے رسول مذکور بالا بدس اُلٹا گیا یمین الدولہ بیجاپور میں نورسپور و شاہ پور کے درمیان خیمہ زن ہوا۔ غنیم ہر روز خندق سے باہر آتا اور میدان میں صف کشی کرتا طرفین سے توپ و تیر و تفنگ چلتے اور ہنگامۂ نبرد گرم ہوتا۔ بادشاہی لشکر غنیم کو مار کر قلعہ تک پہنچاتا جو جماعت کاہ و ہیزم کے لیے جاتی تھی اسکی حفاظت کے لیے ہر روز ایک سردار یمین الدولہ مقرر کرتا لیکن فرادانی لشکر اور فزونی دوابہ کے سبب آسانی سے ایسی صورت نہ پیدا ہوتی جیسی ہونی چاہیے دشمن اطراف و جوانب میں متفرق ہوتے اور قابو پاکے دست بردی کرتے جب تک لشکر شاہی یہاں رہا کھیتوں پر بار بار بادشاہی اور عادل خاں کے سپاہیوں میں لڑائی ہوتی اور بادشاہی سپاہ کو فتحیابی ہوتی۔

سکندر علی پسر عم رندولہ مارا گیا یمین الدولہ قلعہ بیجاپور کے نیچے پہنچا اور قلعہ گیری میں مشغول ہوا۔ عادل شاہی افواج اطراف سے قزاقان گریز پا کے طریق پر نمودار ہوتیں اور فوج بادشاہی پر حملہ کرتیں اور جب بادشاہی سپاہ ان پر حملہ کرتی تو وہ بھاگ جاتیں۔

اس ضمن میں مصطفےٰ خاں ولد محمد لاری نے جو بیجاپور کے معتبر و محیل امرا میں سے تھا خفیہ اپنے اخلاص بادشاہی کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ میں فلاں پاکر دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول کر لشکر شاہی کو اندر داخل کر دونگا بعد چند روز کے رات کو محمد رضا نام اپنے بیٹے کو جریدہ بھیجا اس نے یمین الدولہ کے نزدیک قسمیں غلط کھا کر اعتماد اور دروازہ کھولنے کا وعدہ جب قابو لے وقت ہو کیا اور چلا گیا ہر روز وہ ہر نہج تخلف و عذر کرتا تھا وہ سچا نہ معلوم ہوتا تھا سو اسے اسکے شیخ دبیر کہ عادل شاہ کے راز داں دبیر تھے اخلاص کا پیغام لایا مگر اس میں ایک مدت گزر گئی آخر معلوم ہوا کہ یہ سب عادل شاہ کی تدبیر و تزویر ہے آصف خاں نے حضوریوں کے رنگ کرتے میں اور

نقبوں کے لگانے اور مورچوں کے بڑھانے میں پہلے سے زیادہ کوشش کی انکے بعد مصطفےٰ خاں علامہ
یمین الدولہ کے نزدیک آیا۔ اظہار ندامت کیا پیشکش کے قبول کرنے کی درخواست کی جو بقدر
استطاعت ہو اُس نے کہا کہ ملک کی خرابی و ویرانی پر نظر کی جائے جو بادشاہی لشکر کی
اور دست اندازی سے ہوئی جس سے ملک رعایا میں آرام نہیں رہا۔ آصف خاں نے مشورہ
کرکے یہ قبول کیا چالیس لاکھ روپیہ فی الحال ملک رعایا کے احوال پر نظر کرکے پیشکش کیے
ٹھیرایا اور آئندہ اطاعت کے عہد کا نوشتہ مانگا دونوں طرف سے عہدنامہ کا مسودہ ہوا
بہادر خاں اور یوسف خاں وغیرہ کو جو جنگ کہی میں عادل شاہی لشکر زخمی کرکے لے گیا تھا
ان کو طلب کرکے سپرد کیا۔ شیخ عبدالرحیم جو یمین الدولہ کے معتمدوں میں سے تھا اسکو مصطفےٰ نے
خود لے گیا کہ چالیس لاکھ روپیہ اور عہدنامہ اسکے ہمراہ ارسال کرے مگر اسکو قلعہ میں دو روز
مہمان رکھکر تیسرے روز خالی واپس کیا۔ اور دفع الوقتی کے لیے یہ عذر پیش کیا کہ متعاقب
اپنے آدمیوں کی ہمراہ روپیہ و عہدنامہ بھیجدینگے۔ دوسرے روز یمین الدولہ پاس
اور آدمی چرب زباں حراف معتبر وکلا رآئے۔ بعض باتوں کی استدعا کی آصفخاں
نے انکو معقول سمجھ کر قبول کیا اور قرار پایا کہ کل عہدنامہ پہنچادینگے۔ رخصت کے وقت
مظفر خاں کا نوشتہ اسکے محرم نے اس طرح کہ دوسرے کو خبر نہو مسند کے نیچے رکھدیا
جس کا مضمون یہ تھا کہ خواص خاں کو معلوم ہو اکہ لشکر شاہی میں ایام قحط کے باقی رہنے سے
اور غلہ کے نہ بھیجنے سے سپاہ میں ایسی عسرت ہوئی کہ حیوان ناطق وغیر ناطق کے کھانے
میں ہڈیوں اور چمڑے کے سوا کچھ نہیں رہا نہ گھوڑوں کے سامنے گھاس کا پٹھا ہے نہ کھیت
پر توا چڑھا ہے۔ آدمی کاہ وہیمہ لینے کے لیے دور جاتے ہیں۔ لشکر شاہی کسی طرح
چند روز سے زیادہ توقف نہیں کرسکتا۔ خواص خاں نے مدار کار مکر سازی
حیلہ پردازی پر رکھا ہے اس کو امید ہے کہ ارکان لشکر پراگندگی و پریشانی
سپاہ سے اس ملک کی تسخیر سے دل برداشتہ ہوکر بحصول مقصد چشم

رات کی صبح اور دن کی شام کرتا ہے اگر معاہدہ میں درنگ ہو تو اس خیر اندیش سے ملالت نہو
لڑائی روز بروز بڑھتی جاتی تھی ۔ ایام محاصرہ میں امتداد ہوا ان ایام میں حسار
جنگ نمایاں ہوئیں کہ دکنیوں نے قلعہ کے اندر اور باہر سے ہجوم کرکے کبھی غافل کبھی
خبردار لشکر شاہی پر حملہ کیا اور داد شجاعت دی ۔ اس محاصرہ میں بیس یوم سے
رسد نہیں پہنچی ۔ گرانی کا اثر باقی تھا ۔ لشکر شاہی کے آنے سے پہلے اس نواح میں
جس جگہ غلہ اور خرمن گاہ سرکار عادل شاہ فروختنی تھا انہیں سے جو قلعہ میں لے جا سکے
... لے گئے باقی کو بالکل جلا دیا اور جاندار کے آذوقہ کا کوئی نشان باقی نہیں
رکھا ۔ کبھی کبھی جو آدمی بہت محنت و مشقت سے دور سے گھاس گھوڑوں کے لیے
لاتے تھے تو اس سبب سے کہ اگر وہ تمام ہو جائیگی پھر میسر نہ ہوگی گھاس کی صورت
دیکھکر قانع ہوتے تھے ۔ اکثر گھوڑے لاغری سے ایک قدم بھی حرکت کو وہ راہ
عدم میں کیوں نہ ہونہیں کر سکتے تھے اسلیے دستور اعظم نے اسمیں صلاح دیکھی کہ اس سال
میں بیجاپور کے آباد ضلع میں پہنچکر آدمیوں اور چارپایوں کو عذاب سے نکالنا چاہیے
ملک کو خراب و غارت کرکے دکنیوں کی حیلہ بازی کی تلافی کرنی چاہیے یہاں سے
کوچ کرکے آب کشن گنگ کے کنارہ پر سفر کیا اور لے باغ کی طرف جس کو اب
مرتضیٰ آباد کہتے ہیں گیا جو بہت سبز و خرم آباد تھا اس کو تاخت و تاراج کرتا ہوا
مرحلہ پیما ہوا جہاں بوئی ہوئی زمین و زراعت نظر آتی تھی ایک پلک مارنے میں
اسکی صورت ناکشتہ بنا دی جاتی تھی اور گھوڑوں کے سموں سے از سر نو قلبہ رانی
ہوتی تھی ۔ گھروں اور قصبوں و بازاروں کی اس قدر ویرانی ہوتی تھی کہ وہ کھیتی
کرنے کے قابل ہو جاتے تھے ۔ زن و مرد چھوٹے بڑوں کے اسیر کرنے میں اور انکو
ملک عدم پہنچانے میں تقصیر نہیں کرتے تھے اب برسات کا موسم آگیا اور اس ملک میں
آبادی کا اثر باقی نہیں رہا دانہ و کاہ نام کو نہ رہا تو لشکر شاہی ملک پادشاہی میں

چلا آیا شولا پور سے گزر کر چھاؤنی کی۔

بادشاہ نے ۲۷ رجب کو دس ہزار روپیہ خیرات کیا۔ لیلۃ القدر کو دس ہزار روپیہ مستحقوں کو دیا اس شب متبرک کی عبادت مخصوصہ کو بجا لایا۔ ۸ رشعبان ۱۰۴۱ھ کو نوروز ہوا۔

شیر خاں

شہنشاہ اکبر کے عہد میں شاہ بیگ کابلی قندھار کا صوبہ دار مقرر ہوا تھا اس سے حسن خاں پدر شیر خاں کی نہ بنھی اسلیے وہ ایران چلا گیا۔ شیر خاں نے ایران میں نشو و نما پایا۔ شاہ عباس نے جہانگیر کے عہد میں قندھار لے لیا تو شیر خاں کو قبائل افاغنہ قوشنج اور اسکے نواحی کی ریاست دی۔ اُس نے اُس سرزمین کے تمام افغانوں کو مطیع بنا کے استقلال حاصل کیا۔ شاہ عباس کا انتقال ہوا۔ شاہ صفی اسکا جانشین ہوا شیر خاں نے اُسکو تحف تحائف بھیجکر اسکے دربار میں اپنا اعتبار بڑھایا۔ بادشاہ کے التفات سے وہ مغرور ہوا اس سبب سے اُس نے علی مردان خاں کی اطاعت سے جو شاہ ایران کی طرف سے قندھار میں حاکم تھا۔ قدم باہر رکھا اسکی اور افغانوں کے ستم و تعدی کے سبب سے ایران اور ہندوستان نے آنے جانے والوں کی آمد و رفت فراغ بالی سے نہ ہوتی تھی علی مردان خاں نے قوشنج کو فتح کر لیا اور شیر خاں کا قافیہ ایسا تنگ کیا کہ وہ بادشاہ کی خدمت میں التجا لیکر آیا اور جاہ و منصب پایا پنجاب میں جاگیر پائی۔

قوشنج کا بادشاہ کی پناہ میں آنا۔

چونکہ خانجہاں کا کام تمام ہو چکا تھا نظام الملک نے اسکی حمایت کر کے مزہ چکھ لیا ملک بیجاپور کو بادشاہ کے لشکر نے ایسا ویران کیا کہ پہلے کسی بادشاہ نے نہیں کیا تھا تو بادشاہ جن کاموں کے لیے برہان پور آیا تھا وہ بخوبی انجام پا چکے تھے اور نواب ممتاز محل کے مرنے سے برہان پور میں رہنے سے ملال ہوتا تھا اس لیے ۲۴ رمضان کو برہان پور سے روانہ ہوا۔ اس سفر میں بادشاہ کے دل میں آیا کہ مہام دکن کا انتظام جیسا کہ چاہیے اعظم خاں سے نہیں سرانجام پائیگا اس لیے مہابت خاں سپہ سالار کے نام حکم صادر ہوا کہ صوبہ خاندیس و دکن کا انتظام تم کو سپرد ہوا۔

بادشاہ کی معاودت برہانپور سے اکبرآباد میں

ضروریات کا سرانجام کرکے دارالملک دہلی سے بہت جلد روانہ ہو اور میرے پاس آن کر رخصت ہو۔ یمین الدولہ آصف خاں کو فرمان عالیشان بھیجا گیا کہ مہابت خاں خانخانان دکن کی صوبہ داری پر مقرر کیا گیا۔ خان زماں کو پدر کی نیابت میں مع دکن کے تعینیاتیوں کے برہانپور میں چھوڑ کر اعظم خاں اور اُسکے ہمراہیوں کو لیکر شرف ملازمت حاصل کرو۔ ۱۱ ذیقعدہ ۱۰۴۱ھ کو بادشاہ نے گوالیار میں مکانات قلعہ کی سیر کی۔ اکبر و جہانگیر کے عہد میں جو عمارات تعمیر ہوئی تھیں ان میں کہنگی آگئی تھی۔ اسلیے حکم ہوا کہ اور عمارات بنائی جائیں چنانچہ ایک سال میں تیس ہزار روپیہ میں یہ عمارت تیار ہوئی۔ بادشاہ کا حکم یہ ہو چکا تھا کہ جس قلعہ میں وہ آئے وہاں کے قیدیوں کے حال پر اطلاع دیجائے۔ اس حکم کے موافق اس قلعہ کے قیدیوں کا حال بھی معروض ہوا۔ گیارہ آدمی جو مدت سے مقید تھے رہا ہوئے غرہ ذی الحجہ ۱۰۴۱ھ کو بادشاہ دارالخلافہ میں داخل ہوا ممتاز محل کے مرنے پر ایک سال گزر چکا تھا اسلیے اسکے عرس کا حکم دیا اس کی بڑی تیاری ہوئی خود مع امرا کے اس میں شریک ہوا اور پچاس ہزار روپیہ خیرات میں دیا گیا اور پچاس ہزار روپیہ محتاج صاحب عفت عورتوں میں تقسیم ہوا۔

نالہ جس کو عربی میں خور کہتے ہیں دریا شور سے جدا ہو کر قریب بیس کروہ کے راج محل کی طرف منشعب ہوا تھا پہلے زمانہ میں راجمحل بہت آگ لگنے کے سبب سے آگ محل زبان زد خلائق تھا جب بنگالہ میں راجہ مان سنگھ صوبہ دار ہوا تو اُسنے اپنی اقامت کے لیے اینٹ مٹی کا ایک حصار بنایا اُس کا نام راج محل رکھا۔ شہنشاہ اکبر نے اس کو اکبر نگر سے موسوم کیا۔ بنگالہ کی فتح سے پہلے گور حاکم نشین تھا اسکی جگہ وہ حاکم نشین ہوا راجمحل سے سات کروہ پر ایک جگہ پر بنگالہ اور صوبہ بہکر کی سرحد ہے جس کے شمال میں دریا رگنگ اور دریاؤں کے ساتھ ملکر عریض ہو کر اسکے متصل بہتا ہے اور اسکے جنوب میں ایک رفیع طولانی پہاڑ ہے۔

بندر بنگالہ کی تعمیر اور فرنگیوں کا استیصال اس بندرگاہ اور سانگاؤں بندر بنگالہ کا حال

جس کو گڈھی کہتے ہیں راجمل کے آگے آب گنگ اس خور (نالہ) سے ملتا ہی۔ اور اس گنگ خور کے اتصال سے جانب است میں چوتھائی کروہ کے فاصلہ پر گنگ کے خلیج کے کنارہ پر بندر ساتگانوں واقع ہی ساتگانوں سے راجمل میں کشتی پانچ روز میں پہنچتی ہی۔ بنگالیوں کے عہد میں فرنگی سوداگروں کا گروہ جو سرندیپ میں رہتا تھا ساتگانوں میں آمد و شد کرتا تھا۔ ساتگانوں سے ایک کروہ پر خور کے کنارہ پر انکی آبادانی تھی۔ اس بہانہ سے کہ خرید و فروخت کے لیے مکان کا ہونا ضروری ہی بنگالیوں کے طرز کے چند گھر انھوں نے بنائے ایک مدت میں ولایت بنگالہ کے حکام کی بے پروائی اور بے شعوری سے وہاں فرنگی بہت جمع ہوگئے اور انھوں نے اپنے مکانات بڑے اونچے اور مضبوط بنالیے اور توپ تفنگ و آلات جنگ سے انکو استحکام دیا۔ کچھ مدت کے بعد ایک معمورہ بزرگ ہوگیا اور اسکا نام بندر ہوگلی مشہور ہوا اسکے ایک طرف دریا تھا اور تین طرف اسکے خندق کھود کر خور کا پانی چھوڑ دیا اس بندر میں فرنگ جہازوں کی آمد و شد و بیع و شری مقرر ہوئی بندر ساتگانوں کا بازار مندا ہوا اور اس میں رونق نہ رہی ہوگلی کے فرنگیوں نے بندر مذکور کے دیہات پرگنے جو خور کے دونو طرف واقع تھے تھوڑے روپیہ میں اجارہ لیکر عملداری کرلی اور ان مواضعات کی رعایا میں سے بعض کو سختی کرکے اور ایک جماعت کو زر کی طمع دیکر نصرانی بناتے اور فرنگستان بھجواتے تو اب عظیم کے خیال سے وجہ اجارہ کے نقصان کو جو رعایا کے جانے سے ہوتا تھا تجارت کے نفع سے بھرتے اور یہ عمل شنیع انکا محال اجارہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا بلکہ جو کوئی کنارہ آب کے پرگنات کے رہنے والوں میں سے ہاتھ لگتا اسیر کرکے لیجاتے شاہجہاں جب ایام شاہزادگی میں دریاے بنگالہ پر گیا تھا تو اسنے بندر ہوگلی کے نصاراکا ناشائستہ سلوک جو اہل اسلام کے ساتھ تھا اسکو خوب دیکھا تھا اور اسکی نیک نیت ہمیشہ اعلام دین کے بلند کرنے پر اور کفر کے مٹانے پر تھی۔ اسلیئے مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب میں بادشاہ ہونگا اس دیار سے ان ضلالت کیشوں کا خاتمہ کرونگا۔ خافی خاں یہ لکھتا ہی کہ ہوگلی میں جو راجمل سے بیس کروہ پر ہی تجارت کے لیے فرنگی

اس طرح رہتے تھے کہ پہلے زمانہ میں حکام سے عرض کرکے ایک قطعہ زمین لیا۔ اقامت رکھنے کے لیے اور
اپنے رہنے کیواسطے وہاں حصار پختہ مع برج وبارو کے بنایا آلات توپخانہ وہاں جمع کیے معبد خانہ جسکو
کلیسا کہتے ہیں بنالیا کچھ مدت کے گزرنے کے بعد جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور مسلمانوں کو
اور اس دیار کے مسافروں کو تکلیف دینی شروع کی اور روز بروز اپنے مکان کے استحکام میں کوشش
کی ان افعال شنیع میں سے ایک کام یہ تھا کہ ساحل پر تمام بندر جوان پاس تھے انمیں وہ
مسلمانوں اور ہنود کی رعیت آباد کرتے اور انکو کچھ مالی اور جانی ضرر نہ پہنچاتے مگر یہ کہ یہاں
کے باشندوں میں سے جب کوئی اجل طبعی سے مرجاتا اور اسکے فرزند نابالغ ہوتے ان کو
مع مال کے اپنی سرکار میں ضبط کرلیتے اور وارثان خورد سال کو خواہ سید ہوں خواہ برہمن نصرانی
اور اپنا مملوک بناتے ابتک یہ حال بنادر کوکن دکن اور کنار دریا پر ہے جہاں وہ قلعہ وحکومت
رکھتے ہیں اس گروہ کا معمول یہی ہے باوجود اس تحکم کے قوت کے بہم پہنچانے کی طمع میں مسلمان
وہنود سب طرح کی قومیں انکے تعلقہ میں جاکر آباد ہوتی ہیں وہ کسی فقیر کو اپنے ملک میں نہیں رہنے دیتے
اگر ناداستہ کوئی فقیر وہاں وارد ہوجائے اگر وہ ہندو ہوا تو اسکو اسقدر تکلیف دیتے ہیں کہ زندہ
خلاص ہونا اسکا مشکل ہے اور اگر مسلمان ہوا تو حبس تصدیع کے بعد چند روز میں چھوڑ دیتے ہیں اور اگر
کوئی مسافر اس راہ سے گزرے اور اسکی تلاشی میں جو محصول کے لیے لیجاتی ہے تمبنا کو نکل آئے تو
اسکی تنبیہ وخفت میں تقصیر نہیں کرتے اسواسطے کہ تمبنا کو کو مقرری اجارہ دار بیچتے ہیں مسافر جسقدر
تمبنا کو کھاتا ہو ساتھ رکھ سکتا تھا انکے معبد خانے ہنود کے بتخانوں کے برخلاف بحسب ظاہر
کمال صفائی رکھتے ہیں اور دن کو وہاں شمع کافوری جلتی ہیں حضرت عیسیٰ وحضرت مریم
کی پیروں کو اپنے اعتقاد کے موافق کئی صورتوں میں چوب ورنگ وروغن سے
زینت دی ہے لیکن انگریز کے کلیسا میں کہ وہ بھی نصرانی ہیں پیکر بطریق اصنام
نہیں ہوتی محرر اوراق مکرران بنادر اور مکانوں میں وارد ہوا ہے اور ان کے علماء
سے صحبت رہی ہے اور مذاکرہ ہوا حاصل کلام یہ کہ اس جماعت کی بے اعتدالیاں

پادشاہ سے عرض ہوئیں تو قاسم خاں جب بنگالہ کا صوبہ دار ہوا اُسکو رخصت کے وقت خفیہ
اس قوم کے استیصال اور اس قلعہ کی تسخیر کا حکم ہوا اب ہم اس تسخیر کا حال بادشاہنامہ سے
نقل کرتے ہیں کہ خان مذکور نے اس کام کے سرانجام کرنیکا اسباب آمادہ کیا اور اواخر
زمستان میں ماہ شعبان ۱۰۴۱ھ میں عنایت اللہ اپنے بیٹے کو الہ یار خاں کے ساتھ کیا۔ جو اس فتح
میں پسندیدہ خدمت کا مصدر تھا اور اس صوبہ کے منصبداروں اور کومکیوں کو ہوگلی کی تسخیر
کے لیے روانہ کیا اپنے ملازم بہادر کنبوہ کو کہ مہمات کا ناظم تھا اپنی جمعیت پیادہ اور سوار کے
ساتھ مخصوص آباد کے محال خالصہ کے انتظام کا بہانہ بنا کے بھیجا کہ کام کے وقت اللہ یار خاں
وعنایت اللہ خاں سے ملجائے اور اس اندیشہ سے کہ مبادا پادشاہی لشکر کی توجہ سے عیسائی
مطلع ہو کر مع عیال اور اموال کی کشتیوں میں بیٹھکر چلدیں اور اس مہلکہ سے بچ جائیں اور مسلمان
اپنے مطلب سے محروم رہیں ایسا دکھلایا کہ پادشاہی لشکر ہجلی کی تاخت وتاراج کو جاتا ہے اور یہ مقرر
کیا کہ عنایت اللہ خاں اور اللہ یار خاں اور انکے ہمراہی بردوان میں توقف کریں جو ہجلی کی سمت
میں ہے اور جسوقت خواجہ شیر معصوم زمیندار وصالح کنبوہ مع تابینوں کے جو راہ بندر و
سری پور (سیرام پور) سے نوا لیکر اس قصد سے مقرر ہوئے تھے کہ فرنگیوں کے سر راہ
کو کمین اپنی خبر بھیجیں کہ موہانہ میں جو خور ہوگلی کا دہانہ ہی آگئے تو وہ دونوں ایلغار
کرکے ہوگلی میں پہنچیں اور ان کافروں پر جہاد کریں اللہ یار خاں وعنایت اللہ
اور انکے رفیقوں نے جب یہ خبر سُنی کہ خواجہ شیر اور اُس کے ہمراہی دھنہ خور میں
پہنچگئے تو اُنھوں نے بردوان سے ایلغار کیا اور شبانہ روز میں موضع ہلدی پور میں پہنچ گئے
جو ساتگانوں اور ہوگلی کے درمیان واقع ہے اور انھیں دنوں میں بہادر کنبوہ پانچ سو
سوار اور بہت سے پیادے مخصوص آباد سے لیکر عنایت اللہ اور اللہ یار سے مل
اور دھنہ خور کے بند کرنے کے واسطے اس جگہ خواجہ شیر وغیرہ نمودار کے ساتھ
تھے ہوگلی اور دریا شور کے درمیان جو تنگنار تھا نواہ کی کشتیوں کا پل باندھا تاکہ

راہ خور سے دریا شور میں جہاز نہ آنے پائے اور عیسائیوں کی راہ فرار بند ہو جائے ۲ ر
ذی الحجہ ۱۰۴۱ھ کو لشکر اسلام خور کی طرف سے مردم نوارہ کے ساتھ دوسری جانب سے اس
مکان کی تسخیر میں اور فرنگیوں کے استیصال میں مصروف ہوا خندق کی اس طرف کی
آبادی میں جس کا نام بالی ہے ایک گروہ کو مارا اور جو کچھ پایا غارت کیا خور کی دونوں
جانب قریات و پرگنات میں اللہ یار درعنایت اللہ نے سپاہ بھیجی کہ مواضع کے
اجارہ دار فرنگیوں کو ماریں قتل اور اسیر کرنے کے بعد نواہ کے عملہ کے عیال کو جو سب
بنگالی تھے گرفتار کر کے لے آئے۔ ناچار چار ہزار ملاح کہ اہل بنگالہ ان کو غرابی
کہتے ہیں فرنگیوں سے جدا ہو کر بادشاہی لشکر سے آن ملے اس سبب سے فرنگیوں
کو پراگندگی اور سراسیمگی ہوئی لشکر اسلام ساڑھے تین مہینے اُس مکان حصین کے محاصرہ
میں مصروف رہا۔ فرنگی کبھی جنگ کی کبھی صلح کی باتیں کرتے تھے اس طرح وقت کو ٹالتے
تھے۔ ان کو فرنگ کی کمک کا انتظار تھا دو روئی اور عذر خوئی سے مقدمات مصالحہ
کی تمہید کر کے ایک لاکھ روپیہ پیشکش کے طور پر بھیجا دیا اور ادھر مجادلہ کا مواد تیار کیا کہ انہیں
جو سات ہزار تفنگچی تھے وہ تفنگ اندازی کر کے اس باغ کے درختوں کو بے شاخ و برگ
کرتے تھے کہ جس میں لشکر شاہی اُترا ہوا تھا انجام کار لشکر اسلام نے کلیسا کی جانب جو خندق
تھی جس کا عرض کم اور عمق کم آب تھا۔ نالیاں کھود کر خندق کا پانی نکال دیا اور مورچوں سے
نقبیں لگائیں۔ فرنگیوں کو دو نقبوں کی خبر ہو گئی۔ درمیانی نقب بہادر سے متعلق تھی وہ اس
منزل کے نیچے لگی تھی جو فرنگیوں کے منازل میں ارتفاع اور متانت میں ممتاز تھی اور اسمیں
بہت سے فرنگی جمع تھے اس کو باروت سے بھرا۔ ۱۴ ربیع الاول کو اسکی برابر لشکر اسلام
نے صف کشی کی تاکہ فرنگی اطراف سے سامنے آئیں جب ان کے اجتماع سے ہجوم ہوا
اور ہنگامہ نبرد توپ و تفنگ گرم ہوا تو نقب میں آگ لگائی جس سے یہ مضبوط مکان
اور بہت سے فرنگی جو اس میں جمع تھے بخار اور دخان کی طرح ہوا میں اُڑ گئے

لشکر اسلام نے یورش کی۔ کچھ فرنگی پانی میں مرے اور ایک جماعت جان سلامت لیکر بھاگ گئی کشتیوں تک جا پہنچے۔ اس اثنا میں خواجہ شیر معصوم زمیندار قضا ناگہاں کی طرح نوارہ کے آدمیوں کے ساتھ جا پہنچے۔ بہت سے فرنگیوں کو مارا۔ فرنگیوں نے ایک بڑے جہاز کو جسمیں دو ہزار کے قریب عورت اور مرد تھے اور بہت اسباب اموال تھا اہل اسلام کے قبضہ میں آجانے کے خوف سے اسکے باروت خانہ میں آگ لگائی اور جلادیا ایک جماعت کثیر جو اور غرابوں میں تھی سوختہ ہوئی۔ ۶۴ ڈینگہ کلاں میں سے اور ۵۷ جہاز اور دو سو جلیہ میں سے ایک غراب اور دو جلیہ گوہ کے فرنگیوں کے اس سبب سے سلامت نکل گئے کہ پل کی کشتیوں میں سوختہ کشتیوں کی آگ پہنچ گئی تھی جس سے راہ ہوگئی تھی۔ فرنگی جو آب آتش سے بچگئے وہ مسلمانوں نے اسیر کیے ابتدا پیکار سے انتہا کار زار تک فرنگیوں کے آدمی عورت مرد بوڑھے جوان جو کشتہ ہوئے۔ باروت میں اُڑے۔ پانی میں ڈوبے۔ آگ سے جلے دس ہزار کے قریب تھے اور بادشاہی آدمی ایک ہزار کشتہ ہوئے چار ہزار چار سو عیسائی عورت مرد مقید ہوئے پرگنات میں دس ہزار آدمی جو قید فرنگ میں تھے رہا ہوئے۔

جشن وزن قمری

۸ ربیع الثانی ۱۰۴۲ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا تینتالیسواں سال ختم ہوا محمد علی بیگ ایلچی ایران رخصت ہوا اسکو ابتدا ملازمت سے وقت معاودت تک تین لاکھ سولہ ہزار روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کی جنس مرحمت ہوئیں تھیں۔ عادل خاں سے اعتماد خاں پھر بادشاہ پاس آگیا۔ منصب دو ہزار سوار اور خطاب قزلباش خاں کا عنایت ہوا۔

قلعہ کالنہ کی فتح

جب فتح خاں پسر ملک عنبر نے نظام الملک کو مار ڈالا تو اسکی پیمان شکنی بدعہدی سے سارے امرائے دکن اُس سے رنجیدہ ہوگئے محمود خاں قلعہ بان کالنہ نے اس سے اندیشناک ہو کر قلعہ حوالہ نہ کیا اُس سے وہ مطمئن نہ تھا اپنا مآل کار سوچ کر اُس نے یہ چاہا کہ سا ہوئے بھونسلہ سے سازش کرکے اپنا کام بنائے اور یہ قلعہ اُس کو حوالہ کرے

اس طرح فتح خاں کی بازخواست کے شر سے بچے ساہو پادشاہ سے برگشتہ ہو گیا تھا اور ممالک
سک و ترمبک و سنگمیز وغیرہ اور کل محال کوکن پر بحیر قابض ہوا تھا اور نظام الملک کے خویش میں سے
جو کسی قلعہ میں مفید تھا اوسکو قید سے نکال کر اپنی دستاویز بنایا تھا۔ خاں زماں پسر مہابت خاں کو کہ
باپ کی نیابت میں دکن میں کام کرتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے میر قاسم قلعہ دار فتح آباد
سرکار آسیر (جو کالنہ کے قرب و جوار میں واقع ہے) کو لکھا کہ محمود خاں کو رہنمونی کرے کہ وہ قلعہ ساہو کو
تہ حوالہ کرے پادشاہی آدمیوں کو سپرد کرے۔ میر قاسم نے جیسا کہ چاہئے تھا اس باب میں محمود خاں کو
کھرا اور بعد ازاں محمود خاں کی طلب کرنے پر اس پاس قلعہ کالنہ میں گیا اور بہت طرح سے اوسکی تسلی کی
اور وعدے کئے۔ امیدیں دلائیں اُسنے فرمان شاہی جسپر کف دست کا نشان ہو طلب کر کے سپرد اس کے
کو قلعہ کالنہ مع آٹھ ہزار پرگنوں کے جو اس کے توابع تھے جعفر بیگ کو حوالہ کیا۔ وبا قسط سے پہلے
ان پرگنوں کی جمع دو کروڑ چالیس لاکھ دام (چھ لاکھ روپیہ) تھی محمود خاں کو منصب چار ہزار دو
ہزار سوار اور پچاس ہزار نقد عطا ہوا اور اسکے دو بیٹوں انجم و معصوم کو منصب ملا۔

واقعات مختلفہ

حاجی محمد خاں مشہدی قدسی تخلص جو عراق اور خراسان کے سخن سنجوں میں جودت
فطرت و رسائی طبیعت میں مشہور تھا اپنی وطن کو چھوڑ کر پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اور ایک
قصیدہ پڑھا اور خلعت و اسپ و دو ہزار روپیہ انعام پایا اور مداحوں کے زمرہ میں ملازم ہوا
ملک الشعرا کا خطاب ملا۔ ایک مجلس شاہی میں یمین الدولہ نے عرض کیا کہ سکندر
ذوالقرنین کے اقوال پر کسی دشوار پسند نے اعتراض نہیں کیا اس کے افعال کے عیبوں پر
کسی دوربین کی نظر نہیں پڑی۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اگر سکندر کی نبوت ثابت ہو تو ہمکو کوئی اعتراض
اس پر نہیں ہے ورنہ دو باتیں اعتراض کے قابل ہیں اول ایسے خردمند پادشاہ کو نوشابہ پاک
سفیر بن کر جانا عقل کے برخلاف تھا اس میں ہتک حرمت اور قطع حیات کا کوئی چارہ نہ تھا۔
دوم جب دارا کا ایلچی خراج معہود جو اس کا باپ دارا کو بھیجا کرتا تھا لینے کے لئے

حاجی محمد خاں مشہدی قدسی

شاہجہاں کے اعتراض سکندر پر

آیا تھا تو اُس نے جواب میں باپ کو مرغ کہا تھا چنانچہ نظامی نے لکھا ہے مصرعہ
+ شد آن مرغ کو بیضہ زریں نہاد + ایسے کلمات کہنے سلاطین دانا کو لائق نہیں ہیں۔

سال ششم جلوس ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۲ء

روز سہ شنبہ غرہ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ کو جلوس کا چھٹا سال شروع ہوا۔

مالوہ کے سرکشوں کا سرگروہ بھاگیرت بھیل تھا۔ کثرت جمعیت اور قلعہ کھاتا کھیڑی (کالی سندھ پر ۳۰ میل ہی کی حصانت کے سبب سے وہ صوبہ داروں کی اطاعت نہیں کرتا۔ نصیری خاں کی صوبہ داری میں فساد برپا کرنے سے باز نہ رہا۔ خان مذکور سارنگ پور سے اسکی مالش کے قصد سے روانہ ہوا۔ خان قلعہ کشائی میں شہرت تھی۔ فساد پیشوں پر اسکا بڑا رعب تھا۔ بھاگیرت اس خبر کے سنتے ہی سنگر زمیندار کنور کے وسیلہ سے خان پاس آیا۔ قلعہ کو کہ مدتوں سے اسکی اور اسکے باپ دادا کی پناہ گاہ تھا حوالہ کیا۔ ۲۱۔ جمادی الثانیہ کو نصیری خاں قلعہ میں داخل ہوا۔ مندروں کو توڑ کر مساجد بنائیں۔

قلعہ کھاتا کھیڑی تو ابع مالوہ کا فتح ہونا

۱۲۔ رجب ۱۰۴۲ھ کو وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا بیاسیواں سال شروع ہوا۔ شعبان میں سلطان پرویز کی بیٹی سے شاہزادہ دارا شکوہ کا نکاح ہوا۔ اور بزم نشاط چراغاں و آتشبازی سے آرائش پائی۔ اہل نغمہ اور رامشگروں کا جوش خروش (قران کردہ سعدین بہ برج جلال) تاریخ ہوئی۔ اس شادی میں ۳۲ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ سرکار خاصہ کا چھ لاکھ بیگم صاحب کا ۱۶ لاکھ اور دس لاکھ روپیہ عروس کا اور ۲۲ روز بعد شاہ شجاع کا عقد نکاح رستم مرزا صفوی کی بیٹی سے ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا (مہد بلقیس منزل جمشید آمد) تاریخ نکاح ہوئی۔ لاکھوں روپے طرب اور تحفوں کو دیئے گئے۔ اور روشنی اور تمام شہر کی آرائش بندی میں اور آتشبازی میں لاکھوں روپے صرف ہوئے۔

جشن وزن شمسی و شادی شاہزادہ دارا شکوہ و شاہ شجاع۔

پادشاہ سے پہلے عرض کیا گیا تھا کہ جہانگیر کی عہد سلطنت میں بنارس میں نئے بت خانے بہت بنائے گئے تھے وہ ناتمام رہے۔ اب ہندو ان کو پورا بنانا چاہتے

بتخانوں کا مسمار ہونا

پادشاہ دین پناہ نے حکم فرمایا کیا بنارس میں کیا ممالک محروسہ میں جسجگہ نیابت خانہ بنا ہو اُس کو ڈھا دے صوبہ الہ آباد کے وقائع نگار سے معلوم ہوا کہ ۷۶ تجلے نے قصبہ بنارس میں خاک کی برابر کئے گئے۔

جہانگیر کے انتقال کی تشویش کے ایام میں نذر محمد خاں بیباک اوزبکوں کو لیکر کابل اور اس کے اطراف میں تاخت و تاراج کے لئے آیا تھا اور استیصال و خرابی ملک و مال و رعایا میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی مگر شاہجہاں نے باوجود قادر ہونے کے تلافی و انتقام کے برعکس لطف و مدارا کیا تھا اس کے بعد نذر محمد خاں نے حاجی وقاص کو مع نامہ کے بھیجا جس میں عذرات بامید عفو تحریر کئے۔ پادشاہ نے حاجی وقاص کی ہمراہ تربیت خاں کو بھیج روانہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا اور ہندوستان کے تحفے ساتھ کئے۔ ایک نامہ لکھا جس کا خلاصہ میں اس لئے لکھتا ہوں کہ اس میں سارا بیان پادشاہ کی فتوحات کا آجاتا ہے اول حمد و نعت و منقبت اصحاب و آل القاب نامے و حاجی وقاص کی رسید کو تحریر کیا پھر یہ لکھا کہ افاغنہ نے سرکشی کی اور نظام الملک سے جا ملے۔ جس پاس بیس تیس ہزار سوار ہمیشہ رہتے تھے اور انہوں نے دس بارہ ہزار باغیوں کو جمع کر لیا مجھے بعنایت الہی اُسی پر فتح حاصل ہوئی اور دکن میں پانچ قلعے قندہار۔ دھارور۔ کالنہ۔ تلنگ۔ ستونده۔ فتح کئے اور اس قدر ملک تسخیر کیا جس کی جمع پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ دکن سے بہت سی بیش قیمت پیش کش آئیں آپ نے جو اپنے خط میں کابل کی حدود میں آنے کا عذر لکھا ہے وہ سچ ہوگا مگر باوجود میری تخت نشینی کی خبر پہنچنے کے یہ لایق نہ تھا کہ اس قسم کا ارادہ کیا جاتا جس پر دین دنیا کا فائدہ کچھ مرتب نہ ہوا۔ اہل اسلام کے ساتھ خصوصاً اہل سنت و جماعت کی نسبت اس کا وقوع میں آنا مناسب نہ تھا۔ تعجب کی بات ہے کہ ایسے اخبار جو اظہر من الشمس تھے وہ دیر کر آپ تک پہنچے مناسب تھا کہ ہم بھی حاجی وقاص آپ کے سفیر کی ہمراہ اپنا سفیر بھیجیں اس لئے تربیت خاں بھیجا گیا اس کی زبانی بہت سی باتیں آپ کو معلوم ہونگیں قندہار و گلکنڈہ کی فتح سے اہل اسلام کو بڑی خوشی ہوئی اس لئے اس کا خلاصہ لکھا جاتا ہے

نذر محمد خاں والی بلخ پاس تربیت خاں کا بھیجنا

کہ بنگالہ کے مشہور بنادر میں بندر سانگانو ہے اوس کے نزدیک بندر ہوگلی تھا۔ وہاں فرنگی بہت جمع ہوگئے تھے اور یہ شریر اس دیار کے ان مسلمانوں کو بہت تکلیف پہنچاتے تھے جو ان کے ہمسایہ میں مسکن و ماوا رکھتے تھے بہت سے مسلمانوں کو پکڑ کر جبراً قہراً نصارا بناتے اس سبب سے کہ اہل کفر و ضلال کا استیصال پادشاہ اسلام پر جو مروج دین مبین ہو واجب ہے میں نے قاسم خاں صوبہ دار بنگالہ کو حکم دیا کہ اس طائفہ کے رفع دفع میں کوشش کرے۔ صوبہ دار مذکور نے ایک لشکر کو اس مطلب کے لئے فرنگیوں پر متعین کیا۔ نوارہ بنگالہ میں ایک ہزار کشتی ہیں اور ہر کشتی کے لئے مقرر ہے کہ ستر اسی ملاحوں کے سوا ایک جماعت تفنگچی و توپچی و گولہ انداز و تیر انداز و نیزہ دار و شمشیر دار و نقارچی و نفیرچی و کرنائی و رودگر و آہن گر اور اقسام محترفہ کی ہو چنانچہ اس کا مجموعہ ستر ہزار نفر عملونہ دار ہوتا ہے کہ ماہ بماہ خزانہ بنگالہ سے ان کو نقد علوفہ ملتا ہے اور ان کشتیوں میں اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت کارآزمودہ سپاہیوں اور منصبداروں واحدیوں کی بھی ہوتی ہے غرض ایسی پانچسو کشتیاں اس تیاری کے ساتھ روانہ کی گئیں چار مہینے تک وہ بحر و بر میں فرنگیوں سے لڑتی رہیں رفتہ رفتہ فرنگیوں کو تنگ کیا اور ان کے حصار محکم میں نقبیں لگائیں۔ اور اوس کی دیواروں کو ہوا میں اڑایا اور چاروں طرف یورش کر کے ان کو مسخر کیا چونکہ یہ بندر دریائے شور کے کنارہ پر واقع تھا۔ بقیتہ السیف نے اپنی بقاء حیات فرار میں جانی اور جہازوں اور غرابوں میں چڑھ کر بھاگ گئے پادشاہی لشکر نے خشکی و دریا کی راہ سے ان کا تعاقب کیا۔ ان میں سے بعض کو قتل بعض کو قید کیا۔ فرنگیوں کے دس ہزار آدمی قید ہوئے اور سوا جنگی فرنگیوں کے پانچہزار اور آدمی جہاز و غراب کے قید و بند میں پھنسے ۶۴ جہاز و غراب بہت سی دولت و غنیمت کے ساتھ پادشاہی آدمیوں کو ہاتھ لگے اور اس دیار سے فرنگی بالکل خارج ہوگئے اور ان کے معابد کی جگہ حسب الحکم مساجد بنائی گئیں صدائے ناقوس کی بجائے اذان کی آواز بلند ہوئی۔ الحمد للہ

ت ایام میں ایسی فتح اہل اسلام کو ہوئی دولت دنیا اور وسیلہ سعادت عقبیٰ و باعث
ستے مولیٰ ہو جیو۔

اسی سال میں محمد علی بیگ کہ شاہ عباس کے پاس سے تین لاکھ روپیہ کی سوغات لیکر
یا تھا اس کو پادشاہ نے رخصت فرمایا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور اور مرصع آلات وغیرہ اسکو
ے اسکی ہمراہ صفدر خاں کو بھیجا اور چار لاکھ روپیہ کی سوغاتیں دیں اور نامہ متضمن تعزیت و تہنیت
لکھا اس میں سرگذشت خاں جہاں لودہی اور دریا خاں و فتح ہشت قلعہ دکن اور تسخیر بندر ہوگلی
ر قوم کی اور ان کو نصائح اس طرح لکھیں جیسی کہ باپ بیٹے کو لکھتا ہے کہ عظیم الشان پادشاہوں کی
دت میں ضرور ہے کہ ایسے دانشمندوں کی جماعت ہو کہ اسکو اسقدر عزت و قدرت ہو کہ وہ دلیرانہ
ر مقدمہ کو جس میں مصلحت دولت ہو عرض کرے اور تم اس بات کو بھی خاطر نشین رکھو کہ بادشاہی
سلطنت کے معنے حقیقت میں یہ ہیں کہ مالک الملک حقیقی اپنے ذاتی کرم سے کسی خاص بندہ کو
مصلحت عام کے واسطے قبول کرتا ہے اور اسم والا ظل اللہی سے سرافراز کرتا ہے
ر اپنی خلق کو اس کے حوالہ کرتا ہے تاکہ اس کے جان و مال و عزت و آبرو کی محافظت
رے اور قوی کے ہاتھ کو ضعیف سے کوتاہ کرے۔ مظلوم کی داد ظالم سے لے۔ اور
سنت سنیہ الہی پر عمل کرکے انکی تقصیرات کو کہ بمقتضاء بشریت سرزد ہوتی ہیں عفو فرمائے
ر جب تک ضرور نہ ہو بندہائے خدا میں سے کسی کو عقوبت نہ کرے۔ جب یہ حال
ہو تو میرے فرزند تجھے ہمیشہ یہ بات منظور نظر رکھنی چاہئے کہ اپنی مملکت کی خلق
سپاہی و رعیت پر عین عنایت ہو اگر کسی بندہ سے تقصیر ہو جس کا عفو و اغماض
مصلحت کے موافق نہ ہو تو اس تقصیر کے موافق تنبیہ کرے انسان
حقیقت میں غریب بنیان الہی ہے جو ید قدرت نے سالہائے دراز میں
بنائی ہے اس کا ازالہ قوی سبب بے اخلاصی اور نفرت طبائع کا ہے وہ بے
ضرورت نہ کرنا چاہئے اور تسخیر قلوب احسان سے کرنی چاہئے الانسان عبید الاحسان

خواجہ قاسم خاں مخاطب بہ صفدر خاں کا سفیر ہو کر ایران جانا

سچا مقدمہ ہے اس صورت میں خاطر جمع رہتی ہے۔ ملک ایمن و دولت مستحکم مہمات منتظم ہوتی ہیں غائت محبت و نہایت رافت کے سبب ہو و اے الدین النصیحۃ یہ چند کلمے زبان خامہ پر آئے اس زمانہ میں شاہ ایران کا دستور اور رویہ ہو گیا تھا کہ ناحق خونریزی کرتے تھے خصوصاً شاہ صفی کی سفاکی باپ دادا سے بھی بڑھ کر تھی۔ اس لئے شاہجہاں نے نصیحتیں اس طرح لکھیں جیسے کہ باپ بیٹوں کو لکھتا ہے۔

عرس ممتاز محل

۱۷۔ ذیقعدہ کو بادشاہ نے ممتاز محل کے عرس کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم پہلے ہو چکا تھا کہ بیدلخاں داروغہ زرگری خانہ خاصہ سونے کا مجمر بنائے جسکا کنا بہ وقیہ کل مینا کار ہوں اور کوکبہ قنادیل طلائی مہیا ہوں۔ اندنوں میں اسنے وہ تیار کر کے بادشاہ کو ملاحظہ کرائے۔ مجمر کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور چھ لاکھ روپیہ اسمیں صرف ہوئے تھے اسکو حکم ہوا کہ بیگم کی تربت کے گرد لگایا جائے اور کوکبہ و قنادیل مرقد کے اوپر لٹکائی جائیں ابھی عمارت مزار تیار نہیں ہوئی تھی چاروں جانب خیمے لگائے گئے اور سائبان تانے گئے اور سارے میدان میں طرح طرح کے فرش بچھائے گئے۔۔۔۔ بادشاہ و اہل حرم و فرزند عرس میں شریک ہوا اور پچیس ہزار روپے جو مقررہ روپیہ کا نصف تھا مستحقین کو عطا ہوئے۔ اندنوں میں اہل محل کے چند آدمی طاعون سے مرگئے جو ہوا کے تعفن سے پیدا ہوئی تھی اس لئے بادشاہ قلعہ سے باہر ان عمارتوں میں چلا گیا جو جمنا کے کنارہ پر تیار ہوئی تھیں وہاں کی ہوا دلکشا و روح افزا تھی۔ کچھ دنوں کے بعد قلعہ کے باہر بھی وبا نے اثر کیا تو بادشاہ نے اس وبا کا علاج زہر مہرہ سے نکالا۔

وبا

اتفاق شاہزادہ اورنگ زیب کا ہاتھی سے لڑنا

ہر سال کے دستور کے موافق اس سال میں بھی بادشاہ نے ہاتھیوں کے لڑنے کا حکم جھروکہ میں دیا اور بادشاہ کے دل میں یہ آئی کہ تمام گرامی قدر شاہزادے گھوڑوں پر سوار ہو کر ہاتھیوں کی لڑائی کی سیر دیکھیں شاہزادہ اورنگ زیب اپنے گھوڑے کو ہاتھیوں سے بہت نزدیک لے گیا۔ دو مست ہاتھی لڑ رہے تھے اُن سے کچھ خوف نہ کیا گھوڑے کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہاں تک کہ لڑنے والے ہاتھیوں میں سے

یک ہاتھی شاہزادہ پر حملہ آور ہوا۔ شاہزادہ نے وباجود چھوٹی عمر ہونے کے یہ بڑی ہمت کی کہ ایک برچھا مار کر ہاتھی کی پیشانی کو زخمی کیا۔ چاروں طرف آفریں کا غل مچا یا قبل دفع چشم زخم کے لئے پڑھے گئے۔ ہاتھی زخمی ہو کر غصہ میں آیا۔ شاہزادہ کو گھوڑے سمیت دانتو نکیچ کر لیا۔ شاہزادہ گھوڑے سے جدا ہوا اور چستی و چالاکی سے تلواریں ہاتھی پر ماریں شاہزادہ محمد شجاع نے جب یہ حال ملاحظہ کیا تو باوجودیکہ خلایق کا ہجوم اور اژدحام ایسا تھا کہ آدمی ایک دوسرے پر گرتا تھا اور ہوا کی آمد و رفت مشکل تھی آتشبازی کے دہوئیں سے آدمی آدمی کو نہ پہچانتا تھا وہ بہائی کی مدد کے لئے اسکے نزدیک گیا مگر صدمات آتش فشانی سے اسکا گھوڑا چراغ پا ہوا اور وہ بھی گھوڑے سے گرا۔ اسوقت راجہ جے سنگھ ہاتھی کے پاس گیا اسکا گھوڑا بھی ہاتھی سے بھاگتا تھا اور قریب تھا کہ وہ بھی گھوڑے پر سے گرتا مگر اُسنے اپنے تئیں سنبھالا اور ہاتھی پر متواتر برچھے لگائے اور اسکے ساتھ ہی گرزبرداروں نے اور جلوے خاص کے آدمیوں نے گرز اور حربے لگائے کہ فیل مست نے اس ہاتھی پر حملہ غلبہ امیز کیا جسکے سبب سے وہ فرار ہوا اور دونوں شاہزادوں کی جان بچی پادشاہ نے دونو کو گلے لگایا اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اشرفیوں کے پانچ خریطوں سے تولا اور انکو درویشوں اور مستحقوں میں تقسیم کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ فتح خاں پسر عنبر نے پادشاہ کی اطاعت میں اپنی بہبود کار دیکھی اور اپنے بیٹے عبدالرسول کو پادشاہ پاس بھیجا پائے تخت کے کارپردازوں کو عفو جرائم کا وسیلہ بنایا۔ پادشاہوں نے ساہو کو تقاضائے وقت کے سبب سے بعض محال نظام الملک کے دئے تھے اس سے وہ لے کر بدستور سابق فتح خاں کو مرحمت و بحال کئے ساہو آزردہ خاطر ہو کر عادل خاں پاس بیجاپور میں چلا گیا اور تازہ فتنہ و فساد کا باعث ہوا اس نے عادل خاں سے دولت آباد کی تسخیر کے لئے امداد کی درخواست کی اور لشکر گراں اور مصالح قلعہ گیری عادل شاہ سے لے کر دولت آباد روانہ ہوا ان دنوں میں اس سبب سے کہ کئی سال سے کال پڑ رہا تھا قلعہ میں غلہ نہیں ہاتھا

بقیہ روداد آبادی فتح

اور فتح خاں جانتا تھا کہ امرا نظام الملک اس سبب سے کہ میں نے بدسلوکی اور خونریزی کی ہے محاصرہ کے
وقت میرے ساتھ رفاقت بلا نفاق نہیں کرینگے۔ لشکر بیجاپور کی خبر سنکر متوہم خاطر ہوا اسنے خان خانان
مہابت خاں کو عریضہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ ساہو کی سلسلہ جنبانی سے بیجاپور کی فوج روانہ ہوئی ہے
میرا ارادہ ہے یا دشاہی آدمیوں کو قلعہ سپرد کردوں آپ جلد تشریف لائے۔ خانخاناں اس مژدہ خاطر خوا
سے مطلع ہوا اول خان زماں کو لشکر شاہی کے ساتھ دولت آباد روانہ کیا اور پیچھے خود مرحلہ پیما ہوا
جب خان زماں دولت آباد سے دو منزل پر آیا تو اس نے خبر سنی کہ ساہو سر راہ لڑنے کے ارادہ سے
کھڑا ہے اس لئے اپنے چھوٹے بھائی لہراسپ کو دلیر ہمت اور اور بہراہیوں کے ساتھ بیجاپور کے سرداروں
کے مقابلہ کے لئے متعین کیا اور خود فوج کو ترتیب دیکر اس فوج سے لڑنیکے لئے مستعد ہوا قصبہ پھول مری
(پھولری) یا گھاٹی پھول نیری سے گذرا تو سپاہ بیجاپور کی گرد نظر آئی۔ اول لہراسپ سے بعد ازاں
خان زماں سے دار و گیر شروع ہوئی بعد مردانہ زد و خورد کے دونو طرف سے ایک جماعت
کشتہ و زخمی ہوئی فوج دکن ہزیمت پاکر سات کوس اسطرف دولت آباد کے چلی گئی۔
کھڑکی سے دو کروہ پر خان زماں نے نزول کیا بیجاپور کے سرداروں نے مآل اندیشی
پر نظر کرکے فتح خاں سے ابواب موافقت کو مفتوح کیا اور پیغام دیا کہ افواج پادشاہی کے
پیش نہاد یہ ہے کہ دولت نظام الملک کا استیصال کرے اور دولت آباد کے قلعہ کو مفتوح کرے
جسپر ساری ولایات دکن کی تسخیر متفرع ہے یہ عنقریب ہونے والا ہے جو کہ آخر کو عادل خاں
کے خاندان میں تزلزل پیدا کریگا ہم تم دونو ایک خاندان کے پروردہ ہیں طرفین کی
صلاح یہ ہے کہ صلح کرکے مصالحہ اتحاد و اتفاق سے اس خاندان کی دولت کو مستحکم
کریں غرض خط و کتابت ہوکر آپس میں وفا و وفاق کے عہد و پیمان ہوئے اور یہ
ٹھیری کہ تین لاکھ ہون نقد اور آذوقہ قلعہ میں پہنچایا جائے فتح خاں نے یہ کہا
ہے کہ صلح اس شرط پر ہوئی کہ فتح خاں تین لاکھ روپیہ چند گھوڑوں کے ساتھ
کو دے اور وہ اپنی مدد سے بالائے قلعہ ذخیرہ پہنچا دے بعد اسکے قلعہ کے

اوپر سے لشکر شاہی پر توپ تفنگ کے گولے تیر و سنان برسنے لگے خانخاناں جو ظفر نگر میں تھا اس خبر کو سنکر پیچ و تاب میں آیا۔ خاں زماں کو لکھا کہ فتح خاں نے یہاں شکنی کی قلعہ کی تسخیر اور اسکی تادیب اور لشکر بیجاپور کی تنبیہ پیش نہاد ہمت کرے اول رندولہ اور ساہو کو کہ نظام پور اور حوالی دولت آباد میں آذوقہ اور لوازم قلعہ داری کا سامان کرتے ہیں نکال دے اور وہاں خود پہنچکر داخل و خارج کو سرداروں کے حوالہ کرے تاکہ آسانی سے غلہ رسانی کے ابواب بند ہو جائیں۔ اگر فتح خاں قول و عہد سابق کا انقیاد کرے تو اوس کو عنایات پادشاہی سے مطمئن کرے اور قلعہ کی تسخیر کی طرف متوجہ ہو۔ خاں زماں پاس جیب خانخاناں کے نوشتجات پہنچے تو وہ نظام پور میں آیا راہ میں جہاں وہ بیجاپوریوں کے لشکر کا اثر دیکھتا وہاں جاتا اور ان کو تیر و سناں و تیغ کا طعمہ بناتا۔ فتح خاں نے یہ صلابت دیکھی کہ خیریت خاں کو چھ سو سواروں سمیت قلعہ میں داخل کرلیا۔ وہ دکن کے صاحب رائے امرا میں سے تھا مکرر فوجوں نے طرفین سے ایک دوسرے پر شب و روز تاخت کی آخر دکنیوں نے ہزیمت پائی اور یہاں سے چلے گئے خان خاناں نے رسد غلہ و ذخیرہ قلعہ کی راہ بند کرنے کے لئے فوج مقرر کی اور خان زماں کو پانچہزار سوار کے ساتھ بیجاپور کی فوج کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور سرداروں کو نقب لگانے اور مورچوں کے بڑھانے کے لئے جابجا متعین کیا اور قلعہ گیری کے مصالحہ میں کارفرما ہوا قلعہ دولت آباد میں نو قلعے پایہ بپایہ سنگ خارا سے مادر تراشے گئے ہیں وہ ایسا قلعہ نہیں ہے کہ مصالحہ محاصرہ قلعہ و زینہ و یورش و نقب سے تسخیر ہو جائے مگر یہ قلعہ ذخیرہ سے خالی تھا اس لئے اس کے مفتوح ہونے کی امید ہو سکتی تھی۔ اور قلعہ گیروں کے دلوں کو تقویت ہوتی تھی اور امرا شاہی اس کو محاصرہ میں جان نثاری رکھتے تھے۔ یاقوت حبشی جو اول نظام الملک کا غلام تھا پھر بادشاہ کا نوکر ہو گیا تھا اس نے نمک قدیم کے حق پر بازگشت کرنی چاہی اول اس کو یہ فکر ہوئی کہ اپنے مورچال کی طرف سے قلعہ میں ذخیرہ پہنچائے۔ مگر خان خاناں کی تدابیر صائبہ اور اہل مورچال کی

دیدبانی سے یہ مطلب اس کا حاصل نہ ہوا۔ غلہ پکڑا گیا جو اُسکے بازار سے قلعہ کے لیجانے کے لئے خریدا گیا اس غلہ رسانی کی شہرت ہوئی جسکے سبب سے یاقوت کو پادشاہی سیاست کا خوف ہوا تو وہ غلامان گریز پا کی طرح لشکر سے نکل کر اپنے قدیم مالکوں کے پاس چلا گیا۔ ۱۴۔ رمضان کو شام کو رندولہ اور امرائے دکنی غلہ کے چار سو کے قریب بیل ہمراہ لیکر حوالی لشکر میں آئے تاکہ خیریت خاں اور تمام بیجاپوریوں کو پہنچائیں وہ فتح خاں کی صوابدید سے عنبر کوٹ میں تھے فتح خاں انکو بسبب قلت آذوقہ کے غلہ کے دینے میں تساہل کرتا تھا۔ خانخاناں نے لہراسپ خاں اور اوداجیرام اور بہادر جی و جگراج بندیلہ کو تعین کیا کہ دکنیوں سے اس غلہ کو چھین لیں دونوطرف سے جنگ ہوئی۔ آدھی رات کو رندولہ و فرہاد و بہلول و ساہو وانکس چار ہزار سواروں کے قریب اپنی فوج سے ہمراہ لیکر خان زماں خاں کے بنگاہ پر حملہ آور ہوئے۔ راؤ ستہ سال نے راجپوتوں کو ساتھ لے کر بہلول کے برادرزادہ اور ایک جماعت دکنی کو مارا باقی سب بھاگ گئے۔ تین روز بعد پھر وہ لشکر شاہی کے قریب نمودار ہوئے۔ خانخاناں نے تاکید کی کہ زمین میں گریوہ و مغاک بہت ہیں افواج شاہی ایک جگہ پر مستعد رہے جب دکنی لڑنے آئیں تو لڑے۔ پادشاہ کا لشکر بموجب قرارداد کے آمادۂ کارزار ہوا دکنی بے سنیز و آویز کے یاقوت و رندولہ پاس کہ نظام پور کے قریب ٹھیر رہے تھے چلے گئے۔ یاقوت نے کہا کہ ہر روز اپنے تئیں دکھلانا اور چند بان مارنے اپنے تئیں ذلیل کرنا ہے مصلحت یہ ہے کہ اس وقت لشکر شاہی جو ہماری مراجعت کے سبب سے تتر بتر جمع ہو کر ڈیروں میں پڑا ہے اس پر میرے پوتے اور رندولہ کے منتخب آدمیوں کو ہمراہ لے کر چستی و چالاکی و دلیری سے دست برد کریں۔ یاقوت کی اس صلاح کے موافق دکنیوں نے دوپہر تک دلیر ہمت کی بنگاہ پر ہجوم کیا۔ دلیر ہمت نے مقابلہ کیا ایک سخت معرکہ ہوا دکنیوں کا لشکر بھاگ گیا۔ راہ میں نہر میں اس کے کچھ آدمی ڈوبے۔ بادشاہی لشکر اپنی قرارگاہ پر آیا۔

ان دنوں میں خانخاناں کو خبر لگی کہ پادشاہی تابینوں کی ایک جماعت ہے جو لشکر شاہی سے اس سبب سے نہیں مل سکتی کہ دکنی اطراف وجوانب میں پھیلے ہوئے ہیں اور ظفر نگر میں وہ مقیم ہے اور بیس ہزار بیل غلہ کے بھی وہاں ہیں تو اُسنے ترکمان خاں تھانہ دار ظفر نگر کو لکھا کہ اپنے آدمیوں اور جماعت مذکور اور غلہ کو ہمراہ لیکر اس جانب چلے آؤ اور ظفر نگر سے اپنی روانگی کی اطلاع دو کہ اسکی کمک کے لئے فوج مقرر کیجائے ترکمان خاں جب چلا تو اُسنے خانخاناں کو اطلاع دی خانخاناں نے سران سپاہ کی ایک جماعت کو مثل مبارز خاں وراؤ داؤد و احمد خاں نیازی و نظر بہادر کو ترکمان خاں کی معاونت کے لئے روانہ کیا جب معلوم ہوا کہ ساہو و بہلول خاں و فرہاد خاں اور یاقوت کے پوتے یہ خبر سنکر کہ ترکمان خاں آتا ہے اور رسد لاتا ہے اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ تو خان زماں نے راؤ ستر سال کو ہمراہ لیا اور مورچوں کے استحکام کا انتظام ایک گروہ کو سپرد کرکے وہ چلا۔ جب وہ کھڑکی میں آیا تو جاسوسوں نے اطلاع دی کہ دکنی رسد کی طرف چلے ہیں اور پانچہزار سوار باغ چکل تھانہ میں منتظر ہیں۔ خان زماں ان کی مالش پر متوجہ ہوا۔ دکنیوں نے لشکر شاہی کو جو تھوڑا سا تھا دائرہ کی طرح احاطہ کیا۔ خان زماں نے رعد اندازوں کو حکم دیا کہ تفنگ و کمان چلائیں۔ سہ پہر سے دو گھڑی رات ہنگامۂ زد و خورد گرم رہا۔ طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے۔ دکنی باغ چکل تھانہ میں چلے گئے۔ خان زماں نے میدان نبرد کو دائرہ گاہ بنایا اور رات بیداری اور ہوشیاری سے بسر کی۔ صبح کو دکنیوں کو باغ مذکور سے کھڑکی میں بھگایا چونکہ مقصود رسد کا لانا تھا اس لئے دکنیوں کا تعاقب لشکر شاہی نے نہیں کیا اور موضع بن میں ترکمان خاں سے مل گیا۔ اتفاقاً بہادر جی دکنی و راجہ بہار اسنگھ بندیلہ و سید عادل بارہ و تلوک چند و جعفر نجم ثانی اور چند اور امراء شاہی بارہ سو سواروں کے ساتھ جو خان زماں کی کومک کو خان خاناں کے حکم سے جاتے تھے کھڑکی سے باہر نکلتے تھے کہ فوج غنیم سے جو بھاگی جاتی تھی ملاقی ہوئے۔ طرفین سے بان اور تفنگ چلنے لگے بہلول یہ سمجھکر کہ خانخاناں کی

جمعیت متفرق ہو رہی ہے فرصت کو غنیمت جانکر دولت آباد کو دوڑا کہ شاید تلافی گذشتہ بروئے کار آئے۔ دلیر ہمت مع فوج کے خاں زماں سے ملگیا۔ خان زماں نے دلیر ہمت کو روانہ کیا کہ خانخاناں سے ملے اور جمعیت کے ساتھ رسد کو لشکر میں پہنچائے۔ دلیر ہمت خانخاناں سے ملا دکنیوں نے اس سے مطلع ہوکر اپنے مقرر پر مراجعت کی۔ ۲۱۔ ماہ مذکور کو خانخاناں کے لشکر کو رسد پہنچگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ شبانہ روز جنگیں غلہ کے پہنچانے پر ہوتی رہیں لشکر شاہی میں غلہ کی رسد کی ممانعت کے لئے افواج بیجاپوری شوخیاں کرتی تھی مورچوں پر گرتی تھی اور آدمیوں کو ضائع کرتی تھی ہر طرف سے قتال جدال میں تردد نمایاں ہوتا تھا جانیں جاتی تھیں۔

۲۲۔ کو کھیلوجی دکنی کہ مدت سے پادشاہ کی خدمت میں تھا اور پنجہزاری پنجہزار سوار کے منصب سے سرافراز تھا یاقوت کی طرح لشکر بادشاہی سے بھاگ کر عادل شاہ کی فوج میں داخل ہوا مگر اس کے دو بھائی مالوجی اور ہرسوجی نے اسکا ساتھ نہ دیا۔ وہ خانخاناں پاس آئے اور انہوں نے انعام و خلعت پایا کھیلوجی کے ملنے سے دکنیوں کو تقویت ہوئی ۲۷۔ کو اس قصد سے کہ چارسو بیل غلہ کے قلعہ اوپر کھنڈیں لے جائیں دکنیوں نے لشکر شاہی میں ایک شورش عظیم برپا کی ہلول خاں نے کہ فوج بیجاپور کا عمدہ سردار تھا اور یاقوت کے نبیروں نے چاروں طرف پادشاہی مورچوں پر حملہ کیا اور صدائے دار و گیر بلند کی دوپہر تک لڑائی رہی۔ سرگیند کی طرح گھوڑوں کے سموں میں لڑتے تھے۔ یہاں تک نوبت آئی کہ خان خاناں اور تمام سرداران شاہی سوار ہوئے اور میدان کارزار میں قدم رکھا اور دکنیوں کے مقابلہ میں صف آرا ہوئے موافق و مخالف سپاہ کی گرد سے آسمان پر گھٹا چھا گئی اور سورج چھپ گیا۔ نبرد گاہ میں دو تین سردار مثل جگناتھ راٹھور و ایک جماعت راجپوت اور بعض مسلمان رشناس نے جان دی۔ ہلول فرار ہوا اور دکنیوں کے

بہت آدمی قتل و اسیر ہوئے۔ ۶۔ شوال کو فوج پادشاہی نے بلا فرصت مخالفوں کی جمعیت پر تاخت کی وہاں بھی محاربہ صعب ہوا۔ بہت غنیمت مع انبار غلہ جو قلعہ والے پر لے جانے کیلئے دکنیوں نے فراہم کیا تھا لشکر شاہی نے لے لیا اور جن چیزوں کو وہ اٹھا نہ سکے انکو جلا دیا اسوقت فتح خاں نے مورچال لشکر کو فوج سے خالی دیکھ کر فرصت وقت کو ہاتھ سے نہ دیا قلعہ سے نکلا اور اس مورچال پر جسکی نقب حصار قلعہ کے نیچے تک پہنچی تھی حملہ آور ہوا شور و غلغلہ عظیم برپا بلند کیا خانخانان یہ سنکر مع بہادروں کے یہاں آیا ہر جانب سے رزم جو آتش خوڑنے کے لئے پہنچے نفیر و کرنا کی آواز اور گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز نے اور جوانوں کی ہوا نے دکنیوں پر قرار کا منتر پھونکا۔ فتح خاں افتاں و خیزاں قلعہ میں گیا۔ مورچال کا اسباب کچھ غارت گیا۔ چند روز سے کمی لشکر میں نہ پہنچی تھی بلکہ رات دن کی لڑائی سے لشکریوں کو زین اتارنے کی فرصت نہ ملتی تھی۔ کاہ و ہیزم لانے کا ذکر کیا ہے۔ خانخاناں نے خان زماں کو کمی لانیکے لئے بہت لشکر دیکر بھیجا۔ دو ہزار سوار قراولی کے لئے راہ کے مابین مقرر کئے کہ وہ ناگہاں فوج کے پہنچنے سے خبردار رہیں۔ بیجاپور کا لشکر یہ خبر سنکر فوج پادشاہی پر گرد کی طرح دوڑا اور قراولوں کی فوج سے لڑا مدد کے پہنچنے سے اور کچھ کشش کے ہونے سے ہر طرف سے لشکر شاہی میں کمی پہنچی۔

خاں زماں کی طرف کی نقب کو باروت سے بھرا اور یہ قرار پایا کہ نیم شوال کو صبح کے وقت اس میں آگ لگائی جائے اور حکم ہوا کہ یہاں سب سردار یورش کے لئے آخر شب میں جمع ہوں۔ مورچال کے عملہ فعلہ نے یہ خطا کی کہ ابھی ایک گھڑی رات باقی تھی اور مردم آبرو طلب جمع نہ ہوئے تھے کہ باروت میں آگ لگا دی۔ باوجودیکہ ۲۰ گز دیوار گر گئی اور بارہ گز برج اڑ گیا اور ایک راہ وسیع کھل گئی لیکن اس سبب سے کہ تاریکی میں غبار کے اڑنے سے اور تیرگی بڑھ گئی تھی اور مردم کار طلب قلعہ کشا ابھی آئے نہ تھے۔ کسی کو قلعہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی مصور تبردار

ہوئے گولہ تفنگ و حقہ آتش بان سے آتش فشاں ہوئے۔ چوب و تختہ و ہر چیز سے جو ہاتھ آئی رخنہ کے بند کرنے میں دکنیوں نے سعی کی خانخاناں نے یہ حال دیکھکر خود یورش پر کمر ہمت چست کی اور اپنے ہمراہیوں سمیت سنگ و آتش کی بارش میں جانے کا ارادہ کیا کہ نصیر خاں نے کہا کہ سر سرداران سپاہ کو ایسی سگالش خلاف قوانین کاردانی ہے اور امراد بھی مانع ہوئے۔ اور غیرت کو کارفرما ہو کر صبح کو ہر طرف سے امرا و جمع ہوئے مغلوں اور راجپوتوں اور جان سپار قلعہ کشایوں کی ایک جماعت حملہ آور ہوئی اور سپروں کو سپر بنا کر محصوروں پر تاخت کی۔ ایک جماعت کے مارے جانیکے بعد وہ شہر پناہ کے حصار میں داخل ہوئے جس کا نام عنبر کوٹ مشہور تھا اس کا ارتفاع بنیاد سے کنگرہ تک ۱۴ گز اور عرض ۱۰ گز تھا۔ دکنیوں کی ایک جماعت کثیر قتل ہوئی اور فرار ہو کر خندق مہاکوٹ میں پہنچی۔ بادشاہی آدمیوں نے حصار کے اندر مورچوں کا بندوبست کیا۔ عنبر و یاقوت کی حویلیوں کو اپنی پناہ بنایا اور محصوروں کو پہلے سے زیادہ تنگ کیا اس حصار میں جو ذخیرہ آتشبازی پایا اس پر متصرف ہوئے۔ قلعہ دوم کے متحصنوں پر توپیں لگائیں اگرچہ آٹھ قلعے ایسے مستحکم برج و بارہ رکھتے تھے کہ ان کا فتح ہونا خواب و خیال میں بھی نہ آتا تھا مگر مایحتاج اور کھانے کے ذخیرہ کے نہ ہونے نے قلعہ نشینوں پر ایسا کام تنگ کیا تھا کہ اکثر آدمی پوست بے گوشت اور حلال حرام چار پایوں کی استخواں کو قوت لایموت بناتے تھے۔ خان خاناں نے اس قلعہ کی تسخیر پر کمر ہمت باندھی بھی۔ القصہ اس ہنگامہ دار و گیر میں غنیم کی سپاہ تین چار ہزار سوار نمودار ہوئے کہ فوج شاہی اس سے مشغول ہو اور اس میں شورش پیدا ہو۔ ہزار سر بھارہ (سربار) غلہ مع دو تین ہزار پیادہ برقنداز و تیر انداز شب تار میں سیاہ لباس پہنے ہوئے شیر حاجی (برج کا نام) کے پاس پہنچے خندق کے متصل دریچہ تھا اس کے پاس غلہ کو اتارا اور برق و باد کی طرح بھاگ گئے قلعہ کے آدمیوں نے ہجوم کر کے ایک جماعت کو آب و آتش اور تیر و سنان کے درمیان کر کے اور بعض کو حصار کے اندر فوج شاہی کے مقابل کر کے

قلعہ کو اندر لے جانا چاہا۔ خانخاناں دکنیوں کی اس تدبیر اور ارادہ پر پہلے سے مطلع ہو گیا تھا اس نے پیادوں اور سواروں کی ایک جماعت کو خندق سے باہر تعین کیا اور کمین میں بٹھا کر گروہ میں لڑائی ہوئی۔ پادشاہی آدمی غالب ہوئے اور غلہ کے ذخیرہ کو غنیمت لے آئے ازاں لشکر شاہی نے از سر نو نقب دوانی کی اور اسباب قلعہ گیری کے فراہم کرنے کی فکر کی۔ اہل قلعہ کا فاقوں کے مارے بُرا حال ہوا۔ فتح خاں کے دل میں رعب و ہراس بیٹھ گیا۔ اہل و عیال کو احمال و اثقال کے ساتھ بالائے قلعہ سیوم پر جسکو کالا کوٹ کہتے تھے پہنچایا اور خود قلعہ مہاکوٹ میں آیا۔ اس حال میں خیریت خاں بیجاپوری وغیرہ بطور مدد کے قلعہ میں آئے تھے اور عسرت سے جاں بلب تھے انہوں نے خاں خاناں سے جان کی اماں کے لئے اور عادلخاں پاس جانیکے لئے پیغام خفیہ بھیجا۔ خانخاناں نے اس کی جان پر یہ احسان کیا کہ جواب خیریت خاں پاس بھیجا کہ اگر بادشاہ کی نوکری تو چاہیگا تو منصب لائق پر سرافرازی پائیگا اور اگر عادلخاں پاس جائیگا تو تیرے آقا کیلئے خلعت و نامہ دیا جاویگا خیریت خاں تا بوپاکر رات کو دو سو آدمیوں کے ساتھ خانخاناں پاس آیا۔ خانخاناں نے خلوت میں ضیافت کی جسمیں اس کو خلعت و راہ کا مایحتاج ضروری دیا۔ خلعت اور نامہ اور عادل شاہ کے نام کا وہ فرمان جو بادشاہ کے دستخط خاص کا عادل شاہ کی عفو تقصیرات پر اور بادشاہ کے دکن کی طرف آنے پر مشتمل تھا سر دیوان پڑھ کر اور پیغام وعدہ وعید سراپا امید و بیم کے اپنی طرف سے کرکے اور حضرت اعلیٰ کا نام لے کر روانہ کیا بعد ازاں کہ خیریت خاں نامہ و خلعت عادل شاہ کے لئے لے کر بیجاپور پر روانہ ہوا خان خاناں قلعہ کی تسخیر میں مشغول ہوا اس ضمن میں خبر آئی کہ مصالحہ قلعہ گیری اور خزانہ برہان پور سے گریوہ رہن کھیڑہ میں آیا ہے۔ غنیم خبر پاکر اوس کی طرف دوڑا ہے اس لئے خاں زماں کو اس جماعت کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے مقرر ہوا۔ مابین راہ جانے اور مراجعت کرنے کے وقت سب جگہ غنیم کی فوج خاں زماں سے لڑی اور ہر روز ایک

نارہ قتال ہوا۔ غنیم کی سپاہ کبھی کبھی لشکر پادشاہی کو ایسا تنگ کرتی تھی کہ ایک دو گروہ راہ
جنگ کناں طے کرنے دشوار ہوتی تھی۔ دونو طرف سے بہت آدمی کام آتے تھے۔ جب خان زماں
خزانہ و ذخیرہ کے نزدیک پہنچا اتفاقاً اسی روز قریب پندرہ ہزار سوار بیجاپوری۔ نظام الملکی قطب
دکن کے ساتھ ملگئے۔ ایک لشکر عظیم الشان ایک لاکھ سوار اور پیادہ کا جمع ہوگیا۔ اور پادشاہی فوج
کو گھیر لیا۔ اور کارزار شروع کی۔ ہمہ اے وار و گیر بلند ہوئی۔ ایک قیامت برپا ہوئی۔ خانخاناں نے
دکنیوں کا غلبہ سنکر ایک اور فوج مدد کے لئے بھیجی ہر طرف سے عرصۂ کارزار ایک دوسرے پر تنگ ہوا
زمین پر ہزارہا سر لڑھکتے تھے اور زمین خون سے لالہ زار بن رہی تھی۔ اگرچہ خان زماں خان
بیس ہزار بیل غلہ کے اور چھ لاکھ روپیہ نقد و سو من باروت لشکر شاہی میں لے آیا
مگر مالی نقصان اور جانی زیاں بہت ہوا۔ اسی زمانہ میں خبر آئی کہ مراری پنڈت
جو عادل خاں کا عمدہ نوکر اور وزیر صاحب السیف والقلم تھا ایک بھاری فوج لیکر لشکر
سے ملا چند کروہ زمین کو سوار و پیادوں سے زیر بار کرکے مقابلہ میں آیا۔ خان زماں
فوج گراں اور توپ خانہ لے کر فوج دکن کی برابر آیا بان و تفنگ چھوڑکر اور تیر
پھینک کر بازار کارزار کو گرم کیا دکنیوں نے بہئیت مجموعی ہر طرف بھالوں کو لیکر
مردانہ چیقلش اور رستمانہ حملے کئے لہذا بہت زد و خورد کی اور سوار و پیادوں کے
کشتہ ہونے سے فوج شاہی پر کار تنگ ہوا قریب تھا کہ خان زماں کے لشکر کو ہزیمت
ہو کہ خانجہاں نے یہ خبر پاکر دلیر ہمت کو حصار میں چھوڑکر فوج دکن کی کارزار میں خود
آیا۔ دونو فوجیں مقابل ہوئیں اور محاربات سخت ہوئے۔ وار و گیر کا غبار آسمان پر چڑھا
ہر طرف سے نامی سرداروں کی اور کئی ہزار آدمیوں کی شیریں جانیں برباد
ہوئیں۔ راجہ چندراوت وغیرہ دو تین نامدار سردار فوج شاہی کے اس کارزار
میں کام آئے۔ ہر ساعت شعلۂ جدال و نائرۂ قتال بڑھتا جاتا تھا۔ یاقوت خاں
حبشی جو دکنیوں کا نامور سپہ سالار تھا وہ اور اس کے قبیلہ کی ایک جماعت

سکا غیرہ عدم کو سدھارا۔ ان کشتیوں پر کشتوں کے ایسے پشتے لگ گئے کہ انکی لاش بھی ہاتھ نہ آئی
ہے کہ دکن میں ایسی جنگ قیامت آشوب کمتر ہوئی ہے۔ پہر رات گئے تک صدائے نفیر و آواز کوس
سپاہیوں کے کان میں پہنچتی رہی۔ آخر لشکر جدا ہوئے فوج دکنی کا غدر دیکھکر لشکر شاہی صبح تک
گھوڑوں پر سوار رہا صبح کو دکنی لڑکر فرار ہوگئے۔ خانزماں نے کچھ تعاقب کیا گھوڑے اور تھیار بہت
ہاتھ لگے۔ بعد ازاں خانخاناں حصار مفتوحہ میں داخل ہوا۔ قلعہ دوم مہاکوٹ کے نیچے نقب تیار ہوکر
بارود سے بھری گئی تھی اسکو اڑانا چاہتے تھے کہ فتح خاں کو اسکی خبر ہوئی خوف ہراس کے سبب سے
نے اپنا وکیل خانخاناں پاس بھیجا اور کمال عجز سے عرض کیا کہ میں نے بقسم عادل خانیوں سے پیمان کیا
ہے بغیر انکی صوابدید کے حرف صلح درمیان نہ لاؤنگا ناگزیر میں نے اپنا آدمی مراری پنڈت یا میں بھیجا ہے
اسکی آمد تک اور استیلا لشکر شاہی پر مطلع کیا ہے اور اس کے وکیلوں کو بلایا ہے کہ باتفاق صلح ہوجائے
حصار اولیاء دولت کے حوالہ ہوجائے۔ آج نقب کے اڑانے کو موقوف رکھیں جب تک
مراری پنڈت سے خبر میرے پاس آئے۔ سپہ سالار جانتا تھا کہ اس کی گفتار سچی نہیں ہے
صرف کرنے دن ٹالنا چاہتا ہے اس لئے اس نے فتح خاں کو کہلا بھیجوایا کہ اگر یہ چاہتے ہو کہ قلعہ
آج نہ اڑایا جائے تو اپنے بیٹے کو بلا توقف بھیجدو پس جب معلوم ہوا کہ وہ بیٹے کو نہیں بھیجتا
نقب کو اڑایا۔ ایک برج مع پندرہ گز دیوار کے اڑگیا۔ فدویان جان نثار پروانہ وار
گولہ و تفنگ و حقہ و بان کی بارش میں آئے کہ مہاکوٹ کے اوپر سے ہوتی تھی اور حصار
میں داخل ہوئے اور خانخاناں مع بہادروں کے قلعہ دوم کے احاطہ میں آیا اس روز
قلعہ سوم کی تسخیر کے لئے مورچال لگائے۔ حصار دوم کی فتح کی خبر وحشت اثر سنکر مراری
پنڈت اور اور نظام الملکی اور عادل شاہی سردار پیکار کے قصد سے سوار ہوئے
خانزماں ان کے مقابلہ میں معرکہ آرا ہوا۔ بدنامی کے دفع کرنیکے لئے دکنیوں نے حرکت مذبوحی
کی مگر جب معلوم ہوا کہ قلعہ ہاتھ سے گیا تو دل افسردہ ہوکر لوٹے چلے گئے۔ اس ضمن میں قلعہ دار
ترک نظام الملکی محل دار خاں جس کا محل اقامت قلعہ نباتی تھا جو قلعہ کالنا کے قریب تھا

قلعہ کالنا کی فتح

ایران زنگ

قلعہ کالنا میں آیا وہ فتح خاں کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخاناں پاس بھیجا۔ خان خاناں نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور میں آئے تو بیخبر جاکر ساہو کے مال وعیال پر تصرف کرے جو پہاڑ میں بیضاپور کے نزدیک تیرے تعلقہ کے قلعہ کے متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمرے بہرہ وافی جمع کر۔ مخلدار خاں اپنے ہمراہیوں کو وہاں لیگیا اور مال وافر مع عیال ودختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون اور چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی لے آیا اور متفرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخاناں خوش وقتی سے پھولا نہ سما یا مخلدار خاں کو آفریں لکھی اور خلعت واسپ وجیغہ روانہ کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خاں اپنے دشمن کی یہ کامیابی سنکر حواس باختہ اور فتوحات کے صدمہ سے دل شکستہ ہوا۔ عبدالرسول اپنے بیٹے کو خانخاناں کے بھیجا۔ عجز ونیاز کا اور اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت قول امان کے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخاناں نے اس کی التماس قبول کی اس کی کمال عسرت وپریشانی پر خیال کرکے ڈھائی لاکھ روپیہ اور ہاتھی اور پالکی کے کہار اور بار برداری کا ساماں عبدالرسول کے ساتھ بھیجا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کی تاکید کی ۱۹۔ ذی حجہ ۱۰۴۳ھ کو ۵۸ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ نہ حصار مفتوح ہوا اور بنظر شہ جہاں بادشاہ غازی کا خطبہ پڑھا گیا۔ حسن نظام الملک کہ صفرسن کے سبب سے فتح خاں کی قید میں تھا مع اور وابستوں کے خان خاناں کی قید میں آیا کہتے ہیں کہ قلعہ دولت آباد میں نو قلعے ہیں۔ جن میں سے پانچ قلعے روئے زمین پر اور چار معدور قلعے سنگ مصفا کے سرکوہ پر نمودار ہوتے ہیں اور ۵۵۰۰ دزعہ شاہ جہانی کہ ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتے ہیں اس کا دورہ ہے اور ارتفاع اس کا ۵ دزعہ اور اس کے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا میں کندی ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پر پیچ وتاب منار کی راہ کی طرح بنائی ہے جو دن کو چراغ بغیر نظر نہیں آتی اور اس میں زینے پتھر میں تراشے ہیں

پہاڑ کی کوہ میں ایک دروازہ آہنیں ہے اس دروازہ سے اس راہ میں ہوکر حصار میں آتے ہیں
اور ایک بڑا لوہے کا توا لگا یا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے گرم
کریں کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جائے۔ ایام سابق میں اسکا نام دہلی گیر اور دیوگیر
تھا۔ بعد ازاں جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا اور دہلی کو ویران
کرکے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت جبر و ظلم سے آباد و تیار ہوتی ہے
اسکی عاقبت بخیر نہیں ہوتی جلدی ویران و خراب ہو جاتی ہے۔ تھوڑی مدت میں سلطان محمد تغلق کے
ملک و تسخیر میں رخنہ و فساد پیدا ہوا اور شہر و ملکہائے موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے
دہلی سے جن لوگوں کو لاکر یہاں آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے
سلطان علاء الدین بہمنی نے بھی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوئے شہر کو
پسند نہیں کیا۔ گلبرگہ کا نام احسن آباد رکھ کر اپنا دار السلطنت بنایا۔ شہر دولت آباد ویران
ہوگیا اور سوا قصبہ کہرکی کے آبادی نہ رہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانوں پر جاری
ہوگیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر میں لکھا جانے لگا۔

اسباب متعارفہ کشائش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ ہیں اس قلعہ کی
فتح میں کارگر نہیں اس کے اسباب کشائش حوادث ارضی و سماوی ہوگئے اول بڑا کال
بڑا سخت وبا آئی۔ قلعہ نشینوں کا آذوقہ تمام ہوا رسد کسی طرح نہ پہنچ سکی ناچار قلعہ اولیائے
دولت کو سپرد کیا گیا۔ ۲۶۔ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے پادشاہ کو یہ مژدہ
فتح پہنچا۔ خان خاناں اور اس کے سپاہی مورد عنایات ہوئے۔ نصیری خاں کو خاندوران
خان کا خطاب ملا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد خانخاناں نظام الملک اور فتح خاں کو
ساتھ لے کر ظفر نگر گیا اور قلعہ میں خاندوران خاں کو مع مرتضیٰ خاں کے چھوڑ گیا اثنائے
راہ میں بیجاپور کی سپاہ اس سے اسی روز لڑی اور ناکام ہوکر بھاگی۔ انہیں لڑائیوں میں
مانا جی نامور سردار قتل ہوا جب فوج شاہی ظفر نگر کے حوالی میں آئی۔ مراری پنڈت

قلعہ کالنا میں آیا وہ فتح خاں کی بیداد سے آزردہ تھا قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام خانخاناں
پاس بھیجا۔ خان خاناں نے جواب دیا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نتیجہ خدمت تیرا ظہور میں آئے تو بیجر
جا کر ساہو کے مال وعیال پر تصرف کرے جو پہاڑ میں بیضاپور کے نزدیک تیرے تعلقہ کے قلعہ کے
متصل ہے اور اس نیکو خدمتی کے ثمرے بہرہ وافی جمع کر۔ مخلدار خاں اپنے ہمراہیوں کو وہاں لیگیا
اور مال وافر مع عیال ودختر ساہو اور مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار ہون اور چار سو گھوڑے اور چار ہاتھی
لے آیا اور متفرق تاراج سے سب ہمراہی متمتع ہوئے۔ خانخاناں خوش وقتی سے پھولا نہ سما
مخلدار خاں کو آفریں لکھی اور خلعت واسپ وجیغہ روانہ کیا اور اپنے پاس بلایا۔ فتح خاں اپنے دشمن کی
یہ کامیابی سنکر حواس باختہ اور فتوحات کے صدمہ سے دل شکستہ ہوا۔ عبدالرسول اپنے بیٹے کو خانخاناں کی
بھیجا۔ عجز ونیاز کا اور اطاعت قبول کرنے کا اور کلید قلعہ کے سپرد کرنے کا پیغام دیا اور ایک ہفتہ کی مہلت
قول امان کے اپنے عیال کے نکال لینے کے لئے چاہی خانخاناں نے اس کی التماس قبول کی
اس کی کمال عسرت وپریشانی پر خیال کرکے ڈھائی لاکھ روپیہ اور ہاتھی اور پالکی کے کہار اور
باربرداری کا ساماں عبدالرسول کے ساتھ بھیجا اور قلعہ کے حوالہ کرنے کی تاکید کی
۱۹۔ ذی حجہ ۱۰۴۳ھ کو ۵۸ روز کے محاصرہ کے بعد یہ قلعہ نہ حصار مفتوح ہوا اور خطبہ
جہاں پادشاہ غازی کا خطبہ پڑھا گیا۔ حسن نظام الملک کو صفدر خاں کے سبب
سے فتح خاں کی قید میں تھا مع اور وابستوں کے خان خاناں کی قید میں آیا سکتے ہیں کہ
قلعہ دولت آباد میں نو قلعے ہیں۔ جن میں سے پانچ قلعے روئے زمین پر اور چار
مدور قلعے سنگ مصفا کے سر کوہ پر نمودار ہوتے ہیں اور ۵۵۰۰ دزعہ شاہ جہانی
کہ ایک کروہ دس جریب کے برابر ہوتے ہیں اس کا دورہ ہے اور ارتفاع اس کا
دزعہ اور اس کے گرد خندق چالیس گز عریض اور تیس گز عمیق سنگ خارا میں کندہ کی
ہے اور پہاڑ کے اندر ایک راہ تاریک پر پیچ وتاب منار کی راہ کی طرح بنائی ہے
جو دن کو چراغ بغیر نظر نہیں آتی اور اس میں زینے پتھر میں تراشے ہیں

پہاڑ کو میں ایک دروازہ آہنیں ہے اس دروازہ سے اس راہ میں ہو کر حصار میں آتے ہیں
اور ایک بڑا لوہے کا توا لگا یا ہے کہ اگر ضرورت ہو تو اس سے راہ روک کر اسکو اوپر سے گرم
کریں کہ حرارت کی شدت سے راہ آمد کی بند ہو جائے۔ ایام سابق میں اسکا نام دھارا گیر اور دیو گیر
تھا۔ بعد ازاں جب سلطان محمد تغلق نے اس قلعہ کو اکثر توابع کے ساتھ تسخیر کیا اور دہلی کو ویران
کر کے اسکو آباد کیا تو اسکا نام دولت آباد رکھا اس سبب سے کہ جو عمارت جبر و ظلم سے آباد و تیار ہوتی ہے
اسکی عاقبت بخیر نہیں ہوتی جلدی ویران و خراب ہو جاتی ہے۔ تھوڑی مدت میں سلطان محمد تغلق کے
ملک تو تسخیر میں رخنہ و فساد پیدا ہوا اور شہر و ملکہائے موروثی بھی اسکی تکلیف و جور سے ہاتھ سے گئے
دہلی سے جن لوگوں کو لاکر یہاں آباد کیا تھا وہ وطن مالوف کی محبت کے سبب دہلی چلے گئے
سلطان علاء الدین بہمنی نے بھی اپنے جلوس کے بعد اس ظلم سے آباد کئے ہوئے شہر کو
پسند نہیں کیا۔ گلبرگہ کا نام احسن آباد رکھ کر اپنا دار السلطنت بنایا۔ شہر دولت آباد ویران
ہو گیا اور سوا قصبہ کہرکی کے آبادی نہ رہی اور دولت آباد قلعہ کا نام زبانوں پر جاری
ہو گیا اور اسی نام سے دکن کے دفاتر میں لکھا جانے لگا۔

اسباب متعارفہ کشائش قلاع جیسے کہ نقب و ساباط و سرکوب وغیرہ ہیں اس قلعہ کی
فتح میں کارگر نہیں اس کے اسباب کشائش حوادث ارضی و سماوی ہو گئے اول بڑا کال
بڑا سخت وبا آئی۔ قلعہ نشینوں کا آذوقہ تمام ہوا رسد کسی طرح نہ پہنچ سکی ناچار قلعہ اولیائے
دولت کو سپرد کیا گیا۔ ۲۶۔ ذی الحجہ کو سپہ سالار کی عرضداشت سے پادشاہ کو یہ مژدہ
فتح پہنچا۔ خان خاناں اور اس کے سپاہی مورد عنایات ہوئے۔ نصیری خاں کو خاندوران
خان کا خطاب ملا۔ قلعہ کے فتح ہونے کے بعد خانخاناں نظام الملک اور فتح خاں کو
ساتھ لے کر ظفر نگر گیا اور قلعہ میں خاندوران خان کو مع مرتضیٰ خاں کے چھوڑ گیا اثنائے
راہ میں بیجاپور کی سپاہ اس سے اسی روز لڑی اور ناکام ہو کر بھاگی۔ انہیں لڑائیوں میں
مانا جی نامور سردار قتل ہوا جب فوج شاہی ظفر نگر کے حوالی میں آئی۔ مراری پنڈت

اور تمام بیجاپوریوں نے فرہاد پدر رندولہ کو بھیجا کہ اسکے وساطت سے ابواب صلح مفتوح ہوں پر اسکی حیلہ سازی و مکر پردازی سے واقف تھا اس نے فرہاد کو مطلب حاصل کرنیکے بغیر واپس بھیجا اور ظفر نگر میں آیا وہاں جو غلہ وغیرہ تھا اور برہان پور اسکے حوالی سے اسکی طلب سے جو غلہ وہاں آیا تھا اسکو آدمیوں میں تقسیم کیا جس سے خلائق کو عسرت سے رفاہیت ہوئی اور عادلخانی یاس و باس کے ساتھ دولت آباد گئے وہ جانتے تھے کہ قلعہ میں آذوقہ میں کمی ہے اور خاندوران خاں تھوڑے آدمیوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے وہ ان مورچوں میں چلے گئے جو لشکر شاہی نے بنائے تھے اور جاتی دفعہ نہیں ڈہائے تھے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور جنگ و پیکار شروع کی خاندوران خاں نے کمک کا انتظار نہ کیا۔ کئی دفعہ قلعہ سے باہر آنکر لڑا۔ اسکے حسن سلوک سے حوالی دولت آباد کی رعایا ایسی مطمئن خاطر تھی کہ غلہ اس کو پہنچاتی تھی۔ محاصرہ کے اندر محصورین کو آذوقہ کی تکلیف نہ ہوئی۔ اوائل محرم میں خان خاناں سنکر دولت آباد کی طرف راہی ہوا ایب بیجاپوریوں نے جانا کہ اس سعی بیجا میں سوائے جان گنوانے کے کچھ اور نہیں ہے تو قلعہ کا محاصرہ چھوڑا۔ ناسک و ترنبک کی راہ سے فرار ہوئے اُس کے حوالی میں ان ایام میں بان گنگا پایاب اور اور اطراف میں غرقاب تھی خاں خاناں نے دس ہزار گاؤ غلہ قصبہ تری گانوں میں خان زماں کو حوالہ کئے اور خود برہان پور میں گیا خاندوران خاں مالوہ کا صوبہ دار ہوا اور اسکی جگہ سید مرتضیٰ خاں مقرر ہوا۔

رایہ بھارتھ جسکو تلنگانہ کی حراست سپرد تھی اس کی عرضی سے معلوم ہوا کہ بولا اور اسکے متعلقین جو قلعہ وکیلور میں تین چار ہزار سوار کے ساتھ مقیم تھے وہ فرار ہوئے اور لشکر شاہی نے انکا تعاقب کر کے بولا کے عیال کو گرفتار کیا اور قلعہ پر تصرف۔

۱۱۔ محرم ۱۰۴۳ھ کو عنایت اللہ و قاسم خاں و بہادر کنبوہ بنگالہ سے آئے اور کل فرنگی قیدی عورت مرد چھوٹے بڑے چار سو مع انکے اصنام کے پادشاہ کے آگے پیش کئے پادشاہ دین پناہ نے ارباب شریعت کو حکم دیا کہ اول انکے اسلام کے لئے دعوت کریں

حکام اسلام انکو سمجھائیں ان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا۔ وہ مورد مراحم شاہی ہوئے
نے اسلام نہ قبول کیا وہ امرا میں تقسیم ہوئے اور حکم ہوا کہ اس طائفہ کو محبوس و معذوب رکھیں اور جو
اسلام قبول کرے۔ اوسکی اطلاع پادشاہ کو کریں تاکہ اسکی گذراوقات کے واسطے کچھ وظیفہ مقرر
جائے اور جسکو یہ شرف نہ حاصل ہو وہ مقید رہے ان میں سے اکثر قید میں مرگئے انکے اصنام میں سے
ہاتھیا کی تماثیل تمیں جمنا میں ڈبو دی گئیں اور باقی اور توڑ دی گئیں۔

دہم صفر کو پادشاہ برسات کی ہوا کی ناسازگاری سے عارضۂ تپ اور گرانی سر میں مبتلا
ہوا تین دن میں پھر مزاج اعتدال پر آیا۔ بیگم صاحب اور مستورات نے پچاس ہزار روپیہ اور
شاہزادوں نے ایک لاکھ روپیہ تصدق کیا جس میں سے ایک لاکھ روپیہ مستحق مردوں کو
اور پچاس ہزار روپیہ مستحق عورتوں کو تقسیم ہوا۔

خانخاناں کی عرضی سے پادشاہ کو معلوم ہوا کہ حصار دولت آباد کے فتح نے دکنیوں کو ڈرا دیا
ہے جو افواج شاہی اس ملک کی خدمات میں مشغول تھی وہ تردد ات شاقہ اور قلت آذوقہ سے
ایسی محنت آمود اور رنج فرسود ہوئی ہے کہ وہ کسی اور مہم میں مشغول نہیں ہوسکتی اگر پادشاہزادوں میں کوئی
ایک شائستہ ساز و سامان خزانہ و توپخانہ اور سپاہ کے ساتھ اس طرف متعین ہو تو امید ہے کہ ولایت
بیجاپور تصرف میں آجائے پادشاہ نے دوم صفر کو شاہزادہ شجاع کو دکن روانہ کیا۔ دولتخانہ سے
رتھ میں سوار کیا۔ دکن کی طرف رتھ میں سوار ہونا مبارک ہوتا ہے اور بڑے بڑے راجہ و
امرا اس کے ہمراہ کئے اور پچیس لاکھ روپیہ خزانہ سے منصبداروں و مشاہرہ احدیوں و قندازوں
کی مدد خرچ کے لئے دیا گیا۔

بارہویں ربیع الاول کی شب کو مجلس میلاد نے آرائش پائی فضلا و صلحا و حفاظ
کا گروہ حاضر ہوا قران کی تلاوت ہوئی۔ محاسن و مکارم احمدی بیان ہوئے۔ طرح
طرح کے کھانوں کے اور رنگارنگ میووں اور تنقلات و حلویات کے خوان چنے گئے
اس شب متبرک میں تعظیم کے سبب سے پادشاہ زمین پر سند بچھا کر بیٹھا اور ارباب

استحقاق میں سے ہر ایک کو بحسب حال خلعت و مال عنایت فرمایا۔ آدمی بہت جمع ہو گئے تھے مقرری خرچ بارہ ہزار روپیہ پر آٹھ ہزار کا اور اضافہ ہوا۔

نظام شاہیوں کا فتح

اسلام خاں نظام الملک اور فتح خاں قیدیوں کو بادشاہ پاس لایا جنکو صابت خاں نے دولت آباد کی غنیمت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ نظام الملک سید خانجہاں حارس قلعہ گوالیار کو حوالہ ہوا اور حکم ہوا کہ جیسا بہادر نظام الملک احمد نگر کے قلعہ کی فتح کے بعد قلعہ مذکور میں قید ہوا تھا یہ حسن نظام بھی وہاں قید رہے۔ فتح خاں کے جرم بادشاہ نے اپنی محرم خواہش سے معاف کر دئے اسکے دو لاکھ روپیہ سالیانہ مقرر کر دئے اور اسکا اسباب و مال اوس کو دیدیا اور جو نظام الملک کا مال تھا وہ ضبط کر لیا۔

وزن قمری

۱۱۔ ربیع الثانی ۱۰۴۳ھ کو مجلس وزن قمری آراستہ ہوئی چوالیسواں سال بادشاہ کو لگا۔ یہ مقرر تھا کہ شاہزادوں کو جبتک خدمت نہ سپرد ہو منصب نہ دیا جائے شاہ شجاع کو جب ہمراہ بھیجکر منصب ۵ ہزاری ذات پنجہزار سوار کا دیا تو شہزادہ دارا شکوہ جو سب میں بڑا تھا دو ہزار ذات و شش ہزار سوار کا منصب علم و نقارہ و توماں و طوغ و آفتاب گیر و خیمہ سُرخ عطا کیا۔ سوا ان کے اوروں کو خیمہ سُرخ کے نصب کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی سرکار حصار فیروزہ جاگیر میں عنایت کی جو باپ دادا شاہزادوں کو اول جاگیر میں دیتے تھے۔

صدقہ

نجومیوں نے کہا کہ بادشاہ کی عمر کے اس سال میں گرانی ہوگی تو بادشاہ نے نصف جس کو وہ عقلاً اور نقلاً باعث رد آفات و دافع نحوسات جانتا تھا اپنے تئیں طلا میں تول کر صدقہ دیا اس سال میں کوئی بات مکروہ نہیں پیش آئی یہ امر کیا آثار تصدق سے یا حدیث کذب المنجمون و رب الکعبہ کے صدق کے موافق ظہور میں آیا۔

واقعات سال ہفتم جلوس سنہ ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۴ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۳ھ کو جلوس کا ساتواں سال شروع ہوا ہر سال کی

طرح اس سال جشن ہوا۔ ۲۶۔ رجب ۱۰۴۳ھ کو جشن شمسی وزن ہوا۔ بادشاہ کا تیتالیسواں سال شروع ہوا۔ سلطان داراشکوہ کے لڑکی دختر پرویز سے پیدا ہوئی۔

شاہجہاں جب سے بادشاہ ہوا تھا نہ دار السلطنۃ لاہور میں گیا تھا نہ خطہ بے نظیر کشمیر کی سیر کی تھی وہ سیوم شعبان ۱۰۴۳ھ کو اکبر آباد سے پنجاب کو روانہ ہوا۔ عدالت گستری اور رعایا پروری کے سبب مقرر فرمایا کہ احدیوں کا بخشی تیرانداز احدیوں کو لیکر راہ کے ایک طرف اور میر آتش برقندازان راہ کی دوسری طرف اہتمام کرے کہ لشکر کے گذرنے سے زراعت پامال نہ ہو۔ اگر لوٹنے والوں کے ہاتھ میں زراعت کا ایک پودا دیکھیں تو ہاتھ کاٹیں صاحب مال کو اسکی قیمت دوچند دلائیں بحسب ضرورت لشکر و افواج و بیرے گذرنے سے راہونکی تنگی کے سبب سے زراعت پامال ہو تو امین خدا ترس و خبر رس مشرف اسکی برآورد بنائیں رعیت کا حصہ رعیت کو اور جاگیردار کا حصہ جاگیردار کو بشرطیکہ وہ ہزاری کا منصب نہ رکھتا ہو سرکار سے نقد دیدیں یہ امر عمل میں آتا تھا۔ خالی باتیں ہی نہ تھیں بادشاہ ہر منزل میں شکار کھیلتا اور سیر کرتا ۲۳ شعبان کو دہلی میں آیا اور بزرگوں کے مزاروں کی زیارت کرکے فوراً روانہ ہوا۔ ۱۶۔ رمضان کو پرگنہ انبالہ کے باغ میں آیا۔ ایام شاہزادگی میں اس باغ کو لگایا تھا اور پھر بیگم صاحب کو دیدیا تھا۔ وہاں ایک عمارت بنانے کا حکم دیا۔ ۱۹۔ رمضان کو نوروز ہوا۔ شاہجہاں باغ حافظ میں جو تالاب پر جہانگیر کا بنایا ہوا تھا اترا تھا۔ دیانت خاں دیوان و فوجدار سہرند کو حکم ہوا کہ ایک نشیمن دلکش بنانے جسکی ایکطرف باغ اور دوسری طرف تالاب ہو۔ ۶۔ رجب کو دار السلطنۃ لاہور میں بادشاہ آیا آصف خاں نے ایک عمارت بیس لاکھ روپیہ کی بنائی تھی۔ بادشاہ اس میں گیا ۷ لاکھ روپیہ کی پیشکش گذری بعد تنظیم و تسلیم ملکی کے وہ میاں محمد میر کی ملاقات کو گیا اس کے کمال صوری و معنوی مقبول خلائق تھے۔ ان کے خانقاہ کے خادموں کو دو ہزار روپیہ دیا۔ میاں میر کو ایک تسبیح اور دستار سفید دی۔ لاہور کے دولتخانہ خاص و آرام گاہ دولتخانہ کی عمارات جہانگیر کی بنائی ہوئی شاہجہاں کو پسند نہ آئیں حکم ہوا کہ وہ از سر نو بنائی جائیں

وزیر خاں کو حکم ہوا کہ وہ کشمیر سے مراجعت تک تیار کرادے۔ ۲۴۔ ذیقعدہ کو پادشاہ کشمیر روانہ ہوا لاہور سے کشمیر کی چار راہیں ہیں ایک پکھلی کی راہ سے جسکے اندر ۳۵ منزلیں ہیں اور ایک سو پچاس کروہ پادشاہی کا فاصلہ ہے۔ کروہ دو سو جریب اور ۲۵ ذراع چالیس انگشت اگرچہ یہ راہ بعید المسافت ہے خم و پیچ و نشیب و فراز بہت رکھتی ہے مگر گرم سیر ہے بہ نسبت اور راہوں کی اسمیں برف کمتر گرتی ہے اور جلد برطرف ہو جاتی ہے۔ اگر موسم شگوفہ کے آغاز میں کشمیر میں جانا چاہیں تو اس راہ سے جائیں دوم راہ پوگھ ہے جس میں ۲۹ منزل ہیں اور ایک سو دو کروہ فاصلہ ہے اس راہ میں بھی برف کمتر ہوتی ہے۔ مگر ایک دو جگہ برف کے گلنے سے گل لالے (دلدل) اس قدر ہو جاتی ہے کہ اس میں گذرنا دشوار ہوتا ہے اس راہ سے اواخر بہار میں پہنچنا ہوتا ہے۔ تیسرے راہ پنوچ کی ہے کہ ۲۳ منزل ہے ۹۹ کروہ پادشاہی فاصلہ ہے اس میں دوسری راہ کی سی برف ہوتی ہے اور آخر بہار میں پہنچ سکتی ہیں۔ چوتھی راہ پیر پنجال کی ہے کہ اسی کروہ پادشاہی فاصلہ ہے۔ لاہور سے بھنبر تک راہ ہموار ہے آٹھ منزل و ۳۳ کروہ بھنبر سے کشمیر تک کوہستان ہے بارہ منزل ۷۴ کروہ اکثر گذرنا پہاڑوں کے سبب سے دشوار ہے۔ شتر بھنبر سے آگے نہیں جا سکتا۔ فیل و اسپ و خچر بار بر ہوتے ہیں۔ ان بارہ منزلوں میں سے گیارہ منزل میں جہانگیر نے ایک عمارت بنوادی ہے۔ جس کو اہل کشمیر لدہی کہتے ہیں۔ ہر یک عمارت میں مشکوی و دولت خانہ خاص بنا ہوا ہے پادشاہ اسی راہ سے روانہ ہوا۔ کشمیر کی تنگی راہ کے لحاظ سے پادشاہ نے آصف خاں اور پادشاہزادوں کو حکم دیا کہ وہ خاطر جمعی سے کتلون سے عبور کریں پھر خود روانہ ہوا اور پادشاہوں کی نسبت اس پادشاہ نے آسانی سے سفر کیا۔ ۱۸۔ ذی الحجہ کو پادشاہ سری نگر میں آیا۔ جسکو راج ترنگنی میں ستی سر لکھا ہے۔ ستی زن مہادیو کو اور سر تالاب کو کہتے ہیں۔ کشمیر کی برابر روئے زمین پر لالہ و ریاحین و اشجار سراپا میوہ و اثمار رنگین و انہار و چشمہائے زلال و شیریں کہیں نظر نہیں آتے پادشاہ ہر جگہ

قلعہ پرنیدہ پر شاہزادہ شجاع کا لشکر لے جانا

ہر ہفتہ وہر صبح وشام دلکشا باغوں میں بزم نشاط آراستہ کرتا۔

نظام الملک کے تصرف میں قلعہ پرنیدہ تھا اسکی طرف سے آقا رضوان قلعہ دار تھا پہلے لکھ چکے ہیں کہ اعظم خاں نے اسکا محاصرہ کیا اور تضیع اوقات کی اور کچھ کام نہ کیا۔ ایسے موانع پیش آئے کہ اُسنے محاصرہ سے ہاتھ اُٹھایا۔ عادلخاں نے قلعہ دار مذکور کو کچھ پیغام دیا کہ جب لشکر شاہی اس قلعہ کو مسخر کریگا تو تیرے جان و مال تلف ہونگے اگر یہ قلعہ مجھے دیدے تو تجھے بہت سا روپیہ دونگا اور اپنا نوکر بنانے کے لایق اقطاع عنایت کرونگا بعد عہد و پیمان کے استحکام کے مبلغ تین لاکھ ہون ان برہمنوں کے دوگروہوں کو دئے جو قلعہ کے حوالہ کرنے میں ساعی تھے اور قلعہ پر قبضہ کیا اور سیدی زرخاں کو اسکی نگہبانی کے لئے بھیجدیا۔ توپ ملک میدان کو جو پرنیدہ میں موجود تھیں بیجاپور میں طلب کیا کہتے ہیں کہ ایسی توپ خوش ساخت و کلاں سننے میں کم آئی ہے کہ ایک مسلح آدمی اسمیں فراغت سے بیٹھ سکتا ہے یہ توپ ابتدا میں قلعہ احمد نگر میں تھی۔ زمانہ کے انقلاب سے احمد نگر سے پرنیدہ میں سیدی عنبر لے گیا۔ مدت سے خانخاناں کی آرزو تھی کہ قلعہ پرنیدہ کو فتح کرے جب شاہزادہ محمد شجاع برہانپور کی نواح میں لشکر جرار اور بہت سامان کے ساتھ آیا تو خانخاناں اس پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ جب ایسا لشکر کا سامان حضور کے ساتھ ہے تو یہ وقت ہے کہ قلعہ پرنیدہ کی تسخیر کی جائے۔ پادشاہزادہ برہان پور میں بھی نہیں آیا کہ ۲۱۔ ربیع الثانی کو مع خان خاناں اور امراء عظام اور صوبہ دکن کی تمام کومکیوں سمیت مقصد کی طرف وہ متوجہ ہوا اور ملکہ پور میں یہ امر قرار پایا کہ خاں زماں تو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج کرکے اور علف جلاکے قلعہ پرنیدہ کے محاصرہ میں مشغول ہو۔ محصوروں کی کمک میں لشکر نہیں پہنچنے پائیگا کہ وہ عسرت آذوقہ اور نایابی علف سے جلد متفرق ہو جائیں گے۔ غرض وہ سولہ نامور امرا اور راجاؤں کے ساتھ اس کام کے لئے رخصت کیا گیا اس مہم کا انجام ہونا آذوقہ سے وابستہ تھا اور آذوقہ کا پہنچنا اس پر موقوف تھا کہ تین چار تھانے شائستہ جمعیت کے ساتھ راہ میں بیٹھیں تاکہ غلہ برہانپور سے لشکر میں آسانی سے پہنچتا رہے۔ اس لئے یہ مقرر

ہوا کہ ظفر نگر میں نور محمد عرب پانچسو سوار کے ساتھ اور جالنا پور میں سید عالم بارہ پانچسو سوار کے ساتھ اور شاہ گڈھ میں تربیت خاں ہزار سواروں کے ساتھ بیر میں صف شکن خاں دو ہزار سوار کے ساتھ بیٹھکر رسد کی محافظت کرکے اپنی سرحدوں سے نکالدیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ نظام الملک کے خویشوں میں کوئی مقید تھا اس کو قلعہ انجرائی سے ساہو بھونسلہ نے لاکر اپنے فساد کی دستاویز بنایا ہے اور فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے اور احمد نگر کے حوالی میں لشکر جمع کیا ہے کہ دولت آباد کے نواح کو تاخت و تاراج کرکے ظفر نگر پر تاخت کرے بچائے مسافروں کی ساری راہیں بند کردی ہیں۔ شاہزادہ نے خانخانان کی صوابدید سے خواص خاں کو تین ہزار سواروں کے ساتھ احمد نگر کی طرف بھیجا کہ وہ دکنیوں کی مالش جنیر تک کرے چار کونڈہ کو غارت کرے یہ مقام بھونسلہ کا وطن تھا اور سنگم نیر میں مقیم ہو اسی احوال میں عادل خاں نے یہ سُنکر کہ لشکر شاہی پرنیدہ کی فتح کے لئے آتا ہے کشنا جی و تورا کو خزانہ کے ساتھ روانہ کیا کہ قلعہ داری کے اسباب کے تیار کرنے میں اور قلعہ دار کی امداد میں کوشش کرے۔ رندولہ اور مراری پنڈت کو خیل وخشم کے ساتھ متعین کیا کہ آب سین کے کنارہ پر بنگاہ بنائیں۔ خان زماں پرنیدہ کے نزدیک پہنچا اور ایک نہر کے کنارہ پر کہ قلعہ سے ایک کوس پر جاری تھی قیام کیا۔ یہاں کے حوالی میں سوار یہاں کے کہیں اور پانی کا پتا نہ تھا اس نے تاکید کی کہ ہیمہ وکاہ کے جمع کرنے میں لشکریت کوشش کرے۔ اور مورچالوں کو تقسیم کرے منقب کھودے۔ سلامت کو بنائے ان کاموں کا اہتمام اللہ وردی خاں کو سپرد کیا۔ دکنی ہر روز توپ و تفنگ سے مورچوں میں چند آدمیوں کو قتل کرتے تھے۔ لشکر شاہی بھی کنگوروں کے رخنوں میں گولیاں لگاکے دشمنوں کو ہلاک کرتا تھا چنانچہ سیدی فرحان پاسبان قلعہ ایک سوراخ سے دیکھتا تھا کہ ایک گولی اس کی کنپٹی میں لگی جس سے وہ مرگیا۔ غالب اس کی جگہ قلعہ دار مقرر ہوا وہ بھی اس طرح مارا گیا۔ عادل خاں نے اسکی جگہ نورس خاں کو مقرر کیا خان دوران خاں صوبہ مالوہ سے بھی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ کے لشکر سے ملگیا

شاہزادہ نے راجہ متھلداس کو خاں زماں پاس بھیجا۔ ۷۔ رمضان کو شاہزادہ اورسپہ لاپر نیدہ سے تین کروہ پر آن پہنچے اور یہ مقرر کیا کہ چند روز یہاں توقف کریں کہ لشکر میں ہمہ وکاہ جمع ہو اور خاں زماں خاں کی کمک بھی کیجائے۔ اس اثنا میں لشکر بیجاپور اور ساہو اور نظام الملکی فوج نمودار ہوئی دوسرے روز کمی کی باری خانخاناں کی تھی اسنے اپنے بیٹے لہراسپ کو کمی کی محافظت کے واسطے متعین کیا اور وہ دکنیوں کی شوریدہ سری سے واقف تھا اسلئے وہ خود بھی سوار ہوا اور لہراسپ کو کہلا بھیجوایا کہ میرے آنے تک توقف کرنا۔ خان زماں نے بھی آدمی بھیجے تھے کہ وہ لشکر خانخاناں سے اس کو واقف کریں اور اگر احتیاج ہو تو جلد اس کو آگاہ کریں۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ خانخاناں آدہ کروہ چلا تھا کہ دس ہزار سوار نمودار ہوئے اور خان خاناں کی قراولی پر حملہ کیا۔ خاں زماں نے لہراسپ کو کومک کے لئے بھیجا اور خود بھی روانہ ہوا۔ دکنی سپاہ کلاں نے پادشاہی سپاہ کو چاروں طرف سے گھیر کر مرکز بنا لیا۔ متھرا داس راٹھور اور رگھناتھ بھاٹی اور رجپوت آگے بڑھ کر لڑے۔ جانفشانی کرکے زخمی ہو کر میدان جنگ میں گرے اور اس کے ہمراہیوں کا حال ایسا تنگ تھا کہ باوجودیکہ قریب تھے مگر ان جان نثاروں کی مدد کرنا اسپر دشوار اور اپنے مجروحوں کا اٹھانا دشوار تر بلکہ زندہ نکلنا محال معلوم ہوتا تھا۔ ایسا ہی خان زماں چاروں طرف سے گھرا ہوا تھا۔ خاندوراں خاں شورش کی شہرت کی ابتدا میں ہاتھی پر سوار ہوا تھا اور اپنے مکان میں کھڑا تھا اس نے جاسوسوں کو بھیج رکھا تھا۔ کہ واقعی خبر لائیں۔ جب اس نے خصم کا غلبہ سنا کہ اس نے تین فوجیں بنا کر ہر یک طرف سے خاں زماں کا عرصہ تنگ کر رکھا ہے اور دس بارہ ہزار سواروں نے خاں خاناں کو گھیر رکھا ہے کہ کوئی مدد کو نہیں پہنچ سکتا اور افواج شاہی کے اطراف میں ایک فوج غنیم کومک کے لئے کھڑی ہے اور راجہ سوہن داس اور خانخاناں کے بہت آدمی اور کام میں آئے ہیں۔ خاں دوراں خاں یہ خبریں سنکر خان خاناں کی

مدد کو اس وقت پہنچا کہ دکن کی فوج اس جماعت کو کہ کام آئی تھی اور زخمی پڑی تھی ہجوم کرکے
فوج میں سے لیجانا چاہتی تھی اور بعض غیرت طلب خون کے دریا میں غوطہ لگاکے اس فوج کے
مانع ہوتے تھے خانذوران خاں نے اس حال میں پہنچکر ہنگامۂ کارزار گرم کیا اور صف ہا چقلیشیں
کیں۔ خود خانذوراں خاں مقتولوں کے پاس گیا اور مخالفوں کو پریشان کیا اور مردوں کی لاشونکو
اور نیمجاں زخموں کو میدان سے اُٹھاکر گھوڑوں پر باندہا اور خانخاناں کی مدد کو گیا۔ خانخاناں یہ
تقویت پاکر تہلکہ سے جاں بر ہوا اور لشکر شاہی کے حملوں سے دشمن فرار ہوا اس جنگ مغلوبہ
کی خبر شاہزادہ سُنکر ہاتھی پر سوار ہوکر معرکہ میں آتا تھا کہ خان دوران خاں و خانخاناں
مخالفوں کی ہزیمت کی خبر سُناکر اس کے مانع ہوئے شاہزادہ نے حقیقت حال پر اطلاع
پاکر خان دوران خاں کی آفریں میں زبان کھولی۔ ہر روز دکنی فوج شوخی کرتی تھی
مور چال اور کبھی پر حملہ کرتی تھی بادشاہی آدمیوں کو مارتی تھی۔ کبھی سالم کبھی آدمی
کہی لشکر میں پہنچتی تھی۔ ایک دن کہی لدی ہوئی بادشاہی لشکر کو روانہ ہوئی
تھی کہ افواج غنیم نے اطراف کہی کا محاصرہ کیا دو نو طرف لڑتے ہوئے آتے
تھے اونٹوں پر گھاس لدی ہوئی تھی کہ اس سے ایک اونٹ کی گھاس
میں بان کی آگ لگی۔ ہوا سامنے کی تھی اس نے اکثر اونٹوں اور ہاتھیوں کو سراپا
شعلۂ آتش بناکر خاکستر کردیا بڑا شور و غوغا مچا غنیم نے فرصت کو غنیمت گنا اور
باقی جانور اور آدم کہی پر ایسا غلبہ پایا کہ گھاس کا ایک پٹھا لشکر شاہی میں نہ
پہنچنے دیا۔ خانخاناں یہ خبر سنکر سوار ہوا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ بادشاہزادہ
بھی سوار ہوا خانخاناں نے شاہزادہ کو کہلا بھیجا کہ آپ ہاتھی پر سوار کھڑے رہیں جبتک
کہ ہماری جانفشانی کی خبر پہنچے۔ غنیم نے شاہزادہ اور خانخاناں کی سواری کی خبر سنکر
اور نشانوں کو دیکھکر کچھ اونٹوں کو مار ڈالا کچھ اونٹوں کی رسیاں جن سے بوجھ
بندہا ہوا تھا توڑکر اپنی ساتھ لیا اور فرار کیا اور چند فیل اور لکڑیوں کے اونٹ اور

دنیم سوختہ جانوروں کو آوارہ کیا۔ دکنی ہر روز شوخی کرتے تھے۔ پادشاہزادہ کے لشکر کو تنگ کر رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز خانخاناں نے یہ مصلحت بتلائی کہ آخر شب میں فوج پادشاہی سوار ہوکر بیجر دکنیوں کے بنگاہ پر حملہ کرے۔ سرداروں میں آپس میں حسد تھی۔ یہ خبر غنیم کو بھی پہنچ گئی۔ پہر روز باقی تھا کہ فوج پادشاہی دکنیوں کے بنگاہ کے نزدیک پہنچی۔ دکنیوں نے بہیر کو اپنے قدیم دستور کے موافق بوجھ لاد کر روانہ کیا۔ چند سردار اس کی ہمراہ کئے باقی فوج آراستہ ہوکر افواج شاہی کے مقابل کارزار پر مستعد ہوئی۔ اس سبب سے خانخاناں کو جو مرکوز خاطر تھا اسکی صورت نہ ہوئی۔ مگر یہ کہ کچھ غلہ کے بیل جو بوجھ کے وزنی ہونے کے سبب سے رہ گئے تھے اور چند شتر و گاؤ کسی کے بے خبر کسی سے بھاگ گئے تھے پادشاہی آدمیوں کو ہاتھ لگے فوج بیجاپور کا مقابلہ راجہ جے سنگھ کے ساتھ ہوا اور کارزار صعب ہوئی خود دکنیوں کا نام آور سردار موہوجی کہ پہلے سے زخمی تھا چند اور آدمیوں کے ساتھ اسیر ہوا۔ اس وقت خبر آئی کہ خانخاناں کا عمدہ نوکر کاکا پنڈت رسد غلہ کی لیکر لشکر کے قریب آیا تھا کہ دکنی اس کے سد راہ ہونے کے لئے سوار ہوئے ہیں خان خاناں نے شاہزادہ سے کہا کہ کاکا پنڈت کے ساتھ اس قدر جمعیت ہے کہ دکنیوں سے وہ عہدہ برآ ہوسکتا ہے اس وقت کہ دکنیوں کی فوج دور گئی ہوئی ہے اس کی بہیر پر ہمکو سوار ہوکر حملہ کرنا چاہئے۔ فوج کے تعین کرنے کا فکر ہونے لگا کہ پادشاہزادہ نے فرمایا کہ ہم خود بھی سوار ہونگے اور دکنیوں کی فوج کی سیر کرینگے۔ لہراسپ کو مع جگراج وغیرہ اور تین چار امراء کے بنگاہ میں چھوڑکر باقی فوج خصم کی بہیر پر گئی دکنیوں نے خبر پاکر بدستور اول بہیر کو لادا اور چیزوں کو آگ لگائی اور خود کارزار پر مستعد ہوئے۔ فوجیں جب مقابل آئیں تو سخت لڑائی ہوئی اگرچہ طرفین سے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ مگر دکنیوں کی جمع کثیر قتل و اسیر ہوئے۔ مراری پنڈت زخمی ہوا۔ گھوڑے سے گرا۔ دکنی اس کو معرکہ سے باہر لے گئے۔ پادشاہزادہ نے اپنی بنگاہ سے مراجعت کی اس سبب سے

کہ خانخاناں اور خاندوران خاں دو نو سردار صاحب داعیہ تھے انکے درمیان نفاق ہوا خاندوران خاں میں یہ اوچاپن تھا کہ وہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں نے خانخاناں کو اجل کے پنجہ سے چھٹایا ہے اور اسکی آبرو بچائی ہے روز بروز مادہ نزاع بڑھتا جاتا تھا خانخاناں سپاہ سے سخت سلوک کرتا تھا اس سبب سے وہ بھی اس کی شاکی تھی خانخاناں جو تدبیر و منصوبہ کرتا تھا اسکی خبر مخالفوں کو ہو جاتی تھی وہ اس کے مدافعہ میں کوشش کرتے تھے اور اس سبب سے قلعہ کی تسخیر میں اُس سے کچھ فائدہ نہ ہوتا تھا۔ ہر چند کوچہ سلامت اور نقب آگے بڑھائے جاتے تھے محصورین اُن پر مطلع ہو جاتے تھے ان کی خرابی میں اندرسے کوشش کرتے تھے باوجودیکہ ایک طرف برج بارہ اڑایا مگر اہل قلعہ نے اس کی بارودت اندر سے چرالی کچھ فائدہ اس سے نہ ہوا اور ہمیشہ دکاہ کی کمی سے لشکر میں بڑی تنگی ہوئی۔ سوداگری اور باربرداری کے چوپائے بے علفی اور دشمنوں کی تاخت سے بہت تلف ہوئے اسواسطے خانخاناں کی مصلحت سے قلعہ کے نیچے سے شاہزادہ برہان پور کو روانہ ہوا۔ سات مہینے محاصرہ رہا اوائل ماہ ذی حجہ میں محاصرہ چھوڑا گیا اس عرصہ میں بہت آدمی اور جانور ضائع ہوئے۔ برہان پور کی راہ میں غنیم قصبہ بیرے دو بار نمودار ہوا۔ اور بہت ہاتھ پانو اُس نے مارے دونو طرف ایک جمع کثیر قتل ہوئی دکنی اپنے مکان میں گئے۔ جب پادشاہ کو محمد شجاع کے ناکام پھرنے کی خبر ہوئی تو پادشاہزادہ اور خانخاناں اور اس کے ہمراہی مغضوب ہوئے اور حضور میں طلب ہوئے۔

پادشاہ کا عالی اور اس کی مراجعت کشمیر سے لاہور میں

کشمیر میں پادشاہ باغوں کی سیر کرتا رہا۔ ۱۲۔ ربیع الاول کو میلاد کی مجلس و ضیافت میں خاص عام کے لئے ترتیب دی۔ کشمیر کے علماء و فضلاء و صلحاء و حفاظ کو خلعت مرحمت کئے۔ مدد معاش میں زمین و یومیہ مقرر کیا۔ بارہ ہزار روپیہ برسم معمود ہر سال عنایت کئے۔ خوب کھانے کھلائے اور شربت پلائے کشمیر میں پادشاہ

تین مہینے رہا۔ ۲۳۔ ربیع الاول کو لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۷۔ کوکشتی سے اُتر کر تخت رواں پر کر
پادشاہ کا فخر ع تماسوار ہوا اینجہ میں کہ اسلام خاں کی تیول میں تھا آیا اس پرگنہ میں ایک پرانا
سجد تھا اس کو پادشاہ نے ڈھوایا اور پرگنہ مذکورہ کا نام اسلام آباد رکھا اسلام خاں کو حکم ہوا کہ
یاں خوب عمارتیں اور مرغوب نشیمن بنائے۔ ۷۔ ربیع الثانی ۱۰۴۴ھ کو جشن قمری وزن ہوا۔ پادشاہ
کا چوالیس سال ختم ہو کے پینتالیسواں شروع ہوا۔ ۲۷۔ ربیع الثانی کو پادشاہ بھنبر میں کہ کشمیر
کی منتہائے کوہستان ہے منزل ہوئی جگناتھ کلاونت نے اپنے ہندوی دوہرے
سنا کر پادشاہ کو ایسا خوش کیا کہ وہ زر سے تولا گیا اور چار ہزار پانسو روپے انعام
ئے گئے۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ بھنبر کے مسلمان فقط کلمہ پڑھتے ہیں اور اس
کے معنے بھی نہیں سمجھتے اسلام کی رسم و راہ سے بے خبر ہیں اور ہندو کو بیٹی دیتے
ہیں اور ان سے لیتے ہیں۔ ہندو کی دختر کو مرنے کے بعد مسلمان زمین میں گاڑتے ہیں
اور مسلمان کی لڑکی کو مرنے کے بعد ہندو جلاتے ہیں۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ جس
ہندو کے گھر میں مسلمہ ہو اگر وہ ہندو مسلمان ہو جائے تو عورت کا نکاح اس سے از
سر نو کیا جائے۔ اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مومنہ کو اُس سے جدا کریں۔ یہاں کا
زمیندار جو ایسے کاموں کو کرتا تھا مسلمان ہو گیا راجہ دولتمند اس کا خطاب ہوا
یہاں کی یہ رسم اوٹھ گئی۔ سرکار خاصہ سے قاضی و معلم مقرر ہوئے کہ احکام شریعت
اور آداب عبادت کی تعلیم کریں۔ جب پادشاہ حوالی گجرات پنجاب میں آیا تو اس
قصبہ کے مشائخ و سادات نے استغاثہ کیا کہ بعض ہندو مسلمان عورتوں کو اپنے تصرف
میں رکھتے ہیں اور کئی مسجدوں کو اپنی عمارت بنا لیا ہے اس لئے شیخ محمود گجراتی
مقرر ہوا کہ تحقیق و ثبوت کے بعد مسلمان عورتوں کو ہندو کے تصرف سے نکالے اور
ان کی عمارات اور مساجد کو جدا کرے۔ اُس نے حکم مذکور کے مطابق عمل کیا سزا یافتہ
کنیز مومنہ کو ہندو کے تصرف سے نکالا اور متدین پرہیزگاروں کو سپرد کیا

خلاف شرع جو رسمیں تھیں اُن کا موقوف ہونا۔

کئی ایک مسجدوں کو جو ہنود کی زیر عمارت تھیں ان کو جدا کیا اور ہنود سے جرانہ لیکر ان کو تعمیر کرایا جن ہنود نے قرآن شریف کا استخفاف کیا تھا ان کو بعد ثبوت گردن مارا پھر پادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ولایت پنجاب میں جس جگہ یہ صورت ہوئی ہو اسکو مہمات شرعی کے متکفل تحقیق کریں۔ اس طرح بہت سی عورتیں ہندوؤں کے قبضہ سے نکلیں اور انکا نکاح مسلمانوں سے ہوا۔ اور چار سو ہندو اپنی بیویوں کی خاطر مسلمان ہوگئے اور سات مسجدیں ہنود کے تصرف سے نکلیں اور تین بت خانے مسمار ہوئے اور انکی جگہ مسجدیں بنائی گئیں ۱۴۔ جمادی الاول کو باپ کی درشت خوئی اور آزار جوئی سے خان زماں باپ سے جدا ہوکر پادشاہ کیخدمت میں آیا اور اُسی تاریخ پادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خاں خانخاناں اپنے مرض کہنہ یعکندرے جس کو عربی میں ناسور کہتے ہیں مرگیا۔ یہ مرض اس کا بڑا رفیق تھا معتمد خاں نے یہ تاریخ کہی ؎ (زمانہ آرام گرفت) اسکا قدیمی نام زمانہ بیگ تھا۔

خانذوراں خاں صوبہ دار مالوہ کو حکم ہوا کہ بالا گھاٹ میں جائے اور جبتک کوئی صوبہ دار مقرر ہو یہاں کی خبرداری کرے۔

سال ہشتم جلوس سنہ ۱۰۴۴ / ۱۶۳۴

غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۴ھ کو جلوس کا آٹھواں سال شروع ہوا پانچویں کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ سرکار بیجانگر و سرکار ندربار اور بعض محال سرکار ہنڈیہ کے جو دریائے نربدا کے اس طرف تھے اور برہان پور سے نزدیک تھے۔ یہ سب صوبہ مالوہ میں داخل تھے اب پادشاہ نے حکم دیا کہ محال مذکورہ مالوہ سے دور ہیں اس لئے وہ خاندیس کے توابع میں داخل ہوں اور باقی محال ہنڈیہ جو دریائے نربدہ کے اس جانب ہیں وہ بدستور قدیم مضافات مالوہ میں داخل رہیں پہلے ولایت خاندیس و برار و دکن جن میں ایک صوبہ دار انتظام کرتا تھا اب دو صوبہ دار مقرر ہوا کریں

صوبہ مالوہ و خاندیس کے تغیرات

...وہ دو حصّوں میں منقسم ہوں ایک حصّہ کا بالا گھاٹ اور دوسرا حصہ کا پایاں گھاٹ نام ...ے صوبہ داری بالا گھاٹ میں کل دکن ہو جسمیں سرکار دولت آباد و احمد نگر و ٹین و ...یان پور جنیر و سنگنیر و فتح آباد مع توابع و مضافات اور کچھ محال برار و تمام ملک ...ہوں اور جمع اسکی ایک ارب بیس کروڑ دام ہو اور وہ خان زماں پسر خانخانان کو ...ہو۔ صوبہ داری پایان گھاٹ میں تمام خاندیس و اکثر ولایت برار ہوں اور جمع اسکی ...کروڑ دام ہو وہ خاندوران کو جو صوبہ مالوہ کا نظم کرتا تھا مفوض کی جاے۔ ۲۴ کوتربیت ...جونذر محمد خاں والی بلخ کی خدمت میں سفیر بن کر گیا تھا پادشاہ کی خدمت میں آیا و پیشکش ...ایک قرآن شریف دیا جو اسکو بلخ میں ہاتھ لگا تھا۔ وہ شاہ ملک قاسم بنت سلطان محمد ...ابن جہانگیر مرزا ابن حضرت صاحب قران کے ہاتھ کا خط ریحان میں کمال حسن و لطافت ...سے لکھا ہوا تھا اور بسم اللہ کی بے سے تم کے میم تک یک قلم لکھا تھا اور اسکے خاتمہ میں بیگم نے اپنا نسب نامہ خارقاع میں چند سطروں میں نہایت خوش خط لکھا تھا۔ پادشاہ اُسے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے کتب خانہ خاص میں اسکو رکھا۔

سوم شعبان کو جشن وزن قمری برج دولتخانہ لاہور میں ہوا۔ جب خانخانان ...نجہانی ہوا اور خاندوران خاں مالوہ سے بالا گھاٹ کی صوبہ داری میں نہ پہنچا تو ...نیوں نے میدان خالی دیکھا اور نظام الملکی سپاہ جو باقی رہی تھی اسکو ساتھ لیا ...ور نواحی دولت آباد جسکی قلعہ داری مرتضیٰ خاں کو سپرد تھی تاخت و تاراج شروع ...کی اس اثنا میں خاندوران خاں مالوہ سے برہان پور میں آیا۔ مفسدوں کی سزا ...کے لئے ظفر نگر میں آیا پھر تین روز بعد کھرکی میں مفسد اس آنے کی خبر لشکر دولت ...سے رامدودہ گوراہی ہوئے جب خاندوران خان رامدودہ میں آیا تو وہ سیوگانو ...میں چلے گئے۔ آخر روز میں خاندوران یہاں آیا اور لشکر کی صف بندی کی تو مخالف ...لشکر کو دیکھ کر بھاگ گئے۔ غرض یوں ہی مفسد آگے آگے اور لشکر شاہی پیچھے

پیچھے پڑا پھرا - ایک جگہ دونوں میں لڑائی ہوئی لشکر شاہی نے فتح پائی اور اُس سے
غلّہ کے آٹھ ہزار بیل اور چند بیل جنپر ہتھیار اور بان لدے ہوئے تھے - لوٹ لیے
اور تین ہزار آدمی اسیر کیئے - خاندوران خاں نے غنائم کو لشکر میں قسمت کیا
وہ احمدنگر میں آیا خان زماں بالاگھاٹ میں آگیا، خاندوران خاں برہان پور میں
علاقہ میں چلا آیا لاہور سے ۷ رشعبان کو بادشاہ اکبرآباد کی طرف روانہ ہوا اور
رمضان کو دہلی میں آیا اور یہاں سے ۲۲ رکو اکبرآباد روانہ ہوا ۳۰ رکو جمنا کے گھاٹ
پر ان منازل میں فروکش ہوا جنکے بنانے کا حکم دیا تھا - دراشکوہ کے بیٹا پیدا ہوا
اسکا نام بادشاہ نے سلیمان شکوہ رکھا - اتفاق حسنہ سے اس نام کی ایک بار تکرار
یعنی سلیمان شکوہ سے ایک مصرعہ تاریخ ولادت موزوں ہوتا ہے - یہیں عبداللہ خاں
فیروز جنگ صوبہ دار بہار بھی آیا اسکو بادشاہ نے رتن پور کے زمیندار کی تنبیہ
لیئے بھیجا تھا اُس نے یہاں کے مرزبان بابو لچھن کو اور اس نواح کے اور زمیندار
کو اور غنائم کو جو اس یورش میں ہاتھ آئی تھیں بادشاہ کے روبرو پیش کیا - اس
میں خان مذکور سے جو تردد ات ظہور میں آئے لکھے جاتے ہیں - کنتل بھاکی میں
سے سات کروہ ہے - عبداللہ خاں بہادر پہنچا تو راجہ امر سنگھ مرزبان باندھو اسے
جمعیت کے ساتھ اُس سے ملا - جب اس سے کنتل پر لشکر شاہی چڑھا تو یہاں کے
نے تیر و تفنگ چلا کر روکا - عبداللہ خاں نے انکو مار کر ہٹا دیا وہ بھاگ کر قلعہ تینو تھ
متحصن ہوئے - جو کنتل کے شمال رویہ جنگل میں بہت حصانت و متانت رکھتا تھا
درختوں کی کثرت سے ہوا کا گذر مشکل سے ہوتا تھا خان نے اس قلعہ کو سر سواری
کر لیا - اہل قلعہ کے اکثر عیال بھی لڑ کر قتل ہوئے - اور جن آدمیوں نے جوہر نہ کیا
مقتول ہوئے اور انکے بیوی بچے قید ہوئے وہ تین روز یہاں رہ کر خاں نے
کو جس پر سے لشکر کا گذر نا مشکل تھا ایسا ہموار کیا کہ توپ خانے و اربے اُس پر آسا

بادشاہ کا لاہور سے اکبرآباد میں آنا

زمیندار رتن پور کی تنبیہ

سن نوروزی

...ے لگے - یہاں سے چلکر بابو بھین زمیندار رتن پور کے استیصال کا قصد کیا -
...تھو تھر کا سر سواری فتح ہونا دیکھ چکا تھا اس نے راجہ امر سنگھ کی معرفت اطاعت
...ار کی اور دو لاکھ روپیہ نوفیل پیش کش میں دیئے - بادشاہ نے ۲ رمضان کو
...م خاں کو سات ہزار سوار اور بہت سے امرا کو ساتھ کر کے جمنا پار کے متمردون
...سرکوبی کے لیئے متعین کیا تھا اور مقرب خاں دکنی جاگیردار سنبل کو بھی انکے ساتھ
...یا تھا - ۲۰ بجی ۳ رمضان کو بادشاہ کی خدمت میں آئے - اُنہوں نے جمنا کے
...پار کے سرکشوں کو مار کر قریب ہزار کے مفسد بے سر و بے سپر کئے اور انکے
...یال و اطفال و مویشی کو گرفتار کیا اور اُن کی استوار جاؤن کو مسمار کر دیا -

غرہ شوال ۴۴ھ کو جشن نوروزی ہوا - ۳ فروری کی تاریخ نجومیوں نے
...یاد میں داخل ہونے کی مقرر کی تھی اسلئے جشن نوروزی یہیں گھاٹ پر ہوا - عید
...ور نوروز کے ایک دن ہونے سے شادمانی پر شادمانی ہوئی - حسب دستور
...دروازان سلطنت ایوان دولتخانۂ خاص و عام دار الخلافہ کی تزئین کے لیئے مامور
...ہوئے اول انہوں نے اسیکی مخمل و زربفت کی کہ گجرات کے صنعتگروں اور ہنروروں
...بنائی تھی اور اسمیں طرح طرح کی صنعتیں کیں تھیں اور ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی
...تھی - ایوان چہل ستون کی پیش گاہ میں زرین اور سیمین ستونوں پر ایستادہ ہوئی
...اسکے اطراف میں زربفت و مخمل کے شامیانے چاندی سونے کے ستونوں پر
...تانے - پھر زمین پر زرین بساط اور رنگین فرش بچھائے گئے اور اسپک کے نیچے
...ایک مربع چبوترہ بنایا گیا اور اسکے چاروں ضلعوں پر ایک منجر زرین نصب ہوا اور اسکے
...بیچ وسط میں تخت طاؤس (جسکا حال آگے بیان ہوگا) رکھا گیا - اور تخت کی چہرہ
...پر جگہ جگہ موتیوں کی لڑیاں لگی ہوئیں تھیں لگائے گئے اور در و دیوار و سقف و جدار
...طاق اور خاص و عام کے احاطوں کی اطراف اور نقارخانہ کی عمارت اور ہر دروازہ

کے پیش طاق جنکی تزئین کے متکفل شاہزادے تھے ان سب کو ہر دیار کے تحف
مخمل طلا باف ونقرہ باف وزربفت ایرانی و دیباے رومی سے منڈھا اور سب
جگہ اس مجلس میں سونے کے مرصع کار ظروف ترتیب سے چنے۔

برسوں اور مدتوں سے جواہر خانے میں طرح طرح کے جواہر جمع ہوتے جاتے
تھے آغاز جلوس میں پادشاہ کے دل میں آئی ان تحائف عجیبہ کے حاصل کرنے
اور ان نفائس غریبہ کے حفاظت کرنے سے کچھ حاصل اسکے سوا نہیں ہی کہ زیب و زینت
کی نمایش ہو بس انکو ایسے کام میں لانا چاہیے کہ تماشائی بھی ان بحر و کان کے نتائج
سے بہرہ ور ہوں اور کارگاہ سلطنت کو بھی فروغ تازہ ہو اُس نے حکم دیا کہ جواہر
خاصہ کے سوا کہ جواہر خانہ محل معلیٰ میں از قسم لعل و یاقوت والماس و مروارید و زمرد
قیمتی دو کروڑ روپیہ کے ہیں اور جواہر کہ خاں زمان کی تحویل سے باہر ہیں وہ میری
کے سامنے لائے جائیں۔ انمیں سے بیش قیمت جواہر وزن میں پچاس ہزار مثقال
اسی لاکھ روپیہ کے پادشاہ نے انتخاب کیے اور بے بدل خاں داروغہ زرگری
کو حوالہ فرمایئے کہ وہ ایک لاکھ تولے سونا قیمتی چودہ لاکھ روپیہ کا لیکر ایک تخت
جسکا طول سوا تین گز اور عرض ڈھائی گز اور ارتفاع پانچ گز شاہی ہو اور وہ جو
مذکورہ سے مرصع ہو اور یہ مقرر کیا کہ اسکی چھت اندر کی طرف سے کچھ مینا کار کچھ مرصع
ہو اور باہر کی طرف لعل و یاقوت وغیرہ سے مرصع و مغرق ہو اور یہ چھت بارہ زمرد
کے ستونوں پر قائم ہو اور اوپر دو طاؤس جواہر سے مرصع بنائے جائیں اور ان
موروں کے درمیان ایک درخت لعل والماس و زمرد و مروارید سے مرصع لگایا
جائے اور چڑھنے کے لیئے زربان کے تین پائے جواہر آبدار سے مرصع بنائے جائیں
غرض ایسا تخت سات سال میں تیار ہوا اور ایک کروڑ روپیہ اسمیں خرچ ہوا گیارہ
جواہر سے مرصع اس تخت کے دور پر تکیہ لگانے کے لیے لگائے گئے بیچ کا تکیہ جسمیں

تخت طاؤس

شاہ بیعہ لگا کے بیٹھتا تھا۔ دس لاکھ روپیہ قیمت رکھتا تھا۔ اس تختہ میں جو جواہر لگے
تھے ان میں ایک لعل لاکھ روپیہ کا تھا کہ شاہ عباس والی ایران نے جہانگیر پاس
بیگ کے ہاتھ بھیجا تھا اور جہانگیر نے شاہجہاں کو دکن کی فتح کی جلد میں دیا تھا
م اسمیں صاحب قرآن و میرزا شاہرخ و مرزا الغ بیگ کا منقوش تھا پھر شاہ
اس کا اس کے بعد جہانگیر و اکبر کا اسکے بعد شاہجہاں کا اسکی تاریخ (سریر ہمایوں
صاحب قرآنی) ہوئی۔ پادشاہ روز جمعہ کو دولتخانہ گھاٹ سے کشتی میں سوار ہو کر
میں آیا۔ اس تخت پر بارہ بجے جلوس کیا اور اپنی بخشش سے ایک خلقت کا جیب و
دولت سے بھر دیا شاہزادوں اور امراء کو لاکھوں روپیہ نقد اور بیش بہا خلعت
دس روز میں ہزار خلعت عنایت کیئے۔ طالب کلیم نے ایک قصیدہ لکھا جسکے صلہ
وہ سونے سے تولا گیا اور اسکے ہموزن روپیہ یا پنجہزار پانسو اسکو دیا گیا چوبیس لاکھ
روپیہ کی نذریں گذریں۔

نجابت خاں فوجدار دامن کوہ ولایت پنجاب نے عرضداشت میں گذارش کیا
سری نگر کی مہم بندہ کو مفوض ہوا ور دو ہزار سوار کمک کے لیئے معین ہوں تو میں
کوہ کے زمینداروں کو ہمراہ لیکر وہاں کے مرزبان سے شائستہ پیش کش لوں اگر وہ
دستی و عافیت و شمنی سے اسکے ادا میں تعلل کرے تو اسکا ملک تسخیر کرلوں جب التماس
مہم مذکور اسکو مفوض ہوئی اور دو ہزار سوار اسکی کمک کو بھیجے گئے۔ وہ اس کمک کے
پر غنیم کے ملک میں آیا اوّل قلعہ شیر گڈھ کو سرسواری فتح کیا یہ قلعہ زمیندار سری نگر نے
ولایت کی سرحد پر جمنا کے کنارہ پر مشرف ولایت سرمور پر بنایا تھا اور ایک جماعت کو
اسلیئے رکھتا تھا کہ فرصت کے وقت پادشاہی ملک میں آنکر زیر دستوں پر زبردستی کرے
وہ پہاڑی جہان سے دار الخلافہ اکبر آباد میں انسفدار سے خرداد تک برف کشتی میں آتی
بعد اسکے حصار کالپی کو تھوڑے تردد میں فتح کر لیا اور اُسے زمیندار سرمور کو حوالہ کیا جو

پادشاہی لشکر کے ساتھ تھا اور دو تنخواہی کرتا تھا اور حصن مذکور اُس سے پہلے تعلق رکھتا تھا
اور زمیندار سری نگر نے اسکو زبردستی سے لے لیا تھا۔ زمیندار سرمور نے عرض کیا کہ قلعہ
بھی مجھ سے زبردستی زمیندار سری نگر نے چھین لیا ہے اگر مجھے کمک ملے تو میں اس قلعہ کو فتح
کرلوں نجابت خاں نے اسکو کمک دی۔ کمک نے جاکر قلعہ فتح کرلیا اور زمیندار سرمور کے
آدمیوں کو سپرد کرکے معاودت کی۔ نجابت خاں کالپی سے قلعہ سانتور میں آیا اسکے تین
گہرا پانی تھا اسکو غلبہ کرکے مخالفوں سے لے لیا جنکو زمیندار کہن پور کو سو سواروں اور
پیادوں کے قریب دے کر اسکی حراست سپرد کی اور خود آگے بڑھ کر گنگا کے کنارہ تک
کیا۔ جب ہردوار کے قریب گنگا پار اُترا تو اسکو معلوم ہوا کہ کتل نلدو پر دوسری نگر کے
کے نشیب میں واقع ہے۔ وہاں بہت آدمی جمع ہیں اور اس ملک میں آنیکی راہ کوچ
سے مسدود کیا ہے اور تفنگچی اسکی پاسبانی کے لیئے مقرر کیئے ہیں اس نے گوجر گوالیاری
اودے سنگھ راٹھور کو اس دیار کی محافظت کے لیئے چھوڑا اور خود کتل پر آیا گو مخالفوں کی
تھی اور تیر و تفنگ چھوڑتے تھے مگر لشکر شاہی نے دیوار کو جو سد راہ تھی توڑ کر ایک جمع کثیر کو
اور بہت جدوجہد کرکے کتل سے گذرا اور گوجر کو مع اجمال واثقال کے اپنے پاس بُلایا اور
کے نیچے دائرہ کیا۔ دوسرے روز سری نگر سے تیس کوس پر پہنچا تو مرزبان ان بے
دستبردوں سے ہراساں ہوا اپنا وکیل زبان دان نجابت خاں پاس بھیجا اور بادشاہ کو دس
روپے پیش کش اور ڈیڑھ لاکھ روپے نجابت کو دینے پر صلح چاہی۔ نجابت خاں ناتجربہ کار
بغیر اسکے کہ بندوبست واحتیاج ضروری سے خاطر جمعی کرے صلح ان شرائط پر قبول کرلی
روز میں زر مذکور ادا کیا جائے اور تا حصول زر وکیل یہیں رہے وکیل نے سونے کے
وچاندی کے ظروف کچھ جواہر جو اپنے ساتھ ایک لاکھ روپے کی قیمت کے لایا تھا نذر دیئے
باقی روپیہ کے ادا کرنے کے لیئے اُسنے دو مفلوک فقیر بے نام ونشان کو لباس فاخرہ پہنا
عوض میں بمبتک زر موعود ادا ہو سرکار ناکردہ کار میں گرو رکھے اور خود صحرا کی راہ لی

ید کرنے کے لیئے راہوں کو ایسا مسدود کیا کہ قاصد کی آمد و شد بھی دشوار ہوئی برسات
نے تک ڈیڑھ مہینہ اس مکر و فریب میں گذار دیا ایک دام و درم نہ بھیجا۔ نجابت خاں
کے انتظار میں بیٹھا رہا۔ غلہ کے نہ پہنچنے سے لشکر کا حال روز بروز تباہ ہوتا گیا۔ روپیہ
بکنے لگا۔ رات دن مینہ برسنے لگا۔ ہر طرف پانی کا دریا بہنے لگا۔ فاقوں کے مارے
اور آدمیوں کا دم نکلنے لگا۔ جہاں کہیں بادشاہی تھانے تھے انپر مخالف بلائے
کی طرح آتے اور اُنکے غرور کو ڈھاتے نوبت یہاں تک آئی کہ نجابت خاں نے اپنے
کے ساتھ جان بچا کر لے جانے کو غنیمت جانا اور اس تہلکہ سے نکلنے کی فکر و تدبیر
کا۔ اس ضمن میں خبر آئی کہ گوجر جسکو غلہ میں چھوڑا تھا جمعیت کثیر کے ساتھ مارا گیا اور
کے سروں پر بہت سے پیادے و سوار بیٹھے ہیں اور اُنہوں نے راہوں کو بند کر رکھا
اصل کلام یہ ہے کہ نجابت خاں تمام لشکر و توپخانہ و اسباب تزک و کارخانے برباد کر
ہزار و شواری سے تغیر و ضع کر کے چند معدود آدمیوں کے ساتھ جان برہوا اور
نجات پائی۔ آدمیوں کے عیال و ناموس مخالفوں کی تیغ خونفشاں سے ڈر کر غار
کے جھنڈوں میں جا کر چھپے تھے وہ اس دیار کے آدمیوں کے ہاتھوں میں گرفتار
اس سردار ناآزمودہ کار کی بے تدبیری سے لشکر کو ایسا زخم پہنچا۔ اگر خرد و رزیں
صواب گزیں سے بہرہ رکھتا اور ابتدائے کار میں منتہا۔ اُمور پر نظر ڈالتا اور
تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیتا۔ اگر فتح نہ ہوتی ہمراہی تو نہ ہلاک ہوتے جب بادشاہ کو
خبر ہوئی تو جاگیر و منصب بدل کر اسکی تنبیہ کی اور مرزا خاں بن شاہ نواز خاں ولد
رحیم خاں خانان کو دامن کوہ کی جاگیر اور فوجداری تفویض کی۔

بادشاہ نے رجب سال دوم میں ججھار سنگھ بندیلہ کے جرائم کو معاف کیا تھا اور
تعین کیا تھا اُس نے ایک مدت کے بعد مہابت خاں خاں خانان ناظم مملکت
سے رخصت لی اور اپنے بیٹے بکرماجیت مخاطب بہ جگراج کو مع جمعیت کے

جلد ششم

اپنا قائم مقام کیا اور خود اپنے وطن کو آیا اور اُسنے بھیم نراین زمیندار ولایت گڈھ
پر فوج کشی کی اور عہد و پیمان کر کے چوراگڈھ (جبل پور سے ۷۰ میل پر مغرب
میں ہی) سے بلایا - یہ قلعہ اس ولایت میں حاکم نشیں تھا - عہد و پیمان کے
رشتہ کو توڑ کر اسکو مع توابعین کے قتل کر ڈالا اور اسکے قلعہ پر مع توابع کے
اور اسکے خزانہ و نقد و جنس پر متصرف ہوا اس وقت بھیم نراین کا بیٹا پادشاہ کی خدمت
میں خانہ دوراں خاں کے ساتھ پیشکش لیکر آیا ہوا تھا وہ جب اس ماجرے پر مطلع ہوا تو
اُس نے پادشاہ سے حقیقت عرض کی - پادشاہ نے سندر کب رائے کے ہاتھ بجار سنگھ
پاس فرمان بھیجا کہ بغیر ہمارے حکم کے تو نے بھیم نراین کا اور اسکے بھائی بندوں کا خون
کیا اور ولایت گڈھ پر تصرف کیا - اب تیرا سود کار اسمیں ہی کہ ولایت مذکور کو پادشاہی آدمیوں
کو سپرد کرے اور اگر اسکو وہ اپنی اقطاع میں لینا چاہتا ہے تو اپنی جاگیر کے حوالی
میں اسکی عوض میں ملک دے اور بھیم نراین کے روپے میں سے دس لاکھ روپیہ درگاہ
والا میں ارسال کرے - اس فرمان کے پہنچنے سے پہلے اسکو وکیل کے لکھنے سے یہ حال
معلوم ہو گیا تھا اُسنے اپنے بیٹے بکرماجیت جو خان زمان کے ساتھ بالاگھاٹ میں تھا اشارہ
کیا کہ وہاں سے بھاگ کر جلد وطن میں آئے وہ بمجرد اطلاع کے راہی ہوا - برہان پور میں
خانہ دوران خاں کو جو پائیں گھاٹ کی صوبہ داری کرتا تھا معلوم ہوا کہ خان زمان خان صوبہ
بالاگھاٹ بکرماجیت کا تعاقب نہیں کر سکا تو وہ برہان پور سے بہت سے امیروں
کو ساتھ لے کر ایلغار کر کے پانچ روز میں مقام اشتہ میں کہ مضافات صوبہ مالوہ
میں ہی (اشتہ بھوپال کے جنوب و مغرب میں ساٹھ میل پر ہے) پہنچا اور اسکا
مقابلہ و مقاتلہ ہوا - عجیب زد و خورد ہوئی - طرفین کے اکثر ہمراہی کشتہ
زخمی ہوئے - اور بکرماجیت دو زخم کھا کر جنگل اور پہاڑوں میں ایسی غیر متعارف
راہوں سے گیا کہ سوا اس سرزمین کے رہنے والوں کے کوئی اُن کو نہیں جانتا تھا

ور پرگنہ دھامونی میں باپ سے ملحق ہوا۔ اللہ وردی خاں صوبہ دار مالوہ کو توفیق نہ
ہوئی کہ وہ اسکا تعاقب کرتا اسنے خاندوران کے ساتھ بھی ہمراہی نہیں کی۔ جب بادشاہ
کو یہ خبر ہوئی تو بیس ہزار سوار تین سرداروں کی سرکردگی میں اس مہم کی انجام کے
لیے مقرر کئے ایک سردار عبداللہ خان تھا اور دوم سید خانجہاں سوم خاندوران خاں
جو کہ ماجیت کے تعاقب کے بعد مالوہ میں حکم کے انتظار میں ٹھیرا ہوا تھا۔ صوبہ مالوہ میں
بدستور سابق خاں دوران خاں صوبہ دار مقرر ہوا۔ صوبہ برہان پور الہ وردی خاں کو
دیا گیا۔ بالاگھاٹ کا ضمیمہ برار بنا کے خان زمان کو دیا گیا۔ جب جھار سنگھ کو ان فوجوں کی
روانگی کی خبر ہوئی تو اُسنے اپنا وکیل بادشاہ پاس بھیجا اور خانخانان آصف خاں کو
بنا شفیع جرائم بنایا اور بادشاہ سے ایک آدمی کو طلب کیا کہ اسکا ہاتھ پکڑ کے بادشاہ
پاس لیجائے۔ بادشاہ نے سندرکب رائے کو جو پائے تخت کے شعراء میں سے تھا
بسبب ہم جنسی کے اس پاس بھیجا اور ارشاد کیا کہ اگر وہ بیس لاکھ روپیہ جمع کرکے بادشاہی
آدمیوں کو دیدے اور سرکار (بیاتواں) بعوض چوراگڈھ کے چھوڑ دے اور خود اپنی
جمعیت کے ساتھ خان زماں پاس بالاگھاٹ جاے اور اپنے بیٹے کو بادشاہ پاس بھیجے تو اوسکے
قصور معاف ہوسکتے ہیں اور عبداللہ خاں فیروز جنگ و سید خان جہاں و خاندوران خاں
کے نام احکام جاری ہوئے کہ جہاں وہ پہنچے ہوں وہیں تک توقف کریں کہ سندرکب اس
آئے۔ اگر جھار سنگھ حکم شاہی نہ مانے تو قلعہ اورگڈھ کو فتح کرکے اسکی راجگی و ریاست
قوم بندیلہ کے راجہ دیبی سنگھ کو دی جاے جسکے باپ دادا پہلے سے یہ ریاست رکھتے
تھے اور جہانگیر نے ابوالفضل کے قتل کرنے کے صلہ میں نرسنگھ دیو کو مرحمت کی تھی۔ جب
سندرکب حکم شاہی کی تبلیغ کے لیے جھار سنگھ پاس آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ وہ اپنی
رصانت قلاع و انبوہی جنگل و وسعت ملک و فزونی مال اور اور اسباب کی
فراوانی پر مغرور رہو کر خودسری کرتا ہے تو اسنے وہاں سے مراجعت کرکے اپنا

دیدہ وشنیدہ حال بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے تینوں سرداروں کے نام منشور جاری کئے کہ جھجھار سنگھ کے استیصال میں کوشش کریں اور اس خیال سے کہ مبادا سرداران مذکور مراتب قرب و منزلت و مدارج خدمت پر نظر کر کے ایک دوسرے کی رائے سے سرتابی کریں اور آپس میں موافقت کی بجائے مخالفت کریں۔ شاہزادہ اورنگ زیب کو ۱۵ ربیع الثانی کو کل لشکروں کی سرداری سپرد کی۔ فوجوں کے سردار بعد برسات کے ختم ہونے کے نواحی بھانڈیر میں آپس میں ملے۔ پہلے اس سے کہ شاہزادہ آئے وہ قلعہ اوندچھ سے تین کوس پر پہنچے۔ یہ ایک مکان مطبوع سیر حاصل تھا اور یہ پرگنہ جہانگیر نے نرسنگہ دیو پدر جھجھار سنگھ کو ابوالفضل کے قتل کرنے کے جلد و میں دیا تھا۔ اُس نے یہاں اپنا وطن بنایا تھا۔ کئی ہزار بیلدار و تبردار شجار کو کاٹتے اور دشوار گذار راہ ہموار کرتے تو ہر روز بادشاہی لشکر کا آدھ کوس کوچ ہوتا۔ جھجھار سنگھ نے پانچہزار سوار اور برقنداز قلعہ اوندچھ میں متعین کیئے تھے سوار و پیادے مقرر کیئے تھے کہ دائیں بائیں طرف سے بادشاہی لشکر کے سدراہ ہوں وہ درختوں کی پناہ میں اور غاروں کے گوشوں میں بیٹھ کر تیر و تفنگ لشکر شاہی پر چلاتے اور انکو زخمی و کشتہ کرتے اور خود بھی مارے جاتے لشکر شاہی اس طرح مسافت کو قطع کر کے ۲۹ ربیع الثانی کو حوالی مواضع کھیروالی میں آیا جو اوندچھ سے ایک کروہ پر تھا اور مخالفوں نے اسکو نبردہ گاہ قرار دیا تھا اس اثنا میں راجہ دیبی سنگھ نے خاندوران خاں کے ہراول کو لے کر کوہیچہ کھیروالی دشمنوں سے چھین لیا اور ایک جماعت کو دستگیر کر کے خاندوران خاں کے روبرو لایا۔ جب حوالی اوندچھ کو لشکر شاہی نے لے لیا تو جھجھار سنگھ کو ہراس و خوف پیدا ہوا تو اسنے اپنے اہل و عیال منتسبوں کو دولت اور کچھ زر سُرخ و سفید کے ساتھ اوندچھ سے نکالا اور قلعہ دھالونی بھیجدیا۔ یہ قلعہ اُسکے باپ نے بڑا متیں بنایا تھا اسکی شرقی و شمالی و جنوبی جانب میں بڑی گھنی

جھجھار سنگھ کے قلعوں اور زمینوں کا ہاتھ سے نکلنا اور اسکا شکست پانا اور اسکے سرکوب کرنے کا

یہ تھی کہ یہاں نقب وکوچہ سلامت کسی صورت سے نہیں تیار ہوسکتے تھے۔ اسکی
غربی جانب کہ ہموار تھی بیس گز گہری خندق کھود کر اسکو بڑدون سے ملا دیا تھا پھر
اوندچھ اپنے آدمیوں کو سپرد کرکے خود بکرماجیت اور منتسبوں کو لے کر اس طرف
روانہ ہوا۔ پادشاہی سردار یہ خبر سُنکر قلعہ اوندچھ پاس آئے اور مورچالوں کو درست
کیا۔ اور دو ۲ر جمادی الاولی کو زینے و کمند لگاکے دیوار حصار پر چڑھ گئے۔ اہل قلعہ
تیسرے دوسری طرف سے فرار ہوئے۔ پادشاہی لشکر حصار میں آیا اور قلعہ کا
دروازہ کھولا۔ اور سرداروں نے آنکر تکبیر واذاں کہوائی اور استمرار دولت شاہی
کی فاتحہ پڑھوائی۔ ایک روز یہاں قیام ہوا۔ راجہ دیبی سنگہ کو جسکو پادشاہ نے
اوندچھ اور اسکے مضافات عنایت کئے تھے یہ سپرد کیے اور قلعہ کی کنجی پادشاہ
پاس بھیجی اور شاہزادہ اورنگ زیب کو اس فتح کا مژدہ بھیجا۔ چوتھی کو دریائے
نربدا دھارہ سے جس کے کنارہ پر قصبہ اوندچھ واقع تھا لشکر شاہی عبور کرکے
بجھار سنگہ کے تعاقب میں گیا۔ ۱۴ر کو دھامونی سے ۳ کروہ پر لشکر شاہی آیا تو اوسکو
معلوم ہوا کہ بجھار سنگہ جو یہاں آیا تھا اُس نے یہاں سے اپنے عیال اور مال کو
قلعہ چوراگڈھ میں بھیجا ہی جسکی استواری پر اسکو اعتماد تھا۔ حصار دھامونی کے گرد
عمارات کو ڈھادیا ہی اور رسنائی کو اس قلعہ کی حراست سپرد کی ہی اور خود پرگنہ گھتوانو
کو جو چوراگڈھ کی سمت میں ہی چلا گیا ہی کہ اگر قلعہ دھامونی کو پادشاہی لشکر فتح کرلے
تو وہ چوراگڈھ چلا جائے۔ لشکر شاہی درختوں کو کاٹتا قلعہ دھامونی کے نواحی میں آیا
مورچال لگانے اور نقب کھودنے میں کوشش کی۔ ہر چند یہ سرزمین سنگ لاخ ایسی
سخت تھی کہ سوائے آہن فولاد کے اُسکے پتھروں میں کام نہیں کرسکتا تھا۔ لیکن
پادشاہی آدمیوں نے ہمت کرکے محصوروں کو تھوڑے دنوں میں تنگ کیا۔ باوجودیکہ
وہ توپ وتفنگ وحقہ آتش وبان وسود وسومن کے پتھروں کے مارنے میں کمی نہیں

کرتے تھے اور لشکر شاہی کے بہت آدمی کشتہ کرتے تھے اور رات دن آگ کا مینہ برساتے تھے مگر آخر شب میں لشکر شاہی نے زینوں و کمندوں پر چڑھ کر یورش کا قصد کیا۔ ججھار سنگھ نے خاندوران خاں پاس زینہار کے لیے آدمی بھیجا کہ اس اثنا میں بہادر خاں روہیلہ و نظر بہادر خویشگی آخر شب میں جنوبی طرف کندیں لگا کے قلعہ میں پہنچ گئے۔ قلعہ کے دروازہ میں آگ لگائی۔ اگرچہ داروگیر و تردد محصوروں کی صدا برطرف ہوئی لیکن فرار کی خبر تحقیق نہوئی تو یہ قرار دیا کہ سورج نکلنے پر قلعہ میں جائینگے۔ غارت پیشے جو سیماب کی طرح قلعہ میں جانے کے لیے بیقرار تھے انہوں نے سرداروں کی باتوں کو نہ سُنا جسطرف سے قلعہ میں راہ پائی چلے گئے۔ اور تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور پیش دستی کو غنیمت سمجھے اس امر سے خاندوراں خاں مطلع ہوکر ایک جماعت کے ساتھ قلعہ میں آیا غارت کے منع کرنے سے دست و زباں کھولے اور جا بجا مردم شدید تاکید و تہدید کے لیے تعین کیے اس اثنا میں ایک برج کے کنارے سے آواز بلند ہوئی وہ ایک جمع کثیر باہر جانے کی امید میں فراہم تھے۔ فرار کی فرصت نہ پاتے تھے۔ تیغ اجل کا انتظار کر رہے تھے علی اصغر ولد محمد جعفر نے خاندوراں خاں سے کہا کہ میں جاکر اس جماعت کو مقید کرکے لاتا ہوں خاندوراں خاں نے رات کی تاریکی کا عذر چند کیا مگر اس جوان نے نہ سُنا اور وہاں پہنچا قضارا وہاں باروت خانہ باروت سے بھرا ہوا تھا جسکا منہ یورش کے وقت کھولا گیا تھا اور ایک جماعت تماشائیوں اور لٹیروں کی مشعل لیکر اس مکان میں آتی جاتی تھیں۔ یہ جوان اجل رسیدہ اس وقت وہاں گیا کہ مشعل کا گل باروت خانہ میں جا پڑا تھا۔ سارا برج اڑ گیا اور اسّی گز دیوار دونوں جانب سے جو دس گز عرض رکھتی تھی اڑ گئی۔ علی اصغر مع ہمراہیوں کے نیست و نابود ہوگیا۔ خاندوران خاں اسوقت مخالفوں کے گھوڑوں کے ضبط کرنے کے لیے گیا ہوا تھا اسلیے اسکو کچھ مضرت نہیں پہنچی۔ کچھ اسکے ہمراہی پتھروں کے لگنے سے مرگئے۔ اکثر پتھر باہر کی جانب گرے۔

...س سے اس گروہ کو آسیب پہنچا کہ صبح کے انتظار میں حصار سے باہر کھڑا تھا اسمیں زیادہ
...آدمی امر سنگھ ولد راجہ گج سنگھ کے تھے وہ اور دو سو گھوڑے فنا ہوئے قلعہ کا نقد و
...جنس ضبط ہو کر ایک معتمد کو سپرد ہوا۔ دوسرے روز خبر آئی کہ ہیمہ و علف کے لئے
...یک گروہ جنگل میں گیا تھا اسکو ایک چاہ ملا ہی جسمیں جھجھار سنگھ نے اپنا زر دفن کیا تھا۔
...قدوران خاں نے جاکر ایسے تین چاہ اور دریافت کئے اور ڈھائی لاکھ روپیہ ہاتھ لگا
...خزانہ شاہی میں داخل ہوا اس سے یہ تحقیق ہو گیا کہ جھجھار سنگھ نے اپنی دولت جنگل میں
...کنوؤں میں دفن کی ہے اب لشکر شاہی کو خبر لگی کہ جھجھار سنگھ شاہ پور میں ہے چوراگڈھ سے
...دو کوس پر ہے اور زمیندار دیوگڈھ پاس آدمی بھیجا ہے اور منتظر ہے کہ اگر وہ وعدہ کرے
...تو اسکے ملک میں ہو کر دکن کو بھاگ جائے اور اس ضمن اس نے چوراگڈھ کی قلعہ داری
...کا اسباب تیار کیا ہے۔ پادشاہ کے حکم کے موافق خانجہاں تو ولایت مفتوحہ کی تنسیق کے
...لئے اور دفاں کی تفتیس کے واسطے یہاں ٹھیرا اور عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ اور
...قدوران خاں مع کل امرا کے ۲۵ کوشاہ پور کی طرف راہی ہوئے ان دنوں میں
...جھجھار سنگھ پاس خبر آئی کہ زمیندار دیوگڈھ فوت ہوا اور فوج شاہی سر پر آئی تو اُس نے
...چوراگڈھ کی توپوں کو توڑا اور جو اسباب وہاں تھا اُسے جلا دیا اور حصار کے اندر
...راجہ بھیم نراین کی بنائی ہوئی عمارات تھیں اُنکو بارود سے اُڑایا اور رات کو دیوگڈھ
...کی طرف روانہ ہوا عبداللہ خاں و خان دوران خاں یہ خبر سنکر قلعہ شاہ پور و چوراگڈھ میں
...جو متصل تھے گئے۔ اور اور اسباب بقیۃ انار کو ضبط کیا اور بتخانوں کے کوٹھوں پر
...چڑھ کر اذان دی اور پادشاہ کی عمر کی درازی کے لئے دعا کی۔ قلعہ کو معتبر آدمیوں کو
...حوالہ کیا اور پانچ سو پیادے بقنگچی قلعہ کی پاسبانی کے لئے چھوڑے۔ تبہ کریلی کے چودھری
...رگھو نے خان دوران خاں پاس آنکر اطلاع دی کہ جھجھار سنگھ دو ہزار کے قریب سوار
...اور چار ہزار پیادے اور ساٹھ نر مادہ فیل اور بیس مقتال جنمیں سے بعض پر زر نقد

وطلائی ونقرہ آلات لدے ہوئے ہیں اور بعض پر عیال اسکے سوار ہیں ہمراہ لیئے ہوئے
جاتا ہی۔ گرانی اسباب کے سبب سے وہ ہر روز چار کروہ کوندی چلتا ہی جو آٹھ کروہ کے
کے برابر ہیں وہ پندرہ روز پہلے چل چکا تھا کہ بادشاہی آدمیوں نے بیس کوس روز چلنا
شروع کیا۔ شاہزادہ اورنگ زیب بھی منزلیں طے کرتا ہوا چلا آتا تھا اور سرداروں
اور سوانح نگاروں کی تحریروں سے قلعوں وملک کی تسخیر کی اور بندیلوں کے غارت
ہونے کی خبریں سنکر بادشاہ کو مطلع کرتا تھا۔ شاہزادہ اور عبداللہ خاں کے سپاہیوں
میں فاصلہ بہت تھا شاہزادہ نے دھامونی میں آرام طلبی کے لیئے چندروز توقف
کیا۔ عبداللہ خاں بہادر فیروزجنگ اور خاندوران خاں سرحد ملک چاندہ میں پہنچے
یہاں اسکو خبر لگی کہ ججھار سنگھ چار کروہ آگے جاکر اترا ہی سورج نکلنے سے پہلے وہ
اسکی مالش کے لیئے روانہ ہوئے اور ایک پہر دن چڑھے اسکی منزلگاہ پر پہنچے۔ تو خبر ملی
کہ وہ بادشاہی فوج کی خبر سنکر راتوں رات بھاگ گیا فوج شاہی نے اسکا تعاقب کیا
اور آفتاب کے غروب ہونے تک چالیس کوس مسافت طے کی۔ لشکر کے کچھ گھوڑوں
کے نعل گر گئے تھے کچھ گھوڑے تھک گئے تھے دوپہر تک توقف کیا۔ پھر برق وباد کی
طرح چلے دوپہر گذری تھی کہ فیروزجنگ کے قراولوں نے خبر بھیجی کہ غنیم آگے جاتا ہی
فیروزجنگ نے تفنگچی وتیراندازوں کے ایک گروہ کو قراولون کی کمک کے لیے
تعین کیا۔ قراولوں کی کمک پہنچنے کے بعد تعاقب کیا۔ نیک نام عم بہادر ایک جماعت
کو ساتھ لے کر آگے بڑھا۔ ججھار سنگھ اس سے لڑا۔ نیک نام مع سات آدمیوں
کے قتل ہوا۔ مادھوسنگھ ولد راؤرتن نے دشمن پر حملہ کرکے بھگا دیا۔ ان
دنوں میں بہادرخاں سے خاندوران خاں ملا۔ دونوں نے ججھار سنگھ دیکر پھر
حملہ کیا۔ یہ کچھ لڑے پھر توغ ونقارہ وچار فیل دنوشتر چھوڑکر بھاگے اور اس
نواحی کے درخت زار میں پناہ لی لشکر شاہی ان کے تجسس میں روانہ ہوا

سکو معلوم ہوا کہ ججہار سنگھ نے اپنے عیال اور خزانہ اور آٹھ ہاتھیوں کو اپنے بیٹوں
ودے بھان اور اسکے چھوٹے بھائی ویسام دیو اور اپنے معتمد کے ساتھ اور ایک اور
یعت کو گلکنڈہ کی جانب روانہ کیا ہی۔ فیروز جنگ و خاندوران نے بہادر خاں
کو جو باوجود عارضہ جسمانی کے لوازم جانفشانی بجالاتا تھا اور محمود بیگ خوافی
دیوان فوج فیروز جنگ کو اسباب غنیمت کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود
یک گروہ کے ساتھ تعاقب میں گئے اگرچہ مخالفوں نے اپنی راہ غلط بتلانے میں
کوشش کی مگر افواج شاہی نے جس طرف وہ گئے تھے اسکا سُراغ لگا لیا ہر چند
کر خبر آئی کہ مخالفوں نے نبردگاہ کے شمالی جنگل میں خزانے کے دس ہاتھی چھوڑے
ہیں مگر سران لشکر شاہی نے غنیم کو فرصت نہ دی اور خود انکی طرف متوجہ نہ ہوئے
بہادر بیگ اور محمود بیگ خوافی کو حکم بھیجدیا کہ ہاتھیوں کو زر سمیت پکڑ لیں اُس دن
تیس کوس لشکر چل چکا تھا۔ اوّل شب گھوڑوں کی آسودگی کے لیے آرام کیا اور
پھر آدھی رات کے بعد سوار ہوئے اور مفسدوں کے قتل کے لیے کمر باندھی اس حال
میں معلوم ہوا کہ اودے بھان نے اپنے ہاتھوں میں چھ ہاتھی مغالطہ دینے کے لیے
گلکنڈہ کی راہ سے چاندہ بھیجے ہیں اور جن دو ہتنیوں پر عورتیں اور بچے سوار تھے انکو ساتھ
لے کر وہ گلکنڈہ چلا جاتا ہی لشکر شاہی نے فیلان مذکور کا کچھ خیال نہ کیا وہ گلکنڈہ کی
طرف چلے اور اتفاقاً فیروز جنگ کے تابینوں کا ایک گروہ پیچھے آتا تھا۔ اُس نے
ان چھ ہاتھیوں کو مع اسباب کے پکڑ لیا۔ فوج شاہی کو پانچ چھ کوس چل کر
دشمن کی سپاہ نمودار ہوئی۔ خاندوران خاں نے اپنے بڑے بیٹے سید محمد
کو سرداروں اور پانچ سو مغلوں کے ساتھ بھیجا۔ لشکر شاہی نے جا کر مخالفوں
کو جوہر (جیوہر) کرنے کے بھی فرصت نہ دی کہ اس کے موافق عورتوں کو
مار کر مرتے اُنہوں نے رانی پاربتی زن کلاں راجہ نرسنگھ دیو نے دو زخم

جمدھر کے لگائے اور اور عورتوں اور لڑکوں کو پیکان و شمشیر و جمدھر مار کر بھاگ گئے پادشاہی لشکر نے مخالفوں کے آدمی مارے خاندوران خاں نے آنکر ورگل پسر ججھارو درجن سال ولد بکرماجیت کو اسیر کیا۔ **مصرعہ**

سرکشی باسرفرازاں سرنگونی آورد ہے کا مضمون ظاہر ہوا۔ اودے بھان اور اُسکا چھوٹا بھائی سیام دو اکہ گلکنڈہ کو فرار ہوئے تھے کچھ دنوں بعد گرفتار ہوئے خان دوران خاں کے اشارہ سے پادشاہی آدمیوں نے رانی پاربتی اور اور زخمی عورتوں کو خاک سے اوٹھایا اور ان ہاتھیوں کو پکڑا جن پر اشرفیاں اور مرصع آلات بار تھے اور غنائم فیروزجنگ پاس آئیں۔ لشکر کے سرداروں نے ایک تالاب پر آرام کیا کہ دواب کو آسائش ہو غنائم ضبط ہوں اور اموال کی جستجو ہو۔ ججھار سنگہ و بکرماجیت کے احوال کا تفحص ہو۔ اس اثنار میں ججھار سنگہ و بکرماجیت کے قتل کی خبر آئی۔ وہ لشکر شاہی سے خوف کھاکر اس نواحی کے جنگل میں جاکر چھپے تھے۔ وہاں ایک گونڈ کے گروہ نے انکو قتل کیا۔ خاندوران خان نے اُن کی لاشوں کے پاس آنکر انکے سر کٹوائے اور یہ سر اور انکی انگوٹھیاں پادشاہ پاس بھیجی گئیں۔

جشن قمری وزن

اس مہم کا حال ہم نے مسلسل لکھدیا ہے۔ بیچ میں جو پادشاہ کا حال چھوٹ گیا ہے اسے لکھتے ہیں ۲۸ ربیع الثانی کو ۱۰۴۵ھ کو جشن قمری وزن ہوا پادشاہ کی عمر کا چھیالیسواں سال شروع ہوا۔ حقایق ملک کا خصوصاً جو ملک نیا تسخیر ہو دریافت کرنا قواعد ملک داری و قوانین فرماں گذاری میں داخل ہے اسلیئے پادشاہ دولت آباد کو روانہ ہوا تاکہ اس قلعہ کی کیفیت معلوم ہو اور فتنہ پردازوں کی تادیب ہو اور نظام الملک کے سارے قلعے حسب الخواہ تسخیر ہوں۔

پادشاہ کا دولت آباد جانا

۱۸ ربیع الثانی کو پادشاہ روانہ ہوا تھا۔ جسکی تاریخ یہ ہوئی۔ **مصرعہ**

بادشاہ جہاں اس سفر مبارکباد + غرہ شعبان کو بادشاہ سیہور کی نواحی میں تھا کہ بہادر یگ
جھار سنگھ اور بکرماجیت کا سر لایا۔ بادشاہ کے حکم سے یہ سر سرائے سیہور کے دروازے پر لٹکائے
جھار سنگھ دیوپدر جھجھار سنگھ نے اس ملک کے درخت زاروں میں دشوار گذار جگہوں میں
مہینوں کہو کر زرے آگندہ کیے تھے کہ حوادث روزگار میں اُس کے فرزندوں کے کام آئیں
اس پر سوا اس کے اور اُس کے دو رازدار خدمت گاروں کے کوئی واقف نہ تھا۔ جھجھار سنگھ
نے اُن کی افزائش میں کوشش کی۔ بعد اُس کے مارے جانے کے اُس کے خزانوں کا ایک
کرور روپیہ بادشاہی خزانہ میں داخل ہوا اور ولایت جس کا محاصل پچاس لاکھ روپیہ تھا بادشاہ
کے ہاتھ آئی۔ جب لشکر شاہی چاندہ کی سرحد پر پہنچا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اس ولایت کے زمیندار
کے پاس کہ گونڈوانہ کے زمینداروں کا سرآمد ہے پیشکش لیکر مراجعت کرے اُس نے سنگ رام
چوہان کنور کو اس طرف روانہ کیا اُس نے وہاں جاکر وعدہ وعید کے کلمات سنائے کینیا
نے پانچ لاکھ روپیہ پیش کش کے لیے اور ایک لاکھ روپیہ اولیاء دولت کو دیا اور وعدہ کیا
کہ ہر سال بادشاہ کی پیش کش میں پندرہ ہاتھی اور پانچ ہتنیاں بھیجا کروں گا یا اُن کی عوض
میں ستی ہزار روپیہ نقد خزانہ میں داخل کرونگا۔

۱۴ جمادی الثانی کو بادشاہ اوندچہ میں آیا اورنگ زیب نے اُس کی بہت تعریف
کی تھی اور ۱۸ کو بادشاہ نے مخلص خاں و مکرمت خاں کو حصار جھانسی کی فتح کے لیے روانہ
کیا۔ بندیل کنڈ میں یہ قلعہ نہایت مضبوط پہاڑ پر واقع ہے اور اس کے گرد درختوں کا جنگل ہے
اور جھجھار سنگھ کا معتمد بسنت نام اُس کی حراست کرتا تھا اور اُن کو یہ حکم بھی دیا کہ لوگ کہتے
ہیں کہ یہاں خزانے بہت دبے ہوئے ہیں اُن کی بھی جستجو وہ کریں۔

سال نہم جلوس ۱۰۴۵ھ ۱۶۳۵ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۵ھ کو جلوس کا نواں سال شروع ہوا۔

جھانسی دتیا اور دیہم

دیہم کو بادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھانسی کے حوالی میں جب مکرمت خاں اور سپاہ شاہی پہنچے اور قلعہ کی فتح کی تیاری کی تو قلعہ دار جو جھجھار سنگھ کی طرف سے یہاں متعین تھا اُس نے سپاہ شاہی سے ڈر کر پناہ مانگی۔ حصار اور بہت سی توپیں جن میں دس بڑی توپیں راجہ نرسنگھ دیو جھجھار نے جمع کی تھیں مع بہت سی بارود اور سیسہ کے مکرمت خاں کو حوالہ کیں پادشاہ اپنی نوردی میں یہاں بھی آیا اور گردھر داس برادر راجہ بیتھلیہ اس کو قلعہ داری کی خدمت پر سرفراز کیا۔ ۱۸۔ کو بادشاہ دیتہ میں آیا۔ دیتہ دامن کوہ میں واقع ہے اس میں نرسنگھ دیو نے ایک ہفت منزلہ عمارت انہار و سبزہ زار و اشجار بے خار پر مشرف بنائی تھی ۸۴×۸۴ زمین پر رکھی تھی اس میں بادشاہ گیا اور اسحٰق بیگ کو مقرر کیا کہ نواحی جنگل میں جہاں جھجھار سنگھ دفینوں کا پتہ لگے اُن کو نکال کر ضبط کرے۔ اس نواحی کے چاہوں کے دفینوں سے اس ۲۸ لاکھ روپیہ ہاتھ لگا یہ روپیہ اور جنگل دہامونی کے دفائن سے ۳۴ لاکھ روپیہ ہاتھ آیا تھا یہ سب روپیہ ہاتھیوں پر لاد کر دار الخلافہ اکبر آباد کو روانہ ہوا بادشاہ نے ۲۵ کو قلعہ اوندیہ اور اُس کی عمارات کی سیر کی۔ یہاں نرسنگھ دیو نے اپنے مکانات کے نزدیک ایک بت خانہ بلند و مضبوط بنایا تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بالکل ڈہایا گیا قلعہ اوندیہ سنگ پہینی کا بے گل و آہک بنا ہے اور کنگورے اُس کے نہیں ہیں۔ سلخ ماہ مذکور کو بادشاہ برگنہ چھتیرہ میں تالاب سمندر ساگر پر فروکش ہوا۔ تالاب کا دور آٹھ کروہ شاہی ہے اس پر گنے میں نوسو قریے اور تین سو تال چھوٹے بڑے ہیں اور ہر سال کا حاصل آٹھ لاکھ روپیہ ہے بادشاہ کے حکم سے خالصہ شریفہ میں داخل ہوا۔

عادل خاں پاس بادشاہ کا فرزند بھیجنا

دسویں شعبان کو دریائے نربدہ کے پار حشن شمسی وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چالیسواں سال ختم ہوا اور پینتالیسواں شروع ہوا۔

عادل خاں نے بادشاہ پاس پیش کش بھیجنے میں حجتیں کھڑی کیں اور سابھوجی مدد کی جس نے نظام الملک کے بعض محال پر تصرف کیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا تو مکرمت خاں

[illegible] جوتات کے ہاتھ عادل خاں پاس بادشاہ نے فرمان بھیجا اور حکم دیا کہ وہ روبرو ہوکر
[illegible] خاں کو مطلع کرے کہ اگر بادشاہ کی خدمت گزاری سے وہ انحراف کریگا اور پیشکش
[illegible] کرے گا اور نظام الملک کی جن محال پر متصرف ہوا ہے انہیں نہیں چھوڑے گا اور ساہو
[illegible] نظام الملکیہ اوباشوں کو جن کو اپنے ملک میں جگہ دے رکھی ہے یا اُن کو نوکر رکھہ چھوڑا ہے
[illegible] کے نکالنے میں تساہل کرے گا تو ہم لشکر بھیجیں گے جو اس کے ملک و مال کو تلف کریگا
[illegible] مفسد گروہ کو اپنے اعمال کی سزا دے گا اور فرمان کا خلاصہ یہ تھا - اوّل القاب
[illegible] اس کے بعد یہ لکھا تھا کہ عادل خاں بجلائل الطاف پادشاہانہ و شرائف اعطاف
[illegible] ستاہانہ مفتخر و مستظہر ہوکر جانے کہ عادل خاں مرحوم (باپ تمہارا) ہمارے ساتھ اخلاص
[illegible] تھا اور ہم بھی اس مرحوم پر خاص عنایت کرتے تھے تا دم مرگ اس نے کوئی تقصیر
[illegible] کی - جو کچھہ کیا اُس کے غلام ملک (عنبر) نے کیا اس مرحوم کے ہاتھ میں استقلال و
[illegible] تیار جیسا کہ معاملات میں ہونا چاہئے نہ تھا - عنبر کے مرنے کے بعد جو تمہاری عرائض آئیں
[illegible] سے تمہارا اخلاص و صدق اعتقاد و قبول اطاعت و انقیاد ظاہر ہوتا تھا اور ما بدولت
[illegible] تمہارے اوپر غایت عنایت و نہایت مرحمت کرتے تھے اور عادل خاں مرحوم
[illegible] جو ملک تھا وہ دیدہ و دانستہ ہم نے تمکو مرحمت فرمایا اور ہمارے دل میں ہے کہ
[illegible] تک تم دولت خواہ اور احکام پادشاہی کے مطیع رہو اصلاً و مطلقاً افواج شاہی
[illegible] ملک کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں تم کو چاہئے کہ ہماری عنایت کی قدر کرکے ہمارے
[illegible] ساتھ سررشتہ اخلاص و بندگی کو مستحکم رکھو اور جو مریدی و دولت خواہی و بندگی
[illegible] اطاعت و انقیاد کے لوازم ہیں اُن کو بجا لاؤ دولت آباد و احمد نگر جو نظام الملک
[illegible] و سابق کی نشست گاہ تھی وہ ہمارے تصرف میں آگئے ہیں اور قلعہ گوالیار
[illegible] دونوں نظام الملک مقید ہیں تمام ملک نظام الملک و قلاع و توپیں اُس کی
[illegible] نوکروں پاس ہیں نظام الملک کے بعض محال میں چند اوباش مثل ساہو تمہاری

حمایت کے سبب سے باقی رہی ہیں اگر تم اپنی بہبود چاہتے ہو تو چاہیئے کہ ان اوباشوں کی حمایت سے باز رہو۔ جب سے ہمارا جلوس ہوا ہے تم نے پیش کش نہیں بھیجی ہے تم کو چاہیئے کہ اپنے باپ کی طرح پیشکش بھیجتے رہو۔ باوجودیکہ ہم نے قلعہ شولاپور اور اس کی محال متعلقہ اور محال دیگر جس کی جمع نو لاکھ ہن تھی تمہارے باپ سے لیکر ملک عنبر کو دیدی تھی مگر اب ہم قلعہ شولاپور اور اُس کی محال متعلقہ تم کو عنایت کرتے ہیں اس لیے تم کو چاہیئے کہ اپنے باپ سے زیادہ بہتر و بیشتر پیش کش بھیجو اور ہماری خاطر کو جمع کرو اور یقین جانو کہ بعد اس کے اگر تم جادہ اخلاص پر ثابت خواہی و قبول اطاعت و انقیاد احکام میں ثابت رہو گے تو عنایت و مرحمت کے سوا ہمارے ساتھ کوئی اور کام نہ کریں گے اور یہ امر نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن برقرار و پائدار ہے گویا ہم اپنے قدوی خاص مکرمت خاں کو بھیجتے ہیں اُس کا گفتہ و کردہ ہم کو منظور ہے وہ ساری ہماری باتیں تم کو سمجھا دے گا اور قلعہ شولاپور اور اس کی محال متعلقہ اور ملک و نکو جن کی کل جمع نو لاکھ ہن ہے تم کو اُن کے عطا کرنے کا مژدہ سنا کر مسرور کرے گا تم کو چاہیئے کہ جو مقدمات وہ کہے اُس کو قبول کرنا اور اُن کے قبول کرنے کی عرضداشت اُس کے ساتھ بھیجنا تو فرمان پرنچہ کا نشان کرکے ہم مرحمت کریں گے تم مسرور و مطمئن خاطر ہو گے پیش کش جو ہم نے مقرر کردی ہے اس طرح بھیجو کہ وہ نوروز کو دولت آباد میں ہمارے سامنے پیش ہو جائے خلاصہ یہ ہے کہ اگر تم اپنے جائے مقام میں ایمن رہنا چاہتے ہو اور تعیب لشکر سے محفوظ تو جو اس فرمان میں حکم ہوا اور جو زبانی خان مذکور کو کہلا بھیجوایا ہے اس کو عمل میں لاؤ اور اگر جماعت ناعاقبت اندیش کی باتوں پر عمل کروگے تو جو کچھ تمہارا اور تمہارے ملک کا حال ہوگا وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوگا اور جو خلق کو آزار پہنچے گا اُس کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔ فقط۔

آب نربدہ پر مقام ہنڈیہ میں تحریر ہوا۔

قطب الملک بھی بادشاہ سے منحرف ہو گیا تھا اور پیش کش نہیں بھیجتا تھا اور اپنے

قطب الملک کے نام فرمان

ملک میں شاہ ایران کا خطبہ پڑھوا تا تھا اور اصحاب ثلاثہ پر تبرا برملا کہوا تا تھا۔ عبداللطیف عراقی کے ہاتھ قطب الملک پاس یہ فرمان بھیجا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ اول القاب تھے پر یہ کہ قطب الملک عنایات بادشاہانہ سے مستظہر ہو کر جانے کہ ہم پر واجب ہے کہ جہاں ہمارا حکم جاری ہو احکام شریعت غرا اور ضوابط ملت بیضا کو جاری کریں اور آثار ضلالت و بدعت کو محو کریں ہم نے سنا ہے کہ تمہارے ملک میں علی رؤس الاشہاد اصحاب کبار پر تبرا ہوتا ہے اور تم اس کو منع نہیں کرتے اور ان اعمال بد کی سزا نہیں دیتے اس لیے تم کو ہم حکم دیتے ہیں کہ اپنے ملک سے اس مزخرف و نعل شنیع کو برطرف کرو اور جو بدبخت اس حرکت کا مرتکب ہو اس کی سیاست کرو اور اگر یہ نہ کروگے تو ہم تمہارا ملک تسخیر کریں گے اور اس ولایت کے اہل و مال کو اپنے لیے حلال جانیں گے اور اس کا خون گرائیں گے اور یہ بھی ہم سے عرض کیا گیا ہے کہ اپنے ملک میں تم خطبہ فرمانروائے ایران کے نام کا پڑھواتے ہو تم ہمارے مرید ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو پھر فرمانروائے ایران کی طرف رجوع کے کیا معنی ہیں تم کو چاہیے کہ آئندہ فرمانروائے ایران کا نام خطبہ میں مذکور نکروا اور ہمارے نام کا خطبہ پڑھوایا کرو اور پیش کش کا روپیہ ادا کرو جس کی تفصیل ایک ورق پر جدا مرقوم اس فرمان کے ساتھ بھیجی گئی ہے ہم اپنا ایک معتمد عبداللطیف بھیجتے ہیں کہ وہ تمکو بتلا دے کہ سلطان محمد قطب الملک مرحوم ہمارے ساتھ کیسا اخلاق و صدق اعتقاد رکھتا تھا جس کے سبب سے اس کا ملک تم کو ہم عنایت کیے ہیں اگر تم دولت خواہی و اطاعت احکام پادشاہی کا طریقہ اختیار کروگے اور سرکار خاصہ کے مطالبات کو ادا کروگے تو کوئی ضرر تم کو نہیں پہنچایا جائے گا جو کچھ تم کو عرض کرنا ہو وہ عبداللطیف سے کہدینا اس فرمان میں جو کچھ تحریر ہے اور جو کچھ زبانی ارشاد ہوا ہے اس پر عمل کرو اور پیش کش کو اس طرح بھیجو کہ نوروز کو دولت آباد میں وہ ہمارے ساتھ پیش ہوا اور یقین جانو کہ اگر ان احکام کے قبول کی توفیق تم کو نہ ہوئی اور موافق حکم کے پیش کش روانہ درگاہ نہ ہوئی

..... تو تمہارے ملک میں فوجیں آئیں گی پھر ملک اور اہل ملک پر جو آفتیں آئیں گی وہ تمہارے اعمال کے نتائج ہوں گے

۱۵ شعبان کو ارباب احتیاج کو دس ہزار روپیہ مقررہ خیرات ہوا۔ دوسرے خان دوراں خاں آیا اور جائزہ سے جو پانچ لاکھ روپیہ لایا تھا وہ پیش کیا اور بندیلوں نے جو نذریں امرائے شاہی کو بھیجی تھیں وہ پیش کیں اور جھجار سنگھ کی عورتوں کو اور اُسکے بیٹے ورگ بھان اور اُسکے پوتے درجن سال کو نظر کے دربار میں لائے۔ قطب الملک نے ورگ بھان اور درجن سال کو مسلمان کیا۔ ایک کا نام اسلام قلی اور دوسرے کا نام علی قلی رکھا اور دونوں کو فیروز خاں ناظر کے حوالہ کیا رانی پاربتی کے زخم کاری لگا تھا وہ مرگئی اور باقی عورتوں کے زخم اچھے ہوگئے تھے اُن کو مسلمان کرکے محل کی پرستاری میں داخل کیا قطب الملک نے جھجار سنگھ کے بیٹے اودے بھان اور اُس کے چھوٹے بھائی سیام دو اکو اسیر کرکے بادشاہ پاس بھجوایا۔ بادشاہ نے اودے بھان کے چھوٹے بھائی جو کم عمر تھا فیروز خاں ناظر کے سپرد کیا اور باقی دو کو حکم دیا کہ اگر وہ اسلام قبول کریں تو رہا کیے جائیں ورنہ قتل ان دونوں نے اسلام نہیں قبول کیا اسلیے قتل ہوئے۔ نرسنگھ دیو پسر بکرماجیت جو بہادر کے ساتھ بھاگ کر نکل گیا تھا دونوں دستگیر ہوئے نرسنگھ دیو مسلمان کیا گیا اور بہادر قتل ہوا۔ غرض نرسنگھ دیو کی اولاد کا تو یہ حال ہوا اور دولت و ملک کا حال یہ سُنو کہ ایک کروڑ روپیہ کے قریب خزانہ شاہی میں داخل ہوا اور بہت سا روپیہ یوں ضائع ہوا کہ جھجار سنگھ فرار کی حالت میں راہ میں روپیہ اس لیے پھینکتا تھا کہ لشکر شاہی اس کی طرف متوجہ ہو تو اس کو کچھ فرصت ملے یہ روپیہ زمینداروں کو ہاتھ لگتا۔ پچاس لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا ملک گیا۔ غرض اولاد و خزانہ و ملک سب برباد گیا۔

جھجار سنگھ کے برگشتہ دار ملک مال

باوجودیکہ قلعہ گوالیار میں نظام الملک مقید تھا مگر ساہوتے نظام الملک کے خاندان میں سے ایک طفل مجہول النسب کو نظام الملک بنا کر معرکہ آرائی کی۔

3706

ستاویز بنایا اور لشکر جمع کرکے فرصت کے وقت میں اس ولایت کے دور ونزدیک
حصوں اور محالات کو اپنے تصرف میں کیا۔ ملک میں شورش مچائی۔ رعایا کے
مال اور حال میں تفرقہ ڈالا۔ خاندوراں بہادر اور بہادر خاں وخان زماں وشائستہ
خاں کو مع چوبیس وشناس وکار طلب امیروں کے اٹھتالیس ہزار سواروں کے
ساتھ ساہو کی تنبیہہ وتادیب کے لیے مقرر کرکے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر عادل خاں
ساہو کی گوشمالی اور لشکر شاہی کی اعانت کرے تو اُس کے ملک کو ضرر نہ پہنچایا
جائے ورنہ ولایت بیجاپور بھی تاخت وتاراج کی جائے۔ کل فوج مذکور میں سے
بیس ہزار سوار خان زماں کی سرداری میں تھے اور سید شجاعت خاں وبہادر خاں
وہیلہ وغیرہ اُس کی رفاقت میں تھے اُن کی فوج بندی کرکے بادشاہ نے حکم دیا کہ
بھونگر کی طرف سے جلد جاکر اول بھار کونڈہ کو پائمال کریں جو ساہو کا وطن ہے اور
بعد اُس کے کوکن کی طرف سے جاکر اس ولایت کو اُس کے تصرف سے نکالیں اور
شائستہ خاں والا وردی خاں کو اور اس کے ساتھ سید عبدالوہاب خاندیسی کو
قلعہ جنیر ونا سک اور اس کے توابع کی فتح کے لیے متعین کیا۔ خاندوراں خاں کو حکم
ہوا کہ قندہار ونادیر کو کہ بیجاپور اور گلکنڈہ کی سرحد گنی جاتی ہے استقامت
کرکے قلعہ اودگیر وادسہ کو تسخیر کرے اور اس کے بعد ملک بیجاپور کی تاخت وتاراج
میں مشغول ہو۔ بادشاہ نے ان تینوں سپاہیوں کے سرداروں کو خلعت وخنجر
وشمشیر وجمدھر واسپ وفیل سے معزز کرکے مرخص کیا اور خود قلعہ دولت آباد
کی سیر کو گیا۔

اوائل شوال میں شائستہ خاں کی عرضداشت آئی کہ احمد خاں بہاڑی کی
سعی وکوشش سے قلعہ رام سیج بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آیا۔ بادشاہ کو تازہ خبر
یہ لگی کہ عادل خاں بیجاپوری نے نفاق اختیار کیا اور اطاعت نہیں کی قلعہ دار اودگیر

ساہو کی مالش کے لیے اور نظام الملک نظام کی سرکوبی کے لیے لشکروں کی روانگی

وادسہ کو مخفی روپیہ بھیجا اور قریب خاں کو ان دونو حصار کی محافظت کے لیے روانہ کیا اور ساہو کو مستمال کرکے رندولہ خاں کو اُن کی اعانت کے لیے مقرر کیا بادشاہ نے سپہدار خاں و رستم خاں وغیرہ اور دس ہزار سوار خان جہاں کے ساتھ کیے اور خانہ دوراں خاں کی کمک کے واسطے بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ کیے اور خان زماں خاں اور تمام فوج کے سرداروں کو حکم ہوا کہ ہر طرف سے تاخت و تاراج کرتے ہوے ملک بیجاپور کی سرحد میں داخل ہوں اور اول رندولہ خاں کو تنبیہ کریں جو عادل خاں کے نامی سرداروں میں سے ہے اور خفیہ یہ بھی حکم صادر ہوا کہ اگر عادل خاں اظہار اطاعت کرے تو تاخت و تاراج سے باز رہیں اور حضور کو اطلاع دیں۔ شائستہ خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ ٹلارک اور اُس کی نواح کو صالح بیگ نظام الملکیہ نے بادشاہی آدمیوں کو دے کیا اور ساہو کے آدمیوں کو مقید کرکے بھیجدیا۔

جشن نوروز

۱۲۔ شوال ۱۰۴۵ھ کو جشن نوروز ہوا حاجی محمد خاں قدسی نے بادشاہ کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا اس کے صلہ میں بادشاہ نے سونے سے تلوایا اور مبلغ اوزن پانچسو پانسو روپیہ اُسکو مرحمت ہوئے اور درنگ خاں کلاونت بھی زر سے تولا گیا اور اُس کو چار ہزار پانسو روپیہ ہموزن اُس کے عطا ہوئے ملاتقی فرستادہ قطب الملک نے ایک لاکھ سات ہزار روپیہ کی پیش کش نذر کی اور نوروز کا تہنیت نامہ پیش کیا۔ نوروز سے روز شرف تک بیس لاکھ روپیہ کی نذریں پیش ہوئیں اور دس لاکھ روپیے کی منظور ہوئیں جن میں سے یمین الدولہ کی پانچ لاکھ روپیہ کی نذر تھی عادل خاں نے بادشاہی سپاہیوں کی روانگی کا حال سنکر کہ وہ بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ ہوئے ہیں۔ میر ابوالحسن وقاضی ابوسعید کو بھیجا اور وہ آصف خاں کے وسیلہ سے آستان بوس ہوئے اور عادل خاں کا عجز وانکسار ظاہر کیا اور پیش کش پیش کی۔

جب مکرمت خاں بادشاہ سے رخصت ہوکر بیجاپور میں آیا تو عادل خاں نے
ان کا استقبال کیا اور مکرمت خاں کو اعزاز کے ساتھ شہر میں لایا اگرچہ بادشاہی
کے خوف کے مارے اُس نے ظاہر میں جیسی کہ چاہیئے اظہار اطاعت و تقدم خدمت
میں کوشش کی مگر اُس کے اطوار سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ برخلاف ظاہر مخالفوں کی
طرف امداد کا رویہ ہاتھ سے نہیں دیتا۔ مکرمت خاں نے جب بادشاہ سے یہ حال
عرض کیا تو بادشاہ نے ملک بیجاپور کے ویران اور پائمال کرنے کے لیے لشکر تعین کیا
اس کا انجام کار جو ہوا وہ زبان خامہ پر لائے گا۔

عبداللطیف حیدرآباد میں گیا تو قطب الملک نے فرمان کا استقبال کیا اور
بڑا اظہار عقیدت و ارادت ظاہر کیا اور بڑے اعزاز سے سفیر کو شہر میں لایا اور اسباب
پیش کش کو جیسا کیا اور جمعہ کو جامع مسجد میں آیا اور خطبہ میں اصحاب کبار کے اسامی سامی
ذکر کیے اور بادشاہ کا نام نامی شاہ ایران کے نام نامی کے عوض میں پڑھوایا اور
جب بادشاہ کا نام آیا تو چاندی سونے کے پھول نثار کیے۔ اور شاہ جہاں صاحبقرانی
کے نام کا سکہ جاری کیا اور تازہ سکے روپے اشرفی کے بادشاہ پاس بھیجے۔ اس
وقت تک کسی قطب الملک نے ایسی اطاعت نہیں کی تھی کہ سنیوں کے عقاید کے
موافق خطبہ پڑھوایا ہو۔

بادشاہ نے سن کہا تھا کہ قلعہ چاندا اور دہرپ کی سمت میں جتنے قلعے نظام الملکیہ
کے تھے ان میں سے چھ قلعہ ساہو نے لے لیے اور دو قلعے بھوج مل نائک داری (اہل
دکن کی اصطلاح میں نایک داری قلعہ دار کو کہتے ہیں) پاس اور چھ اور قلعے مخالفوں کے
پاس ہیں اللہ وردی خاں کو جو شائستہ خاں کے ساتھ گیا تھا حکم ہوا کہ شائستہ خاں
کی آٹھ ہزار سپاہ میں سے دو ہزار سپاہ لے کر وہ قلاع مذکور کو فتح کرے حکم
کے موافق اللہ وردی خاں قلعہ دہرپ کی طرف راہی ہوا۔ حصار چاندور کے نیچے آیا

بیجاپور شاہی کی حقیقت حال جو عادل خاں و قطب الملک پاس گئے تھے

اللہ وردی خاں کی فتوحات

یہ قلعہ متانت میں مشہور تھا پہاڑ پر واقع تھا بہت جد وجہد سے ۱۶ شوال کو اس کو فتح کیا اس کی کنجیاں بادشاہ پاس پہنچیں یہاں کے گزن کشوں نے اپنے جان ومال کو معرض زوال میں جانکر اطاعت اختیار کی ۔ اول کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے زینہار مانگی اور اللہ وردی خاں پاس آیا اور ۱۹ شوال کو بادشاہی آدمیوں کو قلعہ حوالہ کیا ۔

اللہ وردی خاں نے اور قلعہ داروں کی استمالت کے لیے کنہیر راؤ کے لیے دو ہزاری ذات دو ہزار سوار کا منصب اور پچاس ہزار روپیہ نقد تجویز کرکے بادشاہ سے منظوری کے لیے عرض کیا ۔ بادشاہ نے اُسے منظور کیا ۔ اللہ وردی خاں یہاں ایک جماعت کو حفاظت کے لیے چھوڑ کر حصار کانجنہ ونانجنہ کے تسخیر کے لیے روانہ ہوا کہ وہ قلعہ دار دہرپ سے تعلق رکھتے تھے اُن کو چاروں طرف سے محاصرہ کیا اور مورچے جمائے اور ایک ہی دفعہ سب طرف سے حملہ کیا باوجودیکہ تفنگ بان وسنگہا کلاں حصار پر سے آرہی تھے مگر بادشاہی بہادروں نے دیوار کے نیچے اپنے تئیں پہنچایا اہل قلعہ بہ تنگ ہوئے کنہیر راؤ قلعہ دار انجرائی نے اہل قلعہ کو پیغام دیا کہ اگر بادشاہی آدمیوں کو حصار حوالہ کرو تو میں تمہاری رستگاری کا متکفل ہوتا ہوں ۔ اہل قلعہ نے قلعہ حوالہ کرکے اپنا پیچھا چھٹایا ۔ یہ دونو قلعہ کانجنہ ونانجنہ بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آئے اور ایسے ہی رولہ وجولہ واہنونت وکول وپوسرا واچلاگر اور تین قلعے اس سرزمین کے جو سب سے ہر ایک پہاڑ کے اوپر تھا ۔ لشکر شاہی نے آسانی سے تسخیر کرلیے ۔ حصن راجہ بیر نظام الملک کی ایک جماعت پاس تھا ۔ فوج شاہی نے اس کا دو مہینہ تک محاصرہ رکھا اُس کی محافظت میں قلعہ نشینوں نے بہت سعی وکوشش کی اور وہ قلعہ انجرائی سے زیادہ مستحکم تھا اواسط محرم میں وہ فتوح ہوا اور نظام الملک کے خویش وعزیز اسیر ہوئے اللہ وردی خان ان قلعوں کی فتح سے فارغ ہوکر حصار دہرپ کی حوالی میں آیا اس دیار میں وہ استحکام اور ارتفاع میں بہت مشہور تھا اس کی تسخیر پر کمر ہمت چست کی محصورین پاسبان قلعہ بادشاہی متواتر فتوحات کو سنکر ہراساں ہوا اور افواج شاہی کی تاب مقاومت

اللہ وردی خاں کی فتوحات

ہے میں نہ دیکھکر اللہ وردی خاں کے پاس اپنا آدمی بھیجا اور پیغام دیا کہ اگر ایک لاکھ روپیہ
نقد انعام میں اور منصب و جاگیر لائق مرحمت ہو تو قلعہ بے محنت پیکار اولیا دولت کو حوالہ
کیجیوں - برسات کا موسم سر پر آگیا تھا - بادشاہ سے اُس کی ملتمسات کی منظوری
شکالی اور بھوجبل کو قلعہ حوالہ کرنے کے بعد منصب ہزاری ذات وہشت صد سوار اور
ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا - اس نے ۲۵ - محرم کو یہ قلعہ اللہ وردی خاں کو سپرد کیا -

شائستہ خاں نوروز سے دو روز پیشتر سنگمیز میں آیا اور اُس کے پرگنوں کو پسر ساہو
اور مخالفوں کے تصرف سے نکالا اور تمام سرکشوں کو اُس ولایت سے باہر کیا - جب اسکو
معلوم ہوا کہ وہ ناسک کو روانہ ہوے تو شیخ فرید ولد قطب الدین خاں کو یہاں کی
تھانہ داری پر مقرر کیا کہ یہاں کی رعایا کو کوئی زحمت نہ پہنچے اور احمد خاں نیازی کو ذمہ داری
میں اور جداد جمعدار کو انکولہ میں بھیجا کہ وہ یہاں کے پرگنونکا انتظام کریں اور کسانوں اور
رعیت کو جمع کریں جو سرکشوں کے جور و ستم سے اور لشکر شاہی کی ہیبت سے پراگندہ ہو گئے ہیں
اور اُن کی تسلی کرکے زراعت میں سرگرمی کریں اور تھانجات کو مستحکم کرکے اس میں بھی کریں
کہ ان محال میں کوئی اختلال نہ پڑے - شیخ فرید کے آتے ہی ناسک سے مخالف کوکن
چلے گئے -

شائستہ خاں کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے یمین الدولہ کے تابینیوں کے
سرگروہ باقر کو پندرہ سو سواروں کے ساتھ بھیجا کہ جنیر کی سرکار کا انتظام کرے اور سرکشوں
کو تادیب - ان دنوں میں شائستہ خاں پاس بادشاہ کا فرمان آیا کہ اب سنگمیز اور اُسکے
توابع کے انتظام سے خاطر جمع ہوئی اور نواحی احمد نگر خالی ہے جلد ان حدود میں جائے
وہ حکم کے بموجب بلا توقف احمد نگر کو راہی ہوا اثنارہ نوردی میں باقر کے نوشتہ سے
معلوم ہوا کہ وہ پسر ساہو کے قدموں کے نشان پر گیا جو کوکن کے نشان پر جاتا تھا جنیر
میں باغی تھوڑے باقی رہے تھے - اس لیے یمین الدولہ کے پانچ سو تابینوں کو بسرداری

سید علی کہبہ (اکبر علی) بخاری جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہ جاکر شہر پر متصرف ہوئے اور سابق کے آدمیوں کو نکال دیا۔ ماہولی میں سرکشوں کے ہونے کی خبر سُنکر باقر اُن کی مالش کے قصد سے روانہ ہوا اس وقت پسر ساہو اپنے باپ پاس جاتا تھا جو حوالی چمار کونڈہ میں تھا اُس نے یہاں آکر ایک گروہ کو ساتھ لیا اور حصار جنیر کی طرف روانہ ہوا۔ یہاں اُس کے عیال تھے۔ جب وہ جنیر کے نزدیک آیا تو بادشاہی آدمیوں نے اُس سے مقابلہ و مقاتلہ شروع کیا۔ طرفین سے ایک جماعت مقتول و مجروح ہوئی۔ اس تاخیر سے شائستہ خاں نے واقف ہوکر سات سو سوار کمک کے لیے بھیجے مخالفوں نے راہ روکنی چاہا کہ اس کمک کو نہ پہنچنے دیں مگر بادشاہی سوار اپنی شجاعت سے شہر میں آئے اور متحقق ہوا شہر بند کو مستحکم کیا اور مخالفوں کو شہر میں نہ آنے دیا اور پہم اس طرح اپنے گھر جانے کی اپنی عسرت کی زیادتی کی اور آذوقہ کی کمی کی اور کاہ و ہیمہ کی نایابی کی خبریں شائستہ خاں پاس بھیجیں۔ خان مذکور نے باوجودیکہ کومکیوں اور تابینوں کو اطراف میں بھیج رکھا تھا اور تھوڑے آدمی اُس کے ہمراہ تھے وہ بہت جلد جنیر میں آیا اور مخالفوں کو مغلوب کرکے دریاے بہونرا تک بھگایا اور بہت آدمیوں کو قتل کیا اور خیریت کے ساتھ پھر احصن نہیں کمال متین تھا اور اُس قدر جمعیت سپاہ سے اس کی تسخیر میسر نہیں ہوسکتی تھی اس لیے شائستہ خاں نے باقر کو کوکن سے طلب کیا اور شہر و ولایت جنیر کی محافظت اُس کے سپرد کی۔ سنگمیر و جنیر کی اپنے مضافات کے سترہ پرگنوں سمیت دو کروڑ ساٹھ لاکھ دام جمع تھی۔ اُس کو تھوڑے دنوں میں ممالک محروسہ میں داخل کرلیا اور بادشاہ کے حضور ۵ ذی الحجہ کو بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔

خان دوراں خاں جب قندہار میں آیا تو اس نے حکم شاہی کے مطابق قلعہ اوسہ واودگیر کی تسخیر کے لیے کمر ہمت کرکے حرکت کی اور منزلیں اس طرح طے کیں کہ رسد کی نگہبانی کے لیے جا بجا تھانے بٹھاے کہ وہ مخالفوں کی دست اندازی سے محفوظ

حصار اودگیر سے ایک کروہ پر آیا تھا کہ بادشاہ کا یہ فرمان آیا کہ عادل خاں اوامر شاہی
کے قبول کرنے میں اور پیش کش کے ارسال کرنے میں حیلے حوالے کرتا ہے۔ سید خان جہاں
ایک فوج کے ساتھ متعین ہوا ہے کہ شولاپور کی سمت سے اور خان زماں انڈاپور کی طرف
سے بیجاپور میں جاکر نہب اور غارت کرے اس لیئے تمکو چاہیئے کہ بیدر کی جانب سے روانہ
ہوکر اُس کے حدود کو ویران کرو۔ خان دوراں بہادر نے اجمال وانتقال لشکر کو ایک جماعت
کے حوالہ کیا کہ وہ گھوڑوں کے دُبلے ہونے کے سبب سے ہمراہ جانے کی قوت نہیں رکھتی تھی اور
سب بھیر پر اس کو چھوڑا شب نوروز کی اوائل میں سوار ہوا اور پانچ گھڑی دن چڑھے قصبہ
کیان میں آیا اس ولایت کی محال سب سے زیادہ آباد تھی قصبہ کے آدمیوں کو لشکر شاہی
کی کچھ خبر نہ تھی اس کے دو ہزار آدمی لشکر شاہی نے مار ڈالے اور ایک جماعت کو
اسیر کیا بہت مال واسباب ومواشی ہاتھ لگے یہاں سے نرائن پور میں لشکر شاہی
جو اس قصبہ سے ڈیڑھ کوس پر ہے اور مال تجارت سے مالامال تھا یہاں کے رہنے والے جان
ومال کے باہر لے جانے کو مقدم جانتے تھے لشکر شاہی نے یہاں بھی کلیانی کی طرح آدمیوں کو
قتل غارت واسیر کیا کوئی سوار اور پیادہ نہ تھا جو اس لوٹ میں کامیاب نہوا بلکہ
بہت کے بہت مال اور انبار کی وجہ سے ہر سوار اور پیادہ کو زیادہ بوجھ کے پھینکنے
سے اپنے تئیں ہلکا کرنا پڑا باوجود اس کے پھر بھی اُن کے پاس ایسا بھاری اسباب
تھا کہ ایک دو کروہ سے زیادہ نہیں چل سکتے تھے رات تو اُنہوں نے راہ میں گذاری اور
صبح کو اسباب تاراج کو قیدی دولت مندوں کے سر پر رکھ کے مرحلہ پیما ہوئے
اور موضع بھالکی میں آئے یہ بہ نسبت اور آبادیوں کے نزدیک تھی۔ بھیر کو یہاں
لیا اور اس کا بنگاہ بنایا۔ اطراف سے غلّے اور ہیمہ وکاہ کے گنج اس قدر جمع کیے
کہ ایک ہفتہ تک آدمی اور چارپائے اُن کے ڈھونے سے عاجز ہو گئے بعد اس کے
تیسرے روز سواری کی محمد آباد اور بندر کی طرف۔ بین مکناتھ میں بیدر سے دو کوس پر

آئے جہاں آبادی نظر آتی ایک پلک مارنے میں وہ لشکریوں کی دست خوش ہوتی جہاں وہ تاخت کرتے آبادی کا نشان نہ چھوڑتے جس مکان میں جاتے ساری چیزوں کے ذخیروں کو لے لیتے عورتوں پاس کپڑا بدن ڈھانکنے تک کو نہ چھوڑتے تین چار روز میں پچاس آباد قصبہ و دہات بالکل لٹ گئے ساحل آب بحیرہ پر دو اب کی آسودگی کے لیے ایک مقام کیا دو تین روز بعد خان دوراں خاں پھر بھالکی میں آیا۔ اس ضمن میں بیجاپور کے سردار بہلول خاں و یاقوت خاں و ذخیریت خاں و رندولہ جو افواج شاہی کے مقابلہ کے لیے بیجاپور سے مامور ہوئے تھے برآمد ہو کر بیدر کے نزدیک منزل گزیں ہوئے جوہیں لشکر دکن کے سپاہی نمودار ہوئے راجہ جے سنگھ ہراول فوج نے اُس کا مقابلہ کیا۔ بہت زدوخورد کے بعد بہت دکنیوں نے فرار اختیار کیا لشکر بادشاہی نے یہاں سے کوچ کر کے لوٹ کے مال اور قیدیوں اور بہیر اور ایک کارآزما جماعت کو نامزد روانہ کیا اور فوج شاہی نے نواح بیجاپور کی تاخت و تاراج کے لیے سواری کی جہاں یہ فوج گئی اُس نے آبادی کو ویرانی بنایا۔ غنیم کی فوج کبھی کبھی سرراہ صورت دکھاتی اور شوخی کرتی اور آدمیوں اور گھوڑوں کو ضائع کرتی اور اپنے آدمیوں کی ایک جماعت کو تلوار و سنان کی دھاروں تلے لاتی اور برق کردار فرار کرتی۔ لشکر بادشاہی گلبرگہ سے گزر کر قصبہ ہیرا پور میں آیا یہ آباد قصبہ تجارت کے مال سے بہرا تھا طرفہ تماشا بنا وہ خاک سیاہ ہوا جنس اقمشہ و طلا و نقرہ و زر مسکوک مع اسیروں کے بہت لشکریوں کے ہاتھ آئے دوسرے روز کنار آب بہنورہ پر ہیرا پور کے متصل لشکر شاہی اترا دستہ دستہ فوج دکن نمودار ہوئی۔ ہر طرف سے بہادروں کے گھوڑے دوڑنے لگے طرفین نے داد مردانگی دی۔ ہر ساعت غنیم کی فوج زیادہ ہوتی۔ سخت لڑائی ہوتی۔ بہت سرداروں کے سرزمین پر خاک و خون سے آغشتہ ہوئے ہر لحظہ عرصہ دار و گیر زیادہ گرم ہوتا گیا اور مردوں کی ہائے و ہو اور کوس کی

دہوں دہوں نے ایک غلغلہ ڈال دیا اور ایک قیامت برپا ہوگئی ۔ طرفین سے
تردد نمایاں و کارزار رستمانہ ظہور میں آئی آخر کوشش و کوشش کے بعد فوج
دکن نے راہ فرار اختیار کی ۔ بادشاہی فوج نے تعاقب کیا اور بیجاپور سے دس بارہ
کوس پر وہ لوٹتی مارتی فیروزآباد میں آئی اس ضمن میں مکرمت خاں کا نوشتہ
آیا کہ بیجاپوریوں نے تالاب شاہ پور کے کنارہ کو توڑ ڈالا ہے ۔ باہر کے لشکر کے
لیے صرف اسی تالاب کا پانی میسر ہو سکتا تھا اور باہر کے آدمیوں کو اندر بلا لیا ہے
اور برج وبارہ کے بندوبست میں مشغول ہیں بیجاپور سے چند کروہ تک ذخیرہ
کاہ و غلہ و آب نایاب ہوئے ہیں اس خبر کو خاندوراں نے سنکر بیجاپور کی
طرف جانے کا ارادہ فسخ کیا اور اطراف کو پامال لشکر کیا نواح کملاپور و شولاپور
و مع ان دو قصبوں کے لوٹا اور مال و اسباب بے حساب ہاتھ آیا ۔
قطب الملک کی سرحد تک ملک کو ویران اور بے چراغ کیا ۔ اس وقت حضور
کا حکم پہنچا کہ عادل خاں نے بعد از خرابی بصرہ کی مثل کو اپنا مصداق بنایا ۔ میر
حسن و قاضی ابوسعید کو اطاعت نامہ و تحفوں کے ساتھ حضور میں بھیجا اور عفو جرائم
کی التماس کی ہے اب تم اس کے ملک کی تاخت و تاراج سے ہاتھ اٹھاؤ ؎

ہرچہ داناکند کند ناداں
لیک بعد از حصول رسوائی

خاندوراں خاں نے حکم شاہی پر عمل کیا اور قلعہ اوسہ واودگر کی تسخیر کی طرف متوجہ ہوا
یہ دونوں قلعے نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے ۔

۲۰ شوال کو سید خان جہاں قلعہ سرادہوں میں کہ بیجاپور کی سرراہ تھا
پہنچا اور اس کا محاصرہ کیا تین روز تک غنیم قلعہ دار نے توپ و تفنگ چلائے
آخر ہر اس اسپر غالب ہوئی ۔ قلعہ کو حوالہ کیا اور خود ایک جمع کثیر کے ساتھ امیر

سید خان جہاں کی رخصت

ہوا۔ اس کے بعد سید خانجہاں نے قصبہ کانٹی تک اپنے تھانے بٹھائے اور قلعہ کانٹی کو مفتوح کیا محصوروں کو قتل کیا۔ بہت مال مع ذخیرہ و توپ خانہ ہاتھ آیا۔ قصبہ دیوگانوں کو بھی تصرف میں لایا۔ جب یہاں سے کوچ کیا تو بیجاپور کی فوج مقابل ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی۔ ۵ ذیقعدہ کو عقب سے چنداول اور شہپر غنیم نے زور کیا۔ بازار دار و گیر گرم ہوا۔ گھوڑوں کے سموں کے صدمہ سے زمین لرزتی تھی اس دن شہ نواز خاں نے چنداول کی مدد کر کے رستمانہ تردد کیا تمام دن جنگ مغلوبہ رہی کہ کوئی غالب و مغلوب نہیں معلوم ہوتا تھا غروب آفتاب کے وقت لشکر آپس سے جدا ہوئے اس جنگ میں رندولہ خاں کو زخم کاری لگا وہ دکنیوں کا بڑا سردار نامور تھا اس کے ہمراہی ہاتھوں ہاتھ اُس کو اُٹھا لے گئے طرفین کے بہت آدمی کام آئے ایک جماعت گلگونہ زخم سے سرخرو ہوئی۔ کہتے ہیں کہ دس کروہ تک کشتہ و زخمی آدمی پڑے تھے خان جہاں نے دہارا سیون میں پہنچکر چند مقام کیے اور زخمیوں کی تیمارداری کی خبر آئی کہ رندولہ خاں کے گو زخم ابھی نہیں بھرے تھے کہ وہ پھر غرہ ذی الحجہ کو لشکر بادشاہی کے مقابل نمودار ہوا۔ سید خان جہاں ہمراہیوں کو لے کر مقابلہ کے لیے دوڑا۔ تمام روز معرکۂ کارزار گرم رہا۔ فرہاد خاں پدر رندولہ خاں نے چہلشیں نمایاں کیں طرفین سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی آخرکو دونوں لشکر جدا ہو گئے۔ سید خان جہاں نے پھر دہارا سیون میں مراجعت کی۔ چند روز توقف کیا کہ زخمی سپاہیوں کے زخم اچھے ہو گئے۔ محفوظ جگہ میں بہیر کی ننگا ہیبانی کر کے گلبرگہ کی طرف تاخت و تاراج کے لیے دوڑا جمع کثیر زخمی و کشتہ ہوئی۔ آخر سید خان جہاں قول سے نکلا اور غنیم سے مقابل ہوا اور خصم کو۔۔۔۔۔

مغلوب کیا۔ وہ بیرار اور دہار کو اس لیے جاتا تھا کہ ایام برسات میں وہاں چھاؤنی ڈالے ہر روز نظیم مقابل ہوتا تھا اور غلبہ و شوخی کرتا تھا کبھی ہراول پر کبھی چندا ول پر کام تنگ کرتا تھا اور بعض وقت قول پر دستبرد یاں کرتا تھا اور برق کی طرح پراں ہو جاتا تھا بہت آدمیوں کو ضائع اور زخمی کرتا تھا لشکر شاہی ہر بار جانفشانی کر کے اُس کو ہزیمت دیتا تھا۔ وہ یازدہم ذی الحجہ کو دہار در میں آیا

بادشاہ کے حکم کے موافق خان زماں احمد نگر میں آیا آذوقہ کے جمع کرنے کے لیے چند روز یہاں توقف کیا اور اثقال و احمال کو یہاں رکھکر لشکر کی ترتیب صفوف میں مصروف ہوا اور جنیر کو روانہ ہوا۔ جب قریہ ایکولیز میں پہنچا جو احمد نگر سے چھ کروہ پر ہے تو اس کو معلوم ہوا کہ ساہو مینا جی بھونسلہ جس کے تصرف میں حصن باہولی تھا مصالحت کر کے حصن مذکور پر متصرف ہوا ہے اور اُس کو جنیر میں ہمراہ لاکر یہ چاہتا ہے کہ پارگانوں کی راہ سے پرینڈہ کی سمت میں جائے۔ اس لیے خان زماں نے ایکولیز سے حرکت کی۔ موضع راجپور میں کہ توابع جنیر سے ہے اقامت کی پھر کوچ کر کے پارگانو کے متصل معسکر بنایا۔ ساہو نے یہ موضع اپنے اُترنے کے لیے تجویز کیا تھا۔ جب اس کو یہاں لشکر شاہی کے آجانے کی اطلاع ہوئی تو وہ کوہ و جنگل کی راہ سے جو جالنہ دیوگڑھ پر منتہی ہوتی ہے راہی ہوا۔ کچھ دنوں بعد خان زماں کو معلوم ہوا کہ ساہو ولایت عادل خاں میں چلا گیا ہے۔ بادشاہ کا حکم تھا کہ اگر ساہو عادل خاں کی ولایت میں چلا جائے تو اس کا تعاقب نہ کیا جائے اور صورت حال بادشاہ سے معروض ہو اور حکم کے آنے کا انتظار کرے وہ دریائے بھوترا کے کنارہ پر فروکش ہوا اور اس ماجرے کی عرضداشت بادشاہ پاپن بھیجی اور یہاں کی رعایا اور لشکریوں کی استمالت اور محال کثیر الاختلال کی معموری میں کوشش کی۔ بہادر خاں کو ایک گروہ کے ساتھ بھیجا کہ اس محال کو ساہو کی دست اندازی سے بچائے وہ بیس کروہ پر یہاں سے تھا۔ شاہ بیگ کو حصار چارکونڈہ کی تسخیر کے لیے تعین کیا اور تجویز کیا کہ اس کو فتح کر کے وہیں وہ رہے۔ شاہ بیگ خاں چارکونڈہ گیا اور اس کا محاصرہ کیا

تین پہر تک اہل قلعہ تفنگ وبان سے لڑتے رہے لیکن لشکر شاہی کے غلبہ سے مضطرب ہو کر دینہار طلب ہوے ۔ شاہ بیگ خاں نے امان دیکر قلعہ لے لیا۔ خان زماں نے دریائے بہونرہ سے جنیر میں حرکت کی اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک امروہی کا حکم شاہی آئے سرکار جنیر کا انتظام کرے اس اثنار میں بادشاہ کا فرمان آیا کہ شائستہ خاں مامور ہوا ہے کہ شمشنگم نیر سے جنیر میں جائے اور سرکار مذکور کو بادشاہی تصرف میں لائے اور اگر ہو سکے تو اس کے قلعہ کو بھی مفتوح کرے اب تم اس طرف نہ جاؤ ۔ خان جہاں و خان دوران بہادر کو کہ خاں خاں کی ولایت کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تم بھی اس ولایت میں داخل ہو کر ملک کو ویران کرو اور ساہو کی اور اس جماعت کی جو عادل خاں اس کی کمک کے لیے مقرر کرے تادیب کرو خان زماں ۱۸ شوال کو عادل خاں کے ملک میں داخل ہوا جس آباد قریہ و محال میں پہنچا اسکو تاراج وتاراج کرکے خراب کیا۔

۲۰ شوال کو گھاٹ دودا بائی کے اندر آیا۔ یہاں کچھ توقف کیا اور پانچسو تابین اپنے یہاں رکھے کہ دشمن اُن سے لڑنے پر دلیری کریں خود اوپر کی جانب چلا آدھی دور گیا تھا کہ دشمنوں کی ایک جماعت نمودار ہوئی ۔ کمین گاہ میں جو افواج شاہی بیٹھی تھی وہ اُن پر حملہ آور ہوئی اور دو کوس تک اُن کو بھگایا اور اپنے لشکر سے جا ملی اس اثنا میں راؤ ستر سال پر جو خان زماں کے پیچھے آیا تھا مخالفوں نے ایک حشر برپا کیا وہ ایک گروہ کو ہلاک کرکے لشکر شاہی سے اُن ملا اس دار وگیر میں کچھ راجپوت مارے گئے ۔ خان زماں سات روز میں نواحی کولاپور میں آیا۔ قلعہ و قصبہ کا محاصرہ کیا ۔ اہل حصار نے ہر چند نائرہ پیکار کو روشن کیا اور مدافعت و ممانعت کی مگر لشکر شاہی نے قصبہ و قلعہ دونوں کو فتح کر لیا بہت آدمی کشتہ و اسیر ہوئے ۔

اس ضمن میں خبر آئی کہ اس ضلع کے پہاڑ کے نشیب و فراز میں ایک جماعت بہم ہوئی ہے مال و عیال و معاشی بہت رکھتی ہے ۔ خان زماں نے بہادر خاں و شاہ بیگ کو

ن پر تعین کیا کہ سب کو جا کر لوٹ لیں اور اسیر و دستگیر کریں ۔ چنانچہ ان میں سے دو ہزار
عورت مرد ۔ چھوٹے بڑے قید ہو کر فروخت ہوے ۔ خان زماں کو لاہور میں تھانہ مقرر کر کے
بیجاپور کی طرف متوجہ ہوا اور دریاے کشنا گنگا کے کنارہ پر آیا تو ساہو نوج بیجاپور کی جمعیت
لیکر بادشاہی لشکر کے سامنے آیا تین روز تک بان اندازی کرتا رہا اور گریز کے ساتھ جنگ
کرتا رہا ۔ خان زماں نے شاہ بیگ کو راجپوتوں کی جماعت کے ساتھ لشکر کا محافظ
مقرر کیا اور خود جاسوسوں کی رہبری سے آدھی رات کو سوار ہوا اور دکنیوں کی بہیر پر
جا پہنچا ساہو نے اس کی خبر پا کے بہیر کو قلب مکانوں میں روانہ کیا ۔ خود خان زماں کی
فتح کے سر راہ آیا ۔ عجیب دار و گیر ہوئی اور سخت لڑائی ہوئی ۔ آخر دکنی فرار ہوے
خان زماں کے آدمیوں کے ہاتھ کچھ غنیمت آئی اسی طرح دو مرحلہ تک لڑتا ہوا چلا ۔ ہر روز
بیجاپور کی سپاہ برسر راہ آتی اور شوخی کرتی ۔ خان زماں نے مرچ کے آباد قصبہ کو غارت
کیا ۔ پھر معمورہ رائے باغ کو بے چراغ کیا وہاں سوا باغ کے آدمی کا نام نہ چھوڑا ۔
سب جگہ مقابلہ و مقاتلہ کرتا ہوا آب بھونرہ کے کنارہ پر آیا ۔ چند روز یہاں توقف کیا
یہاں بادشاہ کا فرمان آیا کہ عادل خاں نے عاقبت بینی و عافیت گزینی کے سبب سے
بادشاہ کے احکام کو قبول کیا اور قرار دیا کہ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجے گا اور اس نے
عرض کیا کہ اگر ساہو حصن جنیر اور ولایت نظام الملک کے تمام قلعوں کو بادشاہی آدمیوں
کے حوالہ کر دے گا تو اس کو نوکر رکھوں گا ۔ اور نہیں تو قلاع مذکور کی فتح میں اور
اس کی تادیب میں بادشاہ کے ہوا خواہوں کے ساتھ اتفاق کرونگا ۔ پس تمکو چاہیئے
کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی ہمارے پاس آؤ کہ ہم حصار جنیر کی تسخیر کی اور ساہو کی تبنیلہ
کی تدابیر تم کو بتلائیں ۔ خان زماں اس فرمان کے آتے ہی بادشاہ کی خدمت میں
روانہ ہوا ۔ بادشاہ سے ۲۰ ذیقعد کو عرض کیا گیا کہ خان خاناں سپہ سالار کے تابینوں
کی جماعت جو حسب الحکم انکی دکنی والکہ وپالکہ کی فتح کے لیے مقرر ہوئی تھی انہوں نے

قلاع مذکور کو تسخیر کرلیا۔ یہ قلعے دولت آباد سے اٹھارہ کروہ پر تھے ۔ عادل خاں نے فرمان پذیری کے بعد بادشاہ کی شبیہہ اور عہدنامہ کی درخواست کی تھی کہ اس کا اعتبار بڑھے اس لیے بادشاہ نے اپنی شبیہہ جس کا چوکھٹہ زمرد اور موتیوں سے مرصع تھا اور عہدنامہ جس پر بادشاہ کا پنجہ منقش تھا محمد حسین یلدوز کے ہاتھ عادل خاں پاس بھیجا میر ابوالحسن قاضی ابوسعید و شیخ دبیر جو رسالت کے طور پر بیجاپور سے آئے تھے اس کے ساتھ بیجاپور گئے (سب قوموں میں ہاتھ دینا عبارت اس سے ہوتی ہے کہ کسی کا رعظیم کا اقرار کیا گیا ہے تاتار کی قوموں میں پنجہ کے نقش کرنے کے معنی بھی یہی تھے ۔ بادشاہ عہدناموں پر صندل کے عرق میں اپنے پنجہ کو ڈبو کر نشان کیا کرتا تھا) فرمان القاب کے بعد یہ لکھا تھا کہ جو عرضداشت بھیجی تھی وہ ہماری نظر سے گزری اُس سے تمہارا اخلاص و انقیاد اطاعت و صدق ارادت ظاہر ہوا اندنوں میں تم نے یمین الدولہ خانخاناں سپہ سالار کو جو خط بھیجا تھا اُس کا مضمون ہم سے عرض کیا گیا۔ اسی وقت مکرمت خاں کی عرضداشت بھی پہنچی ان سب تحریروں سے معلوم ہوا کہ ہر باب میں جو ہم نے تم کو حکم دیا تھا وہ تم نے قبول کیا اور طریق اطاعت و انقیاد کو اختیار کیا اس لیے تمہاری تقصیرات کو ہم معاف کرتے ہیں از سر نو تم پر عنایت و مرحمت کرتے ہیں اگرچہ عادل خاں مرحوم کی خدمات اخلاص کے سبب سے اور اس کی سازشوں کی وجہ سے اور اس ارادت و اخلاص کے سبب سے جو تم پہلے دل سے ہمارے ساتھ رکھتے ہو ہم نہیں چاہتے تھے کہ تم پر ذرا بھی بے لطفی کریں اور بھلا تمہارے ملک کی خرابی کریں مگر تمہارے کوتہ اندیش آدمیوں کے سبب سے ہم پر یہ دو نوبتیں لازم ہوگئیں اور ضرور ہوا کہ اس وقت میں جس قدر خرابی تمہارے ملک پر پہنچائی گئی اس پر راضی نہ ہوں بہرحال چونکہ تم نے اس راہ سے جس پر تم کو کوتہ اندیش آدمی لے گئے تھے بہت جلد باز گشت کی اور اپنی بہبود اس میں سمجھے کہ ہماری بندگی اطاعت کی راہ مستقیم پر چلیے اور ہر باب میں جو ہم حکم تم کو دیں اُس کو قبول کیے

محمد ابراہیم کا فرمان عادل شاہ کے نام جس میں عہدنامہ درج تھا۔

سے ہم نے بھی وہ سارا ملک جو عادل خاں مرحوم پاس تھا تم کو مرحمت کیا اور نظام الملک
کے ملک میں سے محال دنکور اور قلعے جو اس محال میں واقع ہیں و قلعہ شولاپور اور اس کے
متعلقہ محال جو ہم نے عادل خاں مرحوم سے لیکر نظام الملک اور ملک عنبر کو عنایت کی
تھیں اور قلعہ پرنیدہ اور اس کے پرگنات متعلقہ و پرگنہ بھالکی اور پرگنہ وجیت دکھہاہ
اور ولایت کوکن میں سے جو نظام الملک سے متعلق تھا اور قلعے جو اس ولایت میں واقع
ہیں اور پرگنہ چاکنہ یہ سب ملکر پچاس پرگنوں کا مجموعہ ہوتا ہے اور اس کا حاصل ۲۰ لاکھ ہن
ہوتا ہے جس کی تفصیل لکھی ہوئی ہے یہ سب تم کو ہم مرحمت کرتے ہیں اور مقرر کرتے ہیں ممالک
محروسہ میں نظام الملک کا باقی سارا ملک داخل ہو۔ جب تک تم اور تمہاری اولاد
ان شرائط پر عمل کریں گے جو اس فرمان کی ذیل میں تحریر ہیں اور بمنزلہ ہمارے عہد نامہ کے
ہیں تب تک انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے امرا تم کو اور تمہارے
ملک کو کوئی ضرر نہیں پہنچائیں گے اور یہ امر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ و قرناً بعد قرنٍ برقرار
اور پائدار رہے گا۔

شرط اول یہ ہے کہ تم سررشتہ مریدی و اخلاص کو نہ چھوڑو اور اسکو محکم رکھو اور اس فرمان
میں جو احکام مرقوم ہیں اُن کے قواعد میں تغیر و تبدل کر کے اُن کے خلاف کام نکرو اور
اُن کے لوازم کو ہمیشہ بجالاتے رہو اور اس کے خلاف سے محترز و مجتنب رہو۔ شرط دوم
یہ ہے کہ کوئی نظام الملکی اصلاً و مطلقاً درمیان نہو اور جو نظام الملکی باقی رہا ہو وہ عادلخانی
ہو جائے اور تمہارے آدمی ان محالوں کے معترض نہوں جو سابق و حال میں اس سرحد
میں ممالک محروسہ سے منضم ہوئے ہیں۔ اور کوئی اسبب ان محال پر نہ پہنچائیں اور اپنے
حدود متعلقہ سے جو اس مرتبہ قرار پائی ہیں تجاوز نہ کریں اور اس مرتبہ جو پیش کش تمہارا
لائے روپیہ نقد و جنس کی منظور ہوئی ہے وہ مکرمت خاں کی ہمراہ درگاہ والا میں تم
بھیجو۔ ہم نے جو قطب الملک کو حکم بھیجا تھا اس نے کمال اخلاص و بندگی سے

قبول کیا اور بد اعتقاد بدعتوں کے زمرہ سے نکل کر وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت وجماعت میں داخل ہوا اور جس روش سے کہ ممالک محروسہ میں خلفاء اربعہ کے اسامی سامی اور ہمارا نام خطبہ میں پڑھوایا جاتا ہے اسی طرح اُس نے منبروں پر پڑھوایا اور درہم و دینار پر ہمارے نام کا سکہ لگا کے اپنے ملک میں جاری کیا اور پچاس لاکھ روپیہ کی پیشکش جو ہم نے جلوس کے وقت مقرر کی تھی وہ اُس نے بھیجی یہ امور اس کے مقتضی ہوئے کہ قطب الملک کی رعائت کی جائے اس لیے جو چار لاکھ ہن نظام الملک کو دیتا تھا اُس میں سے دو لاکھ ہُن معاف کرنے کا اور دو لاکھ ہن سرکار خاصہ میں داخل کرنے کا حکم دیا تم دکن کے دنیا داروں میں سب سے بڑے ہو اور رئیسوں کے رئیس ہو اور قطب الملک کے بڑے بھائی کی جگہ ہو چاہیئے کہ اصلاً و مطلقاً کوئی ضرر قطب الملک کو نہ پہنچاؤ اور اس کے محال متعلقہ کے معترض نہو اور نقد و جنس دینے کی اُسکو کوئی تکلیف نہ دو اور اپنی دادوستد یادگاری جو تمہارے اور اُس کے باپ دادا کے درمیان متعارف تھی اس پر اکتفا کرو اس مقدمہ کو بھی عہدنامہ کی ایک شرط جانو۔ ساہو اور ریحان شولاپوری کو اپنی درگاہ والا میں راہ نہ دو اس کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ اس سے تقصیرات سرزد ہوئی ہیں۔ دوم تم نے التماس کیا ہے۔ ہم نے اور آدمیوں کے لیے یہ مقرر کیا ہے کہ ہم ان میں سے نہ کسی کو قول دیں اور نہ اُن کو طلب کریں اور ایسے ہی ہمارے شہزادے اور امراء اُن کو نہ قول دیں گے اور نہ اُن کو طلب کریں گے اس لیے تم کو بھی چاہیئے کہ جو کوئی ہمارا نوکر ہم سے روگرداں ہو کر فرار ہو اور تمہارے پاس جائے تو اس کو نگاہ رکھو اس مقدمہ کو بھی اس عہود کی شرائط میں سے سمجھو ساہو کے لیے کوئی اور جگہ نہیں ہے ظن غالب ہے کہ وہ تمہارا نوکر اور منقاد ہوگا اس صورت میں ساہو سے کہہ دو کہ وہ قلعہ جنیر قلعہ ترینگ و قلعہ راج دیوہ و قلعہ ترنکلواری و قلعہ بیم گر کو جو اس کے تصرف میں ہیں جلدی خالی کر کے ہمارے نوکروں کے حوالہ کرے۔ اور ہم نے حکم دیدیا ہے کہ کوئی شخص ساہو کے آدمیوں

ں و عیال کا متعرض نہو اور سوائے توپ وغیرہ کے جو ان قلاع کے لوازم میں سے
ں جو کچھ اور ہو وہ جہاں چاہیں لیجائیں اور اگر بالفرض والتقدیر سا ہو تمہارا نوکر نہو تو
س کو اپنے ملک میں راہ نہ دو اور اگر وہ تمہارے ملک میں آجائے تو اس کو دستگیر کرو
یا مار کر ملک سے نکال دو اور اُس کی تنبیہہ کو ہمارے آدمیوں کے حوالہ کرو تاکہ ہمارے
نوکر اس کو مستاصل کریں اور اس مفسدہ سے خاطر جمع کریں قلعہ اوسہ واودگیر میں قلعہ
دار نظام الملکی ہیں اگر وہ اور اُن کی مانند تمہارے مطیع ہوں تو اُن کو تم تاکید کرو کہ وہ قلع کو
مع توپوں کے بادشاہی آدمیوں کے حوالہ کریں اور اپنے اہل وعیال ومال کو جہاں چاہیں لیجائیں
اور اگر مطیع نہوں تو اطلاع دو کہ ہم اپنے نوکروں کو حکم دیں کہ ان قلاع کو عنایت الٰہی
سے جبراً وقہراً اُن سے لے لیں تم کو چاہیئے کہ ان شرائط وعہود کو صحیفہ پر لکھو اور تعہد اپنے
خط سے لکھکر اور مہر لگا کے مکرمت خاں کے سامنے مصحف مجید وفرقان حمید پر قسم کھا کے
اس کو اپنی پیش کش وعرضداشت کے ہمراہ بھیجدو کہ ہم اُس کو دیکھ لیں اس فرمان کو جو سد
سکندر کی طرح ثابت واستوار رہیگا اور اس کے قواعد میں تغیر وتبدل نہوگا ہم اپنے دستخط خاص
ونشان پنجہ سے مزین کرتے ہیں اور خدا اور رسول کو اس کا شاہد کرتے ہیں اور تمہاری التماس
کے موافق ہم نے حکم دیا ہے کہ ان مضامین مرحمت آئین کا خلاصہ لوح طلائی پر منقوش ہو اور
جس وقت یہ لوح تیار ہو اور مکرمت خاں مع پیش کش کے ہمارے پاس آئے اس کو سید ابوالحسن
اور قاضی ابوسعید کے ہمراہ بھیجیں تم کو چاہیئے کہ ہماری ان عنایتوں کی قدر کرو جو پہلے تمہارے
باپ دادا پر نہیں ہوئیں اور امنیت واطمینان سے اپنے ملک میں فراغت اور عشرت میں
مشغول ہو اور اس نعمت کا شکر بجا لاؤ تاکہ ہماری عنایت تم پر ہمیشہ زیادہ ہوتی رہے اللہ
تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝
ہم سایۂ خدا ہیں سنت الٰہی کا اقتدار کرکے ایسا فرماتے ہیں اور اُس کے موافق عمل کرتے ہیں۔

عرضداشت بندہ فدوی برشاہراہ عقیدت مستقیم محمد بن فرہ وار بموقف عرض ایستادہ

فرمان مذکور کے جواب میں عادل خاں کی عرضداشت

حضرت صاحب قران ثانی میرساند۔ کہ فرمان عالیشان اور شبیہ بے مثل ونظیر بادشاہ کی جو محمد حسین سلدوز کے ہمراہ بھیجی تھی اور عہدنامہ یہ سب مکرمت خاں کی معرفت میرے پاس آئیں اس سے میری عزت بڑھی میں مراسم استقبال وتعظیم وتسلیم بجا لایا میری زبان نہیں جو اس عطیہ عظمیٰ کا شکریہ ادا کروں۔ میں نے حضرت کی دعا کو شب وروز وظیفہ بنایا ہے۔ فرمان کے آنے سے دو روز بعد ۲۵ ذی الحجہ کو مکرمت خاں کو مع پیش کش کے درگاہ والا میں روانہ کیا۔ میرے حال کی شرح اور ارادت کے اعتقاد کی درستی حضور سے وہ عرض کرے گا جس کو اُس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ محمد حسین سلدوز جو اُسی رات کو حضور کی خدمت میں روانہ ہوتا ہے اُس نے میری صدق ارادت وصفائی عقیدت مشاہدہ کی ہے۔ یقین ہے کہ اس کے عرض کرنے میں مقصر نہو گا۔ سایۂ چتر معلّٰی بر مفارق عالم وعالمیان پایندہ باد۔ اس عرضداشت کے گرد ایک حافظ کی غزل آب زر سے لکھی تھی۔ جس سے یہ گمان ہوتا ہے کہ تین سو کئی سال پہلے فندلیب شیراز نے اس غزل کو محض عادل شاہ کے لیے لکھا تھا وہ غزل یہ ہے

غزل

جوز اسحر نہاد حمائل بر ابرم — یعنی غلام شاہم وسوگندی خورم
شکر خدا کہ ازمدد بخت کارساز — کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم
گر دید نام شاہ جہاں حرز جان من — دانی بخجستہ نام براعدا مظفرم
شاہا من اربعرش رسانم سریر فضل — مملوک ایں جنابم وسگیں ایں درم
گر بادرت نیشود از بندہ ایں حدیث — از گفتۂ کمال و لیلے بیادرم
برمن فتادہ سایہ خورشید سلطنت — اکنوں فراغتست زخورشید خادرم
نامم ز کارخانہ عشاق محو باد — گر جز محبت تو بود شغل دیگرم
اے شاہ شیر گیر چہ گردد اگر شود — در سایۂ تو ملک قناعت میسرم
عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود — در شاہراہ عمر ازیں عہد نگذرم

اس سال کے غرہ صفر ۹۶۷ھ کو عبد اللطیف نے جو قطب الملک پاس سفیر بھیجکر گیا تھا

نقل تعہدنامہ عبداللہ قطب الملک

س نے اُسکے پیشکش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جواہر و مرصع آلات سوفیل و اسپ کی اور عرضداشت
ور اس کا عہدنامہ پادشاہ کے نظر کے روبرو پیش کیے۔

مرید موروثی نیک خواہ مخلص و فدوی بلا اشتباہ عبداللہ قطب الملک کا تعہدنامہ یہ ہے
حضور نے جو ازروے کرم فطرے و رافت جبلی اس ناحیہ محقر کو بشرائط ذیل نسلاً بعد نسلٍ و
طناً بعد بطنٍ نیازمند کو مرحمت فرمایا ہے تو یہ مرید موروثی صدق اعتقاد و وفور اخلاص سے
تعہد کرتا ہے کہ ہمیشہ اس ملک میں چار یار باصفا کا نام اور حضور کا نام جمعوں اور عیدین کے
خطبوں میں پڑھا جائیگا۔ اور پہلی روشس پر خطبہ نہیں پڑھا جائیگا۔ اور زر سرخ و سفید پر سکہ
حضور کے نام کا لگایا جائیگا جیسا کہ آپ کندہ کرا کے بھیجیں گے اور یہ بھی میں نے قبول کیا
کہ آیندہ سنہ ۹ جلوس سے دو لاکھ ہُن (آٹھ لاکھ روپیہ) ان چار لاکھ ہوں میں سے
جو میں نظام الملک کو دیتا تھا سال بسال بے عذر و اہمال سرکار خاصہ میں داخل کرتا
رہونگا۔ اگر صوبہ دکن کا منتظم کوئی شاہزادہ ہوگا تو اس کی خدمت میں یہ
روپیہ بھیجا کرونگا یا کوئی اور امیر صوبہ دار دکن حضور مقرر فرمائیں گے تو اُس کو زر
مذکور دیدونگا۔ حضور نے جو سنہ ۸ جلوس تک پیشکش کا بالمقطع ۳۲ لاکھ روپیہ
مقرر کیا تھا اس کا ۸ لاکھ روپیہ باقیماندہ اور ۲ لاکھ ہوں بابت سال نہم جلوس
بھیجتا ہوں اور پیشکش حال کے ہاتھی گھوڑوں کی قیمت جو حضور نے مقرر کی ہے
اور اُن کی قیمت جو گلکنڈہ میں مقرر ہوئی تھی ان دونوں قیمتوں کا فرق جو
نکلے ہوگا میں وعدہ کرتا ہوں کہ بلا عذر خزانہ عامرہ میں داخل کرونگا اور
سال آیندہ میں جو زر پیشکش کے ساتھ جنس بھی جائیگی اس کی قیمت کا بھی
یہی دستور رہیگا۔ بعد ازیں ہمیشہ اولیائے دولت کے ساتھ صمیم قلب سے
یک رنگ و موالف اور اسکے مخالفوں کے ساتھ تہ دل سے دشمن و مخالف
رہونگا تاکہ اس نیازمند کے تعہدات میں راستی و رسوخ ظاہر ہو میں نے مولانا

عبداللطیف کے سامنے قران مجید پر قسم کھائی ہے کہ ان کے خلاف مجھ سے کوئی کام نہ ہوگا اگر خدانخواستہ میں اسکے خلاف کام کروں تو اولیا، دولت کو اختیار ہوگا کہ وہ مجھ سے ملک لے لیں۔ چونکہ میں نے ہم چشموں میں حضور کی بندگی و اطاعت میں پیش قدمی کی ہے اس لیے انھوں نے مجھ سے عداوت پر کمر باندھی ہے اگر حضور کی معاودت کے بعد کبھی عاد لخسانی کو تہ اندیشی ناعاقبت بینی سے میرے ملک پر دست تطاول دراز کریں تو دکن میں جو حضور کے صوبہ دار ہوں وہ میرے ملک سے ان کے شر کے دفع کرنے میں میرے ممد و معاون ہوں اگر باوجود میری اعانت طلب کرنے کے صوبہ دار دکن تغافل کریں اور عادلخانیہ مجھ سے جبر و تعدی کر کے روپیہ لے لیں تو یہ روپیہ ان آٹھ لاکھ روپیہ میں سے جو ہر سال پیش کش میں بھیجا جاتا ہے منہا کیا جائے یہ چند کلمہ بطریق حجت لکھے گئے ہیں۔ تحریر فی التاریخ شہر ذی الحجہ ۱۰۳۵ھ۔ دو کروڑ روپیہ اموال مجھارا اور زمینداران گونڈہ اور پیش کش حکام دکن سے اور چالیس قلعے جن کے توابع کا محصول قریب ایک کروڑ روپیہ کے تھا اس سال میں بادشاہ کو حاصل ہوئے ؎

شاہا بخدمت کشور اقبال گرفت — تیغت ز عدو و ملک سہ و مال گرفت
چل قلعہ بیک سال گرفتی کہ بکش — شاہان تو اند بہ چہل سال گرفت

جب بادشاہ قلاع دکن کی تسخیر سے فارغ ہوا بادشاہ کے یہاں توقف کرنے سے ملول کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں بیجاپور کا فتح کرنا بھی بادشاہ کو منظور نہ ہو تو اسنے مکرر بادشاہ سے عرض کیا کہ ان عہود کی مہمات حضور کے دنخواہ صورتپذیر ہوئیں اور چند قلعے جو ساہو پاس ہیں اُسکے ہاتھ سے انکے چھٹانے کا میں متکفل ہوں حضور پر روشن ہے کہ میرے ملک کی رعایا ڈر کر بھاگ گئی ہے جب تک حضور یہاں رونق افروز رہیں گے۔

بادشاہ کا دولت آباد سے مانڈو جانا اور واقعات

وہ اپنے وطن میں نہیں آئیگی اور بندہ بدون آبادی کے پیشکش نہ ادا کر سکے اور نہ
ملک داری مجھ سے ہوسکیگی۔ اگر حضور یہاں دارالخلافہ کو سفر فرمائیں گے تو میری رعایا
پرایا اپنے کام میں مشغول ہوگی بادشاہ نے یہ درخواست قبول کرلی ۱۷ صفر کو مانڈو
کی طرف مراجعت کی جہاں گل و سبزہ کی فراوانی برسات میں دیکھنے والوں کی روح افزا
ہوتی ہے۔ بادشاہ نے یہ قصد کیا کہ جبتک برسات ختم ہو اور وہ قلعے جنکے فتح کرنے کے
لیے خانجہان اور خان زماں مامور ہیں تسخیر ہوں اور ساہو کا اور مخالفوں کا فتنہ
دور ہو یہیں سیر و شکار میں عشرت افزا رہے۔ اس تاریخ مکرمت خاں نے بیجاپور سے
آکر عادلخاں کی پیشکش پیش کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ عادل خاں پر ولایت بیجاپور مسلم
رہکر حصار برہنہ جس کا تعلق پہلے نظام الملک سے تھا اور قلعدار نے زر کی حرص سے
عادلخاں کو دیدیا تھا مع اسکے لواحق کے عادلخاں کو دیدیا جاے اور ولایت کوکن
جو ساحل دریاے شور پر طولانی واقع ہوتی ہے آدھی نظام الملک سے اور آدھی عادلخاں سے
متعلق تھی وہ آدھا ملک جو نظام سے متعلق تھا اور بندر جیول اور مضبوط قلعوں پر مشتمل
تھا وہ بھی اس کو مرحمت ہو۔ عادلخاں نے اپنے سب نامور ہاتھی بادشاہ کے پاس
بھیجدیئے تھے اُس نے عرض کیا کہ ایک اچھا ہاتھی میرے پاس بھیجدیا جائے بادشاہ
نے ایک اپنا خاصہ ہاتھی بھیجا اور وہ لوح زریں جسپر عہد نامہ کا خلاصہ لکھا گیا تھا۔
محمد زمان مشرف اصطبل کے ہاتھ روانہ کیا۔ اُس عہد نامہ کی نقل یہ ہے کہ

عہد نامہ

ایالت و شوکت پناہ عدالت و نصفت دستگاہ زبدۂ ارباب دول عمدۂ
اصحاب ملل۔ خلاصہ مریدان۔ عادلخاں۔ بوفور عنایات پادشاہانہ مفتخر و مستظہر
بودہ بداند کہ چوں درینولا ایں عدالت پناہ بیاری بخت اختیار بندگی و اطاعت
نمودہ عرائضے کہ دلالت بریں مراتب می نمود ارسال داشت تقصیرات گذشتہ

آن عدالت پناہ را عفو فرمودیم و در مقام عنایت آمدہ تمام ملکے کہ از عادلخاں مرحوم
بطریق ارث یافتہ بود بر و مسلم داشتم و از روے مرید نوازی از ملک نظام الملک سر حد
و نکور و قلعہائے کہ دران محال است و قلعہ شولاپور و محال متعلقہ آں و قلعہ پرینڈہ و چار
محال متعلق بداں قلعہ و ولایت کوکن با قلعہائے کہ دران است و پرگنہ بھالکی وجیت
و جاکنہ را بآن عدالت مرتبت عنایت نمودیم و مقرر است کہ سائر ملک نظام الملک
بممالک محروسہ منتظم باشد اما ایں عنایات مشروط است بہ آنکہ نظام الملک و
نظام الملکیہ صلا در میان نباشند و آں عدالت پناہ متعرض محال کہ از سابق و حال دریں
سر حد ضمیمہ ممالک محروسہ گشتہ نگردد و از حدود خود کہ دریں مرتبہ قرار یافتہ تجاوز نماید
و اگر بندہ از درگاہ والا از روے بے سعادتی فرار نماید او را در ملک خود جائے نہ دہد خلاف
رسول را شاہد ایں مراتب ساختہ حکم می فرمائیم کہ مادام کہ آں عدالت پناہ و اولاد و احفاد
او بشرائط مذکورہ عمل نمایند و بخلاف آں نہ کنند انشاء اللہ تعالیٰ از ما و از فرزندان کامگار
نامدار برخوردار ما و از امرائے عالی مقدار ما ضرری بملک آں عدالت پناہ نخواہد رسید و خلاف
عہود یکہ دریں لوح طلا کہ در ثبات ثانی لوح محفوظ است منقوش گشتہ بعمل نخواہد آمد و ایں قول
و قرار نسلا بعد نسل ہم چو سد سکندر استوار خواہد بود۔ تحریرا فی التاریخ بست و سوم شہر
ذی الحجہ سنہ ہزار و چہل و پنج ہجری مطابق نہم ماہ خرداد سنہ نہم جلوس مقدس

ولایت دکن کی ایالت میں چوسٹھ ۶۴ قلعے ہیں جنہیں سے تریمبل و پنچ پہاڑوں پر
اور گیارہ روئے زمین پر بنے ہوئے ہیں اس کے چار صوبے ہیں ایک دولت آباد
احمد نگر اور اورمحال کے جس کو صوبۂ دکن کہتے ہیں۔ یہ ولایت جب نظام الملک
سے تعلق رکھتی تھی تو پہلے اس کا حاکم نشین (صدر مقام) احمد نگر تھا پھر دولت آباد
ہوگیا۔ دوم تلنگانہ ہے یہ صوبہ بالاگھاٹ میں واقع ہے۔ سوم خاندیس جس کا حصہ
آسیر اور شہر برہان پور مشہور ہیں یہ شہر قلعہ مذکور سے چار کروہ پر ہے

ریاست دکن کی تقسیم اور اس کا اورنگ زیب کو حوالہ ہونا

...ر ہے جس کا حاکم نشین ایلچپور ہے اور نواحی ایلچپور میں اس کا مشہور قلعہ کاویل ہے جو پہاڑ
...پر بنایا گیا ہے اور اس ملک میں اور سب قلعوں سے زیادہ مضبوط و مستحکم ہے صوبہ سوم
...ل اور صوبہ چہارم کا ایک حصہ گھاٹ کے نیچے آباد ہے ان چاروں صوبوں کی جمع
...ب دام ہے۔ جو دوازدہ ماہ کے حساب سے پانچ کروڑ روپیے ہوتے ہیں یہ سب
...ت شاہزادہ اورنگ زیب کو مفوض ہوئی اور اُس نے ۲۰ صفر کو حوالی دولت آباد سے
...شاہ سے رخصت پائی نظام الملک سے چالیس قلعوں میں سے دس قلعوں پر سا ہوا اور بعض
...فساد پیشہ متصرف تھے انکی فتح کرنے کا اہتمام اس شاہزادہ کو سپرد ہوا اور افواج شاہی اور
...ن چار صوبوں کی کل تیول داران قلعوں کے محاصرہ کے لیے اسکی ہمراہی کے واسطے
...تعین ہوئے سید خاں جہان کو حکم ہوا کہ جبتک خان زماں حصار جنیر وغیرہ سے فارغ
...ہوے بادشاہزادہ کے ہمراہ رہے۔ بادشاہ خود روانہ ہو کر مضافات برہان پور میں
...یا سلطان دانیال کا بیٹا بایسنغر خاں شہریار کا سر لشکر لاہور میں بنا تھا وہ شکست
...کر قلعہ کولاس میں جو قطب الملک سے تعلق رکھتا تھا گیا اور حتف انف (ایسی موت جو
...بے سبب بستر پر ہو) سے مرگیا۔ اب ایک شوریدہ سر فتنہ اندوز نے اپنا نام
...یسنغر رکھا اور دانیال کا بیٹا بنا اور بلخ میں گیا والی بلخ نے اُس کو خاندان
...تیموریہ میں سمجھ کر اسی پیوند کے ارادہ سے اس کا اعزاز کیا مگر اس کاذب کے
...دعوی کی صداقت کا یقین نہ ہوا تو وہ اس خوف سے کہ مبادا بھانڈا
...پھوٹ جائے اور رسوائی ہو اپنی آشفتگی کا اظہار کر کے ایران چلا گیا شاہ ایران
...نے اس کو اپنے پاس تو نہ بلایا مگر اس گمان سے کہ شاید اس کا دعوی سچا ہو تکلفات
...رسمی کا برتاؤ اسکے ساتھ کیا تو اس خطا منش کو یہ معلوم ہوا کہ اس سرزمین میں اس کا کام
...رونق نہیں پائیگا تو وہ بغداد بھی بہزار پریشانی گیا یہاں سے کام ونا کام ٹھٹھہ
...میں آیا۔ یہاں بھی اپنے دعوی کا اظہار کیا خواص خاں حاکم ٹھٹھہ نے اُس کو

بایسنغر خاں کا گرفتار ہو کر اور دار پر کھنچنا

پابہ زنجیر کرکے بادشاہ کی درگاہ میں بھیجدیا وقاص حاجی نے اسے بلخ میں دیکھا تھا پہچان کر حقیقت حال کو عرض کیا بادشاہ نے اس جعلی بایسنغر خاں سے پوچھا کہ تو وقاص حاجی کو جانتا ہے اس نے کہا کہ ہاں یہ وہ ہے بادشاہ نے اُس کے سر کو تن سے جدا کرایا۔

۷ ربیع الثانی سنہ ۱۰۴۶ کو وزن قمری ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا چھیالیسواں سال ختم ہوا سینتالیسواں شروع۔ قطب الملک پاس عبد اللطیف اور جوہری گئے تھے تو انھوں نے قطب الملک کے ہاتھ میں ایک یاقوت کی انگشتری نہایت بیش بہا دیکھی تھی انھوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ وہ انگشتری سرکار کے لائق ہے بادشاہ نے وہ منگائی قطب الملک کی پیشکش بقدر پچاس ہزار روپیہ کے کم آئی تھی اس میں انگشتری کی قیمت پچاس ہزار روپیہ قرار پاکر محسوب ہوئی بادشاہ نے قطب الملک کو ایک ہاتھی عنایت کیا اور عہد نامہ جو زریں لوح پر لکھا گیا تھا خواجہ طاہر کے ہاتھ بھجوایا۔

برسات ختم ہوئی تو ۱۶ جمادی الثانی کو مانڈو سے بادشاہ اکبرآباد کی طرف واپسی و گھاٹی چاندہ کی راہ سے روانہ ہوا۔

بادشاہ کے حکم سے اودگیر اور ادسہ کے قلعوں کی فتح کے لیے خانہ دوران مامور ہوا تھا اس نے ان دونوں قلعوں کے پاسبانوں کے پاس پیغام بھیجا کہ نظام الملک کے تمام قلعے اور ساری ولایت بادشاہ نے فتح کر لی ہیں اور عادل خاں بھی ان قلعوں کی خواہش نارد اسے باز آیا بہتر ہے کہ تم ان قلعوں کو اولیا دولت کو سپرد کردو ورنہ عنقریب جبر و قہر سے دونوں حصار فتح کر لیے جائینگے اور جان و مال تمھارا تلف ہوگا مگر ان پاسبانوں نے اُس کی بات کو نہ مانا برج و بارہ کے استحکام میں مشغول ہوئے۔ خانہ دوران بہادر نے ۲۵ محرم سنہ ۱۰۴۶ قصبہ اودگیر کی سواد میں دائر کیا دور حصار کا ملاحظہ کرکے اسکے گرد مورچال مقرر کیے۔ دلیران کار طلب نے مورچے بڑھائے اور نقب لگائے اور ایک نقب میں آگ لگائی۔ اگرچہ

جشن قمری وزن بادشاہ کا سنہ چھیالیسواں

قصبہ اودگیر و ادسہ کی فتح

تام برج جس کا سوگز کا دور تھا مع توپ جنبق کے جو اسپر لگے ہوئے تھے اُڑ گیا لیکن حصن ارک
کے قواعد میں اس سے خلل نہ پڑا پھر سیدی مفتاح قلعہ دار کو پیغام دیا عاقبت بینی اور
تردد گزینی سے حصار اولیا دولت کو سپرد کردو اور جان کی امان لو ورنہ جلد شمشیر کے
طعمہ ہو گئے ۔ خان دوران پاس سید مفتاح آیا اور ۸ جمادی الاول کو قلعہ حوالہ کیا جسکے
محاصرہ پر اس وقت تک تین ماہ کچھ دن ہوئے تھے اور اسمٰعیل بسیرہ ابراہیم عادلخاں کو
بھی حوالہ کیا جو اس قلعہ میں محبوس تھا اور محمد عادل خاں اس کے قید رکھنے کے لیے
سید مفتاح کو بلطائف الحیل مشتعل کرتا تھا ۔ یہ استوار حصار پہاڑی پر سنگ سار و چ سے
بنا ہوا ہے اور ایک گہری خندق اسکے گرد کھودی گئی ہے اسکے سوا ایک اور خندق پتھروں
میں بنی ہوئی ہے ۔ یہ اسمٰعیل درویش محمد کا بیٹا ہے اور درویش محمد بڑا بیٹا ابراہیم عادل خاں اور
جانجہ محمد قلی قطب الملک کا ہے ابراہیم عادل شاہ یہ چاہتا تھا کہ اسکا پسر دوم محمد جانشین ہو ۔
جب ابراہیم کا انتقال ہوا اور محمد اسکا جانشین ہوا تو درویش محمد نابینا کیا گیا تو اسکی عورتوں
نے اسمٰعیل کو جو چھ برس کا تھا پوشیدہ نظام الملک پاس بھیج دیا تھا کہ دشمنوں کے ہاتھ
سے اسکی جان بچے نظام الملک نے پوشیدہ سید مفتاح قلعہ دار اودگیر پاس بھیجدیا
تھا وہ دس برس سے یہاں قید تھا ۔ جب وہ پادشاہ کی خدمت میں آیا تو پادشاہ نے
اسکو اکبر آباد میں اس کا وظیفہ مقرر کر کے رکھا ۔ خانِ دوران نے پادشاہ سے سیدی
مفتاح کو منصب سہ ہزاری ذات و ہزار و پانصد سوار کا دلا دیا ۔ پھر یہاں سے جا کر
خانِ دوران نے قلعہ ادسہ کا محاصرہ کیا اور بھوج راج قلعہ دار سے کہا کہ اگر قلعہ اودگیر کی
تسخیر ہو جانے سے عبرت پکڑ کر بے محنت کارزار حصار کو چھوڑ دو تو بہادروں کی دستبرد
سے بچ جاؤ گے ورنہ کیفر اعمال ناشائستہ میں گرفتار ہو گے خانِ دوران کو خبر نہ ہوئی
کہ اس پیغام کو بھوج راج نے منظور کیا ہے فوج شاہی نے یقین لگائے قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ
بھاگ گئے ۔ بھوج راج نے امان نامہ لیکر ۲۹ جمادی الاولی کو قلعہ حوالہ کیا جسکا محاصرہ تین

سے خان زماں کو لکھا تھا کہ میں ساہو سے نظام الملک کے سائے قلعوں کی کنجیاں
لیکر بھیجتا ہوں جبتک میں تم کو نہ لکھوں آگے نہ آنا خان زماں نے رندولہ پاس آدمی بھیجا اور
ساہو کے تعاقب کے لیے صلاح پوچھی رندولہ کے نوشتہ کے مطابق خان زماں نے
دریائے اینداں سے عبور کیا اور اپنے لشکر کو تین فوجوں میں ترتیب دیکر راہ نور گھاٹ
پر جو جسین وسعت و آبادی تھی ساہو بہت جلد کونبھا گھاٹ (عرض ۱۸/۲۰) سے
گذر کوکن میں آیا اور اس نواحی کے تھانہ دار و مددار اچپوری اور اور مرزبانوں کی پناہ
میں آیا کہ اُس کو وہ چندے ٹھیرنے دیں مگر یہاں کے زمینداروں نے مآل اندیشی کے
سبب سے اپنی حدود سے اُس کو نکال دیا ناچار معاودت کرکے کنتل کونبھا سے نیچے
اتر پادشاہی لشکر کوکن میں آیا اور رندولہ بھی کنتل کے نزدیک آیا ساہو نے ماہونی
کی طرف فرار کیا۔ خان زماں بہادر کو اسکی اطلاع ہوئی باوجودیکہ اردو بنجارہ نہ گذرا
تھا اور رندولہ بھی لشکر سے نہ ملا تھا توقف میں اُس نے مصلحت نہ دیکھی اس خیال سے کہ
ساہو کو کوئی مامن نہ ملجائے وہ اس مسلک پر چلا جسپر ساہو جاتا تھا۔ خان زمان کو
معلوم ہوا کہ ساہو حصار نورنجن گھاٹ (عرض ۱۸/۵۰) میں ہے جو کوہ و جنگل کے درمیان
ہے اور یہاں سے پندرہ کوس ہے وہ یہاں کچھ ٹھیر کر روانہ ہونے کا ارادہ
رکھتا ہے۔ خان زماں قلعہ سے تین کوس پر پہنچا اور گریوہ کی بلندی پر چڑھا
ساہو نے یہ دیکھکر کہ غنیم آن پہنچا ہے اپنے احمال و اثقال کو جلدی روانہ کیا اور
خود باقی چھوڑا۔ خود عقب سے راہی ہوا۔ تھوڑی دور چلا تھا کہ لشکر شاہی نے
ساہو کی سپاہ کے بہت آدمی مارے۔ ساہو جو اسباب چھوڑکر فرار ہوا تھا
اس کی طرف لشکر شاہی نے توجہ نہیں کی بارہ کروہ تک تعاقب کیا جاڑے کی
شدت سے اور گل و کیچڑ میں چلنے سے اکثر منصب داروں اور تابینوں کے گھوڑے
مر گئے تھے ساہو نے اسکو غنیمت جانا وہ ایک جماعت کے ساتھ جان بچاکر

نکل گیا تھا۔ پادشاہی سپاہ نے بنہ و بار و اسپ و شتر اس کے اور نقارہ و چتری
پالکی و نشان نظام الملک کے لیئے جن کو وہ ساتھ لیے پھرتا تھا پادشاہی خیمے
نہیں آئے تھے ساہوئی کے خیموں میں جو ہاتھ لگے تھے لشکر شاہی نے آرام کیا
ساہو ایک رات دن میں قلعہ ماہولی کے نیچے آیا اور اول اُس نے چاہا کہ ترنبک
ترنگلواری کی سمت جائے لیکن اس خوف سے کہ وہ کہیں پادشاہی لشکر کے
ہاتھ میں نہ گرفتار ہو جائے۔ وہیں اقامت کی اور جو جماعت کہ ہمیشہ اسکے ساتھ رفیق
رہی اس کو اپنے پاس رکھا اور باقی آدمیوں کو مطلق العنان کر دیا کہ جہاں چاہیں
وہاں چلے جائیں خود اپنے بیٹے سمیت تھوڑا اسباب و اسباب لیکر قلعہ میں آیا۔
خان زمان یہ خبر سنکر ایک دن میں حصار کے نیچے آیا۔ قلعہ کے نیچے جو گروہ کہ
جمع کر رہا تھا وہ بھاگا اور تمام انکا جمع کیا ہوا آذوقہ لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خان
قلعہ کے بڑے دروازے کے آگے مورچال قائم کیے۔ اور محصوروں کی راہ
کچھ دونوں بعد رندولہ بھی آگیا اُس نے دوسرے دروازے کے آگے مورچال
ان دونوں دروازوں کے درمیان کوہ اور جنگل کے واقع ہونے سے سات کوس
فاصلہ تھا دونوں جانب سے اہل حصار پر کار دشوار ہوا تو ساہو نے خان زماں
کو لکھا کہ میں قلعہ اس شرط پر حوالہ کرتا ہوں کہ میں پادشاہی ملازموں کے زمرہ میں
ہو جاؤں خان زماں نے جواب دیا کہ اگر تم اپنی رہائی چاہتے ہو تو عادلخاں سے موافقت
کرو اور پادشاہ کا حکم یہی ہے ورنہ قلعہ کشا سپاہ جلد تمھاری جان لیگی۔ ناچار اس نے
عادلخاں کی متابعت اختیار کی۔ عادلخاں سے عہدنامہ کی درخواست کی جب عہد
آگیا تو ایسی درخواستیں کیں کہ جو باتیں قرار پائی تھیں اُن سے برگشتہ ہو گیا
ساہو نے لشکر شاہی کے غلبہ کو روز افزوں دیکھا کہ وہ عنقریب قلعہ کو
کر لیگا تو اُس نے کمر کوہ میں رندولہ کو طلب کیا اور نظام الملک جس شخص کو

رکھا تھا وہ حوالہ کیا عادل خاں کی نوکری قبول کی اور قلعہ جنیر اور اور مضبوط قلعے مثل
ترنیک ترنگلواری۔ ہریس۔ جودھن جوندو برسر الشکر شاہی کے حوالے کیے۔ خان زمان
نے ہر یک قلعہ میں سردار معین کیا اور سوار و پیادہ کی سپاہ مقرر کی۔ عادلخاں کے
حکم سے رندولہ نے نظام الملک کو اعظم خاں کے حوالہ کیا ساہو کو ساتھ لیکر بیجاپور گیا
خان زمان یہاں سے مراجعت کرکے دولت آباد میں شاہزادہ اورنگ زیب کی خدمت
میں آیا۔ خاوندوران نے سنا تھا کہ قطب الملک پاس ایک ہاتھی گج موتی ہے کہ
حسن صورت و لطف سیرت میں اسکے سارے ہاتھیوں میں بڑا ہے بادشاہ نے اسکی
طلب کا فرمان جاری کیا اسلیئے خاندوران اوسہ اور اوگیر کے قلعوں کی فتح سے
فارغ ہوکر کوکنگیر میں آیا جو قطب الملک کی سرحد پر ہے۔ ترغیب و ترہیب سے اس ہاتھی
کو مع پچیس ہزار ہون (ایک لاکھ روپیہ) کے صیغہ قلبندی میں اُس سے لیا پھر وہاں
سے دیوگڈھ کے ملک میں آیا۔ حصار۔ لتلجہرہ و آشتہ جو پرگنہ برار اور کرناٹک کے توابع
میں سے تھے اور گونڈوں کی ایک جماعت نے انپر تصرف کر رکھا تھا اور حکام و صوبہ دار
کی اطاعت وہ نہیں کرتے تھے انکو مفتوح کیا اور کنک سنگھ بیس کو دیوگڈھ کے مرزبان
کو کیا پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ بہادران کشور گیر کے ہاتھ سے محفوظ رہے تو پیشکش
بھیج ورنہ عنقریب تیری جان کی خیر نہیں جب لشکر شاہی گیور سے ایک منزل پر آیا تو کنک سنگھ
کے ساتھ کو کیا کا وکیل خاندوران پاس آیا جس سے معلوم ہوا کہ اُس نے پیغام
جو کنک سنگھ لے گیا تھا اس کو نہیں مانا مکر و تزویر سے ٹالنا چاہتا ہے خان
مذکور ناگپور میں آیا اور اسکے قلعہ کی کشائش کے لیے ہمت چست کی جو کوکیا کے سب
قلعوں میں زیادہ مضبوط تھا اور پانچ روز میں مورچلوں کو خندق کے کنارہ تک پہنچا دیا
اہل قلعہ نے پناہ مانگی۔ خاندوران خان نے کہلا بھیجوایا کہ اگر اپنی رستگاری
چاہتے ہو تو سارا اسباب و اسلحہ و دواب کو حوالہ کرو۔ اس شرط کو اہل قلعہ نے

نہ مانا۔ خان نے سرلشکر پہلوان درویش سرخ کو اشارہ کیا اس نے خندق حصار پر جس کا
عرض آٹھ ذراع اور عمق دس ذراع تھا باندھا اور لشکر کو خندق سے پار قلعہ کے گرد پہنچا
اس اثنائیں کیلاز زمیندار چاندا حسب الطلب خاندوران خان پاس پندرہ سو سواروں اور تین ہزار
پیادوں کے ساتھ آگیا اور ستر ہزار روپیہ مہمانی کے لیے دیا۔ سنگرام زمیندار کنور بادشاہی
کے حکم سے دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے سپاہی اور لٹیرے لیکر لشکر شاہی سے آن ملا
اہل ولایت کو کیا جو بادشاہی فوج سے بھاگ کر پہاڑوں اور اور مکانوں میں چھپے تھے
ان کا بہت سا اسباب مواشی اشنار رہ نوردی میں لوٹ کر وہ ساتھ لایا جب پہلوان
نے تین لقب میں اور کو کیا کو اطاعت کے لیے ہدایت و نصیحت پھر کی گئی اُس نے اپنا
اور اپنے ڈیڑھ سو ہاتھیوں کے ناموں کا ایک طومار بھیجا کہ اگر محاصرہ اُٹھالو اور مجھے امان
دو تو یہ سب ہاتھی بھیجدوں۔ خاندوران خان نے جواب دیا کہ تیری رہائی اسیر موقوف
ہے کہ قلعہ کو خالی کر کے ان ہاتھیوں کے ساتھ ہمارے پاس حاضر ہو۔ لیکن قلعہ کے حوالہ
کرنے پر کو کیا کا وکیل راضی نہ ہوا تو تینوں نقبوں میں شتابہ لگایا گیا دیوار بیچ
اڑنے سے راہ وسیع پیدا ہوئی اور سپہدار خاں اور راجہ جے سنگھ قلعہ
کے اندر گھس گئے۔ دیوجی قلعہ دار زندہ گرفتار ہوا کو کیا دیوگڈھ سے جو پندرہ کوس
پر تھا خاندوران خان سے ملنے آیا ڈیڑھ لاکھ روپیہ نقد اور سارے ہاتھی نر و ماد
ایک سو ستر حوالہ کیے۔ خدمتگاری اور فرمانبرداری اختیار کی اور وعدہ کیا ہر تین سال پر
چار لاکھ روپیہ خزانہ میں داخل کر دونگا۔ خاندوران نے حصن ناگپور اس کو حوالہ کیا
اور خود نواحی کالی بھینٹ میں آیا یہاں کے مرزبان بھیم سین سے ایک نر مادہ ہاتھی لیے

بادشاہ کا اجمیر سے اکبرآباد میں آنا اور قلعہ دھندھیر کی فتح

بادشاہ ۱۵ رجب کو اجمیر سے اکبرآباد کو چلا۔ ۲۸ رجب کو بادشاہ تالاب
کے کنارہ کے مکانات میں آیا وہ دو سال میں ایک لاکھ چالیس ہزار روپیہ
تیار ہوئے تھے سنگ سرخ سے بنائے گئے تھے اس سبب سے اس کا نام لال

رکھا گیا۔ اسی تاریخ راجہ بتھلداس معتمد خاں جو دھندھیرہ کے زمیندار کی مالش کو گئے تھے آئے۔ اونھوں نے جاکر حصار کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے مرزبان نے دق ہوکر پناہ لی اور معتمد خاں پاس آیا معتمد خاں اس کو بادشاہ پاس لایا۔ بادشاہ نے قلعہ جنیر میں اسکے قید ہونے کا حکم دیا۔ بادشاہ ۔ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد میں داخل ہوا قلعہ اکبرآباد میں جو عمارات تازہ بادشاہ کے حکم سے تعمیر ہوئیں اُن کی تفصیل یہ ہی کہ دولتخانہ خاص و عام بادشاہ سے پہلے اور اُسکی سلطنت میں بھی کچھ دنوں ایک ایوان پارچہ سے بنایا جاتا تھا پھر شاہجہاں نے اس کو چوبین بنوایا۔ اب وہ ۷۰ ذراع لمبا اور ساڑھے پچیس ذراع چوڑا سنگ سرخ کا بنایا گیا۔ مرمر کے صاروج سے سفید کیا گیا دولتخانہ خاص و عام کا جھروکہ پہلے کچھ تکلف کا نہ بنا ہوا تھا اب وہ سنگ مرمر کا بنایا گیا اور اسکی چاروں دیواروں میں رنگارنگ پتھروں کی پرچین کاری کی گئی اسکی چھت میں سونے کی منبت کاری کی گئی جھروکہ کے عقب میں دولتخانہ خاص بنایا گیا جسکی دیواریں اور چھت سنگ سرخ کی ہیں اور تمام پٹیالی کے چونہ سے کہ جلا و صفا میں سنگ مرمر کے چونہ سے بہتر ہی آئینہ نما بنائی گئیں دولتخانہ خاص جسکو خانہ طینی کہتے ہیں سنگ مرمر کا پندرہ گز طول میں اور نو گز عرض میں بنایا گیا یہ بادشاہی چالیس اونگل کا ہی اسکی دیواریں طرح طرح کے نقشوں سے آراستہ اور طلا سے مزین ہوئیں اُسکے دو جانب میں شہ نشین بنائے گئے ہر ایک کی چھت نیمکاسہ کی شکل تھی اسمیں طرح طرح کی رنگ آمیزی کی گئی اور اسکی چھت ہر ایک چوب پوش کی گئی اسکے اوپر چاندی لگائی گئی اور اسپر سونے کی منبت کاری کی گئی اسکے آگے ایک دیوان بہت بلند بنایا گیا وہ سراپا سنگ مرمر کا ہی ۲۶ گز طول میں اور ۱۱ گز عرض میں دوستونہ بنایا گیا ہی اس کے ازارہ کے تن میں منبت کاری کی گئی اور حاشیہ پر عقیق اور مرجان کی پرچین کاری۔ سقف اُسکی مثل خانہ چینی ہی اس عمارت کے نیچے تہ خانے ہیں اس کے در و دیوار میں بعض جا

آئینہ بندی کی گئی کچھ سونے سے اور کچھ طرح طرح کے رنگوں سے آراستہ کیا گیا۔ اس خانہ میں
دو حوض ہیں۔ آبشار چادری سے ایک بھرتا ہے اور اُس سے ایک نہر ۱۱ گز طول میں اور
ایک گز عرض میں جاری ہوتی ہے اور وہ دوسری حوض میں جو پہلے سے زیادہ وسیع
ہے گرتی ہے اس ایوان کا صحن طول میں اکتالیس ۴۱ گز ہے اور عرض ۲۹ گز اسکے نیچے گھر
ہیں اور اسی میں اشرفی خانہ ہے صحن مزبور کے مغرب میں ایک چبوترہ سنگ مرمر کا
جس پر موسم گرما میں آخر روز اور رات کو بادشاہ جلوس فرماتا ہے اور وہ مشرف ہے صحن
روئے زمین سے جو طول میں ۶۶ گز اور عرض ۵۵ گز ہے اور اسکے شرق میں ایک تخت
سنگ محک کا ہے جو دریائے جون پر مشرف ہے اور صحن پائین کے تین طرف عمارات
پتھر کی بلندی ہوئی ہیں جنمیں جواہر اور مرصع آلات رکھے جاتے ہیں اس صحن کے
میں ایک نشیمن منبت کاری کا ہے چتر کی مانند سنگ مرمر کا چار ستونوں پر اسمیں بادشاہ
زرین اورنگ پر جلوس کرتا ہے دولتخانہ خاص کے محاذی ایک ایوان ہے ۲۵ گز طول
ساڑھے پانچ گز عرض میں اسکے متصل حمام ہے جسمیں منازل متعددہ ہیں اسمیں اندر
صنعت گروں و ہنر وروں نے عجب صنعت پرچین کاری و آئینہ بندی و نبت
صنائع عجیبہ کی ہیں وسط خانہ میں ایک حوض کلاں بیسیج در پیچ ہے وہ آئینہ
کی مانند صاف ہے اسکے چاروں طرف فوارے چھوٹتے ہیں دریا کی
سرد خانہ و گرم خانہ میں جلبی آئینے ایسے لگائے ہیں کہ اس میں تمام
دریاض نظر آتے ہیں اور وہ حمام میں ایسے چسپاں کیے ہیں کہ زیب و زینت
گئی ہے۔ دولت خانہ خاص کے متصل ایک پہلی عمارت اکبر و جہانگیر کی بنوائی ہوئی
تھی اس کو مسمار کرا کے ایک اور عمارت سنگ مرمر کی بنائی ہے وہ مثمن خانہ پر مشتمل
ہے جس کا قطر آٹھ ذراع ہے جس کے اضلاع پنجگانہ دریا پر مشرف ہیں وہ
نگین اور دلنشین ہے اسکے تین غربی ضلعوں میں تین سنہ نشین ہیں اسکے آگے

یوان ہی اس عمارت کے اندر اور باہر پرچین کاری میں طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہیں
اس شاہ برج کے درمیان دو خانہ طینی ہیں جو گوناگوں نقوش طلائی سے مجلّی ہیں اسمیں
ایک ایوان ہی اسکے دو رویہ سنگ مرمر ہی اسمیں سونے کی نقاشی ہی بادشاہ
کی آرامگاہ ہی ایک ایوان ہی سنگ مرمر کا طول میں ۲۶ گز اور عرض میں ساڑھے
بیس گز اسکی دیوار ستونوں کی کرسی تک بنست اندود ہی اسکی جداول پرچین کاری کی
ہیں نہیں طرح طرح کے پتھر لگے ہوئے ہین اسکی سقف پر سونے کی بنت کاری ہی اس ایوان
کے پیچھے ایک مکان ہی سنگ مرمر کا طول میں پندرہ گز اور عرض میں ساڑھے آٹھ گز اسکی سقف
و دیوار ایوانی دیبا کا رنگ رکھتی ہی اور اسکی بنت میں صور و تماثیل منازل آسمانی کے نمونہ پر بنائی
گئی ہی اسکے دو جانب میں دو شہ نشین ہیں اور اس منزل اور شاہ برج کے وسط میں بنگلہ ورشن
سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی اور اسپر طلا کے نقوش ہیں پشت بام پر الواح طلا ایسے لگائے ہیں ع
کہ خلق زاں بد و خورشید در گمان افتد ۔ آرامگاہ کا صحن اسی گز مربع ہی اسمیں حوض
پندرہ گز طول میں اور ۹ گز عرض میں ہی اسی میں پانچ فوارے لگے ہوئے ہیں اس کے آگے
ایک آبشار چادری ہی اسکے آگے باغ ہی ۔ باغ میں ایک چبوترہ ہی ۔ باغ کی ساری
کیاریاں سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہیں ۔

آرامگاہ کے پہلو میں ایک ایوان ہی وہ گوناگوں نقوش سے منقش ہی اور وہ اس
عمارت کا جواب ہی جو شاہ برج اور آرامگاہ کے اوسط میں ہی ۔ ایوان طینی خانہ کے
عقب میں ایسی ہی رنگ آمیزی ہی جیسے کہ ایوان مشرقی میں اسکے صحن میں ایک بنگلہ
ہی جو دریاے جمن پر مشرف ہی اور وہ بنگلہ مبارک کا جواب ہی اور اسکے دو جانب میں
دو حجرے ہیں طلا اندود اور نقوش آمودان منازل سہ گانہ کی پشت بام نے الواح
طلا سے آرایش پائی ہی ۔

بادشاہ نے اگرچہ آغاز جلوس میں کل خلقت کو اپنے آگے سجدہ کرنیسے منع کردیا

بعض لوگوں کا موقوف ہونا بسبب صاحب کا محل

اور اُسکی جگہ زمین بوس مقرر کیا تھا مگر یہ زمین بوس بھی سجدہ کے مشابہ تھا۔ بادشاہ نے ان دنوں میں اس کو بھی معاف کر دیا۔ بجاے اسکے تسلیم چہارم مقرر کی اور حکم ہوا کہ بادشاہ کی طرف سے جو عنایت ہو اسکے شکریہ میں تسلیم چہارگانہ بجالائی جائیں صوبجات کے ناظم کے نام فرمان صادر ہوئے کہ جسوقت کوئی حکم وارد ہو یا کوئی اور عنایت شاہی ہو تو اس وقت بھی یہی طریقہ برتنا چاہیے۔ ۱۹ر شعبان کو وزن شمسی کا جشن ہوا۔

بادشاہ کی علالت

سوم شوال کو بادشاہ کو انصباب مادہ موئی اعضاء واسافل میں ہوا اور اس سے بہت تکلیف ہوئی دو مرتبہ خون نکالا گیا۔ بادشاہزادوں اور امیروں نے ہزاروں روپئے صدقہ میں دیئے۔ بادشاہ اونیس روز تک نہ دولت خانہ خاص وعام میں نہ دولت خانہ خاص میں تشریف فرما ہوا خوابگاہ میں بعض خاص امرا کو رونق کرتے تھے۔ بادشاہ ان کی خاطر پژدہ اور دلہا آزردہ کی تسکین کر دیتا تھا۔ علامی افضل خاں کو اپنے پاس طلب کرکے مہام ملکی کے کاموں کو سرانجام دیتا تھا۔

نوروز۔

۲۲ر شوال ۱۰۴۶ھ کو نوروز ہوا۔ بادشاہ نے بیماری کے اُنیس روز تکلیف اُٹھاکے تخت مرصع پر جلوس فرمایا۔ بادشاہزادوں اور امرا نے بہت روپئے برسم تصدق وایثار پیش کیے۔ بیگم صاحب نے ایک تخت ڈھائی لاکھ روپئے کی قیمت کا پیشکش میں دیا۔ غرض جیسی اس دفعہ لاکھوں روپیہ کی چیزیں پیش ہوئیں کبھی پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں نہ پیش ہوئی تھیں۔ ہمیشہ دامن کوہ کانگڑہ کے فوجدار کی کومک بھوپت سنگھ کیا کرتا تھا کچھ دنوں سے اُس نے فساد پر کمر باندھی اور ادائے خدمات میں قاصر ہوا دورنگی وناسپاسی کے لیے بیم وہراس لازم ہے جب فوجدار پاس آتا تو جمع کثیر کو ساتھ لاتا قلی خاں نے اُسکو اپنے پاس بلایا تو وہ بہت سے راجپوت سوار دیر

بھوپت وکلیان سنگھ کا مرزبان کہون کو دقاص جاجی مخاطب شاہ قلیخاں کا مارنا

بادشاہ کے احکام دین

بادشاہ نے فرمایا کہ دنیا کے کام بے مسامحہ و مصالحہ کے نہیں چلتے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مہمات و معاملات ترک مدارا اور عدم مواسات سے بگڑ جاتے ہیں جس سے ان کے متکفلوں کی خاطر پراگندہ ہوتی ہے حافظ نے اس مضمون کو خوب ادا کیا ع

سخت می گردد جہاں بر مردمان سخت گوش ❊ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہ احکام دین و اوامر شرع میں محض حق کو چاہتے تھے اور بعض امور میں اغماض ہر چند کہ ضروری ہوتا نہ فرماتے اس باعث سے شورش عظیم برپا ہوئی رفتہ رفتہ محاربہ و مقابلہ کی نوبت پہنچی تاریخوں میں اس کا ذکر ہے اس اثنا میں سید جلال بخاری نے بادشاہ سے عرض کیا کہ امیر المومنین کا قول ہے کہ دنیا دو پاؤں پر قائم ہے ایک حق دوسرا باطل۔ میں اس کو چاہتا ہوں کہ حق کے پاؤں پر قائم ہو مگر یہ بات اسکی چلی نہیں بادشاہ نے کہا کہ یہ نقل صحیح ہو تو شیخین اور آنحضرتؐ کے زمانہ میں ارتکاب باطل ہوا ہوگا یہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ ان کے زمانہ میں باطل نے رواج پایا ہو لوگوں نے اس کی توجیہات کیں مگر بادشاہ کو پسند نہ آئیں اور خود یہ توجیہہ بیان کی کہ اکمل کائنات و افضل ممکنات کے وجود سے دلوں کے آئینے زنگ خلاف سے مصفا ہو گئے تھے صفحات طبائع غبار خلاف سے معرا تھے اہل جہاں اس قافلہ سالار ہدایت و شمع شبستان رسالت کے اقوال و افعال کو جو محض حق و صواب بحت تھے سرمایہ حصول مآرب بناتے اور شاہراہ متابعت سے باہر نہ جاتے اور ایسی ہی شیخین کے عہد میں بسبب قرب زمانہ کے لوگوں کے دلوں پر یہی اثر رہا ان نفوس قدسیہ کے بعد زمانہ سے عدالت و سویت جن پر انتظام جہاں اور التیام اہل جہاں وابستہ ہے دور ہو گئے حضرت عثمان ذی النورین قتل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد میں سارے انتظام کا ڈھچر بگڑ گیا۔

شاہزادہ اورنگ زیب نظام الملک۔

غرہ ذی الحجہ کو اورنگ زیب دکن سے بادشاہ پاس آیا اور نظام الملک کو بھی دس رشتہ داروں کے ساتھ لایا جس کو دکنیوں نے اپنے ہنگامہ شورش کے لئے

نظام الملک بنایا تھا اور خان زماں نے ساہو سے لیکر اورنگ زیب کے حوالہ کیا تھا
بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ سید خان جہاں کے حوالہ ہو کہ وہ اس کو قلعہ گوالیار میں اور دو
نظام الملک کے ساتھ مقید رکھے جن میں سے ایک جہانگیر کے عہد میں احمد نگر کے فتح کے
بعد اور دوسرا دولت آباد کی فتح کے بعد قید ہوا تھا۔

دسویں کو بادشاہ عیدگاہ گیا۔ چودھویں کو راجہ جے سنگھ کو اپنے وطن انبیر جانے کے لئے
رخصت دی کہ آرام کرے۔ اس نے دکن کی مہمات میں کارہائے نمایاں کئے تھے اسکے ملک
میں خانہ زاد گھوڑے کی قیمت ایک ہزار روپیہ ہوگئی تھی اس لئے اس کو بیس گھوڑیاں دیں کہ
گھوڑوں کی نسل بڑھ جائے دکن میں خان زماں خاں کا انتقال ہوا جس کا بادشاہ کو
بڑا ملال ہوا اس تاریخ بادشاہ نے اپنا سفیر حسینی اور نامہ شاہ ایران کو روانہ کیا ہم اس
نامہ میں سے وہ چند فقرے نقل کرتے ہیں جن میں تمام فتوحات دکن اور جھار سنگھ
کے قتل کا خلاصہ آجاتا ہے۔

بعد حمد و نعت و القاب و آداب کے بادشاہ لکھتا ہے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ تمکو ہماری فتوحات
کی خبر سننے سے خوشی ہوگی۔ کیونکہ یگانگی اور دوستی کا مقتضا یہ ہے کہ دوست
کے اسباب مسرت کے حصول سے دوست مسرور ہوتے ہیں اس لئے ان ایام میں
جو فتوحات حاصل ہوئیں ان کو میں بیان کرتا ہوں دکن میں قلعہ دولت آباد فتح ہوا
تھا اس کے سیر کے لئے اکبر آباد سے میں دکن کو روانہ ہوا تھا اس ضمن میں یہ بھی منظور
تھا کہ جو ملک نظام الملک کے قبضے نہیں فتح ہوئے ہیں وہ بھی فتح ہو جائیں اور اس
سرحد کے معاملات کا انتظام ایسا کروں کہ اس طرف کی مہمات سے بالکل خاطر جمع
ہو جائے اور پھر اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہ رہے اس قلعہ کو دیکھ کر معلوم
ہوا کہ معلوم نہیں کہ اس طرح کا قلعہ کہیں اور بھی ہو۔ اے فرزند اگر یہ قلعہ
ملک کے قریب ہوتا تو میں تجھ ہی کو دیدیتا کہ تو خلقت غریب وضعت عجیب کا تماشا

شاہ ایران کا جو نامہ بادشاہ نے بھیجا ہے اسکے بعض فقرات جنمیں سال کے حالات و واقعات کا حال معلوم ہوتا ہے

دیکھے اے فرزند تجھ کو اسکا دیکھنا میسر نہیں ہوگا اسلئے میں اسکی تصویر بھیجتا ہوں اس تحریر کے
ارادہ کے اثنا میں یہ مجھے معلوم ہوا کہ بجھار سنگھ بندیلہ نے بغاوت اختیار کی جسکا باپ اچھ
نرسنگھ دیو تھا کہ وہ ملک و مال کے لحاظ سے اپنے اقران اور امثال میں ممتاز تھا وہ اپنے ملک
دولت بیشمار و کثرت پیادہ و سوار و قلاع استوار اور اپنے مرز و بوم کی قلب زمینوں پر اور اطراف
کی جنگلوں کی بیشی پر ایسا مغرور ہوا کہ یہ ارادہ کیا کہ دولت آباد اسکے ملک میں ہوکر جاؤں کہ اس
میں اس مہم کے سرانجام دینے سے فضیلت جہاد کا کتاب اور ثواب غزا کی تحصیل ہو اسلئے ۱۰ شہر
ربیع الثانی ۱۰۴۵ھ کو دار الخلافہ اکبر آباد سے روانہ ہوا اور تین طرف سے تین فوجیں روانہ کیں
ایک فوج کا سردار سید عبد اللہ خاں فیروز جنگ دوسری فوج کا سپہ سالار سید خاں دوران
بہادر اور تیسری سپہ کا سرلشکر سید خانجہاں تھا ان تینوں نجیب سیدوں نے بڑے شوق سے
مہمات کو انجام دیا۔ بجھار سنگھ کے ملک کے بیشہ میں تبر و تیشہ کی ضرب سے بیخ و ریشہ کو پراگندہ کیا اور اس
ملک کے پانچ قلعے سرسواری فتح کرلئے بجھار سنگھ بھاگتا بھاگتا دنیاداران دکن پاس گیا کہ انکی شفاعت
سے جان کی امان پائے۔ میر الشکر ایلغار کرکے قطب الملک کے ملک میں گیا جہاں بجھار سنگھ
تھا اس نے اُس کو اور اس کے بیٹے کو مار ڈالا اونکے سروں کو میرے پاس بھیجدیا اور اُسکے
اہل و عیال صغیر و کبیر کو اسیر کیا سوا جنس کے ایک کروڑ روپیہ اسکا خزانہ عامرہ میں داخل ہوا
بتخانوں کی جگہ مسجدیں بنائی گئیں صدائے ناقوس کا نعم البدل اذاں ہوئی۔ ماندو میں
میں نے ان امراء کو جاہ و منصب و انعام دے جنھوں نے ان مہمات میں کارہائے
نمایاں کئے تھے اور کوچ پر کوچ کرکے دولت آباد میں آیا اہل دکن نے باوجودیکہ
نظام الملک قلعہ گوالیار میں قید تھا ایک شخص کو نظام الملک بنالیا۔ اسکی امداد عادلخاں نے
کی جو دکن کے دنیا داروں میں سب سے زیادہ قوت و قدرت رکھتا تھا۔ انہوں نے
اس سرحد میں فتنہ و فساد کا غبار اُٹھایا اور اطراف کے قلعوں کو اپنے تصرف میں کیا
دولت آباد کے حوالی میں پہنچکر میں نے ۷۔ رمضان کو تین فوجیں بھیجیں ایک لشکر کی

خان دوراں بہادر اور دوسرے بسرکردگی سید خانجہاں اور تیسرے بیا فلیقی خاں ماں کہ نظام الملکیہ
یا فیوں کی سرکوبی کریں عادلخاں کو خردسالی اور کم خردی کے سبب یہ توفیق نہ ہوئی کہ بلا توقف و
تاخیر بندگی و فرمانبرداری کا طریق اختیار کرتا۔ اُسنے ارباب فساد کی امداد کی اسلئے اسکی تنبیہ بھی
ان فوجوں کو سپرد ہوئی۔ نظام الملکیہ گروہ میری فوجوں کے سامنے نہ ٹھیر سکا وہ عادلخاں کے
ملک میں آیا میر الشکر بھی عادلخاں کے ملک میں گیا اکثر اسکی آباد ولایت کو قتل و بند و تاخت و
تاراج سے بالکل خراب غارت کیا عادلخاں نے اپنے ملک کی خرابی میں اپنی خرابی حال پر
استدلال کیا اور اُس کو یقین ہوگیا کہ میرا گھر خراب ہوگا اور میرا حال بھی نظام الملک جیسا ہوگا غرض
نادم و پشیمان ہوکر حکموں کو قبول کیا۔ بیس لاکھ روپیہ کی پیشکش بھیجی ہمنے اسکی تقصیرات معاف کردیں اُسنے
چالیس لاکھ روپیہ اور نفیس جواہر و نادر مرصع آلات اور ایک سو فیل پیشکش میں ارسال کئے۔ بیس
ماہ صفر ۱۰۴۶ھ کو دولت آباد سے روانہ ہوا۔ ۱۸ شعبان کو اکبرآباد میں داخل ہوا۔ اس یورش میں ایک
سال کے اندر نقد و جنس پیش کشوں میں دنیا داران دکن اور زمینداران گونڈوانہ سے ڈیڑھ کرور
روپیہ اور چار سو ہاتھی سرکار خاصہ کو حاصل ہوئے اور ملک جسکی آمدنی قریب کروڑ روپیہ کے ہاتھ لگا
اور اکتیس قلعے مثل جنیر و دہرپ اور ترنبک اودسہ اودگیر وغیرہ سوائے نو قلعوں دولت آباد و قلعہ قندہار
وغیرہ کے فتح ہوئے۔ بعد اسکے نظام الملک کی مملکت میں سے ملک جسکا حاصل ایک کرور روپیہ تھا اور بیجاپور
دولت کے تصرف میں آیا ان دو یورشوں میں ملک نظام الملک و مملکت بندیلہ کے پینتالیس قلعے اور
ملک جس کا حاصل دو کروڑ روپیہ ہے حاصل ہوئے فقط اسی سال میں پادشاہزادہ اورنگ زیب کی
کہ خدائی کا جشن ہوا وہ شاہ نواز خاں پسر مرزا رستم صفوی کی بیٹی سے بیاہا گیا پہلے ایک لاکھ
ساٹھ ہزار روپیہ کی ساچق بھیجی گئی تھی اب دس لاکھ روپیہ شاہزادہ کو شادی کے خرچ کے
لئے مرحمت ہوئے اور چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا۔ ایسی دھوم دھام کی شادی ہوئی کہ
پہلے کمتر ہوئی تھی۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ جھار سنگھ کی اولادیں سے پرتھی راج کو معرکہ
کارزار سے بندیلے زندہ بھگا کے لے گئے تھے اُس نے اپنے نواح وطن میں جمعیت فراہم کی

اورنگ زیب کی شادی

بعض دہات میں ظلم کیا اور زیر دستوں کے آزار میں دست دراز کیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ اس بدنہاد کے ریشۂ فساد کو قلع اور اسکے شجرۂ حیات کو قطع کرے اور بعد اسکے وہ اپنے صوبہ مالوہ میں جائے اور شائستہ خاں کو اسکے باپ خانخاناں مرحوم کی جگہ دکن اور ملک نظام الملک کی صوبہ داری پر مقرر کیا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کے پہنچنے تک وہ بنا بتا کام کرے۔

پرتاب سنگھ زمیندار اجنیہ نے پادشاہ کی اطاعت سے سرتابی کی اور وہ ڈنون کے جنگل میں داخل ہوا پادشاہ نے عبداللہ خاں فیروز جنگ کو حکم دیا کہ صوبہ بہار سے کوچکیوں کو لیکر اس کی تنبیہ کرے۔ سردار نے اور ہمراہیوں کو ساتھ لیکر قلعہ ہوشیپور کو جو اس ملک میں حاکم نشین تھا محاصرہ کیا۔ یہ قلعہ مثلث کی شکل کاندی کے کنارہ پر بنا ہوا تھا اسکا نام ترہاگ (سہ برجہ) تھا۔ پرتاب سنگھ نے حصار کے استحکام و مصالح مدافعہ کے زیادتی پر نظر کرکے مدافعت کیلئے پیشقدمی ہر ہفتہ و ماہ میں بہت آدمی دونوطرف سے مارے گئے محمد یار بیگ کے دو بیٹے کہ مشہور شجاعت روشناس تھے شہید ہوئے۔ چھ مہینے کے محاصرہ کے بعد قلعہ مفتوح ہوا چند روز مورچہ حصار ارک میں پرتاب نے بے آبی سے تکلیف اٹھائی محصور رہا۔ آخر عجز سے پناہ مانگی اور زن و فرزند کی ہمراہ عبداللہ خاں پاس آیا۔ پادشاہ کے حکم سے پرتاب کو مکافات کردار میں وحشت سرائے عدم میں آوارہ کیا اس کی بیوی مسلمان ہوکر عبداللہ خاں کے نکاح میں آئی۔ ۳۶ ہاتھی اور پچاس گھوڑے واقعہ بعد تاراج کے جو سرکار میں ضبط ہوئے وہ پادشاہ پاس آئے۔ صوبہ ٹھٹہ کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دریائے شور کے قریب شہر اور قریے تھے۔ ان میں بارہ پہر برابر موسلا دھار مینہ برسا۔ بہت سے گھر گر گئے بہت آدمی اور دواب ہلاک ہوئے اور ہوا ایسی تند چلی کہ بڑے بڑے تنومند درختوں کو جڑ پیڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا اور تلاطم امواج نے بے شمار مچھلیاں کنارہ پر ڈال دیں بیسیوں خالی اور اسباب سے بھرے ہوئے تموج دریا سے ڈوب گئے اس سبب سے کشتی مالکوں کو بہت نقصان ہوا اور جس زمین پر ہوا کی شورش سے دریا کا پانی آیا

شورہ زار ہوگئی زراعت پذیر نہ رہی۔

دوم ربیع الثانی ۱۰۴۷ھ کو جشن وزن قمری ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا اور اڑتالیسواں شروع ہوا۔ اس سال میں برسات کے تین مہینے گذر گئے اور ذرا نیچہ نہیں برسا غلہ گراں ہوا اور ایک عالم کو تشویش ہوئی مکرر ارباب عدالت مع صلحا و فضلا و خاص و عام کے شہر سے باہر خانہ استسقا کے لئے گئے اگرچہ کچھ پانی برسا لیکن زمین کی پیاس نہ بجھی جشن کے روز مطلب بارش ہوئی اور زحمت خلق رحمت خالق سے مبدل ہوئی۔

دسویں کو میر جملہ میر بخشی جو جہانگیر کے عہد میں قطب الملک کے پاس سے ایران گیا اور وہاں سے آکر مراجعت کرکے خاندان امیر تیموریہ کے امرائے کے زمرہ میں داخل ہوا۔ لقوہ کے مرض سے مرگیا۔ اگرچہ وہ سیادت میں مرتبہ بلند رکھتا تھا لیکن خوش اخلاقی سے اس کو بہرہ نہ تھا معتمد خاں بخشی دوم اسکی جگہ مقرر ہوا۔

پادشاہ نے شاہزادہ اورنگ زیب کو ۲۳ تاریخ کو رخصت کیا۔ شاہزادہ نے ولایت بکلانہ کی درخواست کی کہ مجھے مرحمت ہو۔ پادشاہ نے اس کو عنایت کی اور فرمایا کہ دولت آباد پہنچکر بکلانہ لشکر بھیجنا اور اس کو فتح کرلینا۔ بکلانہ میں آب و ہوا میں اعتدال ہے۔ نہروں کے کنارہ پر درخت سایہ دار اور پھلدار بہت ہیں ۳۲ پرگنے سیر حاصل ہیں وہ ایک جانب سے خاندیس دکن سے اور دوسری سمت توابع سورت و گجرات سے ملا ہوا ہے اور سورت و دولت آباد کے وسط میں ساٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے یہاں زمیندار بھرجی ہے جو باون پیڑھی سے یہاں کا ارثاً راج کرتا چلا آتا ہے۔

پادشاہ نے پانچ لاکھ روپیہ بعد جلوس کے مکہ و مدینہ کے لئے نذر مانے تھے دو لاکھ پچیس ہزار پہلے روانہ کرچکا تھا اب اندنوں میں اعظم خاں صوبہ دار گجرات کو حکم دیا کہ ساٹھ ہزار روپیہ کا اسباب جو عرب میں فائدہ سے فروخت ہو حکیم ابو القاسم کو حوالہ کرے کہ وہ وہاں مستحقوں کو دیدے۔

جشن قمری وزن — میر جملہ — ولایت بکلانہ — مکہ و مدینہ بھیجنا

ظفر خاں صوبہ دار کشمیر کا تبت کی تسخیر کے لئے جانا

جہانگیر کا ارادہ تبت کی تسخیر کا پیش نہاد خاطر تھا۔ ہاشم خاں ولد قاسم خاں میر بحر حاکم کشمیر نے جہانگیر کے حکم سے زمینداروں کی سپاہ اور بہت سوار و پیادے جمع کئے۔ ہر چند ہاتھ پاؤں مارے کہ اس ملک میں داخل ہو مگر سوا مردم کشی کے کوئی اور کام نہ ہوا اور وہ پھر آیا ان دنوں میں شاہجہاں نے حکم دیا کہ ظفر خاں حارس کشمیر مع لشکر کے اس جگہ جائے اور ولایت تبت کو مسخر کرے۔ وہ آٹھ ہزار سوار اور پیادے جمع کر کے کرچی کی راہ سے چلا اور ایک ماہ کے عرصہ میں پرشکردو میں آیا جہاں سے ملک تبت کا آغاز ہوتا ہے اور آب نیلاب (سندھ) کی اس طرف ہے اور علی رائے نے حصار کے نزدیک ڈیرہ کیا۔ علی رائے پدر ابدال مزبان حال تبت نے دو پہاڑوں کے سروں پر بہت بڑے طولانی دو حصار استوار کئے تھے ان میں زیادہ بلند کھرپھوچہ مشہور تھا اور دوسرا پست کھچنہ ہر یک کی راہ ع چو گلوگاہ نائے وسینۂ چنگ ✤ قلعہ نشینوں کی آمد و رفت پہاڑ کے اوپر ہوتی تھی۔ ابدال قلعہ کھرپھوچہ میں متحصن ہوا اور محمد مراد اپنے وکیل کو جو اس کی مہمات کا ناظم تھا قلعہ کھچنہ کی حراست سپرد کی اور اہل و عیال کو قلعہ شکر میں جو پہاڑ پر آب نیلاب کی دوسری جانب تھا محفوظ کیا۔ ظفر خاں نے ان دو قلعوں کی رفعت متانت کو دیکھ کر محاصرہ و پیکار میں مصلحت نہ دیکھی اور یہ سوچا کہ تبت کی سپاہ و رعیت ابدال کی نا ہنجاری سے دل آزردہ ہو رہی ہے اس کو مدارا و مواسا سے اپنی طرف کرے اور حصار شکر کی کشائش اور ابدال کے اسیر کرنے کے لئے سپاہ معین کرے لشکر کے یہاں رہنے کے لئے کل مدت دو مہینے سے زیادہ نہیں ہے اگر اس سے زیادہ توقف ہو گا تو برف کی زیادتی سے راہیں مسدود ہو جائیں گی اس لئے اس نے میر فخر الدین کو فوج بلوچ اور چار ہزار سوار و پیادوں کے ساتھ قلعہ شکر پر بھیجا اور خود ابدال کے استیصال کے درپے ہوا۔ احسن خواہرزادہ ابدال کو جو پادشاہی ملازموں میں تھا اور کشمیر سے کچھ زمینداروں کو جو اس مرز بوم کے رہنے والوں سے آشنائی رکھتے تھے مقرر کیا کہ ترغیب و ترہیب سے یہاں کے گروہ کو شاہراہ اطاعت و انقیاد پر رہنمون ہوں

[illegible] اُس نے مداخل، مخارج کے بند کرنے کے لئے مقرر کئے۔ میر فخرالدین ساحل دریائے [illegible] پر آیا۔ چند کشتیاں ترتیب دیں۔ اہل تبت نے ایک دیوار سرراہ کھینچ رکھی تھی اور اُسکے [illegible] تفنگچیوں کے گروہ کو بٹھا رکھا تھا کہ افواج شاہی کو روکے میر نے آدھی رات کو دو ہزار [illegible] اہل تبت کی دلالت سے روانہ کئے تاکہ وہ راہ کو مخالفوں کے قبضہ سے نکال لیں۔ لشکر [illegible] نے مخالفوں کو مار کر بھگایا اور دریا کے پار اُتر کر قلعے کے نیچے آئے اور قلعہ کشائی کی [illegible] یاں کرنے لگے۔ دوسرے روز ابدال کا پندرہ برس کا لڑکا جو حصار کی حراست کرتا تھا [illegible] شاہی لشکر کو کم سمجھ کر اس سے لڑنے آیا۔ فرہاد بیگ نے کرکوہ میں سرراہ کو روکا اور بنگامۂ جنگ [illegible] رم کیا۔ فرہاد بیگ زخمی ہوا۔ ظفر خاں کے نوکر کچھ مقتول ہوئے مخالفوں نے اپنی ہاتھی [illegible] یں دیکھی وہ قلعہ کی طرف چلے گئے پادشاہی دلاوروں نے لشکر کے جنوبی دروازہ [illegible] باہر مورچے قائم کئے۔ پسر ابدال کے دل میں پادشاہی لشکر کا خوف ایسا بیٹھا کہ اسنے [illegible] پ کے عیال کا خیال کچھ نہ کیا۔ سیم وزر اور جو کچھ اپنے ساتھ لے جا سکا رات کو لیکر کاشغری [illegible] ہ سے بھاگ گیا ۲۹۔ ربیع الاول کو میر فخرالدین قلعہ میں داخل ہوا وہ اپنے لشکر [illegible] ٹ نہ روک سکا کہ ضبط اموال کرتا مگر ابدال کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیا اور پسر ابدال [illegible] پیچھے سپاہ بھی مگر وہ پسر ابدال کو نہ پکڑ سکے۔ کچھ سونا۔ چاندی۔ راہ میں پڑا تھا [illegible] کو لیکر واپس چلی آئی۔ ظفر خاں اس فتح کا حال سنکر قوی دل ہوا۔ کھرپھوچہ اور [illegible] کے قلعوں کی فتح کے لئے مستعد ہوا اس کے اشارہ سے اہل قلعہ کھچنہ کو جو غلہ و آذوقہ [illegible] سے مضطرب تھے اہل تبت نے ایسی پٹیاں پڑھائیں کہ قلعہ دار مع کل اہل قلعہ کے باہر آیا اور [illegible] قلعہ لشکر شاہی کو سپرد کر دیا۔ ابدال اپنے آدمیوں کی مخالفت سے اور قلعہ کے حوالہ کرنے [illegible] سے اور زن و فرزند کے گرفتار ہونے سے ایسا ڈرا کہ قلعہ کھرپھوچہ کو چھوڑ کر شادیاں [illegible] یال کی معرفت ظفر خاں پاس آیا۔ دوسرے دن ظفر خاں ابدال کی ہمراہ قلعہ کے [illegible] گیا اور وہاں پادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور لشکر میں چلا آیا

شہنشاہ کو اسکا مژدہ پہنچا۔ اس اثناء میں میر فخرالدین ابدال کے عیال کو اور وہ لاکھ روپیوں کو جو لوٹ سے بچے تھے لیکر آگیا، اور حبیب چک احمد چک کے زن و فرزند بھی ظفر خاں کی قید میں آگئے جو اعتقاد خاں کے زمانہ میں بہ سبب شورش انگیزی و فتنہ افزائی کے کشمیر سے تبت میں بھاگ آئے تھے اور ان دنوں میں ابدال نے ان کو کشمیر بھیجا تھا کہ وہاں فساد برپا کریں کہ لشکر شاہی پراگندہ خاطر ہو اور دوسرے حبیب چک نے بھی جو مرزا علی بیگ اکبر شاہی کی صوبہ داری میں تبتیوں کی پناہ میں آیا تھا پناہ مانگی اور ظفر خاں پاس آگیا۔ ظفر خاں نے اس خوف سے کہ برف کے پڑنے سے راہیں نہ بند ہو جائیں۔ یا کشمیر میں جو ابدال نے مفسد بھیجے ہیں وہ نہ فساد کریں ولایت تبت کو محمد مراد وکیل ابدال کو سپرد کر دیا اور سرکشوں کو ہمراہ لے کر مراجعت کی۔ نہ ملک کا کچھ انتظام کیا نہ ابدال کے مال کی تفتیش کی۔ جب بادشاہ کو اس مراجعت کا حال معلوم ہوا تو ظفر خاں کو فرمان بھیجا کہ جب ملک تسخیر ہو گیا تھا اور قلعے فتح ہو گئے تھے اور مرزبان ولایت اور اور سرکش تابع ہو گئے تھے تو بے ضبط مملکت و نظم حال رعیت جلد چلا آنا اور ملک کو ابدال کے وکیل کے سپرد کرنا پہلے اس سے کہ اسکے انقیاد پر اعتماد ہو خود نہ آنا اور رائے صواب گزین پسند نہیں کرتی۔ تبت کی دو عام راہیں ہیں ایک کرچ دوسری لارجن پر ظفر خاں نے آمد و رفت کی اگرچہ راہ کرچ کی مسافت چار منزل زیادہ راہ لار سے ہے اور زیادہ تر بلند پہاڑوں اور تنگ کتلوں میں ہے جس میں ایک سوار سے زیادہ نہیں چل سکتے مگر لار کی راہ کی نسبت اس میں سرد اور برف کمتر ہوتا ہے اس سبب سے اس راہ سے تبت میں جلد پہنچ جاتے ہیں راہ لار ہر چند تبت سے نزدیک ہے لیکن کثرت دوام برف و یخ کے سبب بہت تکلیف کے ساتھ گذر ہوتا ہے۔ ایک پہاڑ باذخ آدہ کردہ او پہاڑ بالکل برف سے ڈھکا رہتا ہے اور اس سے پانی جاری رہتا ہے اس سے مسافر مشکل سے گذرتے ہیں ہمواری کے سبب سے چند منزلیں آسانی سے

ذکر تبت کا حال

ہیں لیکن ایک کتل قیس کوس کشمیر سے ہے جسکی برابر سختی و دشواری راہ میں کہیں اور جہاں
یہ مساز نہیں بتاتے۔ رفعت میں وہ پیر پنجال کی برابر ہے رستہ ایسا بند ہے کہ سوار
ہو کر جانا دشوار ہے اور ان دونوں راہوں میں آذوقہ ملتا نہیں ظفر خاں اور اس کے
ہمراہی اتنا آذوقہ ساتھ لے گئے تھے کہ وہ کشمیر کی مراجعت تک کافی ہوا ملک تبت میں
سے پرگنے ہیں اور بیس قلعے پہاڑوں کی فروتی اور تنگی میدان کے سبب زراعت
ہوتی ہے اور حیوبات میں سے زیادہ تر جو و گندم وہاں پیدا ہوتے ہیں اگرچہ
اس ولایت کا انتظام نہ ہوا مگر خراج کی حقیقت پر پوری آگہی ہوگئی پورے سال کا
بیس ایک لاکھ روپے سے زائد نہیں۔ اس دیار میں ایک ندی ہے کہ وہاں قراضہار
طلا دستیاب ہوتے ہیں ہر سال اس کے اجارہ سے دو ہزار تولہ سونا حاصل ہوتا ہے
اسکی قیمت کم عیاری کے سبب سے سات روپیہ تولہ ہوتی ہے اکثر اثمار سرد سیری
سے زرد آلو و شفتالو و خربوزہ شیریں و لطیف انگور ہوتے ہیں یہاں کا سیب اندر اور
سے سرخ ہوتا ہے۔ توت خیار و زرد آلو و شفتالو و خربوزہ و انگور ایک موسم میں ہوتے ہیں۔

واقعات تیموری کہ بزبان ترکی میں تھی میر ابو طالب ترجمنی نے کتاب خانہ والی
سے لاکر فارسی میں ترجمہ کیا اس میں سے داستان نصائح خرد افزا جو صاحب قرآن
نے پیر محمد خلف مرزا جہانگیر کو کابل و غزنین و قندہار وغیرہ کی امارت کے وقت کیں
تھیں اور وہ اس کتاب میں درج تھیں وہ لکھ کر شاہزادہ اورنگ زیب کو بھیجیں جو صوبہ
دکن کے انتظام کو روانہ ہوا تھا اس کی نقل ہم کرتے ہیں اس وقت خاطر میں تیمور کے
آیا کہ کابلستان و حدود ہندوستان و نواحی غزنین و باختر و قندہار میں کوئی
فرزند بھیجا جائے کہ وہ ان ولایات کی تسخیر کا بندوبست کرے اس کے دل بمصلحت
اندیش میں آیا کہ کسی کارگار امیرزادہ کو یہ کار مفوض کروں پھر وہ یہ سوچا کہ مبادا
ہوائے سلطنت و استقلال اس کے دماغ میں آئے اگر کسی نوئین کو میں سپرد کروں تو

اس خیال محال سے اس کا مغز شورش میں آئے پھر امیر زادہ کا حال تو کیا ہو کچھ تامل کیا
کہ اس کے دل میں آیا کہ خدا تعالیٰ نے اُس کو سلطنت ارزانی کی ہے کس کا مقدور ہے کہ اس
سے مخالفت کرے اور نیروے بازو سے فتح پائے اس اثنا میں اُس نے کتاب
میں فال دیکھی تو یہ ابیات نکلیں۔ **ابیات**

چو دولت نہ بخشد سپہر بلند — نیاید بہ مردانگی در کمند
نہ سختی رسد از ضعیفی بہ مور — نہ شیراں بہ سر پنجہ خوردند زور
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد — اگر ناخدا جامہ بر تن درد

اسکی طبیعت ان اشعار آبدار سے شگفتہ ہوئی اُس نے اپنے دل سے کہا کہ ہندوستان کی
آب سندھ تک و غزنین و کابل کی حدود قندہار تک ہے کہ مملکت سلطان محمود غزنوی تھی پسندیدہ ہے
اسکو اپنے فرزندوں میں سے کسی کو میں سپرد کروں اگر وہ باغی بھی ہو جائیگا تو وہ اس کا ہی
ہوگا نہ کسی غیر کے جسد کا سفغہ اس ارادہ پر وہ راسخ ہوا اور امیر زادہ پیر محمد پر ایالت مذکور
جب تومنات و قشونات و ہزارجات کے سردار فراہم ہوئے۔ تیمور نے پیر محمد کو
اور اپنی ٹوپی اس کے سر پر رکھی فرنی خاصہ اس کو پہنائی اور اُس نے کہا کہ میں تجھ کو
چیزوں کی نصیحت کرتا ہوں اول جب تو تخت گاہ سلطان محمود غزنوی پر
اور اس کی مملکت پر فرمان روائی کرے تو مجھ کو اور اپنے تئیں نہ بھولنا اور اپنے
سے تجاوز نہ کرنا دوم ملک کے ہمسایوں کے حال سے غافل نہ ہونا سوم ضبط
و رعایت رعیت میں تساہل نہ کرنا کہ خدا تعالےٰ نے اپنا ملک اس لئے ہم کو
ہم زیردستوں اور مظلوموں کے حال سے آگاہ ہوں چہارم لشکر کے
میں کوشش کرنا جو تیرے پاس آئے اس کی نگہداری کرنا کہ خدا تعالیٰ
اس کی چٹھی لکھی ہے اگر کسی بہادر سپاہی کو جانے کہ وہ سپاہ گری میں جیسا کہ چاہئے
اور وہ تجھ سے اجازت اپنے کام چھوڑنے کی مانگے تو اسے رخصت نہ کرنا

حال پر ایسی توجہ کر کہ فارغ خیال ہو کر تیری خدمت کرے۔ سپاہی اپنی جان کو بیچتا ہے اور سربازی کرتا ہے خوب جان لے کہ ملک کا حصار سپاہ ہے نہ پشتگاہ۔ نجم دین مصطفوی کو رونق بخشے اور برخلاف اوامر و نواہی الٰہی کے کوئی کام نہ کر کہ قوام دولت اس کے ساتھ وابستہ ہے سادات و علماء و صلحاء کے ساتھ نیک معاشرت کر۔ شریروں و رزالوں سے اجتناب کر۔ اسی محفل میں ایک گروہ نوینوں کا لشکر گراں کے ساتھ اس کے ہمراہ کیا۔ تیمور نے ہر ایک امیر سے پوچھا کہ تیرے دل میں کیا ہے امیر قطب الدین نے جواب دیا کہ اگر میری پشت قائم ہو تو شکم پر چوب نہ کھاؤں گا۔ میری پشت و پناہ امیر ہے دوسرے کو میں نہیں جانتا اسلام خواجہ نے ظاہر کیا کہ اوضاع خانہ ایک ہیں اگر دو ہوں تو خانہ خراب ہوتا ہے۔ برات خواجہ نے گذارش کی کہ چراغ ایک ہے جس کی روشنی میں ہم راہ چلتے ہیں اور ہم امیر کو افروختہ چراغ جانتے ہیں اس کے سایہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ امیر علی خلجی نے بیان کیا کہ ہماری زندگی امیر کے بعد نہ ہو اس طرح ہر ایک نے لوازم اخلاص و اطاعت و خصائص اور تباعت اپنے اپنے ظاہر کئے اس وقت امیرزادہ نے معروض کیا کہ اگر میں امیر سے روگردانی کروں تو خدا تعالےٰ کے حکم سے سرتابی کروں اور اپنا دین کھوؤں تیمور نے کہا کہ میں نے اپنے ممالک کا چوتھا حصہ تجھے دیا ہے اور بھائی حقد و حسد سے تیرے حق میں باتیں بنائیں گے۔ چاہیئے کہ ہمیشہ فرد تنی و فاکساری کے آثار تجھ سے ظہور میں آئیں پھر تیمور نے اوسکو گلے لگایا اور رخصت کیا۔

واقعات سال یازدہم جلوس ۱۰۴۷ھ ۱۶۳۷ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۴۷ھ کو جلوس کا گیارہواں سال شروع ہوا۔ ہم رمضان کو شمسی وزن کا جشن ہوا۔

اور کریمداد سرحد نوحانی میں فروکش ہوا ان دنوں میں اوسات نفر کی ایک جماعت نے

اُسے بلایا اور یہ ارادہ کیا کہ تیراہ میں جاکر وہاں کے آدمیوں سے اتفاق کیجئے اور شورش و فساد مچانے
تیراہ کے آدمی بظاہر پادشاہ کی فرمان پذیری اور اطاعت میں اپنی نجات جانتے تھے اور باطن میں
مخالفت رکھتے تھے اور ملک تور و ادرک زئی و شاہ بیگ اور انکے بھائی بند پادشاہ کے مطیع ہوگئے تھے سو وہ
انکے دفع کرنیکے لیے بہانہ ڈھونڈھتے تھے سعید خاں حاکم کابل نے پندرہ ہزار پیادے کوہ پیما کہ مذارع شل
افاغنہ سے جمع کرکے راجہ جگت سنگھ دیردل خاں و عزت خاں اور بعض امراء کے ساتھ روانہ کئے
اور اپنے دو ہزار سوار تابین بہ سرکردگی یعقوب کشمیری وکیل کے بھیجے کہ وہ مخالفوں کی گوشمالی کریں اور
پرگنات بنگش کو بچائیں پہلے اس سے کہ لشکر شاہی حدود نغز میں آئے اس سرزمین کے بعض کوہ
نشینوں نے دست اندازی لشکر شاہی سے اپنے بال بچوں کے بچانیکے لیے برادر کریمداد کو جو
برادر کریمداد بلخ گیا تھا وہاں نذر محمد خاں والی بلخ کے اشارہ سے پوشیدہ قبائل نغز میں
آگیا تھا اور فساد برپا کرتا تھا اور اس گروہ کو خان مذکور کی موافقت کی ترغیب دیتا تھا
برادر میرک اوزک زئی کا بھائی کور کریمداد کے ساتھ یک رنگ تھا اسکو بھی مار ڈالا اس
نغز کے اکثر سردار لشکر شاہی ہے بنگش بالا میں آن ملے اور جب لشکر شاہی نغز میں داخل
تو بہت آدمی اس کے پادشاہی آدمیوں سے آن ملے مگر الوس لکن اور لکن وبیلہ کے
قبیلے کریمداد کے ساتھ رہے اور خوف کے مارے بھاگتے پھرے دشوار گذار پہاڑوں
تنگ دروں میں پناہ لے گئے لشکر شاہی نے ان کے غلہ کے انبار تاراج کئے اور
منازل و مساکن کو بیخ و بن سے اکھیڑا۔ پہاڑوں میں اُن پر اوپر سے برف و باراں
اور نیچے سے شمشیر آتش فشاں کا سیلاب پہنچا آخر کو برودت ہوا اور لشکر شاہی
آب تیغ سے مجبور ہوکر انہوں نے کریمداد کو مع اہل و عیال لشکر پادشاہی کے حوالہ
پادشاہ کے حکم سے کریمداد قتل ہوا۔

علی مردان خاں کا ہندوستان آنا اور قندہار اور قلعوں کا فتح

اسی سال کے واقعات عظیم میں سے علی مردان کا ہند میں آنا اور قندہار
اور اس کے متعلق اور قلعوں کا فتح ہونا ہے سو وہ بیان کیا جاتا ہے

[illegible] بادشاہ سے جب مرزا مظفر صفوی نے التجا کی تھی تو یہ قندہار کا حصار استوار خاندان امیر تیمور کے تصرف میں آیا تھا۔ شاہ عباس شاہ ایران جہانگیر سے کمال الفت اتحاد رکھتا تھا جہانگیر نے اپنا سفیر خاں عالم شاہ عباس کے پاس بھیجا۔ شاہ عباس نے اس سفیر کے ساتھ اپنا سفیر زنبیل بیگ جہانگیر پاس روانہ کیا اور نامہ و پیام میں قندہار کے حوالہ کرنے کی درخواست کی بطریق تواضع جو دوستی [illegible] کے عالم میں ہوتی ہے اس باب میں جہانگیر نے اپنے وزرا و امرا سے مشورہ کیا ایک جماعت نے صلاح دی کہ جس حال میں کہ قلعہ کے دینے میں محبت دیرینہ قائم ہمنی ہے کچھ مضائقہ نہیں ہے بعض نے اس کے برخلاف رہنمونی کی تو اس باب میں جہانگیر نے شاہجہاں سے مصلحت پوچھی اسکے جواب میں لکھا کہ ہرچند اس حصار کے تواضع کرنے میں سوائے التیام مورثی کے ازدیاد کے کوئی اور مدعا مرکوز خاطر نہیں ہے مگر دور و نزدیک ظاہر ہیں اس معنے کو عجز و فروتنی پر حمل کرینگے۔ جہانگیر نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ جواب عذر پذیر ایلچی کو دیا وہ یہ جانتا تھا کہ اس پاس کے جواب بھیجنے سے شاہ عباس کی رگ غیرت حرکت میں آئے گی اور وہ قندہار کے قلعوں کی تسخیر کے لئے فوج بھیجے گا عاقبت ہمنی کے سبب خان لودی صوبہ دار ملتان کو لکھا کہ بطور کمک کے قلعہ قندہار کو جائے۔ خان جہاں نے اپنی تن آسانی کے سبب سے قلعہ قندہار کے جانے میں کاہلی کی اور وہاں کی قلعہ داری کے لئے اپنی تحریر عبد العزیز خاں کے واسطے پادشاہ سے درخواست کی اور عرض کیا کہ بروقت ضرورت میں خود اسکی کمک کو جاؤنگا۔

جہانگیر نے اس کی ملتمس کو منظور کیا۔ زنبیل بیگ نے شاہ عباس کو اس ماجرے سے مطلع کیا وہ زمست کی گھات میں بیٹھا تھا۔ یہاں ۱۵ سنہ جہانگیری میں نور جہاں کے سبب سے جہانگیر و شاہجہاں کے درمیان نزاع شروع ہوا۔ شاہجہاں دوبارہ دکن گیا زنبیل بیگ سفیر ایران نے جس کو اب تک جہانگیر نے رخصت نہیں کیا تھا۔ پوشیدہ شاہ عباس بیگ کو لکھا کہ ان دنوں میں شاہزادہ دکن کو گیا ہوا ہے اور دکن کی

مہم میں مصروف ہو اگر قندہار کے لینے کا ارادہ دل میں ہو تو اس سے بہتر قابو پھر نہیں ملے گا شاہ نے
فرصت کو غنیمت جانا اور قندہار پر آیا عبدالعزیز خاں قلعہ دار مراتب پہ داری و کارگذاری مدارج ورزم آزمائی
و نبرد آزمائی سے بہرہ نہیں رکھتا تھا خانجہاں صوبہ دار ملتان کی کمک سے مایوس ہوا۔ ۴۵ دن کے محاصرہ
بعد شہر یور ۱۰۳۲ھ میں قلعہ سے باہر آیا۔ پادشاہ ایران سے ملا۔ اور قلعہ کو حوالہ کیا۔ پادشاہ نے عبدالعزیز
کو ہمراہیوں سمیت ہندوستان جانے کی اجازت دی۔ قندہار کا انتظام گنجعلی خاں کو سپرد کیا جو
وہ کرمان کی حکومت رکھتا تھا اور پادشاہ اس کو بابا کہتا تھا اور لکھتا تھا۔ جب گنجعلی خاں کا انتقال
ہوا تو اوس ولایت کا ناظم اس کا بیٹا علی مردان خاں مقرر ہوا۔ اس کو پادشاہ بابائے ثانی لکھتا
تھا۔ جب شاہجہاں پادشاہ ہوا تو اس کے دل میں قندہار کا خار چبھتا تھا وہ چاہتا تھا
کہ میں کابل جاؤں اور وہاں جا کر کسی شہزادہ کو اس کی فتح کے لئے بھیجوں۔ اس
اثنا میں افاغنہ کا فساد اور بندیلوں کی شورش انگیزی اور دکنیوں کی نفاق
گزینی پیش آئی اس لئے قندہار کی مہم میں توقف ہوا جب پادشاہ کی خاطر ان سب
مفسدوں سے فارغ ہوئی تو سعید خاں حاکم کابل کو فرمان بھیجا کہ ہم نے حصار قندہار
پر لشکر کشی کا ارادہ کیا ہے تم کو چاہئے کہ کابل و بنگش کے انتظام سے فارغ ہو
کوہ نشیں افغانوں کے فتنہ کو دور کر کے ایسے آمادہ رہو کہ جس وقت شاہزادہ جو عنقریب
معین ہوگا اس جانب روانہ ہو تو تم بھی اس جانب روانہ ہو اور کسی دوربین کو
کابلی کو قندہار بھیجو تاکہ وہ اس دیار کے حصار کی کیفیت اور لشکر کی کمیت پر آگاہ ہو
اور ہماری سلطنت کے اطوار پر بھی علی مردان خاں کو مطلع کرے۔ ہماری بندگی کی
طرف مائل کرے۔ سعید خاں نے صوبہ کابل کے مفسدوں کا علاج کر کے
ملقب بہ ذوالقدر خاں کو پوشیدہ علی مردان خاں کے پاس قندہار بھیجا
اوس نے اپنے پادشاہ کی فسحت مملکت و وسعت دولت و فراوانی اسباب حشمت
و بستگاہ و فزونی مواد حشمت و جاہ اور ہاتھی گھوڑوں کی کثرت اور خزانہ

سوقورہ وعساکر منصورہ اور آثارات فیروزی اور علامات بہروزی علی مردان سے بیان کیں اور
پادشاہ کے الطاف کا امیدوار کیا اور کہا کہ پادشاہ نے جس طرف عزیمت کی اس طرف ظفر ونصرت
ہوئی جس مملکت کو فتح کرنا چاہا وہ آرزو کے موافق تھوڑے دنوں میں آسانی سے حاصل ہوئی
اب تمکو چاہئے کہ پادشاہ کی اطاعت اختیار کرکے حصار قندہار کو پادشاہ کو حوالہ کرو۔ وہ پہلے
بھی اسکے خاندان کے قبضہ میں تھا اور خود پادشاہ پاس چلو ورنہ جلد لشکر شاہی سارے
کابلستان کو تسخیر کرلیگا۔ حاکم قندہار نے ذوالقدر کی خاطرداری کی اور اسکو رخصت کیا اور کہدیا کہ میں
اس مقدمہ کا جواب زبانی اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجتا ہوں۔ جہانگیر کے عہد میں ظفرخاں پسر
خواجہ ابوالحسن نے جو صوبہ کابل میں باپ کی نیابت کرتا تھا۔ علی مردان خاں کو کچھ تحائف بھیجے تھے
اسکی عوض میں خاں نے کوئی چیز نہیں بھیجی تھی ان دنوں میں اپنے معتمد علی بیگ کو روانہ کیا کہ
ظفرخاں پاس کچھ تحائف پہنچادے اور سعید خاں سے زبانی پاسخ گذاری کرے۔ خط میں اس
بات کا ذکر کچھ نہیں کیا۔ زبانی صوفیان ایران کے طریقہ کے موافق کہدیا کہ پھر ایسا پیغام نہ بھیجا جائے
پادشاہ نے اس جواب سے آشفتہ ہوکر قندہار کے تسخیر کے ارادہ سے سنہ ۱۰ جلوس
میں پنجاب کی طرف سفر کی ٹھیرائی تھی کہ وزیرخاں ناظم پنجاب کی عرضی آئین کہ اس جانب
غلہ کا قحط پڑرہا ہے پادشاہ نے رعایا کی تکلیف کی نظر سے دوسرے سال پر اس مہم کو
موقوف رکھا۔ جب علی مردان خاں کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ حصار کی حصانت میں
مصروف ہوا اور پہاڑ کی چوٹی پر ایک اور بلند قلعہ بنالیا جو قلعہ قندہار پر مشرف تھا اور شاہ
صفوی کو اطلاع دی کہ عنقریب ہندوستان کی سپاہ قندہار پر آنے والی ہے اگرچہ
اسباب قلعہ داری توپخانہ وآذوقہ اور اور ضروری چیزیں مہیا کرنے میں حصن کے امادہ
ہوا ہوں مگر پادشاہ اپنی کمک سے اہل قلعہ کو قوی کرے۔ شاہ صفی کی سرشت میں اصل
سخا کی تھی بعض بدخواہ امیر جو بظاہر میں اپنے تئیں خیرخواہ بتلاتے تھے علی مردان سے
تحفے تھے انہوں نے حسد سے جو اس دیرکہن کے ہزاروں گھروں کی خانہ برانداز ہے

پادشاہ کا مزاج اس سے منحرف کرا دیا اور اسکی جان کے لاگو ہوئے۔ علی مردان خاں کے اس
عریضہ سے انہوں نے پادشاہ کے خاطر نشان ایسی باتیں کیں کہ شرب مدام کے عالم میں پہلے سے
اور زیادہ آشفتہ ہوا اور بادہ پیمائی کے حال میں جس میں عقل سو جاتی ہے اپنی مجلس میں ہمنشینوں سے
بیان کیا کہ سامان و قوت کے بڑھ جانے سے علی مردان خاں خیالات فاسدہ رکھتا ہے اسکو سب
عیال کے مار کر اسکا مال ہاتھ میں لانا چاہئے۔ علی مردان خاں کو بھی بعض بعض اپنے خیر سگالوں کی
تحریر سے شاہ کے اس ناصواب قصد پر اطلاع ہوئی تو اُسنے سوچا کہ فرمانروائے ہندوستان نے تو
کی تسخیر کا ارادہ کیا ہے شاہ صفی نے بعض آدمیوں کے بہکانے سے نہ میرے نہ میرے باپ کے حقوق پر
خیال کیا ہے اور میرے جان و مال کے درپے ہوا ہے۔ میں کیوں اپنے تئیں معرض تلف میں
لاؤں اور شاہ ہمہاں جیسے پادشاہ سے مخالفت کروں اور لشکر قزلباش کی کمک کی
توقع کروں جو لشکر روم سے کئی دفعہ شکست پا چکا ہے اور شاہ صفی کی ہوا خواہی کروں
جو ایسا سفاک ہے کہ جس کی خونریزی سے کوئی سرائے ایسی نہیں ہے کہ نوحہ سرا نہ ہوا ور کوئی
کاشانہ ایسا نہیں کہ غم خانہ نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ میرے دل کی بات دفعتہً برملا نہ ہو
ظاہر میں پادشاہ ایران کی اطاعت کا طریقہ رکھوں اور پوشیدہ شاہ ہندوستان سے
اخلاص پیدا کروں اور رسل و رسائل کی راہ امراء کابل سے رکھوں۔ اغلب ہے کہ
شاہ ایران کو اُن پیغام سلام پر اطلاع ہوئی ہو جو سعید خاں حاکم کابل اور اس کے
درمیان ہوئے ہوں۔ اس لئے شاہ نے حکم دیا کہ علی مردان خاں اپنے بیٹے محمد علی کو جو
سترہ برس کا تھا بھیجے اُس نے اپنے بیٹے کو لائق پیشکش کے ساتھ بھیجدیا مگر اس پر بھی
پادشاہ کا سوء ظن حُسن ظن سے نہ بدلا اور اس کے خون کے قصد سے باز نہ آیا اس کو حیلہ
سے پکڑنا چاہا اس نیت سے سیاوُش قولر اقاسی کو جس کو پہلے مشہد بھیجا تھا۔ حکم دیا کہ
کو شتاب جائے اور اپنے پہنچنے سے پہلے علی مردان خاں کو لکھ بھیجے کہ ہندوستان کے
لشکر کی خبر سُنکر پادشاہ نے تیری کمک کے لئے مجھے بھیجا ہے اس کے

جب وہ قلعے میں پہنچے اور استحکام حصن سے فراغت حاصل کرے اور اگر ہو سکے تو علی مردانخاں
گرفتار کرکے حضور میں بھیجدے۔ نہیں امکان سرکاٹ کے صفاہان کو روانہ کرے اور شاہ نے
یک خط علی مردان کو لکھا جس میں مراحم شاہانہ اور ارسال کمک کا بیان کیا تاکہ اسکو غافل کرے مگر یہ
یہ رمز آگاہ دل کب ایسے دیوانوں سے سوتا تھا اس پاس جب سیاؤش کا نوشتہ آیا تو اس نے
جانب میں آنا مصلحت نہیں ہے اگر لشکر ہندوستان کے ورود سے پہلے تو قلعے کے اندر
یگا تو آدمیوں کی کثرت سے عسرت ہوگی اور اگر قلعہ سے باہر رہیگا تو یہ خوف ہے
فواج شاہی کے آنے پر اول تو پامال ہوگا سیاؤش نے اس کی بات کو نہ سنا
راہ میں آیا۔ قندہار کے قلعہ کے اندر آنے کے لئے دوبارہ علی مردان خاں کو لکھا
خان مذکور نے جواب دیا کہ بہتر یہ ہے کہ تو خراسان چلا جا جب تک میرے تن
سر اور بدن میں جان ہے میں تجھے قلعہ کے گرد نہیں آنے دوں گا جب
شاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے سیاؤش کو پہلے سے اور زیادہ تاکید
وہ قلعہ بست میں آیا۔ چونکہ وہ بالیقین جانتا تھا کہ فرماں روائے ایران سے
مردان بالکل برگشتہ ہوگیا ہے اور شاہ جہاں کے آدمیوں کی پناہ میں آگیا ہے
آگے بڑھ کر موضع کوشک نخود میں آگیا۔ مکر و تزویر سے کچھ قزلباشوں کو
مردان خاں سے روگردان کرکے اپنی طرف ملایا جس سے تمام اہل قلعہ کے حال
ایک تذبذب پیدا ہوا اور اختلاف آرائے جس سے کہ انتظام جاتا رہتا ہے
ہوا اور عذر و نفاق کی علامتیں بڑھتی گئیں ناگزیر علی مردان خاں نے
اس گروہ کو کہ سیاؤش سے یکتائی رکھتے تھے قلعہ سے نکال کر اس گروہ کے ساتھ
یگانگی رکھتے تھے محال بعیدہ میں بھیجدیا قلعے میں کچھ اپنے خویش صداقت نشان
نگہبان جانفشاں رکھے اس حال کے اندر ملک مغدو وجو مرزبانان قندہار کا
سر آمد اور اس کا بھائی کامران علی مردان کی طلب میں آئے ہوئے تھے

انہوں نے بطور مشورہ کے کہا کہ اگر آپ کو شاہجہاں کی متابعت و ہوا خواہی منظور ہے تو ہوقت
میں کہ رائے ایران آپ کی کین توزی اور خونریزی کے درپے ہے اور حصار نشینوں کے وفا
و فاق نے نفاق کی صورت پکڑی ہے صوبہ کابل کے امراء کو جنکی مدد جلد پہنچ سکتی ہے لکھنا چاہئے
کہ طلب کے وقت وہ آجائیں علی مردان خان نے مغدود کو اپنے پاس رکھا اور کامران کو بھیجا کہ غوث
قاقشال حاکم غزنیں اور سعید خاں کو آگاہ کرے کہ وہ ایک جمعیت کابل و غزنیں میں مہیا کریں
جسوقت میں اشارہ کروں وہ جلد آجائیں - اور بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ شاہ ایران نے
ایک مکار جماعت کی تحریک سے میرے اور میرے باپ کی خدمات پسندیدہ کو نظر اعتبار سے
گرا کر میری ہلاکت میں وہ کوشش کیا کرتا ہے ناچار میں حضور کی آستاں کو پناہ بناتا ہوں
چاہتا ہوں کہ قلعہ قندہار اولیاء دولت کو سپرد کروں اور خود حضور کی قدمبوسی کے لئے آؤں امید
ہوں کہ کسی اپنے بندے کو ایک لشکر کے ساتھ جو آمادہ پیکار ہو اس طرف رخصت فرمائیں کہ
جس قدر جلد ممکن ہو آنکر قلعہ پر متصرف ہو - یہ عرضداشت سعید خاں پاس پشاور بھیجی اور
لکھا کہ بہت جلد اس عرضداشت کو بادشاہ پاس بھیجکر التماس کرے کہ وہ منشور میرے پاس
بھیجدے جو میری نجات کا وسیلہ ہو - سعید خاں نے بادشاہ کے فرمان کا انتظار نہ کیا
خود اس جانب روانہ ہوا اور عوض خاں قاقشال کہ اوس کے نزدیک تھا اور قلیچ خاں
ملتان کو عرضداشت کے بھیجنے اور طلب لشکر پر مطلع کیا اور ان کو ترغیب دی کہ وہ حکم شاہی کے
منتظر نہ رہیں اور روانہ ہوں تاکہ اہل قلعہ کی جمعیت میں تفرقہ پیدا ہو اور میری خاطر گرانی سے
فارغ ہو - نہم شوال کو عوض خاں ہزار سواروں کے ساتھ غزنیں سے قندہار کی طرف
ہوا اور کابل سے عوض خاں کے بلانے سے محمد شیخ پسر محمد سعید بھی ہزار سواروں کے
ساتھ کابل سے چلا - ۲۱ - شوال کو عوض خاں قندہار پہنچ گیا اور علی مردان خاں نے
اس کو قلعہ کے اندر بلا لیا اور ۲۳ - شوال کو علی مردان خاں نے شاہجہاں کے نام کا خطبہ
پڑھوا دیا احمد بیگ اپنے ملازم کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی جس

بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی تھی اور حصار میں عوض خاں کے آنے کی اطلاع دی اور نواشرفیاں سکوک بادشاہ کے نام کی عرضداشت کے ساتھ بھیجیں۔ محمد شیخ خلف سعید خاں بھی ۲۵۔ شوال کو قندہار میں آگیا اور علی مردان خاں اسکو بھی قلعہ میں لے آیا اور بزم سرور وضیافت منعقد کی محمد امین قاضی قندہار کہ مکرر مکتوب سیاوش کو بھیجتا تھا اور اسکو اغوا کرتا تھا قتل کیا گیا اور حصار کے برج وبارہ بادشاہی آدمیوں کے سپرد ہوئے۔ سعید خاں نے علی مردان خاں کا عرضداشت اپنے عریضہ کے ساتھ اپنے ملازم رفیع اللہ کے ہاتھ بادشاہ کی خدمت میں بھیجی تھی اور فرمان کے آنے سے پہلے وہ پانچہزار سواروں کے ساتھ قندہار کو روانہ ہوا تھا۔ ۲۴۔ شوال کو رفیع اللہ بادشاہ کی خدمت میں پہنچا اور اس نے دونو عریضہ بادشاہ کے سامنے پیش کئے بادشاہ نے قلیچ خاں ناظم ملتان کو اضافہ منصب کرکے پنجہزاری ذات وپنجہزاری سوار دو ہزار سوار دو اسپہ وسہ اسپہ سے سرافراز کیا۔ قندہار کی صوبہ داری تفویض کی اور حکم دیا کہ لشکر ملتان کو لے کر قندہار جائے۔ یوسف محمد خاں تاشکندی حاکم بھکر اور جان نثار خاں حاکم سیوستان کو حکم ہوا کہ اس طرف سے قندہار روانہ ہوں بادشاہ نے رفیع اللہ کے ہاتھ سعید خاں پاس فرمان بھیجا کہ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تم میرے فرمان پہنچنے سے پہلے قندہار روانہ ہوئے ہوگے اور اگر نہ روانہ ہو تو بہت جلد روانہ ہو۔ افواج اس کی کمک کے لئے مقرر ہوگئی ہے شاہزادہ محمد شجاع بھی لشکر کے ساتھ روانہ ہونے کو ہے۔ بالفعل پانچ لاکھ روپیہ خزانہ کابل سے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اس میں سے ایک لاکھ روپیہ قندہار میں پہنچکر علی مردان خاں کو دو۔ یہ انعام ہم نے اس کو دیا ہے اور دو لاکھ روپیہ اپنے کاموں میں خرچ کرو اور باقی روپیہ اور بادشاہی بندوں کو احتیاج کے وقت بقدر ضرورت مساعدت کے طور پر اور ملک مغدود اور اس کے بھائی اور علی مردان خاں کے تابعین کو انعام کے طور پر دو۔ جب قلیچ خاں قندہار میں آجائے اور سیاوش سے اور آذوقہ کی گرداوری سے

اور تمام قلعہ داری کے سارے اسباب ضروری سے فراغت ہو تو حصار قلیچ خاں کے حوالہ کر
علی مردان کو اپنی ہمراہ کابل کو لاؤ اور پھر اسکو اپنے بیٹے محمد شیخ کی ہمراہ ہمارے پاس بھیجدو کہ
میں لڑائی کے لئے تیار بیٹھے رہو۔ جسوقت قزلباش کا لشکر حرکت کرے قلیچ خاں کی کمک کو
جاؤ بادشاہ نے محمد مراد بلدوز کے ہاتھ علی مردان خاں پاس فرمان اور خلعت بھیجا اور ملک منصب
کامراں کو بھی خیر خواہی کی عوض میں خلعت بھیجے چونکہ یہ احتمال تھا کہ قندہار کے تسخیر ہو جانیکی خبر شنکر
اس دیار کی طرف متوجہ ہوگا اس لئے شاہ نے شاہزادہ محمد شجاع کو بیس ہزار سواروں کے
روانہ کیا اور دس لاکھ روپیہ دیا اور زبانی فرمادیا کہ اگر شاہ صفی خود قندہار میں آئے تو تم
خود لشکر کے ساتھ جاکر معرکہ آرا ہونا اور اگر وہ امرار کے ساتھ لشکر بھیجے تو تم بھی
خاندوران خاں نصرت جنگ کی سرکردگی میں لشکر بھیجنا۔ وزیر خاں حاکم پنجاب کو حکم
کہ وہ غلہ کو پنجاب سے جمع کرکے کابل پہنچ بھیجتا رہے تاکہ راہ میں لشکر کو غلہ کی تنگی
اور شاہزادہ کے ہمراہ خود کابل جائے۔ سعید خاں پشاور سے ایلغار کرکے پا
روز میں کابل میں آیا۔ جلدی میں اسباب بیکار ضرورت سے زیادہ ساتھ
اور روانہ ہوا۔ کابل سے پندرہ کروہ پر نقدی بیگ کہ علی مردان خاں کی
عرضداشت بادشاہ پاس لئے جاتا تھا سعید خاں سے ملا اس نے علی مردان
خط اس کو دیا۔ علی مردان خاں کی خواہش یہ تھی کہ ذوالقدر خاں جس نے قند
میں آنکر اس کی یک روی و یک رنگی کی حقیقت اور اخلاص کی کیفیت دیکھی تھی
کے ہمراہ بادشاہ پاس جاکر اسکی عرضداشتیں بادشاہ کی نظر کے روبرو لائیں سعید خاں
ذوالقدر خاں کو نقدی بیگ کے ہمراہ بادشاہ پاس بھیجدیا اور ان کی ہمراہ اچھے
بھی جوزر مسکوک لایا تھا ساتھ کردیا۔ خود بہت جلد قندہار کو روانہ ہوا۔ جب وہ قلعہ
کے قریب آیا تو محمد شیخ کے مکاتیب سے معلوم ہوا کہ ساؤش کی کمک کو
کے حکام کچھ آئے ہیں اور قندہار سے چھ کروہ پر موضع سنجری

ترے ہیں اور کچھ قزلباش علی مردان خاں سے برگشتہ ہوکر اُس سے ملے ہیں اور قلعہ کے اندر جو انکی جماعت ہے اگرچہ ظاہر میں علی مردان خاں کے ساتھ وفاق واتفاق رکھتے ہیں لیکن مخفیہ وہ سیاؤش سے اتحاد رکھتے ہیں اور خط وکتابت کرتے ہیں اور قندہار میں آنے کی تحریص کرتے ہیں اور اپنی عادت وامداد سے قوی دل بناتے ہیں انہی کے مطابق علی مردانخاں کا نوشتہ بھی آیا۔ سعید خاں کوچ اور مقام میں خبرداری وہوشیاری کرتا ہوا ۱۷۔ ذیقعد کو حوالی قندہار میں آیا۔ علی مردان خاں استقبال کو گیا فرمان وخلعت سے مفتخر ہوا اور آداب تسلیم جطرح کہ ہندوستان میں متعارف ہے بجالایا۔ پادشاہ کا فرمان بھی شاہزادہ شاہ شجاع کی روانگی کا سعید خاں پاس آگیا تھا جس میں ساری ہدایتیں لشکر عراق سے محاربہ کے باب میں لکھی تھیں سیاؤش ان دنوں میں قندہار کے نواحی میں تھا اور اس نے سر راہ روک رکھی تھی کہ پادشاہی نوشتجات اس کے ہاتھ میں آئیں وہ اسکو ہاتھ لگتے تھے جس سے اسکی ہوش اُڑتے تھے وہ ان کو شاہ صفی کے پاس بھیجتا تھا۔ شاہ انکے مضمون سے مطلع ہوکر لشکر کے بھیجنے سے اور اپنے آنے سے باز رہا اس بات کے معلوم ہونے سے لشکر شاہی کے دل کو جمعیت ہوتی تھی۔

جب سعید خاں قندہار میں آیا تو اس نے دیکھا کہ اس ملک کے مرزبان اور اس کی رعایا مرافقت وموالفت میں ڈھل مل ہو رہی ہے تو وہ سمجھا کہ جب تک حوالی قندہار میں سیاؤش موجود رہیگا تو اس کے اغواسے لوگ فساد آمیزی اور فتنہ انگیزی سے باز نہیں آئینگے اور اہل ملک جیسی کہ چاہئے اطاعت نہیں کریں گے اور اس ملک کا انتظام دلخواہ نہ ہوگا اس نے دیکھا کہ اب اتنی فرصت نہیں ہے کہ یہ انتظار کیا جائے کہ قلیچ خاں ملتان سے اور یوسف محمد خاں بھکر سے اور جان نثار خاں سیوستان سے آجائیں اس نے علی مردان خاں سے استصواب کرکے یہ مقرر کیا کہ سیاؤش سے ہنگامہ جنگ گرم کیا جائے محمد شفیع کو جس کا خطاب خانہ زاد خاں تھا دو ہزار سواروں کے

قزلباشوں اور سعید خاں کی جنگ

ساتھ قلعہ کی نگہبانی کے لئے تعین کیا اور علی مردان خاں کے معتمدوں میں سے کچھ اسکے پاس چھوڑے
باقی تین ہزار کے قریب اپنی ہمراہ اُس نے لئے کہ مبادا وہ قلعہ میں فساد نہ کریں۔ اگرچہ علی مردانخاں
خود اس صف آرائی قتال میں شریک ہونا چاہتا تھا مگر اس سبب سے کہ اسکے نفاق پیشہ نوکروں میں
دو روئی اور دو رنگی تھی کہیں وہ زد و خورد کے وقت علی مردان خاں کو کوئی گزند نہ پہنچائیں اسکو
اس ارادہ سے باز رکھا اور سعید خاں ۲۶۔ ذیقعدہ کو آٹھ ہزار کے قریب سوار لیکر سیاوش سے
لڑنے گیا۔ جسکا لشکر گاہ موضع بخری میں تھا گردیں اسکے نشیب و فراز بہت تھی قول میں سعید خاں
خود رہا اور ہراول میں راجپوتوں کو مقرر کیا جس کا سردار راجہ جگت سنگھ تھا۔ اور محکم سنگھ
دگو پال سنگھ واوگرسین و رام سنگھ برادر اودوجگرام و گج سنگھ ولد بہاری داس
وہمت سنگھ و مبدنی مل بھدوریہ اور ایندر بھان اور اور صوبہ کابل کے کوکی راجپوت
تھے ان کے ساتھ چار سو برقنداز کئے۔ برانغار سادات بارہ و بخاری امرو
کو حوالہ کی ان میں سید ولی و سید عبد الواحد و سید محمد اسکا بھائی اور اور سید
تھے۔ جرانغار میں بسالت خاں و پردل خاں وغیرہ سردار تھے علی مردان خاں
کی فوج کا سردار حسین بیگ کو جو خان مذکور کا خویش تھا مقرر کیا۔ اس طرح یہ افواج
پسندیدہ آئین کے ساتھ روانہ ہوئیں سیاوش پاس بیرام علی خاں حاکم نشاپور
و خاندان قلی خاں حاکم فراہ و دولت علی سلطان حاکم خواف و یوسف سلطان
چمش گزک و صفی قلی سلطان قلعدار بست اور پانچ چھ ہزار سوار ہمراہ تھے اس نے
صف بندی کی اور قندہار سے ایک کروہ پر دونو لشکروں کی قراولی میں لڑائی
شروع ہوئی۔ اس اثنا میں قزلباش فوج سہ گانہ ہراول و برانغار و جرانغار
جلوریز ہوئیں۔ ہراول سے ہراول کی مٹ بھیڑ ہوئی اور برانغار طرح برانغار سے
روبرو ہوئی اور جرانغار علی مردان کے لشکر کے سامنے آئی۔ راجہ جگت سنگھ
نے ہراول کو مار کر بھگا دیا۔ عوض خاں نے طرح جرانغار کو بھگایا۔ فوج سیوم

شاہی مروان کے لشکر سے لڑی ۔ خان کے لشکر میں تزلزل ڈالا۔ مگر سعید خاں نے اُسے جا کر سنبھال لیا اور دشمن کے لشکر کو پراگندہ کر دیا۔ دشمنوں کا ایک گروہ مارا گیا اور باقی گھوڑوں کی تیز خرامی کے سبب سے میدان جنگ سے فرار ہوئے۔ اور آب ازعذاب تک کہیں نہیں ٹھیرے۔ اس سرزمین میں ہموار و شوار گذار کوہ سمجھے کہ وہ مانع تعاقب ہوگی اور یوں حیات و نجات ہوگی۔ سعید خاں بہادر خواہوں نے سوچا کہ آج کے کام کو کل پر نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اور شکست یافتہ دشمن کو مہلت نہیں دینی چاہئے آج ہی اس دریا سے گذرنا چاہئے۔ سو لشکر دریا سے اترا۔ دشمن اسے دیکھکر اموال و عیال چھوڑ کر بھاگا۔ اسکا سارا اسباب لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ سوا سیاوش کے توشک خانہ کے خیموں میں آگ لگ گئی تھی۔ رات ہوگئی اس لئے تعاقب نہ کیا گیا اور سیاوش کے خیموں میں لشکر نے شب گذاری۔ سیاوش آب ہیرمند پر پہنچا۔ وہاں نہ اسنے پریشانی میں کشتی تلاش کی نہ گھاٹ ڈھونڈا بے تکلیس چلا جسکے سبب سے اسکے ہمراہیوں کی ایک جماعت ڈوب گئی۔ لشکر شاہی کو یہ فتح نصیب ہوئی اور سعید خاں نے شادیانے بجوائے اور معاودت کی۔ ۸۔ ذیقعدہ کو بلدۂ قندہار کے باہر اپنا لشکر گاہ لگایا۔ سکان قندہار بلکہ سارے اہل دیار پادشاہی لشکر کے غلبہ سے خوش ہوئے جس کے سبب سے اُن کو قزلباشوں کے ظلم و تعدی سے رہائی ہوئی مساجد و معابد جنکے اوراد اوراذکار سوا سب اصحاب دشتم احباب کچھ اور نہ تھا۔ اب ان میں خلفاء راشدین کے مناقب بیان ہونے لگے۔ جب شاہجہاں کو سعید خاں کی عرضی سے اس فتح کی خبر ہوئی تو اس نے اس جنگ کے بہادروں کو خلعت و منصب و انعام عنایت کئے۔

صفدر خاں ایران سے مراجعت کر کے قندہار میں آیا تو اس نے سعید خاں سے کہا کہ لشکر شاہی نے جو قندہار فتح کر لیا ہے اس کے سبب سے شاہ صفی کو نہایت آشفتگی ہے اس نے مکرر یہ کہا کہ ایروان اور بغداد کا خیال میں چھوڑ سکتا ہوں لیکن تا مقدور میں قندہار کی تسخیر سے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا یہ بھی اس نے کہا کہ جانی خاں قورچی باشی کو اس کے بڑے معتبر امرا میں سے ہے لشکر عراق کے ساتھ عنقریب بھیجونگا کہ وہ لشکر خراسان کو

شاہ صفی کے لشکر کا قندہار کے سردار کے شکست کی خبر سننا اور سعید خاں کی تعلیمات و زمین داور کی فتح

ہمراہ لیکر قندہار پر چڑہائی کرے اس سبب سے کہ اس سال اوزبکوں نے خراسان پر تاخت نہیں کی
ہے ظن غالب ہے کہ جان خان حاکم ہرات بھی اسکے ہمراہ ہو اسواسطے سعید خاں نے قندہار سے
اقامت کو قرار دیا کہ اگر شاہ صفی لشکر روانہ کرے تو اس سے لڑے اور اگر وہ لشکر نہ بھیجے تو قلعہ بست
زمین داور کو فتح کرے۔ یہ حقیقت اُسنے بادشاہ کو بھی لکھ کر بھیجی اور اُسنے شاہزادہ محمد شاہ شجاع سے
معروض کیا کہ آپ کابل میں پہنچکر توقف کیجئے اور لشکر کے ایک گروہ اور توپخانہ کو اس طرف روانہ کیجئے
کہ مخالف گروہ اس لشکر کے آنے کی خبر سُنکر خراسان سے آنے کا ارادہ اس حالت میں بھی نہ کرے
کہ عراق سے لشکر آئے جب آپ کا لشکر زابلستان کے لشکر سے ملے گا اور آپ کابل کی سرزمین میں
تو لشکر جمعیت کے ساتھ قلعہ بست اور زمین داور کی فتح پر ہمت کریگا۔ سیاوش نے اپنے میں مقاومت
کی استطاعت نہ دیکھی۔ ادہر سُنا کہ سعید خاں کا ارادہ ہے کہ جب آب ہیرمند کا جوش
خروش کم ہو تو اس کا تعاقب کرے اور قلعوں کو فتح کرے تو اس نے حصار زمین داور
کو ان حدود کے مرزبان روشن سلطان کو سپرد کیا اور اپنے ہمراہ کے تفنگچیوں کو قلعہ
بست کی کمک کے لئے اور خاندان قلی حاکم فراہ کو قلعہ دار گرشک کی مدد کے واسطے بھیجا
اور خود اپنے اعوان و انصار کے ساتھ بھاگ گیا۔ جب سعید خاں کی عرضداشت سے
شاہجہاں کو حقیقت حال پر اطلاع ہوئی تو اُس نے حکم صادر فرمایا کہ قندہار میں توقف
کرکے قلعہ بست و زمین داور کو اور ولایت قندہار کے اور قلعوں کو فتح کرے
جب قلیچ خاں پہنچ جائے تو قلعہ قندہار اس کو سپرد کرکے علی مردان خاں کو اپنے بیٹے
خانہ زاد خاں (خطاب شیخ محمد) کے ساتھ ہمارے پاس روانہ کرے قلیچ خاں جب تو
قندہار میں آگیا تو ۱۸۔ ذی الحجہ کو علی مردان خاں قندہار سے باہر آن کر مقیم
سعید خاں نے اپنے بیٹے خانہ زاد خاں کو دو ہزار سواروں کو اوس کے
ساتھ کیا اور کابل کو روانہ کیا اور تب خاک میں شاہزادہ شجاع سے علی مردان خاں
مل کر پادشاہ کی ملازمت کے لئے روانہ ہوا۔ سعید خاں نے قلعوں کی فتح

حصار بست و زمین داور اور قلعوں کی فتح

سامان کیا اور آب ہیرمند کے سکوں کا منتظر بیٹھا۔ جب آب ہیرمند اُتر گیا تو سعید خاں بہادر ظفر جنگ نے
خسران سپاہ کو اشارہ کیا کہ اس وقت ربیع کی فصل تیار ہے اگر قلعہ بست و زمین داور اور قلعے چستی
چالاکی سے فتح نہ کئے جائیں گے تو غنیم غلوں کو کاٹ کر حصار میں لیجائینگے اور آذوقہ جو قلعہ داری کا
مدعا ہے اس کو وہ سرانجام کرلے گا اس صورت میں ہم اس سرزمین میں بے غلہ و علف ہوجائینگے
اور اگر قلعوں کا محاصرہ میسر بھی ہوگا تو دشواری ہوگی۔ قندہار کا آذوقہ جو اوج لشکر
میں خرچ ہونے سے کم ہوا ہے اس کا پورا بغیر اس غلے کے ہاتھ آنے کے نہیں پڑے گا
اس سے قلعہ نشینوں کو اضطرار و اضطراب ہوگا۔ وقت تنگ اور فرصت بے درنگ ہے
اس لئے کابل سے کمک آنے سے پہلے ان تین قلعوں بست و زمین داور اور گرشک کو
فتح کرلینا چاہئے جو کوئی ان میں سے یک دلی سے اطاعت اختیار کرے اس کے جان
و مال کو اماں دی جائے۔ جس قلعہ پر قابو ملے فتح کیا جائے اور باقی قلعوں کو مقتضائے
وقت پر چھوڑ دیا جائے اس نے اپنی اس رائے صواب کے موافق راجہ جگت سنگھ کو
اسلام خاں و عوض خاں و عزت خاں و ہمت خاں و شاد خاں اور مغلوں و
پٹھانوں کی جماعت کو اور ملک مغدود کو مع تمام زمینداروں کے اور تمام سادات
بنگش و کابل کے راجپوتوں کو اور اپنے وکیل یعقوب کو اور اپنی فوج کے تابینوں
اور مرزا محمد غوثی قلیچ خاں کو واحدیوں و توپ خانہ اور اور ادوات قلعہ گیری
کے ۔۔۔ محرم ۱۰۴۸ھ کو رخصت کیا خود مع اپنے بیٹوں کے اور جماعت تابینوں
کے کاسید اس بخشی صوبہ کابل کے احمال و اثقال سمیت قندہار سے
عزیمت کی۔ یوسف محمد خاں و جان نثار خاں کو بھی روانہ کیا۔ جب یہ لشکر
منزل کشک نخود میں آیا تو معلوم ہوا کہ مخالف یہ چاہتے ہیں کہ قلعوں کے محال
کا غلہ کاٹ کے حصاروں کے اندر لے جائیں آپس میں استصواب کرکے پردلخاں
و ہمت خاں و شاد خاں و علاول ترین و حیات ترین مع سعید خاں کے

تابینوں واحدیوں کے قلعہ بست کی طرف روانہ ہوئے اور راجہ جگت سنگھ و یوسف محمد خاں
وعوض خاں وجان نثار و مرزا محمد دوسری جماعت کے ساتھ زمین داور کی طرف روانہ ہوئے
اثنار راہ میں راجہ جگت سنگھ نے ایک ہزار سوار اور دو ہزار راجپوت پیادہ سے اور قلیچ خاں کے
آدمی قلعہ کے ساربان پر اپنے سے پہلے بھیجے۔ انہوں نے قلعہ کو فتح کیا۔ اس نے
شب سے دوپہر دن تک کارزار و آتشبازی کی انجام کار راجپوتوں نے ہ جاں کے بدلہ
کو زندگی کے بدلہ میں خریدنے کو اور زندگی و ناموس کے لئے پہنچے کہ
آگے دوڑے کچھ مرے مگر قلعہ کے دروازہ کو آگ لگا کے اس کے اندر داخل ہوگئے اور سب کو
ہلاک کیا ایک سو چالیس عراقی گھوڑے اور کل اسباب جو حصار میں تھا ان کے ہاتھ آیا تیس راجپوت
مقتول ہوئے اور چند زخمی ہوئے۔ راجہ جگت سنگھ نے اس قلعہ کا اسباب اور گھوڑے
کو دیدئے۔ زمین داور سے جو کوچک ساربان قلعہ کے لئے آئی تھی اس کو
جگت سنگھ نے ایک جماعت کو بھیجکر راہ میں سے بھگا دیا۔

قلعہ ہیرمنداب جو نواحی گرشک میں تھا آسانی سے فتح ہوگیا۔ قلیچ خاں نے
کو قلعہ کشک نخود کی حراست کے لئے بھیجا تھا اس نے تین سو آدمی یہاں کے اپنے
متفق کئے اور قلعہ ہیرمنداب کو لے لیا اور قلعہ دار کو زندہ گرفتار کیا اور اس کا کام تمام
کیا۔ ۱۲۔ صفر کو قلعہ زمین داور کو سب طرف سے لشکر شاہی نے گھیر لیا ایک دن تو
حصار نے حوالی حصار میں آن کر تفنگ اندازی کی مگر لشکر شاہی نے اس کو ہٹا کر حصار
کے اندر کر دیا راجہ جگت سنگھ نے قلعہ کے دروازہ کے گرد مورچہ بل کا اہتمام کیا
آدمیوں کو اور گیارہ مورچوں کا اہتمام اور آدمیوں کو حوالہ کیا۔ قلعہ گزینوں نے
قلعہ داری کی کثرت کے سبب سے توپ و تفنگ چلائے۔ حقہ و سنگ مارے۔ لشکر شاہی
نقب لگائے۔ سرکوب بنائے۔ قندہار میں خبر آئی کہ سران لشکر میں جیسی کہ موافقت
نہیں ہے تو سعید خاں بہادر ظفر جنگ نے چاہا کہ وہاں خود جائے مگر قلیچ خاں

کہ اس ولایت کا نظم و نسق و صوبہ داری مجھے سپرد ہے میں قلعہ کی حراست اپنے تابینوں کے
سپرد کر کے خود جاتا ہوں وہ ۱۸۔ صفر کو زمین داور کی طرف گیا اسکے آنے سے سپاہ کا دل قوی ہوا
اس روز بہانی کے پیشوا نے اور حدود خراسان کے لشکر نے جو اس محکمہ میں تھے روشن سلطان
کو نصیحت کر کے اطاعت کی ہدایت کی اسنے اپنے معتمد کو بھیجکر پناہ مانگی قلیچ خاں نے امان نامہ اپنی
مہر لگا کے بھیجا۔ ۲۰۔ ربیع الاول کو بیس روز کے محاصرہ کے بعد روشن سلطان حصار سے باہر قلیچ خاں
پاس آیا۔ قلیچ خاں نے قلعہ کی نگہبانی اپنے نوکر فولاد بیگ کو سپرد کی اور خود قلعہ بست اور قلعونکی
تسخیر کے لئے روانہ ہوا۔ ۱۴۔ ربیع الاول اس استوار حصار کے پاس آیا اور اسکے گرد اٹھارہ مورچال قائم
کئے۔ رات دن نقب لگائے حصار نشینوں نے بھی مقاومت و مدافعت میں بڑی کوشش کی۔ لشکر
شاہی جو نقب لگاتا اس کو وہ پورا نہ ہونے دیتے اور سنگ و تفنگ و آلات آتشبازی
اور ادوات جنگ کو کام میں لاتے۔ اور قلعہ کے اندر آنے کی راہ مسدود کرتے
تھے کو ۷۔ ربیع الثانی کو قلیچ خاں کی نقب کے اڑنے نے ایک وسیع راہ قلعہ میں جانے
کی پیدا کر دی اور لشکر شاہی اس راہ سے داخل ہوا گو ان کے سر پر آتشبازی
کی بارش ہوئی۔ پادشاہی سو آدمی مارے گئے اور تین سو زخمی ہوئے دشمن بھاگ کر
قلعہ میں گئے۔ لشکر شاہی نے باہر کے قلعہ اور چار سو گھوڑوں اور غنیمت پر قبضہ کیا
یوسف خاں قلعہ دار تنگی ارک اور کمی آب کے سبب سے کہ صرف ایک کنواں تھا کچھ آدمیوں
کے ساتھ حصاری ہوا۔ ارک کا استحکام شیر حاجی پر موقوف تھا اس کو گھیر لیا اور اس کے
نیچے نقب لگائی۔ اہل قلعہ نے شیر حاجی کے اندر خندق کھودی اور خندق کے اطراف
تختہ و چوب سے اور ٹوکروں میں خاک بھر کے ایک دیوار کھڑی کی اور تفنگ چلانے کے لئے
رخنے بنائے تاکہ دیوار شیر حاجی کے اڑنے کے بعد ان کی پناہ میں لڑیں۔ ۲۲۔ ربیع الثانی
لشکر شاہی نے تین نقبیں اڑائیں۔ ایک راجہ جگت سنگھ نے دوسری عوض خاں
نے تیسری مرزا محمدؐ نے راجہ کی نقب سے ایک برج مع دروازہ کے اڑ گیا۔ اور باقی

نقبوں سے اور دو برج اُڑ گئے۔ لشکر شاہی نے دشمن کی آتشبازی کا خیال کچھ نہ کیا اور موہوں پر سپر لگا کے دیوار چوب بست پر پہنچے۔ محراب خاں نے ناچار ہو کر زینہار مانگی۔ امان نامہ بھیجا گیا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو لشکر شاہی کو ارک ہاتھ لگ گیا۔ محراب خاں کو قلیج خاں نے ایک روز مہمان رکھکر ایران روانہ کر دیا اسی زمانہ میں قلعہ گرشک بھی فتح ہو گیا جسکی تفصیل یہ ہے کہ بست کے محاصرہ کے درمیان اس سرزمین کے آدمیوں سے معلوم ہوا کہ گرشک سے دس فرسنگ پر قلعہ فولاد ہے اور بست سے بارہ فرسخ قلعہ ولی چک ہے ان دونوں قلعوں میں چار فرسخ کا فاصلہ ہے بالفعل وہ فراہ سے متعلق ہیں مگر کسی زمانہ میں قندہار سے متعلق تھے۔ قلیج خاں نے احشام ملکی و یاختری و دنکلی کو کہ پاسوخانہ رکھتے تھے ایسی تسلی دی اور خلعت پنھا کے پادشاہ کی عنایتوں کا امیدوار کیا کہ ان قبائل کے پیشوایوں نے قلیج خاں کے تابینیوں کی ایک جماعت کو ہمراہ لے کر اور نوقلعے خاندان قلی حاکم فراہ کے تصرف سے نکال کر ان کے حوالے کئے سیاوش نے انکو صفی قلی خاں محافظ گرشک کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا۔ جب اس کو اس طرح ان دو قلعوں کے نکلجانے کی اور محراب خاں قلعہ دار بست کے حال کی اور فراہ کی طرف لشکر کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ گرشک کی حراست کو چھوڑ کر صفی قلی خاں اور اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لیکر فراہ کو گیا۔ قلیج خاں کے آدمی قلعہ گرشک میں گئے۔ غرض تمام ولایت قندہار اور اس کے ساٹھ قلعے پادشاہی لشکر کے قبضہ میں آئے۔ بنگالہ کی سمت شمال میں دو ولایتیں آباد ہیں ایک کوچ ہاجو دریائے برہم پتر پر ہے یہ دریا بہت بڑا ہے اس کا عرض دو کروہ ہے اور ولایت آسام کے وسط سے بنگالہ میں آتا ہے وہاں سے جہانگیر نگر (ڈھاکہ) ایک ماہ کی راہ ہے دوسری ولایت کوچ بہار ہے کہ اس دریا سے بہت دور ہے اس ولایت سے بیس روز میں جہانگیر نگر میں داخل ہوتے ہیں یہ دونو ولایتیں یہیں کے مرزبانوں کے تصرف میں تھیں جہانگیر کی اوائل سلطنت میں کوچ ہاجو میں پری چھت اور کوچ بہار میں پری چھت کے دادا کا بھائی

مرزا سکو حاجو کی سرکشی اور فتوحات لشکر شاہی

لچھمی نراین فرمانروا تھا۔ جب شاہجہاں نے شہ جلوس جہانگیری میں علاء الدین فتحپوری ملقب بہ اسلام خاں کو مہمات بنگالہ کا انتظام سپرد ہوا تو رگھناتھ زمیندار پرگنہ سونگ اس پاس آیا اور یہ فریاد لایا کہ پرچھت نے اسکی عورتوں اور فرزندوں کو زبردستی قید کر لیا ہے رگھناتھ کی گفتار اور کردار سے بالکل راستی ظاہر ہوتی تھی ان ایام میں لچھمی نراین پادشاہ کی فرمان پذیری کا اظہار کرتا تھا اور شیخ علاء الدین کو کوچ ہاجو کی فتح پر برانگیختہ کرتا تھا اس نے مکرم خاں خلف معظم خاں پسر خویش اور شیخ کمال اپنے نوکروں کے سردار کو چھ ہزار سواروں اور دس بارہ ہزار پیادوں اور پانچ سو ہاری بیگاری کے ساتھ پری چھت کی گوشمالی اور اس کی ولایت کی تسخیر کے لئے بھیجا جب لشکر شاہی موضع ہتسلا میں آیا جہاں سے ولایت کوچ ہاجو کا آغاز ہوتا ہے تو شیخ کمال نہایت احتیاط سے دو کروہ چلتا اور جہاں منزل ہوتی اس سرزمین کی سپاہ کے دستور کے موافق لشکر کے گرد نے و خاک جمع کر کے اس کی محافظت میں کوشش کرتا اس طرح قطع منازل کر کے وہ حصار دھوپری پر پہنچا یہ قلعہ دریائے برہم پتر کے کنارہ پر تھا اور پری چھت نے پانچ سو سوار اور دس ہزار پیادے اس قلعہ کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تھے اس نے اس حصار کا محاصرہ کیا ایک مہینے تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی اور آخر کو قلعہ فتح ہو گیا۔ پری چھت نے اپنی قرارگاہ موضع کھیلہ سے لشکر شاہی کے پاس اپنا وکیل بھیجا اور پیش کش میں سو ہاتھی سو ٹانگن اور بیس من تحفہ دئے اور رگھناتھ کے اہل و عیال کو پادشاہی آدمیوں کے حوالہ کرنے کے وعدہ پر صلح چاہی مکرم خاں و شیخ کمال نے اس کی درخواستوں کو منظور کر کے علاء الدین کو لکھا ہنوز انکا جواب نہ آیا تھا کہ پری چھت نے موعود اشیاء پہنچا دیں اس اثناء میں ناظم بنگالہ کا نوشتہ آیا کہ جب تک ولایت کوچ اور پری چھت ہاتھ نہ آئیں قتل و قید کرنے سے ہاتھ نہ اٹھائیں لشکر شاہی نے برسات کے ختم ہونے تک دھوپری میں توقف

کیا۔ جب پانیوں کی کمی ہوئی تو پرمجیت بیس ہاتھی اور چار سو کے قریب سوار اور دس ہزار پیادے ایک حصار دہوپری کی طرف روانہ ہوا اس کے ناگہاں یہاں آنے سے لشکر شاہی میں اضطراب پیدا ہوا قریب تھا کہ مخالف حصار کو لے لیتا مگر کرم خاں اور شیخ کمال نے سپاہ کو جنگ پیکار میں ایسا گرم کیا کہ اہل لشکر نے ان کر ہاتھیوں کو جو دوڑ کر دیوار قلعہ پاس آ گئے تھے تلواریں اور نیزہ مار کر بھگا دیا اور مخالف کی فوج شکست پاکر کھیلہ میں گئی لشکر شاہی بھی دہوپری کی طرف مالش کے لئے روانہ ہوا جب آب ہوا نہ۔ گجادہر پر یہ لشکر آیا تو پرمجیت بہت سی کشتیاں لیکر کارزار پر آمادہ ہوا اور سطح آب پر بادشاہی کشتیوں سے آتش جدال کو دشمن کیا آخر کو نہ لڑ سکا اور پادشاہی بہادروں کو کشتیاں دیکر خشکی میں بھاگ گیا جب کھیلہ میں آیا تو اس کو معلوم ہوا کہ بھی نراین لشکر شاہی سے یک رو ہو کر دوسری جانب سے اس کے سر پر آتا ہے تو ناچار یہاں سے نکل کر بدہ نگر میں دریائے بناس کے پر آیا۔ لشکر شاہی دو روز میں کھیلہ میں آیا اور صبح کو بناس کے کنارہ پر اس اثنا میں پری چھت کا وکیل یہ پیغام لایا کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہے افسران لشکر سے ملنا چاہتا ہے۔ شیخ کمال اس پاس گیا اور اس کو مع اموال اور افیال کر پاس لایا۔ پری چھت کا بھائی بلدیو فرار ہوا اور اپنے رشتہ دار سرگ دیو زمین اسام کے پاس چلا گیا اس سبب سے ولایت کوچ ہاجو کا ہر حصہ بادشاہی تصرف میں آیا شیخ علاء الدین کے اشارہ سے مکرم خاں نے اپنے بھائی کو کھیلہ میں تعین اور شیخ کمال پری چھت کو اموال سمیت جہانگیر نگر لے گیا مگر یہ اتفاق پیش آیا کہ مکرم خاں حوالی جہانگیر میں آیا کہ شیخ علاء الدین کا انتقال ہوا اس کے ہوشنگ اس کا جانشین ہوا۔ مکرم خاں نے پادشاہ سے عرض حال کیا اس فرمان پرمجیت کو اپنے پاس بلانے کا بھیجا۔ مکرم خاں کوچ ہاجو کی محافظت کے مقرر ہوا مگر وہ ناظم بنگالہ سے خفا ہو کر پادشاہ پاس چلا آیا شیخ قاسم نے

سید ابابکر کو دس بارہ ہزار سوار اور پیادوں اور چار سو سواری بیگاریوں کے ساتھ روانہ کیا کہ کوچ ہاجو کی ولایتوں کو ضبط کرکے ملک آشام کی تسخیر میں مشغول ہو یہ لشکر ہاجو میں آیا۔ برسات یہیں کاٹی پھر آشام میں گیا وہاں آشامیوں نے لشکر شاہی پر شب خون مارا۔ بڑی شکست دی اور بہت آدمیوں کو مارا۔

آشام (آسام) کی ولایت کی ایک طرف کوچ ہاجو سے پیوستہ ہے اس ملک کے آدمی غیر آدمیوں کو اپنے ملک میں نہیں آنے دیتے اس لئے ملک کے مخارج و مداخل پر جیسی کہ چاہئے اطلاع نہیں حاصل ہوتی وہاں کے آدمی جو کوچ ہاجو میں اپنے حوائج زندگی کے لئے آتے ہیں اور پادشاہی آدمی جو وہاں کے آدمیوں کو قید کرتے ہیں اس سے یہ معلوم ہوا کہ آشام ایک وسیع ولایت ہے اور عود جسکو ہندوستانی زبان میں باگر (اگر) کہتے ہیں وہاں بہت ہوتا ہے اور ہاتھیوں کی کثرت ہے۔ ندی۔ نالے۔ تال بہت ہیں اور وہاں کی سرزمین میں کم قیمت سونا ریگ کے دھونے سے ملتا ہے اس کی انتہا ولایت خطا سے متصل ہے اس کے شمال میں ایک کوہستان ہے کہ کشمیر و تبت سے گذر کر خطا سے ملتا ہے وبڑاچ و توہت و مورنگ و کوچ بہار و کوچ ہاجو اس کے نزدیک ہیں یہاں کا مرزبان سرگ دیو ہے جس کے پاس ہزار ہا تھی اور لاکھ پیادے ہیں یہاں کے آدمی سر منڈاتے ہیں اور ریش و بروت کو موچنے سے پنتے ہیں اور بڑی و بحری جانداروں میں سے جو پاتے ہیں اُسے کھا لیتے ہیں صورت میں سیاہ رو ہوتے ہیں سردار فیل و ٹانگن پر سوار ہوتے ہیں مگر سپاہی کل پیادے ہیں میدان جنگ میں ان کے ہتھیار تیر و کمان و تفنگ ہیں۔ اگرچہ خشکی میں میدان جنگ میں بہادروں سے مقابلہ نہیں کرسکتے مگر بحری جنگ میں کشتی پر لڑنے سے خوب ماہر ہیں اپنے ملک میں یا غیر ملک میں جنگ کے قصد سے جب سفر کرتے ہیں تو جس جگہ پہنچتے ہیں وہاں مضبوط قلعہ گل چوب و نے و کاہ سے کھڑا کر لیتے ہیں اور

آشام و آشامیوں کا حال

اس کے کنگوروں کو عریض تختوں سے بنا لیتے ہیں جس کے رخنوں سے توپیں و تفنگ چھوڑتے ہیں اور اس کے گرد عمیق خندق کھودتے ہیں اور خندق کے اوپر تیز نوکدار لکڑیاں گاڑے کھڑی کرتے ہیں کہ دشمن کا گذر مشکل سے ہوتا ہے ہم نے اوپر بیان کیا ہے کہ جب لشکر شاہی کو پرگھیت پر غلبہ ہوا ہے تو مرزبان آشام سرگ دیو پاس بلدیو مذکور گیا اور اسکو کوچ ہاجو کی تسخیر پر برانگیختہ کیا اور اُس سے کہا کہ اگر مجھے فوج دے کر اس ولایت میں تو بھیجے تو اس کو پادشاہی تصرف سے نکال لوں بشرطیکہ وہاں کی حکومت مجھکو ملے سرگ دیو نے اس کو لشکر دے کر کوچ ہاجو کو روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ لڑائی میں جس اعانت کی ضرورت تجھے ہوگی وہ میں کرونگا۔ بنگالہ کے حاکموں کے عزل و نصب کے ہرج و مرج کے سبب سے بلدیو کو موقع ملا کہ وہ اورنگ میں آیا جو کوچ ہاجو سے دس کروہ پر دامن کوہ میں آب برم پتر کے جنوب میں ہے اُسپر قبضہ کیا اور محال پردست درازی شروع کی۔ پرگنوں کے زمینداروں کو اپنا طرفدار بنا کے دس بارہ ہزار پیادے شاہی ٹیکہ جمع کرلئے۔ پرگنہ بوکی و مہادنتی پر بھی تصرف کرلیا۔ اس سبب سے اکثر محال ویران ہوگئے اور ملک میں خلل عظیم ہوا جس رعایا سے خراج مانگا جاتا وہ جاکر اس نواحی میں چلی جاتی۔ یہ دیکھکر اور مرزبانوں نے بھی ادائے زر میں مہلتیں مانگیں کوچ ہاجو اور اس کی حدود میں دس بارہ ہزار شمشیر دار و سپر دار جن کو اس ولایت میں پایک کہتے ہیں رہتے تھے اور کھیتی میں مشغول ہوتے تھے انکے چند عمدہ سردار تھے۔

حکام بنگال نے انکو جاگیریں دیں تھیں وہ کہیدہ میں صیدفیل میں خدمت بجالاتے تھے ان کو قاسم خاں نے اپنی صوبہ داری کے دنوں میں اس تصور میں کہ کہیدہ قرار واقعی نہ ہوا ہے جہانگیر میں طلب کرکے قید کیا اور تیس ہزار روپیہ جرمانہ لے کر خلاصی کی اس طائفہ کے سردار سنتو اس شکر و جی رام شکر بھاگ سرگ دیو زمیندار آشام کے پاس چلے گئے اُس نے انکی خاطرداری کرکے اپنے پاس رکھا جب بنگالہ کا انتظام ہوا تو

کو سپرد ہوا تو ستر جیت تھانہ دار پاندوے جو مخالفوں سے موافق تھا بلدیو کو کہلا بھیجوایا کہ ان دنوں میں جدید حاکم آیا ہے جو کچھ کرنا ہو کرو اسکے کہنے سے بلدیو اورنگ سے آگے بڑھا شیخ عبدالسلام عارض کوچ ہا جو نے ایک جماعت کمیدہ کے لئے بھیجی تھی اس سے بلدیو جالڑا شیخ عبدالسلام نے اسکی اطلاع لکھکر اسلام خاں کو کی اس نے محمد صالح کنبوہ و مرزا محمد بخاری و سید زین العابدین کے ساتھ ایک ہزار کے قریب سوار اور اسی قدر پیادے تفنگچی و تاہین و دس عراب دو سو کے قریب کو سہ و جلیسہ اور بہت سے توپچی اور تمام آلات پیکار روانہ کئے اور گھوڑا گھاٹ میں بہت کشتیاں جمع کیں تاکہ جسقدر سواری اور بار برداری کے لئے کشتیاں درکار ہوں وہ آمادہ رہیں اس سبب سے کہ اس ملک میں پانچ مہینے بارش شدت سے ہوتی ہے اس ضلع کے پیادے برسات کے شروع میں تری و خشکی میں چلنے پھرنے کو برابر جانتے ہیں مگر برشگال کے اواخر میں وہ بھی باشکال تمام آمد و رفت نہیں کرسکتے۔ غیر واقف پیادے و سوار تو کیا چلیں گے اس ولایت کی آب و ہوا کی سمیات و غذا تازہ رسیدہ مسافروں کو ہلاک کرتی ہیں خصوصاً اواخر برسات میں کہ پہاڑوں کی تمام سرزمین زہردار اشجار کے شست و شو پانے سے اور ہوائے مسموم سے مسافروں کے لئے ایک دو روز کے سفر میں آفت جاں بنتی ہے۔ اس وقت تمام زمینوں کو پانی نے گھیر رکھا تھا اور مسافروں کا رستہ بند تھا۔ پانی کے چڑھاؤ پر جانا تھا۔ بڑی کشتیاں جن کو گھوڑے اور آدمی کھینچتے ہیں وہ پانی کی تندی و تیزی سے چڑھاؤ پر نہیں جاسکتی تھیں اس کی جماعت مذکور نے اپنے گھوڑوں اور بنہ و بار کو گھوڑا گھاٹ میں چھوڑا اور چھوٹی کشتیوں میں روانہ ہوا۔ ملفیانی کے اترنے پر اسباب گھوڑوں کی روانگی مقرر ہوئی سب سے پہلے محمد صالح کنبوہ ہاجو پہنچا ستر جیت نے عبدالسلام سے کہا کہ میرے تھانہ پر دشمن حملہ کرینگے میری کمک کے لئے آدمی بھیجئے اس نے شیخ محمد صالح کو ستر جیت کی مدد کے لئے بھیجدیا رات ہوگئی تھی کہ ستر جیت نے محمد صالح کو راہ میں ٹھیرایا اور اس سے کہا کہ میں تھانہ کی خبر لینے جاتا ہوں

صبح کو اسکے تھانہ کی طرف محمد صالح متوجہ ہوا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ ستر جیت نوارہ لئے چلا آتا ہے
محمد صالح نے اُس سے پوچھا کہ دیر کیوں لگائی تو اُس نے کہا کہ دشمنوں نے میرے تھانہ پر قبضہ کر
مجھے خوف تھا کہ کہیں نوارہ پر بھی قبضہ نہ کرلیں اسلئے کشتیوں کو جلد چلا کے لایا ہوں غرض یہاں افسر
شاہی نے ہاجو کا اور اسکے مضافات کا سب طرح انتظام کرلیا تو سید زین العابدین و محمد صالح کنبوہ
کل لشکر و نوارہ کے دشمنوں سے لڑنے چلے۔ مخالفوں نے تھانہ پانڈو سے دو کروہ چلکر دو قلعے بنا
تھے جب لشکر شاہی آیا تو وہ قلعوں سے باہر نکلکر اُس سے لڑے۔ لشکر شاہی نے انکو شکست دی اور اُن
کے دو قلعوں کو گرا دیا اور پانچ توپیں چھین لیں۔ سید زین العابدین سری گھاٹ کی طرف
گیا۔ جہاں شکست یافتہ اور اور مخالف جمع ہوئے تھے۔ سطح آب و صحن خاک پر آتش
کارزار مشتعل ہوئی بہت آدمی مارے گئے اور ان میں ایک بھوکن تھا جو مارا گیا
وہ دس بارہ ہزار آشامیوں کا پیشوا تھا۔ آسامی سپہ سالار کو اپنی زبان میں
بھوکن کہتے ہیں پانچ بڑی کشتیاں جن کو بجھاری کہتے ہیں اور چند کوس جو ایک چھوٹی
کشتی ہوتی ہے پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئیں۔ دوسرے روز پھر لڑائی ہوئی
آشامیوں کے تین سردار اور تین سو آدمی مارے گئے اور بہت آدمی زخمی ہوئے
باقی سب بھاگ گئے اور بارہ بجھاری و چالیس کوس پادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے
آشامی چالیس ہزار سے زیادہ تھے اور مرزبان آشام انکی کمک بھیجتا رہتا تھا اسلام خاں
نے چاہا کہ اپنا لشکر لیکر انکے رفع کرنے کے لئے روانہ ہو۔ مگر جہانگیر نگر سے جو بنگالہ کا صدر
نشین ہے ہاجو سے دور بہت تھا اس لئے اُس نے صوبہ کا خالی چھوڑنا مناسب نہ جانا
سرداروں اور منصب داروں کا ایک گروہ اور پندرہ سو سوار اور چار ہزار تفنگچی
کماندار پیادے روانہ کئے اور محمد زمان طہرانی فوجدار و نیولدار سلہٹ کو بھی
ہمراہ بھیجا۔ یہ معلوم ہوا کہ اس زمین کے تمام پایک و کشاورز دشمنوں کے ساتھ
متفق ہوگئے ہیں اور ہاجو اور سری گھاٹ کے لشکروں کو آذوقہ نہیں پہنچتا

اس لئے کشتیوں میں بہت سا غلہ بھرا اور معصوم زمیندار کے سفائن میں سے ۷۵ جنگی کوسے جن
میں عدانداز اور کماندار بھرے ہوئے تھے روانہ کئے تاکہ آذوقہ کو مع خزانہ و باروت اور کچھ ہتھیاروں کے
جو پہنچا دیں خواجہ شیر فوجدار گھوڑہ گھاٹ جسکو کھیڑہ کی بھی فوجداری سپرد تھی جمعیت شائستہ کے
ساتھ میر حسینی ملازم خان مذکور کے ہمراہ ہوا جو زمیندار کوچ بہار پاس تحصیل پیشکش کے لئے
گیا تھا اور تھانہ دھوپری میں آگیا تھا اور بستی زمیندار پاتکا کو جو پرجھیت کے خویشوں میں ہے
اور اولیا دولت کا خیرخواہ ہے ساتھ لیکر لشکر ہاجو کی کمک کو روانہ ہوا مخالفوں نے پانچ
سو کشتیاں ساز و سامان کے ساتھ جمع کرکے خشکی و دریا میں سے نوارہ شاہی پر شبخون مارا
صبح تک لڑائی ہوتی رہی ستر جیت اس شورش و فساد کا باعث تھا وہ اپنے نوارہ کو لیکر بادشاہی
لشکر سے پھر گیا۔ محمد صالح مارا گیا اور مجلس بایزید قید اور بارہ نوارہ شاہی مخالفوں کے قبضہ میں
آئے ستر جیت نے آذوقہ کی کشتیاں مکر و تزویر کرکے اکٹھی پھرا دیں اب بلدیو نے بہت سا لشکر
آشامیوں کا لیکر ہاجو کی طرف کوچ کیا اور اپنی رسم و آئین کے موافق ہر منزل میں قلعہ بناتا گیا
اور ہاجو کا محاصرہ ایسا کیا کہ حصار نشینوں پاس کسی راہ سے آذوقہ نہ پہنچتا تھا۔ عبدالسلام و
شیخ محی الدین و سید زین العابدین باہر آنکر مکرر لڑے اور مخالفوں کو بھگا کر ان کے کئی قلعے
مسمار کئے اور پھر اپنے حصار میں آگئے۔ مگر آذوقہ کی کمی سے اور کمک کے نہ پہنچنے سے
اور دشمنوں کی کثرت سے اہل حصار کی امید زندگی منقطع ہوئی اور مخالفوں نے پیہم کہا کہ
لڑائی کو چھوڑو اور ہمارے پاس آؤ۔ شیخ عبدالسلام اور اسکا بھائی مع اپنے تابعین کے جانوں
کی امان کے لئے ہاجو سے دشمن پاس گئے اور انہوں نے عہد و پیمان کو توڑا اور انکو آشام بھیجا
سید زین العابدین نے دشمنوں کی باتوں کا اعتبار نہیں کیا لڑکر جان دی۔ زین الدین علی و
اللہ یار خاں و محمد زماں طہرانی اور منصب دار جو دشمنوں کی مالش کے لئے روانہ ہوئے تھے جن
کا ذکر پہلے ہوا ہے انہوں نے اول چندر نراین پسر پرجھیت زمیندار کوچ ہاجو کی استیصال پر توجہ
کی وہ پہلے پرگنہ سول ماری مضافات دکن کول میں تھا جواب برم پتر کی جانب راست سے

عبارت ہے چونکہ سرکار دکن کول کی اکثر محال ستر جیت کی تیول میں تھیں اور اُس نے اپنے بھتیجے گوپی ناتھ کو تھانہ داری وعمل گذاری پرگنہ کری باری پر مقرر کیا اسکی ناہمواری اور بے ہنجاری سے یہاں کی رعایا عاجز ہوئی چندر نراین کو کری باری میں بلایا۔ گوپی ناتھ اُس سے مقابلہ نہ کرسکا تھا نہ خالی کیا۔ تھوڑے دنوں میں چندر نراین پاس موضع مستہ علاقہ کری باری میں چھ سات ہزار کے قریب کوچی وآشامی پیادے جمع ہوگئے۔ اُنہوں نے برم پتر پر ایک درخت زار میں قلعہ بنایا اور فساد کے ارادہ سے وہاں بیٹھا لشکر شاہی اس کے سر پر پہنچا تو پرگنہ سول باری کو وہ فرار ہوگیا لشکر شاہی نے تمام رعیت اور پایک کے سرداروں کو مطیع کیا اور چندر نراین کے قلعہ کو ڈھاکر اور اس کے حوالی کے جنگل کو کاٹ کر گریوہ پر تھانے کے واسطے قلعہ بنایا اسکی حراست کے لئے جلال خویش معصوم زمیندار کو چار سو تفنگچی و پایک کے ساتھ مقرر کیا اور پایک دریا سے عبور کیا اور دکن کول کے مضافات میں پرگنہ مرونگی میں آیا دکن کول کے زمیندار کو جس کا داماد چندر نراین تھا اپنے پاس بلا لیا کہ وہ داماد کی امداد نہ کرسکے اس کا نام بھی پرچھیت تھا۔ ان دنوں میں پرگنہ سول باری کا زمیندار بھی چندر ناتھ کے خوف سے گھوڑا گھاٹ میں آگیا تھا۔ لشکر شاہی دھوپری کی طرف دوڑا۔ ایک جماعت لشکر ہاجو کی کمک کو آئی تھی اور وہ اس قید وقتل کا حال سنکر وہیں سے پھر گئی تھی حرست غلہ کی کشتیاں لے جاکر ان کی مدد کرتا تھا جب معلوم ہوگیا کہ ستر جیت نفاق کیشی سے رات کو غائب ہوجاتا ہے اسلام خاں نے بھی اس کی گرفتاری کے لئے مبالغہ کیا لشکر شاہی نے اُسے پکڑ کر جہانگیر نگر بھیجدیا وہ وہیں مرگیا۔ شیخ عبدالسلام اور اس کے بھائی اور ہمراہیوں کے قید ہوجانے سے کوچ اور آشام کے سردار مغرور ہوگئے اور انہوں نے ایک سردار کو بارہ ہزار پیادے اور پچاس جنگی کشتیاں اور بہت سے کوس ہمراہ کرکے روانہ کیا کہ وہ لشکر شاہی کی راہ بند کریں اور چوکی کپہ میں ایک استوار حصار بنایا یہ ایک لمبا پہاڑ دریائے بناس پر ہے اور اس کے مقابل ہیرہ پور میں بھی ایک

قصہ بنایا۔ چوکی کپہ میں تین ہزار پیادے رکھے اور ہیرہ پور میں گئے۔ جب لشکر شاہی کیونتھ گھاٹ سے گذر کر آب بناس سے عبور کرنے لگا تو مخالف نمودار ہوئے زین الدین علی واللہ یار خاں نے اول حملہ میں انکو چھ کروہ تک بھگایا۔ ایک گروہ کو مارا اور ان کے سر لشکر میں لائے پھر لشکر چوکی کپہ میں آیا اور مخالف حصار سے بھاگ کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ چندر نراین جو دکن کول کے فسادیوں کا سرآمد تھا وہ چیچک سے مرگیا۔ محمد زماں ہزار سوار و چار ہزار پیادے لیکر دریائے بناس سے اس طرف گیا۔ محال دکن کول کے سرکشوں کو مطیع کیا اور اپنے لشکر گاہ میں آیا پھر بادشاہی محمد زماں کے آنے پر چندن کوٹہ میں گئی راہ میں اوتم نراین زمیندار بدہ نگر کا پیشہ آیا کہ بلدیو تیس ہزار کوچی اور اشامی کے ساتھ بدہ نگر میں آیا۔ میں بھاگ کر آیا ہوں۔ محمد زماں ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اوتم نراین بھی آگیا وہ اس سر زمین کی مداخل و مخارج سے خوب آگاہ تھا وہ ہمراہ ہوا۔ لشکر شاہی نے آب پوارہ پر پہنچکر دشمنوں کا حصار لے لیا جو اس دریا کے کنارہ پر بنایا تھا بلدیو بادشاہی لشکر کی خبر سنکر بدہ نگر سے بھاگ کر دامن کوہ میں جنگل چوتھری میں قلعے بناکے بیٹھ گیا لشکر شاہی نے بشن پور میں برسات میں رہنے کا ارادہ کیا دشمنوں نے پچیس ہزار سپاہی بشن پور سے ڈیڑھ کروہ پر مقام کالا پانی میں بھیجے اور سرگ دیو آشامیوں کے سردار نے بلدیو کی تحریر سے اپنے بیٹے کو بیس ہزار آشامیوں کے ساتھ بھیجا۔ ۲۰۔ جمادی الثانیہ کو دشمنوں نے لشکر شاہی پر شبخون مارکے دو قلعے جو ابھی پورے تیار نہ ہوئے تھے لے لئے۔ صبح کو خان زماں کے مخالفوں سے لڑنا شروع کیا اور ان کو ایک قلعہ سے نکال کر دوسرے قلعہ میں بھگاتا پھرا دوپہر کے عرصہ میں پندرہ قلعے فتح کرلئے اور پانچ چھ ہزار دشمن قتل کئے اور تین نامور سردار اسیر کئے توپ و تفنگ اور ہتھیار بہت سے چھین لئے اب لشکر شاہی نے بشن پور میں جانے کا قصد ترک کیا۔ بارہویں رجب کو لشکر کی تین فوجیں

سوار و پیادوں کی بھائیں اور خشکی کی راہ سے روانہ کیں اور ٹوارہ کو بھی لڑی میں
دشمنوں کی راہ روکنے کے لئے متعین کیا خشکی میں ان افواج سہ گانہ میں سے ہر فوج
قلعوں پر برابر حملے کئے اور دشمن ان سے لڑے۔ دشمن شکست پاکر بھاگ گئے مگر لشکر شاہی
نے ان کی راہیں ایسی بند کر رکھی تھیں کہ وہ نکل کر نجات نہیں پا سکتے تھے دشمنوں کے
کشتوں دخستوں سے صحرا اور دریا میں مرغ و ماہی کو خوراک خوب ملجاتی تھی وہ
بھاگ کر سری گھاٹ و باندو میں گئے بلدیو درنگ میں گیا۔ لشکر شاہی نے دشمنوں سے
لڑکر ان قلعوں کو فتح کر لیا پانچ سو کے قریب کشتیاں از قسم بجھاری اور کشتی گراب
و کوس جنگی اور تین سر کوب غنیمت میں ہاتھ آئے ان فتوحات کے سبب سے
نواح کے مرزبان اور گردن کش مطیع ہوئے۔ آشامیوں کا نشان باقی نہ رہا
کوچ ہاجو کی تمام محال آشامیوں سے خالی ہو کر بدستور سابق تصرف میں
آب کھلی کی تسخیر کا ارادہ کیا جو ولایت آشام کا دہنہ ہے اور وہاں
آسامی بہت جمع تھے لشکر شاہی نے یہاں پہنچ کر مخالفوں کو شکست دے
بھگا دیا آب کھلی کے دو طرف دو قلعے استوار بنائے۔ ہزار سوار و تین ہزار تفنگچی
اور دو تین ہزار پایک اور کچھ زمیندار اس کی پاسبانی کے لئے مقرر کئے تین مہینے
تک یہاں کے انتظام میں بسر کئے۔ کوہ ہتہ میں جو سری گھاٹ و کھلی کے درمیان
واقع ہے ایام بارش کے بسر کرنے کے لئے قیام کیا۔ جو فوج کہ بلدیو کے پیچھے
گئی تھی وہ درنگ میں گئی تو وہ وہاں سے بھاگا اور وہ خود اور اس کے دو بیٹے
مر گئے لشکر شاہی نے درنگ اور اس کے توابع و مضافات پر قبضہ کیا اور اس
زمین کے مرزبانوں کو مطیع کیا اور لشکر شاہی کوہ ہتہ میں داخل ہوا۔ جب یہ
حالات بادشاہ کو اسلام خاں کی عرائض سے معلوم ہوئے تو اس کا اور جو
اس مہم میں کامیاب و فتحیاب ہوئے تھے ان کا اضافہ منصب کیا۔

بگلانہ میں نو قلعے اور ۴۳ پرگنے واقع ہیں اور ۱۰۰۴ سال سے یہاں کی مرزبانی
مرہٹی زمیندار حال کے سلسلہ میں چلی آتی ہے محصول یہاں کا پندرہ لاکھ روپیہ ہے پہلے زمانہ
میں یہاں کے راجہ صاحب سکہ تھے آب وہوا کی لطافت میں انہار کی فزونی اور اشجار و
ثمار کی فراوانی میں زبان زد روزگار ہے اس کا طول سو کروہ رسمی اور عرض ۷۰ کروہ ہے
طول میں سمت شرقی میں چاندور پرگنہ دولت آباد اور غربی بندر سورت و دریائے شور اور
حد شمالی طرف سلطان پور و ندربار اور جنوبی طرف ناسک و ترنبک ہیں۔ تو قلعے یہ ہیں
سالیر و مولیر و مورا و ہرگڈہ و سالودہ و باونہ و ہاتگڈہ و پیپول و چوریل ان میں زیادہ محکم
قلعے سالیر و مولیر ہیں سالیر پہاڑ پر طولانی ہے اور حصانت و استواری و صعوبت راہ میں
مشہور ہے اس پہاڑ پر دو قلعے ہیں ایک اسکی چوٹی پر جس کو سالیر کہتے ہیں اور دوسرا کمر کوہ پر ہے
ہر یک کو صنعت گروں نے دستکاری سے ایک لخت پتھر سے تراشا ہے مگر دروازے اور
حصن رخنے سنگ و آہک سے بنائے ہیں۔ پائین کوہ سے حصار تک اول ایک مار پیچ راہ
ہے اور اس کے بہت سے رستے دشوار گذار ہیں اور دو نو حصار کے درمیان ایک راہ
دشوار گذار ہے اور پابند کرنے کے لئے پتھر میں رخنے کر دئے ہیں کہ بغیر دوسرے
کی مددگاری اور دستیاری کے قدم نہیں چلا سکتے۔ ہر حصار میں ایک تالاب ہے
جس میں پانی جوش کرتا ہے۔ مولیر ایک پہاڑ پر بنا ہے جس کے اوپر دو شعبے ہوتے ہیں
پست شعبہ پر قلعہ مولیر ہے۔ بلند شعبہ پر حصن مورا۔ مورا سے مولیر زیادہ وسیع ہے
اس کوہ کی کمر میں ایک حصار باری ہے جس کے اندر کی آبادی کو شہر باری کہتے ہیں نہیں
رہتی اور اس کے متعلقوں کے مکانات ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب دولت آباد کو اورنگ زیب
فتح کر چکا ہے تو شاہجہاں نے بگلانہ اور اس کے مضافات مرحمت کئے تھے اور فرمایا تھا
کہ تم پہنچکر لشکر بھیجکر اس ولایت کو تسخیر کر لینا۔ ۷ شعبان ۱۰۴۷ھ کو شہزادہ نے تین
ہزار سوار اور دو ہزار پیادے تفنگچی بسرداری مالوجی دکنی اور اپنے دو ہزار

ہزار سوار بسرکردگی محمد طاہر کے اس طرف تعین کئے سران لشکر آذوقہ کا سرانجام کرکے اطراف روانہ ہوئے اور قلعہ مولیر کے نیچے آئے دہم رمضان کو تین فوجیں مرتب کرکے تین جانب سے حصار باری پر یورش کی دروازہ سے ان پر خوب تیر و تفنگ چھوٹے کچھ ان میں کشتہ ہوئے اور کچھ زخمی مگر اونہوں نے بہت دشمنوں کو مار کر قلعہ فتح کر لیا۔ بھرجی سراسیمہ پانچ چھ سو آدمیوں کو لیکر قلعہ مولیر میں آیا۔ لشکر شاہی نے اسکا محاصرہ کیا ہر چند اہل قلعہ نے توپ و تفنگ چلائے مگر لشکر شاہی نے اپنے مورچے آگے بڑھائے اور محصوروں پر ابواب غلہ کو مسدود کیا۔ ناچار بھرجی نے دسویں شوال کو اپنی ماں کو کشناجی وکیل اور آٹھوں قلعوں کی کنجیوں کے ساتھ پادشاہزادہ کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ بگلانہ کے ہمسایہ میں سلطان پور ہے اگر وہ عنایت ہو تو اپنے توابع و لواحق بنہ و بار کو چھوڑکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوں شاہزادہ نے اسکی درخواست منظور کی اور اسکی ماں کو عطیات عطا کرکے رخصت کیا پادشاہ نے بھی شاہزادہ کے انتظام کو پسند کیا اور فرمان بھیجدیا۔ غرہ ماہ صفر ۱۰۰۸ھ کو بھرجی حصار سے نکلا اور پادشاہزادہ کی خدمت میں آیا۔ شاہزادہ کو یہ ولایت انعام میں ملی تھی اس نے قلعہ مولیر میں محمد طاہر کو باقی اور قلعوں میں سے ہر ایک میں ایک پاسبان مقرر کیا اس ولایت کی جمع ایک کروڑ ساٹھ لاکھ دام (چار لاکھ روپیہ) مقرر ہوئی۔ رام نگر بگلانہ کے مضافات میں سے تھا اور بھرجی کے داماد کو وہ ارث میں ملی تھی وہ بھی شاہزادہ کی خدمت میں آیا اور دس ہزار روپیہ پیشکش دینے کا اقرار کیا۔

خافی خاں اپنی منتخب اللباب میں بگلانہ کی فتح کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ سید علی خاندیسی بڑا شجاع مشہور تھا۔ برہان پور میں خاندوراں خاں سے ملاقات کرنے گیا سر پر ہاتھ نہ رکھا صرف زبان سے سلام علیک کہا جس سے دونوں بے لطفی ہوئی اور سید نظارہ بجاتا ہوا بغیر خاندوران کے اجازت کے پادشاہ پاس آیا پادشاہ اول اس سے کہا کہ خان دوران خان سے تم نے بدسلوکی کی بے رخصت کیوں آئے

مگر از راہ لطف حکم دیا کہ تم اپنے قصور کی تلافی اس طرح کرو کہ قلعہ نیر کو جا کر فتح کرو۔ بادشاہ نے محمد طاہر کی جگہ اس کو میر مورچال مقرر کیا سید عبدالوہاب برسر کار آیا۔ برخلاف دستور مورچال بڑھانے اور خندق لگانے میں اور لوازم قلعہ گیری کے بجالانے میں اصلاً مشغول ہوا اور لوگوں میں مطعون ہوا قلعہ پر تین مہینے گذر گئے ایک رات کو سید عبدالوہاب مع چار پانچ سیدوں اور ایک نشان بردار و ایک نفیریئے اور ایک سقے کے لشکر سے سرداروں کی اطلاع بغیر غائب ہو گیا اور دسوار راہوں میں سے اندھیری راتوں کے اندر تین رات دن اسنے غاروں میں بسر کی چوتھے روز ناگہاں پہاڑ کے اوپر نشان فتح نمایاں کیا۔ نفیری بجوا کے محصوروں کے دلوں کو ہلا دیا۔ فوج بادشاہی پہاڑ پر بہم پہنچی۔ عبدالوہاب دروازہ کے سامنے آیا۔ باقی حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اتنا اور ہے کہ قلعہ دار یساول نے جو بھرجی کے چچا رودیا سے تعلق رکھتا تھا کچھ حرکت مذبومی کی اور دستگیر ہوا چونکہ قحط کی متواتر آفتوں اور افواج کشی و مردم کشی سے پرگنات بگلانہ چند سال سے پائمال آفات ہوئے تھے اس لئے اس کی جمع چار لاکھ روپے مقرر ہوئی کچھ دنوں سلطان پور بھرجی کو انعام دیا گیا اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے بیرم کو دیا گیا وہ مسلمان ہو گیا اس کو پرگنہ سلطان پور کی عوض میں پرگنہ پورنا انعام میں دیا گیا اور دولتمند خاں کا خطاب اور منصب ہزار و پانصدی کا ملا۔ عبدالوہاب کو دلاور خاں کا خطاب دینا چاہا۔ مگر اس نے منظور نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ سید عبدالوہاب سادات رسول دارے تھا جسکے باپ دادا کچھ مدت تک مشہد مقدس میں مزار حضرت امام رضاؑ کے جاروب کش تھے وہ خاندیس میں آیا اور پرگنہ بیاول و رانوپر میں وطن اختیار کیا پھر بادشاہی نوکروں کے زمرہ میں آیا۔ بڑے بڈھے آدمی اس کے کارنامے یہ بیان کرتے ہیں کہ جب وہ محال بیاول و رانوپر کا فوجدار ہوا تو بھیلون اور کوہ نشین سرکشوں سے اس کی لڑائی ٹھنی تو وہ دامن کوہ میں خیمہ دشمنوں کے مقابل لگاتا پہلے اس سے کہ کوہ میں داخل ہو وقت شب یکہ و تنہا سیاہ پوش ہو کر دامن کوہ میں جاتا اور جاسوسوں کے طور پر

مکان میں پہنچا کہ جہاں مفسد کوہ نشین اپنی بخوابہ کی ساتھ خواب غفلت میں ہوتا اور ایک مہیب آواز سے بھیلوں کے دستور کے موافق اوس کو بیدار و خبردار کرتا وہ سراسیمہ خواب سے اٹھتا اور گھر سے باہر آتا اور اپنے حریف کو تحقیق کرتا تو عبدالوہاب ملائم زبان سے کلام کرتا کہ ڈرو نہیں میں عبدالوہاب بھائی تمہاری ملاقات کو آیا ہوں (بھائی وہ زبان زد خلائق تھا) مجھ اور تجھ میں محاربہ ہے میرے اور تیرے آدمی کسواسطے تلف ہوں اور اس بات جیت میں وہ اپنی تلوار غلاف سے نکال کر اس کے ہاتھ میں دیتا اور منہ پھیر کر کھڑا ہو جاتا اور کہتا کہ ببیں کار کجاست۔ مخالف کو سوا اسکے کچھ نہ بن پڑتی کہ وہ اپنا سر اسکے پاؤں پر رکھتا اور عجز و فروتنی کرتا اور کچھ جرأت نہ کر سکتا اطاعت قبول کرتا کہتے ہیں کہ کاما نام گدھی کا مشہور مرزبان تھا۔ اس گدھی کے بنائے ہوئے ہزار سال گذر چکے تھے اور اس کی برابر کوئی حصار پختہ نہ تھا۔ ابتدا احمد جہانگیری سے وہ سرکشی کرتا تھا اور سب سرکشوں میں مشہور تھا۔ راہیں بند کر رکھی تھیں۔ بڑے بڑے امیر بیش منصب اس کے استیصال کے واسطے متعین ہوئے تھے۔ انہوں نے کچھ کام نہیں کیا مگر عبدالوہاب نے مدت تک اس کا محاصرہ کیا جب اس طرح کام نہ چلا تو یہ تدبیر خدعہ آمیز کی کہ چند کوس مسافت پر ایک چار دیواری بنائی اور خود مغلوب و مقہور ہو گیا ایک رات کو شکست شہرت دے کر ہمراہیوں کے ساتھ مفقود الخبر ہو گیا۔ کاما ایک جماعت کو لیکر مقہوروں کی تسخیر و تاراج کے لئے گیا۔ ابھی وہاں کچھ کام نہ کیا تھا کہ سید عبدالوہاب نے گدھی پر کمندیں لگا کے چڑھ گیا اور اس کو مفتوح کیا۔

پادشاہ چار سال سے لاہور نہیں گیا تھا اسلئے ۱۷۔ ربیع الثانی کو لاہور روانہ ہوا اور ۲۰۔ جمادی الثانی کو دہلی میں آیا اس گیارہویں سال جلوس میں اس نے انیس لاکھ روپیہ انعام دیا۔

واقعات سال دوازدہم جلوس ۱۰۴۸ھ ۱۶۳۸ء

غرۃ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو جلوس کا بارہواں سال شروع ہوا۔ ۱۸۔ جمادی الثانی کو پادشاہ سہرند میں باغ حافظ رحمتہ میں تشریف فرما ہوا اس باغ کے متصل جہانگیر

یک تل ایک سو بیس گز لمبا اور ایک سو دس گز چوڑا بنوایا تھا وہ تراوش آب سے لبریز نہیں ہوتا تھا شاہ
جس میں لاہور جانے کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ یہ تالاب تراوش آب سے پُر کیا جائے اور
تحانہ خاص و جہروکہ و خوابگاہ و محل بنایا جائے۔ اب یہ مکانات بالکل تیار ہو گئے تھے۔

اسلام خاں ناظم بنگالہ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوا کہ زمیندار رخنگ (ارکان)
کے بعد اس کا بیٹا جانشین ہوا مگر مرزبان مذکور کے ایک نوکر نے اس کی زن نامور دشمن سے
سازش کر کے اس پسر کو مار ڈالا اور خود اس کی بجائے ملک رخنگ کا حاکم بن بیٹھا پہلے زمیندار کا
حقیقی بھائی مانکٹ رائے اپنے بھائی کی زندگی میں چاٹگام میں بالاستقلال حکومت
کرتا تھا اس سے یہ فرومایہ خاطر نگراں رکھتا تھا ایک جماعت کو بھیجا کہ اس کو مکر و حیلہ
کے دام و دانہ میں لاکر نیست کرے وہ جماعت چاٹگام میں آئی اور تزویر و تلبیس سے
چاٹگام سے مانکٹ رائے کو باہر لائے۔ اس نے تھوڑی مسافت طے کی تھی کہ اس کو اس
جماعت کا راز دان اندار انہیں میں سے ایک آدمی سے معلوم ہو گیا اس نے اس گروہ میں سے
بعض کو اپنے ساتھ موافق کر لیا اور جو موافق نہ ہوئے انہیں مار ڈالا اوزبکوں اور فرنگیوں
کی جماعت ہمراہ لیکر چاٹگام میں آگیا اور اپنے بھائی کا جانشین ہوا اور پوان خاں کی
کو کہ اپنے ساتھ متفق تھا اسکو چاٹگام کا نوارہ اور اور کام اس کے بھائی کے سپرد کئے تھے
اس نے چاٹگام کی کشتیوں کو آلات جنگ سے آراستہ کیا یہاں کے فرنگیوں کی کشتیوں
کو اور لشکر کو جمع کر کے لشکر رخنگ سے لڑنے بھیجا۔ پوان خاں اس لشکر رخنگ سے
نہ لڑ سکا ان سے جا ملا ان دونوں لشکروں نے اتفاق کر کے چاٹگام کی طرف رُخ کیا
مانکٹ رائے یا مانکٹ رائے یہ بیوفائی اور جدائی دیکھ کر بھلوہ میں آیا اور سنجر ترخاں تھانہ دار
جگدیہ سے جو سرحد گنگ سے نزدیک ہے پیغام بھیجا کہ میں بادشاہ کو اپنا ملجا
بناتا ہوں جس کام کا اشارہ ہو اس پر عمل کروں جب اسلام خاں کو سنجر کی
تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو اس نے سنجر و سید حسن تھانہ دار بھلوہ کو لکھا کہ

مانکٹ رائے کے بھائی زمیندار رکھا کا بادشاہ کی پناہ میں آنا

بہت جلد سرحد مگ پر پہنچکر مانکٹ رائے کو لے آئیں اس حکم کے بموجب بحر لشکر لے کر
پر آیا۔ یہ سرحد بنگالہ و مگ ہی کچھ آدمی مانکٹ رائے پاس بھیجے اور خود اس نے دو
مانکٹ رائے کی راہ روکنے کے لئے آئے تھے تیر و تفنگ مار کر بھگا دئے مانکٹ
میں آیا سید حسن کو نہ بھی آن ملا ان سب نے جگدیہ میں توقف کیا۔ بنگالی عورت مرد دس بار
اور فرنگ کی قید میں جانکنی کر رہے تھے چالیس سال بعد رہا ہوئے اور اپنے اپنے وطن کو گئے
فرنگی جو مانکٹ رائے کی موالفت کے سبب سے مرزبان رخنگ سے مخالفت رکھتے تھے
باہر آئے کچھ فرنگستان کی طرف چلے گئے کچھ ایک غراب ایک پتاال کے ساتھ سید حسن
آدمیوں نے گرفتار کئے کچھ اس جانب میں آنکر اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے مانکٹ
جہانگیر نگر میں اسلام سے خان ملا اور تین ہاتھی اس کو نذر دئے۔ اسلام خاں
طرف سے پانچہزار روپئے اس کو دئے اور اس کے رہنے کے واسطے ایک مکان
اور پادشاہ کو اس ماجرے سے مطلع کیا۔ مگ کے آدمی جو مانکٹ رائے سے
تھے ان کو چاٹگام میں آنے سے معلوم ہوا کہ مانکٹ رائے پادشاہی آدمیوں کا
بہلوہ چلا گیا ہے تو انہوں نے چاٹگام میں کارزار کا سامان تیار کیا اور سری
بہلوہ کے درمیان جو دریا تھا اسپر ہوئے۔ اس میں ایک روز میں کشتی اس طرف سے
جاتی تھی ان کو یہ خیال تھا کہ جب مانکٹ رائے بہلوہ سے جہانگیر نگر کو روانہ ہوگا
دریا سے گذر کر ناگاہ پہنچکر اس کا کام تمام کرینگے مگر وہ ان کے آنے سے پہلے
میں پہنچ گیا تھا اس وقت اکثر لشکر شاہی آسام میں لڑ رہا تھا اور ان مخا
توپ خانہ اور جنگی کشتیاں کہ پانچ سو سے زیادہ علیہ وڈیرہ سو غراب
خود پرساز تھے انہوں نے قدم جرأت آگے بڑھایا۔ اسلام خاں کو جب
جسارت کی خبر ہوئی تو مخلد ار خاں اور کوکیوں و تابینیوں کو دہانہ پر جو شت
کردہ پر تھا لڑائی کے قصد سے روانہ کیا یہاں دریا کے دونو طرف جو سا

سے مشہور ہے سر راہ دو روز میں چار قلعے بنالئے اور اپر توپ و تفنگ اور اور آلات جنگ چڑھا دئے۔ مخالفوں نے اس مہانہ و دہانہ کا استحکام دیکھا تو جس راہ سے آئے تھے اسی راہ چلے گئے۔

۱۵۔ رجب کو پادشاہ لاہور میں داخل ہوا۔ علی مردان خاں قندہار سے آیا اسکا استقبال سزا و احترام سے کیا گیا اسکو بہت بیش قیمت اشیا دیگئیں اور اسکے منصب پنجہزاری کا اضافہ شش ہزار ذات و شش ہزار سوار پر کیا گیا۔ پادشاہ نے ۲۲۔ رجب کو اول اس کو کاشمیر کا صوبہ دار مقرر کیا پھر پاندان اور سفل دان اسکو عنایت کیا اور فرمایا کہ اس ملک کا بڑا تحفہ پان ہے اسکے کھانے کی عادت وہ کرے۔ ۱۱۔ شعبان کو علی مردان خاں کو پانچ لاکھ روپیہ اور اور بنگالہ کے کپڑوں کے دس پیچھے عنایت کئے ۲۷۔ شعبان کو علی مردان کے گھر میں تشریف فرما ہوا اسنے ایک لاکھ روپیہ کی پیشکش پیش کی۔ علی بیگ خویش علی مردان خاں کشمیر میں نائب علی مردان خاں مقرر کیا گیا افضل خاں کی عمر ستر برس کی ہوگئی تھی اور آٹھ سال سے وہ پادشاہ کی وزارت کا کام کرتا تھا وہ سخت بیمار ہوا۔ پادشاہ اسکی عیادت کو گیا۔ ۱۲۔ رمضان کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اسکی وفات کی تاریخ (علامی از دہر رفت) ہوئی۔ اس کی تہذیب اخلاق اس مرتبہ پر تھی کہ باوجود مکنت و قدرت کے کسی بداندیش حسد کیش سے اس کو ضرر نہ پہنچا۔ پادشاہ نے کئی دفعہ فرمایا کہ افضل نے کسی کے حق میں کوئی بری بات کبھی نہیں کہی۔

۱۸۔ رمضان کو جشن وزن شمسی ہوا۔ پادشاہ کی عمر کا سینتالیسواں سال ختم ہوا پادشاہ کابل نہیں گیا تھا اس لئے وہاں روانہ ہوا کہ وہاں کے باشندے بھی عطاء بادشاہی سے سرافراز ہوں اور حضرت بابر کے مزار کی بھی زیارت ہو اور ولاۃ بلخ و بخارا کے مداخل و مخارج پر قرار واقعی آگاہی ہو تو اس ملک موروثی کی تسخیر کی عزیمت ہو۔ وقائع قندہار سے معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران قندہار کو فتح کرنے کو آتا ہے اس لئے پادشاہ نے دارا شکوہ کو بہت سا سامان جنگ عنایت کیا اور اسکو

علی مردان خاں کا آنا

افضل خاں وزیر کا مرنا

بادشاہ کا کابل جانا

حکم دیا کہ وہ مستعد کارزار اور آمادۂ پیکار رہے اگر دارائے ایران قندہار کی طرف حرکت کرے تو اسکے محاربہ و مدافعہ کی کوشش کرے اسکو اپنے سے پہلے نوشہرہ کو روانہ کیا دس لاکھ روپیہ نقد دیا۔ غرہ ذیقعد کو دار السلطنت لاہور سے سفر کیا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ کو جشن نوروز دریائے چناب کے کنارہ پر جگت سنگھ کو بنگش بالا اور بنگش پائین کا انتظام سپرد ہوا اور حکم ہوا کہ کابل میں ہمارے پہنچنے تک وہ آذوقہ کابل میں فراہم کرے اور دونو بنگش سے غلہ بہم پہنچتا رہے۔ ۲۱۔ ذی الحجہ کو پادشاہ نوشہرہ میں آیا اور داراشکوہ کے لشکر کا ملاحظہ کیا اس میں پچاس ہزار سوار تھے پادشاہ نے شاہزادہ کو حکم دیا کہ مجھ سے دو تین منزل پیچھے ہو کر کتل خیبر اور تنگناؤں میں گذر آسانی سے ہو۔ ۲۵۔ محرم کو پادشاہ کابل میں پہنچ گیا۔ جہانگیر کے عہد میں ہزارجات حوالی کابل کے انتظام میں خلل پڑ گیا تھا۔ پلنگ توش نے زمینداروں کو بہکا دیا تھا وہ زرمالگذاری نہیں ادا کرتے تھے۔ پادشاہ نے کابل میں آکر سعید خاں بہادر کو انکی گوشمالی کے لئے مقرر کیا۔ جب شاہ شجاع کا لشکر قندہار کی فتح کے ارادہ سے کابل میں آیا تھا تو قلی خاں نے اس اندیشہ سے کہ کہیں ماوراالنہر کو فتح کرنے کے لئے لشکر نہ آئے اپنے لغانی (ماموں) نذر بیگ کو لکھا تھا کہ وہ خان دوران خاں نصرت جنگ امیر بہادر ظفر جنگ سے کہیں کہ ہندوستان کے مقابلہ میں ماوراالنہر ایک ولایت نہایت مختصر ہے۔ اگر اس ولایت کی تسخیر کا ارادہ ہو تو پادشاہ سے عرض کرکے اس سے باز رکھیں۔ بندہ اس وقت سب طرح سے خدمت کے لئے حاضر ہے کہ خراسان و عراق کا قصد کرے۔ جب ان سران لشکر نے پادشاہ کو اطلاع دی تو اس نے حکم دیا کہ نذر بیگ کا اطمینان خاطر کردو اور لشکر کے آنے کے سبب سے اطلاع دو۔ اب پادشاہ کے آنے سے نذر محمد خاں کو کہ بلخ میں تھا خوف پیدا ہوا اس لئے اس نے منصور حاجی کو سفیر بنا کے بھیجا اور نامہ لکھا کہ جس سے اظہار اطاعت ہے ربیع الاول کو یہ سفیر و نامہ پادشاہ کی نذر سے گذرا۔ ۱۴۔ ربیع الثانی کو جشن

وزن ہوا پادشاہ کی عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔

پادشاہ ۲۵ ربیع الثانی کو بنگش بالا اور پیش پائیں کی راہ سے دارالسلطنت لاہور کی جانب روانہ ہوا پہلے سال دہم کے واقعات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ تبت خرد کس طرح تسخیر ہوا اور ابدال پسر کلاں علی رائے مرزبان تبت اسیر ہوا اور اس سرزمین کی ایالت آدم برادر خرد ابدال کو تفویض ہوئی۔ جب علی مردان خاں کشمیر میں حاکم ہو کر آیا تو آدم حارس تبت نے اسکو لکھا کہ سنگی بخل زمیندار تبت کلاں نے یورگ پر کہ مضافات تبت خرد سے ہے تصرف میں کرلیا ہے اور اور محال کے تعرض کا قصد رکھتا ہے علی مردان خاں نے اپنے خویش حسین بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ ۲۵ ربیع الثانی کو نواحی کریوہ میں سنگی بخل مقابلہ میں آیا اور پسپٹ پٹا کر بھاگ گیا اُس نے یہ سمجھ کر کہ ہمارا دور ہے راہ ہی میں کام تمام ہو جائیگا۔ حسین خاں پاس آدمی بھیجکر صلح کر لی اُس نے پیشکش مقرر کردی کہ پادشاہ پاس بھیجدے۔

پادشاہ کا کابل سے لاہور جانا و وقت خرد

واقعات سال سیزدہم جلوس سنہ ۱۰۴۹ / ۱۶۳۹

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۴۹ کو جلوس کا تیرہواں سال شروع ہوا۔ ۱۲ جمادی الثانیہ کو پادشاہ لاہور میں آیا۔ پادشاہزادہ داراشکوہ اور علی مردان خان بھی یہاں آئے علی مردان خاں کا اضافہ منصب ایک ہزاری ذات ایک ہزار سوار کا ہوا یعنی وہ اب سات ہزاری دہفت ہزار سوار مقرر ہوا اور کشمیر کے سوا پنجاب کی حکومت بھی اسکو سپرد ہوئی۔ اسلام خاں پادشاہ کے فرمان سے کابل سے آیا اور دیوانی کل اسکو سپرد ہوئی۔ علی مردان خاں نے شب برات کی روشنی کا تماشا اہل ایران کی طرز پر دکھایا۔ تختے مشتبک مختلف الاشکال بنائے اور کوٹھوں کے کناروں پر طاق بندی کی اسمیں روشنی کی جسکے دیکھنے سے لوگوں کو حیرت ہوئی۔

شاہ نہر لاہور باہتمام علی مردان خاں

علی مردان خاں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ فدوی کی ہمراہ ایک شخص ہے کہ وہ نہروں کے بنانے میں کمال مہارت رکھتا ہے وہ متعہد ہوتا ہے کہ اس جگہ سے کہ آب راوی کوہستان سے نکل کر ہموار زمین پر بہتا ہے اُس سے ایک نہر جدا کر کے حوالی دارالسلطنت لاہور تک لاؤں جس سے کھیتوں اور باغوں میں آب پاشی ہوا کرے ملک پیرا اور عمارت افزا آبادی بلاد اور رفاہیت عباد پر مستعد تھا ایک لاکھ روپیہ ان کاموں کے خرچوں کے لیئے خان کو حوالہ کیا۔ خان نے اپنے ایک معتمد کو اس کام میں لگایا۔ لاہور سے ۹۴ کروہ جریبی کی مسافت سے نہر کھودنی شروع کی اس نہر کا باقی حال سنہ ۱۶ جلوس میں کیا جائیگا۔

بادشاہ سیستان کا زمین قندھار میں آنا اور قلعہ فتح کا بے تحمل کے چھوڑنا

صوبہ قندہار کی نصف سرزمین عبدل سے تعلق رکھتی تھی اور قلعہ غزنی اسکے تھا اور وہ ولایت بست وسیستان کا حد فاصل تھا اس قلعہ کی بھی حراست اسکو تھی۔ عزت خاں متول دارالبست نے اسکی ظاہری خدمت گذاری وفرمان برداری سبب اس پر اعتماد کر کے اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے بہت آدمی نہیں مقرر کئے دارائے ایران نے ملک سیستان کی حکومت حمزہ پسر جلال الدین کی عنایت کی تھی عبدل نے بار بار لکھا کہ اگر تم کسی جماعت کو بھیجدو تو میں قلعہ اسکو حوالہ کردوں۔ انکار کر دیا۔ جب قلیچ خاں بادشاہ پاس کابل گیا تو اُس نے پھر حمزہ کو لکھا کہ قندھار صوبہ دار سے خالی ہے اس قلعہ پر متصرف ہو مگر اس دفعہ بھی حمزہ اسکے بہکائے دارائے ایران کے پاس حمزہ کا ایک دوست تھا اس نے لکھا کہ بادشاہ کی مجلس مذکور ہوتا ہے کہ تو ناظم قندھار سے دوستی وسازگاری رکھتا ہے اور ہندوستان کا قصد ہے اس سبب سے تو بے اعتماد ہو رہا ہے تیرے الگ کرنے کا ارادہ ہو رہا تیری رستگاری کی صورت کوئی اور نہیں ہے کہ تو حدود دبست وقندھار میں تاراج کرے۔ حمزہ نے از روے اضطرار اپنے خدمت گار پیالہ کو عبدل

ایک جماعت کو خنشی کی تسخیر کو بھیجا۔ عبدل نے پیالہ کے پیغام پر قلعہ میں عزت خاں کے آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور قلعہ حمزہ کے آدمیوں کو حوالہ کیا۔ فتح خاں کو جب یہ خبر ہوئی تو اس نے لطیف بیگ کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ عزت خاں نے بھی تین سو آدمی روانہ کئے جب لطیف بیگ قلعے کے نیچے آیا تو حمزہ کے پانچسو آدمی لڑنے آئے اور شکست پاکر قلعہ میں گئے۔ پادشاہی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور مورچے بڑھائے حمزہ نے بہت سے آدمی کمک کو بھیجے۔ لطیف بیگ دشمنوں کی کثرت کو دیکھکر قلعے کے پاس چلا آیا۔ آپ بھی اس طرف موضع بیادر میں قلعہ خنشی سے پانچ کوس پر مقیم ہوا۔ غرہ شعبان کو آب ہیرمند سے دشمن پار آکر لطیف بیگ سے لڑے انکے تین سو آدمی مقتول اور مجروح ہوئے اور قلعہ خنشی کو چھوڑکر سیستان کو بھاگے خلیج خاں نے حقیقت پر مطلع ہوکر پندرہ سو فوج کمک کے لیئے خنجر خاں کی ہمراہ بھیجی۔ لطیف بیگ اور خنجر خان نے ملکر دشمنوں کے بندسیستان کو توڑا جسکا پانی سارا نشیب میں چلا گیا اور سیستان اور اسکے توابع کو خراب و بے آب کیا تمرداغ قلعہ فتح میں چلا گیا۔ پادشاہی لشکر فتح پاکر واپس آیا اور قلعہ خنشی پر قابض ہوا۔ پادشاہ نے حقیقت حال پر مطلع ہوکر عبدل پر جو قید ہوگیا تھا قتل کا حکم دیا وہ قتل ہوا۔

ششم شوال کو پادشاہزادہ کے بنگلوں میں جو محل میں تھے آگ لگی اور سارے محلوں اور مکانات میں پھیل گئی پادشاہزادہ اور اسکے اہل محل زدبانوں پر جھروکہ سے قلعہ سے باہر آگئے کچھ آدمی قلعہ سے باہر کودے ہاتھ پاؤں اُنکے ٹوٹے۔ ۷۵ نوکر جل کر خاکستر ہوئے جواہر خانہ کرکراق خانہ توشک خانہ۔ اور بہت سے کارخانے جل بھن کر راکھ کا ڈھیر ہوئے پادشاہ نے یہ حال سنکر دو لاکھ روپئے کے جواہر واقمشہ اور دو لاکھ روپیہ نقد پادشاہزادہ کے لیئے اور ایک لاکھ روپیہ اسکے فرزندوں کے واسطے بھیجا۔

پادشاہ ۲۵ شوال کو نیوج کی راہ سے کشمیر روانہ ہوا۔

اکبرنگر میں شاہ شجاع کے کارخانوں میں آگ لگنا

جب میر برکہ ایران کو سفیر بنا کے بھیجا گیا تھا تو ظریف اس سبب سے کہ گھوڑوں کی شناسائی میں مہارت تمام رکھتا تھا۔ عراقی گھوڑوں کی خرید کے لیئے اسکے ساتھ کر دیا گیا تھا مگر جو گھوڑے خرید کر کے لایا وہ پادشاہ کو پسند نہ آئے۔ اس شرمندگی کے مارے اُس نے پادشاہ سے عرض کیا کہ روم و عرب جانے کی اجازت ہو تو وہاں سے گھوڑے خرید کر کے لاؤں جس سے مجھے خجلت سے نجات ہو پادشاہ نے علائی افضل خاں سے سلطان مراد قیصر روم کے نام محبت نامہ لکھوا کر ظریف پاس بھیجا کہ اگر ضرورت ہو تو اسکو اپنی کارروائی کی دستاویز بنائے اس نامہ کے ساتھ ایک کمر مرصع گراں بہا بھی قیصر روم کے لیئے ارسال کیا۔ خالی نامہ بھیجنا ایسے بادشاہ کو سزاوار نہ تھا۔ پادشاہ کے حکم سے افضل خاں نے ایک خط وہاں کے وزیر کے نام بھی لکھدیا۔

شیخ جمادی الثانیہ سال جلوس دہم کو اس طرف روانہ ہوا۔ وہ دریا کی راہ سے عرب گیا وہاں سے مصر میں آیا۔ پادشاہ مصر نے اسکی ضیافت کی اور قیصر سے اسکے حال معروض کیا وہ اس وقت بغداد کی مہم میں مصروف تھا اس نے حکم دیا کہ اسکو راہی کرے اور بلاد کے ناظموں کے نام حکم دیا کہ جس شہر کی وہ سیر کرنی چاہے اسکی سیر کرا کے ہمارے پاس پہنچا دو وہ سیر کرتا ہوا موصل میں آیا۔ سلطان مراد موصل میں آگیا تھا۔ ظریف نے محمد پادشاہ وزیر اعظم قیصر سے ملاقات کی اور مراسلہ افضل خاں کا پہنچایا دوسرے روز سلطان نے اسکو بلایا۔ بادشاہ نے نامہ کو عزت سے ساتھ لیا۔ ترکی زبان میں ظریف سے پوچھا کہ ایسی دور دراز راہ طے کرنے کا سبب کیا اس نے سبب بیان کر کے صندوقچہ طلائی جسمیں کمر مرصع تھا سلطان کو نذر دیا سلطان اسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں اس وقت اس مہم میں مصروف ہوں نامہ اور کمر پادشاہ کے پاس سے آنا میری فتح و فیروزی و کام اندوزی کی علامت ہے۔ دوسرے

ظریف کا مکہ روم میں جانا اور سفیر روم کا اسکے ساتھ آنا

روز ظریف نے ہزار نفیس پارچے ہندوستانی اپنی طرف سے پیش کش میں دیئے۔ سلطان نے ظریف سے پوچھا کہ ہندوستان میں کون سے ہتیار زیادہ پہنتے ہیں اُس نے جواب دیا کہ ہتیار بہت سے ہیں۔ بکتر۔ صادقی۔ ہزار میخی۔ قلماقی زرہ۔ چل قدانمیں سے جو کسی کو پسند ہوتا ہی وہ پہنتا ہی۔ اپنا بکتر منگا کے سلطان کے آگے رکھا قیصر نے اُسپر بہت عنایت کی اور پادشاہ کا حال پوچھا۔ دس ہزار قروش کہ یہاں کے بیس ہزار روپئے ہوتے ہیں اسکو دے کر کہا کہ فہم بغداد کے انصرام کے بعد ہم تمکو معاودت کی اجازت دینگے اور اپنا سفیر ہمراہ کرینگے کہ ہمارے اور شہنشاہ ہند کے درمیان قواعد دوستی کا استحکام ہو پھر سلطان بغداد گیا اور ظریف کو کہہ گیا کہ موصل میں گھوڑے خرید و۔ جب بغداد فتح کرکے آیا تو شاہ ہند کے نامہ کا جواب لکھا اور ارسلان آقا کو سفارت کے لیئے معین کیا گیا ایک عربی گھوڑا خاص اپنی سواری کا بطور ارمغان کے دیا جسکا زین مرصع بالماس تھا و عبائے مروارید دو زروم کی طرح کی تھی اور ایک اور گھوڑا خاص دیا ظریف مع ارسلان آقا دریا کی راہ سے چلکر ٹھٹھہ میں آیا۔ سارا حال جب پادشاہ کو ظریف کی عرضداشت سے معلوم ہوا تو خواص خاں صوبہ دار قلعہ کو حکم ہوا کہ دس ہزار روپیہ سرکار خاصہ سے ارسلان آقا کو انعام دے اور یہ بھی حکم ہوا کہ خواص خاں اور نجابت خاں صوبہ دار ملتان میں سے ہر ایک چھ چھ ہزار روپیہ اور تراق خاں سرکار دار سوستان اور شاہ قلی خاں ضابطہ بہکر میں سے ہر ایک چار چار ہزار روپیہ بر سم ضیافت کے اس سفیر کو دے۔ ۲۹ صفر کو وہ پادشاہ کی خدمت میں آیا پندرہ ہزار روپیہ اسکو انعام ملا۔ اس سفیر کو کشمیر میں بلایا جہاں وہ خود تھا۔

پرتھی راج و اولاد و احوال رسنگھ نبیرہ پرتھی راج قید ہونا

بچھار سنگھ اور اسکی اولاد کا حال پہلے رقم ہو چکا ہی۔ اسکا ایک بیٹا پرتھی راج زندہ تھا اسکو چنیت زمیندار نے دستاویز فساد بنایا۔ ملک میں اُس نے تاخت و تاراج شروع کی۔ عبداللہ خاں بہادر فیروز جنگ کو اسلام آباد میں اطلاع ہوئی کہ پرتھی راج اور چنیت بندیلہ اوندچھ اور جھانسی کے درمیان ٹھیرے ہیں اور ایک جنگل کو کہ اوندچھ سے تین

کروہ پر واقع ہے اپنی اقامت گاہ بنایا ہے اور مواضع جھانسی کو غارت کر رہے ہیں۔
فیروز جنگ نے باقی خاں کو اپنی سپاہ دے کر اُن کی سرکوبی کے لیئے بھیجا۔ اُس نے
رات بھر سفر کر کے صبح دشمن کو جالیا۔ ستیز و آویز ہوئی۔ پرتھی راج زندہ گرفتار ہوا۔
چنپت نے کارزار سے فرار کیا۔ باقی خاں یہ فتح حاصل کر کے فیروز جنگ کے پاس آیا
پادشاہ کے حکم سے پرتھی راج قلعہ گوالیار میں محبوس ہوا فیروز جنگ چنپت اور اور فتنہ
گروں کا استیصال جیسا کہ چاہیئے نہ کر سکا پادشاہ نے بہادر خاں کو اسکی جگہ مقرر کیا
اور عبداللہ خاں کو لاہور بُلا لیا۔

پادشاہ کی کشمیر

نہم ذی الحجہ پادشاہ تالاب ڈل کے کنارہ پر آیا جہانتک قوت سامعہ و باصرہ کام کرتی
تھی۔ صدائے نغمۂ روح پرور اور اقسام گل و ریاحین فرحت افزا سنے و دیکھے جاتے تھے
نہر و تالاب کے کناروں پر چراغوں کی روشنی علی مردان خاں نے ایسی کرائی کہ تماشائی
دیکھکر حیران رہ گئے۔ روم کا ایلچی اور اور ایلچی بھی یہ تماشا دیکھنے کے لیے بُلائے گئے
پادشاہ نے سنا کہ ان دنوں میں سنگ سفید پر بڑی بہار ہے۔ جو کشمیر سے دو تین منزل
راہ اوسکی بڑی دشوار گذار اور ناہموار تھی اس سرزمین میں وقت و غیر وقت مینہ برستا
رہتا ہے۔ پادشاہ نہایت ضروری اسباب کے ساتھ اس کتل پر آیا مینہ اسقدر برسا کہ
ہوا ایسی ٹھنڈی ہوگئی کہ سوار اور گھوڑے لرزنے لگے اور جو آذوقہ خام یا پختہ ساتھ
تھا نہ اسکے صرف کرنے کی فرصت ملی وہ احتیاط کی گئی جو کرنی چاہیئے تھی۔ تین چار
روز تک برابر موسلا دھار مینہ برستا رہا آسمان اور پہاڑوں سے پانی کے نالے بہتے تھے
ہر پتھر کے نیچے سے پانی جوش کرتا تھا اور راہیں پانی کے تلے نایاب ہوگئیں تھی پادشاہ
سیرگاہ میں نہیں گیا اسنے اپنی اور خلق اللہ کی تصدیع پر نظر کر کے مراجعت کی سڑک میں
کیچڑ اور پانی کی طغیانی اسقدر تھی کہ آدمی اور گھوڑے زانو اور سینہ تک کیچڑ میں پھنس
جاتے تھے اور نکلنے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ لشکر کو بہت تکلیف ہوئی چار کروہی منزل

پہر میں ٹلے کیا یعنی آدھی رات تک راہ میں آدمی اور جانور ضائع ہوئے اور باقی رات گھوڑوں پر کٹی دو مقام آرام کے لیے کئے گئے۔ مینھ نے پھر بھی فرصت نہ دی اور آدمیوں کو بہت خراب کیا۔ کہتے ہیں کہ اس سال میں سیلاب اور طغیان سے چار ہزار گھر ڈل کے اور کشمیر کے کنارہ کے دیہات میں سے چار ہزار گھر اور پرگنات بھنبھر وغیرہ کے دیہات میں چار سو ستاسی گھر بیخ و بن سے کندہ اور بے نام و نشاں ہوگئے اور خریف کی زراعت کا نشان باقی نہ رہا اور قحط نظر آنے لگا شہر میں بہت عمارتیں گر گئیں اور چند روز تک بازار میں کوئی آیا گیا نہیں دکانیں بند رہیں بڑے بڑے بوڑھے کہتے تھے کہ ایسی طغیانی اور پانی کی آفت نہ کبھی دیکھی نہ بزرگوں سے سُنی۔

اس ضمن میں کابل کا واقعہ یہ سنا کہ یوسف زئی افغانوں کی ایک جماعت نے دلاور خاں فوجدار اور اسکے تین بیٹوں اور ایک جماعت کثیر کو قتل کیا اور جو کچھ انکو ہاتھ لگا اُسے لوٹ کر لیگئے اس سے بادشاہ کی فرحت کدورت سے بدل گئی اور لاہور کو کوچ کی تیاری کا حکم دیا

واقعات سال چہاردہم جلوس سنہ ۱۰۵۰ھ ۱۶۴۰ء

غرہ جمادی الثانی کو سنہ کو چودھواں سال جلوس کا شروع ہوا اس کے جشن میں بند ہائے حضور وارباب طرب کامیاب ہوئے۔ بادشاہ کشمیر میں چھ مہینے رہ کر ماہ مذکور کو لاہور کو روانہ ہوا اور غرہ شعبان کو لاہور کے دولت خانہ میں داخل ہوا اثنائے راہ میں شادی خاں نے جو نذر محمد خاں والی بلخ پاس بطور سفارت گیا تھا ایک شخص کو پیش کیا جس نے اپنے تئیں گرشاسپ معروف مرزا ہندی پسر خسرو بتایا تھا بادشاہ نے اسکی حقیقت حال دریافت کی تو معلوم ہوا کہ وہ سوداگر تھا برہانپور میں اُسکے ماباپ جب مرگئے تھے تو وہ دو برس کا تھا اسکو ایک عورت حجاز لے گئی وہاں وہ بڑا ہوا پھر وہ ہندوستان میں آیا یہاں سے قوشنج میں گیا۔ شیر خاں ترین کا نوکر ہوا اپنے تئیں پسر خسرو بتایا۔

علی مردان خاں نے اسے قندھار میں اپنے پاس بلا کر شاہ صفی پاس بھیجدیا۔ اسنے اسکو چھوڑ دیا۔ وہ بلخ میں آیا۔ شاہ بلخ نے اسے جھوٹا سمجھ کر قید کیا اور اب شادی خاں کو حوالہ کیا پادشاہ نے اسکو قتل کرایا تاکہ آیندہ کوئی جھوٹا دعوی اس خاندان سے اقتدار کا نہ کرے۔ ملا سعداللہ خاں کا مولد و منشا لاہور تھا وہ شیخ سعداللہ لاہوری مشہور تھا فضیلتہ و علوم عقلی و نقلی و حفظ قرآن و حسن تقریر و تحریر کے زیور سے آراستہ تھا وہ سابق میں پادشاہ کی خدمت میں آیا مگر اسکے جواہر کمالات پادشاہ کی منظور نظر نہ ہوئے اسکا روزیانہ بہت کم مقرر ہوا جس سے اُسنے انکار کیا۔ رمضان سنہ ۱۰۵۰ میں موسوی خان صدر کو حکم ہوا کہ سعداللہ خاں کو ہمارے پاس بھیجدے وہ آیا تو یومیہ مناسب مقرر ہوا اور خلعت و اسپ سے سرفراز ہوا دو تین روز کے عرصہ میں روزیانہ کی عوض میں منصب مرحمت ہوا ایک سال کے عرصہ میں منصب ہزاری ذات و دو سو سوار و خطاب خدمت عرضداشت مکرر سے معزز ہوا پھر اسکو غسلخانہ کی داروغگی مرحمت ہوئی۔ دوسرے سال میں منصب سہ ہزاری دو ہزار سوار اور خدمت خانسامانی سے سرافراز ہوا۔ سال چہارم میں وزارت کل ہندوستان سے مفتخر ہوا اور ساتویں سال میں ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و اسپہ و سہ اسپہ اور دو کروڑ دام انعام سے سرفراز حاصل کی۔ پادشاہ کے مزاج میں اسقدر دخل پیدا کیا کہ سوا رمقدمات وزارت کے تمام امور کلی و جزوی مالکی و ملکی میں بدون اسکی صلاح و مشورہ کے اجرا کار کی صورت متعذر تھی یہاں تک نوبت پہنچی کہ شاہزادہ دارا شکوہ کو باوجود قرب ولیعہدی اور اختیار سلطنت سے حسد ہوا اور بیجا کاوشیں اسکے ساتھ شروع کیں مگر اسکو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا۔ باقی حال اسکا آگے آئیگا۔

سنہ جلوس میں اعظم خاں کو صوبہ گجرات کا نظم و نسق سپرد ہوا تھا یہاں کولی و کولی دو قومیں ہیں جو یہاں ہمیشہ سے دزدی اور رہزنی کرتی تھیں اور رعایا اور آنے جانے والوں کو ایذا دیتی تھی انکے استیصال میں اعظم خاں کوشش کرتا تھا

اعظم خاں صوبہ دار گجرات کا احمد آباد کے نواحی کے فتنہ پردہ جوت کولیوں کی سرکوبی کرنا اور رعیت پروری کرنا

اوراس نے اس گروہ کی قرار واقعی تنبیہ کی اور مواضع پرگنہ بھیل میں جو کولیوں کے وطن کی محال ہے دو محکم قلعے بنائے ایک کا نام اعظم پور رکھا اور دوسرے کا نام خلیل آباد اپنے بیٹے میر خلیل کے نام پر کاٹھیوں کے وطنوں کے درمیان ایک مضبوط قلعہ اور عمارات مرتب کیں اوراس مقام کا نام شاہ پور رکھا اکثر ایام بارش میں حدود بنیدہ میں بسر کرکے اس نواحی کے متمردوں کو اُس نے سزا دی اور کولی واڑہ کی ابتدا سے جالور کی سمت میں کاٹھی واڑہ کی انتہا تک جو جام کی ولایت وساحل دریائے شور سے پیوستہ ہے کسی مفسد کی مجال نہ تھی کہ کسی ضعیف پر دست تطاول دراز کرے مسافر و تاجر طمانیت خاطر کے ساتھ رہ نوردی کرتے تھے۔ مرزبان جام ایسی اطاعت کہ زمیندار کرتے ہیں نہیں کرتا تھا اسلئے خان مذکور نے اسکی تادیب کے لیئے رہ نوردی کی جب وہ نوانگر سے سات کروہ پر پہنچا جہاں مرزبان مذکور رہتا ہے اور اسباب نبرد کی گرد آوری کی فرصت نہ دی وہ نوانگر سے چلکر لشکرگاہ شاہی سے دو کروہ پر اُترا اعظم خاں نے اسے کہلا بھیجا کہ جبتک وہ پیش کش نہ مقرر کریگا اور سکہ محمودی کا بنوانا دارالضرب نوانگر میں موقوف نہ کریگا اسکی رستگاری کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ زمیندار کو سوائے اطاعت کے کوئی چارہ نہ تھا اسنے سو کچھی گھوڑوں اور تین لاکھ محمودی کو برسم پیش کش قبول کیا اور دارالضرب کے موقوف کرنے کا وعدہ کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ نواحی احمد آباد کی رعایا جو اسکے ملک میں آئی ہے اسکو اپنی سر زمین سے باہر کردونگا کہ وہ اپنے مسکن ومقام میں جائے اور جب کہ اس سو اس کی تنبیہ و تادیب میں ناظم احمد آباد مشغول ہوگا تو میں اپنے بیٹے کو ایک جمعیت کے ساتھ صوبہ دار پاس بھیجونگا۔ جام ان شرائط کو منظور کرکے اعظم خاں سے ملا اور اعظم خاں شاہ پور میں آیا۔

جگت سنگھ کا بڑا بیٹا راجروپ ۱۲ سنہ جلوس میں دامن کوہ کانگڑہ کا فوجدار مقرر ہوا تھا اور اس نواحی کے مرزبانوں سے پیش کش تحصیل کرنے کی اجازت ملی تھی اُسنے

جگت سنگھ و راجروپ کا سوکی مخالفت اور سزا یابی

سرکاری سے شہرت دی کہ باپ بیٹوں میں بگاڑ ہی جگت سنگھ نے بادشاہ سے درخواست کی دامن کوہ کی فوجداری میرے سپرد ہو تو میں تعہد کرتا ہوں کہ سوائے جمع مقرری کے جو زمینداروں کے ذمہ ہی۔ چار لاکھ روپیہ اور ہر سال سرکار میں داخل کرتا رہوں گا اور راجروپ کی جو اکثر تقصیریں کرتا رہتا ہی قرار واقعی تنبیہ کرونگا بادشاہ نے اسکی ملتمس کو قبول کرلیا اور جگت سنگھ وہاں گیا۔ ظاہر میں بادشاہ کے اوامر و نواہی کی اطاعت کرتا اور در پردہ سرکشی اختیار کرکے اس سرزمین میں مادۂ فساد پیدا کرتا قلعہ تاراگڈھ کو جو اس ضلع کے مسمار شدہ قلعوں میں تھا تعمیر کرکے اپنا ملجا و ماوا بنایا اور ذخیرۂ جنگ اور آذوقہ ضروری جمع کیا۔ بادشاہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسکی تنبیہ کے واسطے تین سپاہیوں بسرداری سید خاں جہاں بہادر و سعید خاں بہادر و سید اصالت خاں بہادر مقرر کیں اور چند امیر ہر ایک کے ہمراہ کئے انکو مصالح قلعہ گیری و توپ خانہ دیا اور ان تینوں سپاہیوں کی سرداری بادشاہزادہ محمد شجاع کے لیئے تجویز کی باقی ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔

واقعات سال پانزدہم۔ سنہ ۱۰۵۱ ۱۶۴۱

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۵۱ کو جلوس کا پندرھواں سال شروع ہوا۔

گھوڑے نکلوانے کے شوق بادشاہ کا

بادشاہ کو شوق تھا کہ عجیب گھوڑے نکو منظر و لطیف پیکر جمع ہوں معز الملک حاکم بندر سورت نے ایک جماعت جو گھوڑوں کو پہچانتی تھی سرکاری کشتیوں میں بصرہ و بخارا اور مقامات میں جہاں اچھے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں بھیجا تھا اور اور تاجروں سے کہدیا تھا کہ وہ اپنے گماشتوں کو جو چاروں طرف پھرتے ہیں خبردار کردیں کہ عربستان میں جس جگہ اچھا گھوڑا ملے خرید لیں اس سال میں اس نے اکثر عربی گھوڑے ایک لاکھ روپیہ کے خریدے۔

پٹنہ کے جنوب میں پلاموں (پالامئو) واقع ہی اسکی سرحد پٹنہ سے ۲۵ کروہ ہی اور اس ملک کے شروع سے قلعہ تک جو مسکن و مامن زمیندار کا ہی پندرہ کروہ کا فاصلہ ہی۔ اس سرزمین کے مرزبان اپنے، شوار گذار بلند پہاڑوں اور درختانوں کے سبب سے اس صوبہ کے حکام کی اطاعت جیسے کہ چاہیئے نہیں کرتے۔ پرتاب ولد بلبدر چرونی جو باپ دادا سے یہاں کا مرزبان چلا آتا تھا۔ عبداللہ خاں نے فیروز جنگ صوبہ دار سابق کو پیش کش نہیں دی اور اب شائستہ خاں کو بھی پیش کش نہیں دی۔ شائستہ خاں نے پادشاہ کو اسکی اطلاع کی پادشاہ نے اوسکے استیصال کا حکم بھیجا۔ شائستہ خاں ۱۷ رجب کو پانچ ہزار سوار اور پندرہ ہزار پیادے لیکر اسکی تنبیہ کے لیئے روانہ ہوا۔ ہر منزل میں خندق کھود کر اسکی مٹی سے لشکر کے گرد حصار بناتا۔ مورچالوں میں تفنگچیوں کو مقرر کرتا کہ دشمن شب خون نہ مارے۔ درختوں کے کاٹنے کے لیئے ایک جماعت کثیر مقرر تھی وہ جنگل کو کاٹ کے ایک وسیع راہ بناتی تھی اور راہ کے دونوں طرف جو مواضع آباد تھے انکو تاخت و تاراج کرتی۔ یہاں کے آدمی جنگل کی تنگناؤں اور پہاڑوں کمیں میں چلے جاتے تھے اور جہاں اُنکو قابو ملتا لڑتے اور مرتے اور بھاگتے پادشاہی لشکر کے آدمی بھی زخمی و کشتہ ہوتے۔ پنجم ذی القعدہ کو قلعہ پلاموں کے سمت شمال میں لشکر شاہی آیا۔ مخالف راہ کی دونوں طرف سے آنکر لڑے اور بھاگ گئے۔ قلعہ کے گرد جنگل بڑا گھنا تھا۔ شائستہ خاں نے اسکو کٹوا کے خیموں کے لئے جگہ کی۔ قلعہ کے نزدیک باغ میں لشکر شاہی اترا۔ درخت زار کو کاٹنا شروع کیا۔ مخالف ہر طرف سے آنکر جنگ و تفنگ سے ہنگامہ نبرد گرم کرتے۔ پادشاہی آدمی مرتے شائستہ خاں ایک قلعہ کوہ پر جو قلعہ پلاموں کا سرکوب تھا چڑھ گیا۔ شام تک لڑتا رہا۔ پرتاب نے یہ حال دیکھکر صلح کی استدعا کی کہ اگر میری تقصیرات معاف ہو جائیں تو اسی ہزار روپیہ برسم پیش کش دونگا۔ کبھی سرشتہ بندگی کو نہ چھوڑونگا اور پٹنہ میں حاضر ہونگا۔ خان نے اس خیال سے کہ گرمی کی شدت ہی برسات سر پر ہی

پیش کش لے لی اور پٹنہ کو چلا آیا پادشاہ شکار کو گیا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ ۱۲ شعبان
کو یمین الدولہ آصف خاں خانخانان سپہ سالار نے وفات پائی جس سے پادشاہ کا عیش مکدر
ہوا اسنے حکم دیا کہ جہانگیر کے روضہ کے غربی جانب میں مدفون کریں اور اس کی تربت پر
ایک گنبد عالی تعمیر کریں۔ بیگم صاحب اور عزیزوں کی پادشاہ نے تسلی کی اور ہر ایک کو
نہ پارچہ نادوختہ کا خلعت دیا۔ آصف خاں اس سلطنت کی جمع بندگی کے سبب سے عزوہ
وشوکت وحشمت واجتماع دولت میں اس مرتبہ پر پہنچا تھا کہ کسی پادشاہ کے عہد میں کوئی
نوکر نہیں پہنچا تھا اسکو نہ ہزاری ذات ونہ ہزار سوار دواسپہ سہ اسپہ کا منصب تھا تنخواہ
اسکی ۱۶ کرور ۲۰ لاکھ دام تھی اسکو بتول سیر حاصل تنخواہ میں بھی تھیں ہر سال پچاس لاکھ
روپیہ اسکو حاصل ہوتا تھا اور اسکی زندگی میں اسکے سارے اخلاف واقارب مناصب عرب
بلند پر سرافراز تھی وہ پادشاہ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میری کوئی آرزو سوا اسکے نہیں ہے
کہ میں حضور کے روبرو آخرت کا رہ گرلے ہوں تمام نقود واجناس جو میں نے جمع کیے ہیں وہ
حضور کے ہیں کیونکہ امیروں کے جمع کرنے سے غرض فرزندوں اور منتسبوں کی رفاہیت
کے سوا کوئی اور امر نہیں ہوتا وہ خود مراحم شاہانہ سے جیسا کہ چاہیئے سرافراز ہیں اس سے
مونے کے بعد حویلی جو لاہور میں بیس لاکھ روپیہ کی اُس نے تیار کی تھی وہ پادشاہ نے
داراشکوہ کو عنایت کی اس حویلی کے سوا نقد وجنس ڈھائی کروڑ روپیہ کے اس پاس تھے
منجملہ انکے جواہر تیس لاکھ روپئے کے اور تین لاکھ اشرفی جسکے بیالیس لاکھ روپئے ہوتے ہیں
ایک کروڑ پچیس لاکھ روپئے اور آلات طلا ونقرہ تیس لاکھ روپئے کے اور باقی اور اجناس
تینیس لاکھ روپیہ کی تھیں۔ باوجودیکہ یمین الدولہ نے وصیت کی تھی کہ یہ سارا اوندوختہ خزانہ
میں داخل ہو مگر پادشاہ نے تیس لاکھ روپیہ کے نقد وجنس اس کے تین بیٹوں اور پانچ پوتوں
کو عنایت کیئے اور اسکے متعلقات میں جو شخص منصب کے لایق تھا اسکو منصب دیا اور جو
کے قابل تھا اسکو مشاہرہ دیا اسکے خلف الصدق شائستہ خاں کو جو صوبہ بہار کا ناظم تھا

یمین الدولہ آصف خاں خانخانان سپہ سالار کی وفات

خاصہ و فرمان تسلی بھیجا جسکے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ اہل عرفان و حکمت انسان کو عالم صغیر سے تعبیر کرتے ہیں اور اسکی قدر و منزلت کو رفیع تر سے جانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ عرصۂ خاک میں اپنا مسکن رکھے اسلئے آصف خاں نے نزہتگاہ جاودانی اور آرام جائے ایمنی کو کوچ کیا ہمکو اس سے محبت حد سے زیادہ تھی نہایت تاسف ہوا مگر اس قسم کے قضایا میں سوا رضا و تسلیم کے اور کوئی مسلک نہیں ہے ہماری خاطر نے صبر و خورسندی اختیار کی ہے تم بھی صبر و شکیبائی اختیار کرو اور ہماری سلامتی سے خرسند ہو اور ہماری عنایت کو اپنے حق میں روز افزوں جانو بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ مراد بخش نے کابل سے کوچ کیا۔ سیال کوٹ کی راہ سے جگت سنگھ کی محال میں آیا اور تھمیان میں داخل ہوا۔ سعید خاں بہادر ظفر جنگ و راجہ صالت خاں مع اپنے ہمراہیوں کے شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہزادہ نے سعید خاں و راجہ جیسنگھ و اصالت خاں کو حصار مئو کی فتح کرنے کا حکم دیا اور خود تھمیان میں جو کوہ مئو سے تین کروہ پر تھا آذوقہ رسانی اور ضروریات لشکر کے لیئے توقف کیا۔ سید خان جہاں کتل بلہوان سے نور پور راہی ہوا۔ جب وہ کتل مزبور سے نیچے آیا تو اسکو معلوم ہوا کہ سر کتل پر کہیں میں راجروپ پسر کلاں جگت سنگھ بیٹھا ہے اور راہ روک رکھی ہے وہ اور کو اسکی مالش کے لیئے روانہ ہوا۔ نجابت خاں اسکے ہراول نے دشمنوں کو مار کر بھگا دیا۔ اور دیواریں جو انہوں نے درہ کتل کے بند کرنے کے لیئے بنائی تھیں ڈھا دیں اور انکی پناہ میں جو ممانعت و مدافعت کے لیئے جماعت بیٹھی تھی اسکو بھگا کر کتل پر قبضہ کر لیا سید خان جہاں کتل مچھی بھون پر پہنچا۔ مخالفوں نے اس مکان سے نور پور تک شعاب کی تنگیوں میں جا بجا استوار دیواریں کھینچ رکھی تھیں اور انکی پناہ میں کوہ گرد اور گریوہ نوردی تفنگچی و کماندار پیادے محاربت و محاربت کے لیئے بٹھائے تھے مگر ایک کوہ نشین نے لشکر شاہی کو ایک راہ غیر معروف جو مسدود نہ تھی بتا دی۔ اس راہ سے لشکر شاہی ۱۴ رجب کو پہاڑ کے اوپر آگیا جو آدھ کوس نور پور سے تھا اور اسکے قلعہ پر مشرف تھا۔ سید خانجہاں نے اول حصار کے باہر کی آبادی

قلعہ مئو و کوٹ اوجگت سنگھ کے باقی قلعوں کا مفتوح ہونا

کو غارت کرایا جو آدمی لڑنے کھڑے ہوئے انکو اسیر کیا۔ صبحکو وہ قلعے کے نیچے آیا۔ جگت سنگھ نے یہاں قلعہ داری کا خوب سامان کیا تھا اور دو ہزار سپاہ حفاظت کے لئے مقرر تھی۔ سید خان جہاں محاصرہ کے سامان میں مشغول ہوا اور مورچل بنائے اور انہیں حصار کی فتح کے لیے آدمی مقرر کیے اب اور سپاہیوں کا حال لکھا جاتا ہے۔ کہ راجہ جیسنگھ اور اصالت خاں دو راہون سے چلکر نواحی منو میں آپس میں مل گئے راجہ باسو کے پاس کے قریب لشکرگاہ بنایا جو درہ کے اندر ہموار زمین پر تھا اور ایک طرف کوہ منو سے متصل تھا۔ قلعہ منو کے اطراف میں جنگلوں کا انبوہ تھا انمیں درختوں کی وہ کثرت تھی کہ مرغ نہیں اُڑ سکتا تھا۔ اور اوپر چڑھنے کی راہیں بند تھیں۔ جگت سنگھ نے درون کے درمیان جس جگہ کوئی راہ اور رخنہ تھا اسکو بند کر دیا تھا اور دیواریں چوب و سنگ سے کھڑی کر لی تھیں اور اوپر برج و بارہ بنا لیے تھے لشکر شاہی نے ان دیواروں کی برابر اپنے مورچل بنائے مدافعت کے لیے دشمنوں نے تیر و تفنگ اور آلات جنگ و تیر چلائے اور سب جنگل میں علف و ہیمہ لیے جاتا تو اوسکو وہ آسیب پہنچاتے۔ ۱۷ رجب کو قلیچ خاں و رستم خاں بھی تھانہ میں شہزادہ مراد پاس آگئے۔ حکم شاہی کے موافق سید خانجہاں کی کمک کو رستم خاں گیا تھا منو کو گیا۔ خان ظفر جنگ ۱۵ شعبان کو کنل نور پور کے نیچے سے روانہ ہوا اور کوہ کے کی سر راہ کو دائرہ کیا اور اپنے دو بیٹوں سعد اللہ اور عبد اللہ کو اور ذوالفقار خاں کو ساتھ بھیجا کہ کوہ کے اوپر لشکرگاہ مقرر کریں جب یہ پہاڑ کے اوپر گئے تو معلوم ہوا کہ یہ کاٹا نہ جائے لشکر کے لیے جگہہ نہیں ہے اسکی خبر خان ظفر جنگ کو پہنچی اور جواب کے انتظار توقف کیا اس عرصہ میں مخالفوں نے فرصت پاکر چار پانچہزار تفنگچی اور کماندار سے اس پہاڑ پر کہ اس پہاڑ پر مشرف تھا آتش پیکار روشن کی درختوں کا شاہی کے اجتماع کا مانع تھا۔ ہر جگہ چند سپاہی ان پہاڑی آدمیوں کے لڑے یہ خبر سنکر سعید خاں بہادر نے اپنے بیٹے لطف اللہ کو اور بعد اسکے

دلیر انداز خان کو مدد کے لیئے روانہ کیا۔ لطف اللہ پہلے اس سے کہ اپنے بھائیوں سے ملے جنگل میں دشمنوں سے دوچار ہوا جو درخت زار میں مور و مار کی طرح پراگندہ تھے اور زخمی ہوا اسکو دشمنوں کے ہاتھ سے عبدالرحمن بچا کر لے گیا۔ ذوالفقار خاں دشمنوں کو مارتا دھاڑتا خان ظفر جنگ سے ملا۔ سعد اللہ و عبداللہ بھی خان پاس آگئے دوسرے روز خان پڑاؤ میں گیا لشکر گاہ کی وسعت کے لیئے جنگل کو کٹوایا لشکر گاہ کے گرد خندق کھدوائی اور خار بست بنایا کہ جس سے دشمنوں کے شب خون کا خوف نہ رہا دشمنوں نے اس خوف سے کہ اس راہ سے سرکوب میں دشمن داخل ہوا اور اضلاع سے آنکر اس ضلع میں زیادہ جمع ہوگئے اور انہوں نے مضبوط بارے اور استوار برج بنائے اور تفنگ چلانے کے لیئے جائیں بنائیں۔ خان ظفر جنگ نے جلدی میں مصلحت نہ دیکھی ہر روز کچھ جنگل کاٹا جاتا اور آگے لشکر بڑھتا۔ ۲۱ شعبان کو ایک لڑائی راجہ باسو کے باغ کے قریب ہوئی۔ نجابت خاں و راجہ مان کے آدمی سپر کی جگہ تختے سر پر رکھ کر آگے دوڑے دشمنوں کی دیوار کو جو مقابل آئی ڈھا دیا طرفین سے آدمی کشتہ و زخمی ہوئے۔ ۲۹ شعبان کو راجہ مان نے اپنے ہزار پیادے قلعہ چھت پر بھیجے وہ قلعے کے نیچے آکر دشمنوں سے لڑے اور حارس حصار مع اپنے چند خویشوں کے قتل ہوا۔ قلعہ میں کچھ فحمند آدمی حفاظت کے لیئے رہے۔

اور باقی دشمنوں کے سروں کو لیکر اپنے لشکر گاہ میں آئے اسی تاریخ کو سید خان جہاں نے جو قلعہ نور پور کا محاصرہ کیئے ہوئے تھا نقب اڑا کر قلعہ کا ایک برج اڑایا زلفی اہول زن اور آقا حسن رومی نے اس حصار کے اطراف میں سات نقب لگائے تھے دشمنوں کو چھ نقبوں پر اطلاع ہوگئی ان میں پانی بھر دیا صرف ایک نقب اڑی جس سے آدھا برج اڑا اور آدھا نیچا ہوگیا۔ مخالفوں نے ہر برج کے نیچے ایک دیوار بنا رکھی تھی۔ لشکر شاہی قلعہ کے اندر نہ داخل ہو سکا۔ سید خان جہاں کے آدمیوں کو لطف اللہ و جلال الدین محمود نے کر دوڑے انہوں

نے راہ کو بند پایا۔ تو بلیداروں کو اسکے کھولنے کے لیئے مقرر کیا۔ لشکر شاہی نے مورچوں سے اطراف و جوانب میں حملے کئے اور دروازوں کے جلانے میں اور دیواروں پر چڑھنے میں کوشش کی۔ مخالف یہ سمجھکر کہ راہ کھل گئی۔ اور لشکر شاہی آگیا۔ بھاگ کر قلعہ کے اندر چلے گئے رات تک برج و بارہ سے تیر و تفنگ مارتے رہے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی کچھ مرتے کچھ زخمی ہوتے رہے رات ہوگئی۔ لشکر شاہی دیوار کو ڈھاکر اندر نہ جاسکا۔ اور خاک ریز بلند تھا اس لیئے قلعہ نہ فتح ہوا۔ اواخر شعبان میں بہادر خاں اسلام آباد سے روانہ ہوکر چمیان میں بادشاہزادہ کی خدمت میں تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادے لیکر آیا ماہ شعبان کی سلخ کو بہادر خاں کی سعی سے و مثال اور اللہ وردی خاں کی کوشش سے تمہاری مفتوح ہوے۔ بادشاہ نے حکم بھیجا کہ اول قلعہ مئو فتح کیا جائے اسکی فتح کے بعد نورپور کا قلعہ آسانی سے فتح ہوجائے گا۔ شاہزادہ مئو جائے۔ جب شاہزادہ غرہ رمضان کو مئو کی طرف روانہ ہوا جگت سنگھ نے خائف ہوکر راجروپ اپنے بیٹے کو اللہ وردی خان کے توسل سے شاہزادہ کے پاس بھیجا اور یہ التماس کیا کہ مجھے اپنے جرم سے نہایت خجالت و ندامت ہے۔ بعض حضور کے ملازم ہم چشمی و ہمسری کے لیئے مجھے اور میری قوم کو ہلاک کرنا چاہتے تھے میں نے حمیت راجپوتی اور غیرت سپاہی گری کے سبب سے اپنے مقدور کے موافق تردد کیا۔ اب یہ قصہ حضور کو سپرد ہوئی ہے۔ تو مجھے اطاعت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ امیدوار ہوں کہ اس شرمسار گنہ گار کے ہراس کو دور کرکے ملازمت کی اجازت فرمائیں۔ بادشاہی ہوا خواہوں کی درخواست سے رمضان کو مجرموں کے طور پر راجروپ بغیر ہتھیاروں کے گرفتار

فوط ڈالے ہوئے بادشاہزادہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہزادہ نے اُس کا اطمینان کیا کہ اُسکی تقصیرات کی معافی کی درخواست بادشاہ سے کی جاتی ہے مگر بعض مطالب جو اسکے حال کے لائق نہ تھے اس نے التماس کیئے وہ بادشاہزادہ نے قبول نہ کیے اور اس کو رخصت کیا چندروز اس صلح کی شہرت کے سبب سے بہادران قلعہ کشائے تردد سے ہاتھ کوتاہ کیا اس فرصت میں جگت سنگھ نے تازہ ذخیرہ و مصالح جمع کرلیا جب زیادہ طلبی اور مطالب بیجا کی درخواست سے بادشاہزادہ رنجیدہ ہوا تو از سرِنو پھر تسخیر و استیصال حصار سے گیرودار کی صدا بلند ہوئی اور یورشہار رستمانہ اور اندازسے زیادہ سعیان ظہور میں آئیں تمام ایام محاصرہ میں پانچیروز ایسی جنگ صعب ہوئی کہ توپ و تفنگ کے گولے اور تیر اولوں کی طرح بلا توقف آسمان سے برستے تھے اور زمین سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے بادشاہی لشکر کے آدمی دو تین ہزار کشتہ و زخمی ہوئے اور مخالفوں کے آدمی اس قدر کثرت سے مارے گئے کہ مخالف مغلوب ہوکر خوف کے مارے دونوں حصاروں مُو و نورپور کو چھوڑ کر مع مال و عیال کے جنگل کی راہ سے بے سر و سامان فرار ہوئے لشکر شاہی کے ہر کنارہ پر شادیانے بجے۔ ۲۳ رمضان کو شہزادہ نے پرتھی چند زمیندار چنبہ کو جس کے باپ کو جگت سنگھ نے قتل کیا تھا بادشاہ کے پاس بھیجا۔ مُو کی محافظت راجہ جے سنگھ کو اور تہاری کی قلیچ خاں کو دھنٹال کی گوکل داس سیسودیہ کو پیتھان کی مرزا حسن صفوی کو سپرد کی اور بادشاہی ملازموں کی ایک جماعت کو بہت سے بیلدار و تیردار سپرد کیے گئے کہ وہ اُن سے نواحی مُو میں جنگل کٹوا کے رستوں کو چوڑا کرائیں بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ اور بہادر خاں اور اصالت خاں بادشاہ

پاس روانہ ہوئے ۲۹ رمضان کو بادشاہ کی خدمت پہنچے غرہ شوال کو بادشاہ نے
بادشاہزادہ کو خلعت خاصہ اور دو لاکھ روپیہ انعام دیکر ہمراہیوں کے
ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ جگت سنگھ کو اسیر و قتل کرکے کوہستان کو
فساد سے خالی کرے۔ پرتھی چند زمیندار چنبہ کو خلعت اور منصب ہزاری ذات
اور چار صد سوار کا اور خطاب راجگی کا مرحمت ہوا اور وہ پہاڑ جسپر جگت سنگھ نے
قلعہ تارا گڈھ بنایا تھا چنبہ کے مضافات سے تھا اور جگت سنگھ نے ظلم سے
اُس کو غصب کیا تھا اور ولایت مذکور سے قلعہ کا عقب ملا ہوا تھا اور اس
سمت میں ایک سرکوب تھا جو قلعہ تارا گڈھ کے فتح کرنے میں دخل رکھتا تھا
پرتھی راج کو حکم ہوا کہ ولن میں جاکر ضروریات کا سرانجام کرے اور جمعیت شائستہ
کے ساتھ قلعہ تارا گڈھ پر عقب سے جاکر اور سرکوب کو لیکر قلعہ نشینوں کو تنگ کرے
بادشاہ زادہ مراد بخش بادشاہ کے ارشاد سے سعید خانجہان اور
ہمراہیوں کو ساتھ لیکر پنجم شوال کو نورپور میں آ لنگر ڈھیرا اور سعید خاں کو مع جمعیت
کے جمو بھیجا۔ بہادر خاں و اصالت خاں کو بارہ ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ
تارا گڈھ کو گھیر کر مخالفوں کا استیصال کرے۔ راجہ مان سنگھ گوالیاری
جو جگت سنگھ کا جانی دشمن تھا متعین کیا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ راجہ
پرتھی چند کے ساتھ اتفاق کرے تارا گڈھ کے عقب سے آئے اور محصورین
کی بنیاد کا انہدام کرے۔ اس قلعہ کا فتح کرنا بہت دشوار تھا مگر بادشاہی
لشکر نے اس کی تسخیر میں بڑی مردانگی دکھائی خسرو بیگ بخشی میر آتش کو
نے ہزار تابینوں کے ساتھ یہاں بھیجا تھا اس کو بہادر خاں اور اصالت خاں
آگے بھیجا کہ وہاں کی سرزمین کی حقیقت سے واقف ہو کر خیموں کے لگنے
اور مورچوں کے جمانے کی جگہ تجویز کرے تاکہ سران لشکر کا کوچ تک

تارا گڈھ کا تسخیر ہونا

لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعوں میں جاکر پراگندہ ہوگئے۔ سرداران مذکور نے آدمی بھیجے کہ اُن کو اُلٹے لیکر چلے آئیں۔ سب چلے آئے مگر خسرو خاں نے کہا کہ میں جس زمین میں اترا ہوں یہاں رات بسر کرسکتا ہوں۔ اس کے پاس تین چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سرداروں نے آدمی بھیجکر اس کو پھر بلایا تو لشکر کی طرف پھرا۔ دشمنوں نے اُسکے ہمراہیوں کو قلیل جانکر آن گھیرا وہ لڑا اور چودہ زخم کھاکر مرا دوسو آدمی اسکے ساتھ کشتہ و خستہ ہوئے بہادر خاں اور اصالت خاں اور سرداروں نے اس طرف سے اور راجہ پرتھی چند زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگھ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے اس قلعہ کی فتح میں کوشش کی تو جگت سنگھ نے خیال کیا کہ جب ساری محال قبضہ سے نکل جائے تو میں کب تک اس قلعہ میں پڑا رہونگا تو وہ سید خانجہاں کی معرفت پادشاہزادہ سے ملتجی ہوا پادشاہزادہ نے اُس کو عفو شاہی کا امیدوار کیا وہ پادشاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التماس کیا کہ پادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجے۔ پادشاہزادہ نے یہ درخواست پادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی اور حکم ہوا کہ قلعہ تارا گڈھ پادشاہی آدمیوں کو سپرد کرے کہ وہ اس کو برج اور عمارات کے ڈھادیں۔ جگت سنگھ نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت کی شاہزادہ کے درخواست پر پادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ میں بعض عمارات جگت سنگھ کے اسباب اور متعلقوں کے لیے قائم رکھیں اور باقی تینوں حصاروں کو ڈھادیں اور مُو اور نور پور کے قلعوں کو بھی مسمار کریں تاکہ آیندہ سرکشوں کے لیے کوئی مامن نہ رہے سید خان جہاں نے خود جاکر باہر کا حصار ڈھاکر وہاں اپنے آدمی مقرر کیے اور جگت سنگھ کو ہمراہ لیکر ۱۹ ذی الحجہ کو پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ پادشاہ کے حکم سے

اس کوہستان کی حکومت نجابت خاں سے متعلق ہوئی۔ نور پور میں بھی ڈھایا ڈھوئی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہاں اور تمام ہمراہی اور جگت سنگھ بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔

کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی اور کھیتوں پر بڑی آفت آئی تھی اور چند سال کے غلوں کے انبار بھی ضائع اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت میں قحط عظیم پڑا۔ تین ہزار کے قریب ضعیف و مسکین اس دیار سے دارالسلطنت میں آئے اور جھروکہ کے نیچے آنکر بادشاہ سے اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ بادشاہ نے اس جماعت کو ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفوں کے واسطے دو تین جگہ پختہ و خام غلے کے لنگر خانے جاری کیے جائیں اور دو سو روپیہ روز خرچ کیے جائیں اور کشمیر میں بھی تیس ہزار روپے مستحقوں کے واسطے عطا کیے۔ تربیت خاں حاکم کشمیر سے ضعیفوں کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ چاہیے نہیں ہو سکتی تھی۔ کشمیر کی رعایا الم کشیدہ جوق جوق فریادی آتی تھی وہاں کی صوبہ داری ظفر خاں ولد خواجہ ابوالحسن نائم کو سپرد کی اور کشمیر کے مستحقوں کے لیے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خاں گرجی کو بڑے لشکر و توپ خانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف آنے کا تہیہ کرتا ہے شاہجہاں نے چاہا کہ کابل و قندھار کی طرف خود جاوے مگر شاہزادہ دارا شکوہ نے عرض کیا کہ میں امیدوار ہوں کہ حضرت خود بدولت دارالسلطنت میں عیش و عشرت میں سربرآرا رہیں اور میں مہم قزلباش میں شاہ صفی کے شر کے رفع کے لیے بھیجا جاؤں۔ بادشاہ نے اس کی التماس کو قبول

بادشاہزادہ دارا شکوہ کا قندھار جانا اور شاہ ایران کا مرنا

لوگ روانہ ہوئے تھے وہ مختلف ضلعوں میں جاکر پراگندہ ہوگئے۔ سرداران مذکور نے آدمی بھیجے کہ اُن کو اُلٹے لیکر چلے آئیں۔ سب چلے آئے مگر خسرو خاں نے کہا کہ میں جس زمین میں اترا ہوں یہاں رات بسر کرسکتا ہوں۔ اس کے پاس تین چار سو سے زیادہ سوار نہ تھے لشکر کے سرداروں نے آدمی بھیجکر اس کو پھر بلایا تو لشکر کی طرف پھرا۔ دشمنوں نے اُسکے ہمراہیوں کو قلیل جانکر آن گھیرا وہ لڑا اور چودہ زخم کھاکر مرا دوسو آدمی اسکے ساتھ کشتہ و خستہ ہوئے بہادر خاں اور اصالت خاں اور سرداروں نے اس طرف سے اور راجہ پرتھی چند زمیندار چنبہ و راجہ مان سنگھ گوالیاری نے اپنی جمعیت کے ساتھ عقب سے اس قلعہ کی فتح میں کوشش کی تو جگت سنگھ نے خیال کیا کہ جب ساری محال قبضہ سے نکل جائے تو میں کب تک اس قلعہ میں پڑا رہونگا تو وہ سید خانجہاں کی معرفت بادشاہزادہ سے ملتجی ہوا بادشاہزادہ نے اُس کو عفو شاہی کا امیدوار کیا وہ بادشاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور التماس کیا کہ بادشاہ کی طرف سے جان بخشی اور عفو معاصی کے فرمان دلا دیجے۔ بادشاہزادہ نے یہ درخواست بادشاہ سے کی وہ منظور ہوئی اور حکم ہوا کہ قلعہ تارا گڈھ بادشاہی آدمیوں کو سپرد کرے کہ وہ اس کو صاف اور عمارات کے ڈھاویں۔ جگت سنگھ نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت کی شاہزادہ کے درخواست پر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ اس قلعہ میں بعض عمارات جگت سنگھ کے اسباب اور متعلقوں کے لیے قائم رکھیں اور باقی تینوں حصاروں کو ڈھاویں اور مئو اور نور پور کے قلعوں کو بھی مسمار کریں تاکہ آیندہ سرکشوں کے لیے کوئی مامن نہ رہے سید خان جہاں نے خود جاکر باہر کا حصار ڈھاکر وہاں اپنے آدمی مقرر کیے اور جگت سنگھ کو ہمراہ لیکر ۱۹ ذی الحجہ کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ بادشاہ کے حکم سے

اس کوہستان کی حکومت نجابت خاں سے متعلق ہوئی۔ نور پور میں بھی ڈھایا ڈھوئی ہوئی۔ شاہزادہ اور سید خان جہاں اور تمام ہمراہی اور جگت سنگھ بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوئے۔

کشمیر کی فصل خریف بارش کی کثرت اور پانی کی طغیانی سے بگڑ گئی تھی اور کھیتوں پر بڑی آفت آئی تھی اور چند سال کے غلوں کے انبار بھی ضائع اور نابود ہو گئے تھے تو اس ولایت میں قحط عظیم پڑا۔ تین ہزار کے قریب ضعیف و مسکین اس دیار سے دارالسلطنت میں آئے اور جھروکہ کے نیچے آنکر بادشاہ سے اپنی ضعیف حالی کی نالش کی۔ بادشاہ نے اس جماعت کو ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا اور حکم دیا کہ ان ضعیفوں کے واسطے دو تین جگہ پختہ و خام غلے کے لنگر خانے جاری کیے جائیں اور دو سو روپیہ روز خرچ کیے جائیں اور کشمیر میں بھی تیس ہزار روپیہ مستحقوں کے واسطے عطا کیے۔ تربیت خاں حاکم کشمیر سے ضعیفوں کی غمخواری اور تیمارداری جیسی کہ چاہیے نہیں ہو سکتی تھی۔ کشمیر کی رعایا الم کشیدہ جوق جوق فریادی آتی تھی وہاں کی صوبہ داری ظفر خاں ولد خواجہ ابوالحسن نام کو سپرد کی اور کشمیر کے مستحقوں کے لیے اور بیس ہزار روپیہ عنایت کیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہ صفی شاہ ایران نے رستم خاں گرجی کو بڑے لشکر و توپ خانہ کے ساتھ خراسان کو روانہ کیا ہے کہ قلعہ قندھار کو تسخیر کرے اور خود بھی اس طرف آنے کا تہیہ کرتا ہے شاہجہاں نے چاہا کہ کابل و قندھار کی طرف خود جاوے مگر شاہزادہ دارا شکوہ نے عرض کیا کہ میں امیدوار ہوں کہ حضرت خود بدولت دارالسلطنت میں عیش و عشرت میں سربرآرا رہیں اور میں مہم قزلباش میں شاہ صفی کے شر کے رفع کے لیے بھیجا جاؤں۔ بادشاہ نے اس کی التماس کو قبول

بادشاہ کا شاہزادہ دارا شکوہ کا قندھار جانا اور شاہ ایران کا مرنا

کر لیا اور آخر محرم میں داراشکوہ کو روانہ کیا بتیس ہزار سوار سائر اور سات ہزار سوار توپ خانہ واحدی وہبت سے پیادے سوائے صوبوں کے کومکیوں کے کہ یہ سب ملکر پچیس ہزار سوار سے تجاوز کرتے تھے اور چوبیس امیر جنہیں عمدہ سپہ نما بخشاں وراجہ جسونت سنگھ وراجہ جیسنگھ ورستم خاں وقلیچ خاں وبہادر خاں والہ وردی خاں وقطب الدین خاں تیرانداز خاں ویکہ تاز خاں وغیرہ تھے یہ سب شاہزادہ کی ہمراہ کیئے اور شاہزادہ کا اصل منصب سے بیس ہزاری بیس ہزار سوار پر اضافہ کیا اور بارہ لاکھ روپیہ نقد دیئے اور بعض نصائح کیں اور حکم دیا کہ سو سوار تابین کے سردار کو موافق ضابطہ منصب کے دس ہزار روپیہ نقد سوار تنخواہ جاگیر کے جوان پاس ہی سرانجام سفر کے لیے بطریق مساعدت دیں اور ہر ایک احدی پیادے وتوپچی وتفنگچی وباندار کو تین ماہ کی تنخواہ پیشگی دیجائے پادشاہزادہ محمد مراد بخش کو بھی بڑے بھائی کے ہمراہ کیا وسفارش کی کہ اگر قزلباشوں کی شورش دیکھکر فوج بلخ وبخارا حرکت کرے تو اوزبکوں کی تنبیہ کے واسطے داراشکوہ کی صلاح کے موافق مراد بخش جائے اور اگر بہ تقاضا وقت مراد بخش کو داراشکوہ اپنے پاس رکھنا چاہے تو علی مردان خاں فوج توران کی دفع کے لیے بھیجا جائے اور کابل کے کومکی پادشاہزادہ کے ساتھ رفاقت کریں خانہ دوران بہادر نصرت جنگ جو مالوہ سے آیا تھا اُس کو پادشاہزادوں کے ساتھ پادشاہ نے معین کیا اور حکم دیا کہ دونوں پادشاہزادے غزنین میں پہنچیں تو وہاں ٹھہریں اور تیس ہزار سوار مع توپخانہ پیشتر خانہ دوران اور سعید خاں بہادر ظفر جنگ کے ساتھ روانہ کریں اور اس صورت میں کہ شاہ ایران کی طرف سے قندھار میں رستم خاں آئے تو اُسکے مقابلہ کے لیے یہ فوج کافی ہے اور اس صورت میں کہ شاہ ایران کی خراسان میں آنے کی اور سرحد ہرات سے آگے بڑھنے کی خبر تحقیق ہو تو دونوں پادشاہزادے قندھار میں آئیں اسی ضمن میں شاہ ایران کے مرنے کی خبر بطریق افواہ آئی۔ اور

ایک ہفتہ کے بعد خبر مذکورہ تحقیق ہوگئی کہ چھ سال ایران میں اُس نے فرمانروائی کرکے مشہد مقدس پاس جان آفریں کو جان سپرد کی اسکی جگہ شاہ عباس ثانی تخت نشین ہوا اور داراشکوہ کی بھی عرضداشت آئی جس میں شاہ ایران کا واقعہ لکھا ہوا تھا اور یہ ظاہر کیا کہ اگر حکم ہو تو لشکر و توپ خانہ کو لیکر بلاد خراسان کی طرف متوجہ ہوں اسکے جواب میں بادشاہ نے لکھا کہ ایک لڑکے کی سلطنت پر جس کا باپ ابھی مرا ہو اور اسکی سلطنت نے استحکام نہ پایا ہو مہم کرنا سلاطین نیک سیرت کے رویہ کے موافق نہیں ہے خود مع لشکر جلد حضور میں آؤ کہ اُس فرزند عزیز کے دیدار فرحت آثار کی لذت ہفت اقلیم کی تسخیر سے زیادہ ہے۔

شاہزادہ مراد بخش کا نکاح شاہ نواز خاں صفوی کی بیٹی سے ۲۲ ربیع الثانی کو ہوا چار لاکھ روپیہ کا مہر بندھا اور چھ لاکھ چالیس ہزار روپیہ اس جشن میں خرچ ہوا۔

شاہزادہ مراد بخش کا بیاہ

واقعات سال شانزدہم جلوس سنہ ۱۰۵۲ھ ۱۶۴۲ء

سال شانزدہم جلوس غرہ جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۲ کو شروع ہوا اس کا جشن ہر سال کے دستور کے موافق زیب و زینت کے ساتھ مرتب ہوا ادنیٰ اعلیٰ ہر یک اپنی قسمت کے موافق فیضیاب ہوا۔ داراشکوہ اور مراد بخش نے کابل و غزنین سے مراجعت کی داراشکوہ کو بلند اقبال کا لقب عطا ہوا۔ مراد بخش کو ملتان اقطاع میں دیا گیا اور وہاں کی صوبہ داری کے لیے مرخص ہوا۔ اللہ وردی خاں ہزارہ گیت میں ضرب المثل تھا اُس نے بادشاہ کی خدمت میں کچھ باتیں جو نمک خواری کی کے خلاف تھیں زبان سے نکالی تھیں اسلیے وہ بے منصب کیا گیا اور پرگنہ شکر جسکی جمع ۳۴ لاکھ دام تھی اسکی وجہ معاش کے لیے دی گئی۔ خاندان امیر تیمور میں وسعت خلق و طریقہ خطا بخشی و جرم پوشی عجب تھا باوجود ایسی تقصیرات کے جنھیں اور پادشاہان ہفت اقلیم سوا قتل کے متحمل نہ ہو سکتے تھے وہ جان

لاہور کا شالامار باغ دلی مردان کی نہر

بحال رکھتے ہیں۔ ظفر خاں ناظم کشمیر کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ بادشاہ کے ڈیڑھ لاکھ روپیہ عنایت کرنے سے کشمیر کی رعایا کو قحط کے الم کے دن نوروز وعید کے دن سے بدل گئے ہیں لیکن اگر تیس ہزار روپیہ اور گاؤ تخم ریزی کے لیے رعایا مالگذار کو مرحمت ہو تو انتظام محال کی آبادی کا سبب ہوگا۔ بادشاہ نے اسے منظور کر لیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ لاہور میں شالامار کا باغ تیار ہو گیا ہے اسکی تعمیر کا حکم ۱۴ سنہ جلوس میں دیا گیا تھا اسکا اہتمام خلیل اللہ خاں کے سپرد ہوا تھا ایک سال چار مہینے پانچ روز میں وہ تیار ہوا۔ چھ لاکھ روپیہ اس میں صرف ہوا۔ ۷ شعبان کو بادشاہ اسمیں گیا اور نہایت محظوظ ہوا اس باغ کے تین طبقے تھے اوپر کے طبقہ کا نام فرح بخش اور دوسرے درجہ کا نام فیض بخش تھا عجیب و غریب حوض و نہر عمارات اسمیں بنی تھیں۔ جب بادشاہ لاہور میں آنکر اسمیں اترتا تو خیموں ڈیروں کی ضرورت نہ ہوتی علی مردان خاں کے اہتمام سے جو نہر ایک لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی تھی اس سے علی مردان خاں کی آبرو بڑھی اور باغات پادشاہی کی سرسبزی و خرمی اور زراعت کی شادابی ہوئی شاہ و گدا کو پسند آئی۔ شالامار کے باغ فرح بخش کو فیض پہنچا مگر شہر کے لیے اس کا پانی کمی کرتا تھا ایک لاکھ روپیہ اور ملا اعلیٰ الملک کو حوالہ ہوا کہ منبع و عرض نہر کو کشادہ تر کرے تاکہ چشمہ خیر ہمیشہ جاری رہے بادشاہنامہ میں لکھا ہے کہ کارپردازوں نے بے وقوفی اور عدم مہارت سے اس روپیہ میں پچاس ہزار روپے نہر سابق کی مرمت میں صرف کیا۔ آخر کار ملا رعایا الملک کی جواب دہی سے پانچ کروہ وہ نہر رہی جو علی مردان خاں لایا تھا اور تیس کروہ نئی نہر کھود دی گئی اب بہت پانی بے فتور باغ میں جاتا ہے اس ملا کو آب ترازو (لیول) میں بڑی شناسائی تھی۔

جب پنجاب و کابل و قندھار کی مہمات سے بادشاہ کو انفراغ ہوا اور سارے ملک کا انتظام تازہ ہو گیا تو ۲۲ شعبان کو لاہور سے وہ روانہ ہوا۔

اور ۲۴ شوال کو اکبرآباد میں داخل ہوا۔ غرہ ذی الحجہ ۱۰۵۲ھ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا اکیاون سال ختم ہوا۔ عبدالصمد عمودی سفیر شریف مکہ آیا اور تحفے اور کلید بیت اللہ جو بطور شگون بھیجی گئی تھیں لایا بادشاہ نے اس کو چالیس ہزار روپیہ انعام دیا۔

شرح عمارات مزار ممتاز محل

جلوس سال پنجم کی ابتدا میں مزار ممتاز محل کی عمارات کی بنیاد کھدنی شروع ہوئی دریا رجمن پر مشرف ہے اور یہ اس کے شمال میں دریا بہتا ہے بیلداروں نے اسکی بنیاد ایسی گہری کھودی کہ پانی نکل آیا۔ شگرف کارکنوں نے اس کو سنگ صارموج سے بھرا اور سطح زمین کی برابر کیا اور اسپر روضہ کی کرسی کی اساس رکھی۔ آجر و آبک سے چبوترہ طول میں تین سو چوہتر گز اور عرض میں ۱۴۱ گز اور ارتفاع میں ۱۶ گز بنایا اور تمام ممالک محروسہ کی اطراف سے گروہا گروہ سنگتراش سادہ کار پرچین کار و جنت بلا کر جمع کیے انھوں نے اور عملہ کے ساتھ اپنا کام کیا اس چبوترہ کی رویے کار کو سنگ سرخ سے تراشا اور اس کو جنت کاری و پرچین کاری سے آراستہ کیا اور اسیں وہ بام پر نگائے کہ نظر دقیق بھی اسکی درز کو نہیں دیکھ سکتی اور اس کا فرش سنگ سرخ سے گرہ بندی کے مرتب کیا اور اس کرسی کے وسط میں ایک اور کرسی سطح مربع طول و عرض میں ایک سو بیس گز اور بلند سات گز مرتب کیا۔ رویے کار اسکا سنگ مرمر سے مرتب کیا اور اس کرسی دوم کے وسط میں عمارت روضہ کی بنائی جسکا قطر ستر گز ہے اور اسکی طرح مثمن بغدادی ہے اور ایک کرسی ہے مرقد کا گنبد سراپا اندر باہر سے سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے سطح زمین سے وہ تک مثمن ہے قطر بائیس گز ہے زہ کو مقرنس کیا ہے۔ زہ سے شقہ گنبد تک کہ سطح سے تینتیس گز مرتفع ہے سنگ مرمر کا قالب کاری کی طرح تراشا ہے اور اس گنبد کے اوپر ایک اور گنبد امرودی شکل کا بنایا ہے اور اس گنبد کے فرق پر جس کے شقہ کا دور ایک سو دس گز ہے ایک کلس گیارہ گز بلند خالص سونے کا لگایا ہے زمین سے سر کلس تک ارتفاع ایک سو سات گز ہے گنبد کے اندر اس

صناع ہشت گانہ میں دو طبقے نشیمن ہیں ہر ایک کا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض تین گز ہی
جہات اربعہ میں چہار خانہ دو مرتبہ ہیں ہر یک طول و عرض میں چھ چھ گز اور اس میں چار
نشیمن ہیں کہ ہر یک کی لمبائی ساڑھے چار گز اور چوڑائی تین گز ہی ہر خانہ کے آگے
ایک مربع پیش طاق ہی طول میں ۱۶ گز اور عرض میں ۹ گز ارتفاع میں پچیس گز اور چاروں
کونوں میں چہار خانہ متمن ہیں درجہ ہر خانہ کا قطر دس گز مشتمل آٹھ نشیمن پر اور ان خانوں
کے درجہ سوم میں ایک ایوان ہی جسکی چھت متمن گنبدی ہی اور ان بیوت متمن کی باہر کی
جانب میں تین پیش طاق ہیں ہر یک طول میں سات و عرض میں چار اور ارتفاع میں دس
میانہ گنبد میں ممتاز محل کا مرقد ہی اور تربت کے اوپر ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہی جسکے
اوپر قبر کی صورت بنی ہوئی ہی اور اسکے گرد ایک مجمر متمن مشبک مجلائی و مصفی اسی
پتھر کا ہی اور اس مجمر کا دروازہ سنگ نشیم کا ہی بطرح بندروی جسکے مفاصل کو تنکہا آہنین
سے بنایا ہی اور اس کو زر فشاں کیا ہی اور دس ہزار روپیہ اسمیں خرچ کیا ہی۔ اُس عمارت
کے اندر کوکبہ و قنادیل طلائی مینا کار تاباں ہیں اس گنبد کے ہر چار طاق میں جلی آئینے
لگے ہوئے ہیں ایک میں آمد و رفت کی راہ ہی۔ کرسی سنگ مرمر کی ہر کونے میں چوڑائی زمین سے
تیئیس گز بلند ہی ایک مینار زینہ دار سنگ مرمر کا بنایا ہی جسکا قطر سات گز ہی اور کرسی مزبور کے
سطح سے کلس تک ارتفاع باون گز۔ مینار کے فرق پر ایک چار طاق سنگ مرمر کا بنایا ہی اس وضع
کی کرسی کا فرش سنگ مرمر اور سنگ سیاہ سے گرہ بندی کیا گیا ہی اس وضع کی شمالی عمارات میں
اندر اور باہر صناع اعجوبہ پرداز نے اور سحر طراز نے عقیق اور اور اقسام کے سنگہار رنگین
اور احجار ثمین سے پرچین کاری کی ہی کہ دیدۂ باریک بیں اسکے دقائق کو نہیں پہنچتا
اس مکان میں پہلے ایک مجمر تھا طلائی مینا کار جس کا وزن چالیس ہزار تولہ تھا اور
چھ لاکھ روپیہ قیمت کا جس کا حال ششم جلوس میں لکھا گیا ہے مگر بادشاہ نے
یہ سمجھکر کہ اس کی چوری کا احتمال ہی ایک مجمر سنگ مرمر کا بنوا دیا جسکا اوپر ذکر

ہوا دس سال کے عرصہ میں پچاس ہزار روپیہ میں وہ تیار ہوا۔ روضہ کے اندر اور باہر
کتابوں میں سور قرآنی و آیات حمانی واسماء حسنی و ادعیہ ماثورہ اس نہج پر پرچین کاری
ہوئی ہیں کہ جنکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ روضہ کی غربی جانب میں سنگ سرخ کی کرسی پر ایک
مسجد ہے سہ چشمہ سنگ سرخ کی طول میں ستر گز۔ عرض میں تیس گز تین گنبد جو اندر سے سنگ
سرخ کے ہیں اور باہر سے سنگ مرمر کے۔ میانہ گنبد کا قطر چودہ گز ہے اور باقی گنبدوں میں
ہر ایک کا قطر گیارہ گز ارتفاع اکیس گز طرفین کے گنبدوں میں سے ہر ایک کے آگے
ایک خانہ ہے جس کا طول گیارہ گز اور عرض ۹ گز ہے اندازہ مسجد کا حاشیہ اندر اور باہر سنگ مرمر
اور سنگ رود سیاہ کا یطرح پر پرچین کاری ہے۔ مسجد کا فرش سنگ سرخ کا ہے سنگ رود
سیاہ سے پرچین کرکے جاے نماز کی شکل نمایاں کی ہے۔ چبوترہ کے آگے ایک حوض ہے جس کا
طول چودہ گز و عرض دس گز۔ صحن اس کا روح افزا و دل کشا ہے روضہ کے شرقی
جانب میں مہمان خانہ ہے جو مسجد کا ہم قرینہ ہے اور تمام جزئیات و خصوصیات
میں اس کی مانند ہے مگر اس کی دیواریں محراب دار نہیں اور اس کا فرش بشکل جانماز
کرسی سنگ سرخ کی چاروں کونوں میں چار برج مثمن سہ طبقہ ہیں۔ طبقہ سوم کی سقف
گنبدی ہے کلاہ گنبد اندر کی طرف سنگ سرخ کی ہے اور باہر سے سنگ مرمر
کی۔ اور ہر برج کے پہلو میں ایک ایوان ہے طول میں بارہ گز اور عرض میں
اسکی دو جانب میں دو حجرے ہیں۔ سنگ سرخ کی کرسی کے نیچے باغ ہے جس کا طول
عرض تین سو اڑسٹھ گز ہے وہ اقسام ریاحین و انواع اشجار سے پُر ہے
باغ کی چار خیاباں ہیں اسکے چالیس گز عرض میں ایک نہر چھ گز عرض کی
اور اُس میں جنا کے پانی سے فوارے چھوٹتے ہیں۔ نہریں جہاں ملتی ہیں
چبوترہ ہے طول و عرض میں اٹھائیس گز جس کے گرد نہر چکر کھاتی ہے۔ وسط
میں ایک حوض ہے طول و عرض میں سولہ گز ہے اس میں پانچ فوارے نصب

ان خیابان کا فرش سنگ سُرخ کا ہی کہ اُنمیں طراحی گرہ بندی کی گئی ہی۔ باغ کے
ضلع شرقی وغربی میں ایک ایوان ہی جس کا طول گیارہ گز اور عرض سات گز دو حجرے
بنائے گئے ایوان طینی کے پیچھے ایک خانہ ہی طول میں نو گز و عرض پانچ گز ایوان کے
آگے ایک چبوترہ ہی طول میں چھیالیس گز عرض میں دس باغ کے جنوبی ضلع میں سراسر
ایوان در ایوان ہیں رو بشمال عرض بارہ گز اس ضلع کے دو کونوں میں برج ہیں جو کرسی
سنگ مرکا قرینہ ہی ضلع مسطور کے وسط میں روضہ کا دروازہ بہت بلند ہی یہ دروازہ مثمن
بغدادی ہی اسکے سطح کا قطر سولہ گز ہی اور گنبد کی شرقی وغربی جانب میں نشیمن ہیں بشکل نیم مثمن
عمارت دروازہ میں چار زاوے چار خانہ مربع دو طبقہ ہیں ہر یک طول و عرض میں
چھ گز مشتمل چار نشیمن نیم مثمن پر۔ اس عمارت کی جانب شمالی وجنوبی میں دو پیش طاق
ہیں۔ ہر یک طول ۱۲ گز عرض نو گز اور ارتفاع بیس ۲۰ گز ہی دروازہ کے روبے کار
کے اوپر اور باہر کی جانب سات چوکھنڈی ہیں کہ جن کی کلاہ سنگ مرمر کی ہے
اس عمارت کے چار کونوں پر چار مینار ہیں۔ باغ و عمارات کی دیواروں میں اور
اس کے دور میں اندر و باہر اور فرش عمارات و باغ کے احاطوں کے شرفات
میں سنگ مرمر و سنگ میانہ کی پرچین کاری کی گئی ہی اور سب سنگ سرخ
سے بنائے گئے ہیں۔ دروازہ کے آگے ایک چبوترہ ہے طول میں اسی گز عرض
میں چونتیس گز۔ جلو خانہ ہی طول میں دو سو چار گز اور عرض میں ایک سو پچاس گز
جلو خانہ کے اضلاع چار گانہ میں ایک سو اٹھائیس حجرے ہیں دیوار باغ کے
متصل دو خواص پورہ ہیں ایک جلو خانہ کی طرف شرقی میں اور دوسرا جانب
غربی میں ہر ایک کا طول چھپن گز اور عرض چونسٹھ گز تیس حجروں میں سے
ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان خادموں کے واسطے جلو خانہ کے شرقی وغربی جانبوں
میں بازاروں کی ترتیب دی ہے جسکے ایوان سنگ سرخ کے ہیں۔ اور

خشت چونے کے۔ ان بازاروں کا عرض بیس گز ہی جلو خانہ کے جنوبی ضلع میں چوپڑ
ہی جسکے شرقی و غربی بازار کا طول نوے گز ہی شمالی و جنوبی طول میں بیس گز اس چوپڑ
کے بازاروں کے اطراف میں چار سرائیں ہیں جن میں سے دو سرائیں خشت پختہ
کی سرکار شاہی سے بنی ہوئی ہیں۔ ہر ایک کا صحن نشیمن بغدادی ہی اور اسمیں ایک حصہ
حجرے ہیں ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہی ان دو سرا کے ہر ایک کے تین کونوں میں
تین چوک ہیں کہ ہر ایک کا صحن چودہ گز سے چودہ گز ہی اور دونوں سراؤں کے چوتھے
کونے میں دروازہ ہی جسمیں سے آدمی آتے جاتے ہیں اور چوپڑ کے بازار کے درمیان
ایک چوک ہی جسکی لمبائی ایک سو پچاس گز اور عرض سو گز ہی اور دو اور سرائیں بھی
سرایوں کے جواب میں ہیں۔ ان سرایوں میں طرح طرح کے اقمشہ ہر دیار کے
امتعہ ہر ولایت کی اور انواع نفائس روزگار کے اور اصناف لوازم تمدن تجمل
عالم سے آتے ہیں اور خرید و فروخت ہوتے ہیں بادشاہی سراؤں کے پیچھے تجار نے
سے اپنے اپنے گھر بنا لیے ہیں۔ اسطرح ایک شہر آباد ہو گیا ہی جسکا نام ممتاز آباد ہی یہ تمام
بارہ سال میں مکرمت خاں میر عبدالکریم کے اہتمام سے تمام ہوئیں اور پچاس لاکھ روپیہ صرف
تیس موضع مضافات پرگنہ حویلی اکبرآباد و نگر چندہ کے جنکی جمع چالیس لاکھ دام ہی انکی آمدنی اور سرائیں
اور بازاروں کی آمدنی سب ملکر کل دو لاکھ روپیہ سال کی آمدنی اس روضہ کے لیے
کی گئی کہ اگر مرمت کی احتیاج ہو تو ان دقفوں کے محاصل سے اس میں خرچ ہو
بلغ بقدر حاجت ان بقاع کی ترمیم میں خرچ کریں اور باقی کو مصارف معمور
اور علوفہ میانہ داروں اور ماہوارہ خواروں میں اور آسائش دنان میں جو
مکان کے خادموں اور اور محتاجوں کو دیا جاے خرچ ہوں اس عمارت
خوبی نضاد صفائی کیا قلم سے لکھی جا سکتی ہی جس کسی نے اُسکو دیکھا ہی اُسکو وہی جانتا
ہندوستان کے ستارہ شناسوں نے روز و شب کو ساٹھ برابر حصوں میں

گھڑیوں کے مقرر کرنے میں قانون جدید

یہ ہے اور ہر ایک حصہ کا نام گھڑی رکھا ہے اور آفتاب کے غروب طلوع سے رات دن
یہ آغاز کرتے ہیں۔ اعتدال ربیع و خریفی میں کہ رات دن برابر ہوتے ہیں ان کی
گھڑیاں متساوی ہوتی ہیں۔ اور جب روز و شب متفاوت ہوتے ہیں تو رات دن کی
گھڑیوں کو ان کی کمی بیشی مقدار کے موافق کم و بیش کرتے ہیں چنانچہ دار السلطنت لاہور کے
عرض میں سب سے بڑے دن کی گھڑیاں ۳۵ اور چھوٹی رات کی گھڑیاں ۲۵ ہیں
علم نجوم کے مسلمان ماہروں نے فجر و مغرب کی نماز کے لیے وقت و آغاز روز میں یک
تیم گھڑی پیش از طلوع آفتاب اور ابتدا شب میں نیم گھڑی بعد از غروب آفتاب مقرر کیا
اسکی علامت یہ تعین کی کہ گجر بجایا جائے اور ان دو گھڑیوں کو رات میں سے گھٹا کر
جزا روز پر متساوی زیادہ کیا اور گھڑی کے پیمانے کو درست کیا کہ عرض لاہور میں
نجومیوں کے قاعدہ کے موافق طول روز ۳۵ گھڑی اور اقصر شب ۲۵ گھڑی سے متجاوز
نہ ہو اس سبب سے رات دن کی گھڑیاں مقدار میں متفاوت ہوئیں جب بادشاہ کے روبرو
یہ گھڑیوں کا تفاوت کا ضابطہ پیش ہوا تو اس نے تفاوت مقدار و اختلاف پیمانہ کو یوں مٹایا
کہ فجر و مغرب کی نماز کا گجر بدستور رکھا اور رات دن کی گھڑیوں کو متساوی المقدار کیا اور ڈیڑھ
گھڑی طلوع آفتاب سے پہلے اور آدھی گھڑی غروب آفتاب کے بعد جو منجموں کے نزدیک
داخل شب تھیں دن کی گھڑیوں پر زیادہ کیا چنانچہ لاہور میں بڑے سے بڑا دن ۳۷ گھڑی کا مقرر کیا

واقعات سال ہفدہم جلوس سنہ ۱۰۵۳ / ۱۶۴۳

غرہ جمادی الاخری ۱۰۵۳ھ کو سترھواں سال جلوس کا شروع ہوا جشن بازیب
ریخت ہوا۔ عبد الصمد سفیر مکہ کو روز رخصت تک کل نقد و جنس بیسٹھ ہزار روپیہ کا انعام ملا اور
وہ رخصت ہوا۔ رائے رایاں بنارس میں گوشہ نشین ہوا اورنگ زیب کے بیٹا
شاہ معظم پیدا ہوا۔ ۱۸ شعبان کو اجمیر زیارت کے واسطے گیا زیارت کے بعد دس ہزار

روپیہ وہاں کے خادموں کو دیا۔ دیگ کلاں جو حضرت جہانگیر نے بنوائی تھی اُس میں
برنج و گوشت بیل گاؤ شکار خاصہ پکاکر مستحقوں کو دیا ایک سو پینتالیس من پختہ برنج و گوشت
وروغن اس دیگ میں پکے۔ زیارت کے بعد ۱۸ شوال کو اکبرآباد پادشاہ آگیا۔
پادشاہ سے عرض ہوا کہ راجہ کشن سنگھ فوت ہوا اسکا بیٹا لونڈی کے پیٹ سے
اور ہندو کنیز کے فرزند کو ملک مال کا وارث نہیں جانتے اور اسکے ساتھ طعام نہیں
اور اسکو غلام محسوب کرتے ہیں اسلیئے اسکے چچا کے پوتے دیوی سنگھ کو اسکا
کیا۔ راجگی کا خطاب اور منصب ہزاری و ہزاری سوار کا دیا۔ عبداللہ خاں فیروز
کا سالیانہ مقرر ہوگیا تھا اس کو پھر منصب شش ہزاری سوار کا عنایت کیا۔ دارالخلافہ
تپ و باد طاعون کے آثار ظاہر ہوئے تھے اسلیے پادشاہ فتحپور میں ذی الحجہ
میں چلا گیا پھر دارالخلافہ میں آیا مگر ایک ہفتہ رہ کر وبا کے سبب سے سمو گڈھ میں
محرم کے ختم ہونے کے بعد دارالخلافہ میں آیا۔

ولایت پالاموں کی چکونگی اور یہاں کے زمیندار سے پیشکش جو شائستہ خاں نے
اُس کا حال گزارش ہوا اب ان دنوں میں جو وقوع میں آیا اسے لکھتے ہیں کہ پرتاب
اپنے سرداروں کے ساتھ حسن سلوک نہیں برتتا اسلیے سران قوم اسکے دشمن ہیں
اسکے دفع کرنے کے درپے دریارائے اور تیج رائے پرتاب کے اعمام صوبہ بہار کے
اعتقاد خاں پاس پٹنہ میں آئے اور اسکے ساتھ ملکر یہ قرار پایا کہ پرتاب کو مقید کرکے
پاس لائیں۔ پالامون میں ان دونے جاکر اُس کو قید کرلیا اور تیج رائے قوم کا
صوبہ دار نے تیج رائے کو لکھا کہ پرتاب کو بھیجدو اُس نے بھیجنے کے لیے عذر کیے
تیج رائے کی قید میں پرتاب رہا اُس کا بڑا بھائی دریارائے اس سے بگڑ گیا۔ اعتقاد خاں سے
ایک کی دلدہی کرکے پادشاہ کی اطاعت پر رہ نمونی کی۔ دریارائے نے اعتقاد خاں سے
آپ فوج بھیجیں تو حصن دیوکن کہ پالامون کا تھانہ سب سے بڑا ہے حوالہ کرتے

ولایت پالامون کا فتح ہونا

حکم صوبہ نے زبردست خاں عرف زبان شاہ آباد کو سپاہ کے ساتھ بھیجدیا۔ غرہ شعبان کو
خان مزبور نواحی دیوگن میں آیا۔ قلعہ دیوگن اس کو سپرد کیا گیا۔ تیج رائے جو آدمی
رنے کے لیے اِدھر اُدھر بھیجے تھے انکو لشکر شاہی نے مار دھاڑ کر بھگا دیا۔ تیج رائے شکار کو گیا تھا
سکے آدمیوں نے پرتاب کو قید خانہ سے نکال لیا تو تیج رائے اور اُسکے آدمی اِدھر اُدھر پھرنے
گے۔ جب زبردست خاں مان گڈھ میں آیا تو پرتاب نے اسکی اطاعت قبول کی مگر پٹنہ
جانے کے سبب سے اول انکار کیا کہ کبھی اسکے باپ دادا صوبہ دار کے پاس پٹنہ کو نہیں گئے
تھے مگر آخر کو اُسکو وہاں جانا پڑا۔ بادشاہ نے صوبہ دار کی سفارش سے منصب ہزاری ذات و
ہزاری سوار دیا۔ ولایت پالامون کی ایک کروڑ دام جمع مقرر کرکے اسکی تیول میں دیدی۔

نواب جہاں آرا بیگم عرف بادشاہ بیگم کی سالگرہ کا جشن تھا کہ اسکے دامن میں شمع سے
آگ لگی اور ہاتھ و پیٹ و سینہ جلگیا۔ اور چار لونڈیاں جو پروانہ وار اُس آگ پر گریں انکے بھی
کئی اعضا جلگئے۔ بیگم صاحب کو جلنے کے زخموں سے بہت تکلیف ہوئی اور بادشاہ کو اُس سے
نہایت رنج ہوا۔ ان چار لونڈیوں میں سے دو مر گئیں۔ بادشاہ نے اس اپنی پیاری چاہتی
بیٹی کے ایام علالت میں بہت خیرات دی۔ ہزاروں ہزار روپیہ خیرات کیا اور جیلخانوں
میں مجرم جو سخت جرموں کے سبب سے مدت سے قید تھے انکو آزاد کیا اور سات لاکھ روپیہ
امین لال سرکار سے ان مجرموں کی جماعت کو دیا۔ یہ امر اتفاقات نامحمودہ سے تھا کہ ان ایام میں
سید جلال صدر جدید نے باوجود خاندان کی شرافت کے شرارت پیشہ پیشکاروں کی رہنمونی سے
بادشاہ سے عرض کیا کہ موسوی خان صدر مغفور کی بیجا سے وجہ مدد معاش اکثر ان آدمیوں کو بیجا
ملتی ہے جو کچھ استحقاق نہیں رکھتے اور بہت سے آدمی انساد اور فرمان جعلی بنا کے اراضی مدد معاش و
خلافت پر متصرف ہوئے ہیں اسلیے بادشاہ نے حکم دیدیا کہ تمام ممالک محروسہ میں ایک فصل مدد معاش
خالصہ میں خواہ تیول مرار و منصبداروں سوائے سیورغالات مردم روشناس کے الگ ایک جگہ
جمع رکھی جائے اور صحت انساد کے بعد وہ ارباب احتیاج کو حوالہ کی جائے۔ دارالخلافہ اور

اور اسکے نواح کے نیازمند صدر الصدور پاس آئیں اور صوبجات بعیدہ کے رہنے والے صوبہ دار
کی اور صدور جزو کی صوابدید سے سند حاصل کریں اور اس مضمون کے مناشیر جمیع صوبوں کے
ناظموں کے پاس بھیجے جائیں اس سبب سے صدر کی بہت بدنامی ہوئی اور مستحقین و مستمندوں کے
دل سوختہ ہوئے ان بے بضاعت بیچاروں کے اس جلنے سے شعلے اُٹھنے لگے انہیں سے بہت
مومن و مومنہ و مسلم و مسلمہ تھے کہ سوائے سینہ پُر درد کے آہ درد آلود کے کوئی وسیلہ پیغام رسانی کا
نہ رکھتے تھے بادشاہ سمجھا کہ ان دل جلوں کی آہ نے میرے لخت جگر کے دہن میں آگ لگائی ہے سچ ہے

آتش سوزان نہ کند با سپند　　انچہ کند دود دل دردمند

پھر تو اس بادشاہ فریادرس نے حکم دیا کہ محصول مدد معاش و وجوہ وظائف موقوف تھے
کو پھر اسی گروہ کو دیدو اور بعد اس کے اسی کو علیحدہ رکھو اور دار الخلافہ اور اسکے حوالی کے
رہنے والے صدر الصدور سے رجوع کر کے تصحیح کریں اور اور صوبجات میں جس کسی کو فرمان کیے
اور جہانگیری اور شاہجہانی ملے ہوں صدر جزو ناظموں کی صلاح سے تصحیح اسناد کریں اور وقوف
وقبض و تصرف کی تحقیقات کی جائے اور جو کوئی سپاہی و اہل حرفہ نہو اسکی مدد معاش کی مراجعت
نہ کریں جو کوئی مر گیا ہو اور فرمان میں قید مع فرزندوں کی ہو تو اسکی اراضی اسکی متحق اولاد پر مقرر کریں
اور اگر قید مذکور فرزندوں کی نہو اسکی اراضی کو بازیافت کریں اور اگر کوئی استحقاق ظاہر ہو تو
عرض کریں۔ غرض بادشاہ نے بیگم کے علاج جسمانی کا ضمیمہ اس بندوبست روحانی
کو کیا۔ دارا شکوہ اور بادشاہ بیگم سے بادشاہ کو ایسی محبت تھی کہ کسی اور فرزند سے
نہ تھی۔ بیگم کی بیماری کے دنوں میں دوپہر سجادہ پر بیٹھکر شافی برحق سے
رو کر اور نہایت عجز سے شفا کے لیے دعا مانگتا تھا پانچ چھ مہینے تک حکماء کے
علاج اور دوا اور مرہم سے جیسا کہ فائدہ ہونا چاہیے نہیں ہوا بیگم کے غلام
عارف نے ایک مرہم تیار کیا جس کے لگانے سے ایسا آرام ہو گیا زیست کی امید
ہو گئی۔ صحت کامل کا جشن آیندہ پر موقوف رکھا گیا مگر فقط اتنی صحت پر جشن کیا

جسمیں حکماء و صلحاء و فضلاء و مستحقین و ارباب طرب کو بہت کچھ ملا۔ بیگم کے عافیہ کی خبر سنکر وہ تو
عالی اور رنگ زیب و مراد بخش عیادت کے لیے آئے۔ پھر بیگم صاحبہ کی صحت کامل کا
جشن ہوا اور وہ سونے میں تولی گئیں اور سونا محتاجوں میں تقسیم ہوا۔

شاہزادہ اورنگ زیب کے بادشاہ کی ناراضی

بادشاہزادہ اورنگ زیب سے بیوقوف بدراہوں کی راہ نمائی سے بعض ادائیں خلاف
مرضی سرزد ہوئیں اُس نے بادشاہ کے آثار قہر و کم توجہی و غضب اپنے حق میں ملاحظہ کیے تو غیرت
جبین بینی کے سبب سے پہلے اس سے کہ باپ کی طرف سے اثر کم لطفی ظہور میں آئے گوشہ نشینی
کا ارادہ کیا کمر سے تلوار کھولکر گوشہ نشین ہوا اوسکی جاگیر ضبط ہو کر خالصہ میں آئی اور دکن کی صوبہ
داری خاں دوران خاں کو مرحمت ہوئی اسکا اضافہ منصب ہوا وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار
سوار اور پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ ہوا۔ بادشاہزادہ مراد بخش اپنے تعلقہ کو رخصت ہوا۔

قلعہ کنور کی فتح خاندوران خان نصرت جنگ کی تدبیر سے

سنگرام گونڈ زمیندار قلعہ کنور مرگیا وہ بادشاہ کا مطیع تھا اُسکے غلام مارو گوند کو اس
قلعہ کی حراست سپرد تھی اس نے اس کے بیٹے بھوپت کو بادشاہ کی فرمان کبریٰ اور
سلامات مرزبانی سے محروم کرکے سارا اختیار اپنے ہاتھ میں لے لیا اور کچھ خرچ
اس کے گذارہ کے لیے مقرر کر دیا اور بادشاہ کی فرمانبرداری اور مالگزاری کا طریقہ
چھوڑا اس کے پاس کے زمینداروں نے بھی ادائے مال واجب میں تعلل کیا خاندوران
نصرت جنگ قلعہ رائے سین سے ان کی تنبیہ کے لیے روانہ ہوا جنگل کٹوا کر رستہ بنایا
مخوف مکانوں میں تھانے بٹھائے۔ ۱۱ر صفر ۱۰۵۴ھ کو کنتل کنور پاس پہنچا۔ پانچہزار کے
قریب گوند پیادے اور سات آٹھسو تفنگچیوں نے سر کنتل کی راہ کو روکا۔ ان کو
اس نے پراگندہ کر دیا اور نواحی کنور میں برسات بسر کرنے کے لیے اور قلعہ کے
آس پاس کے جنگل کاٹنے کے لیے مخیم ہوا اُس نے ان سرکشوں کے مساکن و مواطن
کو بیخ و بن سے اُکھیڑ کر پھینک دیا۔ مارو گوند نے جب لشکر شاہی کی یہ صولت
دیکھی تو اُس نے بھوپت پسر سنگرام کو نصرت جنگ پاس بھیجا اور خود اطاعت کا ارادہ کیا

اسی اثنا میں معلوم ہوا کہ بعض آدمی چاہتے ہیں کہ بھوپت کو بھگا کر قلعہ میں لیجائیں اسلیے نصرت جنگ نے اس جماعت کو مقید کیا اور بھوپت کو نظر بند۔ مارو نے قلعہ حوالہ نہیں کیا۔ ۱۲ شعبان کو خان مذبور نے اپنی اقامت گاہ سے کوچ کیا۔ کوہ الکھرہ میں پہنچا۔ اس پہاڑ کے سوا قلعہ کنور کا کوئی اور سرکوب نہ تھا جسکو مخالفوں نے سنگ آہک سے محکم کیا تھا اسکو لیا اور اسے منزل بنایا قلعہ ایک پہاڑ پر واقع تھا جسکے دو مرتبے پست و بلند تھے جنمیں سے کسی کو حصار کی ضرورت نہ تھی اور سراپا یک لخت سنگ کا بنا ہوا تھا کسی طرف اسپر جانے کا رستہ نہ تھا اسکے برج و بارہ کو مارو نے مستحکم کیا تھا اسکی تسخیر نیرنگ آویز و بازوے سخت میسر نہیں ہو سکتی تھی۔ اکبرآباد سے خانہ دوران نصرت جنگ نے دو توپیں کلاں منگائیں ان توپوں نے قلعہ میں ایک آفت مچائی برج و بارے اُڑا دیے اور تالاب پانی سے خالی ہوئے اور آخر محرم ۱۰۵۴ھ میں مارو گوند خانہ دوران بہادر نصرت جنگ پاس پناہ لے آیا خان نے قلعہ لے لیا اور اپنے بھائی محمد صالح کو پانچ سو سوار اور سات سو پیادوں کے ساتھ محافظ اس کا مقرر کیا اور واقعہ کو عرضداشت میں بادشاہ کو لکھا۔

امر سنگھ کا صلابت خاں کے ہاتھ سے زخمی ہونا

امر سنگھ دو مہینے تک تپ محرق میں مبتلا رہا پھر صحت پاکر دیوان کے کام کے لیے آخر روز میں آیا۔ وہ صلابت خاں سے اس سبب سے عداوت رکھتا تھا کہ باوجودیکہ وہ برادر کلاں تھا اس کو ریاست نہ ملی اس کے چھوٹے بھائی راجہ جسونت سنگھ کو ریاست ملی مغرب کی نماز کے بعد بادشاہ ایک فرمان اپنے دستخط سے لکھ رہا تھا کہ امر سنگھ نے جلدی سے جاکر صلابت خاں کے سینہ میں ایک چھرا کہ قبضہ تک اندر گھس گیا۔ صلابت خاں نے آہ بھی نہ کی۔ جان جان آفرین کے سپرد کی۔ خلیل اللہ خاں وارجن ولد راجہ مہیل داس جو نزدیک تھے وہ امر سنگھ پر حملہ آور ہوئے۔ امر سنگھ نے ان کا مقابلہ کیا۔ اِدھر اُدھر سے گرز بردار پہنچکر اس کا کام تمام کیا۔ ارجن وغیرہ چند نفر زخمی ہوئے بعد اس حادثہ کے

امرسنگھ کی لاش کو میر خاں میر توزک و تلوک چند اُٹھا کر باہر لائے اور اسکے نوکروں کو بلایا کہ انکو
جہیز و کفن کرا کر مراسم ناگزیر کی تقدیم کریں تو اس کے پندرہ خدمتگار اور مشعلچی شمشیر و جمدھر لیکر میر خاں
اور تلوک چند پر دوڑے اور جو اُن کے مقابل میں آیا اُس سے لڑے۔ تلوک چند مع چند گزربہادروں
اور پانچ چار روشناس منصبداروں کے قتل ہوا اور میر خاں مع ایک جماعت کے زخمی ہوا
کہتے ہیں کہ جبتک امرسنگھ کے نوکر قتل نہ ہوئے دربار کے اندر اور باہر ایک قیامت برپا رہی
جب اس ہنگامہ کی صدا بلند ہوئی تو بعض راجپوت نوکر رات کو بھاگ گئے۔ ابھی صبح نہ ہوئی
تھی کہ امرسنگھ کے بہت سے ہوا خواہ نوکروں نے ارجن کے گھر کو گھیر لیا اور دار و گیر کا
آوازہ بلند کیا یہاں تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ سپاہ پہنچنے
سے فساد اور زیادہ ہوگا ایک دو راجپوت مصلح کار کو اس جماعت پاس بھیجکر
پیغام نصیحت آمیز دیا کہ امرسنگھ اور جماعت جو فساد کی مرتکب تھی اپنی سزا کو
پہنچے۔ تم بے تقصیر ہو کس واسطے تیر و سناں کے طعمے بنتے ہو۔ ان بہادر نمک خواروں
نے یہ نتیجہ سمجھکر کہ پاس نمک خواری کے عالم میں آقا کے واقعہ کے بعد جنگ بے سردار
کرنی خالی از رسم پرستوں کے طریقے سے نہیں ہے۔ زبان شمشیر و جمدھر سے بے ادبانہ
جواب دیا اور کارزار پر نوبت آئی۔ سید خان جہاں و رشید خاں انصاری
اور سید عبدالرسول بارہ مع توپ خانہ کے گئے اور جنگ و جدال کے نائرہ نے
اشتعال پایا۔ سید عبدالرسول بارہ نوجوان کشتہ ہوا اور اور بادشاہی آدمی
کام آئے۔ سید غلام محمد نے باوجود زخمی ہونے کے شام کے وقت مخالفوں کو مار کر
کام کو ختم کیا۔ بادشاہ نے زخمیوں کو اور مردوں کی اولاد کو بڑے انعام دیئے۔

سوانح سال ہیجدہم جلوس سنہ ۱۰۵۴ / ۱۶۴۴

جلوس کا اٹھارھواں سال غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۵۴ سے شروع ہوا۔

ہر سال کے موافق خاص و عام کے فیض کا سرمایہ ہوا۔ دارا شکوہ کے بیٹا پیدا ہوا سپہر شکوہ اس کا نام ہوا۔ دو لاکھ روپیہ رونمائی میں دیا گیا۔ خان دوران کو مصلحت ضروری کے سبب سے طلب کیا۔ راجہ جیسنگھ کو حکم بھیجا کہ خان دوران کی مراجعت تک دکن میں جاکر وہاں کے بندوبست سے خبردار رہے بادشاہ سے عرض ہوا تھا کہ نذر محمد خاں نے اپنے بھائی امام قلی خاں پر ایسا ظلم کیا کہ وہ کمال پریشانی و بے سامانی کے ساتھ بیت اللہ کو چلا گیا۔ بادشاہ نے مدد خرچ کے لیے اس پاس ایک لاکھ روپیہ روانہ کیا مگر اس روپیہ کے پہنچنے سے پہلے امام قلیخاں مدینہ منورہ میں مر گیا ان لاکھ روپیوں میں سے تیس ہزار روپیہ قیمت کا ایک مروارید دی جس کا وزن ۴۳ رتی تھا مع گھوڑوں کے بادشاہ کے لیے آیا اس موتی کی قیمت جوہریوں نے پچاس ہزار روپے آنکے اور بادشاہ سے عرض کیا کہ اس سائز کا موتی پچاس ہزار روپیہ کو بھی ملنا دشوار ہے۔ سیاہیہ دفتر سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا موتی کسی بادشاہ کی سرکار میں نہیں آیا۔ بادشاہ نے اس کو اپنے سرپیچ میں داخل کیا۔ سرپیچ میں وہ بارہ تانک کا تھا تانک ۴ رتی اور چوبیس دانہ مروارید کے قیمتی ۴ لاکھ روپئے کے لگے ہوئے تھے۔ بعد ازاں مروارید مذکور کو بسیج خاص کا امام بنایا اور آخر دم تک اس کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ کے جواہر خانہ کا حال یہ ہے کہ جس روز وہ تخت پر بیٹھا تھا۔ جواہر خانہ میں دس کروڑ روپیہ کے جواہر مرصع آلات موجود تھے ان میں سے سال حال تک ۵ کروڑ روپیہ کے جواہر انعام اور ارمغان کے خرچ میں آئے اور پچاس لاکھ روپیہ کے جواہر معجونوں و صدقوں میں روز وزن و جشن میں صرف ہوئے پانچ کروڑ روپیہ کے جواہر جواہر خانہ خاص میں اور باقی توشک خانہ میں پوشاک خاص میں موجود تھے منجملہ انکے دو تسبیحیں جن میں ۱۲۵ دانے مروارید کے ہیں اور ۷۷ دانے یاقوت رنگین کے ان تسبیحوں کی قیمت بیس لاکھ روپیہ ہے اور ہر دانہ مروارید کا وزن تیس رتی

بادشاہ کے جواہرات کا حال۔

بادشاہ نے اول جشن بیگم صاحبہ کی اثر صحت کا اور دوسرا جشن امید حیات کا کیا تھا جنمیں ۷۸ لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا اور تیسری دفعہ غسل صحت کا جشن ہوا غسل کے بعد ہزار اشرفی اور پانچہزار روپیہ مستحقوں کو دیا گیا عارف چیلہ جس کا مرہم مفید ہوا تھا نقرہ سے تولا گیا۔ خلعت اور گھوڑا انعام دیا گیا جب بیگم صاحبہ باب پاس تسلیم کو آئی ہیں تو بادشاہ نے خود بیگم کے سر پر سے نثار کیا اور اور شاہزادوں اور بیگموں نے سونے کے پھول اور جواہر نثار کیے اور بادشاہ نے بیگم کے ہاتھ میں ایک سمرن ایک سو تیس موتی کے دانوں کی باندھی اور دوسرے روز ایک گلوبند عنایت کیا کہ جس میں دو گوہر آبدار اور دو الماس ایک لاکھ روپئے کی قیمت کے تھے۔ ایک ہفتہ تک جشن رہا۔ اور گیارہ لاکھ روپیہ محصول بندر سورت جو بیگم کی جاگیر میں مقرر تھا انعام میں مرحمت کیا۔ اس جشن میں جو کچھ بادشاہ اور بادشاہزادوں اور امرائے صرف کیا اور سوائے اسکے جو حکام کو انعام دیا گیا اور مکہ مدینہ کو اور اطراف میں بھیجا گیا بیس لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ حکیم داؤد کو بیگم کے معالجہ کے صلہ میں ایک مہر و ایک روپیہ ہر ایک وزن میں پانچ سو تولہ مع خلعت و منصب دو ہزاری دو صد سوار و اسپ و فیل و حکیم مومنا کو جس کو تیس ہزار روپیہ سالیانہ ملتا تھا۔ منصب دو ہزاری دو صد سوار دو اسپ و فیل اور تمام فقرا و امرا و حکام و ارباب طرب فیض یاب ہوئے چار لاکھ روپیہ شریف مکہ کے لیے اور ایک لاکھ روپیہ حرمین مستحقوں کے لیے جو بیگم کی بقا کے لیئے نذر کیئے گئے تھے وہ احمد سعید کی ہمراہ روانہ کے گئے اور ہر دیارے کے ہنرمندوں نے چراغوں کی روشنی کی و آتشبازی کی سیر دکھائی

بیگم صاحبہ کے کہنے سے بادشاہ نے اورنگ زیب کا قصور معاف کیا اور منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار عنایت کیا۔ بدستور سابق جاگیر بحال فرمائی اور عنایتوں سے معزز کیا۔

بیگم صاحبہ کی صحت کا تیسرا جشن

اورنگ زیب کا قصور معاف کیا

نذر محمد خاں والی بلخ وبدخشاں نے کھمرد اور اسکے مضافات کو بے سبب تہول بلنگتوش سے نکال سبحان قلی اپنے بیٹے کو دیدیئے اسکے اتالیق تردی علی خاں قطغان کو اسکی ضبط و حکومت کے لیے مقرر کیا۔ تردی علی نے ہزارجات لواحقات صوبہ کابل وقندھار کو جو کھمرد کی حدود میں ہیں غارت کیا اول زمین دادر کی بلوچوں پر تاخت کی وہاں سے واجہت میں اوس ہزارہ سنگ پاکو جو دریائے ہیرمند کے کنارہ پر اقامت رکھتے ہیں تاراج کیا اور باسیاں سے بیس کروہ پر مقیم ہوا کہ قابو پاکر تاخت و تاراج کرے اور اپنی اس عزیمت سے اس لیے باز رہا کہ اُس نے سُنا کہ علی مردان خاں کابل سے پشاور کو جاتا ہے۔ خان مذکور کو جب اسکی خبر ہوئی تو اُس نے ۲۱ شعبان کو اپنا لشکر اسکی تنبیہ کے لیے بھیجا۔ یہ لشکر ۲۶ شعبان کو عسکر اوزبکیہ میں آیا۔ تردی علی بیگ نے بعد از تلاش پرخاش ہوکر بے زین گھوڑے پر سوار ہوا اور فرار اختیار کیا اور اسکے ہمراہیوں میں سے ایکسو ساٹھ قتل ہوئے اور اُسکے اُنیس رشتہ دار محبوس ہوئے اسکی بیوی مع اسباب کے گرفتار ہوئی اور بہت گھوڑے اور اونٹ وگوسفند غنیمت میں ہاتھ لگے اور لشکر شاہی کابل میں آیا۔

علی مردان خاں کا اوزبک سے تردی علی کو تنبیہ کے لیے بھیجنا اور اسکو مغلوب کرنا

۲۱ ذی القعدہ کو بادشاہ اکبرآباد سے لاہور کو کشمیر کی سیر و شکار کے لیے روانہ ہوا۔ ۲۸ کو فتحپور میں شیخ سلیم چشتی کے روضہ کی زیارت کی۔ بادشاہ کا ارادہ تھا کہ بیگم صاحب کی صحت کے بعد اجمیر کی زیارت کو جاوے لیکن اس وقت بیگم صاحب کے زخم پر ہرے ہوگئے۔ بادشاہ نے اس خوف سے کہ کہیں ہوا کی شدت سے نکس نہ ہو اور زخموں میں جوش نہ پیدا ہو۔ اجمیر کا قصد موقوف کیا اور جمنا کی طرف توجہ کی کہ کشتی میں منزلیں آسائش سے طے ہوں اور بیگم صاحبہ کو حرکت و حرارت سے آزار نہ ہو چار کوچ میں بادشاہ متھرا میں آیا محمد عسلی فوجدار نے عرض کیا کہ ہامون فقیر بے نوا ہے اُس کے پاس ایسے زخموں کے واسطے مرہم اکسیر ہے۔ بادشاہ نے اُس کو بلوایا

بادشاہ کا لاہور جانا اور وہاں سے کشمیر جانا

...کے مرہم لگاتے ہی آرام ہونا شروع ہوا۔ سات روز میں زخموں کا نشان باقی نہ رہا۔ ...ون کو اسکے ہموزن روپیہ اور وطن میں ایک گانوں آل تمغام حمت ہوا اور اُسکی بیوی ...کے واسطے زیور۔ اور شاہزادوں نے اُس کو اتنا انعام دیا کہ تا زندگی اسکو محتاجی نہیں ...ہوگی۔ اگرچہ مسلمان ہندو فرنگی جراحوں نے علاج کیا مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ عارف وہامون ...گمنام آدمیوں کے مرہم سے آرام ہوا۔ جس سے انکا نام تاریخ میں درج ہوا۔

پادشاہ سفر کرتا اوائل صفر میں لاہور پہنچا اور ۱۶ صفر کو کشمیر کو کوچ کیا پادشاہ ...کی خدمت میں کابل سے امیر الامرا علی مردان خاں آیا تھا۔ پادشاہ نے بدخشاں ...کی تسخیر کے لیے اس کو بعض مقدمات تلقین کیے اور مقرر کیا کہ اس سال میں باقتضار ...وقت بدخشاں کی مضافات میں جسقدر ہو سکے مسخر کرے۔

سال آیندہ میں پادشاہ خود کابل جائیگا اور کسی شاہزادہ کو لشکر اور ...سامان کے ساتھ بدخشاں و بلخ کی تسخیر کے لیے مقرر کریگا۔ اصالت خاں میر بخشی بھی ...منصب داروں اور احدیوں کے ساتھ کابل روانہ ہوا کہ امیر الامرا کی صواب دید سے ...مہم مذکور کے انجام دینے میں کوشش کرے اور بمقامات چغتا اور اور الوسات سے جو ...والی کابل میں و ملک بدخشاں میں متوطن ہیں کار طلب جوانوں کو جمع کرے جس کو ...منصب کے سزاوار جانے امیر الامرا سے اس کے لیے منصب تجویز کرائے باقی کو ...احدی بندوں میں ملازم کرے اور آپس میں استصواب کرکے کابل کو جو رستے بدخشاں ...کو جاتے ہیں ایسی راہ کہ لشکر آسانی سے گزر سکے پسند کرکے ایک جماعت کو مقرر کرے ...کہ وہ تنگ جاؤں کو وسیع و ہموار کرے اور پلوں کے بنانے میں سعی کرے امیر الامرا ...کو حکم بھیجا کہ اگر اس سال وہ بدخشاں پر لشکر کشی کرے تو اُس کو لکھ بھیجے کہ صوبہ پنجاب ...کی تعیناتی اور بہادر خاں اسکی کمک کو بھیجے جائیں۔

لاہور کا واقعہ پادشاہ نے یہ سنا کہ خان دوران کو ۶ جمادی الاولی کو

آخر شب میں کہ وہ جامۂ خواب میں تھا ایک کشمیری برہمن بچہ نے جس کو خان ند کو نے
کیا تھا اور اسکے خدمتگاروں میں تھا ایک جمدھر اُسکے پیٹ میں مارا اور یہ لڑکا بھی مارا گیا
خان کے ایسے ہوش وحواس دن بھر برقرار رہے کہ نقود واجناس اور اسباب جہاں
تھا اسمیں سے اپنے لڑکے لڑکیوں کا حصہ مقرر کیا اور اپنے ہاتھ سے وصیت نامہ لکھا اور
سے درخواست کی کہ مجھ پرانے نوکر نے جو حضور کی خدمتگاری سے مال جمع کیا ہے
وصیت کے ہر ایک کو مرحمت ہو اور باقی مال سرکار والا لے لیں۔ اور رات کو دنیا
سفر کیا اگرچہ خانہ دوران رعایا کے ساتھ اس مرتبہ بدسخت ناہموار رہا تھا کہ آخر مظلوم
تیرآہ نے اسکا کام تمام کیا مگر خلوص اخلاص ورسوخ اعتقاد اور صاحب پرستی کی فرد
سرداری لشکر ومعرکہ آرائی اور قلعہ کشائی کی مہارت میں بیعدیل تھا اور خدمتگذاری
سب سے منصب ہفت ہزاری ذات وہفت ہزار سوار اور پنجہزار سوار دواسپہ وسہ اسپہ
تھا اور تیس ہزار روپیہ سالانہ پاتا تھا اور چار صوبوں کے نظم سے سرافراز ہوا تھا۔ بادشاہ
اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا اور اسکی اولاد کو مال اور منصب وصیت کے موافق عطا
اور ساٹھ لاکھ روپیہ نقد اسکی وصیت کے موافق سرکار شاہی میں داخل ہوا۔ اس
بیٹے سید محمد وسید محمود کو منصب ہزاری ذات وہزار سوار کا اضافہ
اسکے چھوٹے بیٹے عبدالنبی کو کہ بارہ برس کا تھا منصب پانصدی دوسو سوار کا

بادشاہ کشمیر میں ہر روز اور ہر ہفتہ کسی باغ اور کسی مکان میں کہ مرغوب طبع ہوتا تشریف
لیجاتا تھا۔ صفاپور جو بادشاہ بیگم کی تیول میں مقرر تھا اور اسم ہاسمی تھا۔ بیگم صاحب
بادشاہ کی ضیافت کی اور روشنی کی اور اپنا نقد وجواہر بادشاہ کی پیشکش میں دیا۔

واقعات سال نوزدہم جلوس ۱۰۵۵ھ ۱۶۴۵ء

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۵۵ھ کو کشمیر کے باغوں وگلشنوں میں جشن سال نوزدہم

اسلام خاں دکن کا صوبہ دار مقرر ہو کر رخصت ہوا اور اس کا اضافہ شش ہزاری پنجہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ پر ہوا۔ سعد اللہ خاں نے اپنی رسوخیت باطنی اور استعداد ظاہری ایسی بادشاہ کے دل نشین کی کہ اُس نے اسلام خاں کا عہدہ وزارت کل کا اس کو دیا اور ہزار پانصدی سوار کا اصل منصب پر اضافہ کر کے اُسکو پنجہزاری پانصد سوار بنایا۔ امیر الامرا علی مردان خاں پاس اصالت خاں کابل میں آیا۔ شکر اور آذوقہ کی گردآوری میں مصروف ہوا اور امرا کو راہوں کے صاف کرنے میں مصروف کیا اور امرا بھی کابل میں پے بہ پے آتے رہے۔

سلخ ربیع الثانی سال گزشتہ میں خلیل خاں تھانہ دار غوربند نے امیر الامرا کے پاس آنکر گزارش کی کہ ایسا سُنا گیا ہے کہ ان دنوں میں تردی علی قطغان و ہمراہان کھمرد بسجان قلی خاں پسر نذر محمد خاں کے ساتھ بہرام خاں اور محمد بیگ کی کمک کو گئے ہوئے ہیں جو عبد العزیز خاں کی طرف سے حصار شادمان کی تسخیر کو آئے تھے۔ قلعہ میں تھوڑے آدمی ہیں اگر لشکر میرے ہمراہ کیا جائے تو میں کھمرد کو آسانی سے جلد فتح کرونگا امیر الامرا نے اطراف ضحاک میں علہ اور کاہ کی کمی کے سبب سے بہت لشکر بھیجنا مناسب نہ جانا ہزار سوار منصبداروں کے اور ہزار سوار احدیان صوبہ کابل کے اسحاق بیگ بخشی صوبہ کے ساتھ اور اپنے تابینوں میں ایک ہزار سوار اپنے غلام فرہاد کے ساتھ خلیل اللہ کے ہمراہ بھیجے کہ قلعہ کھمرد کو فتح کریں۔ اور یہ قرار دیا کہ ضحاک میں جاکر خبر مذکور کی جھوٹ و سچ کی تحقیق ہو اگر سچ ہو تو قلعہ کی تسخیر میں مصروف ہوں ورنہ یہاں توقف کر کے اطراف کھمرد کو تاخت و تاراج کریں۔ ضحاک میں خلیل بیگ کو تحقیق معلوم ہوا کہ خبر مذکور سچ تھی تو وہ قلعہ کی فتح میں مشغول ہوا۔ حصار میں جو تھوڑے سے آدمی تھے اس تین ہزار لشکر کے پہنچے پر اُنھوں نے تسخیر کو غنیمت گنا اور بھاگ گئے۔ قلعہ کھمرد بغیر اسکے کہ میان سے تلوار نکلے۔ اور

واقعات کھمرد اور اصالت خاں کی تاخت اور اور واقعات

کمان سے تیر چھوٹے لشکر شاہی کو ہاتھ آیا۔ خلیل خاں اور اسکے ہمراہی کار دیدہ اور پیکار
نہ تھے وہ یہ سمجھے کہ اقوام اوزبکیہ سراسیمہ ہوئے ہیں اور نذر محمد خاں بیٹوں اور نوکروں سے
ہاتھ سے درماندہ ہو رہا ہے ایسے غرور میں آئے کہ قلعہ کو جیسا کہ چاہیے مستحکم نہیں کیا
کیا۔ سرمست بہیرہ مبارز خاں اور دولت اور چند اسکے خویشوں کو پچاس تفنگچی سواروں
کے ساتھ قلعہ میں چھوڑا اور خود ضحاک کو چلے گئے کہ وہاں آذوقہ اور قلعہ داری کی ضروری
چیزوں کو سرانجام کرکے روانہ کریں۔ امیر الامرا نے اپنے جانے کو کوکی امیروں کے
آنے تک موقوف رکھا اور اصالت خاں کو بھیجا کہ غوربند کی طرف آن کر نواحی کابل میں
ہو۔ اگر کسی وقت کمرد کی طرف اوزبکیہ آئیں تو وہ غوربند اور ضحاک کی طرف جاکر
اور اسحاق بیگ کو ہمراہ لیکر اوزبکوں کی گوشمالی کرے اور نہیں میرے آنے تک اس
میں ٹھیرا رہے۔

۱۹ جمادی الاولیٰ کو اصالت خاں کابل سے روانہ ہوا۔ ۲۶ جمادی الثانی کو
اس اندیشہ سے کہ لشکر جو اسکی کمک کے لیے مقرر ہوئے ہیں دیر میں آئینگے اور ان کے
انتظار سے ہاتھ سے قابو جاتا رہیگا صوبہ کے تعینا تیوں اور اپنے تابینیوں کے ساتھ
کی تسخیر کے ارادہ سے کابل سے چلکر اصالت خاں سے ملا۔ دو منزل چلا تھا کہ خلیل بیگ
اسحاق بیگ کا نوشتہ ضحاک سے آیا کہ سو سوار احدی اور ساٹھ افغان سرمست کے آدمیوں
میں سے دولت کی ہمراہ قلعہ کی کچھ ضروری چیزیں لیے جاتے تھے اور بامیان سے تین
چلے تھے کہ دوپہر اور خرم گزنی کو چھوڑ کر خاطر جمعی سے غافل سو رہے ناگاہ آخر شب میں
اوزبک سوار اُنپر حملہ آور ہوئے طرفین میں کچھ آدمی مقتول کچھ مجروح ہوئے لشکر ضحاک
کو شکر اوزبکوں پر دوڑا۔ اوزبک جب بھاگتے ہیں تو انکی گرد کو ہوا بھی نہیں پہنچ سکتی
ضحاک کو ان کا پتہ نہ لگا وہ ضحاک میں واپس چلے آئے امیر الامرا نے یہ خبر لشکر اصالت
کو پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ اپنے سے پہلے دوڑایا اور خود بھی کوچ کیا

قہر بندیں سب لشکر ملکر آگے چلے چار منزل چلکر یہ خبر آئی کہ قلعہ کھمرد کو پھراوزبکوں نے
لے لیا اس اجمال کی تفصیل یہ ہی کہ عبدالرحمن دیوان بیگی اور تردی علی ایک جماعت اوزبکیہ
کو ساتھ لیکر کھمرد پر چڑھے قلعہ نشینوں نے بے اسکے کہ کام انپر تنگ ہو امان لیکر بدنامی
اور شرمساری کے ساتھ قلعہ سے باہر آئے اوزبکوں کے پیمان وامان کامل نہیں ہوتے۔
وہ سات دا یماقات نے اُنکے اشارہ سے سرراہ ان پر قتل ونہب کا ہاتھ دراز کیا ایک
جماعت کو مقتول اور مجروح کیا۔ سرمست ورچند اور آدمی زخمی ضحاک میں پہنچے۔ اس مقدمہ کے
بعد اصالت خاں پاس خلیل بیگ گیا اور گزارش کی کہ مصلحت مقتضی نہیں ہی کہ ایسا لشکر گران
کوہستان میں آئے یہ تنگی کے سبب سے ایسا دشوار گزار ہی کہ اکثر جگھوں میں ایک اونٹ
سے یا ایک سوار سے زیادہ نہیں گذر سکتے ضحاک سے کھمرد تک آذوقہ اور کاہ نہیں ہی اُسکو
ساتھ لینا چاہیے جبتک تھانہ جا بجا نہ بٹھائیں غلہ کا اور آدمیوں کا آنا لشکر میں
نہیں ہوسکتا۔ نذر محمد خاں نے ساری سپاہ بلخ سے کھمرد میں اس سبب سے
بھیجدی ہے کہ وہ بلخ کے قریب ہی۔ اب اگر راہ کی محافظت میں ہر تھانہ میں جمعیت
کم رکھی جائیگی تو فائدہ مترتب نہیں ہوگا اور بہت رکھی جائیگی تو لشکر سے بہت آدمیوں
کا جدا کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اصالت خاں نے امیرالامراء پاس آن کر ان معقول مقدمات
کو عرض کیا تو صلاح یہی ٹھیری کہ ہم لشکر عظیم کے ساتھ کابل سے آئیں کھمرد کی
تسخیر کو اور وقت پر رکھیں اور بدخشاں کی فتح کے لیے چلیں اور یہ قرار دیا
کہ پنجشیر کی راہ سے بدخشاں روانہ ہوں اس درمیان میں امیرالامراء کی
کومک کو بہادر خاں اور کچھ اور امراء گئے جس وقت لشکر شاہی کا مرکز موضع چکھار ہوا
دولت بیگ تھانہ دار پنجشیر آیا اور اُس نے عرض کیا کہ یہ راہ بڑی دشوار گذار ہی
اسکی تنگیوں اور گھاٹیوں سے اس سپاہ گراں کا گزر سر حد بدخشاں تک نہایت
مشکل ہے صرف اونٹ جس پر بوجھ ہلکا لدا ہو جا سکتا ہی۔ اب پنجشیر سے

گیارہ جگہ ایسی ہیں کہ بغیر پُل باندھے کے وہاں سے گزرنا متعذر ہے اور آنے جانے میں
آذوقہ ساتھ لیکر چلنا پڑیگا وہاں نہیں ملیگا کوہسار اور راہ ناہموار کے طے کرنے سے
سیاہ گھوڑے دُبلے ہو جائینگے۔ برف پڑنے کے دن قریب ہیں اور جاڑا سخت ہے
ہے اسلیے یہ موسم لشکر کشی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ اسلیے وہ تنخواہوں نے جمع ہوکر
کیا کہ اگر اس وقت تمام لشکر اس راہ سے ملک بدخشاں کو جائیگا تو غلہ وکاہ کی قلت سے
اور راہ کی سختی سے اکثر دواب بیکار ہو جائینگے اور اس قدر وقت نہیں رہا کہ جو کام
چاہیے وہ ہو سکے جب کابل سے ہم آئے تھے کھمرد کی طرف متوجہ نہ ہوکے سیدھے
بدخشاں کو جاتے تو نقش مراد حسب آرزو صورت پکڑتا اب مصلحت یہ ہے کہ ایسی جماعت
منتخب کی جائے کہ اسکے گھوڑے تازہ زور ہوں اس کو کسی کارطلب سردار کے ساتھ
بھیجنا چاہیے کہ وہ سبکبار ہوکر اور چند روز کا آذوقہ اپنے گھوڑوں پہ رکھکر بدخشاں
کی سرحد پر ایوار اور شبگیر میں آئے کہ وہ مداخل و مخارج و مضائق و مرافق پر آگاہ
ہو اور غنیم اور ملک کی حقیقت پر اطلاع حاصل کرے اور وہاں کی الوسات میں جسقدر
اختیار کریں انکو کابل میں راہی کرے اور جو مخالفت سے پیش آئے اسکو قتل و غارت
کرکے تنبیہ کرے اس رائے صاحب کے موافق امیر الامرا نے دس ہزار سوار
کے تراپ اصالت خاں کی سرکردگی میں روانہ کیے یہ لشکر آٹھ روز کا آذوقہ اپنے ساتھ
بہت جلد ہندوکوہ کی راہ سے روانہ ہوا اور منزل بمنزل چلکر گلنار میں آ یا لشکر کو
میں گھوڑے اونٹ وگاؤ وگوسفند غنیمت میں ہاتھ آئے اُس نے احشام علی و اتشم
وایلچی وکورکی خواجہ زادہائے اسماعیل اتائی و مودودی و قاسم بیگ میر حرم
مدرات کے ساتھ ہمراہ لیکر مراجعت کی بادشاہ کو امیر الامرا کی عرائض سے جب
وقائع کی خبر ہوئی تو اس کو یہ بات پسندیدہ نہ ہوئی کہ قلعہ کھمرد کے
لیے جانا اور بغیر سرانجام کار چلا آنا۔ اُس نے علی مردان کو حضور کھا

ہے تھا کہ خود مع تمام لشکر کے بدخشاں جاتے اور اسکی تسخیر میں مشغول ہوتے اُس وقت
در محمد خود درماندہ ہو رہا تھا بدخشاں آسانی سے فتح ہو جاتا اور یہ بھی حکم بھیجا کہ امیر الامرا
راہ طول کے بنانے کے لیے جس کا بہتر نشان دیا گیا تھا سنگتراش و درودگر و بیلدار
وغیرہ جسقدر درکار ہوں بھیجدے اور اور امیروں کو حکم بھیجا گیا کہ وہ فلاں فلاں مقامات
میں رہیں۔

راجہ جگت سنگھ نے بادشاہ سے عرض کیا تھا کہ کمترین کی آرزو یہ ہے کہ راہ
طول سے جو سب سے بہتر بدخشاں کی راہ ہے جاکر خوست و سراب و اندراب کی تسخیر
میں مشغول ہو اور اس سرزمین کے الوسات و اویماقات کو اطاعت میں لائے اور اگر
وہ فرماں پذیری سے سرتابی کریں تو انکی مالش کرے اس سبب سے اس نے اپنے
وطن سے بہت سواروں کی جمعیت بلائی تھی وہ اس کا بھی امیدوار تھا کہ اسکے منصب کے
قاعدہ سے زیادہ جمعیت اس پاس جمع ہو گئی ہے اسکا علوفہ دیا جائے۔ بادشاہ نے اسکی
التماس حسب الالتماس امیر الامرا منظور کی اور پندرہ سو سواروں اور دو ہزار پیادوں کی تنخواہ
خزانہ کابل پر مقرر ہو گئی یہ سوار اور پیادہ اس پاس زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ راجہ اپنا سامان
درست کر کے پانچویں رمضان ۱۰۵۵ھ کو امیر الامرا سے رخصت ہوا کتل طول سے گذر کر
اپنے ہمراہ لشکر کے دو جوق بنائے ایک کو اپنے بیٹے بہاؤ سنگھ کے ساتھ برسم منقلا بھیجا
اور دوسرے کو اپنے ساتھ لیکر خوست کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ ہوا۔ خوست
سے کہ خدا اور تین چار گڑھوں کے کلاں تر اسکے استقبال کو آئے اور اطاعت
کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ اگر ان حدود میں کوئی حصار استوار بنایا جائے اور بادشاہ کا
کوئی سردار یہاں اقامت استقلال کے ساتھ کرے تو ہم سے خدمت گزاری
اور جان سپاری کے سوا کچھ اور ظہور میں نہ آئیگا اور اگر آئے تو ہمارے غارت
نصیب کی گنجائش ہے راجہ کا مطلب یہی تھا کہ ان حدود کو ضبط کرے اور

راجہ جگت سنگھ کا سرانجام اندراب کی حدود میں جانا اور جہاں قلعہ بنانا اور واپس آنا

اوران گردہوں کو مطیع اُس نے یہیں ڈیرے ڈال دیے اور انکو بادشاہی عنایت
کیا اور قلعہ کے بنانے کے لیے مکان کے واسطے پوچھا اُنھوں نے اندراب اور سراب
وسط میں ایک مقام بتایا۔ سراب اور اندراب میں راجہ گیا۔
وہاں کے ارباب کی اطاعت کا نقش راجہ کے دل میں جما۔ راجہ سمجھا کہ اگر حصار خشت
سنگ کا بنایا جائیگا تو اُسکے واسطے فرصت اور مدت چاہیے۔ اُن پہاڑوں میں چوبہا بہت
بہم پہنچ سکتی ہیں اور درود گر جلد دست ہمراہ ہیں اور مصالح مطلوب ہوگا وہ زیادہ
کرینگے اس لیے اُس نے قلعہ چوبین بنانے کا جسمیں برج گل و سنگ کے ہوں قصد کیا
خود شریک کار ہوا تو راجہ کی رفاقت میں سارا لشکر کدال اور تیشہ ہاتھ میں لیکر بنجارگل
کے ساتھ شریک ہوا جو قلعہ ایک سال میں تیار ہوتا وہ ایک ماہ میں تیار ہوگیا اسمیں دو
کنوئیں کھودے۔ اس اثنا میں نذر محمد خاں نے کفش قلماق اور ایک جماعت اوزبکوں کی
سے لڑنے کے لیے بھیجا۔ کفش قلماق نے یہاں آنکر اپنی سپاہ کی اور انکے پیچھے دو تو
سواروں کی اور ایک فوج پیادوں کی بنائی جب راجہ کو اس کی خبر ہوئی تو
سے نکلا اور اُس نے اپنی سپاہ کی تین فوجیں بنائیں۔ دھنہ درہ کے
طرف محکم کیے جن میں غنیم داخل ہو سکتا تھا غرض راہ میں اس طرح بڑی بڑی
کھڑی کیں کہ مشکل سے سوار کا گزر ہو سکتا تھا اور اسکے پیچھے تفنگچی اور تیر انداز پیادے
کھڑے کیے اور ایک طرف خود اور دوسری طرف اُس کا بیٹا بھاؤ سنگھ لڑنے
لیے آمادہ ہوئے اوزبکوں نے تین طرف سے لڑنا شروع کیا مگر ہندوستانی
سپاہ کے آگے وہ نہ ٹھیر سکے۔ ہزارہ کے پیادوں سے بادشاہی لشکر نے قلب
سرکوب لے لیا اوزبکیہ اس جگہ کھڑے ہوئے کہ بندوق کی گولی ان تک نہیں پہنچ
تھی راجہ نے اپنی کل سپاہ سے اُنپر حملہ کیا طرفین سے آدمی مجروح و مقتول ہوئے
بھاگ کر اپنے مقاموں میں چلے گئے۔ راجہ کے پاس امیر الامراء نے اُسکے بیٹے

ہمراہ سرب اور باروت بھیجے تین چار ہزار سوار ذوالقدر خاں وعلی بیگ اسحاق بیگ
وفریدوں غلام کے ہمراہ کمک بھیجی۔ ۲۳ رمضان کو رات کے وقت دو ہزار سوار
اوزبک و پیادہائے ہزارہ بسرکردگی کفش قلماق کے لشکر شاہی پر جو دھنہ درہ
کی پاسبانی کرتے تھے حملہ آور ہوئے۔ اس مرتبہ بھی اوزبکیہ بڑی خواری سے فرار
ہوئے۔ راجہ نے قلعہ چوبین کو استوار کیا اور آذوقہ اور قلعہ داری سے خاطر جمع کرکے
یہاں کی حفاظت کے لیے معتمد راجپوت و پانچ سو تفنگچی و چار سو راجپوت متعین کیے
اور ۲۵ رمضان کو کتل پرندہ کی راہ سے پنجشیر کی طرف مراجعت کی۔ اثنائے رہ نوردی
میں برف باد و دمہ سے بہت گھوڑے اور آدمی ہلاک ہوئے اور برف کی کثرت سے
لشکر کتل سے نہیں گزر سکا۔ رات بڑی مصیبت سے کاٹی صبح کو وہاں جہاں بکریاں
بہت تھیں منزل کی راجہ کی مدد کو فریدون آگیا اوزبکوں نے یہ سنکر کہ راہ بند ہے
اور راجہ الٹا جاتا ہے ہجوم کیا اور ایک سخت لڑائی لڑی۔ اوزبکوں سے زیادہ راجپوت
مارے گئے مگر راجپوتوں نے بہادری کرکے اوزبکوں کو بھگا دیا۔ اور دو کروہ ان کا تعاقب
کیا اوزبک ندامت کے ساتھ سلامت چلے گئے۔ راجہ حدود پنجشیر میں آگیا۔

اوائل شعبان میں بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوا۔ سب جگہ سیر و شکار اور داد دہی
کرتا ہوا اور برف و باراں کی تکلیفیں اُٹھاتا ہوا طی منازل کرکے اوسط رمضان میں
لاہور میں داخل ہوا۔

نور جہاں بیگم کا انتقال

۲۹ شوال ۱۰۵۵ھ کو نور جہاں نے جو دو لاکھ روپیہ سالیانہ پاتی تھی اس دنیا
سے کوچ کیا کہتے ہیں کہ خاوند کے مرنے کے بعد سوائے سفید لباس کے کوئی اور
لباس نہیں پہنا۔ مجالس شادی میں وہ اپنے اختیار سے نہیں جاتی مگر یہ اکراہ خاطر۔
اُس نے اپنی باقی زندگی اپنی رفیق آخرت کے سوگ میں گزاری اُس نے لاہور میں
آصف خاں کے مقبرہ کے پہلو میں اپنا مقبرہ تیار کرایا تھا اس میں مدفون ہوئی۔

شہزادہ مراد بخش کا بلخ و بدخشاں کی تسخیر کے لیے روانہ ہونا

یہ مقبرہ روضہ جہانگیر کے جلو خانہ کے غرب میں روضہ کے دروازہ کے آگے تھا اس کا گنبد سطح سے پانگار تک مثمن تھا۔ قطر اس کا پندرہ ذراع اضلاع ہشتگانہ میں اندر کی طرف آٹھ نشیمن اور باہر کی طرف آٹھ پیش طاق ہر یک طول میں سات گز عرض میں چار اور ارتفاع میں گیارہ بطرح نیم مثمن اس عمارات کا ازارہ اندر کی طرف سنگ مرمر کا ہی اور باہر کی جانب سنگ بری کا روے کار اسکے اکثر سنگ مرمر کچھ سنگ بری اور سنگ رد اور اور طرح کے پتھروں کی پچوترہ اور صورت قبر جو اسکے اوپر ہی انواع انواع کے رنگین پتھروں سے پرچین کاری کی ہی اور آیات قرآن اور اسمار الہی بطریق پرچین کاری کے اسمیں منقش ہیں۔ عمارت کا فرش طرح طرح کے پتھر کا ہی جسمیں گرہ بندی ہی گنبد کے گرد مثمن چبوترہ ہی جس کا قطر ساٹھ ذراع ہی کہ سراسر سنگ سرخ کا بنا ہوا ہی اسکے جہات اربعہ میں چار حوض ہیں جن میں سے ہر ایک کا طول نو ذراع اور عرض ساڑھے سات اور یہ عمارت چار چمن کے وسط میں بنائی گئی ہی جن کا طول عرض سو ذراع تھا اس مقبرہ اور روضہ جہانگیر کی شرقی دیوار مشترک ہی اس مقبرہ کے ضلع غربی میں ایک مسجد ہی اور اس کے شمال میں ایک عمارت قرینہ مسجد ہی جنوبی سمت میں وسط میں ایک دروازہ ہی یہ تمام عمارت چار سال میں تین لاکھ روپیہ کی لاگت میں تیار ہوئی ہی۔

ان ہی دنوں میں راجہ جگت سنگھ کا مرحلہ عمر ختم ہوا اور اسکا بیٹا راج روپ اسکی جگہ مقرر ہوا اور اس کو قلعہ چوبی کی حراست سپرد ہوئی جو اسکے باپ کا بنایا ہوا تھا۔

آخر ذی الحجہ میں بادشاہزادہ مراد بخش پچاس ہزار سوار اور دس ہزار تفنگچی و تیر انداز و بانذار پیادوں اور بہت توپخانوں کے ساتھ بلخ و بدخشاں کی تسخیر کے ارادہ سے روانہ ہوا اور نامدار امرا کارزار دیدہ کارطلب مذکور کو یمین و یسار کا ہراول مقرر کیا اور علی مردان خاں کے ساتھ جو سردستہ

ان کو اور جواب بھیجے ان کو بلا کر سات فوجیں بنائیں اور انکے سات عمدہ سردار بنائے پہلے نجابت خاں و مرزا خاں و عبداللہ خاں و شیخ فرید و قطب الدین خاں کو کہ ذوالقدر خاں و ملتفت خاں اور ہر ایک کے ساتھ سات امیر نامی تعینات کئے اور سادات رزم جوے بارہ اور نامدار راجپوتوں کو ہراول اور سردار مستقل مقرر کیا۔ امرا اور روشناس منصب دار چار سو ستر شمار میں اس لشکر کے ساتھ تھے۔ سات لاکھ روپیہ اور دو ہزار گھوڑے سرکار سے ہمراہ کئے کہ بروقت کام میں آئیں اور حکم ہوا کہ ابھی ہوا سرد ہے اور برف کی شدت ہے جانے میں اور راہوں سے لشکر کو تصدیع ہوگی۔ امرا کو چاہیئے کہ وہ گھگروں اور حسن ابدال کی ملک میں اور جہاں علف زار امرا دیکھیں چند روز توقف کریں اور مختلف کوتلوں کی راہ سے لشکروں کا گذر ہو۔ جب سارا لشکر کابل میں جمع ہو جائے وقلیج خاں و خلیل اللہ خاں اپنی اپنی فوجیں لیکر پیش آہنگ ہو کر اوّل حصار شادمان کو بعد ازاں حصن غوربند کو تصرف میں لائیں پھر اتفاق بے نفاق سے قندز اور اور بلاد بدخشاں کے فتح کرنے میں مشغول ہوں بدخشاں کے فتح ہونے کے بعد بلخ کی فتح کی طرف مصروف ہوں۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ملک پنجاب میں کمی آب اور افواج کی گرد آوری سے غلہ اس مرتبہ گراں ہو گیا ہے کہ آدمی اپنے فرزندوں کو بیچتے ہی نہیں بلکہ ذبح کر کے کھاتے ہیں تو بادشاہ نے حکم دیا کہ دس جگہ لنگر خانے جاری ہوں اور ہر یک لنگر خانے میں دو سو روپیہ روز کی خوراک پختہ و خام تقسیم ہو اور پچاس ہزار روپیہ بے بضاعت درماندوں کو دیا جاے۔ جہاں جس کسی نے اپنے فرزندوں کو بیچا ہے ان کو پیدا کر کے سرکار سے زر ادا کر کے مسلمانوں کے فرزندوں کو انکے ماں باپوں کے پاس بھجوا دیں۔

اگرچہ شاہ ایران اور بادشاہ کے درمیان شاہ صفی کی وفات کے وقت سے

شاہ ایران پاس بادشاہ کا سفیر بھیجنا

رشتہ محبت ٹوٹ گیا تھا۔ لیکن بادشاہ نے جان نثار خاں کو نامہ تہنیت و تعزیت اور ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے جواہر اور پچاس ہزار پارچہ کشمیر و بنگالہ و احمد آباد وغیرہ کل دو لاکھ روپیہ کے شاہ عباس پاس روانہ کیے اور نامہ میں یہ معذرت لکھی کہ یار وفادار علی مردان خاں جو اس درگاہ میں آیا اس کا سبب جب دولت اور جاہ نہ تھا بلکہ حسد پیشوں شرارت سرشت غرض پرستوں کی شرارت تھی اور شاہ کو یہ بھی لکھا کہ محمد علی پسر کلاں علی مردان خاں کو بھیجدیجئے جو ابتدا میں حاسدوں کی تہمت سے شاہ صفی نے طلب کیا تھا اور اُس نے بھیجدیا تھا۔

بادشاہ کا لاہور سے کابل جانا

۱۸ صفر ۱۰۵۶ھ کو لاہور سے بادشاہ کابل کو روانہ ہوا۔ جعفر خاں کو پنجاب کا صوبہ کیا۔ اعظم خاں کو جس کا بیٹا التفات خاں باپ کی فوج کے ساتھ آگے روانہ ہوا تھا اس بسبب کبرسنی کے کشمیر روانہ کیا۔ بادشاہ نے حسن ابدال میں اکر شاہزادہ مراد کو بھیجا کہ وہ اپنے لشکر کو ساتھ لیکر کابل کو آگے روانہ ہو۔ اس فرمان آنے پر بادشاہ ۲۶ ربیع الاول ۱۰۱۶ھ کو امیر الامرا کے ساتھ پشاور سے روانہ ہوا چند منزلیں طے کی تھیں کہ راہوں کو برف سے پاک صاف کرنے کے لیے اور دشوار گذار کتلوں کے ہمراہ کرنے کے واسطے اور پلوں کے باندھنے کے لیے امیر الامرا آگے روانہ ہوا۔ نہم ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو بادشاہزادہ کابل میں آیا اور یہاں سے چلکر موضع مندریں خیمہ زن ہوا بادشاہ غرہ ربیع الثانی کو آب نیلاب کے پل سے اُترا اور پانچویں کوس پشاور میں آیا۔ علی مردان خاں نے یہاں آکے ارک میں ایک مکان بنایا تھا بادشاہ اُترا۔ یہ مکان بطرز ایران بنایا تھا۔ وہ بادشاہ کو پسند نہ آیا۔ پشاور میں اُس نے جو چاروں طرف بازار مسقف گنج کی بہ طرح متمن بغدادی تھے اُس کی بادشاہ نے تعریف کی اور اُس کی نقل مکرمت خاں ناظم دہلی پاس قلعہ کی عمارت کا اہتمام کرتا تھا اور اُس کو حکم دیا کہ اُس کے مطابق قلعہ

ایک بازار جو دولتخانہ خاص و عام کے جلو خانہ کے دروازہ سے اس دروازہ تک کہ شہر کی طرف کھلتا ہی بنوائے باغ خضر خاں میں آٹھویں ربیع الثانی سنہ ۱۰۵۲ کو جشن قمری وزن ہوا۔ بادشاہ کی عمر کا ستاون واں سال ختم ہوا

ضابطہ سلطنت یہ ہی کہ اگر ہندوستان کے صوبہ میں منصب دار جاگیر رکھتا ہو اگر وہ اسی صوبہ کے تعیناتیوں میں سے ہو تو اپنے تابینیوں میں سے سوم حصہ کو داغ لگوائے سہ ہزاری ذات سہ ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوائے اور اگر ہندوستان کے صوبوں میں سے کسی دوسرے صوبہ میں کسی مہم میں مامور ہو تو چہارم حصہ کو داغ لگائے چار ہزاری چار ہزار سوار ایک ہزار سوار کو داغ لگوائے۔ مگر جب لشکر بلخ و بدخشاں کے لیے معین ہوا جو ہندوستان سے بہت دور ہی تو بادشاہ نے یہ ضابطہ مقرر فرمایا کہ جبتک یہ لشکر کشی رہے منصب دار اپنے تابینیوں کے پانچویں حصہ کو داغ لگوائے پنجہزاری پانچہزار سوار ایک ہزار کو داغ لگوائے اگر حاصل جاگیر اُس کا دروازہ ماہ ہی تو تین سو سوار سہ اسپہ چھ سو دو اسپہ و سو یک اسپہ اور اگر یازدہ ماہہ ہی تو ڈھائی سو سہ اسپہ اور پانسو دو اسپہ اور ڈھائی سو یک اسپہ اور اگر دہ ماہہ ہی تو آٹھ سو دو اسپہ اور دو سو یک اسپہ اور اگر نو ماہہ ہے تو چھ سو دو اسپہ و چار سو یک اسپہ اگر ہشت ماہہ ہے ساڑھے چار سو دو اسپہ ساڑھے پانچ سو یک اسپہ اگر سات ماہ ہے تو ڈھائی سو دو اسپہ و ساڑھے سات سو یک اسپہ اور اگر شش ماہہ ہے تو سو دو اسپہ و نو سو یک اسپہ اور اگر پنج ماہہ ہی تو کل یک اسپہ جس وقت منصب کے سواران دو اسپہ و سہ اسپہ مقرر ہو جائیں تو بقدر سواران دو اسپہ سہ اسپہ کے سواران آوردی سے دو چند داغ کرائے مثلاً پنجہزاری پنجہزار سوار تمام دو اسپہ و سہ اسپہ

جنگی تنول کا حاصل دوازدہ ماہہ ہو چھ سو سوار سہ اسپہ کو داغ کرائے اور بارہ سو سوار دو اسپہ کو اور دو سو سوار یک اسپہ کو اور علی ہذا القیاس لشکروں کو تعین کرنے کے وقت بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ منصبداری نقدی اور تیر انداز احدیوں اور برقندازوں اور تفنگچی پیادوں کو اور اور شاگرد پیشہ کو سہ ماہہ بخشی دیدیں اور جاگیرداروں کو جن کے داغ کے موافق حاصل جاگیر مقرر ہیں تنول کے حاصل کا چوتھا حصہ جو سہ ماہہ ہوتا ہے برسم مساعدت خزانہ سے تنخواہ دیدیں تاکہ خرچ کی تنگی نہ ہو۔ بعض نے دار السلطنت میں وجہ مذکور نہ پایا تھا کیا تو لشکر اس سبب سے کیا اس وجہ سے کہ کتل وراہ میں برف بہت پڑی تھی اُس سے گذرنا مشکل تھا۔ جانے میں توقف کر رہا تھا اور برف کی تخفیف کا انتظار کھینچ رہا تھا بادشاہ نے ہ اکو سعد اللہ خاں کو حکم دیا کہ بہت جلد کابل جائے۔ بادشاہزادہ کو کچھ نصائح کہلا بھجوائیں اور حکم دیا کہ جن لوگوں نے سرمایہ حشم مساعدت نہیں پائی ان کو جلد وہ دیدے کہ پھر کسی کو عذر چلنے میں نہ رہے۔ خافی خاں لکھتا ہے کہ اس عہد میں جاہ و منصب کے متلاشی غور کریں کہ اُس عہد میں کیا خیر و برکت تھی اگر اس زمانہ میں خدانخواستہ ایران اور توران کی طرف مہم ہو اور ہفت اقلیم سے صحیح و ہجوم خلل عظیم پیدا کرے تو بیچارے منصب دار اور جاگیر دار کیا کریں۔ جن کا نام بے تنخواہ لیا جاتا ہے ان میں سے سو میں جو دو صاحب طالع کہلاتے ہیں ان کو شاید دس بیس ٹکڑا جاگیر و منصب سے ملتا ہو۔ باقی سب کا کام فقر و فاقہ و گدائی و خفت سے چلتا ہے اور جن کے نام نقدی ہے ان کی طلب سال دو سال کی چڑھی ہوئی ہے بالفرض ان کے فقر و فاقہ کے حال سے بادشاہ کو اطلاع واقعی ہو اور ایسی مہم ہو وہ یہ چاہے کہ تین چار مہینے کی طلب ان کی چڑھی ہوئی طلب میں سے دیدے اور خدا ترس و حق پرست وزیر بھی اس میں ساعی ہو تو خزانہ کے خالی ہونے کے اور زر کے بہم نہ پہنچنے کے سبب سے اور منصبداران محال کی کثرت سے

یہ خیال فاسد ہے کہ وہ برسوں کے سوختہ دلوں گداپیشوں منصداروں کی تمنا سے عہدہ برآ ہو سکیں فقط بادشاہ نے سعد اللہ خاں کو مکرر فرمایا کہ اگر بادشاہی سپاہیوں میں سے کوئی ایک بھی خرچ و بار برداری کے نہ ہونے کے سبب سے پیچھے رہ جائیگا روز جزا میں اور اس زمانہ میں تجھ وزیر سے اُسکی باز خواست ہوگی بادشاہ نے سزاولوں کو بے ہم مقرر کیا کہ آدمیوں کو لائیں اور خزانہ سے تنخواہیں پہنچائیں اور اخبار نویسوں کو تاکید فرمائی کہ بے کم و کاست روئداد لکھتے رہیں۔

جب ہراول کتل طول پر پہنچا۔ یہ کتل اس سرزمین میں نہایت قلب ہے تو خبرداروں نے خبر دی کہ کتل سے نیچے ایک کروہ تک کہیں چار ذراع اور بعض جگہ کمر تک برف چڑھا ہوا ہے تین ہزار بیلدار و تبردار و سنگتراش مع محصلان شدید محنت دیدہ کے تعین کیے اور کئی ہزار مددگار دیہات سے جمع کیے اور چاہ نے بھی اپنی عبور کی آسانی کے لیے کمر میں دامن کسکر برف روبی و برف کوبی میں ہمت صرف کی اور دو روز اور ایک شب میں رات دن چراغوں کی روشنی میں دو تین ذراع رستہ صاف کیا جسمیں اونٹ، پوجہ سمیت چلا جائے باقی برف کو کوٹ دیا کہ اسکے اوپر سے لشکر چل سکے لیکن پھر بھی بیل و بیلدار کا کام باقی رہا۔ راجہ مجملدا اس اور اصالت خاں کہ ہمیشہ ہراول ہوتے تھے گھوڑوں سے اُتر کر درہ میں آتے تھے اور آدمیوں سے فرماتے تھے کہ راہوں کو جیسا کہ چاہیے صاف کرو اور ہر لحظہ انعام دیگر ترغیب دیتے تھے اور کمال خوشدلی سے انسے کام لیکر راہوں کے پاک صاف کرنے میں کوشش کرتے تھے اور خود بھی مزدوروں سے زیادہ برف کو سروں اور دامنوں میں اُٹھاتے تھے کہ اوروں کی دلدہی ہو۔ غرض خود خوب کام کرتے تھے اور اوروں سے کام لیتے تھے۔ سہ پہر تک برف کے صاف کرنے میں اوقات صرف کرتے تھے اور آخر روز میں دونوں سردار کتل سے گزرے۔ بہادر خاں اور راجے اور ایک اور بہادروں کی جماعت گریوہ سے نیچے آئے۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۵ھ سے

مراد بخش کا چار یکہ ان سے بخشاں کو راہی ہونا اور راہوں کا صاف کرنا

آٹھویں تک کتل سے نیچے فوج کے تمام سردار اور لشکر آدمی اُتر آئے اور سب لوگ لیکن اس ہفتہ میں کارخانے نہیں اُتر سکے۔

خسرو خاں پسر دوم نذر محمد خاں بدخشاں و قندوز میں تھا اوزبکیہ نے گھوڑے اونٹ وگوسفند وغلہ اور تمام گھر کے اسباب پر اور وہاں کے آدمیوں کی ناموس پر دست تعدی دراز کیا جامع مسجد کو جلا دیا اور سادات کی جماعت کو قتل کیا اور نذر محمد خاں اپنے حال میں ایسا درماندہ تھا کہ بیٹے کی خبر نہ لے سکا تو اُس نے ناچار فرار بطریق الیغار کر کے اور قریب خانہ دار کے ساتھ بادشاہزادہ پاس آنے کا ارادہ کیا خسرو کا عمدہ نوکر محمد صدیق مع چند کے جسمیں ارادۂ ملازمت کا اظہار تھا آیا۔ بادشاہزادہ نے اصالت خاں کو حکم دیا کہ استمالت کے طور پر جا کر حقیقت پر مطلع ہو۔ جس صورت میں کہ اسکا ادعا واقعی ہو تو اُسکے ہمراہی آدمیوں اور رعایا کو چھوڑ کر خسرو خاں کو مع اُسکے بیٹے محمد بدیع و مخصوصوں کے ملازمت میں لے آئے۔ جب خسرو خاں نزدیک آیا امیر الامراء نے گھوڑے پر سوار اس سے ملاقات کی۔ پھر بادشاہزادہ کی خدمت میں آیا۔ مراد بخش نے دو تین قدم استقبال کیے اور بغلگیر ہوا اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند کے کنارہ پر بٹھایا اور لطف و مہربانی خوشخوئی سے اُس کی ملامت کے اشک کو اور کرتب کے عرق کو چشم و جبیں سے پاک کیا اور ایک جڑاؤ مرصع دیک تقوز پارچہ اور نو گھوڑے و یک فیل مع حوضہ طلا کی طرف سے اور پچاس ہزار روپئے بادشاہ کی طرف سے تواضع کیے اور میر بخشی نے سات گھوڑے دیئے اور سات تقوز پارچہ ارسال کیے ضیافت و مہمانداری کے بعد اُس کو بادشاہ پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب وہ آیا تو مرحمت خاں مہمانداری کے لیے اور اُس کے لانے کے لیئے مقرر ہوا اور اُس کے ساتھ قبا اور چار گھوڑے خاصہ مع زین طلا دینا و یک پالکی اور چار ڈولی مع سرپوش نقرہ اور بیس تقوز پارچہ روانہ کیے۔ خسرو پاس مرحمت خاں آیا

خسرو خاں پسر دوم نذر محمد خاں کا بدخشاں سے بادشاہ پاس آنا

بادشاہ کے پیغام سنائے آداب ملازمت و ملاقات کے تعلیم و تلقین کے جب وہ دولتخانہ میں داخل ہوا تو بادشاہ نے اُس کو خلوت خانہ میں بلایا خسرو آداب بجالاکر بابوس ہوا بادشاہ نے دست شفقت اسکی پیٹھ اور سر پر رکھا اور بیٹھنے کا حکم دیا اسکے عمدیدہ محنت کشیدہ دل کا مرہم لطف سے علاج کیا خلعت وغیرہ اور منصب شش ہزاری دو ہزار سوار عنایت کیا دو ہاتھی اور پچاس ہزار روپئے عنایت کیے۔ اور خاندوران خان کی حویلی میں اُس کے کل مایحتاج کے کارخانے فرش و ظروف سے مہیا کردیئے اور اُس کو وہاں اوتارا۔

کھمر و حصار غوری کا فتح ہونا

شاہزادہ مرادبخش نے بادشاہ کے حکم کے موافق قلیچ خاں و خلیل اللہ و مرزا نوذر صفوی کو چاریکاران سے کھمر و اور غوری کی فتح کے لیے بھیجا تھا کوچ بکوچ اُنھوں نے منزلیں طے کیں اور بڑے بڑے دشوار گزار مکانوں سے گذرے۔ بلخ سے سوداگر آتے تھے اُن کی زبانی راہ میں معلوم ہوا کہ اوزبکوں کو بادشاہی لشکر کے آنے کی خبر نہیں ہے اس لیے خلیل بیگ جلد روانہ ہوا کہ حصار کھمر د کو اوزبکوں سے بے خبر جاکرلے لے۔ ۱۰ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۵۰ کو وہ کتل دندان شکن پر آپاپا دشاہی لشکر کی خبر سُنکر قلعہ کے آدمیوں کے ہاتھ پانوں پھول گئے اور بہانے بنا کے چلتے بنے۔ جب بادشاہی لشکر نے قلعہ کھمر د پر آلات قلعہ کشائی چلائے تو قلعہ نشینوں نے چند تفنگ چلائے ایک سوار اور ایک آدمی خلیل بیگ (خلیل خاں) کا مارا گیا اور چند آدمی زخمی ہوئے کہ اہل حصار نے کہا کہ اگر امان دو اور جان بخشی کرو تو قلعہ لے لو خلیل بیگ نے امان دیکر قلعہ لے لیا اور وہی بادشاہ کی طرف سے یہاں قلعہ دار مقرر ہوگیا قلیچ خاں و خلیل قلعہ سے خاطر جمع کرکے غوری کو روانہ ہوئے جب لشکر غوری کے پاس پہنچا نور حصن غوری کے حارس قہاد میر آخور نے کمتر آویزد ستیز کرکے گریز اختیار کی اوزبکیہ نے اثنار گریز میں لشکر شاہی پر تیر باران کیا اور قلعہ میں داخل ہوئے

لشکر شاہی پاشنہ کوب اُن کے پیچھے آیا اور پیادہ ہو کر قلعہ کے دروازہ پر حملہ آور ہو
دونوں طرف سے تیر و تفنگ نے آتش پیکار کو روشن کیا۔ لشکر شاہی دروازہ کو توڑ
حصار میں گیا۔ قباد ارک میں گیا اور جب ارک پادشاہی لشکر نے لیا تو وہ ایک
حویلی میں گھسا لشکر شاہی نے اُس حویلی کی فتح کا ارادہ کیا تو قباد نے مع پانسو آدمی
کے اطاعت اختیار کی خلیل خاں نے اس کو مع اس کے چار بیٹوں اور کل اہل عیال
کے پادشاہ پاس بھیجدیا۔

پادشاہ زادہ مراد بخش ۷ رجمادی الاولیٰ کو قتل طول سے گذرا اور امیر الامرا
کے ساتھ قندوز کی طرف روانہ ہوا اور امیر الامرار کی صوابدید سے اصالت خاں کو
مع فوج آگے روانہ کیا کہ وہ قندوز میں جائے خود ۱۸ رکو قندز کے باہر آیا۔ قندز کے
اوزبکوں اور الامان کے ظلم و ستم سے ایسے عاجز ہوئے تھے کہ وہ لشکر شاہی کو
دیکھکر بڑے خوش ہوئے اور سمجھے کہ ہمارے بھلے دن آئے ہیں۔ اس بیان کی شہرت
کہ جب خسرو کو دریافت ہوا کہ شاہ محمد قطغان اور اور فتنہ گر ایماقوں کے گروہ
دریائے آمویہ سے گذر کر قندز کے تاراج کے ارادہ سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ
کے پاس چلا گیا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ جب خسرو چلا گیا تو شاہ محمد اوزبک اور الامان
قندز میں آئے اور رعایا کو خوب لوٹا۔ بہت بے گناہوں کو مارا ان کے عیال
اطفال کو مقید کیا۔ جو کچھ مال اسباب ان کا ظاہر میں دیکھا چھین لیا۔ قلعہ کے
جامع اور مکانات کو جلا دیا۔ ۱۴ رجمادی الاولیٰ تک وہ بھی کام کرتے رہے
جب لشکر شاہی آیا تو دریا قندز سے پار ہو کر فرار ہو گئے اور آستانہ
کی طرف متفرق ہوئے ہزاروں بندگان خدا جو اُن کے ظلم سے درخت زار
اور غاروں میں چھپے تھے اور قندز کے مضافات کے رہنے والے جو کوہ
کے دروں میں گھسکر خوف سے بید کی مانند لرز رہے تھے

قندز و بغلان کا فتح ہونا اور شاہ محمد خاں کا فرار ہونا

ن کو اوزبکوں کے ظلم سے رہائی ہوئی قندز پر بادشاہی قبضہ ہوا ہزارہا رعایا نگی جنکے
دن پر ایک لقمہ نہ تھا اور بھوکی جنکے منہ میں دانہ نہ گیا تھا بادشاہزادہ کے روبرو دعا
دیتی ہوئیں آئیں۔ شاہزادہ نے ایک لاکھ حالی (پچیس ہزار روپیہ) اور چار سو ذرعہ
پارچہ نیمہ نمدا ان کو مرحمت کیا۔ راجہ راجروپ اور سید اسد اللہ کو سپاہ کے ساتھ قندز
میں متعین کیا اور قلعہ کی ضروری چیزوں کے لیے دو لاکھ روپیہ راجہ کو دیئے۔ یکم جمادی الاول
کو لشکر بلخ کو روانہ کیا اسی تاریخ میں وہ نامہ جو شاہ جہاں نے نذر محمد خاں کو بطریق پند و
نصائح و اثبات تقصیرات لکھا تھا بادشاہزادہ پاس قندز میں آیا بادشاہ نے بادشاہزادہ
کو لکھا تھا کہ اسکے مضمون پر مطلع ہو کر نذر محمد خاں پاس وہ بھجوا دے۔ اول تقصیر جو
نذر محمد خاں سے ہوئی تھی یہ تھی کہ جنت مکانی کے ایام شورش میں اُس نے سرحد کابل
کی ملک مال و رعایا میں خرابی کی اور انپر تعدی و بیرحمی کی وہ صفحہ روزگار پر دور آخر
تک قائم رہیگی پھر جب خواب غفلت سے وہ ہوش میں آیا تو اُس نے عذر آمیز رسل و رسائل
کے ارسال سے عفو جرائم کی التماس کی مگر دل میں کچھ اور تھا اور زبان پر کچھ اور۔ باوجودیکہ
بندگی و خجالت کا اظہار اور اطاعت کا ادعا کیا مگر بادشاہ نے اس کو جس کام کرتے
کو کہا اسمیں صریح اغماض کیا چنانچہ وقاص حاجی کے باب میں بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ وہ پناہ
ہماری درگاہ میں لایا ہے اور بندہائے بادشاہی کے جرگہ میں داخل ہوا ہے اسکے فرزندوں
اور ناموس کو بلا آفت جانی و مالی کے حضور میں روانہ کرو۔ مگر اس نے برخلاف اسکے عمل کیا اور
اسکے عیال کو ایسا تنگ کیا کہ منکوحہ اسکی مع دختر کے زہر کھا کر مر گئی اس خبر کو سُنکر وقاص
حاجی بیمار ہوا۔ اور غم و غصہ کے مارے مر گیا۔ خردمندوں اور گمراہوں کے طریقوں میں یہ
تفاوت ہوتا ہے کہ جن ایام میں کہ میر خلیل اللہ مع اپنے بیٹے میر میران کے شاہ عباس سے
آزردہ ہو کر بطریق فرار کے جنت مکانی (جہانگیر) کے پاس آیا ہے اور اپنے
پوتوں اصالت خاں اور خلیل خاں کو خرد سالی کے سبب اپنے ساتھ اس

پریشان روزگاری میں نہیں لاسکا تو جنت مکانی نے شاہ عباس کو لکھا کہ ان کو بھیجدے
اس نے سرانجام ضروری کے ساتھ باعزاز تمام ان کو بھیجدیا جس سے محبت بڑھ گئی
ایسے ہی علی مردان خاں جو بادشاہ پاس آگیا تھا اسکا بڑا بیٹا محمد علی شاہ ایران پاس
بطور یرغمال کے تھا۔ بادشاہ نے اس کو بلایا تو بلا توقف شاہ ایران نے بھیجدیا
ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا + باوجود ان تقصیرات کے بادشاہ کے
دل میں آیا کہ اگر وہ ہماری جناب میں رجوع کرے تو اسکی اعانت میں کوشش کرے
اسپر ظالموں اور شریک دلتوں کے ہاتھ کو کوتاہ کریں اور بدخشاں کی محافظت کے لئے
شائستہ افواج بھیجدیں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ اگر وہ ہماری عنایات سابق و لاحق پر
خیال کرکے ہماری درگاہ کی طرف رجوع کرے تو اس کو زیادہ ندامت نہ ہوگی
اس کا ملک اس کے پاس رہیگا۔ امیر الامرا نے یہ نامہ اسحاق بیگ بخشی کابل کے
ساتھ نذر محمد خاں پاس روانہ کیا اس کا مضمون یہ تھا کہ دار السلطنت لاہور میں تمہارے
جو نذر بے کے ہاتھ تم نے بھیجا تھا ہماری نظر سے گذرا وہ مطلب سے خالی تھا اسمیں
اپنا واقعی حال نہیں لکھا تھا نامہ کا لکھنا یگانگی تھی اور اسکی بنا اتفاق پر تھی مگر اس زمانہ
حقائق و اوضاع و اطوار کو اور ناسپاس حق ناشناس فرقہ کی بے راہی کا نہ لکھنا بیجا
اور اسکی بنا عدم وفاق پر تھی حالانکہ آجکل مصادقت کا وقت ہے نہ مجانبت کا۔ بہرکیف
یہ تحقیق ہوا کہ اوزبکوں اور الغانوں نے بغاوت کی ہے اور تمہارے ساتھ بے ادبی
ہے اور تمہارا عمل ایسا تنگ کیا کہ سوائے قلعہ بلخ کے کوئی اور مملکت تمہارے
نہیں چھوڑی ہے اور یہاں ضعیفوں اور مسکینوں کو پامال کیا ہے اور ان کے
برباد کیا ہے امن امان کا نشان تک نہیں رکھا ہے سادات اور اہلبیت کو قتل
اس سبب سے کیا جانبین کی مروت و محبت کے سبب سے اور کیا
دین اور مسلمین کے حال ترحم کی وجہ سے کیا خدا کی اس نعمت کے

لحاظ سے کہ اس نے ہم کو مزید مکنت و شوکت سے امتیاز بخشا ہے دار السلطنت لاہور سے
کابل میں ۲ ربیع الثانی ۱۰۵۶ھ کو ہم آئے اور اپنے بیٹے مراد بخش کو بہت لشکر و سامان
دیکر بدخشاں کی طرف روانہ کیا کہ جہاں وہ سرکش جماعت کو پائے سزا دے اور نہیں تو
آگے بڑھکر فساد کیش جماعت کی تنبیہ اور تباہ اندیش طبقہ کی تادیب کرے خواہ وہ بلخ
بدخشاں کے الغان یا اور کافر نعمت ہوں اُنھوں نے تم مہین پور و دودمان چنگیزی پر
حملہ کیا ہے کلہاڑی اپنے پانوں میں آپ ماری ہے اور اپنے مذہب سے برگشتہ ہو گئے ہیں
جس طرح امداد شاہزادہ سے طلب کروگے وہ اُسکے انجام دینے میں قیام کریگا ہم نے تم کو
دوست سمجھکر یہ خط لکھا ہے اور شاہزادہ سے کہدیا ہے کہ وہ آپ کے حکم کے بموجب کارگذار
ہو جب ہم نے شاہزادہ خسرو تمھارے بیٹے پر جو عاجز ہو کر ہمارے پاس آیا اس قدر خاطر و
مدارات کی تو تم اگر اتحاد سے پیش آوگے تو کس قدر عنایت تم پر ہوگی والسلام
شاہزادہ مراد بخش و امیر الامرا علی مردان خاں لشکر کے ساتھ ۲۱ جمادی الاولی
۱۰۵۶ھ کو منزل بمنزل بلخ کی طرف چلے ۲۴ جمادی الاولی کو جگدلک میں آئے
جو جیحوں کے کنارہ پر ہے جگدلک سے جنگل بارہ کروہ ہے اس میں ریگ بومی ہے
آب آبادانی کے ہے۔ ڈیڑھ پہر رات گئے جگدلک سے روانہ ہوئے اور ۲۵ کو
ڈیڑھ پہر دن چڑھے جنگل میں آئے چونکہ سیاہ پہاڑوں اور سنگ لاخوں کو
طے کرتی ہوئی کابل سے چلی آتی تھی اور بعض منزلوں میں بھوکی پیاسی رہی تھی
منزلیں کئی کئی کروہ کی طے کرتی تھی۔ ہر کروہ پانچہزار ذراع کا اور ہزار ذراع ۴۲
انگشت شخص مستوی الخلقت کا ان کڑی منزلوں میں کم بضاعت شکم پرور آدمی مر گئے
تم سے کہ بلخ سے تین منزل ہے۔ بادشاہزادہ نے نامہ مذکور اسحاق بیگ میر بخشی صوبہ
کابل کے ہاتھ نذر محمد خاں پاس بھیجا۔ جب نذر محمد خاں پاس یہ نامہ گیا تو اُس نے
اس نامہ اور نامہ بر دونوں کا احترام کیا اور بہت خوش ہو کر یہ کہا کہ بادشاہ نے

مجھ پر بڑا رحم کیا کہ ان جورسگال ناسپاس حق نشناسوں کے نیچے سے مجھے نکالا تجھ
تازہ زندگانی مل گئی جس وقت شاہزادہ یہاں آئیگا میں تمام بلخ و بدخشاں اس کو حوا
کرکے بادشاہ پاس کابل جاؤنگا اور اس قلعہ و کعبہ کی دستگیری سے بیت اللہ رو
ہونگا۔ نامہ کے جواب کو بادشاہزادہ کی ملاقات پر موقوف رکھا: اور اسحاق کو
پاس شاہزادہ کے آنے تک روک رکھا اسحاق بیگ کو نذر محمد خاں کی حیرانی
اور اوزبکوں کی شوخی اور ملک کی شورش کو دیکھکر یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ کہیں نذر محمد
کو لوگ مار ڈالیں اور اسکے سارے اندوختوں کو غارت کریں اسلیے اُس نے شاہزادہ
کو لکھا کہ ایلغار کرکے یہاں آؤ اسحاق بیگ کے آنے سے پیشتر نذر محمد خاں نے جو
اوزبک کے ساتھ شاہزادہ پاس اس مضمون کی عرضداشت لکھکر بھیجی تھی کہ تمام ملک
دولت میں آپ کو تفویض کرتا ہوں مجھے دو تین روز کی مہلت دیجے کہ میں حج
کے سفر کا سامان درست کرکے شہر باہر آؤں شاہزادہ اور امیر الامرا
نے اس کو قریب جانا مگر جب اسحاق بیگ کا نوشتہ بھی آگیا تو ایک وزیں
کروہ کی منزل طی کرکے بادشاہزادہ نے موضع بلاس پوش کو جو بلخ سے
تھا لشکرگاہ بنایا اسحاق بیگ آیا اُس نے جو کچھ دیکھا وہ سب شاہزادہ سے
مفصل حال عرض کیا۔ بعد نماز مغرب بہرام و سبحان قلی پسران نذر محمد خاں
اعیان بلخ بے اطلاع معسکر میں اصالت خاں کے خیمے کے پاس آئے اور اُسے
اطلاع دی۔ اصالت خاں نے کہا کہ اس طرح آنا نہیں چاہیے تھا اُس نے شاہزادہ
کو اطلاع دی۔ ابھی وہ راہ دراز سے آیا تھا خیمہ میں فرش بھی نہیں بچھا تھا
اس لیے آنے والوں کو کچھ دیر ٹھیرنا پڑا۔ بادشاہزادہ نے اُن کو بلایا
اپنی مسند پر بٹھایا اور اُن سے کہا کہ تم اپنے باپ سے کہدو کہ وہ جس طرح
امداد و اعانت چاہے گا وہ کی جائیگی پھر ان کو خلعت دے کر رخصت کیا

۲۰ جمادی الثانی ۱۰۵۹ھ/۱۶۴۹ء کو شاہزادہ اور علی مردان خاں لشکر کو لیکر کمال شوکت و عظمت سے بلخ میں داخل ہوئے اس سرزمین کے باشندوں نے کبھی ایسا لشکر گراں اس آرائش و نمائش کے ساتھ دیکھنا تہا بلکہ سنا بھی نہ تھا ہاتھیوں پر مخمل زربفت کی جھولیں پڑی ہوئیں اور برستوان و پیراے یسین لگے ہوئے افواج زرہ پہنے ہوئے براق مرصع سونے کے اور گھوڑوں کے ساز زرین و یسین۔ نشان زرنگار اور پیادے تفنگچی نامدار اور بہت سے نقارے و علم اور کثرت سے خیل حشم یہ سب دیکھکر وہ سب دنگ رہ گئے پادشاہزادہ نے رستم خاں کو محمد قاسم میر آتش اور مردم توپخانہ کے ساتھ تعین کیا کہ قلعہ بلخ میں جاکر مداخل و مخارج کا ضبط کرے اور زیردستوں کی حراست کرے اور شہر پر تصرف کرے اور رعایا کے حال پر ملال کی پرداخت کرے جو اوزبکوں کے ظلم سے نہایت شکستہ حال ہورہی ہے۔ شاہزادہ خود دروازہ کے باہر مقیم ہوا۔ دوبارہ اسحاق بیگ کو نذر محمد خاں پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا یا کہ ہماری خاطر صحبت کی نگران ہے جس وقت آپ شہر سے باہر آئیں اطلاع فرمائیں کہ میں استقبال کرکے ملاقات کو آؤں پھر آپ جس منزل میں جائیں فروکش ہوں وہاں میں آؤں اور دوسرے روز آپ کو اپنی منزل میں بلانے کی تکلیف دوں اور ضیافت کروں اور اگر بے تکلف اول روز میری منزل میں آپ تشریف لائیں تو دوسرے روز ہم کو اپنا مہمان بنائیں اگرچہ طرفین میں یہ باتیں ہوئیں جو اوپر لکھی گئیں مگر پادشاہزادہ سے نذر محمد خاں بعض مقربوں نے آنکر عرض کیا کہ اسحاق بیگ نے جو خان کو پیغام دیا تو اثنائے مجلس میں متغیر ہوا اور انقباض خاطر کے سبب سے حضار مجلس کو کھانا کھلایا اور خود نہ کھایا غالباً وہ کبر سن کے سبب سے متوقع تھا کہ پادشاہزادہ مجھے بڑا سمجھکر میرے ہاں بے تکلف مہمان ہوگا غرض اہل حال معلوم نہیں مگر خان ارزدہ ہوگیا اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ یہیں زن و فرزند کو چھوڑا اور اپنے ارادہ کے چھپانے

کے لیے یہ مشہور کیا کہ وہ باغ مراد میں ضیافت کی تیاری کے لیے جاتا ہی خیمہ آگے
روانہ کیا اور مرصع پٹکا جسمیں چند لعل لگے تھے کمر میں باندھا اور اُس کے اوپر زرہ
زرہ پر زرہ پہنی اور کچھ زر و جواہر اور دو بیٹے سبحان قلی و تغلق محمد اور چند اوزبک
اور غلام ساتھ لیے ظہر کے وقت باغ صفا کی طرف چلا اور یہاں سے بھاگ گیا شہر
بلخ کا حصار بہت وسیع تھا اس کا دور ساڑھے پانچ کروہ تھا۔ رستم خاں محمد قاسم
جو یہاں محافظت کے لیے آئے تھے اس کے آٹھوں دروازوں کا انتظام پورا نہ کر
تھا۔ بعض دروازوں پر آدمی متعین کیے تھے اور بعض پر آدمی بھیجے تھے امن ا
کے زمانہ میں خان کی سواری کوئی امتیاز نہ رکھتی تھی۔ اس وقت پریشانی کا ذکر
کیا ہی۔ بادشاہی آدمی اندر اور باہر کے اسکے فرار ہونے پر مطلع نہ ہوئے۔
پیشین کے بعد مقصود بیگ علی کیفیت حال پر مطلع ہوا اور امیر الامرا کو بھیجکر
حقیقت کو عرض کیا اندر باہر اوزبکیہ اور فتنہ پردازوں سے خالی نہ ہوا تھا اسلیے
اور امیر الامرا نے اپنا جانا مصلحت نہ جانا۔ بہادر خاں اور اصالت خاں کو اس
تعاقب میں جلد روانہ کیا اور راجہ بیتھلداس اور تمام راجپوت ہراول میں اس
ورام سنگھ راٹھور راجپوت بے رخصت اس لشکر کے ہمراہ ہوئے اس لشکر کے
میں شاہزادہ اور امیر الامرا ایسے مصروف ہوئے کہ نذر محمد خاں کے اموال کے
کرنے کی فرصت نہ ہوئی رستم خاں و محمد قاسم شاہزادہ کے حکم کے منتظر رہے
اس عرصہ میں اوزبکوں نے نذر محمد خاں کا مال لوٹ لیا۔ بادشاہی آدمیوں کو بار
کے مرصع آلات و طلا آلات و نقرہ آلات قریب ڈھائی ہزار کے گھوڑے اور گھوڑیاں
اونٹ و اونٹنیاں ہاتھ لگیں نذر محمد خاں نے خست و بخل سے اور داد و دہش
اور جسجگہ جسطرح سے مال ہاتھ لگا اسکے لینے سے جسقدر دولت جمع کی تھی اسکی مقدار
نہ معلوم ہوئی وہ اپنے مال کو خود صندوقوں میں رکھتا تھا اور ایک پرچہ میں

تھا دلکھکر ڈال دیتا تھا تاکہ کسی تحویلدار کو اس پر اطلاع نہ ہو اور نہ اس کے دفاتر میں لکھا جائے
تخمینہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس پاس ستر لاکھ روپیہ کا اندوختہ تھا اسمیں سے بارہ لاکھ
روپیہ سرکار شاہی میں آیا اور پندرہ لاکھ روپیہ لٹ گیا کہ وہ قزاقی سے بلخ میں بھاگا
تھا کچھ روپیہ پر عبدالعزیز خاں متصرف ہوا کچھ اوزبکوں اور المانوں اور غارت گروں
نے لوٹا۔ باقی سینتالیس لاکھ روپیہ میں سے اضطرار کے وقت اپنی سپاہ میں کچھ صرف
کیا۔ لشکر شاہی کے داخل ہونے سے دس پندرہ روز پیشتر سے اوزبکیہ والمانیہ قلماق
اور دستان نے جن کے دفع کرنے میں وہ درماندہ تھا اسکے سامنے روپیہ خوب لوٹا تھا اگر
وہ حجروں کے دروازہ پر پہرے بیٹھا تا تو پیچھے کو مل لگا کے چرا کے لیجاتے اور اگر پیچھے کا
انتظام کرتا تو دروازہ توڑ کر لیجاتے پادشاہزادہ اور امیرالامرا نے نذر محمد خاں کے دو
بیٹوں بہرام اور عبدالرحمن اور رستم ولد خسرو کو طلب کر کے تینوں کو لہراسپ خاں و کرشاسفخاں
کے سپرد کیا اور ازواج و بنات و جواری کی محافظت کے لیے معتمد آدمی مقرر کر دیئے
شکراللہ عرب کو شہر کا کوتوال مقرر کیا اور مجلسوں اور بازاروں کا انتظام سپرد
کیا کل ولایت کا حاصل جو پہلے نذر محمد خاں سے تعلق رکھتا تھا اور اب بادشاہ
کے تصرف میں آیا استقبال اور آبادانی ملک کی اور المانوں کی غارت کی
موقوفی اور سال کی موافقت کی صورت میں جمیع وجوہ سے ایک کروڑ شاہی
(پچیس لاکھ روپیہ) کے قریب تھا اسمیں سے بلخ اور اسکے مضافات کا حاصل ساٹھ لاکھ
شاہی (پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب) تھا بدخشاں اور اسکے توابع کا محصول
فصلوں کے اچھے ہونے کی حالت میں بیس لاکھ روپیہ یا کچھ زیادہ تھا مگر جب اس
ملک کو اوزبکوں اور المانوں نے غارت کیا اور خان سراسیمہ بلخ میں آیا اور قلعہ
نشین ہوا تو قلعہ بلخ سے وہ نکل نہ سکتا تھا انتظام کیا کرتا تو رفتہ رفتہ محصول
نصف و چوتھائی رہ گیا۔ ماوراالنہر امام قلی خاں سے متعلق تھا اس کا محصول

اسی قدر تھا مگر ملک کی قسمت کے وقت بڑے بھائی کا حصہ بہ اعتبار وسعت حاصل سے
زیادہ تھا مگر نذر محمد خاں کی پرداخت کے سبب سے بہ کثرت زراعت اور توقیر
سے بلخ و بدخشاں کا حاصل بڑھ گیا تھا اور ماوراء النہر کا محصول وہاں کی فرماں
کے نارسائی اور بے پروائی سے بڑھا نہیں بلکہ گھٹ گیا۔ بادشاہ کے پنجہزاری بجہ
سوار دو اسپہ و سہ اسپہ میں سے ہر ایک پچیس لاکھ روپیہ پاتے ہیں سعد اللہ خاں
و علی مردان خاں کا تو کیا ذکر ہے ان دونوں بھائیوں کے نوکر علوفہ خوار
ہزار سوار تھے۔ بڑے بھائی کے چار ہزار اور چھوٹے بھائی کے تین ہزار جن
سرداروں کی تنخواہ کی تفصیل یہ ہے عبد الرحمن دیوان بیگی اسی ہزار روپیہ
پلنگتوش اتالیق ستر ہزار اتالیق بخارا اسی قدر بلکہ کمتر اور از بی پچاس ہزار
چالیس ہزار اور اور نوکروں کا ذکر بیان کے قابل نہیں دیوان بیگی وزیر کو
وکیل مطلق کو کہتے ہیں ماوراء النہر کو جو توران سے جدا لکھتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ ان
کے درمیان ایک بڑا دریا جیحوں ہے جسکو آمون بھی کہتے ہیں۔ ان معرکوں میں
نے وہ کام کیے جو پہلے کبھی ان سے ظہور میں نہیں آئے تھے جنکی تفصیل یہ ہے
ایک مسلمان بادشاہ کے حکم سے راجپوتوں کا دریا سندھ سے پار اترنا
ان کو منع تھا دوم ایسی بے راہ کوہستانی راہوں پر چلنا جن کا کاٹنا پہاڑ
کاٹنے سے زیادہ مشکل تھا سوم ان راہوں میں مشقت شاقہ ایسی اٹھائی کہ خود
نے ہاتھ میں کوداں اور کندھے پر پھاوڑہ رکھکر کام کیا اور سپہ دل اور دامن
برف کو اٹھاکر ڈھویا چہارم برف و باراں کی شدت کی برداشت کرنا جسکے
لوگ نہ تھے پنجم جنگ جو وحشی خو اوزبکوں سے لڑنا گو راجپوت لڑائیوں میں زیادہ
جاتے مگر وہ اوزبکوں کو شکست دیتے تھے ششم اپنے بچاؤ اور جماؤ کے لیے قلعوں کا بنانا
غرض جو کام کیا وہ مشکل تھا مگر ان مشکلوں کو سہل سمجھنا انہیں دلاور اور بہادر راجپوتوں کا

واقعات سال بستم جلوس ۱۰۵۶ھ / ۱۶۴۶ء

غرہ جمادی الثانیہ کو ۱۰۵۶ھ کو جلوس کا بیسواں سال شروع ہوا۔ ۳۔ کو لشکر شاہی بلخ میں داخل ہوا تھا جمعہ کو اس مسجد میں کہ نذر محمد خاں نے اپنی حویلی کے باہر بنائی تھی شاہجہاں کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا اور اسی تاریخ میں شاہزادہ کی خدمت میں منصور حاجی چغتائیہ قلعہ دار ترمذ کے دو بیٹے محمد بخش و عبداللہ بیگ آئے اور باپ کی عرضداشت لائے جو زمان برداری اور خدمت گذاری پر مبنی تھی وہ شاہزادہ کے روبرو پیش کی شاہزادہ نے اس کے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ خلعت اور نشان اور یہ فرمان بھیجا کہ جب تک یہاں سے کوئی قلعہ دار نہ بھیجا جائے تب تک وہ قلعہ ترمذ کو جو اس طرف آب آمویہ کے ہے حراست کرے بعد ازاں امیر الامرا نے سعادت بن ظفر خاں بن زین خاں کو کلتاش کو اس قلعہ کی حراست کے لئے روانہ کیا اور منصور حاجی کو بلخ میں طلب کیا۔

ترمذ کا بادشاہ کے قبضہ میں آنا

فتح بلخ

پادشاہ کو علی مردان کی عرضداشت کے دوشنبہ دوم کو مژدہ فتح بلخ و بدخشاں سنایا اس خداشناس نے عنایت الٰہی کے سجدات شکر کے آپسیں خوب مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی۔ آٹھ روز جشن رہا۔ ہر روز نیا سامان عیش و طرب تیار ہوا۔ نصیرائے شیرازی نے اس فتح کی یہ تاریخ بطریق تعمیہ کہی۔

والی توران برآر از ملک توراں دانگی ثانی صاحبقراں بنشاں بجایش کن حساب

ملک توران = والی توران = ۳۴۳ اور ۳۴۳ ثانی صاحبقراں = ۱۰۵۶

بہادر خاں و اصالت خاں کی نذر محمد خاں سے لڑائی۔ نذر محمد خاں کا خراسان بھاگنا

پانچویں جمادی الثانیہ کو پادشاہ پاس پادشاہ زادہ مراد بخش کی عرضداشت اور قلعہ بلخ کی کنجیاں آئیں۔

بہادر خاں و اصالت خاں نے مع سادات و افغانوں کے نذر محمد خاں کا تعاقب کیا اور راجپوتوں کی جماعت نے اپنی جلادت ظاہر کرنے کے لئے

ان کی رفاقت کی نذر محمد خاں کے تعاقب میں پر وحشت دشت میں اس کا سراغ لگاتے
ہوئے دوڑتے چلے جاتے تھے ایک دن سترہ اٹھارہ کروہ زمین طے کر کے ایسی جگہ میں آ گئے
کہ اندھیری رات میں راہ بھول گئے۔ یہ سفر دن کے آخر پہر سے دوسرے دن کے
پہر تک ہوتا تھا۔ کہیں ان کو علف اور جو گھوڑوں کے لئے پیدا نہ ہوا اور دوسرے
جتنی راہ گئے اس میں چارہ اور پانی کا نشان نہ پایا۔ گھوڑے تھک گئے سواروں میں
نوردی کی طاقت نہ رہی راجپوت اپنے آنے سے دل میں پشیمان تھے مگر غیرت کے تقاضے
سے اپنے ہمراہیوں سے پیچھے قدم نہیں رکھتے تھے اور بلیہ کے نمودار ہونے سے اور
پھیلنے سے رات دن سونے کھانے کا آرام حرام تھا۔ گرمی کی وہ شدت تھی کہ آسمان سے
آگ برستی تھی: در آب نایاب تھا۔ کمال تکلیف اوٹھا کر تعاقب سے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے
اور بہ ہیئت مجموعی بادیہ نوردی کرتے تھے یہاں تک کہ ایک آباد جگہ غوطی میں پہنچے یہاں
انہوں نے خبر سنی کہ نذر محمد خاں پاس دس ہزار کے قریب اوزبک جمع ہوئے
تھے۔ تمام صحرا نشینوں میں سے اکثر مال و عیال کے لٹ جانے کا ملاحظہ کر کے خان
کے رفیق بنے تھے اب جو انہوں نے ہندوستان کے لشکر کے قریب آنے کی خبر
سنی تو وہ مع اپنے مال و عیال کے قلب غاروں اور پہاڑوں میں گھس گئے
قریب چار ہزار کے دیوان بیگی و اتالیق و ابراہیم بکاول و محمد امین کتابی
کی رفاقت میں خان کی ہمراہ رہ گئے اور فوج شاہی سے لڑنے کو مستعد ہوئے
جب لشکر شاہی نذر محمد خاں کی فوج کے قریب آیا تو اوزبکیہ دفعتہً نمودار ہوئے
اور تیر چھوڑنے لگے پادشاہی لشکر کی طرف سے دارگیر کی صدا بلند ہوئی
اور بان و تفنگ چھوڑنے شروع کئے آتش فشاں بانوں اور جان ستاں
توپوں نے فوج اوزبکیہ میں تزلزل پیدا کر دیا طرفین سے ایک جماعت کشتہ
ہوئی۔ نذر محمد خاں کو ہزیمت ہوئی جو اوزبک گریز میں تیر مارنے کے

بازگشت کی جرأت کرتے تھے وہ قتل و اسیر ہوتے تھے بہت سے کشتہ ہوئے جو زندہ رہے انہوں نے ترک رفاقت کی اس بیکسی کی حالت میں سب ایک ہزار آدمی نذر محمد خاں کے رفیق رہے ان کے ساتھ وہ اندجان کی طرف چلا۔ بعض مفسدہ پیشوں واقعہ طلب نے اس آشوب کے وقت میں سبحان قلی خاں کو نذر محمد خاں سے جدا کیا، اور اس کو اپنے ساتھ لیکر بخارا کی طرف بھاگے۔ فوج شاہی نے آخر روز تک تعاقب کیا۔ رات کو شرغان میں آرام کیا گھوڑے اور اونٹ اور بہت سا مفشہ جمع کئے جن کو اوزبک لوٹ کر ساتھ لے گئے تھے اور جن کو راہوں میں بہ سبب تنگ ہونے کے پھینکتے جاتے تھے اس رات کو فوج شاہی خوب دودھ پی کر گوشت کھا کر لمبی تان کر سوئی آگے جانے کی قوت اپنے میں نہیں دیکھی حقیقت حال کو شاہزادہ سے عرض کیا اس نے حکم مراجعت بھیجدیا چونکہ پادشاہزادہ نے خلیل اللہ خاں کو بھی افواج گراں کے ساتھ کل سپاہ سابق و حال کی سرداری دے کر نذر محمد خاں کے تعاقب میں بھیجا تھا شاہزادہ نے نذر محمد خاں کی ہزیمت پانے کی اور فوج سابق کی معاودت کی خبر سنی وہ علی مردان خاں کے تسلط اور زیادہ اختیار سے اور اس ملک کی وضع و آب و ہوا کے ناخوش آنے سے اور بعض ہواخواہوں کی رہنمونی سے اس ولایت کے رہنے سے دل برداشتہ ہوا خلیل اللہ خاں کو مراجعت کا حکم بھیجا اور بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ غلام امیدوار ہے کہ اس ملک نو مفتوح اور فوج میں کوئی اور سردار مقرر ہو اور بندہ کو حضور طلب فرمائیں اس عرض سے پادشاہ کی خاطر گراں ہوئی جواب میں فرمان صادر کیا کہ ہم نے فتح سے پہلے زبان سے کہا تھا کہ جب خدا تعالےٰ کی عنایت سے ملک بلخ و بدخشاں تسخیر ہوگا تو ہم اس نور چشم کو عنایت کرینگے اب ایزد متعال کی عنایت سے میرے خاندان کی آرزوئے دیرینہ بر آئی۔ ابھی تک

قلعہ جات کا نسق و ویران شدہ ملک کا انتظام اور دل شکستہ رعایا کی تسلی
حکام کا تعین اور تھانہ بندی کا اہتمام صورت پذیر نہیں ہوا یہ تمہارا ارادہ سب
شدہ رعایا اور سپاہ اور تمام یہاں کے رہنے والوں کی دل شکنی کا سبب ہوگا
خصوصاً اخلاص شعار چغتائیوں کا کہ وہ مدتوں سے خدا سے دعا مانگتے تھے کہ
آرزو ان کی پوری ہو وہ نہایت ملول خاطر ہونگے صلاح دولت اس میں ہے
کچھ مدت تک عیش و عشرت کے ساتھ اس جگہ فرماں روائی کرو باوجود اس
جواب عنایت آمیز عتاب اثر کے پادشاہزادہ یہاں رہنے پر راضی نہ ہوا
مکرر استعفا لکھا بلکہ استعفا کے جواب آنے سے پہلے خلیل اللہ خاں کو
کیا اور پیش خیمہ باہر لگانے کا حکم دیا اس نافرمانی سے پادشاہ کو نہایت
خاطر ہوئی پادشاہزادہ کے منصب اور جاگیر کو بدل دیا اور ملتان کا صوبہ دیا۔
پادشاہ بلخ کی شوریدہ احوال کی اصلاح کے لئے چاہتا تھا کہ کسی ایسے
و معتبر مزاج شناس کارداں کو بھیجے جس کی گفتار و کردار کا سب کو اعتبار ہو جس
رضا سے امید جس کی شکایت سے خوف ہو اس لئے مدار المہام علامی سعد اللہ خاں
بلخ بھیجا حکم دیا کہ بہت جلد وہاں پہنچے اگر ہو سکے تو پادشاہزادہ کو پیغام نصیحت
سے معقول کر کے خطاب سے باز رہے اور اگر جانے کہ وہ کچھ نہیں سنتا تو اس سے
ملاقات نہ کرے اور امراء کو بھی اس کی ملاقات سے منع کر دے صوبہ بلخ کی حکومت
بہادر خاں اور اصالت خاں کو سپرد کرے بہادر خاں اہل تمرد اور قزاق
استیصال کرے اس میں حمیت ہے اور وجاہت دار سر دار ہے اور
سپاہ کا کام اور خزانہ کی داد و ستد اور اس دیار کے باشندوں
کی پرداخت اصالت خاں کو سپرد کرے جو مزاج آشنائی و فہمید
حسن سلوک سے موصوف ہے تاکہ امور ملک داری کی امضا جو کچھ کرتا ہے

بادشاہ کی رہنمونی سے باہم موافقت و موافقت کے ساتھ سرانجام دیں۔ اگر نجابت خاں
یا میرزا شاہرخ جس کے باپ دادا حکومت بدخشاں پر سرافراز رہے ہیں اگر اس ملک
کی صوبہ داری کو عنایت عظیمہ سمجھے اور بہت آرزو سے قبول کرے تو یہ خدمت اسکو تفویض
کرے اور اگر وہ پست فطرتی اور بیدلی سے اپنے باپ دادا کی جانشینی کی قابلیت نہ رکھے تو
سادگی کرے قلیچ خاں کو سپاہ کے ساتھ جتنی درکار ہو وہاں بھیجدے کہ وہ بدخشاں اور
اس کے توابع کا انتظام کرے رستم خاں کو جمعیت شائستہ کے ساتھ اندخود اور اسکے مضافات
کے لئے معین کرے اور توابع بلخ کے ہر قلعہ و محال کے لئے بہادر خاں و اصالت خاں
کو جواب دیدے اور حدود بدخشاں کے قلعوں و مواضع کے لئے وہاں کے
صوبہ دار سے اتفاق کرکے ایک معتمد کو مقرر کرے اور اس کے پاس جسقدر منصب دار
واحدی و برق انداز و پیادہ تفنگچی مناسب جانے بھیجدے اور لعل بدخشاں کی
کان کا مہتمم بھی کوئی جد کار دیانت دار امانت گذار بھیجدے اور اس دیار
کے باشندوں کے احوال پر توجہ کرے اور اس ولایت کی جمع و حاصل کی تحقیق
کرے اور جہاں جمع پیشین میں سنگینی ہو اس کی تخفیف کرے اور لشکر شاہی سے
جو بزرگروں و باغبانوں و فالیز بانوں کا زراعات و باغوں و فالیزوں
میں نقصان ہوا ہو اس کی عوض میں زر نقد خزانہ عامرہ سے دے دے
منصب داران نقدی کو سہ ماہی پیشگی اور منصب داران جاگیردار کو انکی
جمعیت کے اندازہ کے موافق جس قدر مناسب جانے خزانہ عامرہ سے مساعدت
کے طور پر تنخواہ دیدے اور بعض بندگان جاگیر پژوہ کو بطور دستوری جو
حضور نے قرار دی ہے امکنہ مقبوضہ سے تیول تنخواہ میں دیدے۔ بہرام و عبدالرحمن
پسران نذر محمد خاں کو اور رستم و لد خسرو کو جو بلخ میں ہیں اور تمام اس کے درونی
و بیرونی وابستوں کو راجہ بیتھلداس اور خلیل اللہ خاں و لہراسپ خاں کو

جنکی حوالہ مراد بخش نے ان کو کیا ہے اور مہیس داس راٹھور کو ہمارے پاس بھیجدے اور
نذر محمد خاں کے گھوڑوں اور آدمیوں میں جنکو ہمارے لایق جانے بدقعات ارسال کرے
اور شکاری جانور شنقار و طریغوں وغیرہ کا اہتمام کرکے مرزا نوذ صفوی خوش بیگی کو حوالہ
کرے۔ بلخ کے حصار بیرونی اور قلعہ اندرونی کی مرمت و استواری کے لئے جس قد
بیلداروں اور عملہ کی ضرورت ہو اُس قدر نوکر اجورہ دار کریں ان کو تاکید کے ساتھ لکھ
میں لگائے خواجوں و علماء و مشاہیر بلخ میں سے جنکو سزاوار حضور جانے اور خان کے ہمرا
میں جو ہماری طرف رجوع لائے ہوں یا ہاتھ لگے ہوں انکو بھیجدے اور بندہائے شاہی
میں سے سوائے انکے جن کی طلب میں فرمان صادر ہوچکا ہے جو کوئی ہمارے پاس آنیکی خواہش
کرے اس کو بیم و امید دلاکے اور وعدہ وعید کرکے اس ارادہ سے باز رکھے
جو نوکر اس اپنی آرزو کو نہ چھوڑے یا جس خدمت پر اس صوبہ میں مقرر ہو اس کو
قبول نہ کرے تو اس کو تغیر منصب و جاگیر سے تنبیہ کرے اور جس کسی کی خدمت گزاری
اور اخلاص مندی و جاں سپاری اس پر ظاہر ہو اس کے اضافہ منصب اور
سوا اس کے التماس کرے وہاں کے سکہ خانے میں خوانین توران نے
ملا دیا ہے اس کو دار الضرب بلخ میں گلا کر جس قدر اس میں تانبا ملا ہو جانچ
بڑھاکر اس کو چوتھائی روپیے کی برابر مقرر کردے اور اس پر ہمارے نام کا سکہ
لگائے چونکہ مدت سے اوزبک اور قزلباش میں تخالف مذہب کے سبب سے
عداوت ایسی بڑھ گئی ہے کہ کسی وجہ سے موافقت و مواالفت کی صورت نہ ہو
اس لئے صوبہ بلخ کا انتظام امیر الامرا علی مردان خاں کو گو وہ اہلست
جماعت کے زمرہ میں آگیا ہے سپرد کرنا مناسب نہ جانا۔ شاہزادہ اور بعض
اور امرا کی بے موقع حرکت سے ایک جماعت کثیر طوائف الملوکی آب حیوان
سے اُترکر بدخشاں کی بعض حدود و محال میں شورش و فساد مچاتے تھے

جن کا حال آگے آئیگا امیر الامرا کو حکم ہوا کہ جب سعد اللہ خاں بدخشاں میں پہنچے تو امیر الامرا قندز میں جاے اور گروہ مذکور کی تنبیہ کرکے آب جیحوں سے پار اُتار دے ناظم بدخشاں کو اپنی مہمات کی سربراہی کے لئے بلخ میں توقف ہوگا اس کے پہنچے تک امیر الامرا قندز میں رہے اور جب صوبہ اربدخشاں میں آجائے تو وہ کابل کو جائے جس کا وہ ناظم ہے غرض بادشاہ نے یہ ساری باتیں سعد اللہ خاں کو سمجھا کر ۲۶ جمادی الثانیہ کو رخصت کیا اور سید فیروز کو حکم ہوا کہ پچیس لاکھ روپیہ کا خزانہ علوفہ سپاہ اور اور مصالح کے لئے پنجشیر کی راہ سے بلخ پہنچا کر چلا آئے۔ سعد اللہ خاں خنجان کی راہ سے گیارہ روز میں دوڑا۔ آٹھویں رجب کو بلخ میں پہنچا۔ شاہزادہ کو سمجھایا کہ وہ اپنے معاودت کے عزم کو فسخ کرے جس سے قبلۂ دین و دنیا کی ناراضی نہ ہو اور اور نصیحتیں کیں مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو اُس نے تمام بندہاے پادشاہی کو منع کر دیا کہ شاہزادہ کے گھر نہ جائیں۔ بہادر خاں اور اصالت خاں کو بلخ کی صوبہ داری تسلیم کی اور اُن کے اتفاق سے مہمات کا انجام دینا شروع کیا تھانہ دار اور قلعوں کے قلعہ دار مقرر کئے نجابت خاں نے بدخشاں کی صوبہ داری نہیں قبول کی قلیچ خاں کو وہ سپرد ہوئی۔ غرض تمام مقامات قلعوں اور تھانوں میں امرا مقرر ہوگئے اور سپاہ جو ان کے لئے مناسب تھی مقرر ہوئی سعد اللہ خاں نے نہ رات کو جانا نہ دن کو دن۔ بائیس روز میں پادشاہ کے تمام احکام کی تعمیل کر دی اور سارا انتظام کر دیا۔

پادشاہزادہ نے قندز میں راجروپ کو مقرر کیا تھا اس راجہ پر اوزبکوں کی ایک جماعت نے جن کو الامانی کہتے تھے آب آموں سے عبور کرنے کے لئے ہجوم کیا یہ دریا ہی اس راہ کا سد راہ تھا ان کے مقابلہ میں راجہ نے تردد نمایاں کیا بہت آدمی کام آئے اور طرفین سے مکرر غالب و مغلوب ہونے

بدخشاں کے واقعات

اور سخت محاربے ہوئے ہر بار اوزبکوں کو شکست ہوئی امیر الامرا کے پہنچنے تک بموجب حکم کے راجہ خود آیا اس گروہ کی تادیب میں مصروف رہا اور کارزار طلبے رستمانہ راجہ سے ظہور میں آئیں کولاب میں بھی شاہجہاں صاحب قران ثانی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

جب شاہزادہ مراد بخش کے حکم سے بہادر خاں اصالت خاں نے اندخود (اندجو) سے مراجعت کی تو حوالی اندخود میں المانیوں نے تاخت کی۔ خواجہ کمال ارباب اندخود سے جو پادشاہ کا دولت خواہ تھا حصار سے انکی مدافعت کیلئے نکلا اور شہید ہوا۔ رستم خاں اس طرف روانہ ہوا اور پل خطب سے عبور کیا تو اس نے سنا کہ پانچ گروہ پر بہت المانی جمع ہیں انکی تنبیہ کے لئے اس نے محمد قاسم داروغہ توپخانہ کو دو ہزار تفنگچیوں کے ساتھ بطور ہراول کے بھیجا کہ اس درمیان میں خسرو بیگ ترکمن توشی بیگی نذر محمد خاں کا آدمی آیا اور اسنے اس کی طرف سے یہ ظاہر کیا کہ ایک جماعت المانیوں کی ان حدود کے ادیماقات پر تاخت کر کے مال اور مواشی لوٹ کر لیگئی ہے اور چاہتی ہے کہ میرے یورت پر حملہ کرے۔ پادشاہ کی خدمت گذاری کے سوا اور کوئی خیال مجھے نہیں ہے امیدوار ہوں کہ کومک کر کے ان شریروں کے شر سے مجھے رستگاری دی جائے۔ رستم خاں خود خاں سے ملنے گیا۔ المانیوں نے قیدیوں اور اموال کو ایک رباط کے حوالی میں جو یہاں تھی جمع کیا تھا۔ لشکر شاہی نے لڑکر ان کو بھگا دیا اور جو اسپ و شتر و گاؤ و گوسفند وغیرہ لوٹ کرلے گئے تھے وہ سب چھین لئے اور جنکا مال لٹا تھا انہوں نے اپنا مال پہچان کر لے لیا۔ شیر غان کی حدود میں جو المان جمع ہوئے تھے وہ بھی غارت ہوئے خسرو بیگ نے اس دن پہلوانہ کام کیا کہ پادشاہ کی اطاعت میں آکر مع اپنے قبیلہ کے رستم خاں کی ہمراہ اندخود میں آیا۔ خسرو کا حال یہ ہے کہ وہ پانچ چھ برس کی عمر میں قید ہوا تھا۔ نذر محمد خاں نے اسکو خرید کر تربیت کیا اس کے حسن صوری و معنوی کے سبب سے نذر محمد خاں کو اس سے علاقہ محبت پیدا ہوا جب اس نے آدرگنج کو فتح کیا۔ جس میں ایماق ترکمن رہتی تھی تو اسے

اندخود کے وقائع

تو اُس نے خسرو کو پہچان کر کہا کہ یہ ہمارے قبیلہ سے ہے اور اس کا باپ ہمارے قوم میں معتبر تھا اس لئے خان نے اُس کو اویماق ترکمن کا سردار کرایا۔ اب رستم خاں کی سفارش سے بادشاہ نے منصب ہزاری ذات و پانصد پر سرافراز کیا راجہ ویی سنگھ اور المانیوں کی لڑائی ہوئی۔ المانی لشکر شاہی کی ایک قطار اونٹوں کی چھین کر لے گئی تھی اس کو راجہ نے خلاص کیا۔ راجہ کو ان کے پندرہ سو سواروں نے گھیر لیا۔ راجہ کے کئی قریب کے رشتہ دار مارے گئے۔ راجہ اور اس کے رجپوتوں نے بہادرانہ عزم مرنے کا کر لیا تھا کہ محمد قاسم کا لشکر انکی مدد کو آگیا اور انہوں نے المانیوں کو مار کر بھگا دیا۔

بادشاہ کو معلوم ہوا کہ نذر محمد خاں ایران کو گیا ہے تو میر عزیز کوکہ پہلے بھی نذر محمد خاں پاس سفیر بن کر گیا تھا واپس روانہ کیا اور علامی سعد اللہ خاں سے ایک نامہ خان کے نام لکھا کر اس کو دیا جس کا حاصل مضمون یہ تھا۔

بعد القاب و آداب گذارش مطلب یہ تھا کہ جب شاہزادہ مراد نواحی بلخ میں گیا تھا تو تم نے اس کے استقبال کے لئے بیٹوں کو بھیجا اور جب شہزادہ کنار بلخ پر آیا تو اُس نے عنفوان جوانی کے سبب سے ریش سفیدوں کے ساتھ بعض ناہنجار ادائیں کیں۔ باوجودیکہ تم قلعہ میں تھے اُس نے رستم خاں کو بھیجدیا۔ اور تم کو مجبور کیا کہ شیر خان کی طرف چلو۔ خداوندان قدر کی قدر صاحب قدر اور اہل فضل کے فضل کو اصحاب فضل جانتے ہیں مگر تم کو چاہئے تھا کہ میرے پاس آتے جس میں تمہاری بہبود کار ہوتی لیکن تدبیر پر تقدیر تقدیم رکھتی ہے ابھی تمہاری قسمت میں مشقت اُٹھانی باقی تھی بہر تقدیر ہم اپنے مافی الضمیر کو تم پر ظاہر کرتے ہیں کہ اس دیار میں لشکر بھیجنے سے ہمارا ارادہ سوا اس کے کچھ اور نہ تھا کہ فتنہ جو اوزبکوں اور زشت خو المانیوں کی تنبیہ کریں جن کے رویہ ناہنجار و جور و خون خواری و ظلم و بیدادی سے سب طرف خلقت الامان مانگتی ہے

میر عزیز کا ایران میں نذر محمد خاں پاس بھیجنا۔

اور بعد اس تنبیہ کے تم کو باوجود تقصیرات کے اس ملک پر بحال رکھیں اور تمہاری مدد اور اعانت کے لئے ایک فوج بدخشاں میں رکھیں اور اس کے بعد ہم اپنے پائے تخت کو مراجعت کریں مگر تم ہوش عقل باختہ ایسے ہوئے کہ محض وہم سے اور بدخواہوں کی رہنمونی سے اس سمت کو روانہ ہوئے اور فرزند و عیال و ناموس کو یہاں چھوڑ گئے اگر تم اپنے معتمدوں میں سے کسی کو بھیجو تو حجلہ نشینوں کو بہ احتیاط سرانجام راہ کرکے روانہ کروں اور نہیں تو انکی وجہ معاش ہر یک کے لایق میں مقرر کروں اور اپنے پاس رکھوں۔ میر عزیز اس نامہ کو لے کر فراہ کی راہ سے عراق کی سرحد میں داخل ہوا اس نے سُنا کہ نذر محمد خاں صفاہان کو چلا گیا جان نثار خاں پادشاہ کی طرف سے ایلچی شاہ ایران کے پاس جاتا تھا اس کے ساتھ میر عزیز مکتوب سمیت پہنچا یہاں اسکو خبر لگی کہ نذر محمد خاں سوء مزاجی کے سبب سے پھر خراسان کو فراہ کی راہ سے گیا۔ میر عزیز نے چاہا کہ مراجعت کرے۔ شاہ عباس نے اطلاع پاکر منع کیا کہ اغلب یہ ہے کہ نذر محمد خاں بہ سبب جنون اور آشفتہ دماغی کے جو اس کے حال میں بڑھ گئی ہیں اس کے ساتھ معقول سلوک نہ کرے بہتر ہے کہ وہ جان نثار خاں کے پہنچنے تک توقف کرے اور اپنی پادشاہ کو حقیقت لکھ بھیجے اور موافق حکم کے عمل کرے جب پادشاہ پاس میر عزیز کا عریضہ پہنچا تو شاہ ایران کی مصلحت کو اس نے پسند کیا میر عزیز کو مراجعت کے لئے حکم صادر فرمایا

پادشاہ نے پچیس لاکھ روپیہ قلعہ دار غور پاس روانہ کیا کہ وہ پہلے پچیس لاکھ روپیوں کے ساتھ اس روپیہ کو بھی سپاہ میں پہنچا دے۔ پادشاہزادہ محمد مراد بخش کابل میں داخل ہوا اور ملازمت سے ممنوع ہوا۔ حکم ہوا کہ پادشاہ کی فوج کے بعد وہ پشاور میں جاکر اقامت کرے خلیل اللہ خاں اور بندہائے پادشاہی نذر محمد خاں کے متعلقین کو حضور میں لائے دوسرے روز بہرام و عبدالرحمن دو نو بیٹے اور سہ پسر خسرو شرف باب ملازمت ہوئے بہرام کو خلعت و منصب پنج ہزاری

پادشاہ کا حال

ہزار سوار کا مرحمت ہوا عبدالرحمٰن اور رستم کم عمر تھے ان میں سے ہر ایک کا سو روپیہ یومیہ مقرر ہوا اور تربیت کے واسطے داراشکوہ کے سپرد ہوئے نذر محمد خاں کی زوجہ و دختر کو بیگم صاحب نے اپنے پاس بلا لیا اور بہت دلاسا دیا اور خلعت و زیور عطا کیا ہر ایک کے واسطے مکان و یومیہ مقرر کیا اور فرمایا کہ نذر محمد خاں جہاں ہوگا وہاں پہنچائے جائینگے۔ پادشاہزادہ شجاع کو بنگالہ سے اور محمد اورنگ زیب کو احمد آباد سے بلانے کا فرمان لکھا گیا۔ صوبہ گجرات میں شائستہ خاں مقرر ہوا اور صوبہ بہار کا صوبہ بنگالہ ضمیمہ ہو کر اعتماد خاں صوبہ دار بہار کو سپرد ہوا۔ شائستہ خاں کی جگہ صوبہ مالوہ میں شہ نواز خاں مقرر ہوا اور اسکی جگہ جونپور میں مرزا حسن صفوی و سعد اللہ خاں بلخ سے یلغار کر کے پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ ایک ہزار سوار کا اضافہ ہوا وہ شش ہزار پنج ہزار سوار ہوا۔ نیم شعبان ۱۰۵۶ھ کو دارالملک کابل سے دارالسلطنت لاہور کو پادشاہ روانہ ہوا نذر محمد خاں کے بیٹوں و متوسلوں کو پہلے روانہ کیا اور سعد اللہ خاں کو فرمایا کہ ایک نامہ اتحاد جس میں فتح بلخ و بدخشاں کا ذکر ہو شاہ عباس کو لکھے نذر محمد خاں کے مال منقولہ میں سے اکثر چیزیں کم بہا تھیں ان میں سے ولایت تازہ مفتوح کی نشان کے شگون کے لئے پادشاہ نے سب سے بہتر چیزیں شاہ ایران کے لئے یہ انتخاب کیں شمشیر مرصع مع پرتلہ گراں بہا اور خنجر مرصع۔ نامہ اور یہ تحائف ارسلان بیگ کے ساتھ ایران روانہ کئے اور اس نامہ کے چند فقرے ترجمہ کئے جاتے ہیں ان دنوں میں ہم نے سنا کہ بلخ و بدخشاں میں فرقہ اوزبکیہ نے سر اوٹھایا اور اودہم مچایا ہے روز معاد کی باز پرس اور سطوت رب العباد سے چشم پوشی کی ہے اور دست باطل پرست کو آستین جور و جفا سے باہر نکالا ہے اول اپنے والی کے انقیاد کے جادہ سے باہر قدم رکھا ہے اور اس کا ناک میں دم کیا ہے اور بہت ناہنجار اوائیں اور دور از کار بے اعتدالی کرتے ہیں اور وہاں کے ضعفاء و غربا کو ستاتے ہیں اور مسلمانوں کی عرض و ناموس کو خاک میں ملاتے ہیں امن و امان بالکل

معدوم ہوگیا اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ سادات کی ایک جمع کثیر کو قتل کیا اور ون کا ذکر تک
ہے باقتضاء حمیت دین مبین وحمایت ملت متین وترحم بحال مسلمین وزکاتہ نصاب مکنت وشکر
نعمت قدرت کہ ایزد بے ہمال نے تفضل کامل ولطف شامل سے ہم کو ارزانی کئے ہیں اور مظلوموں
کی دادرسی اور ستم رسیدوں کی فریادرسی ہمارے ذمہ فرض کی ہے ۱۸۔ صفر سنہ ۱۹ جلوس کو اجمیر
سے کابل کو ہم روانہ ہوئے اور آواخر ربیع الثانی میں کابل میں آگئے۔ یہاں سے ایک
لشکر گراں وتوپخانہ سنگین وخزانہ وافر بسرداری فرزند محمد مراد بخش تعین فرمایا باوجودیکہ راہ
میں نشیب وفراز پہاڑوں کے بیناک درے اور بہت سے گریوے ومغاک دشوار گذار تھے
اور گذر طول میں برف اس مرتبہ تھی کہ نظر تند بھی اس کے عبور میں کندی کرتی تھی۔ مگر
چابک دست بیلداروں نے اور چست چالاک کلنداروں نے راہوں کو برف سے
صاف کیا اور بہادروں نے جو مذیوحقیقی وخداوند مجازی کی راہ میں جانبازی
کو حصول سعادت نشائین جانتے ہیں اور معرکۂ رزم کو اپنے دل نعمت
کی تقدیم خدمت کے لئے محفل بزم سمجھتے ہیں اس راہ کو طے کیا اور جمدہر وخنجر سے
برف کو کندہ کیا اور ہاتھ ودامن وسپر میں اس کو اٹھایا اور ولایت بدخشاں
میں داخل ہوئے خسرو خلف نذر محمد خاں نے اس درگاہ میں التجا کی آج وہ
ہماری عنایات وخصوصیات سے کامیاب ہے اور لشکر نے قلعہ قندز کو جو
حاکم نشین تھا وقلعہ کھمرد کو سرسواری مفتوح کیا اور قلعہ زاروں کو اسیر اور تخت
مذکور کے اور بقاع وقلاع پر تصرف کیا اور شاہزادہ بدخشاں کو فتح کرکے
کی طرف متوجہ ہوا اور بکیہ ہمارے لشکر کی تاب نہ لاسکے آب آموں کے
اس طرف فرار ہوگئے نذر محمد خاں جو نہ یارائے ستیز رکھتا تھا نہ متحصن کی طاقت
اس وقت کہ شاہزادہ نواحی بلخ میں آیا تو اپنے بیٹوں کو استقبال کے لئے
بھیجا اور درخواست حرمین شریفین جانے کی کی شاہزادہ نے پسند نہ

سلوک کیا اور اس کی دلدہی و دلداری میں کوشش کی اور ان کو باپ پاس بھیجدیا مگر جب دوسرے روز حوالی بلخ میں لشکر آیا تو خان و ہم کے غلبہ اور توہمات بیجا سے تمام عیال و اطفال اور مال و منال اور مدت العمر کے اندوختہ کو چھوڑ کر سبحان قلی و قتلق سلطان بیٹوں کو جو حاضر تھے ہمراہ لیکر اور غیر حاضروں کو چھوڑ کر بے اطلاع سراسیمہ وار چند آدمیوں کے ساتھ بلخ سے نکل کر آپ کے آستانہ کی طرف روانہ ہوا ظاہر تھا کہ جیسے ہم نے اسکے بڑے بھائی کو اعزاز کے ساتھ حرمین کو روانہ کیا تھا ایسی ہی ہم خان مشقت دیدہ تعب کشیدہ کو بھی اگر ہمارے پاس آتا تو احترام کے ساتھ طواف مکہ معظمہ کی اجازت دیتے۔ خدا کا ہزار شکر ہے کہ اس نیازمند کی تدابیر اپنی تقدیرات سے موافق ہوتی ہیں اللہ تعالےٰ نے جیسی یہ فتح نمایاں کہ کارنامہ پادشاہان روزگار ہے اس نیازمند کو مبارک کی ہیں سمرقند و بخارا کی فتح بھی نصیب کرے آمین یارب العالمین۔

ارسلان بیگ کو روانہ کرکے پادشاہ کوچ بکوچ لاہور کو آیا دس لاکھ روپیہ خورمند کو روانہ کیا۔ اوائل رمضان میں نیلاب سے عبور کیا مبلغ تیس لاکھ روپیہ کابل روانہ کیا وسط شوال سے حوالی لاہور میں آیا پچاس ہزار روپیہ خسرو بہرام کو اور پچیس ہزار روپیہ نذر محمد خاں کے اور بیٹوں کو اور دس ہزار روپیہ محمد بدیع پسر خسرو کو عنایت کیا محمد مراد بخش کو منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار سے معزول کیا اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پر بحال کیا شکر النسا بیگم عمہ پادشاہ اکبر آباد سے فتح بلخ کی تہنیت کے لئے آئی تھی چالیس ہزار روپیہ کا لعل نذر کیا اور لاکھ روپیہ انعام پایا۔ پادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو ولایت بلخ و بدخشاں عنایت ہوئی اور اس کا اضافہ منصب دوازدہ ہزاری دہ ہزار سوار ہوا جن میں آٹھ ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ تھے اور پانچ لاکھ روپیہ نقد اور خلعت ملا وسط محرم ۱۰۵۷ھ کو رخصت کیا اور فرمایا کہ پشاور میں جاکر ایام نوروز بسر کرے

شاہزادہ اورنگ زیب کا بلخ و بدخشاں جانا۔

3865

اور اردی بہشت میں وہاں سے بلخ روانہ ہوا۔ پادشاہ نے سُنا کہ راجہ رائے سنگھ وغیرہ ایک جماعت بے حکم بلخ سے چلی آتی ہے۔ حکم ہوا کہ آب آنک سے اس کو نہ گذرنے دیں اور پادشاہزادہ اس کو ساتھ لے جائے۔ سید منصور ولد سید خاں جہاں مغضوب ومحبوس تھا اس کو محمد اورنگ زیب کی سفارش سے خلاص کیا اور اس شاہزادہ کے حوالہ کیا۔ مبلغ پچاس لاکھ روپیہ بلخ کی سپاہ کی مدد خرچ کے لئے پشاور روانہ کیا اور فرمایا کہ پادشاہزادہ کے پہنچنے سے پہلے جمعیت شائستہ کے ساتھ کتلوں سے باہر لیجائیں تیس ہزار روپیہ قحط زدوں کو دیں۔

بہادروں کو معلوم ہوا کہ پانچ چھ ہزار الامان فساد کے ارادہ سے آب جیحوں سے اس طرف گذر کلیف کے قریب آئے ہیں وہ بلخ سے آنکر تنبیہ کے لئے لشکر لیکر نکلا۔ بلخ سے یا کروہ پر مومن آباد الامان میں مقیم تھے۔ بہادر خاں وہاں گیا اور اُنکے آدمیوں کو مار اور بھگا دیا اور اس نواحی کے محال کا جو اسباب انہوں نے لوٹا تھا وہ چھین لیا اور اس مالکوں کے پاس پہنچا دیا پھر اُسکو یہ خبر لگی کہ دس ہزار سوار خلم اور مواضع بلخ کو لوٹ رہے بہادر خاں مومن آباد سے خلم میں آیا۔ یہاں کے آدمیوں سے اس نے سُنا کہ موضع نیکی ارزق میں ارنک چھ روز رہے اور آسانہ اور ایبک کی محال کو خوب لوٹ لوٹ کا مال جمع کرکے وہ پادشاہی لشکر کی خبر سُنکر دریا سے پار چلے گئے اور فوج جس کے سرآمد شاہ محمد قطغان وقاسم یائی وقل محمد وجیبہ جی وغیرہ تھے ان میں سے ہر ایک سردار کچھ سپاہ کو لیکر ہر طرف گیا ہے کہ غور بند سے خزانہ شاہی بلخ کو جاتا ہے اس کو روکیں۔ بہادر خاں نے راجپوتوں ورایا اور اور آدمیوں کو بھیجا کہ وہ خزانہ کے آدمیوں کی مدد کریں اور خود جیحوں کنارہ پر آیا کہ لٹیروں سے جو مال لوٹ کرلے گئے تھے چھینیں اور ان کے مالکوں دے کچھ دور چلا تھا کہ سواروں نے آن کر خبر دی کہ موضع نیکی آرق کو اوزبک

سوانح صوبہ بلخ

سخت محاصرہ کر رکھا ہے اسلئے وہ اس طرف روانہ ہوا۔ جب لشکر یہاں آیا تو اوزبک یہاں سے یک گریوہ میں چلے گئے جو انکی پناہ گاہ تھا نیکنام عم بہادر خاں وہاں جاکر ان سے لڑا۔ بہت اوزبکوں کو مقتول و مجروح کیا وہ پہاڑ سے اتر کر بھاگ گئے اور اس دار و گیر میں بہادر خاں کے بھی کچھ تابین مارے گئے۔ شام کو بہادر خاں و مظفر خاں نیکی آرق میں آئے ان کو معلوم ہوا کہ جو مواشی کہ اوزبک لوٹ کر لے گئے تھے وہ دریا پار لے گئے اور بھاگے ہوئے اوزبکوں کا پتا نہیں تو وہ خلم میں خزانے کے آنے تک انتظار میں بیٹھے۔ ۲۴۔ شعبان کو خزانہ آیا تو وہ ۱۱۔ رمضان کو بلخ میں داخل ہوئے۔

۱۴۔ شعبان ۱۰۵۶ھ کو المانوں کے ایک گروہ عظیم نے بلخ سے پانچ کروہ پر مواضعات کو خوب لوٹا۔ رعایا کے بہت سے مواشی اور لشکریوں کے کچھ گھوڑے اور اونٹ جو چراگاہ میں پہلے پھرتے تھے لوٹ کر لے گئے۔ مگر شمشیر خاں تھانہ دار خان آباد نے جاکر سپاہ و رعیت کے دواب ان سے چھین لئے۔ غرض جہاں جہاں دہات میں اوزبک لوٹتے مارتے جاتے تھے وہاں سے ہٹ کر بھاگتے تھے شیر خاں کا قاضی نفاق پیشہ تھا اوزبکوں سے پوشیدہ سازش رکھتا تھا اوزبکوں نے اس سے کہا کہ ایسی حیلہ سازی کرے کہ حصار شبر غان ہمارے تصرف میں آجائے اس نے جبار قلی قلعہ دار سے کہا کہ آب شبر غان کا بند اوزبکوں نے توڑ ڈالا ہے اس کا بند ہونا ضرور ہے اسی پر معموری ولایت و فزونی زراعت موقوف ہے وہ آپ کے جائے بغیر بننے کا نہیں۔ جبار قلی حصار سے نکل کر اس طرف راہی ہوا تو اوزبک کمین سے نکل کر پیکار کے لئے نمودار ہوئے۔ جبار قلی نے یہ سوچا کہ اگر میں ان سے لڑنے میں مصروف ہوتا ہوں تو یہ خوف ہے کہ ان کا دوسرا گروہ قلعہ کو جاکر نہ لے لے اس لئے وہ قلعہ کو چلا گیا اور ایک جماعت کثیر اس کی قتل ہوئی راجہ ویبی اور ترکتاز خاں کہ رستم خاں کی

بلخ اور جوانب کے واقعات۔ ایکبار دیگر بلخ

خسرو بیگ ترکمن کا اندخود سے خراسان جانا

بے اجازت اندخود سے بلخ کو روانہ ہوئے تھے وہ شبر غان میں آئے اور اہل قلعہ کا دل قوی کیا محسن قلی برادر جیار قلی کے ساتھ وہ قلعہ سے باہر آئے اور المانوں کی خوب مالش کی اور ان کے بہت آدمیوں کو مار ڈالا اور باقی کو قلعہ کے دور سے ہٹا دیا شبر غان میں انہوں نے قیام کیا کہ خاطر جمع ہو جب انہوں نے المانیوں کی خبر کچھ نہ سنی تو وہ بلخ کو روانہ ہوئے اور جب پل خطیب پر پہنچے تو دشمنوں نے معاودت کر کے لڑنا شروع کیا وہ مورچہ سے زیادہ تھے انہوں نے آن کر گھیر لیا۔ لشکر پادشاہی کے بہت سے آدمی مارے گئے اور اوزبکوں کی ایک جماعت قتل ہوئی۔

بلخ میں بہادر خاں و اصالت خاں پاس سردار دنکا آنا

خسرو بیگ ترکمن کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ رمضان ۱۰۵۳ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ اوزبک اندخود پر چڑھائی کرینگے اس کو اندیشہ ہوا اور اس نے بھاگنے کا قصد کیا رستم خاں نے اس کو تسلی دی اور کہا کہ اول وہ میرا مال لوٹینگے تو کیوں ڈرتا ہے مگر اس کی تسلی نہ ہوئی اور اس نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ رستم خاں سے کہا کہ اس سرزمین کی علف میری گھوڑی کو کفایت نہیں کرتی۔ یہ اجازت لیکر اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ میں گیا کچھ دنوں یہاں ٹھیرا۔ بدذاتی سے بھاگ کر خراسان چلا گیا۔ نذر محمد خاں نے امان بیگ کو اپنے آخر عہد میں المانیوں کی تنبیہ کے لئے جو نواحی چیچکتو و میمنہ میں فساد مچاتے تھے بھیجا تھا۔ جب حوالی بلخ میں لشکر شاہی آیا تو اس کو اپنے پاس بلایا مگر قوم کا چغتا تھا پادشاہ کی خیر اندیشی کے سبب سے اس پاس نہ گیا اور جب خان ایران کو چلا گیا تو وہ اپنی یورت میں کہ حدود چیچکتو و میمنہ میں تھی زرکش ہوا۔ کفش قلماق نے بھی چیچکتو کی حدود میں اپنی الوسات کو جمع کیا تھا اس کو اس نے اپنا دوست بنایا اور اپنے باپ ہینگ سعید اور بیٹے اور اپنے اویماق کے قلماقوں کے ساتھ چیچکتو و حدود مارو چاق کے

چراگاہ میں سکونت اختیار کی اولیاے دولت نے بلخ واگذاشتن خود سے ان کو استمالت نامے بھیجے کہ وہ بادشاہ کی اطاعت اختیار کریں امان بیگ نے عاشیۂ عبودیت کندھے پر رکھا اور بلخ کو روانہ ہوا اور کفش قلماق نے اپنے بھائی آتش قلماق کو امان بیگ پاس بھیجا کہ معاملہ کی طرز کو ملاحظہ کرکے کچھ مقاصد کو التماس کرے اگر وہ منظور ہوں تو میں بھی بادشاہ کی غلامی کو حاضر ہوں ۲۰ شوال کو امان بیگ و آتش قلماق بعض رؤسا اور یماقات نواحی چیچکتو و میمنہ سمت بلخ میں بہادر خاں و اصالت خاں پاس آئے اُنھوں نے ہر ایک کو خلعت دیا امان بیگ کو ساٹھ ہزار شاہی اور آتش قلیخاں کو جس کا نام محمد سعید تھا تیس ہزار شاہی برسم انعام دیئے اور امان بیگ کو منصب دو ہزاری ذات و درہشت صد سوار کا اور آتش کو آٹھ صدی چار صد سوار کا منصب ملا۔ امان بیگ کی التماس سے اسکے لیے محال میمنہ باستثناء قلعہ کے اور چیچکتو و غوجستان و کرزان و فاریاب و خیراب جاگیر میں مقرر ہوئی اور جب آتش نے اپنے باپ ینک سعید اور کفش قلماق اور اور اپنے بھائیوں کے لیے مناصب بزرگ کی درخواست کی اور قلعہ میمنہ و شبرغاں کو چاہا کہ عیال و احمال رکھنے کے لیے اس کو عنایت ہوں تاکہ خاطر جمع ہوکر ہم بلخ کی مہم سازی میں مصروف ہوں تو اولیاے دولت نے جو ان پر اعتماد نہیں رکھتے تھے کہا کہ بالفعل تم سب کو منصب جو ان کے لائق حال تھے تجویز کر دیئے سو اران دو قلعوں کے جہاں چاہیں جاگیر اُن کی تنخواہ کے لیے مقرر ہوسکتی ہے تاکہ اپنے الوس کو سرحد سے لاکر اس محال میں حفاظت سے رکھیں اور جو کوئی بلخ میں آئیگا فراخور حال مدد خرچ پاکر رخصت ہوگا اگر کوئی مہم پیش آئے تو مع اپنے اویماق کے حاضر ہوا اور جب سارے قبیلے خدمات پسندیدہ بجالائیں گے تو ان دو قلعوں کے واسطے بادشاہ سے درخواست کی جائیگی یقین ہے کہ منظور ہوگی اور مناصب بھی زیادہ ہو جائینگے۔ آتش یہ جواب سُنکر رخصت ہوا کہ اپنے باپ اور بھائیوں کو یہ باتیں سمجھائے۔ مگر نہ وہ پھر خود آیا

اور نہ اوروں کی بندگی کے لیئے رہ نما ہوا اور اپنے باپ اور بھائیوں کے ساتھ شورش وفساد کا باعث ہوا جن کا ذکر آگے آئیگا سرکاری زر کو حرام خواری میں صرف کیا امان بیگ اپنے فرزندوں کو بلخ میں چھوڑ کر کزان وغرجستان کو روانہ ہوا کہ محکم مقام میں مقیم ہوکر اپنے اوباش کو جمع کرے اور بعض احشام کو جو قلماقان مسطور کے ساتھ متفق ہوئے تھے ان کو یہ اختیار دے بے اختیار الطاف بادشاہانہ کا امیدوار کر کے فتنہ اندوزوں کی ہمراہی سے نکالے امان بیگ کو ایسے خیر خواہوں کے سبب سے قیچاقخانی کا خطاب ملا۔

ایک اور بغاوت

سبحان قلی نے پانچ چھ ہزار اوزبک سواروں کو جو پہلے بلخ میں رہتے تھے اور المانوں کو جو اسکے پاس جمع ہوئے تھے ساتھ لیا اور ۶ ذی القعدہ ۱۰۵۶ھ کو آب ترمذ پر ہجوم کیا حصن بیرونی قلعہ پر نردبانیں لگا کے اوزبک اس کے اندر آگئے مرزا کوہانی پاس پانچ سو افغان بنگش کے تھے اُنھوں نے مردانہ ہمت کر کے حصار کی نگہبانی کی حفاظت کے لیے زد وخورد کے ہنگامہ کو گرم کیا بہت کشش وکوشش کے بعد بہت سے المان کشتہ ہوئے اس اثنا میں سعادت خاں مہتابیں جلا کر قلعچیوں اور تماشبینوں کے ساتھ ارک سے باہر آیا صبح تک تلاش وپرخاش ہوتی رہی اوزبک کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور بقیۃ السیف ہر طرف بڑی جان کندنی سے دیوار پر آنکر حصار سے باہر نکلے اور بارہ کوس تک کہیں نہیں ٹھیرے۔

المانوں کا احوال

اکثر المانوں کا نام اوپر آیا ہے اس کا حال اس لیے لکھا جاتا ہے کہ ان کا کام خونریزی اور پیشہ فتنہ انگیزی اور بیداد کرنا ہے جس کا اندوختہ ہاتھ لگے اس کا چھین لینا ان کی جنگ کا طریقہ یہ ہے کہ عذر بکر کے ناگاہ جمعیت ناآگاہ پر کرتے ہیں اور جو کچھ پاتے ہیں لے جاتے ہیں اور بھاگ جاتے ہیں۔ ایک گرگین خر کے لیے دس بہادروں کو مار ڈالتے ہیں اور جب تک وہ ہاتھ نہ آئے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتے

ہیں جنگ صف نہیں کرتے اگر غنیم میں ذرا بھی قوت دیکھتے ہیں تو بھاگ جاتے ہیں
غنیم کو اپنی چند صورتیں دکھاتے ہیں اور جنگ گزیر سے اس جگہ لے جاتے ہیں
جہاں جمع کثیر کمین میں بیٹھی ہوتی ہے پھر اُس کو گھیر لیتے ہیں اس جماعت کی دست اندازی
اور ترکتاز کا سبب یہ ہے کہ کچھ ان کو سامان و سرانجام درکار نہیں ہے
ایک پُرانا خیمہ دس دولتمندوں کی عشرت گاہ ہے ان کا طعام لذیذ اور
شراب گوارا تلقان جو و خمیر ترش ہیں اگر پارچہ گوشت پاتے ہیں تو اُس کو
سب سے زیادہ مزہ دار طعام جانتے ہیں ان کے گھوڑوں کی گھاس درمنہ
خودرو ہے اس خورش پر ایک دن میں وہ چالیس پچاس کروہ راہ چلتے ہیں ایسے
گھوڑے اور آدمی سخت روانی و سگ جانی سے جہاں چاہیں جا سکتے ہیں بہت دفعہ
ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلخ و بخارا سے مال لوٹ کر خراسان و یزد میں لے جاتے
ہیں اور قزلباش باوجودیکہ ان کے پاس اصیل گھوڑے ہوتے ہیں مگر وہ انکی
گرد کو نہیں پہنچ سکتے ہیں اور گہرے دریا مثل جیحوں سے اگر وہ چاہیں تو ایک دن
میں کئی دفعہ سگ آبی کی طرح آسانی سے آر پار سکتے ہیں جب عبور کرتے
ہیں تو زینون کو چند چوب ہوتی ہیں آپس میں ملا کر باندھتے ہیں اور ایک گھوڑے
کے سر کو دوسرے گھوڑے کی دم سے باندھتے ہیں اس طرح ایک آدمی
کتنے گھوڑوں کو دریا سے پار لے جاتا ہے اور نے کہ دریا پر بہت پیدا ہوتی ہے
اس کا ایک پشتوارہ بناتے ہیں اور اسپر بیٹھکر دریا سے گزر جاتے ہیں تمام افعال انکے
مکر و فریب ہیں۔ مور و مار سے زیادہ ہیں آنے جانے میں مگس و بشہ کی مانند ہیں۔

سالگذشتہ میں بلخ و بدخشاں کی فتح سے دو ملک وسیع ممالک محروسہ کے
ضمیمہ بنے تھے بہادر خاں و اصالت خاں حفظ ولایت و ضبط معاملات کے
لیئے مقرر ہوئے تھے ان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ عبدالعزیز خاں والی توران

بادشاہ کا کابل جانا

چاہتا ہے کہ اپنے علوفہ خوار اوزبکیوں کا لشکر جمع کر کے موسم بہار میں بلخ پر لشکر کشی کرے اس لئے ۱۵ر محرم ۱۰۵۷ھ کو شاہزادہ اورنگ زیب کو روانہ کیا جس کا اوپر ذکر ہوا اور ۱۸ ماہ صفر کو لاہور سے کابل کی طرف خود کوچ کیا تاکہ اس کے قریب ان سے جنگ و پیکار میں لشکر شاہی کو تقویت ہو اب تازہ وقائع بلخ و بدخشاں لکھتے ہیں۔

ساخوار اول بلخ

۱۲ر محرم ۱۰۵۷ھ کو کئی ہزار المانیوں نے اس ضلع کی نواح کے تھانہ دار اگر سین کچھواہہ پر آخر شب میں تاخت کی اوگرسین سامان جنگ کے تہیہ کے لیے مستعد اور اپنا آدمی ناظم بلخ پاس کومک کے لیے بھیجا کومک کے آنے تک اس نے المانیوں سے مقابلہ و مقاتلہ کیا۔ تین روز تک سخت لڑائی رہی راجپوتوں کی ایک جماعت اور بندے کام میں آئے اور المانیوں کے آدمی بھی بہت مارے گئے۔ اس ضمن میں بہادر خاں نے دو ہزار سوار بسرکردگی اپنے چچا نیک نام کے بھیجے۔ المانی اس لشکر کی خبر سنکر کی طرف بھاگ گئے۔ یہ تحقیق ہوا کہ اس سپاہ کو سبحان قلی خاں نے بھیجا تھا۔ جب جماعت نے کچھ کام نہ کیا تو الٹی گئی وہ حصار میں چلا گیا۔

ساخوار دوم

۲۱ر محرم کو المانی بلخ کے نواحی میں پہنچے پہلے اس سے کہ بہادر خاں کو خبر ہو اور وہ فوج کو متعین کرے بہت اسپ و شتر و گوسفند لوٹ کر جمع کر کے روانہ ہوئے ساڑھے چار پہر بعد بہادر کی فوج تعین ہوئی بسرداری نیک نام خاں وہ آئی اس میں دو ہزار سوار تھے جو تعاقب کے لیے گئے ہوئے تھے اس نے المانیوں کا مقابلہ کیا ایک جماعت کو قتل کیا اور باقی کو بھگا دیا نیک نام خاں نے ان سے بہت سی غنائم چھین لیں گھوڑوں اور چارپایوں کی تکان کے سبب سے جو ان کے سبب سے ہاتھ آئے تھے اور اندھیری رات کے ہونے کی وجہ سے المانیوں کی ہزیمت دہی کے بعد وہ یہیں مقیم رہا۔ المانیوں نے اطلاع

اکر مراجعت کی اور ڈیڑھ پہر رات گئے نیک نام خاں کے سر پر جا چڑھے۔ لشکر نے انکا مقابلہ کیا اور جانبازی کی شرط بجالائے۔ دونوں طرف سے ایک جماعت کشتہ و زخمی ہوئی اور جب رات کی چادر سیاہ کا پردہ اُٹھ گیا تو بہت سے مقتول المانیوں کے سر کاٹے گئے۔ ان میں بعض آدمیوں کے سر پہچانے گئے جو بظاہر بادشاہ کی خدمت میں آگئے تھے مگر مسلمانوں کے مال لوٹنے کے لیے دشمنوں سے جا ملے تھے ان میں نظر مینگ کا بھی سر تھا جو خوج کا سردار تھا اور قوم اور ازمی والوس مینگ میں بہادر مشہور تھا اس کا سر بلخ میں منگایا گیا ان سروں کو لیکر لشکر شاہی نے معاودت کی۔

۶ر صفر کو رستاق کے نواحی میں ایک گروہ اوزبکوں اور المانوں کا آیا مواشی رعایا اور دواب سپاہ کو چراگاہ سے لیکر راہی ہوا۔ خنجر خاں حارس رستاق بہت جلد انکے پیچھے پڑا اور دار و گیر کے بعد اس گروہ پر غالب ہوا بعض کو مقتول کیا۔ بعض کو مجروح اور دواب جو وہ لوٹ کرلے گئے تھے ان کو رستاق میں لے آیا۔

بدخشاں کا سانحہ دوم جنگ طالقان

۱۷ر ربیع الاول ۱۰۵۷ھ کو حسین قلی آغر نے دشت قلعہ سے قلیچ خاں قلعہ دار بدخشاں کو لکھا کہ قیادیان میں بہت المانیے جمع ہوکر آب جیحوں سے پار اُترنے کا ارادہ رکھتے ہیں قلیچ خاں نے راجہ راجروپ سے کہ قندز سے اسکی ملاقات کو آیا تھا اور نورالحسن بخشی احدیوں اور بعض اور امرا سے مشورہ کیا کہ اگر غنیم طالقان کی طرف آئے تو اس سے جنگ کرنا مصلحت ہے یا شہر کی حراست کرنی بعد دوبدل کے یہ صلاح ٹھیری کہ غنیم کی تعداد بہت بتلاتے ہیں انسب یہ ہے کہ حصار شہر کے استحکام میں اور مداخل و مخارج کے ضبط میں کوشش کرکے غنیم کی مدافعت میں مشغول ہونا چاہیے قلیچ خاں نے شہر کے حصار گلیں میں ملیجار مقرر کیے اور ان پر سپاہ اور افسر مقرر کیے۔

۱۹ر ربیع الاول کو دشمنوں نے آنا شروع کیا انکا لشکر دس بارہ ہزار سوار کا تھا

اور انکے سردار نر کیائے قطغان وشاہ مراد گلچی وغیرہم تھے۔ چھ سات ہزار سواروں نے سبقت کرکے شہر کا محاصرہ کیا اور انکے پیچھے اور سپاہ آتی رہی۔ اوّل لڑائی مشرقی جانب سے شروع ہوئی اور دو تین ہزار سوار اس جانب میں گئے ابوالبقاء مقصود جو اس طرف کی حراست کرتے تھے اُنھوں نے اس جماعت کو جو شہر میں داخل ہونے کا قصد رکھتی تھی تیر و تفنگ سے مار کر بھگا دیا۔ بادشاہ کے اخلاص شعار قاسم بیگ صفدر خاں کی جان گئی۔ قلعہ کے باہر راجہ راجروپ اور نورالحسن اپنے اپنے مورچوں کو آراستہ کئے ہوئے کھڑے تھے اور انکے آگے میدان تھا اسمیں اور دشمنوں کے ایک بڑے گروہ میں جنگ عظیم ہوئے اور گھوڑے بادشاہی جو خود دکھانے کے لیے قلعہ سے باہر باندھے تھے ان کو اندر لے جانے کی فرصت نہ ہوئی کہ ان کو دشمن لیکر فرار ہوگئے اور اور احداد جہند سے لڑنا شروع کیا کامل بیگ گزربردار مع اپنے بھائی جمشید بیگ گزربردار کے انکے ساتھ ہوا حیلہ سازی سے دشمن بھاگے تاکہ لشکر شاہی کو دلیر کرکے میدان میں لائیں لشکر شاہی سے تعاقب کرکے میدان میں آیا تو راجہ راجروپ و نورالحسن اسکی کمک کو آئے۔ قلیچ خاں نے یہ حال دیکھکر پیام دیا کہ کنار شہر سے اس قدر دور جانا مصلحت وقت نہیں ہے اگر اسکی مدد بھیجے جائینگے تو ایک جانب خالی ہوجائیگی غنیم ہجوم کرکے اس طرف کو لیکر شہر میں داخل ہوجائیگا صلاح یہ ہے کہ دشمنوں سے لڑتے ہوئے آہستگی کے ساتھ اپنے مورچوں پر پہنچ جاؤ اس بات نے نبرد کے وقت بہادروں کے دل پر اثر نہ کیا جنگ میں مصروف رہے سخت لڑائی ہوئی دشمنوں نے ہجوم کرکے لشکر شاہی کو گھیر لیا اور کارزار میں مقابلہ کی نوبت معانقہ پر پہنچی۔ محمد مراد داروغہ و محمد زماں مشرف توپخانہ اور بعض اور آدمی بادشاہی لشکر میں کشتہ ہوئے۔ جب دشمنوں نے دیکھا کہ پیکار سے کار نہیں چلتا تو حیلہ سازی کرکے صلح کی درخواست کی اس اثنار میں شدت سے مینھ برسا اور توپ و تفنگ وبان

بیکار ہوئے تو دشمنوں کی انسے خاطر جمع ہوئی اور وہ راجہ اور نورالحسن واحدیوں پر حملہ آور ہوئے اور تیر و سناں سے شمشیر و خنجر پر نوبت پہنچی اور دونوں طرف سے صف شکن اور مرد افگن جمع ہوئے بہت آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔ راجہ اوما اور اسکے ہمراہی راجپوت مارے گئے۔ راجہ راجروپ و نورالحسن واحد امہمند اور بہت سے افسر زخمی ہوئے جمشید بیگ قتل ہوا انجام کار دشمن کی سخت جنگ اور مینہ کی شدت اور غنیم کی کثرت سے لشکر شاہی لڑتا ہوا شہر میں محصور ہوا اس مراجعت میں بھی لڑائی میں بہت آدمی دونوں طرف کے مارے گئے۔ اور لشکر شاہی نے اپنی تیراندازی اور تفنگ اندازی سے اوزبکوں کو پرے ہٹایا پھر وہ مغرب رویہ شہر سے دو کروہ پر آئے ان کی تمنا یہ دل ہی میں رہی کہ شہر میں کسی کشادہ مقام سے داخل ہوں یہاں سے ناامید ہو کر طالقان کی مشرق رویہ گئے اور پانی جو شہر میں آتا تھا اس کا بند توڑ دیا اور پانی کا راستہ دوسری طرف کر دیا شہر میں پانی نہیں رہا اور ایک گروہ طالقان کے نواحی میں تاراج کے لیے گیا دو روز تک شہر کے گرد پھرا بھی دشمنوں نے ہاتھ پاؤں مارے مگر بادشاہی آدمیوں نے پاسبانی کی اور طرفین کے آدمی مجروح و مقتول ہوئے دشمنوں کو شہر کی فتح سے مایوسی ہوئی ۲۲ ربیع الاول کو وہ ساحل آب کی طرف گئے۔ اگر وہ چند روز اور توقف کرتے تو قلعہ نشینوں پر پانی کے نہ ہونے سے کام تنگ ہوتا۔ جب اطراف شہر خالی ہوئے تو راجہ راجروپ اور نورالحسن کو قلیچ خاں نے کہا کہ اب طالقان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ آپ بھی قندز میں چلیں قلیچ خاں فرخار کو اور راجہ قندز کو گیا حسین قلی آخر کو طالقان میں چھوڑا۔ فرخار کے پرانے قلعہ کی مرمت کر کے قلیچ خاں اس میں آرہا۔

سوانح غوری میں اول سانحہ

۴ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ کچھ المانیوں نے غوری سے تین کروہ پر موضع قراباغ میں آن کر سارے گلے در سدر عایا اور اوبہانت کے بھکا کے لے گئے اُس نے یہ سنکر کچھ آدمی قلعہ کی حفاظت کے لیے چھوڑے اور ان کے پیچھے گیارہ راہ میں توقف کرکے اپنے لشکر نویس کو آگے بھیجا کہ اگر وہ کمین گاہ سے نکلے تو وہ ان کی کمک کرے اوزبکوں نے مواشی کو دبلے گھوڑوں کے ساتھ آگے روانہ کر دیا تھا اور خود توقف کیا تھا جب اُنھوں نے لشکر شاہی کو کم دیکھا تو اس پر حملہ کیا مگر ہزیمت پاکے فرار ہوئے لشکر شاہی نے مسلمانوں کا مال جو وہ چھین کرلے گئے تھے واپس لیا کچھ آدمیوں کو مقتول اور مجروح کیا اور فتح کے ساتھ واپس آئے

سانحہ دوم

۸ ربیع الثانی ۱۰۵۷ھ کو صبح کو شاہ بیگ پاس خبر آئی کہ حوالی غوری کے مواشی کو اوزبک لیجاتے ہیں۔ خان سوار ہوا آدھ کوس چلا تھا کہ غنیم کے دوسو سوار نمودار ہوئے خان نے خنجر بیگ اپنے خویش کو آگے روانہ کیا اور خود آہستہ پیچھے چلا لشکر شاہی نے بے درنگ مواشی کو چھین لیا اور چوروں کو بھگا دیا ہزار سوار کمین میں بیٹھے تھے نکل کر ہنگامہ پیکار گرم کیا۔ زدوخورد کے بعد خنجر بیگ و نظام بیگ و میر فرخ کی جان گئی اس اثنار میں خبر آئی کہ دوہزار سوار اور قلعہ کی دوسری جانب کا قصد کیے ہیں خان اس خوف سے کہ مبادا وہ حصار پر متصرف ہوں قلعہ میں چلا گیا۔ اس کی بھی طرفین سے کچھ آدمی کشتہ وخستہ ہوئے۔ ۲۵ ربیع الاول کو دوہزار سوار اوزبک کے نمودار ہوئے انیس سے آدھے محال کی طرف جو غوری سے دائیں طرف ہے کیا کی اور سرخاب کی طرف یہاں کے آدمیوں نے انکی غارت کے خوف سے اپنے عیال کو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں بھیجدیا تھا۔ اسلیئے یہاں سے غارت گر مایوس پھرے اور غوری پر گرے جو قلعہ سے باہر تھا یہاں سے بھی لشکر شاہی نے انکو رفع دفع کیا۔

واقعہ سوم

یعنی خواجہ کلان و قاضی تیمور اور بعض اور اوزبکوں سے پوشیدہ خط و کتابت کرتے تھے اُنکے مکتوب پکڑے گئے۔ شاہ بیگ نے اُن کو بلاکر پوچھا اُنھوں نے اقرار کیا۔ دونوں قاضیوں اور خواجہ کلاں کے ایک بیٹے کو جو باپ کے ساتھ شریک تھا قتل کیا۔

اندخود سے پانچ کروہ پر چراگاہ میں لشکر شاہی کے گھوڑے اور اونٹ چرتے تھے ۹ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ کو المانیوں کے ایک گروہ نے انکو آگے رکھا اور چند سپاہیوں کو مار ڈالا اور چند کو قید کرکے ساتھ لیا۔ رستم خاں نے یہ خبر سنکر سپاہ کو انکے تعاقب میں بھیجا وہ قیدیوں اور مال کو المانیوں سے واپس لیکر مراجعت کرتے تھے کہ اُسوقت المانیونکی اور کمک آگئی لڑائی ہوئی لشکر شاہی میں سے اسلام بہادر عرب مارا گیا اسنے المانیونکو پراگندہ کردیا اور لشکر شاہی اندخود میں آگیا۔ ۲۰ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ کو بہادر خاں کو جاسوسوں کے بھیجنے سے اور شمشیر خاں تھانہ دار خان آباد کی تحریر آنے سے معلوم ہوا کہ خوشی لب چاک و حق نظر مینگ پانچ چھ ہزار سواروں کے ساتھ عبدالعزیز خاں والی توران کی اجازت سے گذر کلیف سے گذرے ہیں اور چشمۂ علی مغول کی طرف چلے ہیں ان کا قصد یہ ہے کہ درہ گز اور شادمان کی طرف جائیں جہاں سپاہ شاہی کے گھوڑوں کی چراگاہ ہے اور ان گھوڑوں اور اور مواشی رعایا اور احشام سرزمین پروست تاراج درازکریں۔ خان مذکور اس گروہ کی تادیب کے لئے چاہتا تھا کہ خود روانہ ہو کہ اصالت خاں نے کہا کہ آپ شہر کی حراست کیجئے اور مجھے المانیوں کی تنبیہ کے لئے بھیجئے بہادر خاں نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا اور بعض افسر اس کے مددگار مقرر کردئے اصالت خاں المانیوں کے پاس پہنچا جو کچھ مواشی لئے جاتے تھے کارزار کے بعد بہت المانیوں کو اس نے مارا باز ماندہ مسلمانوں کا مال چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اصالت خاں نے کچھ ان کا تعاقب کیا

کہ رات ہوگئی تو وہ درہ کزمیں آیا وہ سارے دن جیبہ پہن کر پیرا تھا نماز مغرب
عشا کے لئے جو اُس نے جیبہ اتارا اور برہنہ ہوا۔ ہوا کے اثر سے اس کو بخار آ
بہادر خاں نے اُس کو بُلایا تو وہ شہر میں چلا آیا۔

۸۔ ربیع الاول کو عبدالعزیز خاں کی اجازت سے تھانہ خان آباد پر پندرہ ہزار سوار
کے قریب بسرکردگی خنجر المان اور جنت المان آئے اور ہزار سوار دھوکہ دینے کے
ظاہر ہوئے اور باقی سوار جابجا کمین میں بیٹھے۔ شمشیر خاں و مراد قلی سلطان اور آدمی
میں تھے وہ ان سے لڑنے نکلے۔ دشمن لڑتے ہوئے اور بھاگتے ہوئے ان کو اپنی کمین
کی زد میں لے گئے جہاں سے سوار نکلے اور جنگ عظیم ہوئی۔ بہادروں نے جان
کو جان درازی جانا کئی منصب دار قتل ہوئے جب دن ختم ہونے کو ہوا تو لشکر شاہی تھا
میں لڑتا ہوا آیا اور یہاں تھانہ کو محکم کیا مخالفوں نے تھانے کا محاصرہ کیا دو رات
تک اندر اور باہر سے جانبازی اور سر اندازی بازار گرم رہا۔ ۹۔ ربیع الاول
بہادر خاں کو اس کی خبر ہوئی۔ اس نے درہ کزسے اصالت خاں کو بلایا جس
اوپر ذکر ہوا۔ ۱۰۔ کو بلخ میں اصالت خاں آیا شہر کی محافظت اس کو سپرد
اور وہ خود مخالفوں سے لڑنے گیا مخالفوں نے اس کی خبر سنکر محاصرے کو تین
روز چھوڑ دیا اور بھاگ گئے۔ خان آباد میں بہادر خاں آیا مخالف کوئی اد
کوئی اُدھر لوٹ مار کے لئے چلے گئے تھے۔ بہادر خاں نے خان آباد کی
طرح حفاظت کرکے اور ضروری اسباب کا سرانجام کرکے کوچ کیا۔ بہادر خاں
بکری کے پل پر تھا کہ اصالت خاں کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ اسی عارضہ میں
کزمیں اس کو ہوا تھا ۲۲۔ ربیع الاول کو مرگیا۔ بہادر خاں نے انتظام کیا
جاسوسوں کی زبانی معلوم ہوا کہ المانان جیحوں سے اُترے ہیں اور عبدالعزیز خاں
قرلشی سے اس طرف آتا ہے اور بیگ اوغلی کو بہت سے اوزبکوں اور

ساتھ ساحل جیحوں پر آگے روانہ کیا ہے بہادر خاں نے کذر کلیف پر قول کی اور
یگ کی تیاریاں کیں۔

ہمنے پہلے لکھا ہے کہ نذر محمد خاں شیر خاں کی عزیمت کے بعد اپنے بیٹے قتلق محمد اور چند
زبکوں اور غلاموں کے ساتھ ایران جانے کے ارادہ سے اندخود میں آیا۔ قاسم پسر خسرو
یرہ نذر محمد خاں چند امیروں مثل یادگار قلی وعاشور قلی وغیرہ بارہ سرداروں اور تین سو
سواروں کے ساتھ نذر محمد خاں سے ملا انکے ہمراہ وہ شہر حاکم نشیں مرو میں آیا ایک ہفتہ
یاں قیام کیا یہاں سے وہ مشہد مقدس میں پہنچا یہاں گیارہ روز مقام کیا اس نے دیکھا
شاہ ایران نے جیسا کہ طریقہ استقبال اور مہمان پرسی کا میرے بڑے بھائی کے ساتھ برتا
تھا میرے ساتھ نہیں برتا۔ یوں مایوس ہوکر اس نے الٹا جانے کا ارادہ کیا تقضی قلی خاں
تم شہد اس کے اس ارادہ سے مطلع ہوا تو اس نے قزلباشوں کی ایک جماعت
بھیجکر اس کے گھر پر چوکی بٹھادی اس نے خجل زدہ نا چار ہوکر صفاہان کی راہ
لی۔ جب بسطام تعلقہ عراق میں آیا تو شاہ عباس نے محمد علی بیگ کو جو
پہلے ہندوستان کی سفارت کر چکا تھا مہمانداری کے لئے مع نقدو
جنس کے روانہ کیا۔ محمد علی بیگ کے ساتھ کاشان کی راہ سے اصفہان
میں نذر محمد خاں پہنچا۔ شاہ نے خلیفہ سلطان کو استقبال کے لئے بھیجا جو
نذر ان کے شہزادوں میں سے اور شاہ کا داماد تھا اور حکم دیا کہ
مہمان نوازی کے طریقہ کے موافق ایک کروہ یا انداز اول رنگین پارچہ چھینٹ
کا بعد اس کے قطنی و دارائی و مخمل و میلک و زربفت کا فرش کیا جائے ہندوستان
کا ضابطہ یہ ہے کہ پا انداز کے پارچوں کو بطریق قنات سی کر نظر سے گذرانتے
اور توشک خانہ میں حوالہ کرتے ہیں لیکن ایرانی با انداز کو واقعی بچھا کر
تناطر باشی و عملہ و فعلہ کو انعام دیدیتے ہیں۔ نذر محمد خاں نے حکم دیا کہ

نذر محمد خاں کا اندخود سے صفاہان پاس ہوا اس سے اور بھیجکر دینے میں آنا اور ویاں پھرنا۔

یہ پا انداز ہماری سرکار میں ضبط کیا جائے۔ جب وہ شہر کے دروازہ کے پاس
شاہ نے خود استقبال کیا۔ خاندان صفویہ کا طریقہ ہے کہ وہ مخالف و موافق
کے ساتھ مسافر پروری کا طریقہ برتتے ہیں اس لئے خان سے اعزاز کے ساتھ
کر کے شہر کے متصل ایک باغ میں اُتارا یہاں سے ماحضر کھانے کے بعد شاہ
ساتھ سوار ہوا اور جب شہر میں داخل ہوا تو وہ اپنے گھر گیا اور نذر محمد خاں
اترا جو اسکے لئے تجویز ہوا تھا۔ دوسرے روز شاہ پھر خان سے ملاقات کرنے گیا
حال پوچھ گچھ کر اپنے دولتخانہ میں آیا۔ تیسرے روز پادشاہ کی ملاقات کو نذر محمد خاں
اور تین گھنٹہ بیٹھا اور کھانا کھایا بعدہ شاہ نذر محمد خاں کو شاہ نے
میں بلایا اور اس کا حال استفسار کیا تو نذر محمد خاں نے نوکروں کی شرارت
و بیوفائی کا اور اوزبکوں کی نمک حرامی اور بیٹے کا شکوہ کیا اور اپنی
سرگذشت سنائی اور کمک کی خواہش کی شاہ نے جواب سے تسلی دی اس
میں خلیفہ سلطان نے کہا کہ جب اوزبک نے تمہارے بیٹے کی ساتھ
اور تمہارے ساتھ نفاق کیا ہوا اور ملک میں شورش مچائی ہوا اور
ہاتھ سے نکل گیا ہو تو کمک کے جانے سے تم کو کیا فائدہ ہوگا۔ نذر محمد
نے جواب دیا کہ تم سے کمک اور خدا تعالےٰ سے نصرت مطلوب ہے بعد اس
شاہ نے چراغاں کر کے نذر محمد خاں کی ضیافت کی اور روشنی کرائی نذر
دل گرفتہ اس روشنی میں گیا مگر خلیفہ سلطان کہ جواب کاٹنے کی
اس کے دل میں کھٹکتا تھا اس کی خاطر آشفتہ تھی اور لب شکوہ
چراغاں کی سیر کر کے وہ اپنے گھر آیا تمارض کے یا واقعی عارضہ کے
خانہ نشین ہوا۔ جب پادشاہ اُس کی عیادت کو آیا تو وہ بیدماغی سے
پادشاہ سے پیش آیا۔ شاہ کے آنے اور جانے کے وقت نہ استقبال کیا

شاہ نے رنجیدہ ہوکر اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ میں کیا کروں کہ مہمان ناخواندہ ہدیۂ حدائق
صنہ اس مردسودائی مزاج نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے کہ گویا میں اس کے
دروازہ پر دریوزہ گری کے لئے گیا تھا باوجود اس کے کہ اسکی وضع نامحمود سے روز بروز
پادشاہ کی خاطر رنجیدہ ہوتی جاتی تھی مگر مہمانداری کے رویہ اور طریقہ میں ذرا قصور نہ ہوتا
نذر محمد خاں و محمد علی خاں مہماندار کو بلاکر شکوہ آمیز پیغام دیا اور کہا کہ میں طعام کھانے
اور سروچراغاں کی سیر کرنے نہیں آیا تھا بلکہ پسر غدار کی اور ناہنجار اوزبکوں
کی تنبیہ اور ہندوستان کی فوج کے بکانے کے لئے اعانت و مدد کی امید
میں آیا تھا اب پادشاہ میرے حال پر توجہ نہیں کرتا میرا ارادہ بیت اللہ
جانے کا ہے میں چاہتا ہوں کہ پادشاہ مجھے حکم دے کہ اس مشت استخواں کو
اس متبرک مکان میں پہنچاؤں۔ شاہ نے اس کے جواب میں کہا کہ ابھی تمہاری
گرد اور تکان نہیں اتری اور مزاج میں انحراف ہوگیا ہے چند روز باغات
کی سیر و عمارات کشتکار کے تفرج میں طبع کو بحال کرو اور ہم آپس میں ملیں جلیں
بعد اس کے تمہاری عالی خاطر کے موافق عمل ہوگا نذر محمد خاں نے جواب دیا
کہ میں اب زیادہ صبر نہیں کرسکتا اور حجاز کے سفر کرنے کے سوائے میرا کچھ
ارادہ نہیں پادشاہ نے خلیفہ سلطان کو خان کی تسکین و دلداری کے لئے بھیجا۔ مگر
نذر محمد خاں نے اُسے درشت جواب دئے۔ شاہ نے دوبارہ خلیفہ سلطان کو بھیجا
کہ اس کو سمجھائے کہ تم کو شاہ کی رضامندی ضرور ہے اور اگر بیت اللہ جانے کا
ارادہ ہو تو بھی شاہ سے رخصت لے کر جانا چاہئے۔ خان نے بیدماغانہ جواب دیا
کہ میں کسی کی رضا کا پابند نہیں ہوں کل روانہ ہوتا ہوں۔ نذر محمد خاں کے
آنے پر دو ہفتے نہ گذرے تھے کہ وہ شہر سے باہر نکلا اور اس باغ میں آیا کہ آنے
کے وقت اتر کر پادشاہ کے ساتھ ہم نمک ہوا تھا دوسرے روز شاہ نے

خلیفہ سلطان کو مع اور ارکان سلطنت کے خان سودائی مزاج پاس بھیجا اور دلداری
کی اور دوسرے روز خود شاہ تشریف لایا اور جو دلداری اور سلوک کی شرائط تھیں بجا لایا
بارہ ہزار تومان (چار لاکھ روپئے) نقد اور کچھ جنس و مروارید و زربفت وغیرہ کہ ہزار تومان سے
زیادہ قیمت رکھتے تھے تواضع کئے اور سارو خاں جمعیت شائستہ کے ساتھ ہمراہی کیواسطے
مقرر کیا اور حاکم خراسان کے نام اس سرزمین سے مدد و کمک مقرری کے لئے لکھ دیا رخصت
کیا نذر محمد خاں نے سارو خاں سے کہا کہ بہ سبب عارضہ بدنی کے اس ملک کے سرما کی برداشت
میں نہیں کرسکتا اس لئے میں خود مازندران کی راہ سے کہ گرم سیر ہی جاؤنگا تم میرے
متعلق محمد کو اپنے ساتھ لے کر مع اسباب کے جو زیادہ ہے مشہد میں جاکر میرا انتظار کرو میں
آپس میں ملیں گے وہ خود جریدہ اپنے پوتے قاسم کو ہمراہ لے کر استرآباد کی راہ سے
بسطام میں گیا اور وہاں سے مشہد مقدس میں آیا۔ سارو خاں جو اس سے پہلے
پہنچ گیا تھا۔ خان نے اُس سے ملاقات کرکے کہا کہ میں مرو کی راہ سے جاتا ہوں
کمی آب کے سبب سے ہمارا تمہارا گذر لشکر سمیت مشکل سے ہوگا تم اپنے لشکر
کو ہرات پر جمع کرو اور میرے نوشتہ کی منتظر رہو جہاں میں آنے کو لکھوں وہاں
آجاؤ۔ مشہد میں پانچ روز توقف کیا اور پھر پوتے کو ساتھ لیکر مرو کی
پہنچا بد خلقی اور سودا مزاجی کے سبب سے خان کی مرو کے حاکم علی قلی خاں سے
موافقت نہ آئی اس کو اپنے سے آزردہ کیا اور مرو میں داخل نہ ہوا بالا بالا
روانہ ہوا مرو سے چار فرسخ پر پہنچا چند مقام کرنے ضرور ہوئے اس ضمن میں
کفش قلی خاں جو اس کے نامی اور ہوا خواہ امراء میں سے تھا سو دو سو سوار
کے ساتھ اس پاس آیا اور اُس نے کہا کہ اوزبکوں کے رئیسوں نے جو آپ کی
عذر آمیز خطوط لکھے ہیں اور آپ کو طلب کیا ہے اور اپنی اطاعت کا اظہار
اور افعال گذشتہ کی ندامت اور قبول التماس کے لئے بہت الحاح کیا ہے

آپ ہرگز ہرگز اس کے حروف و نوشتے کو سچ نہ جانیں اور کہیں بخارا نہ چلے جائیں اس بدسگال فرقہ کا استیصال واقعی کرنا چاہیے جو تمہید و تدبیر سے آپ کے دستگیر اور ہلاک کرنے میں آپ سے زیادہ ساعی ہیں۔ خان نے کہا کہ میں بھی اس قوم کی باتیں جانتا ہوں دفع حجت اور ان کے خبث باطن کی آگاہی کے لئے اس صورت سے آیا ہوں اُسنے قتلق محمد اور آتش کو بھیجا کہ الوس قلماق سے جسقدر جمعیت کہ مقدور ہو جمع کر کے قلعہ میمنہ کو محاصرہ کریں انہوں نے قلماقوں اور بعض اور احشام کو لیکر حصار مذکور کا محاصرہ دو مہینے تک رکھا مگر شادماں حارس قلعہ میمنہ کی ہوشیاری اور کارگذاری سے کچھ نہ کر سکے کفش قلماق نے نذر محمد خاں پاس جو اس وقت چغچکتو میں فروکش تھا جا کر کہا کہ بغیر آپ کے اس مہم کا انصرام نہیں ہوگا وہ میمنہ میں آیا خان کے پہنچنے پر ایک مہینہ اور محاصرہ کی سرگردانی میں گذرا مدت محاصرہ میں دو دفعہ لشکر پادشاہی نے قلعہ سے نکل کر اوزبکیہ مورچوں پر حملہ کیا پہلی دفعہ ایک جماعت کو کشتہ و خستہ کر کے منصور و مسرور مراجعت کی دوسری دفعہ شادماں خاں کے خواہرزادے خسرو اور باقی ہمراہ تھے یادگار برادر باقی دیوان بیگی کے مورچہ پر کارزار نمودار ہوئی اوزبکوں نے چار نقب قلعہ کے چار طرف لگائے تھے اور تہ دیوار تک پہنچائے تھے تین نقب لشکر شاہی نے اندر کی طرف معلوم کر لیں تھیں ان کو درہم و برہم کر دیا۔ چوتھی نقب کو ۸۔ ربیع الاول کو بارود سے بھر کر اُڑایا۔ پچیس گز دیوار اُڑا دی اوزبک کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے آمادہ پیکار تھے۔ قتلق محمد کے اہتمام سے قلعہ پر دوڑے مگر لشکر شاہی نے قلعہ میں راہ نہ دی اور آخر کو ان کو لڑ بھڑ کر بھگا دیا۔ آٹھ پادشاہی آدمی دیوار کے نیچے مرے اور دو لڑائی میں مرے لشکر شاہی نے دوپہر تک کوشش کر کے دیوار بنائی لیکن دیوار کی بنیاد کچی تھی وہ گر پڑی اوزبکوں نے اس دیوار کے گرنے سے پھر قلعہ پر حملہ کیا اور ایک جانب میں تعلق محمد اور دوسری طرف نذر محمد خاں نے لشکر کو برانگیختہ کیا۔ مگر شادمی خاں آدھی رات تک اُن سے

لڑا اور پہلے سے زیادہ جاں ستانی اور سرافشانی میں کوشش کی کئی معتبر سردار اوزبکوں کے قتل کئے۔ نذر محمد خاں نے جان لیا کہ میں لشکر شاہی سے عہدہ برا نہیں ہوسکتا اسلئے وہ بیلچراغ (نیلچراغ) میں چلا گیا اور کفش قلماق مع اپنے الوس کے میمنہ سے آدہ کوس پر جا بیٹھا کہ آذوقہ اور کاہ کی آمد و شد کو بند کرکے اہل قلعہ کو تنگ کرے جب نذر محمد خاں کی طرف قلعہ میمنہ کی فتح سے مایوس ہوئے تو اس کے ہمراہیوں نے اسکو یہ سمجھایا کہ اس وقت بلخ میں بہادر خاں نہیں ہے وہ اورنگ زیب کے استقبال کو گیا ہے اگر ان چار پانچ ہزار سواروں سے جو ہمراہ ہیں ناگاہ بلخ پر چڑھ جائیں تو اغلب ہے کہ شہر کے اندر کے آدمی اور اطراف کے ہوا خواہ معاونت کریں اور بلخ آسانی سے فتح ہوجائے۔ نذر محمد خاں نے جواب دیا کہ بلخ کا لینا دشوار ہے اور اسکا نگاہ رکھنا دشوار تر ہے میں اپنے جانے کو مناسب نہیں جانتا تعلق محمد سرداروں اور فوج کے روانہ کرتا ہوں اگر اسکو بلخ کے آدمی شہر کے اندر لیجاکر قلعہ حوالہ کردینگے اور وہ اس کی محافظت کرینگے تو میں بھی وہاں چلا جاؤں گا جب یہ رائے پسند ہوئی تو تعلق محمد کو کارطلب آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا بعد روانہ ہونے کے پھر رائیں بدل گئیں۔ ہمدموں نے کہا کہ اس وقت اپنے بیٹے کو مع جمعیت کے منافق پیشہ اوزبکوں کے ساتھ اپنے سے جدا کرنا نہ آئیں بخردی سے دور ہے اغلب ہے کہ تعلق محمد کو ہمراہ آگے لیجاکر اپنی ترقی کا پیش آمد جان کر اسکو بخوشی و ناخوشی تھمہ رہ آور دبناکر عبدالعزیز خاں پاس لے جائیں یا اپا و شاہزادہ محمد اورنگ زیب سے رجوع کریں نذر محمد خاں نے بھی ان کلمات ہوش افزا کو سنکر تامل کار پر نظر کی بیٹے کے پاس خواجہ عابد کو جو دونوں باپ بیٹوں کا معتمد تھا کر زان بھیجا اور پیغام دیا کہ وہ وہیں ٹھیرا رہے آگے نہ جائے میں بھی اس پاس آتا ہوں دونو متفق ہوکر مقصود و مطلوب پر متوجہ ہونگے۔ تعلق محمد کے ہمراہیوں نے اس بات پر اطلاع پائی تو انہوں نے کہا کہ نذر محمد خاں سے دولت نے اپنا منہ پھیر لیا ہے

اور طالع کی برگشتگی کے سبب سے ہر دم تازہ وسوسے اور ہراس اسکے دلمیں آتے ہیں اور ہر لحظہ فکر و اندیشہ باطل اسکی خاطر میں گزرتے ہیں صلاح دولت اس میں ہے کہ اب اس کا کہنا نہ مانئے آپ اپنے برادر کلاں عبدالعزیز خاں پاس چلئے اور دولت اور گنج بے رنج کے شریک ہو جیئے قتلق محمد نے اس مصلحت کو سُنکر ہمراہیوں کو مراجعت اور رفاقت میں مختار کیا اور اس ضمن میں محمد بیگ قلماق نے قتلق محمد سے ملاقات کی اور وہ بارہ ہزار کے قریب لمان سواروں کا سردار تھا اُس نے تبلایا کہ عبدالعزیز خاں نے ایک فوج عظیم اسلئے متعین کی ہے کہ جہاں آپکو پائیں بخوشی و ناخوشی اُس پاس لیجائیں ہم اسی خدمت پر مامور ہیں وہ اسکے رفیق بنکر اعزاز و احترام سے عبدالعزیز خاں پاس اس تحفہ کو لیگئے۔ عبدالعزیز خاں نے اسکا استقبال کیا اور برادر نوازی کا برتاؤ برتا اور اسکی گرد غربت کو جھاڑا۔

اورنگ زیب ۱۵ محرم ۱۰۵۶ھ کو لاہور سے روانہ ہو کر ۱۹ صفر کو پشاور میں آیا۔ اُس نے اُسی ضابطہ کے موافق جو شاہزادہ مراد بخش کی بلخ کی مہم میں مقرر ہوا تھا سہ ماہہ تمام بندہائے بادشاہی کو پہنچا دیا اور یہاں سے ۲۳ صفر کو کوچ کیا اور ۸ ربیع الاول کو کابل میں داخل ہوا یہاں تین روز ٹھیرا یہاں کے آدمیوں کو بھی مساعدت پہنچا کر فارغ کیا اور ان کو اپنے ساتھ لیا امیر الامرار کے ساتھ آگے مرحلہ پیما ہوا۔ جب درہ میں داخل ہوا تو خلیل خاں کھمرد سے آیا اور حقیقت کو عرض کیا اور پھر راہ کے تحقیق کرنے اور صاف کرنے کے لیئے رخصت ہوا۔ باوجودیکہ اس پاس پانچسو سواروں سے زیادہ نہ تھے اور غارونکی اطراف میں فوج اوزبکیہ ہزاروں شکار کی کمین میں بیٹھی تھی ناگہاں اس پر حملہ آور ہوئی اُس نے مردانہ وار اُن کا مقابلہ کیا عجب زد و خورد ہوئی اور ایک جماعت دونوں طرف سے کشتہ ہوئی باوجودیکہ اوزبکیہ غالب تھے خلیل خاں نے اس قدر استقامت کی کہ بادشاہزادہ کو خبر ہوئی اور اُس نے جو کمک بھیجی وہ آگئی اور اوزبکوں نے فرار کیا دوسرے روز

راہ کے مابین خبر آئی کہ بہت سے اوزبک اور الان دو تین فوجیں بنا کر قلب کمین گاہوں کے اطراف میں بیٹھے ہیں۔ بادشاہزادہ نے امیر الامرا کو پیغام دیا کہ ہراول کی فوج کا اہتمام کرنا چاہیئے اور مفسدوں کی دست برد سے خبردار رہنا چاہیے۔ اس روز جہاں اوزبکیہ کا نشان پیدا ہوتا تھا وہ گولہ تفنگ و تیر کا نشانہ ہوتا تھا اور سامنے نہیں کھڑا رہ سکتا تھا دوسرے روز درہ کے تنگ ناؤں سے لشکر شاہی کا گذر ہوا تو اوزبک جوق جوق ہر طرف سے نمودار ہوئے اور اُنھوں نے شوخی شروع کی اور لشکر شاہی کے آدمی جو آگے دور اطراف میں تھے ان کو زخمی کیا اور ساری منزل جنگ کرتے ہوئے گئے جس طرف اوزبکوں پر حملہ ہوتا تو وہ بھاگ جاتے پھر دوسری طرف سے نمودار ہوتے منزل پر پہنچنے اور اترنے کے وقت اوزبکوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور آخر روز مفقود الاثر ہو گئے۔ رات کو امیر الامرا پاس خبر آئی کہ قتلق محمد دس ہزار اوزبک سواروں کے ساتھ کل لشکر بادشاہی کے مقابل میں آئیگا اسکے ہر طرف دو فوجیں پانچ پانچ ہزار اوزبک سواروں کی ہیں امیر الامرا نے یہ خبر سنکر سرداروں سے مصلحت کی اور سرداروں اور ہاتھیوں کے ساتھ ایک جماعت کی چار پانچ فوجیں بنا کر اوزبکوں کے مقابلہ کے لیئے مقرر و تعین کیں فوجیں ہر طرف گروہ کی گروہ کمانیں لیے شمشیر کھینچے ہوئے جوش و خروش کرتی ہوئی اوزبکوں کو ڈھونڈھتی ہوئی اور نعرہ کرتی ہوئی گھوڑوں کو جولان میں لائیں اور جہاں اوزبکوں کی سیاہی نظر آئی تیر و سنان کا ہدف بنایا ہر دم جوق جوق فوجیں بادشاہی تلواریں چمکاتی اور گھوڑے دوڑاتی ایک دوسرے کی مدد کو پہنچتی تھیں اور بہت سے اوزبک قتل و اسیر کرتی تھیں آخر کار اوزبکوں کو ہزیمت ہوئی فوج بادشاہی کے چند گروہوں نے تعاقب کیا یہ فتح بادشاہ کی پہلی تھی اس نے سرداروں کی خدمات کی بہت تحسین و آفریں کی۔

کہ اوزبکیہ سے آمنا سامنا ہو پادشاہزادہ کی ملازمت میں آیا۔ غرہ جمادی الاولی ۱۰۵۷ھ
کو اورنگ زیب بلخ میں پہنچا۔ قلعہ کے اندر اور باہر کو ملاحظہ کیا اسکا دورہ پانچ کروہ ناپا گیا
اور شہر کے باہر ٹھیرا اس آوان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ عبدالعزیز خاں کی دو فوج گران بسرداری
قتلق محمد اور بیگ اوغلی سرحد بلخ گئیں ہیں۔ پادشاہزادہ نے بندوبست ضروری کیا اور
شرفا اور اعیان بلخ پر جو عبدالعزیز خاں کے خاندان سے قرابت رکھتے تھے اور خواجہ
پارسا کی اولاد پر اور اور نجابر طرح طرح کے لطف و انعام سے نوازش فرمائی مادھوسنگھ
اور راؤ رتن کو شمشیر خاں کے ساتھ قلعہ بلخ کی حراست کے لیے چھوڑا۔ تنخواہ سہ ماہ سپاہ کی
تقسیم کی تین روز میں سارے کاروبار سے فراغت حاصل کر لی پھر فوج بندی کے اہتمام
میں مصروف ہوا۔ بہادر خاں کو مع ہمراہیوں کی ہراول اور امیرالامرا کو برانغار اور
سعید خاں کو جرانغار بنایا اور کوچ کیا اور راہوں کی احتیاط کے لیے اور معبروں پر پلوں
کے باندھنے کے واسطے کاردیدہ آدمی متعین کیے جب وہ موضع تیموراباد میں آیا تو اُس نے
سنا کہ غنیم تھوڑی دور پر آگیا ہے تو اُس نے لشکر کو ترتیب دیا دوسرے روز سوار ہونے کے وقت
کہ بہادر خاں اور امیرالامرا راہ میں پڑے تھے ہر طرف سے اوزبکوں اور الامانیوں کی بیاہ
نمودار ہوئی اور یکبارگی لشکر شاہی پاس آنکر اطراف سے ہجوم کیا اور حد سے زیادہ
شوخی کرنے لگی ہر طرف سے بہادر اور مبارز خبردار ہو کر پیکار میں گرم ہوئے۔
امیرالامرا اور بہادر خاں کی جنگ عظیم اوزبکوں کے ساتھ راہ میں ہوئی۔ پادشاہزادہ
کو خبر ہوئی اس نے راجہ ستر سال والہ وردی خاں کو مدد کے لیے مامور کیا سعید خاں
بہ سبب عارضہ بدی کے خیمہ میں تھا اسکے اطراف کو مخالفوں نے گھیر لیا۔ سعید خاں باوجود
ضعف بدن کے ان سے مقابلہ اور مقاتلہ میں مشغول ہوا ہر طرف سے آتش قتال و شعلہ
جدال میں لوئیں اُٹھنے لگیں اور توپ و تفنگ کی زبان سے بان آتش فشاں
کے غرانے سے موت کی خبر ہوش باختوں کے گوش میں پہنچنے لگی جس بار یمین و یسار

تین چار ہزار سوار اوزبکیہ والمانیہ خونخوار سیل دماں کی طرح پہنچکر حملہ کرتے تھے ان میں سے تیر بہتاں اور تفنگ سوزاں کے طعمے ہوتے تھے اور فرار ہوتے تھے اور پھر شوخی کے لیئے نمودار ہوتے تھے اور چستی و چالاکی کے ساتھ بعض بندہائے پادشاہی کو ہلاک کرتے تھے بہادر خاں نے اوزبکوں کو اپنے سامنے سے پرے ہٹا دیا اور امیر الامرا کی سپاہ نے کومک پہنچنے سے پہلے مردانہ چپقلشیں کیں۔ اور بہت سے بے باک اوزبکوں کو مقتول و زخمی کیا اور ہزیمت دیکر اُن کے سرداروں کے ڈیرہ تک پہنچا دیا۔ چند گھوڑے اور قشلق محمد کا خاص گھوڑا چھین لیا پھر اُلٹے چلے آئے۔ سعید خاں ضعف بدن کی وجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوتا تھا اس کا بختی چار پانچ سو سوار سے اوزبکوں کے مقابل ہوتا تھا اسلیئے ہمراہیوں کی ایک جماعت کشتہ ہوئی تو وہ مغلوب ہو کر گھر گیا سعید خاں نے اپنے دو بیٹوں لطف اللہ خاں و خانہ زاد خاں کو اس کی کمک کے لیے بھیجا۔ ان دونوں بھائیوں نے داد شجاعت دی اور بعض جان باز مارے گئے اور وہ زخمی ہوئے انھوں نے باپ سے کمک طلب کی سعید خاں شیر غران کی طرح نعرہ زنان وہاں گیا باوجودیکہ چند روز سے فاقہ سے تھا اور بہت ضعیف ہو رہا تھا مگر اس نے ان اوزبکوں کو جو جوانان زخم رسیدہ پر ہجوم کر رہے تھے بذات خود شمشیر جان ستاں سے گرایا اور زد و خورد کی ایک عجیب رستخیز درمیان میں آئی اس حالت میں سعید خاں کے گھوڑے کا پاؤں ایک گڑھے میں جا پڑا اور سعید خاں کے ایک زخم لگا کہ وہ زین سے زمین پر گرا باوجودیکہ اس شیر دل کے اور دو تین زخم لگے مگر پھر وہ اٹھا تیں چار مقابل کے حریفوں کو گرایا اسی آن میں کہ لطف اللہ خاں باپ کی مدد پر متوجہ ہوا اور اس کے سر و سینہ میں تیر پیاپے لگے اور گھوڑے سے زمین پر نہ آنے پایا تھا کہ دوسرے عالم میں دوڑ گیا خان زاد خاں بھی تردد نمایاں کر کے بہت سے

زخم کھاکر گھوڑے سے گرا جب شاہزادہ کو اوزبکیہ کے اس غلبہ کی خبر پہنچی تو اُس نے اپنی سواری کے فیل کا رُخ اس طرف پھیرا اور سوار اور توپ خانہ کے پیادوں کے ساتھ خان مغلوب کی مدد پر متوجہ ہوا کہ اوزبکوں کے ہجوم کو پراگندہ کرے فوج اوزبکیہ شوخی کے ساتھ شاہزادہ کے مقابلہ میں آئی۔ ہر طرف سے جانبازوں کی صفوں کا نعرہ بلند ہوا۔ پادشاہزادہ معرکۂ رزم میں آئیں سرشتۂ بزم کو ہاتھ سے نہیں دیتا ہر وقت اپنے کو کارفرما بتاتا اس نے حکم دیا کہ دو فیل مست شیر صولت فوج کے بہادران صف شکن کے ہم قدم ہو کر پیشقدمی سے اوزبکوں پر دوڑیں اور اطراف سے مبارزان یکہ تاز دوڑ کر توپ خانہ کی شلک کے غلغلہ عظیم سے اوزبکوں کے دلوں میں بیم پیدا کریں اوزبک بہت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے اور بھاگ گئے۔ اس ضمن میں سعیدہ کے نوکر فرصت پاکر اسکو اور اسکے دونوں بیٹوں کو میدان کارزار سے اوٹھا لائے۔ خان زادخاں میں رمق باقی تھی اس نے اشارہ و لکنت زبان سے باپ کا حال پوچھا اور ایک پہر بعد مرگیا۔ حاصل کلام اول روز سے شام تک لڑائی میں بہادروں نے اپنی بہادری دکھائی اور شاہزادہ کی سعی سے فتح ہوئی۔ اور اوزبک بھاگ گئے۔ اس سبب سے کہ دونوں فوجوں میں چنداں مسافت نہ تھی بازگشت اور شب خون کے خیال سے بہت سے پادشاہی سردار ہاتھی اور گھوڑوں میں رات بھر طلایہ کرتے رہے دوسرے روز امیرالامرا نے معروض کیا کہ صلاح دولت اس باب میں ہے کہ خصم کو فرصت نہ دیں اور اس کے بنگاہ پر تاخت کرکے اسکی واقعی گوشمالی کردیں ازسر نو فوج کی ترتیب دیکر اپنی بہیر کور راجپوتوں کے سپرد کرکے مخالفوں کی بنگاہ پر اور مقابلہ پر روانہ ہوئے وہ ابھی بنگاہ کے قریب نہ پہنچے تھے کہ اوزبک فوج فوج آراستگی کے ساتھ گھوڑے دوڑاتے ہوئے پادشاہزادہ کی فوج کے برابر آئے اور شوخی کے ساتھ پیشدستی کی۔ گولہ و بان و تیر و شمشیر سے ان کی جانیں جاتی تھیں مگر وہ حملہ آوری سے

نہ آتے تھے پادشاہی آدمی بھی بہت اُن کے تیر باراں کے صدموں سے مارے
گئے اس ضمن میں لشکر اوزبکیہ کی تین فوجیں ہوئیں ان میں سے شاہزادہ کے یمین و
یسار کے مقابلہ میں دو فوجیں آئیں اور دار و گیر کی صدا بلند کی اور اپنی طرف مشغول کیا
تیسری فوج سنگین ہراول پر جو غافل تھا حملہ آور ہوئی۔ پھر ان دونوں فوجوں نے
تعلق کیا دس بارہ ہزار کماندار یکبار کمانیں چڑھائے ہوئے آن واحد میں عجب
تیر باراں کرتے تھے اور ایک آن امان نہ دیتے تھے اُنھوں نے ایک جمع کثیر کو کشتہ
کیا دار و غہ توپخانہ اور شیر شکار بہادروں نے اس جماعت خونخوار سے آویزش
کی اور داد تھوری دی سینوں کو سپر بلا اور ہدف تیر بنایا اور پیاپے حملے کرکے جماعت
مخالف کو مقابل سے پرے ہٹایا۔ اسی آوان میں دوسرا سردار بیگ داخلی تازہ فوج کے
ساتھ آن پہنچا اور اپنے گروہ ہزیمت یافتہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور از سر نو بازار کارزار گرم
کیا اور ہراول شاہی کے سرراہ ایک فوج کو تعین کیا باقی فوج امیر الامرار کے روبرو آئی اور
ہزار تیر ایک بار خانۂ کمان سے برسانے لگی امیر الامرار نے مع ہمراہیوں کے اس قوم
کے ہجوم اور تیر باراں میں قدم جاکر خوب کوشش و کشش کی مگر قریب تھا کہ
اس نیستان بلا سے امیر الامرار کی سپاہ کو چشم و زخم پہنچے کہ اس حالت میں
شہزادہ ہاتھیوں اور فوج کے ساتھ آگیا اور بہادروں کی تقویت دل کا سبب
ہوا طرفۃ العین میں جمع کثیر اوزبکیہ کو گولہ تفنگ و تیغ و سنان کا طعمہ بنایا اور انکی
جمعیت میں تفرقہ ڈال دیا اس وقت پادشاہزادہ نے از راہ منصوبہ بازی
راجپوتوں کے سرداروں کے جماعت کو بنگاہ اوزبکیہ پر تعین کرکے روانہ کیا۔
جب اوزبکوں کو اسپر اطلاع ہوئی تو ان کے دل میں تزلزل پیدا ہوا اور کارزار
جو بہیئت مجموعی کرتے تھے جنگ گریز سے مبدل ہوئی اور کچھ اوزبک بنگاہ کی
نگہبانی کے واسطے عرصۂ کارزار سے چلے گئے افواج پادشاہی اُن کے پیچھے دوڑی

فوج اوزبکیہ کو ہزیمت عظیم ہوئی اور سپاہ ہندوستان کے ساتھ بہت خیمہ اور
ہاتھ لگا اور رعایا اور لشکر کے آدمی کئی ہزار جو انکے قیدی تھے وہ خلاص ہوئے
دن خبر آئی کہ اوزبکوں کی ہزیمت پانے سے پہلے عبدالعزیز خاں نے فوج گران
سبحان قلی خاں بلخ کی تاخت کے لیئے تعین کی تھی قتلق محمد اور اور شکست یافتہ سردار
جاکر ملے اور بلخ کی تاخت کا ارادہ کیا بادشاہزادہ اس خبر کو سنکر بلخ کو پھرا
کے مابین دو تین جگہ اس گروہ سے مقابلہ ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی اور جب فوج
برکار اور عرصہ روزگار تنگ ہوا تو شاہزادہ اور امیرالامرا کو مدد کو پہنچے اور مکرر
نوبت آئی کہ بادشاہزادہ اور علی مردان خاں بہ ذات خود کارزار میں مشغول ہوئے
لشکر شاہی اوزبکوں کے شر سے محفوظ رہا ان دنوں میں خبر آئی کہ عبدالعزیز خود باقی
ساتھ اپنے لشکر سے ملا۔ اور مقرر کیا کہ اسکے لشکر میں نقارہ نہ بجائیں اور خود قول میں
نشان اور علامت سرفوجی کی اپنے ساتھ نہ رکھی عبدالعزیز خاں کے آنے کے بعد لشکر
کی تعداد بے شمار ہوگئی اور مور و ملخ کی طرح دشت و صحرا میں پراگندہ ہوگئی اور
اور محاربات جو ہر منزل میں ہر روز ہوتے تھے اگر ان کو قلم لکھے تو سننے والے
پڑھنے والے کو اس کے طول سے ملال ہو۔ حاصل کلام ہر روز دونوں فریق کی
جماعت کشتہ و زخمی ہوتی جسوقت فوج بادشاہی پر اوزبک زور کرتے تھے تو بادشاہ
اپنے لشکر کی فریاد رسی اور کومک کرتا تھا ایک دن عبدالعزیز خاں نے اپنے لشکر
سات فوجیں بنائیں اور کارزار دیدہ سردار مقرر کیئے اور ہر طرف سے
بادشاہی پر ہجوم کیا ان میں سے درگاہ بیگ کہ میر توزک اور میر شمشیر قدیم
نذر محمد خاں کا تھا اور یکہ بہادر شجاعوں میں مشہور تھا وہ دو تین ہزار سوار
لیکر شمشیر چمکاتا ہوا امیرالامرا کی برابر پہنچا اور کچھ باقی نہ رہا تھا کہ امیر
سپہ سالار کے شجر حیات کو وہ منقطع کرتا کہ امیرالامرا شمشیر نیام سے نکال

...ر ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اس کے جب بادشاہزادہ پاس امیرالامرا حاضر ...اس نے امیرالامرا پر آفریں کی اور گلے لگایا۔ امیرالامرا کی شفاعت سے بادگار بیگ ...صیرت کو عفو کیا اور عنایات بادشاہی کا امیدوار کیا دوسرے روز اوزبکیہ ہیئت ...ی سوار ہوئے محاربہ عظیم واقع ہوا اُس روز اوزبکیہ کے غلبہ کی نوبت یہاں تک آئی ...تین چار ہزار سوار لشکر شاہی میں سیل دماں کی طرح داخل ہوئے۔ خانجات میں پہنچکر ...قطاریں اونٹوں کی سرکار بادشاہی اور بعض امرا کی اور صرافہ بازار کو آگے کرکر روانہ ...ے اور لشکر کے زن و فرزند کو گرفتار کیا۔ امیرالامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بندات ...تردد جانبازی کیا اور تنہا شرط بلادت اور تہوری کام میں لایا طرفین سے جنگ کثیر ...شتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کا رخانجات پادشاہی اور اکثر امرا کے پھرلے لیکن ...ار اور سپاہ کے آدمیوں کا بڑا نقصان ہوا اور اُن میں خرابی ہوئی بادشاہزادہ ...تعصوبہ سازیوں میں سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام میں لایا کچھ لکھے جاتے ہیں ...یک دن عین گرمی کارزار اور ہنگامہ دارو گیر میں خبر آئی کہ شادمان بیگ اور ...ظاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خاں ہوا تھا اپنے تعلقہ تھانہ سے کومک کو آتے ...تھے دو ہزار سوار اوزبکیہ نے اُن کے سرراہ کو ایک قلب مکان میں روک کر انکو ...یر لیا اور اُن کو تنگ کیا اور سوائے دو سو بندوقچیوں اور کمانداروں کے جو استقامت کرکے ...رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید نہیں تھی اور اغلب تھا کہ وہ سب کشتہ ...ہو جاتے بادشاہزادہ نے یہ خبر سُنکر فوج خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیرالامرا کے ...سو سو سواروں کو بھیجا۔ اور علامات اور نشان سواری خاصہ کے ان جان باختوں ...کی مدد کے لیے اُن کی ہمراہ کیے۔ اوزبکوں نے جب یہ سواری خاصہ بادشاہزادہ ...کے نشان دیکھے اور اُس کے آنے کی خبر سُنی تو وہ بھاگ گئے اور شادماں بیگ ...اور محمد طاہر جان سلامت لیکر پادشاہزادہ پاس گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سترہ

گرفتار ہوا اور حریف کو زخمی اور دستگیر کیا بعد اس کے جب بادشاہزادہ پاس امیرالامرا حاضر
ہوا اُس نے امیرالامرا پر آفریں کی اور گلے لگایا۔ امیرالامرا کی شفاعت سے بادگار بیگ
کی تقصیرات کو عفو کیا اور عنایات بادشاہی کا امیدوار کیا دوسرے روز اوزبکیہ بہلیت
ہوئی سوار ہوئے محاربہ عظیم واقع ہوا اُس روز اوزبکیہ کے غلبہ کی نوبت یہاں تک آئی
کہ تین چار ہزار سوار لشکر شاہی میں سیل دماں کی طرح داخل ہوئے۔ خانجات میں پہنچکر
کئی قطاریں اونٹوں کی سرکار بادشاہی اور بعض امرا کی اور صرافہ بازار کو آگے کرکر روانہ
کیے اور لشکر کے زن و فرزند کو گرفتار کیا۔ امیرالامرا یہ خبر سنکر عقب سے دوڑا اور بذات
خود تردد جانبازی کیا اور تنہا شہ طلادت اور تہوری کام میں لایا طرفین سے جمع کثیر
کشتہ ہونے کے بعد چند قطار شتر کا رخانجات بادشاہی اور اکثر امرا کے پھرلے لیکن
بازار اور سپاہ کے آدمیوں کا بڑا نقصان ہوا اور اُن میں خرابی ہوئی بادشاہزادہ
کی منصوبہ سازیوں میں سے جو غلبہ جنگ کے وقت وہ کام میں لایا کچھ لکھے جاتے ہیں
ایک دن عین گرمی کارزار اور ہنگامہ دارو گیر میں خبر آئی کہ شادمان بیگ اور
ظاہر خراسانی جو آخر کو صف شکن خاں ہوا تھا اپنے تعلقہ تھانہ سے کومک کو آتے
تھے دو ہزار سوار اوزبکیہ نے اُن کے سرراہ کو ایک قلب مکان میں روک کر اُنکو
گھیر لیا اور اُن کو تنگ کیا اور سوائے دو سو بندوقچیوں اور کماندروں کے جو استقامت کرکے
رہ گئے تھے کسی طرح کی کمک و مدد کی امید نہیں تھی اور اغلب تھا کہ وہ سب کشتہ
ہوجاتے بادشاہزادہ نے یہ خبر سُنکر فوج خاصہ سے ایک جماعت کو اور امیرالامرا کے
سو سواروں کو بھیجا۔ اور علامات اور نشان سواری خاصہ کے ان جانبازوں
کی مدد کے لیے اُن کی ہمراہ کیے۔ اوزبکوں نے جب یہ سواری خاصہ بادشاہزادہ
کے نشان دیکھے اور اُس کے آنے کی خبر سُنی تو وہ بھاگ گئے اور شادماں بیگ
اور محمد طاہر جان سلامت لیکر بادشاہزادہ پاس گئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سترہ

اٹھارہ روز تک آدمی اور گھوڑوں کو لڑائی سے آرام نہ ملا اور حکم ہوا تھا کہ تان دھ
ہاتھیوں پر لگا کے خاص آدمیوں کو اور ہر کسی کو اُس کی قسمت کے موافق پہنچائیں ایک
ایک دو روپیہ کو اور پانی بشرح ایضاً فروخت ہوتے تھے اور کسی کو نہ ملتے تھے کسی تا
داستان محاربات بادشاہان سلف کی جس میں اغراق و مبالغہ سخن کو دخل ہوتا ہے
نہیں دیکھنے میں آئی کہ جس کا اتنا امتداد ہوا اور شرط سرداری و بردباری و کارفرما
ہوئی ہو اور بعض امراء کی رفاقت میں بذات خود بادشاہزادہ اور امیرالامرائی مردان
رزم میں متوجہ ہونا ظہور میں آیا ہو اوزبک اور الامان ایک لاکھ بیس ہزار سے کم نہ تھے
سرداران اوزبکیہ نے جو شجاعت و جلادت اور غلبہ خصم سے دل نہ ہارنا۔ بادشاہ
میں دیکھا تھا تو وہ انصاف کرکے کہتے تھے کہ اگر ہمارے لشکر کا سردار ایسی رفاقت کرے
تیمور کی طرح روم و شام تک تسخیر کریں۔ اگرچہ عبدالعزیز خاں اور اور سرداروں نے
ہو کر جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا تھا مگر ہندوستان کی فوج کی اطراف کو وہ گھیرے رہتے
فی الحقیقت دونوں طرف کی فوج کے گھوڑوں اور سواروں میں حرکت کی طاقت نہ
تھی اس مابین میں یہ شہرت ہوگئی کہ بادشاہ زادہ کا ارادہ ہے کہ نذر محمد خاں کی تقصیر
معاف کرے اور ملک و مال اُسکو دے عبدالعزیز خاں نے اپنا ایک معتمد نوکر بادشاہ
پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ سنا جاتا ہے کہ بادشاہ حق شناس اور عدالت اساس
مرکوز خاطر یہ ہے کہ ولایت بلخ کو پھر نذر محمد خاں کو تسلیم کریں اس صورت میں
کہ سبحان قلی خاں کو یہ ولایت مرحمت ہو وہ نذر محمد خاں کا پسر رشید ہے
پدر کی نسبت زیادہ رعیت پرور اور آباد کار ہے اور میں نے اس کو فرزند
اور قلیچ خاں کا خطاب دیا ہے اور اس سے مسلمانوں کی نزاع اور خونریزی
ہوگی۔ بادشاہزادہ نے جواب دیا کہ میں بادشاہ کے حکم بدون آپ کو کچھ
نہیں دے سکتا۔ پھر جب سواد بلخ کے نزدیک شاہزادہ آیا تو عبدالعزیز خاں

کو پیغام دیا کہ اگر بادشاہزادہ یہاں آرام کرے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ بیگ
خاں اور پلنگ توش کو بادشاہزادہ کی خدمت میں بھیجوں اور اُن کی زبانی
پیغام دوں بادشاہزادہ نے جواب دیا کہ شہر نزدیک آگیا ہے جب میں وہاں
توں تو جس کسی کو جی چاہے بھیجدینا ان پیغاموں کی آمد و رفت سے مصالحت کی شہرت
شہر میں پھیل گئی - ۱۸ جمادی الاولی کو شاہزادہ نے بلخ میں نزول فرمایا اور تین مقام
عبدالعزیز خاں کے لشکر میں سے اوزبکیہ اور المانیہ گھوڑے اور گھوڑیوں کو
کے لیے لانے لگے - بادشاہزادہ نے اُن کو مادۂ غدر سے خالی نہ جانا کوتوال
کو حکم دیا کہ اوزبکیہ کو لشکر میں آنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے منع کرے
وہ سردار لشکر پر اطلاع نہ پائیں اور یہ قرار پایا کہ شاہزادہ محمد سلطان کو بعض امیر
تمی آدمیوں کو بلخ میں چھوڑے اور خود چریدہ ہو کر لشکر کے ساتھ اوزبکیوں کی گوشمالی
اس خبر کی شہرت سے المانی اور اکثر اوزبکیہ عبدالعزیز خاں سے جدا اور متفرق ہو گئے
فوج فوج اندجان اور بخارا میں آگئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس قوم کی
قوت حلال و کسب مال لوٹنا ہے اور اس جنگ میں کوئی چیز وجہ تاراج سے اُن کو
نہ تھی - بلکہ اکثر اسباب مال اندوختہ سابق بادفنا تاراج میں کھو بیٹھے تھے ناچار عبدالعزیز
خاں حوالی بلخ کو چھوڑ کر ہندوستان کی فوج کے شب خون کے خوف سے بیس کروہ
آبوں سے گزر گیا -

لشکر شاہی کا مجمل بیان یہ ہے کہ بلخ و بدخشاں کو شاہزادہ محمد مراد بخش کے ہمراہ
سہ ہزار سپاہ روانہ ہوئی تھی - جب ممالک محروسہ میں یہ ملک داخل ہوا
ایک گروہ حسب الطلب بادشاہ پاس آگیا تھا اور ایک سپاہ بہادر خاں اصالت
خاں کے پاس اس ولایت میں رہی زیادہ تر وہ حدود و ملک و قلعوں کے
بست میں مشغول تھی اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے آنے تک ہر ایک اپنے محل میں

خدمت پر مامور تھے ۔ چنانچہ قلیچ خاں ایک گروہ کے ساتھ طالقان
حدود میں تھا اور رستم خاں ایک لشکر کے ساتھ اندخود میں اور سعادت
جماعت کے ساتھ ترمذ میں اور شادمان خاں ایک فریق کے ساتھ میمنہ میں
ایک جوق کے ساتھ قندز میں اور خنجر خاں ایک فوج کے ساتھ رستاق میں
شہر و قلعہ بلخ میں اور ایک فرقہ اور اماکن میں تھا جب اورنگ زیب بلخ میں
کسی کو اپنے پاس نہیں طلب کیا جو امرا کہ اس کی ہمراہی کے لیے مامور ہوئے
راجہ جے سنگھ نے جو دو ہزار سپاہ ہمراہ رکھتا تھا اور بعض اور امیروں نے پہنچنے
کی اور اللہ وردی خاں و نجابت خاں و لدمرزا شاہرخ و مرزا نوذر صفوی اور
بے توفیقی سے قندہار نہیں پہنچ سکے اس لیے اورنگ زیب کے پاس لشکر
میں پچاس ہزار بھیجا گیا تھا اس سے نصف تھا بلکہ اُس سے بھی کمتر تھا اور
اور اس کے دو بھائیوں کا اور توران و بدخشاں و بلخ سے تمام علوفہ خواروں
و علف خواروں کا لشکر جمع ہوا تھا ۔ جس کو آق سقلان اس طائفہ کا پیکر
کہ ماوراالنہر کی کسی لیساق میں نہیں جمع ہوا ۔ بابرنامہ میں بابر نے لکھا ہے کہ جب
توران و شاہ طہماسپ دارائے ایران میں جو محاربہ ہوا لشکر اوزبک ایک
ہزار تھا اور قزلباش کی سپاہ چالیس ہزار ۔ اُن معزز اوزبکوں کی زبانی
خاں کے ساتھ تمام معرکوں میں تھے اور پھر بادشاہزادہ کی خدمت میں آگئے تھے
کہ ان لڑائیوں میں اوزبکوں کی ایک جماعت ایک لاکھ سواروں سے زیادہ
بادشاہ نے جو تحقیق کیا تو صحیح یہ معلوم ہوا کہ لاکھ سوار سے کم تھے اس سبب
لشکر شاہی کو یقین تھا کہ اوزبکیہ غرور اور فزونی سپاہ کی وجہ سے بیکار صف
تو وہ احمال اور اثقال کو اپنے ہمراہ رکھتا تھا ۔ غنیم باوجود کثرت سپاہ کے جنگ
نہ کر سکا قزاقی کرنے لگا تو اردو کی محارست اور غنیم کی محاربت میں مشغول

ہمیشہ چار و نظرف ہنگامۂ قتال کو گرم رکھتا اور توپ و تفنگ و بان سے اوزبکوں کو
دور بھگانا پڑا۔ ان لڑائیوں میں اوزبک پانچ چھ ہزار مارے گئے اور لشکر شاہی میں پانچ
سو آدمی۔ شاہزادہ محمد اورنگ زیب سات لڑائیاں لڑا وہ ہاتھی پر بیٹھتا اور نہ زرہ
بکتر سر پر لگاتا۔ جہاں اوزبکوں کا غلبہ دیکھتا وہاں دوڑ کر پہنچتا۔ عبداللہ بیگ نبیرۂ
سید بے اتالیق امام قلی خاں اوزبکوں کے ساتھ سب لڑائیوں میں شریک تھا جب
عبدالعزیز خاں جیحون سے پار بھاگ گیا تو وہ شاہزادہ اورنگ زیب کی خدمت میں
آیا۔ بیگ موصوف اُس سے یہ کہتا تھا کہ جس قدر تدبیر و تلاش ہم نے اس مہم میں کی اگر کوئی
دوسرا لشکر مثلاً قزلباش وغیرہ کا ہوتا تو ہم اُس کو ضرور شکست دیتے مگر ہندوستان کے
لشکر سے عہدہ برآ نہو سکے۔ اوزبک قزاقانہ جنگ مثل دکنیوں کی کرتے تھے اس لیے
ان کی تنبیہ بغیر اس کے صورت پذیر نہیں ہو سکتی تھی کہ لشکر کے احمال اور اثقال کو شہر
بلخ میں چھوڑیں اور جریدہ ہو کر جنگ میں مشغول ہوں اس سے لڑنے میں بڑی محنت و
مشقت اُٹھانی پڑتی تھی اورنگ زیب کو اس قسم کی جنگ کا تجربہ دکن میں پہلے ہو چکا
تھا جس کا بیان وقائع سال نہم میں ہو چکا ہے اس لیے بلخ میں اپنے بیٹے محمد سلطان کو
احمال و اثقال کے ساتھ ٹھیرایا اور خود جریدہ مخالفوں کے تعاقب اور مالش میں مصروف
ہوا۔ اپنی تدبیر صائب سے عبدالعزیز خاں اور اوزبکیہ سرداروں کو فتحیاب نہ ہونے
دیا وہ گاہ بیگاہ کی لڑائیوں سے نا امید ہوئے۔ اور مسلمانوں کے مال کو وہ اپنی قوت
احمال اور قوت بال جانتے تھے اس سے مایوس ہوئے۔ جنگ صف تو کیا کرتے مدافعت
قزاقانہ کی بھی نیروا اپنے میں نہیں دیکھتے اور ایسا اُن پر وہم چھایا کہ توقف میں اپنی صلاح کار
نہ دیکھی موضع شہابے شہرک کی طرف گئے اور یہاں کی بعض زراعات کو جلایا اور لشکر
شاہی کے تعاقب کی ہراس سے یہ مشہور کیا کہ ہم بدخشاں جاتے ہیں خلم سے راہ چپ کر کے
بیک وزمیں ساحل جیحون پر گئے اور سلخ جمادی الاولیٰ ۱۰۵۲ھ کو عبدالعزیز خان جیحون سے

پار چلا گیا اور کچھ آدمی عبور کرنے میں غرق ہوئے۔

اس مہم کی اوپر تصویر اُتاری گئی ہے وہ اس کے بغیر کامل نہیں ہوگی کہ ہم نامناسب امور جو اس میں واقع ہوئے ہیں تحریر نہ کریں۔ شاہزادہ مراد بخش کی بلخ سے معاودت کی درخواست کرنا پہلے اس سے کہ اپنے نو مفتوح ملک کا انتظام ہو اور قلعوں کا استحکام اور حدود کا انسداد ہو جا بجا تھانے بٹھیں اور انتظام سے بالکل خاطر جمع ہو اور نذر محمد خاں کا معاملہ منقطع ہوا اور جو لشکر اُس کے تعاقب میں گیا ہے وہ مراجعت کرے اور الوسات اور اویماقات چغتائیہ جن کی عمروں کے بعد یہ آرزو اُن کی پوری ہوئی تھی کہ اپنی قوم قدیم و ولی نعمت کو اپنی ولایت میں دیکھیں وہ صاحب زادہ صاحب زادہ کہتے ہوئے اور ہزار شادمانی سے ملازمت کی تمنا میں بلخ میں آئیں کہ اُن کی مملکت سے اوزبکوں المانوں کا کانٹا نکلے اور رعایا و کشاورز استمالت پائیں۔ دوم بہادر خاں اور اصالت خاں کا نذر محمد خاں کا تعاقب نہ کرنا اور شیر خاں واندخود و چیکتو و میمنہ کے حدود ربط و ضبط بغیر مراجعت کرتی اور ہر مکان میں تھانوں کے بٹھانے سے خاطر جمع نکلتی اور اس سرزمین کے ان آدمیوں کا مطیع نہ بنانا جو اس کی قابلیت رکھتے تھے نواح کے الوسات و اویماقات کی تسلیم و استمالت نہ کرنی۔ سوم شاہزادہ کا اورنگ زیب کا بلخ سے غنیم کی مالش کے لیے پیش جانا یہ اس شاہزادہ کی اوّل حد اسکو بلخ سے دور نہیں جانا چاہیئے تھا بلکہ اس سے چار پانچ کوس پر توقف کرنا تھا کہ شہر میں لشکر کی آمد و رفت بھی میسر ہوتی اور احمال و انتقال زاید بھی شہر میں جریدہ ہونے کے سبب سے بلخ کو معاودت نہ کرنی پڑتی۔ شہر کے پاس پہنچکر انتظار میں بیٹھتا اگر غنیم جنگ صف کرتا تو اپنی سزا کو پہنچتا اور اگر جنگ صف نہ کرتا تو اس کا لشکر المان جن کا علوفہ کچھ نہیں ہوتا اور مسلمانوں کے اموال و اوقات گزاری کرتے ہیں وہ چند دنوں میں متفرق ہو جاتے تو اس

صورت میں ان کا تعاقب اس جریدہ ہونے کی صورت سے نہایت آسان ہوتا اور افواج کی تقسیم کے وقت تمام بلخ کے لشکر کو جو اس لشکر سے بھی زیادہ تھا ..... جو شاہزادہ کی خدمت میں تھا فقط بہادر خاں کے ساتھ نہیں بھیجنا چاہیئے تھا بلکہ اس کو میمنہ و میسرہ میں بھی قسمت کرنا چاہیئے تھا کہ ہر سمت اپنے مقابل کے غنیم کو مار کر ہٹا سکتی اور وہ آفت و بلا جو سعید خاں شیرازی پر آئی نہ آتی اور اس کے بیٹے نہ قتل ہوتے چہارم بلخ کی معاودت کے بعد شاہزادہ کو ایک روز سے زیادہ توقف نہیں کرنا چاہیے تھا ایک جماعت نے اپنی خوغرضی کے سبب نمک خواری پر خیال نہ کیا اور ایک ہفتہ تک اس کو ٹھیرایا چاہیئے تھا کہ یہ توقف نہ ہوتا اور عبدالعزیز خاں کے فرار کی خبر سنتے ہی اس کا تعاقب ہوتا تو وہ مقید ہوتا یا دریائے جیحون میں غرق ہوتا۔ تمام ماوراءالنہر مفتوح ہوتا۔

واقعات سال بست ویکم ۱۰۵۷ھ ۱۶۴۷ء

ہر سال کی طرح غرہ جمادی الآخر ۱۰۵۷ھ کو بزم جلوس سال بست ویکم منعقد ہوئی اور امراء اعلیٰ و ادنیٰ فیض یاب ہوئے۔ بادشاہ نے یہ اخبار سنے کہ اوزبکوں نے بے اعتدالی کی ہے اور بلخ کی لڑائی سے بھاگ کر اُن کا ارادہ یہ ہے کہ بدخشاں میں جا کر دست بردی کریں اس لیے پانچویں ماہ مذکور کو بادشاہ نے شاہزادہ محمد مرادبخش کو اس طرف جانے کے لیے رخصت کیا۔ اسی ضمن میں معروض ہوا کہ افواج اوزبکیہ نے بدخشاں میں فساد کرنے کا ارادہ ترک کیا۔ اور نذر محمد خاں حضور میں آنے کا قصد رکھتا ہے اور اس کا عریضہ عفو تقصیرات کی التماس کا اور استمالت نامہ کی طلب کا آیا گیا تھا اس لیے ۱۱ ماہ مذکور کو محمد مرادبخش کا بلخ جانا موقوف کرکے مراجعت کا حکم بھیجا اور صوبہ کشمیر کو رخصت کیا۔

بادشاہ نے جو نذر محمد خاں کو نامے لکھے ہیں اُن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

کہ بادشاہ کو یہ منظور تھا کہ ماوراءالنہر کو فتح کر کے اور اس دیار کا نظم ونسق کر کے اپنی عنایت سے بلخ وبدخشاں نذر محمد خاں کو مرحمت کرے۔ غرض وہ اپنے خاندان کے مردہ حقوق کو دوبارہ زندہ کرنا اور سوتے ہوئے موروثی استحقاقوں کو خواب گراں کی نیند سے پھر بیدار کرنا چاہتا تھا۔ مگر نذر محمد خاں نے بادشاہ سے رجوع نہیں کی بلکہ شاہ ایران پاس گیا اور وہاں سے مایوس پھرا۔ بلخ میں مراجعت کی اور یہ ارادہ کیا کہ قلعہ میمنہ کو تسخیر کر کے اس سے اپنے پر وبال شکستہ کو درست کرے اس میں بھی کامیاب نہوا جس کا ذکر اوپر ہو چکا تو بیل چراغ (نیل چراغ) میں اُس نے اقامت کی اور یہاں عبدالعزیز خاں اور اپنے بیٹوں کی فتح وشکست کا منتظر رہا۔ جب بادشاہ کو اس میں فتح ہوئی تو وہ سب طرف سے مایوس ہوا اور اپنی مصلحت اس میں دیکھی کہ اورنگ زیب کو مکتوب بھیجا کہ جس میں اپنی اطاعت کا اظہار کیا اور ملاقات کی درخواست کی شاہزادہ نے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس کا مکتوب بادشاہ پاس بھیجا اور اس کے حال پر ترحم کی درخواست کی بادشاہ نے اس کی درخواستوں کو منظور کیا اور اورنگ زیب پاس حکم بھیجا کہ اگر نذر محمد خاں تم سے ملنے آئے تو تم اسکو بلخ وبدخشاں اور سب اطراف سے لشکر کو بلا کر اس طرف روانہ ہو۔ بادشاہ کو اب کابل میں کوئی بات منتظرہ باقی نہیں رہی جب ۵ شعبان کو کوچ کیا اور محمد شجاع کو حکم دیا کہ جب تک سرحد کابل میں داخل ہو وہ یہاں رہے اور پھر ہمارے پاس چلا آئے۔ بادشاہ منزل بمنزل چلکر پانچویں شوال کو لاہور میں داخل ہوا اور ۱۹ کو اکبر آباد کی طرف کوچ کیا۔

نذر محمد خاں بیل چراغ میں اقامت رکھتا تھا اس نے جو کچھ سوچا وہ نہوا آخر شاہزادہ سے درخواست کی کہ میں بلخ میں آنا چاہتا ہوں میری جمعیت خاطر کے لیے طاہر خاں کو بھیجدیجئے۔

۱۹ جمادی الثانیہ کو شاہزادہ نے طاہر خاں کو اس پاس بھیجا اور

تحقیق حال بلخ وبدخشاں اور انکا نذر محمد خاں کو مرحمت کرنا

...تی اس کے ساتھ کیا اور فرستادوں کو ارشاد کیا کہ نذر محمد خاں کے مطالب کو دریافت ...کے اس کی خاطر پراگندہ کو جمع کریں اور حقیقت لکھ بھیجیں۔ نذر محمد خاں نے فرستادوں ...کے بھیجنے کے بعد ظاہر کیا کہ قلعہ میمنہ کو اگر اولیاء دولت میرے تصرف میں کردیں تو میں ...نے وابستوں اور اسباب و اموال کو وہاں چھوڑ کر بلخ کو روانہ ہوں۔ شاہزادہ نے بعد ...ی جواب دیا کہ جب بلخ و بدخشاں عنایت ہوگا تو قلعۂ میمنہ بھی ان کا ضمیمہ ہوگا اس جواب سے ...محمد خاں رنجیدہ ہوگیا اور آنے میں متامل ہوا اور اُس نے ظاہر کیا کہ اگر بلخ کا دینا منظور ...تا تو قلعہ میمنہ کے دینے میں ایستادگی نہ ہوتی۔ ہرچند طاہر خاں نے اس کو سمجھایا مگر اس نے ...م سے نہیں قبول کیا اپنے معتمد محمد قلی کو عطاء اللہ کے ساتھ بھیجا کہ وہ معاہدہ کو مستحکم کرے ...ب وہ شاہزادہ پاس آیا تو اُس نے عہد نامہ اسکی خواہش کے موافق لکھ کے مکتوب استمالت ...میر کے ساتھ بھیجدیا۔ نذر محمد خاں نے بیل چراغ سے کوچ کیا خوف و ہراس کے ...ب آہستگی کے ساتھ قطع مسافت کیا راہ میں ہر جگہ بے ضرورت توقف کرکے قدم بڑھاتا ...زادہ نے بہادر خاں کو استقبال کے لئے شیرغاں بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر نذر محمد خاں کا ...وہ یہاں آنے کا مصمم ہو تو سب جگہ اُس کے احترام و اکرام میں کوشش کرے ورنہ ...ستور سابق دلیری سے اس کے ساتھ رزم کرے اور ایسا اس کو وادیِ فرار میں آوارہ ...ے کہ پھر اس کو اپنی گلیم سے قدم نکالنے کی جرأت نہ ہو۔ خان مذکور نے کمش و قلماق ...روانہ کیا کہ اوّل وہ بہادر خاں سے ملاقات کرے اور اس کو بہ لطائف الحیل پھرا دے ...بعد ازاں شاہزادہ کی ملاقات کے لئے ایک مکتوب لکھے اور خود جاکر شاہزادہ کو دے ...کمش قلماق نے بہادر خاں کو شیرغاں میں کہا کہ قلعہ میمنہ کے نہ دینے سے خان کی خاطر ...تی نہیں ہے اب اگر خان کے لئے شیرغاں خالی کردو تو وہ اپنے گھوڑوں کو یہاں آرام ...ے اور بنہ و بار وہاں چھوڑ کر شاہزادہ کی ملاقات پر متوجہ ہوگا اگر قدر دانی اور مہربانی ...سے یہ درخواست قبول نہ ہوگی تو خان جہان ہی وہاں سے مراجعت کرکے جہاں مناسب

جانے گا چلا جائے گا۔ خان نے اس کے دغدغہ اور تفرقہ خاطر کے رفع کے لئے صلح
وقت پر لحاظ کر کے قلعہ شبرغاں کو خالی کر دیا اور خود کوچ کر کے پل خطیب کو
لشکر گاہ بنایا۔ کنش قلماق شیر غاں سے خاطر جمع کر کے شاہزادہ کی خدمت میں گیا
نامہ جس میں خان نے اپنی ملاقات کی تاریخ ۲۰ رمضان مقرر کی تھی شاہزادہ کو دیا
نے کنش قلماق کو خلعت دیکر رخصت کیا اور خود استقبال کے لئے بلخ سے نہیں آیا
آیا۔ اس اثنار میں نذر محمد خاں کا نوشتہ آیا کہ اگرچہ ملاقات کا وعدہ پل خطیب
قریب تھا مگر اس کو آپ کی تصدیع کا سبب جان کر گزارش ہے کہ ملاقات نواحی شہر
ہوگی آپ شہر کو تشریف لے جائیں اور شہر کے نزدیک جو جگہ آپ مقرر فرمائیں
میں وہاں آپ کی ملاقات سے مسرور ہونگا۔ چہارم رمضان ملاقات کا دن مقرر ہوا
کہ خبر آئی کہ خان ایسا مریض ہو گیا ہے کہ اس نے اپنا آنا موقوف رکھا اور اپنے
قاسم سلطان کو کنش قلماق کے ساتھ بھیجا ہے اور اپنے نہ آنے کی معذرت کی۔ شاہزادہ
بہادر خاں کو قاسم سلطان کے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ آیا تو اس کو لے
اپنی مسند کے نزدیک بٹھایا اور اس کی رخصت کے بعد امیر الامرار اور اوروں کے
ساتھ شاہزادہ نے مشورت کی اور بیان کیا کہ گرانی غلہ و ویرانی ملک اور موسم زمستان
قریب یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ اس محال میں مجال توقف محال ہے غلہ روز بروز
جاتا ہے۔ کاہ و ہیمہ مطلق نایاب ہے۔ موسم مذکور کا سامان کرنا اور اس ملک میں
بغایت دشوار ہے۔ اب تم صلاح دولت بتاؤ کہ کیا ہے۔ سب نے متفق ہو کر عرض
بادشاہ کے جواب آنے تک تو راہیں برف سے مسدود ہو جائیں گی۔ اور کل
عبور کی فرصت نہیں ملے گی۔ اس صورت میں نہ رہنے کا سامان ہوگا نہ کوچ
طاقت۔ آدمیوں پر سخت مشکل ہوگی۔ ناگزیر شاہزادہ نے نواحی بلخ کے قلعہ جات
حارسوں کو اپنے پاس بلایا۔ اس سبب سے کہ اوزبک اور الامان بہت اس

شرق پھرتے ہیں جہاں جمع قلیل وہ دیکھیں گے بے مال اُن پر تاخت کرینگے۔
ادہ نے راجہ جے سنگہ کو سعادت خاں کے لانے کے لئے ترند بھیجکر یہ چاہا کہ بہادر
رستم خاں کی مدد کے لئے تعین کرے کہ اس اثنار میں رستم خاں کی عرضداشت
ں کہ میں مع اپنی جمعیت کے سمت میمنہ کو جاتا ہوں کہ شاد خاں کو ہمراہ لیکر
سان چاریک سے کابل روانہ ہوں۔ ۱۵ رمضان کو شاہزادہ نے فیض آباد سے
جت کی جلکاے میں منزل کی اور ملک نذر محمد خاں کو اور قلعہ بلخ قاسم ونقش
یح کو سپرد کیا اور رخصت کے وقت سرکار والا سے قاسم سلطان کو پچاس ہزار
ں غلہ دیا جو اس وقت کے نرخ سے پانچ لاکھ روپیہ کی قیمت کا تھا سوائے
یت کے قلاع اور ذخیرے نذر محمد خاں کو حوالہ کئے اگر نذر محمد خاں خود آتا تو پادشاہ
ں طرف سے چار لاکھ روپیہ اور شاہزادہ کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ پاتا جس سے
سامان ملک داری سے مستغنی ہوجاتا۔ راجہ جے سنگہ نے سعادت خاں کے ساتھ
ں منزل میں ملازمت کی۔ اس ملک کی آغاز تسخیر سے پادشاہزادہ کی مراجعت کی
یخ تک دو کروڑ روپیہ سپاہ کی تنخواہ میں خرچ ہوا۔ اور دو کروڑ روپیہ اور اس
کی ضروریات میں خرچ ہوا اور سب لڑائیوں میں طرفین سے جمع کثیر قتل ہوئی
یک ہفت شبان روز میں اوزبک کے چھ ہزار سوار اور پادشاہ کے پانچہزار
کشتہ ہوئے۔ مال مویشی رعایا جو فنا ہوئے اس کا حساب خدا جانتا ہے۔

اس مراجعت کے عمدہ موجبات یہ تھے کہ امرار میں نفاق و بیدلی تھی اُن کو
ہندوستان کا عیش یاد آتا تھا۔ یہاں کی کثرت عسرت و قلت غلہ سے دل
تھا۔ ہندوستان کی نسبت کہا جاتا ہے کہ لہ یخلق مثلہا فی البلاد۔ کہاں اسکی
ں کے تنعمات و مستلذات اس کے مکانوں کا تفرج کہاں اس ملک میں ٹھیرنا
یوں کی عمارات کی علامات کو تاخت و تاراج سے مٹانا اور آباوانی کو ویرانی بنانا

شاہزادہ کی مراجعت بلخ سے کابل کی

اور چند و بوم کا گلستان بنانا ہو اس میں مجال توقف کو محال جانکر بے انقباض
دینے پر راضی ہونا اور وہاں سے چلنا پڑا۔ ۱۴ رمضان کو شاہزادہ تونک
فوج کے ساتھ موافق دستور العمل کے کابل روانہ ہوا۔ ۱۶ رمضان کو درہ تنگ
پر پہنچے یہاں منزل کہی کو شمشیر خاں گیا تھا۔ آٹھ سات ہزار اوزبک نے چار
طرف سے شمشیر خاں کو گھیر لیا اور دار و گیر کی صدا بلند کی بہت شتر و گاؤ
ہوئے۔ اور ایک جماعت کو کشتہ و زخمی و کیا۔ شمشیر خاں کی مدد کو بہادر خاں
اس کو اس تھلکہ سے نجات دی۔ غوربند کے پہنچنے تک تین دفعہ اس طائفہ
سخت مقابلہ و مقاتلہ ہوا اور ہر بار جمع کثیر طرفین سے کشتہ ہوئی۔ غور
پہنچکر یہاں تھانہ قایم ہو خزانہ کے دس لاکھ روپے یہاں موجود تھے
ہمراہ لیکر روانہ ہوئے۔ جس روز وہ غور سے گزرے تو ہزاروں ہزار
شاہزادہ کے لشکر پر تاخت کی عجب آتش جنگ مشتعل کی جو مال و اسباب
لگا اسے لوٹ لیا اور تمام فوج و سرداروں کو تنگ کیا۔ یہاں تک نوبت
خزانہ پر وہ جھکے۔ بہادر خاں خود وہاں گیا بادشاہی آدمی زیادہ زخمی
ہوئے۔ پہر رات گئے تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور نجات کی امید
معلوم ہوتی تھی۔ ذوالفقار خاں و نور الحسن (ابوالحسن) کہ خزانہ کی ہمراہ
انہوں نے رستانہ چستیاں کیں باوجود زخمی ہونے کے دونوں سردار
داد مردانگی دی۔ آخر کو اس جماعت کی دستبرد سے خزانہ بچایا۔ کوتل
پر پہونچے۔ تنگی راہ اور برف و یخ سے سرراہ بہت باربردار تلف ہوئے
جانور گرا وہ آدمیوں اور چارپایوں کی لگد کوب میں آیا جو سوار اور پیادہ
اٹھنے کی فرصت نہ ملی۔ بہرحال اگرچہ شاہزادہ ہشتم شوال کو کابل میں
لیکن بہادر خاں رہیلہ ذوالفقار خاں و خواجہ حسن خزانہ کے ساتھ پیچھے

اُنکے لشکریوں پر برف ایسی پے ہم برسی کہ پلک مارنے کی فرصت نہ دی بہت چارپائے اور آدمی تلف ہوئے۔ ذوالفقار خاں سے بہادر خاں بے اختیار جدا ہوگیا۔ خزانہ کے باربردار نصف سے زیادہ تلف ہوئے۔ ذوالفقار خاں کے جو اونٹ زندہ اور توانا تھے اُن پر جتنا خزانہ لدسکا بادشاہزادہ پاس بھیجا اب بالکل باربردار نہ رہا اس نے باقی خزانہ کے ساتھ مقام برف و باران رات دن برستے تھے، اس تھلکہ میں ہزارہ ایک فوج سنگین کے ساتھ برآمد خزانہ اور لشکر شاہی پر حملہ آور ہوئے۔ ایک عجیب ہنگامۂ جدال و قتال برپا ہوا۔ بہت ہی کم آدمی ایسے ہونگے کہ جن کا مال و اسباب و عیال و ناموس محفوظ رہا ہو۔ ایک قیامت برپا تھی چارپانچ ہزار گھوڑے اور بہت آدمی اور باربردار چارپائے جو باقی رہے تھے غارت ہوئے اور بہت جانور برف کے نیچے دب کر رہ گئے۔ نوبت یہ آئی کہ خزانہ پر تمام نبرد آزما اور کارزار دیدہ سخت جان پیادہ جمع ہوئے اور جنگ رستمانہ اور تردد مردانہ کیا اور سب مایحتاج سے ہاتھ اُٹھایا۔ جان اور خزانہ کو اس جماعت کے ہاتھ سے سالم بچاکر لے جانے کو غنیمت جانتے تھے۔ ہزارہ بھی غنیمت سے بہت سنگین بار ہوکر فرار ہوئے۔ جب بہادر خاں کو اس کی خبر پہونچی تو اس نے حکم دیا کہ باربردار جہاں ہو اس کو پکڑ کر اور کھینچکر ذوالفقار خاں پاس پہنچائیں۔ افغان باربردار دینے میں مضائقہ کرتے تھے اُن سے بھی جنگ ہونے لگی۔ بہادر خود اپنے خاصہ کے شتر اور اپنے بیٹوں اور خویشوں کے باربردار لے کر ذوالفقار خاں پاس پہنچا۔ بہادر خاں کے آنے تک بہت آدمی اور دواب تلف ہوئے اوّل مرور لشکر سے آخر تک دس ہزار جاں دار ضائع ہوئے۔ جن میں آدھے کے قریب آدمی اور آدھے ہاتھی و گھوڑے و اونٹ وغیرہ تھے اور بہت اسباب برف کے نیچے دب گیا جو آدمی زندہ تھے ان میں نہ باپ بیٹے کی اور نہ بیٹا باپ کی خبر لیتا تھا۔ ہر شخص اپنی جان بچانے کو غنیمت سمجھتا تھا۔ جب بہادر خاں سپاہ سمیت

خزانہ پر آیا تو اس سبب سے کہ بار بردار سرما و برف سے نیم جان تھے اور اُن کا صرف پوست و استخوان باقی رہا تھا خزانہ نہیں اُٹھا سکتے تھے ناچار حکم دیا کہ کو متفرق کر کے جماعہ داروں کو تھیلیاں گن گن کر دیدیں کہ گھوڑوں پر بار کر روانہ ہوں اس ضمن میں ہزارہ سرراہ نمودار ہوئے رود خورد شروع ہوئی بہادر خاں اور ذوالفقار خاں جاں بازی کر کے سعی و کوشش و کشش سے تمام خز کو مع اپنی جانوں کے ان دروں سے سالم ۲۲ شوال کو کابل لے گئے۔

بادشاہ کابل سے اکبر آباد جاتا تھا کہ ۶ ذی قعدہ کو مہر شکوہ پسر دوم دار بیمار ہوا اور مرگیا۔ بادشاہ جب دہلی سے پچاس کروہ پر کرنال میں آیا تو جعفر کو ضروری کاموں کے لئے دہلی بھیجا اوائل ذی الحجہ کو حوالی دہلی میں نزول دوسرے روز سوار ہو کر شاہجہان آباد کے نئے قلعہ کے مکانات کو ملاحظہ سنہ ۱۲ جلوس سے اس عمارت کے بنانے کے لئے غیرت خاں عرف کا مقرر ہوا تھا۔ ۹ محرم ۱۰۴۸ھ کو عمارت کی بنیاد ڈالی گئی۔ مکرمت خاں کے اہتمام سے اس کا اتمام ہوا۔ بادشاہ نے تاکید کی کہ سال آئندہ کے جشن تک یہ تیار ہو جائے۔ عاقل خاں خوافی اور یوسف خاں سرانجام اور اہتمام عمارت کے لئے مکرمت خاں کے شریک کئے گئے اور خود ۱۱ ذی الحجہ کو اکبر آباد میں آیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ ایک الماس ناتراشیدہ وزن میں ایک رتی قطب الملک کے تعلقہ میں کان سے نکلا ہے حکم ہوا کہ قطب الملک کو جائے کہ الماس کی قیمت کو پیش کش مقرری کی وجہ میں مجرا دیکر حضور میں اس حکم کے پہنچنے سے پہلے عبد اللہ قطب الملک نے الماس تراش کو الماس حوالے کیا تھا اور دس رتی اس میں سے تراشا تھا اسی روز بادشاہ کا پہنچا کہ اس بیش بہا جواہر کو ناتراشیدہ بھیجدو اُس نے اس کی طرح

بادشاہ مال

قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا

قندیل مرصع کا مدینہ منورہ بھیجنا

بیجہ با۔ جب حضور میں آیا تو سترتی اس میں سے اور تراشے گئے۔ ستوتی بے جرم
شائبہ عیب سے خالی وہ رہا ڈیڑھ لاکھ روپیہ اس کی قیمت نکالی گئی اور بیس ہزار
روپیہ اس کے تراشیدہ ریزوں کی قیمت تشخیص ہوئی۔ اتفاقاً اسی روز ایک شمامہ عنبر نظر
گزرا جو قندیل کی صورت کا ستر تولہ وزن میں اور دس ہزار روپیہ کا قیمت میں تھا۔ بادشاہ
کی نیت میں آیا کہ اس شمامہ کو طلا میں مشک کرا کے انواع جواہر اور اس الماس کے ریزوں سے
مرصع کرائے اور اس ستوتی الماس کو اس پر نصب کرائے۔ اسی طرح ایک قندیل بے عدیل
جس کی قیمت ڈھائی لاکھ روپیہ تھی تیار ہوئی اس کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ
نصف نقد اور باقی کی جنس احمد آباد سے خرید کر کے مکہ اور مدینہ سید احمد سعید
کے ہاتھ روانہ کی۔ یہ مول لی ہوئی جنس وہاں دوچند قیمت کو بکتی ہے یہ سید
سابق میں بھی مکہ معظمہ نذر لے گیا تھا۔ اس کو حکم دیا کہ شریف مکہ کو نقد جنس پچاس ہزار
روپیہ کی دی جائے باقی روپیہ بیچارے مسکینوں اور مستحقوں کو پہونچائے
اور قندیل کو روضۂ منورہ میں لٹکائے۔ اس قندیل کی گلکاری خوب کی گئی تھی
اس کا نام بادشاہ نے گل محمدی رکھا تھا۔

شاہزادوں کا تقرر

غرۂ صفر ۱۰۵۸ھ کو محمد شجاع بنگالہ کا صوبہ مقرر ہوا اور ۲۵ صفر کو شاہزادہ
مراد کشمیر کی صوبہ داری سے دکن کی صوبہ داری پر بدلا گیا اور شاہزادہ اورنگ زیب
جو بلخ سے انک پر آیا تھا ملتان کی صوبہ داری پر مقرر ہوا۔

شاہجہان کو دار الخلافہ اکبر آباد جو جمنا کے کنارہ پر ہے اس سبب سے
ناپسند تھا کہ اس میں تنگست و آبکند اور نشیب و فراز بہت تھے۔ شہر کے درمیان
جا بجا ان کے واقع ہونے سے ناہمواری اس میں تھی اور دار الخلافہ لاہور اس
وجہ سے ناپسند تھا کہ وہ ایک دفعہ تو بنا نہ تھا رفتہ رفتہ اس کی بنیاد پڑی تھی۔
جیسی کہ باید و شاید اس کی طرح مرغوب نہ تھی اور ان دونوں دار الخلافوں کے

قلعوں میں کارنجات شاہی اور بیوتات کے واسطے شاندار مکان نہ تھے۔ جو تھے
بے رُخ و بے موقع بنے ہوئے تھے اوقات ملازمت میں آدمیوں اور
بادشاہی اور امرا کے تابینوں کی آمدورشد زیادہ ہوتی اور فیل و اسپ
ہوتا۔ خصوصاً عیدوں و جشنوں میں تو ضعیفوں کو آزار پہونچتا۔ دونوں شہر
کوچے اور بازار تاریک و تنگ تھے ان کے نشیب و فراز ان کی ناہمواری
تھے۔ ان تنگ بازاروں سے خلقت کی جان بڑی ضیق میں آتی تھی اور
دنوں میں بہت تکلیف پہنچتی تھی۔ دو چار بیچارے پس کر دب دبا جاتے
شاہجہان نے اس تنگی و کمی کے دور کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک ایسی
بنوایئے جس سے خلقت لطف زندگی اُٹھائے اور طریق عیش و معاش
ضیق سے چھوٹ جائے اُس نے مہندسی معماروں کو حکم دیا کہ وہ کوئی مقام
کریں کہ آب و ہوا کے اعتدال کی صفت رکھتا ہو اور وہاں قلعہ والا کی بنیا
اُنھوں نے دارالملک دہلی میں نورگڈھ (سلیم گڈھ) سے متصل اور پرانی دلی
سے دور جمنا کے کنارہ پر یہ جگہ تجویز ہوئی۔ روز جمعہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ ۱۲
سنہ ۱۰۴۸ ہجری کو اُستاد احمد و حامد معماروں نے جو اپنے فن میں یکتائے روزگار
ایک تازہ طرح کی عمارت کا نقشہ بادشاہ کے روبرو رکھا اس کے موافق
نے نیک ساعت میں شب جمعہ نہم محرم سنہ ۱۰۴۹ھ کو بنیاد کھودنی شروع کی
ہندوستان کے منتخب سنگ تراش و نجار منبت کار معمار و پرچین کار سلیقہ شعار
اُن میں سے ہر یک یہ چاہتا تھا کہ میں اپنے ہنر کے کمال دکھانے میں اوروں
لے جاؤں۔ وہ نہر کہ سلطان فیروز شاہ نے اپنے ایام سلطنت میں خضرآباد
شکارگاہ مقرری سفیدون تک بنوائی تھی اور اس کی رحلت کے بعد مرور ایام
اٹ گئی تھی اور جاری نہ تھی بادشاہ کے حکم سے منبع سے شاہجہاں آباد تک

کے بلند و پست ہموار کئے گئے اور اس کے کنارے استوار کئے گئے سفیدون تک تو وہی قدیمی نہر صاف ہوئی اور وہاں سے ایک نہر کھودی گئی اور قلعہ تک لائی گئی قلعہ کی تاریخ بناسے ۱۵ر جمادی الاولی ۱۰۵۷ھ تک چار ماہ دو روز میں غزت خاں کے اہتمام میں بنیاد تا تمام کھدی اور مصالح جمع ہوا اور بعض جگہ بنیاد رکھی گئی اور جب وہ ٹھٹہ کا صوبہ دار ہوگیا تو دو سال ایک ماہ گیارہ روز میں اللہ وردی خاں کی صوبہ داری میں قلعہ کی دیواریں دریا کی جانب بارہ بارہ گز اونچی بنیں اس کا اہتمام مکرمت خاں کو سپرد ہوا۔ اور اس پر تاکید کی گئی۔ اس کے اہتمام میں ۲۰ سنہ جلوس میں دیواریں پوری بن گئیں۔ بادشاہ کو اس کی اطلاع کابل میں ہوئی۔ نجومیوں نے اس میں اجلاس کی تاریخ ۱۴ر ربیع الاول ۱۰۵۸ھ قرار دی۔ یہ قلعہ آٹھ سال میں باوجود کمال جد وجہد کے تمام ہوا۔ اور اس کے بنا کے مصارف میں پچاس لاکھ روپیہ اور اسی قدر روپیہ مخارج عمارات عالیہ داخل قلعہ میں خرچ ہوا۔ اس کے چار دروازے اور دو دریچے (کھڑکیاں) ہیں اور اکیس بُرج ہیں جنمیں سے سات مدور اور چودہ مثمن اس کی چار دیواری کا محیط مثمن بغدادی ہی ہزار گز طول میں اور چھ سو گز عرض میں اور پچیس گز ارتفاع میں لنگوروں تک زمین اس کی چھ لاکھ گز اسکا دور تین ہزار تین سو گز۔ تمام برج و بارہ اسکے کنگرہ سے خاکریز تک سنگِ سُرخ سے تراشے گئے ہیں اور ان میں خارا تراشوں نے پتھروں کے سلوں کو ایسا جوڑا ہی کہ اس میں کہیں درز نظر نہیں آتی ساری ایک سل معلوم ہوتی ہی دولتخانہ والا کی تمام عمارات بُرج شمالی و باغ حیات بخش و شاہ محل و آرامگاہ معروف۔ بُرج طلا و امتیاز محل اور اسکے قرینہ کی اور عمارات اور بیگم صاحبہ اور اور اہل حرم کی خوابگاہ ایک رستہ میں ترتیب سے واقع ہوئی ہیں۔ مشرق کی طرف بارہ گز بلند مشرف آب و صحرا اور مغرب کی طرف باغ و باغیچے مسرت افزا اور نہریں و تالاب فیض پیرا سراپا سنگ مرمر کے صاف و شفاف بنے ہوئے ہیں ازارہ ہر ایک کا رنگین پتھروں کا پرچین کاری کا

بنا ہوا ہی اور سقف دیوار ہر یک طلا سے منقش و رنگین بنی ہوئی ہیں۔ ہر عمارت کے
وسط میں نہر جاری ہی جس کا نام نہر بہشت ہی ہر نشیمن کے اندر اور آگے حوض ہیں
بصورت آبشار جن میں فوارے چھوٹتے ہیں پھر ہر نشیمن کے آگے پھولوں کے باغ
دولتخانہ کی چار دیواری تک ہیں عرض نہر میں جا بجا حوض ہیں ان مکانوں میں
غسلخانہ کا ایوان ہی اور اس کی برابر حمام ہی۔ ایوان غسلخانہ کی چھت زرّیں ہی۔ اس
بند فرنگی اور گرہ بندی نو لاکھ روپیہ کے صرف میں بنائی گئی ہیں۔ حمام کی دیواروں
ازارہ پر نہایت نزاکت کی پرچین کاری ہی۔ پھر باغ حیات بخش ہی۔ اس میں سب جگہ
پانی رواں رہتا ہی۔ میوہ دار درخت اور پھولوں کے درختوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس
ایک حوض ہے طول و عرض شصت در شصت ہی جب اس کے وسط میں آفتاب اپنی
شعاعیں ڈالتا ہی اور پھولوں کا عکس اس میں پڑتا ہے تو وہ پھر نگار خانۂ چین معلوم
ہوتا ہے۔ اس میں ۴۹ نقرئی فوارے اور اس کی دور میں ۱۱۲ فوارے لگے ہوئے
ہیں۔ اس کے گرد چار خیابان الگ الگ سنگ سُرخ کی بیس گز چوڑی بنی ہوئی ہیں
اور اُن میں نہر چھ گز چوڑی بہتی ہے جس کے وسط میں بیس فوارے لگے ہوئے
ہیں حوضوں میں ڈیڑھ گز اونچی چادریں بنی ہوئی ہیں وہ چھوٹتی ہیں پھر طبقۂ مرتفع
سمت باغ میں کہ باغ کے طول کی مانند ۲۶ ذراع اور ارتفاع ڈیڑھ گز سے دیوان
کی طرف عمارت بالکل سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور اس میں نقش و نگار بنے
ہوئے ہیں اور وسط عمارت میں ایک حوض کم عمق تہ نما بطرح گرہ بندی بنا ہوا ہے
ہر بند پر ایک سوراخ ہی جس میں سے پانی جوش کرتا ہے اور ان میں فوارے
جڑے ہوئے ہیں۔ پھر نہر کی جدولیں چاروں طرف اُس سے نکلی ہیں۔ الغرض
سب ایک حوض میں جو ایک سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے ملی ہیں۔ اس حوض کا پرنالہ
کان سے نکلا اس کا ایک حوض مربع چار در چار ڈیڑھ گز عمق کا بنایا گیا اور شاہجہان

ہیں سو کروہ سے بڑے جرثقیل سے لایا گیا۔ اگرچہ بہت ہے اور حوض ہیں مگر یہ حوض غرائب روزگار سے ہے۔ امتیاز محل میں ایک بڑا حوض ہے جنہیں نہر سے پانی آتا ہے۔ دولتخانہ میں سب سے بڑی عمارت امتیاز محل ہے جس کا طول پچاس گز اور عرض ۲۰ گز اس کی کلاہ و طرہ طارم اور کلس سب طلا اندود ہیں اس میں باغ ہے اس کی ایک جانب میں جھروکہ درشن مشرق رو یہ ہے۔ دوم جھروکہ خاص و عام ہم قرینہ بنا ہے اب دیوان خاص و عام و بازار مسقف اور شہر کی آبادی کا حال سنو کہ امتیاز محل کے غرب میں ایک ایوان ہے مشرف باغچہ پر عمارت مذکور سنگ سُرخ سے بنائی ہے اور دم سنگ مہتابی سے سفید کی گئی معماروں نے مہرہ کشی ایسی کی ہے کہ اس کو آئینہ بنا دیا ہے۔ اس کی سقف کے متصل جھروکہ خاص و عام ہے جو بالکل سنگ مرمر کا بنگلہ بنا ہوا ہے طول میں چار اور عرض میں تین گز ہے۔ اسکے چار ستون ہیں اور اس کے عقب میں ایک بنگلہ طاقی ہے جو درازی میں سات اور پہنائی میں ڈھائی گز ہے۔ اس میں رنگین پتھروں سے پرچین کاری کی گئی ہے اور اس کے تین ضلعوں میں ایک مجرہ خالص سونے کا لگا ہوا ہے اس میں بادشاہ بیٹھتا ہے اور اس کے آگے ایک بارگاہ چہل ستون ہے جس کا طول ۶۷ گز اور عرض ۴۴ گز اس کی چھت و دیوار نقوش گوناگون سے منقش ہے اس کے تین طرف خالص چاندی کا بقدر آدم متوسط ایک مجرہ ہے اس کے باہر ایک ایوان ہے جس کا طول ایک سو چار گز اور عرض ساٹھ گز ہے محوطہ خاص و عام سے جدا کیا گیا ہے اس کے ہر جانب میں ایک کٹہرہ سنگ سُرخ کا بنایا گیا ہے جس کے اوپر قبتے زریں لگائے گئے ہیں۔ اس کے باہر ایک صحن ہے طول میں دو سو چار اور عرض میں ایک سو ساٹھ گز اس کے گرد ایوان بنائے گئے ہیں کہ آدمیوں کو بارش سحاب کی زحمت اور تابش آفتاب کا آسیب نہ پہنچے۔ تین دروازوں میں سے ایک دروازہ جانب غرب میں سنگ سُرخ کا عجب کار بنا ہے اور بہت بلند ہے اس

دروازہ کے باہر جلو خانہ کا چوک ہی جس کا طول دو سو اور عرض ایک سو چالیس گز ہی
وہ سراسر ایوانوں اور حجروں پر مشتمل ہی اور تین دروازے جانب شمال و غرب و
جنوب میں ہیں شمالی دروازہ قلعہ سے جنوبی دروازہ تک دو راستہ حجرے اور ایوان
بنائے ہیں۔ عرض چالیس گز ہے۔ وہ اصطبل و کارخانجات کے لئے ہی بہشت
وسط میں جاری ہے اور دروازہ غرب کی جانب سے دروازہ قلعہ تک ایک بازار مسقف
دو طبقہ ہے۔ اس میں دو کانیں ہیں جو متاع سے مالا مال رہتی ہیں۔ اہل ہند ایسے
مسقف بازاروں سے پہلے واقف نہ تھے ہر دروازہ قلعہ کے آگے بازار مذکور کے
متصل اور دروازہ جانب اکبرآباد کی طرف دو تمثال فیل سایہ دار ہاتھی کے قد کی
بنائی گئی ہیں جو سچ مچ ہاتھی معلوم ہوتی ہیں قلعہ کے جانب راست میں دریا کے
پر تمام شاہزادوں نے عمارات وسیع و بدیع بنائی ہیں۔ اس شہر میں بہت مکانات
لاکھ روپیہ سے بیس لاکھ روپیہ تک بنے ہوئے ہیں۔ اس میں ہنود کے مکان
ہفت منزلی لاکھوں روپیہ کی تیاری کے بنے ہوئے ہیں اور قلعہ کے گرد باغات
سرابستان بہت لگے ہیں۔ شہر میں دو بڑے بازار ہیں ایک اکبرآباد کی طرف دوسرا
لاہور کی طرف جن کا عرض چالیس چالیس گز ہے اور نہر دونوں بازاروں کے وسط
جاری ہے اور بازار کے ہر طرف دو کانیں ہیں جن میں سچے دکاندار بیٹھتے ہیں چار
طرف سے خریدار آتے ہیں جس چیز کی ضرورت اُن کو ہوتی ہے وہ اس بازار میں
ہیں۔ ساتوں ولایت کے نفائس اور امتعہ اور عدن و معدن کے جواہر و نوادر موجود
ہیں۔ کروڑوں روپیوں کا مال اسباب دکانوں میں رکھا ہی بیمار کی صحت کے
جس دوا کی ضرورت ہی موجود ہی بقول شخصے چڑیا کا دودھ اور آدمی کی جان تک
مل سکتی ہے۔ لاہور کی سمت جو بازار ہے اس کا عرض چالیس ذراع اور طول ایک
پانچ سو ساٹھ حجرے اور ایوان اس طرح واقع ہیں کہ آغاز بازار سے چوک

تک اور کوتوالی چبوترہ سے چار سو ہشتاد گز تک اور یہاں سے دوسرے چوک صد درصد
تک بطرز مثمن بغدادی اور اس چوک کی جانب شمال میں ایک سرائے دو مسقفہ ہے
طول اور عرض میں ۱۸۶ گز جس میں نوے حجرے اور چار برجیاں اور ہر حجرے کے آگے
ایوان اور ایوانوں کے آگے چبوترہ سراسر بعرض پانچ گز بیگم صاحبہ نے یہ سرائے
بنائی ہے ایک دروازہ اس کا جانب بازار ہے اور دوسری جانب دروازہ باغ کی طرف
جس کا نام صاحب آباد ہے طول میں نو سو بہتر گز اور عرض دو سو بیالیس گز اس میں
عمارتیں اور آبشار و حوض و فوارے ہیں۔ بازار کے ضلع جنوبی میں ایک حمام طول میں
ساٹھ گز اور عرض میں بیس گز ہے اس کے ایوان اور نشیمن کمال وسیع ہیں۔ یہ دونوں
چیزیں دو طرف ہیں اس سرا اور چوک سے مسجد بی بی فتحپوری محل تک پانسو ساٹھ گز
طول بازار۔ طول مسجد ۴۵ گز اور عرض بیس، اس کے وسط میں ایک گنبد اندر سے
سنگ سرخ کا ہے اور گنبد کے دونوں جانب ایوان در ایوان ہر یک کارد کار کرسی و
منارہ تک سنگ سرخ کا سراسر منبت کار و فرش بھی سنگ سرخ کا۔ دو کونوں میں دو مینار
۳۵ گز بلند۔ اس کے آگے چبوترہ اور مجرہ سنگ سرخ کا طول میں ۴۵ و عرض میں ۳۵ گز
ہے اور اس کے پائین میں حوض ۱۶ × ۱۴ اس میں نہر سے پانی جاتا تھا مسجد کے
گرد سرائے جس میں ۶۹ حجرے اور چار برج اور سرایوں کے دستور پر ایوانوں کے
آگے چبوترہ عرض میں ۳ گز اس کا صحن صد درصد ہے اور ایسے ہی اکبرآباد کی جانب
بازار طول میں ۱۰۵۰ گز اور عرض میں ۳۰ گز اس میں ۸۸۸ حجرے اور ایوان اور بازار
ہے۔ آغاز میں دروازہ قلعہ کے محاذی جنوب کی جانب ایک مسجد عالی بنام بی بی
اکبرآبادی کے ہے۔ اس کی عمارت طول میں ۶۳ گز عرض میں ۱۷½ گز اس میں سات
تانے گنبدی مسقف ہیں۔ ان میں سے چار مسطح اور تین خانہ گنبدی۔ مسجد کے دو بازو
پر سنگ مرمر کے پیش طاق میں سورۂ فجر کو سنگ سیاہ سے تراش کر پچین کاری کیا

ہے اور اس کے مشرقی دو کونوں میں دو مینارے بنائے ہیں اور مسجد کا فرش سنگ
کا ہے جس پر سنگ سیاہ سے جانمازیں بنائی ہیں۔ اندر اور باہر کا ازارہ سنگ سُرخ
مبنت کار بنایا ہے اس کے صحن کا چبوترہ درازی میں ۶۳ گز اور عرض میں ۵۰ گز
اور ارتفاع میں ساڑھے تین گز مجرّ سنگ سُرخ کا ہے۔ جانب شرقی کے پائین میں
حوض ۱۲ × ۱۲ گز ہے نہر کا پانی اس میں آتا ہے اس کے اطراف میں سرا ہے۔ طول
میں ۱۵۴ گز عرض میں ۱۰۴ گز ہر حجرے کے آگے ایک ایوان اور ایوان کے
سراسر چبوترہ عرض میں چار گز اس کا دروازہ اندر اور باہر سے سنگ سُرخ کا بنا ہے
اور اس کی پیشانی سنگ مرمر کی اور اس کے اوپر کتابہ سنگ سیاہ سے پر چین کا
اس کے آگے ایک چوک ہے طول میں ۱۶۰ گز اور عرض میں ۹۰ گز اس میں حمام کہ
آب و تاب کے ساتھ سنگ سُرخ کا بنا ہے۔ نہر بہشت سے اس میں پانی جاتا ہے
عمارات مسجد رمضان ۱۰۶۰ھ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں بن کر تمام ہوئی۔ غرض یہ
سلطنت اسلامیہ کا بے نظیر تھا نہ قسطنطنیہ اس کو پہنچتا تھا نہ بغداد۔ بغداد کا احاطہ
چھ کروہ رسمی تھا اور دار الخلافہ شاہجہان آباد کا محیط پانچ فرسخ یعنی دس کروہ بادشاہی
اور پندرہ کروہ رسمی ہے۔ ان میں سے ۱۸۵۷ء کے بعد اکثر عمارتیں مسمار ہو گئیں

شاہجہان آباد کی جامع مسجد

بنا ہائے خیر کا بنانا نافع ترین خیرات جاریہ ہے خصوص ابداع معابد و مساجد
جس سے ایمان کی بنیاد مستحکم ہوتی ہے۔ اس لئے شاہجہان کے حکم سے
سنہ ۱۰۶۰ ہجری میں معماروں اور سعد اللہ خاں دیوان اور فاضل خاں خانساماں نے
ایک پہاڑی پر ایک مسجد عالی کی بنیاد رکھی جو قلعہ کی سمت مغرب میں ہزار گز
فاصلہ پر واقع ہے۔ ہر روز اول سے آخر تک اس کو پانچہزار سنگ تراش
و مبنت کار و نقار و حکاک و بیلدار اور اور عملہ فعلہ بناتے رہے۔ یہ کاریگر دار
تھے اور اطراف و اکناف ممالک سے بادشاہ کے حکم سے بُلائے گئے تھے

...ں اور خلیل اللہ خاں کے اہتمام سے چھ سال میں دس لاکھ روپیہ کے صرف سے تمام ...ہوئی اس مسجد کی لطافت ونزاکت وخوبی وخوشنمائی بیان سے باہر ہی۔ اگر روے ...ین پر کوئی خوش قطع اور خوشنما مسجد ہوگی تو اس سے بہتر نہ ہوگی۔ تین برج اس کے ...سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں اور ان میں سنگ موسیٰ کی پچی کاری کی ہوئی چاروں ...ف ایوان (دالان) یک رنگ سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں۔ اور انکے چاروں ...نوں پر چار برج ہیں۔ تین بڑے عالی شان دروازے منبت کار ہیں اور دو مینار ...ینہ دار بہت اونچے بنے ہوئے ان پر بارہ دری کی برجیاں بنی ہوئی ہیں۔ صحن میں ...سر سرفرش سنگ سرخ کا ہے۔ اس مسجد کا کوئی در و دیوار طاق محراب مرغولہ کنگرہ برج ...یا صحن مناسبت سے خالی نہیں۔ مسجد کے دالان کی سات محرابیں اور پیش طاق ہیں ...ن کی پیشانی پر آیات بینات قرآنی وکلمات سراسر معانی سنگ سیاہ کی پرچین کاری ...ے مرتسم ہیں اور ایسے خوشخط ہیں کہ کوئی خوشخط بڑا خوشنویس ان کی برابر لکھ سکتا ...ے۔ مسجد سے باہر چاروں ضلعوں میں ایک چوک ہے اس میں دلنشیں حجرے بنے ...یں۔ اس کے جنوبی وشمالی کونوں میں دارالشفا اور مدرسہ (دارالبقا) پاکیزہ بنے ہوئے ...یں۔ اس مسجد کی تاریخ ؎ مسجدش کاں کعبۂ ثانی است تاریخش بود + قبلہ حاجات آمد مسجد شاہ جہاں۔ ہوئی۔

اگرچہ ہم نے بادشاہ کے معمولی جشنوں کا بیان بہت جگہ کیا ہے مگر یہ جشن جو اس نے ...ہ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ میں شاہجہان میں کیا اس کی شان وشوکت ایسی تھی کہ قابل ...یاد رکھنے کے ہی۔ نجومیوں نے اکبرآباد سے چلنے کی اور شاہجہان آباد میں جشن کرنیکی ...تاریخیں مقرر کیں۔ اوّل سلطنت کے کارپردازوں اور سامان طرازوں نے جشن ...خسروانی کے لئے مشکوی عزت وغسلخانہ کو آراستہ کیا اس میں بساط رنگین اور قالین ...نشین بچھائے یہ فرش کشمیر میں ہر نشیمن وایوان کے لئے جو ان میں ٹھیک آئے تیار

ہوئے تھے۔ پھر ہر ایوان حجرے میں پردے مخمل زردوزی رومی و فرنگی
چینی و خطائی کے لٹکائے اور در و دیوار کو ہر دیار کے نادر اقمشہ سے نہایت
نزاکت سے آراستہ کیا اور اسپک (خیمہ) دل بادل جس کا طول ۷۰ گز اور عرض
تھا اور مدت مدید میں ایک لاکھ روپیہ میں احمد آباد کے کارخانہ میں تیار ہوا
۲۲ گز اونچے چاندی کے ستونوں پر تین ہزار فراشوں نے کھڑا کیا جس نے
زمین گھیری اس کے سایہ میں دس ہزار آدمیوں کی جگہ تھی اور اس کے
مخمل و زربفت چاندی و سونے کے ستونوں پر کھڑے کئے ان کے اطراف میں
مجمر نصب کئے اسپک کے سایہ میں اور خرگاہ جن میں چوب کی جگہ چاندی کام میں
تھی ایستادہ کئے اور ان کی پوششیں مخمل زربفت و کلابتون دوزی اور دیبائے
ایرانی سے آراستہ کیں اور جا بجا ان میں جواہر گرانمایہ مرصع موتیوں کی لڑیوں میں
گئے اور کئی جگہ مرصع تخت اور زریں سر پر رکھے گئے اور ایوان رفیع کے وسط میں
کا مکان مرصع بنایا گیا اور اس کے گرد مجمر طلائی (سونے کا کٹہرا) آراستہ کیا گیا اور
تخت طاؤس رکھا گیا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بادشاہ کی ساعت جلوس سہ شنبہ
ربیع الاول ۱۰۵۸ھ سنہ ۲۱ جلوس کو قرار پائی تھی۔ اس لئے بادشاہ دریا کی راہ سے
اکبر آباد سے ۱۲ ربیع الاول کو روانہ ہوا شاہجہان آباد میں آیا اول بارگاہ چل ستون
سیر کی پھر تخت طاؤس پر جلوہ افروز ہوا اور شکر الٰہی میں زبان کھولی اور بخشش میں
کھولا۔ چار لاکھ روپیہ نقد اور ایک لاکھ روپیہ کے مرصع آلات بیگم صاحب کو عنایت
اور اسی طرح اور پردگیان حرم اور بادشاہزادوں و امراء کو خلعت اور نقد و جواہر عط
دارا شکوہ کو سی ہزاری سی ہزار سوار بنایا اور سعد اللہ خاں اور سو امیر اضافہ
سے مفتخر ہوئے۔ بیس روز تک امراء و فضلا و صلحا شعرا و ارباب طرب انواع
عطا، زر و گوہر سے مالامال ہوئے۔ ایران و توران و کشمیر کے نغمہ پردازوں

رکاصانِ جاہ و فن نے زر و گوہر ڈھیروں پائے۔ اکثر اہل حرفہ نے اپنے باغ صنائع کا
ایک پھول نذر کرکے انعام سے دامن زر سرخ و سفید سے پُر کیا اور برسوں کے لئے ذخیرہ
جمع کیا کوئی گھر نہ رہا کہ اس کے اوپر در شادی نہ مفتوح ہوا اور کوئی کاشانہ نہ تھا کہ اس
گھر میں شمع مراد نہ روشن ہوئی ہو۔ اس جشن کی بہت سی تاریخیں پیش ہوئیں اور
سب میں یہ تاریخ پسند آئی ؎ شد شاہجہاں آباد از شاہجہاں آباد۔ عجب شہر شاہجہاں
آباد کر گیا ہے۔ کہ حضرت امیر حسن کا یہ شعر اس پر صادق آتا ہے ؎

اگر فردوس بر روے زمین است ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

واقعی یہ روے زمین کا بہشت ہے کہ اس میں بے قیام قیامت و غوغاے رستخیز و شور و شر
کے ادنیٰ و اعلیٰ کو بہشت ملجاتی ہے اس شہر کی سیر سے نظر کے سامنے سے بہشت گزر
جاتی ہے۔ اُمید ہے کہ جب تک دار دنیا اور دیر گیتی قائم ہے اس شہر کے ارکان کو بھی بقا رہے گی۔

نہر بہشت ۱۰۱۵ھ

ہم نے شاہجہان آباد کے آباد ہونے کے ذکر میں کئی جگہ نہر بہشت کا نام لیا ہے
اس کا حال یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق نے اپنے عہد سلطنت میں جمنا سے ایک نہر
کی شاخ خضر آباد کے پاس سے نکالی تھی اور وہ تیس کوس شہر سفیدوں کی حد تک جاری
ہوئی تھی جہاں اس کی شکارگاہ تھی اس میں تھوڑا پانی بہتا تھا اور سلطان کی وفات کے بعد
وہ خراب و خشک ہوگئی۔ جب عہد اکبر شاہی میں شہاب الدین احمد خاں دہلی کا حاکم ہوا
تو اس نے اس نہر کی مرمت کرائی تاکہ اس کی جاگیر میں آبپاشی اچھی طرح زراعت میں ہو
اس لئے اس نہر کا نام نہر شہاب ہوا۔ مگر مرمت کے نہ ہونے کے سبب سے وہ پھر
مٹ کر بند ہوگئی۔ جب شاہجہان کی توجہ سے شاہجہان آباد میں قلعہ بنانے کا ارادہ ہوا تو
اس نے حکم دیا کہ خضر آباد سے سفیدون تک اس کی مرمت کی جائے اور ایک نئی نہر
سفیدون سے بادشاہی محل تک کھودی جائے۔ یہ فاصلہ بھی تیس کوس تھا جب وہ تیار
ہوگئی تو اس کا نام نہر بہشت رکھا گیا۔

ان دونوں میں علی دان خان کی عرضداشت سے عرض کیا گیا کہ عبدالعزیز خاں نے
نذر محمد خاں پر لشکر کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا ہے حکم ہوا کہ بہادر خاں ورلے
وغیرہ بیس امیر علی مردان کے پاس جائیں اور اس کی تجویز سے نذر محمد خاں کی مدد
روانہ ہوں۔

نذر محمد خاں کی شکست

سولہ سال بست و دوم جلوس ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء

قندھار پر شاہ ایران کی لشکر کشی

جشن سال بست و دوم ہر سال کے دستور کے موافق غرۂ جمادی الثانیہ ۱۰۵۸ھ کو ہوا
ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ علی مردان خاں نے قندھار شاہجہان کو دیدیا تھا۔ ایران والے
جو اس پر صبر کئے بیٹھے رہے اور کچھ نہ بولے تو اس کا سبب یہ تھا کہ شاہ صفوی کی
سلطنت کمزور اور جفاخیز تھی اس کے مرنے کے بعد جو شاہ عباس ثانی بادشاہ ہوا وہ
کم سن تھا۔ جب وہ بالغ ہوا تو اس کے وزیروں نے سمجھایا کہ سب سے مقدم کام یہ ہے کہ
قندھار کو آپ فتح کیجئے اور اپنے آبائی ملک پر تسلط پائیے اور پہلے بدنامے کو مٹائیے
جس سے سلطنت کا مرتبہ بڑھے۔ چنانچہ بادشاہ قندھار پر حملہ کرنے کو راضی ہوا جس کا آگے
بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہان بلخ کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے آباد کئے ہوئے شہر
شاہجہان آباد میں جشن آراستہ کر رہا تھا عیش و عشرت سیر و تماشے میں مصروف تھا کہ
خواص خاں قلعہ دار قندھار کی عرضی آئی اور خبریں بھی متواتر آئیں کہ ۴ ربیع الاول ۱۰۵۸ھ
شاہ عباس بہت سا لشکر لیکر قندھار کی تسخیر کے عزم سے صفاہان سے نکلا ہے۔ ۱۰ ربیع الاول
کو مشہد مقدس میں آیا اور اپنے امراء میں سے ایک کو پہلے ہرات میں بھیجا کہ وہاں جا کر
دس ہزار سوار بر قنداز موافق معمول کے تاجیکان خراسان سے جو مہم کے وقت پیش
قدم ہوتے ہیں اور بے علوفہ رفاقت اور جانفشانی کرتے ہیں اور پانچہزار بیلدار اور مصالح
قلعہ گیری کو موجود کرے اور یہ سنا گیا کہ شاہ کا ارادہ ہے کہ ماہ دی اور بہمن میں خود

پائے قلعہ میں اس سبب سے آئے کہ ہندوستان کی فوج برف کی شدت کے سبب سے
اور کابل اور قندہار کے درمیان راہوں کے بند ہونے کی وجہ سے قندہار کی کمک کو اسکے
بچانے کے لئے نہیں آسکتی ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاہ قلی سفیر کو نامہ دیکر حضرت
اعلیٰ کی خدمت میں بھیجا ہے وہ قندھار پہنچکر حضور میں روانہ ہوا ہے۔ بادشاہ نے اس
خبر کو سنکر سعداللہ خاں کو جو صاحب السیف والقلم کہا جاتا تھا ایک سو پچیس نامی روشناس
امیروں کے ساتھ بسرداری شاہزادہ محمد اورنگ زیب قندہار کی کومک کے لئے مقرر کرکے
حکم دیا کہ ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار برقندازوں کا طومار فوج تیار ہو جس میں اکثر سادات
بارہ واوزبکیہ اور افغان اور راجپوت ہوں اور ایران کے آدمی اس فوج بندی میں
کمتر داخل ہوں اور دارا شکوہ کے نائب کو جو لاہور میں تھا حکم کیا کہ شاہ قلی ایلچی
ایران کو وہاں سے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دے۔ اس ضمن میں عرض کیا گیا کہ
علی مردان خان نے قندھار کے قلعہ دار کے لکھنے سے پانچہزار سوار اور ہزار برقنداز
بسرداری کاکر خاں و راجہ امر سنگھ و نورالحسن بخشی احدیان بطور کمک روانہ گئے
ہیں اور خزانہ سے پانچ لاکھ روپئے حکم شاہی بغیر روانہ کئے ہیں بادشاہ نے سوم
ذی قعدہ کو بادشاہزادہ محمد اورنگ زیب کو روانہ کیا اور بعد ازاں خود لاہور کی طرف
چلا۔ بادشاہ کا ارادہ پہلے یہ تھا کہ شاہزادہ اورنگ زیب کو دارالخلافہ سے آگے روانہ کرے
پھر یہ قصد ہوا کہ لاہور تک گیا بلکہ کابل تک بہ طریق استعجال ساتھ ساتھ چل کر منازل کو
طے کرے اور ایام زمستان کی تکلیفات کا خیال نہ کرے مگر امرائے آرام طلب
ناآزمودہ کار نے خلق اللہ کی خیرخواہی کے اظہار کے لئے بادشاہ سے عرض کیا کہ
آذر و دی و بہمن کے تین مہینوں میں توپ خانہ سفر و مہم کی تاب نہیں رکھتے اور
قندہار میں پہونچنے کی خبر جو مشہور ہے وہ خلاف عقل ہے اور اس ضلع میں غلہ و کاہ
کی کمیابی کی بھی خبر آئی بادشاہ نے اس مصلحت کو پسند کیا۔ کہ فی الواقع ان تین

چارماہ میں برف و سرما مسافر کُش ہوتا ہے اکثر قزلباش ان میں تردد نہیں کرتے
اور سفر اور محاصرہ قندہار کے واسطے لشکر کشی جو فی الحقیقت لشکر کشی ہے وہ عمل میں
نہیں آئی ہوگی اس لئے اُس نے کابل جانے کا ارادہ فسخ کیا اور یہ قرار پایا کہ
برف و باران کو لاہور میں بسر کرے اور امراء اطراف کے آنے کا انتظار کرے جن
بُلانے کے لئے حکم اور گرز بردار گئے ہوئے ہیں اتنک خلقت کی زبانوں پر
ایران کے کوچ و مقام کی خبریں مختلف تھیں۔ شاہجہان انتظار کر رہا تھا کہ اس کو
شان خراسان کے نیچے سے شاہ عباس کے حرکت کرنے کی خبر تحقیق پہنچی۔ بادشاہ
یاران فراغت طلب چھاؤنی کے سرانجام کرنے کے تردد میں تذبذب خاطر تھے اور
بے بضاعت خیموں میں رہنے کو ایام زمستان کے سفر کے تصدیع سے غنیمت جانتے
تھے۔ حرج و مرج و کوچ و مقام کا تنکرا دا کرتے تھے کہ دفعتاً قلعہ دار قندہار کی عرضداشت
سے عرض کیا گیا کہ شاہ عباس پائے قلعہ قندہار میں آگیا۔ عرضداشت میں لکھا تھا کہ
۱۰ ذی الحجہ ۱۰۵۸ھ کو شاہ عباس قزلباش کے غرور کے سبب سے سخت جانی کرکے
بطریق یلغار کے پچاس ہزار قزلباش و ترک و تاجیک و توپ خانہ لے کر آن پہنچا
دی ماہ الٰہی میں زمین و آسمان بالکل تختہ برف یخ بن رہا تھا اور برف جانشان
لحاف کے نیچے ایک عالم جان کی پاسبانی کر رہا تھا برف اور مینہ کے برسنے
جہان سفید و تاریک نظر آتا تھا۔ شاہ عباس نے اس اندیشہ سے کہ قندہار میں حضور
آجائیں اور کمک پہنچ جائے پروا نہیں کی کہ راہیں برف و یخ سے بند ہو رہی ہیں
یہاں آیا اور قلعہ کا محاصرہ کیا جس قدر جلد محصوروں کی فریاد رسی حضور فرمائینگے
صلاح دولت ہے۔ بادشاہ نے یہ سُنکر شاہزادہ اورنگ کا اتالیق سعداللہ خاں کو
اور شہزادہ کو روانہ کیا۔ ایک سو چونتیس امراء روشناس کو ہمراہ کیا جو اکثر سپاہ
نبرد آزما و اژدہاکان بادیہ پیما و افغانان صف ربا و راجپوتان جان فدا تھے اس

یں ساٹھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تفنگچی اور باندار اس طرح کل ستر ہزار سپاہ تھی
ور تاکید حکم فرمادیا کہ خزانہ شاہی سے امرا اور جاگیر دار و قدیم جدید منصب داروں کو جو
س مہم میں مقرر ہوئے ہیں سوائے طلب کے سر سواری سو روپیہ جس کے حساب سے ہر ہزار
کا خرچ ایک لاکھ روپیہ ہوتا ہے بطریق مساعدت دیا جائے اور اس جماعت کو کہ نقد
تنخواہ پاتی ہے سہ ماہہ پیشگی دیا جائے تاکہ اس سفر میں خرچ کی تکلیف کوئی نہ اٹھائے
ور برق انداز و تیر انداز احدیوں کو کہ پانچہزار سوار ہیں سہ ماہہ پیشگی دیا جائے جسمیں
ساڑھے سات لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔ بادشاہزادہ کو بہ سبب احتیاط ساعت و عدم فرصت
جیز اس کے کہ لازمہ رخصت بجالائے جائیں پیشتر مرخص کیا کہ وہ ملتان کی راہ سے
جائے اور ملتان میں جاکر سپاہ کی گرد آوری اور سرانجام مہم میں مشغول ہو۔ خلعت و
سپ وغیرہ اس کے لئے سعد اللہ خاں کے ہمراہ پیچھے بھیجے گئے۔ اور حکم ہوا کہ امرا
بنگش بالا و پائین سے کہ نزدیک کا راستہ ہی کابل جائیں اور وہاں سے غزنین کی
کی راہ سے قندہار روانہ ہوں اور گرز برداروں کو مقرر کیا کہ لشکر تا مقدور سرما و برف و
باران اور نشیب و فراز راہ کی رعایت نہ کرکے علائق غیر ضروری سے جریدہ ہوکر کوچ
بکوچ منزل مقصود کا مرحلہ پیما ہو۔ بادشاہ خود غرۂ ربیع الاول کو روانہ ہوا۔ آب چناب سے
لشکر نے عبور کیا تھا اور بادشاہ نے عبور نہیں کیا تھا کہ ایک گرز بردار قندہار سے بطریق
یغار کمال اضطرار میں جعفر خاں میر بخشی کے گھر میں آیا زبانی بیان کیا کہ میری روانگی کے
بعد یہ خبر منتشر ہوئی کہ قندہار قزلباشوں نے لے لیا اور اس کے مطابق غزنین سے
با فاصلہ نوشتجات قاصدوں اور جلوداروں کے پہنچے ہیں کہ خواص خاں نے قلعہ
قندہار والی ایران کو حوالہ کیا اور اس ولایت کے تمام قلاع متعلقہ اس کے تصرف
یں آئے ہیں اور جعفر خاں نے خلوت میں بادشاہ سے عرض کیا کہ اس سانحہ کی
تفصیل اس طرح ہے کہ شاہ ایران طوس سے ہرات میں آیا اور یہاں سے فراہ میں

اور فراہ سے محراب خاں کو ملک نصرت حاکم سیستان اور آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ قندھار
بست کے محاصرہ کے لئے اور سارو خاں (سازخاں) کو پانچ چھ ہزار سواروں کے
ساتھ زمین داور کی فتح کے لئے تعین کیا اور خود کوچ بکوچ قندھار کی طرف چلا
دہم ذی الحجہ کو باغ گنج علی خاں میں اُترا دولت خاں قلعہ میں متحصن ہوا اُس نے
تمام قلعہ کے بُرج و بارہ کا استحکام معتبر آدمیوں کے اہتمام میں دیا اور بادشاہی
اور اپنے سپاہی کو ہمچہ کابل پر مقرر کئے۔ برجوں کی حفاظت اُس نے کاکر خاں کو
کی اور کچھ اپنے تفنگچی بھی اس پاس بھیجدیئے۔ ماشوری اور خواجہ خضر کے دروازوں
نیچے کے مورچے نور الحسن بخشی احدیان کو اور حصار دولت آباد قلعہ مندوی میرک
بخشی احدیان کو حوالہ کئے اور ارک کی اور سب جگہ کی خبرداری کو اپنے ذمہ لیا مگر
نادانی اور بے احتیاطی یہ کی کہ قلیج خاں نے جو دو بُرج کو ہمچہ چہل زینہ کی چوٹی پر
تھے ان کی حفاظت نہ کی وہاں سے قلعہ دولت آباد و مندوی پر توپ اور تفنگ
گولے کارگر چل سکتے تھے۔ قزلباشوں نے اس کو غیر محفوظ دیکھکر اپنے تفنگچی بھیج کر اس
قبضہ کرلیا اور آتشبازی اور جاں ستانی شروع کی۔ والی ایران قلعہ کے بابا ولی
دروازہ کی جانب آیا اس کے آدمیوں نے کوشش کرکے مورچلوں کو آگے بڑھایا
قلعہ نے بہادرانہ مقابلہ کیا اور کلب علیخاں نے ایک ایرانی سردار کو مارا ایرانیوں نے
۳ محرم کو تین بڑی توپیں لگائیں جن میں ایک من کا گولہ چھوٹتا تھا قلعہ کی دیوار
عریض تھیں ان پر گولوں کا اثر نہیں ہوتا تھا مگر وہ ان کے کنگروں کو گرا دیتے
جن کی پناہ میں اہل قلعہ توپ و تفنگ چھوڑتے تھے ان کنگروں کو پھر اہل قلعہ بنا لیتے
تھے اور روزانہ جنگ کرتے تھے ایرانی ان توپوں کے ذریعہ سے خندق کے
تک پہنچ گئے اور بعض خندق کے پار گئے اور شیر حاجی کی دیوار کے نیچے متعین ہو
قلعہ دار نے ایک نقب اندر سے قلعہ کی دیوار حاجی تک بنائی اور اس کی راہ سے

بازوؤں کو قزلباشوں کے دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ اُنھوں نے کچھ قزلباشوں کو ہلاک
کیا باقی کو زخمی و شکستہ کر کے اُلٹا ہٹا دیا شاہ ایران کی تاکید سے دہم محرم سے شیر دہم
تک قزلباشوں نے خندق پر اکثر جگہ خاک بھرے تھیلوں اور چوب سے پُل بنائے۔
اور اس سے عبور کیا اور شیر جاجی کی دیوار کے نیچے نقب کھودی اور سامان قلعہ گیری
جمع کیا۔ قلعہ دار نے دیوار قلعہ اور شیر جاجی کے درمیان ایک چوڑی خندق بنائی اس کو
جو نقب ملتی اس کو خراب کرتا اور جو نہ ملتی اور غنیم کے آدمی اس کی راہ سے خندق مذکور
پر آتے تو ان کی گردن تلوار سے اُڑائی جاتی یا وہ زخمی ہو کر بے نیل مرام اُلٹے جاتے
اور جو آدمی نقب میں چھپ کر نکلنے کے لئے وقت اور قابو ڈھونڈھتے تھے ان میں وہ
دنبالہ شکستہ بانوں کے چھوڑنے سے جل بھن کر خاک ہو جاتے تھے۔ ۲۳ محرم کو
بادشاہ نے لشکر کو لیکر بڑے زور شور سے بابا ولی کے دروازہ پر حملہ کیا اہل قلعہ
ان سے سہ پہر تک لڑے قزلباش آخر روز میں افسردہ دل ہو کر واپس آئے۔ پھر اس
دن سے بارش شروع ہوئی اس نے محصورین و محاصرین کو توپ و تفنگ چھوڑنے کی
فرصت نہ دی۔ غنیم نے شیر جاجی کی پناہ میں مقیم ہو کر پوشیدہ جا بجا دیوار میں شگاف
ڈالے اور اندر آنے کا قصد کیا مگر اہل قلعہ نے ان کو کامیاب نہ ہونے دیا۔ دوم صفر
تک مینہ کی شدت سے توپ و تفنگ کام میں نہ آئے۔ جنگ کا مار حقہ و تیر و سنگ
پھینکنے پر تھا۔ جب مخالف شیر جاجی کی راہ قلعہ کے اندر آتے تو اہل قلعہ باہر نکالدیتے
آخر کار اہل قلعہ میں سے ایک جماعت پست ہمت سست عقیدہ نے دیدہ و دانستہ از روے
اضطرار پوشیدہ صلح کی درخواست دینے سے غنیم کی یورش کے مادہ کو آمادہ اور ابواب
مصالحت کھولنے میں مصلحت دیکھی قبچاق خان جو شاہجہان کی ملازمت کے لئے
ماوراء النہر سے آیا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی خدمت کو بجا لائے وہ قندھار بھیجا گیا تھا اسکو شادی
اوزبک نمک حرام بے غیرت نے بہکایا اور منصب داروں کی ایک نمکحرام جماعت نے

قلعہ دار سے کہا کہ بارش و برف کی کثرت سے راہوں کے بند ہونے سے کمک کا آنا مشکل ہے
اور قزلباشوں کی جد وجہد سے نزدیک ہے کہ قلعہ ہمارے ہاتھ سے نکلجائے بعد از فتح نہ ہماری
کی امان ہے اور نہ فرزندوں کی ایرانیوں کی قید سے رہائی ہے قلعہ دار کو اس جماعت کی گردن
اُڑانی چاہیئے تھی مگر اُس نے اسکی تسلی و استمالت کی اور مواعظ میں مشغول ہوا جس سے کچھ نفع نہ
سارے مفسدوں کی جماعت مورچلوں سے اپنے گھر چلی گئی ۱۲ صفر کو غنیم شیر جاجی کی طرف جہ
جاؤں سے قلعہ میں آیا اور اس کے قلعہ دار کے نوکروں کے ایک گروہ سے لڑائی ہوئی دونو
طرف سے بہت آدمی مارے گئے اس اثنا میں شادی نے قلعہ دار سے کہلا بھیجا کہ محمد بیگ
ایک شخص والیِ ایران کی طرف سے آیا ہے اور تیرے اور نور الحسن و میرک حسین کے نام کچھ لکھا
ہے۔ اُس نے میرک حسین کو بھیجا کہ حقیقت کار پر آگاہ ہو وہ دروازہ پر آیا تو اُس نے دیکھا
قبچاق خاں و شادی خاں اور اور مغلوں نے فرستادہ کو اندر بُلایا ہے اور اس کے آگے بیٹھے ہیں
میرک حسین نے پھر کر اس حقیقت کو قلعہ دار سے کہا اُس نے قبچاق خاں و شادی خاں
بخشی بھیجکر اپنے پاس بُلایا اور پوچھا کہ فرستادہ کو میری اجازت بغیر کیوں قلعہ کے اندر بُلایا
اس کے ساتھ بیٹھکر صحبت جمائی۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ تحریر و پیغام لایا تھا اسکو بغیر
اُلٹا بھیجدینا مصلحت سے دور جان کر اندر بُلایا تھا بہتر ہوگا کہ اسکی تحریر کو دیکھکر اور پیغام
رخصت کریں قلعہ دار ان کی ہمراہ گیا اور محمد بیگ سے ملاقات کی اور اسکی تحریر دیکھی اور پیغام
ایسے وقت سے اُس نے فی الحقیقۃ خویشتن داری کو چھوڑکر قلعہ کو چھوڑ بیٹھا اور والی ایران
کے اس پیغام کے بعد پردل خان پر اور قلعہ بست کے آدمیوں پر جو حال گزرا تھا وہ
کہ چند آدمی مارے گئے بقیۃ السیف طرح طرح کی بلاؤں میں گرفتار ہیں اس نے یہ
نہ جانا کہ یہی حال میرا اور میرے آدمیوں کا ہوا اس نے شاہ ایران کو جواب دیا کہ
ان مقدمات کا جواب پانچ روز بعد دونگا اور یہ قرار پایا کہ ان پانچ روز تک
قتال نہیں ہوگا۔ ۱۷ صفر کو علی قلی خاں پر اور رستم خاں سپہ سالار سابق

والی ایران نے پائے قلعہ میں آنکر شادی سے کہا کہ مجھے جواب لینے کے لیے بھیجا ہے۔ قلعہ
دار نے علی قلی خاں کو بلا کر حقیقت پوچھی اُس نے کہا کہ تمہاری صلاح حال و مال
اس میں ہے کہ ستیز و آویز سے ہاتھ اُٹھاؤ اور اپنی ہلاکت و ننگ و ناموس کے کھوتے میں
ساعی نہو۔ قلعہ دار نے یہ سنکر عبداللطیف دیوان صوبہ کو علی قلی خاں کے ہمراہ کیا کہ والی
ایران سے امان نہ لائے۔ دوسرے روز امان نامہ آیا۔ شادی و قبچاق خاں والی ایران
پاس گئے۔ واز دہم صفر کو تمام منصبداروں احدیوں اور تیر اندازوں نے امان لی اور قلعہ سے
باہر آئے غنیم قلعہ پر متصرف ہوا۔ علی قلی خاں نے قلعہ دار کی ملاقات والی ایران سے
کرائی۔ اس کے بعد قلعہ دار ہندوستان کو روانہ ہوا۔ جس وقت کہ شاہ عباس نے قندہار
کو عبدالعزیز سے لیا تھا اس کا ایک ارک تھا اور اس کی چار دیوار حصار تھی بعد ازاں
علی مرداں خاں نے ایک قلعہ مستحکم گل کا کوہ بگہ پر بنایا تھا ابھی وہ تمام نہ ہوا تھا کہ
شاہ جہاں کے تصرف میں وہ آیا اس کے حکم سے پانچ سال میں اور پانچ لاکھ روپیہ میں
حصار نہایت استوار ایک شہر کے گرد دوم قلعہ دولت آباد کے گرد سوم قلعہ منڈوی کے
گرد چہارم قلعہ ارکسا کے گرد نیم فراز کوہ پر بنا کیا اگرچہ وہ مٹی سے بنایا گیا تھا مگر اُس کی
دیوار کا عرض دس گز تھا اور اس کے گرد عمیق خندق تھی۔ باوجودیکہ اس میں دو سال کا
غلہ ہر قسم کا اور ساز و سامان قلعہ داری اور چار ہزار مرد شمشیر زن و کماندار اور تین ہزار
برق انداز موجود تھے ان سب چیزوں کو نمک حراموں نے مفت کھویا کہتے ہیں کہ ایک
جاسوس پختہ کار آزمودہ قلعہ سے شاہ ایران کے لشکر میں گیا اس نے دیکھا کہ لشکر شاہ
میں سختی و کمی ذخیرہ غلہ و کاہ ہے اور ہندوستان سے کومک آنے کا خوف وہ خوف زدہ
ہو رہا ہے اور باتوں پر مطلع ہو کر ہر چند اس نے سعی کی کہ پھر لشکر ایران سے نکل کر اپنے
قلعہ میں جائے مگر لشکر ایران کی خبرداری اور بندوبست ایسا تھا کہ وہ کسی طرح سے
نہ جا سکا ناچار اُس نے حقیقت کو ایک پارچہ کاغذ پر لکھا کہ کاہ و دانہ کی قلت سے

اور رسد کے نہ پہنچنے سے اور برف و سرما کی شدت سے لشکر قزلباش نہایت تنگ
ہو رہا ہے اس کے گھوڑوں میں بجز پوست و استخواں کے کچھ نہیں ہا اور لشکر قزلباش
کو ہے اس پرچہ کو تیر میں رکھکر حصار قلعہ کے احاطہ میں پھینک دیا باوجودیکہ اس پرچہ کے
اس مضمون پر اہل قلعہ کو اطلاع ہوئی مگر ایسا ہراس اُن پر غالب تھا کہ قلعہ
خاں قلعہ دار شاہ ایران داخل ہوا۔ محاصرہ دو مہینے رہا جس میں دو ہزار قزلباش
اور چار سو محصورین مارے گئے۔ ۱۰ ذیقعدہ کو محراب خاں قلعہ بست کے محاصرہ میں مشغول
ہوا۔ حصار جدید کے فتح کو مشکل سمجھکر وہ حصار قدیم کی فتح کو آسان سمجھا اور کنارِ
سے آب ہیرمند تک پانچ مورچے قائم کیے پرول خاں قلعہ دار خوب لڑتا رہا ابتدا
محاصرہ سے ۱۴ محرم تک کہ چون روز ہوتے ہیں طرفین سے ترددات نمایاں ہوئے
تین سو قزلباش اور تین سو افغان تابین قلعہ دار وادی عدم کے مسافر بنے آخر کار قلعہ
از راہ اضطرار امان طلبی کی اور محراب خاں سے ملاقات کی پرول خاں کے تین سو
ہمراہیوں نے یراق کے دینے میں ایستادگی کی اُنکو محراب خاں نے قتل کرایا
پرول خاں نے اور باقی آدمیوں اور اُن کے عیال و اطفال کو مقید کرکے
پاس قندہار بھیجدیا۔ آٹھویں ذی الحجہ کو سارو خاں (ساز خاں) نے قلعہ زمین
کا محاصرہ کیا۔ سید اسد اللہ و سید باقر پسران سید بازید بخاری پاس باوجودیکہ
برادرون اور تابینوں کے پانچسو تفنگچی سوار و پیادہ ہمراہ تھے۔ انہوں نے پیغام
قلعہ توابع قندہار سے ہے اس کا فتح ہونا بغیر قلعہ قندہار کے تسخیر کے بفائدہ ہے
فتح ہو گیا تو یہ قلعہ بھی بے تردد جنگ کے تم کو ہاتھ لگ جائے گا۔ چاہیے کہ
تک کہ قلعہ قندہار کا فیصلہ ہو جنگ و جدال کرکے عبث آدمی طرفین سے
ضائع نہ کیے جائیں سارو خاں اس امر کو مستحسن جان کر تردد اور مورچال
سے باز رہا اور والی ایران کو حقیقتہ لکھ بھیجی جواب کا منتظر رہا کہ

قلعہ بست زمین داور

شاہ ایران کا ہرات جانا

ہ آدمی آیا اور قندہار کی فتح کا نوشتہ لایا۔ ان سیدوں نے شاہ ایران
ے آدمیوں کو قلعہ حوالہ کیا اور خود قندہار چلے گئے۔

شاہ ایران بسبب غلہ وعلف کی عسرت کے اور گھوڑوں اور باربردار کے تلف
ونے کے اور شدت سرما کے اواخیر صفر میں فراہ وہرات کو روانہ ہوا اور محراب خاں کو
ندہار کا قلعہ دار بنایا اور دس ہزار نفنگچی اس پاس معین کیے اور دولت علی کو قلعہ بست کا
عہ دار کیا۔ ابتدا محاصرہ سے تسخیر قلعہ کے بعد شاہ ایران کے جانے تک
یا ئی مہینہ کا عرصہ لگا۔

جب اورنگ زیب سعد اللہ خاں روانہ ہوئے تھے تو بادشاہ نے حکم دیا تھا
نا مقدور قندہار میں جلد اپنے تئیں پہنچانا اور اغلب ہی کہ افواج شاہی پہنچنے نہ پائے گی
شاہ ایران اس لشکر کے صدمات کے خوف سے قلعہ کو چھوڑ کر چلا جائے۔ اور اگر
عدا نہ کردہ تمہارے پہنچنے سے پہلے قزلباشوں کے تصرف میں قلعہ آجائے تم کو چاہیئے
ہ انکو جگہ گرم کرنے اور ذخیرہ تازہ بہم پہنچنے کی فرصت نہ دو اور خود گرما گرم جا کر
عہ کا محاصرہ کرو لیکن شاہزادہ کو ملتان میں لشکر کی گردآوری اور اسباب ضروری کے سرانجام
یں اور سعد اللہ خاں کو بے وقت بارش اور شاہزادہ کے انتظار میں چند روزہ توقف
ہوا وسط صفر میں جب دونو فوجیں نزدیک آئیں تو خلیل بیگ کا نوشتہ آیا کہ سر راہ
در رہون میں اس قدر برف پڑی ہی کہ اگر مینہ اور نہ برسے تو کم سے کم ایک مہینے
ے بعد اس راہ میں دشواری سے آمد ورفت ہوسکتی ہی وہ راہوں کے برف سے صاف
رنے کے لیے اور درختوں کے کاٹنے کے لیے روانہ ہوا تھا اس ضمن میں مکرر خبریں آئیں
ہ شاہ ایران نے قلعہ لے لیا ہی بادشاہ نے احکام تاکید وتہدید آمیز بھیجے کہ جلد اپنے تئیں
پہنچاؤ پھر یہ خبر آئی کہ شاہ ایران نے حصول مطلب کے بعد معاودت کی ناچار
ہ راہ پر جانا منظور نظر تھا اُس نے چھوڑا اور پشاور کے پہاڑوں کی راہ بالا سے جانا

قرار پایا۔ ان پہاڑوں کی بلندی دو ہزار سات گز پیمائش ہوئی تھی تمام سپاہ پیادہ ہوئی اسباب مایحتاج ضروری ..... وغیر ضروری کو چھوڑا اُفتاں وخیزاں بہزار دشواری مسافت طے ہوتی تھی۔ خلق اللہ پر عجیب آفت برپا تھی بار بردار جو پاش تھے وہ سخت جاؤں سے گر پڑتے تھے اور پھر نہ اُٹھتے تھے نوکر وغلام وپاجی ونمک حرام جو خالی بھاگ جاتا تھا وہ آقا پر منت عظیم رکھتا تھا اور غلہ وکاہ وتمام جنس کھانے پینے کی اس مرتبہ کمیاب ہوئیں کہ نان کی قیمت جان کے برابر ہوگئی اس حال سے ۱۲ ربیع الاول کو کابل میں سپاہ پہنچی جو روپیہ کے ۵ سیر وگندم چار سیر اور کاہ بھی روپیہ کی اسی قدر زراعت میں علف چرانے کے قابلیت نہ تھی۔ کابل میں کچھ آرام ملا۔ ایک روپیہ میں بھی آدمی اور چارپایہ کا پیٹ پورا نہ بھرتا تھا۔ یہاں پندرہ روز اس لیے توقف ہوا کہ سپاہ اکثر پیادہ وخانہ بدوش تھی اس لیے گھوڑے اور باربردار خریدنے ضرور تھے۔ اوائل ربیع الثانی میں کابل سے کوچ کیا غزنین میں آئے ۹ علف اصلا نہیں ملتی تھی مگر خاص آدمیوں کو تکلف سے غلہ روپیہ کا ایک سیر اور کاہ ڈیڑھ سیر ملتی تھی۔ لشکر کو تنگ ہوا۔ خبر آئی کہ غزنین سے قندہار تک قزلباشوں کے تسلط کے سبب انسان اور چارپا کے کھانے کی جنس بالکل نایاب ہے۔ جملۃ الملک سعد اللہ نے حقیقت بادشاہ سے عرض کی۔ جواب میں حکم آیا کہ ملک گیری میں رفاہیت طلبی نہیں ہوتی جس طرح ہو سکے اپنے تئیں قندہار پہنچاؤ اور قزلباشوں کو قلعہ میں ذخیرہ فراہم کرنے کی اور استقامت کی فرصت نہ دو اور جو قندہار کے غلہ کو جو قابل درو ہے نہ چھوڑو کہ وہ قلعہ کے آدمیوں کے ہاتھ لگے اس لیے لشکر میں منادی ہوئی کہ غزنین سے راہ میں سپاہ اپنا آذوقہ اُٹھاتی چلے۔ پندرہ روز قیام کرکے کوچ کیا اور فوج کی ترتیب

سات فوجیں ہراول وجرانغار وبرانغار وچنداول وطرح راست وچپ مقرر ہوئیں اور شہر صفا کے نزدیک آئیں ملک حسین زمیندار نواح قندہار کہ بجسب ضرورت محراب خاں سے ملاقات کرنے آیا تھا وہ سعد اللہ خاں پاس بھاگ کر آیا۔ اس کو شاہزادہ نے خلعت دیا۔ ۱۴ر جمادی الاول ۱۰۵۹ھ باغ کلاں گنج علی خاں میں قندہار کے مقابل آئے۔ آلات واسباب مورچال بندی وطب لگانے میں مصروف ہوئے۔ ۱۵ر کو دوپہر کے وقت راجہ مان سنگھ گوالیاری وبہاؤ سنگھ وجگت سنگھ نے چل زینہ کے اوپر کی برجوں کو خالی دیکھا وہاں اپنے نشانوں کو لیکر دوڑے مگر حسب الطلب اُن کے بخشی سعد اللہ خاں بھی ایک تابینیوں کی جماعت کے ساتھ دوڑا گیا متفق ہو کر حملہ آور ہوئے۔ محراب خاں کو خبر ہوئی اُسنے بروج مذکور کو برقندازوں کو سپرد کرکے استوار کیا اور آلات آتشبازی اور تیر وتفنگ سے اولوں کی طرح گولے برسائے۔ اور حملہ آوروں کو برجوں تک پہنچنے کی مجال نہ دی دونوں سرداروں نے آدھی راہ میں مورچل قائم کیے یہ جرات بیجا شاہزادہ کو پسند نہ آئی اس نے حکم دیا کہ اپنے ارادہ سے ہم کو آگاہ کرکے قدم آگے بڑھاتے لیکن اب وہاں سے حرکت کرنی اور چلا آنا اہل قلعہ کی شوخی کا سبب ہوگا اس لیے چاہیئے کہ جب وقت مساعدت کرے برجوں پر متصرف ہون اور جنگل کے درختوں کو کاٹ کر پناہ پاؤ اور دل کو قوی رکھو۔ ہم کو بھی کومک کے لیے مستعد جانو۔ انہوں نے بہت مشقت سے بہت آدمیوں کو ضائع کراکے مورچال قائم کیے

ایلچی شاہ ایران وجہاں

شاہ وردی بیگ ایران کا ایلچی شاہجہاں کے پاس آیا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس سے نامہ نہ لیا جائے زبانی کہہ دیا جائے کہ ہم کو محبت دیرینہ وموروثی شاہ سے تھی۔ ہم نے اپنے ایک خواص کو قلعہ قندہار کا قلعہ دار مقرر کیا۔ اگر ہم جانتے کہ شاہ ایران سے ایسی حرکت ظہور میں آئیگی

تو ایک امیر رزم دیدہ تجربہ کار آزمودہ کو قلعہ دار مقرر کرتے کہ جب تک اس کی جان باقی رہتی قلعہ کی محافظت میں اپنے تئیں معاف نہ رکھتا۔ چونکہ خلاف توقع عمل میں آیا۔ ہرچہ عوض دارد گلہ ندارد دوسرا ایلچی شاہ قلی نامہ لے کر آیا تھا اس کو حکم دیا کہ وہ لاہور سے آگے نہ بڑھنے نہ پائے۔ فی الواقع جب رشتۂ محبت والفت غبار کدورت سے آلودہ ہو پھر نامہ ورسول کا بھیجنا کیا لطف رکھتا ہے۔ اظہار یک رنگی میں دورو ئی اخلاص کیشوں کے رویہ کے منافی ہے بادشاہ نے پھر حکم دیا کہ دونوں ایلچی کابل میں میرے پاس حاضر ہوں میں اُن کو اعزاز کے ساتھ رخصت کرونگا۔ اوائل جمادی الاول میں شاہجہاں کابل میں آگیا۔

ذکر سوانح بست وسوم سنہ ۱۰۶۹ / ۱۶۴۹

غرہ جمادی الاخری کو سال بست وسوم جلوس رسم کے موافق ہوا۔ نذر محمدؐ خاں و عبدالعزیز خاں و سبحان قلی خاں کے فسادوں کا بیان اس تاریخ کے احاطہ سے باہر ہے اس لیے ماحصل ضروری بیان کیا جاتا ہے کہ نذر محمدؐ خاں کو سلطنت بلخ شاہجہاں نے اس کے فرزندوں اور متعلقین کو اُس کے پاس بھیج چاہا۔ نذر محمدؐ خاں کے بھی نوشتجات مکرر فرزندوں اور وابستوں کی طلب میں آئے اور اپنی پریشانی کا اظہار کر کے مدد خرچ کا بھی وہ طالب ہوا اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو مع اور ہمراہیوں کے کہ دو سال دس مہینے سے بادشاہ کی خدمت میں رہتے تھے بروقت رخصت خلعت اور تیس ہزار روپیہ نقد مرحمت کیا اور ایک روپیہ مع فیل نذر محمدؐ خاں کے لیے بموجب طلب عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ پہلے بھیجا جا چکا تھا۔ خسرو پسر نذر محمدؐ خاں لذات ہند کا ایسا دل بند ہوا کہ باپ پاس

نذر محمد خاں والی بلخ

باقی حال محاصرہ قندہار اور لشکر شاہزادہ اورنگ زیب کا

کے لیے راضی نہوا۔ بندہائے پادشاہی کے جرگہ میں رہا نذر محمد خاں کے متعلقوں کو کل تین لاکھ روپیہ مدد خرچ رخصت تک مرحمت ہوا۔ اس کے سوا بیگموں کو زیور اور اور چیزیں دی تھیں۔ ایک طرف جملۃ الملک سعد اللہ خاں نے تردد نمایاں کرکے اور بہت آدمیوں کو کشتہ کراکے مورچالوں اور نقب و کوچہ سلامت کو زیر خندق پہنچایا۔ دوسری طرف رستم خاں و قاسم خاں اور جانباز کار طلبوں نے مورچال اور نقب کنارہ خندق تک دروازوں کے نزدیک پہنچائے۔ مگر محراب خاں نے روم کی جنگوں میں بہت جنگ اور قلعہ داری کی تھی بڑا کارآزما و آزمودہ تھا وہ پائے قلعہ سے شب و روز ایسے تفنگ گولیاں اور توپوں کے زمبورک گولے اور آتشبار حقے اور شرر فشاں بانوں کو اولوں کی طرح برساتا تھا کہ جب پائے قلعہ کے نیچے مورچل شاہی پہنچتے تھے تو اُن کو کسی کام کی فرصت نہ دیتا تھا بلکہ اکثر زمین نقب اولوں کی ضرب سے نابود اور ضائع کردیتا تھا۔ بریورش میں سرداروں اور لشکریوں کے کئی ہزار سر خندق کے پُر کرنے کے مصالح میں صرف ہو جاتے تھے اور اس تردد کا کوئی نتیجہ کارنمودار نہوتا تھا۔ ہر دفعہ قزلباش نکلکر طلایہ لشکر شاہی کے مقابل ہوکر مورچلوں پر حملہ آور ہوتے تھے تو طرفین سے آدمی قتیل و اسیر ہوتے تھے اور نیزہ ہائے عظیم ہوتی تھیں کبھی قزلباش بادشاہی آدمیوں کو پکڑ کر قلعے میں لیجاتے تھے۔ کبھی اس سے قضیہ برعکس ہوتا تھا اس ضمن میں ایک دن قزلباشوں کی ایک جماعت گرفتار ہوکر آئی اُس کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہ عباس نے ہرات میں پہنچکر اپنے چند امیر کار طلب رزم جو بسرداری مرتضےٰ قلی خاں قورچی باشی کل بیس امیر اور پنتیس ہزار سوار محراب خاں کی کمک کے لیے اور بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے واسطے بھیجے ہیں کہ ان میں سے تین چار ہزار سوار بطریق قراولوں کے نزدیک آگئے ہیں اسی وقت بادشاہ کے قدیمی ملازموں میں سے ایک شخص جو لشکر ایران میں گرفتار ہوکر نوکری کا پابند ہوا تھا اور وہ بطریق جاسوسی اس طرف سے مقرر ہوا تھا۔ وہ

قلیچ خاں پاس آیا وہ سابق میں اس کے تابینوں میں تھا اور اُس نے آگاہ کیا کہ
دو فوجیں یسار و یمین سے آتی ہیں ان میں سے دو تین ہزار سوار اس قصد سے جدا ہوئے
ہیں کہ کہیں پر تاخت کریں اس ضمن میں یہ خبر آئی کہ قزلباش آ پہنچے گئے اور اُنہوں نے کہیں
بیخبر حملہ کیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول اور زخمی کیا اور لوٹا اور چارپایوں اور بہت آدمیوں
کو اسیر کر کے لے گئے اور اس کے ساتھ ہی شتربان و فیلبان و استربان فریاد کرتے
ہوئے آئے کہ فیل اور شتر اور چارپائے قطار قطار قزلباش آگے رکھکر لے گئے۔ رستم
کو جو رستم زماں کہا جاتا تھا اس امر کی اطلاع ہوئی بغیر اس کے کہ وہ مامور ہو اُس نے
قزلباش کا تعاقب کیا اور چار پانچ کروہ جریبی تاخت کی اور دشمن تک جا پہنچا
ہوا۔ اوّل جنگ گولہ و تفنگ بان و تیر کی ہوئی پھر تلوار و خنجر کی لڑائی ہوئی۔ دونو طرف
نبرد صعب ہوئی مگر دونو غالب و مغلوب ہوئے طرفین سے مردانگی ظہور میں آئی اور
طرف کے آدمی بہت کشتہ و زخمی ہوئے آخر کار رستم خاں نے ہاتھوں و چند قطار شتر و گاؤ
و استر و اسپ اپنے اور اُن کے چھین کر مراجعت کی اور شاہزادہ پاس آنکر مورد تحسین و
آفریں ہوا۔ صبح متواتر یہ خبر آئی کہ تیس ہزار قزلباش آئے ہیں۔ جن کے سردار ایران
کے بڑے نامے پسہ سالار اور نظر علی خاں حاکم اردبیل و علی قلی خاں و مرتضیٰ قلی بیگ
طرف سے دوبارہ رستم و قلیچ خاں اور اور امرا و راجاؤں کی جماعت اور ہاتھی اور دس بیس
اور بڑا توپخانہ یہ سب اُن کے مقابل گئے۔ جب لشکر قزلباشوں کی علامت سیاہ
اور گرد سپاہ نمودار ہوئی تو زرہ پوش سادات بارہ اور افغانوں و یکہ تازان
ورزم طلب راجپوتوں نے گھوڑے دوڑائے اور ایران کے سرداروں نے
معرکہ میں پاؤں رکھا اول گولہ و توپ و بان سے زد و خورد کی آتش دشمن
ہوئی پھر قزلباشوں کی تینوں فوجوں نے دوڑکر ہندی فوج کے اطراف کو
گھیر لیا اور شمشیر زنی سے دار و گیر کا بازار گرم کیا اور مردر باختے گئے۔

طرفین نے شرط جان سپاری ادا کی۔ قزلباشوں کی فوج نے ہندوستان کے لشکر کو شکست دیدی ہوتی۔ مگر رستم خاں نے جو رستم زماں و رُستم باہم ملمی تھا قلیچ خاں اور راجاؤں کے مست ہاتھیوں کو پیش رو بنایا اور اپنی سواری کے ہاتھیوں کے پاؤں میں زنجیریں ڈالیں اور دل باختہ آدمیوں کی دلدہی کی مستانہ وار قدم آگے بڑھایا اور بشرط تردد جو جاں نثاروں کو لاحق ہوتی ہے بجا لایا بہت سے سردار مارے گئے بہت کوشش اور کشش سے قلب خصم پر حملہ کیا اور محمد سعید پسر سادات خاں و خواجہ خاں وغیرہ نامی سردار مارے گئے اور غیر مشہور آدمیوں کی جماعت بھی کشتہ و زخمی ہوئی تو قزلباشوں کا قدم ثبات ڈگمگایا اور فرار اختیار کیا اور اسپ و استرِ بہت لشکر شاہی کو غنیمت میں ہاتھ آئے اور بادشاہ زادہ کی خدمت میں فتحمند لشکر نے مراجعت کی۔ اورنگ زیب کی عرضداشت اس فتح جنگ کی بادشاہ پاس نہیں پہنچی تھی کہ بادشاہ نے وردی بیگ کو جو شاہ ایران کا نامہ لایا تھا اور بار نہ پایا تھا اور جلال آباد میں منضوب ہوا تھا وہ بادشاہ کی ہمراہ تھا نامہ کو بغیر پڑھے زبانی جواب اُس کو دیا کہ شاہ عباس کلاں ہمارا قدردان اور اخلاص مند تھا اور بیس سال سے اس سے ہمارا اتحاد تھا اُس نے دنیا سے رحلت کی اس کے بعد اس کے خاندان سے جو ہم کو توقع تھی ازراہ تقاضائے سال اس کے خلاف عمل میں آیا اور اپنے بزرگوں کے طریقہ کی مراعات نہیں کی الحال جو کچھ خدا چاہے گا وہ ہم سے ظہور میں آئے گا اور دس ہزار روپیہ اور شاہ وردی بیگ کو عنایت کرکے رخصت کیا۔ اور شاہزادہ محمد اورنگ زیب پاس بھیجوایا۔ اور حکم لکھا کہ قندہار سے گزبردار کو ساتھ کرکے شاہ کے پاس روانہ کرے قندہار کے محاصرہ کے دنوں میں گرانی و کمیابی غلہ و کاہ سے لشکر کو جو صعوبت و مکروہات پیش آئے اس کا فائدہ حاصل کچھ نہوا بادشاہ پاس اور شدایدند کورہ کی خبر آئی تو اس نے جانا کہ امتداد محاصرہ میں سپاہ کے

تلف ہونے کے سوا اور نتیجہ مرتب نہیں ہوگا تو شاہزادہ کو حکم فرمایا کہ مصلحت وقت کا تقاضا یہ ہے کہ تسخیر قلعہ کو دوسرے وقت اور سال پر موقوف رکھو اور پائے قلعہ کو چھوڑ دو اور شاہزادہ داراشکوہ کو حکم فرمایا کہ جب تک غزنین میں اورنگ زیب کے پہنچنے کی خبر آئے کابل میں توقف کرے اور خود اوائل رمضان میں کابل سے لاہور کو روانہ ہوا اوّل ہی منزل چلا تھا کہ قزلباشوں کے ہزیمت پانے کی خبر اس پاس آئی اسکو پہلے حد سے زیادہ تشویش خاطر تھی اب تفریح طبع ہوئی اور تین روز تک شادیانے بجوائے۔ سعد اللہ خاں و رستم خاں و قلیچ خاں اور سب امرا کا اضافہ کیا اورنگ زیب چار مہینے محاصرہ کے بعد پائے قلعہ کو چھوڑ کر بادشاہ پاس روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں دو تین ہزار آدمی اور چار پانچہزار جانور ہلاک ہوئے۔ ۱۸ شوال کو بادشاہ لاہور میں داخل ہوا اوائل ذیقعدہ میں داراشکوہ اور جملۃ الملک حضور میں آئے اور وسط ماہ مذکور میں اورنگ زیب بادشاہ کی خدمت میں آیا اور رستم خاں قزلباشوں کی چند توپیں اور نشان اور گھوڑے لایا اور بادشاہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا اور مورد تحسین و آفریں ہوا اور اپنی جاگیر کو مرخص اورنگ زیب کو ٹھٹہ کی صوبہ داری کے سوا ملتان کی صوبہ داری عنایت ہوئی۔ بادشاہ ۱۲ ذیحجہ کو لاہور سے روانہ ہوا اور ۱۱۔ محرم سنہ ۱۰۶۸ کو دولت خانہ شاہجہاں آباد میں داخل ہوا اسی روز شاہزادہ محمد مراد بخش بادشاہ کی خدمت میں رکھن سے آیا اسکو وہاں کی ہوا ناموافق تھی اور وہاں کا بندوبست بھی اس سے نہ ہو سکا وہ کابل کا صوبہ دار مقرر ہوا۔

والخلافہ شاہجہاں آباد کی تمام عمارات تیار ہو گئی تھیں یہاں پہلا جشن نوروزی دھوم دھام سے ہوا۔ اطراف سے امرا تہنیت کے لیے آئے۔ ہزار امیروں کو منصب و خلعت عنایت ہوئے۔ پرگنہ پانی پت جس کی جمع ایک کروڑ دام (بارہ لاکھ روپیہ) تھی بیگم صاحب کو انعام میں دی گئی۔ سولہ لاکھ روپیہ کی نذریں بادشاہ کے روبرو پیش ہوئیں

بادشاہ کا کابل سے شاہجہاں آباد میں آنا

شاہجہاں آباد میں جشن اول نوروز

سوانح سال بست و چہارم سنہ ۱۰۶۰ھ سنہ ۱۶۵۰ء

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۶۰ کو چوبیسواں سال جلوس کا شروع ہوا جشن حسب دستور ہوا ۱۴ رجب کو بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ راجہ جے سنگھ چار ہزار سوار اور شش ہزار تفنگچی و تیردار لیکر میوات میں آیا اور میووں کے خانماں کو جلایا اور ایک جمع کثیر کو جو سوار ہونے اور مسافرکشی کے کوئی کام نہیں کرتے تھے بے سروپا سر کیا اور اُن کے اہل و عیال کو اطفال کو اسیر و دستگیر کیا۔ اور بقیتہ السیف کو اخراج کیا۔

اکبرآبادی محل نے باولی کے قریب قلعہ شاہجہاں آباد سے ڈھائی کروہ کے فاصلہ پر ایک باغ لاہور اور کشمیر کے فیض بخش و فرح بخش کے نمونہ پر بنوایا اور اس میں عمارات عالیشان بنوائیں اس کے وسط میں آٹھ گز چوڑی نہر جاری تھی اور سب جگہہ عمارتوں میں دو گز سے کچھہ کم و بیش چوڑی نہریں جاری تھیں چار سال میں دو لاکھہ روپیہ کی لاگت میں یہ باغ اور عمارت تیار ہوئی تھیں۔ باولی سرائے پہلے خام تھی۔ بی بی اکبرآبادی محل نے اس میں ستر ایوان و حجرے ریختہ کے بنوائے۔

باولی سرائے و باغ

ساٹھ سال کی عمر نے بادشاہ نے جو روزے عمداً و سہواً کہائے تھے فقہا و فضلا کی تجویز سے اُن کے کفارہ میں بیس ہزار روپیہ مستحقوں اور محتاجوں کو خیرات ہوئے۔ اور حکم ہوا کہ ہر سال ماہ رمضان کے آخر میں بیس ہزار روپیہ جو فطرہ روزہ وغیرہ میں اہل استحقاق کو مقرری دیا جاتا ہے اس کے ساتھ بیس ہزار روپیہ اور روزوں کے کفارہ کے سبب سے درماندوں کو دیا جائے۔ بادشاہ کی عمر ساٹھ برس سے کچھ زاید ہوگئی تھی۔ ملانوں نے از روے شرع اُسکو روزوں سے معاف رکھا اور کفارہ تجویز کیا۔ عنایت اللہ کے شاہجہاں نامہ میں لکھا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں ۲۰ ہزار روپیہ خیرات دینا تجویز کیا گیا۔

روزوں کے کفارہ اور بعض اور معاملات

ملا شفیعا یزدی جو فاضل و شاعر و صاحب طبع و تجارت پیشہ تھا ایران سے بندر سورت میں آیا۔ بادشاہ نے اُس کو سورت کے خزانہ سے پانچہزار روپیہ دلا کر اپنے پاس بلایا اور منصب ہزاری سو سواروں کا عنایت کیا اور حکم دیا کہ دو وقت مجرے کو حاضر ہوا کرے۔ سلطان محمد خاں قیصر روم نے سید محی الدین کو نامہ و تحائف و تبرک دیکر بادشاہ پاس بھیجا وہ سید عبدالقادر جیلانی کے تبار میں سے تھا وہ بندر سورت میں آیا تو بادشاہ نے گرز برداروں کو حکم دیا کہ خلعت اور فرمان اور خزانہ سورت سے دس ہزار روپیہ اس پاس لے جائیں اور برہانپور و ماندہ و مالوہ کے دیوانوں کو پندرہ ہزار روپیہ تنخواہ دینے کے لیے حکم دیا۔

برسات کے نہ ہونے سے شاہجہاں آباد کی ہوا گرم تھی اس لیے بادشاہ نے کشمیر جانے کا ارادہ کیا۔ غرہ ربیع الاول سنہ ۶۱ کو کشمیر کو روانہ ہوا۔ غرہ ربیع الثانی کو لاہور کے باغ فیض بخش میں جشن نوروز کیا۔

لاہور جانا

عبدالرحمن پسر نذر محمد خاں والی بلخ

پہلے ہم تحریر کر چکے ہیں کہ بادشاہ نے عبدالرحمن سلطان کو اس کے باپ نذر محمد خاں پاس روانہ کیا تھا۔ جب وہ نذر محمد خاں پاس پہنچا تو باپ نے اس کو غوربند کی حکومت کے لیے رخصت کیا اور بلخ کے امرا میں سے یادگار کو اس کی رفاقت میں مقرر کیا کہ اس کو مع فوج حضور کے غوربند پہنچا دے۔ اس بات پر جب سبحان قلی کو اطلاع ہوئی تو اس نے یہ جان کر کہ باپ پاس سپاہ کی جمعیت نہیں ہے وہ سپاہ لے کر بلخ میں باپ پر چڑھ گیا اور نذر محمد خاں محصور ہو گیا اور پسر کی شر کے دفعہ میں مشغول ہوا۔ جب نذر محمد خاں تنگ ہوا ناچار اُس نے عبدالرحمن کو راہ میں سے اپنے پاس واپس بلا لیا۔ عبدالرحمن باپ کے حکم سے اُلٹا آیا تو سبحان قلی خاں نے ابراہیم بیگ کو مقرر کیا کہ اس کو سر راہ روکے عبدالرحمن نے اس کا مقابلہ کیا اور اوّل مقابلہ میں ابراہیم بیگ کشتہ ہوا مگر اس کے ہمراہی عبدالرحمن پر غالب ہوئے نذر محمد خاں کے لشکر نے یادگار بیگ کے.....

ساتھ فرار کیا اور سبحان قلی خاں کے قلماقوں کے ہاتھ میں عبدالرحمٰن گرفتار ہوا اور جب وہ سبحان قلی خاں پاس آیا تو اُس نے بھائی کو محبوس کیا عبدالرحمٰن بہ تقاضائے مصلحت اپنے نگاہبانوں کے ساتھ سازش کی اور ان سے رفاقت اور شریک دولت کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اُن کے اتفاق سے بھاگ کر شاہجہاں پاس آیا۔ بادشاہ نے عبدالرحمٰن کو منصب چار ہزار پانصد سوار کا عنایت کیا اور اُس کے ہمراہی عبدالرحمٰن کی تجویز کے موافق بندگان سرکاری کے زمرہ میں آئے۔

لاہور سے کشمیر کو بادشاہ کا جانا

۲۹ جمادی الثانی کو بادشاہ نے کشمیر جانے کے لیے لاہور سے کوچ کیا۔ اس سال میں اول مینہہ کم برسا۔ گرمی کی شدت سے زراعت خشک ہوئی اور آخر میں بارش نے وہ تار باندھا کہ چار مہینے تک وہ برابر برستا رہا۔ دریاؤں میں ایسی طغیانی ہوئی کہ آب بہت کی طغیانی سے قصبہ بہرہ کے آدمی ہلاک ہوئے بعد ازاں کمی ہوئی جس سے خلقت کو آرام ملا۔

سوانح سال بست و پنجم جلوس سنہ ۱۰۶۱

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۱ کو جشن جلوس سال بست و پنجم دستور کے موافق ہوا۔ اس سال میں غلہ کی گرانی اور باران کے امساک سے ایک عالم رو رہا تھا اور رات دن ہوکوں کے ہاتھ دعاؤں میں اُٹھتے رہتے تھے۔ جس روز بادشاہ نے لاہور سے کوچ کیا ہے تو بارش کی بڑی شدت ہوئی اور کئی روز تک برابر ایسا برستا رہا کہ بادشاہ کو ایک ہفتہ تک توقف کرنا پڑا۔ بارش ایسی کثرت سے ہوئی کہ ربیع کے کشت و کار کی فرصت نہ ملی اور جو کچھ بویا تھا وہ مینہہ کی شدت سے سبز نہوا۔ پرگنات خالصہ بادشاہی کی رعایا نے تشخیص جمع کے وقت استغاثہ کیا تو بادشاہ نے اپنے متدین طلب کیے اور سعداللہ خاں کو حکم دیا کہ چند روز پنجاب کی رعایا اور مالگزاروں کے معاملات پر

اور استمالت رعایا پر متوجہ ہو۔

عادل شاہ کی پیش کش

برسوں کی چڑھی ہوئی پیش کش عادل خاں والی بیجاپور سے محمد صفی پسر اسلام خاں لایا یہ کل پیش کش چالیس لاکھ روپیہ نقد و جنس کی بادشاہ کے لیے اور پانچ لاکھ روپیہ کی جمعہ صاحب کے واسطے اور پندرہ لاکھ روپیہ کی شاہزادہ داراشکوہ کے لیے اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی محمد صفی کے واسطے تھی وہ بادشاہ کی نظر کے سامنے آئی اور چھ لاکھ روپیہ نقد سید باقر ملازم ولی عہد کو جو محمد صفی کے ساتھ گیا تھا عادل خاں نے دیئے تھے وہ نظر کے روبرو لائے۔ محمد اورنگ زیب مالوہ کی صوبہ داری پر رخصت کیا گیا۔ بادشاہ خود برف تنکار کھیلتا ہوا اور برف کی سختیاں اٹھاتا ہوا آخر جمادی الاخریٰ میں شہر کشمیر میں پہنچا اور خدامہ محل کے ہمراہ مزین کشتیوں میں زربفت کے پردے اور لاجوردی منقش ستون اور قبہ ہائے طلا و مرصع لگا کے سوار ہوتا اور روے آب تالاب ڈل پر سیر کرتا دشت و کوہ و باغوں کے پھولوں کا تماشا دیکھتا اور ملاحوں کو انعام دیتا۔

ملا شاہ بدخشی اس زمانہ کے حق آگاہوں میں تھا اور کشمیر میں بڑا مشہور نامور تھا۔ وہ بادشاہ کی ملاقات کو آیا۔ دوسرے روز بادشاہ اس مسجد کو دیکھنے گیا کہ جہاں آرا بیگم صاحب نے شاہ بدخشی کی عبادت کے واسطے چالیس ہزار روپیہ میں تعمیر کرائی تھی۔ مسجد میں شاہ صاحب سے بادشاہ نے ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر نصیحتیں سنیں۔

۱۲ رجب کو آدم خاں غلام نبی اور اس کے بھتیجے محمد مراد کو اور نیز علیم بیگ اور نعیم بیگ پسران سلیم بیگ کاشغری کو جو آدم خاں و غلام نبی کے ضامن تھے اور کاشغر میں تعینات تھے اور کشمیر کے زمینداروں کی ایک جماعت کو بتت اس غرض سے بھیجا کہ وہاں مرزا خاں تبتی کی تنبیہ کریں جس نے سرکشی کی ہے اور قلعہ سگرود کو فتح کریں اور تبت جو ملازمان شاہی کے قبضہ سے نکل گیا ہے اس پر تصرف کریں۔ ۷، ۸ شعبان کو آدم تبتی کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ مرزا خاں نے جب لشکر شاہی کے آنے کی

خبر سنی تو وہ بھاگ گیا اور قلعہ سکرو اور ملک تبت بادشاہی آدمیوں کے تصرف میں آیا۔ بادشاہ نے آدم خاں اور اس کے بھائیوں کو یہ ولایت دیدی کہ وہ وہاں وطن بنا کے رہیں اس کی جمع اسی لاکھ دام تھی سال میں اول مینہ نہیں برسا پھر برسا تو بڑی شدت سے اس کے سبب سے گلزاروں اور سبزہ زاروں میں اصلی رونق نہیں رہی اور پہل دار درختوں میں پھل کم آئے اور وہ خشک ہوگئے اس لیے بادشاہ کو کشمیر کی سیر دلپذیر نہ ہوئی اور فرمایا کہ لاہور اور شاہ جہاں آباد کے باغات و باصفا مکانوں کو چھوڑ کر خط نفس کے لیے اس مسافت بعیدہ کو طے کرنا اور خلق کی ایذا پر راضی ہونا خدا پرستی کے طریقہ سے دور ہے اور ایک فعل عبث ہے۔ دو مہینے کے گزرنے کے بعد بادشاہ نے غرۂ رمضان کو کشمیر سے کوچ کیا اور دارالخلافہ کی طرف چلا۔ سعداللہ خاں مامور ہوا کہ چند روز یہاں رہ کر کشمیر کے مال اور ملکی مقدمات کو طے کرکے جلد لاہور میں آجائے منزل اصف پور میں دریا کے عبور کرنے میں آدمیوں کے اژدحام سے اس کا پل ٹوٹ گیا وہ بہت پرانا تھا ڈھائی سو آدمی اور جانور اور بہت سا اسباب پانی میں ڈوبا اور سو نفر بحر فنا میں غرق ہوئے۔ لاہور کے نزدیک بادشاہ سے سعداللہ خاں بھی آن ملا حکم ہوا کہ رستم خاں اور اور امرا دور و نزدیک اور نامدار راجہ مع مصاحبہ توپ خانہ مہم قندہار کے لیے حضور میں حاضر ہوں اور شاہزادہ مرادبخش کے نام بھی دستخط خاص سے اس باب میں حکم صادر ہوا۔ جب بادشاہ لاہور میں آیا تو سید محی الدین ایلچی روم حاضر ہوا۔ اور نامہ قیصر اور دو گھوڑے با ساز طلا و مرصع و مروارید اور عبائے مروارید باف قیصر کی طرف سے اور پانچ گھوڑے اپنی طرف پیش کیے۔ بادشاہ نے پندرہ ہزار روپیہ مع خلعت و اسپ و خنجر و جیغہ اس کو مرحمت کیا۔ سعداللہ خاں سے نامہ کا جواب عربی زبان میں لکھا کر بھیجا جیغہ و شمشیر و پرتلہ مرصع ایک لاکھ روپیہ کی قیمت کا سید محی الدین کو قیصر روم کے لیے اور اس کو پندرہ ہزار روپیہ نقد و اسپ

بادشاہ کی مراجعت کشمیر سے لاہور کو

سفیر روم اور بعض اور وقائع

مع ساز طلا وقت رخصت عنایت کیا ۔ قاضی احمد سعید کو دو لاکھ روپیہ کی نقد جنس شریف
مکہ اور کعبۃ اللہ کے مستحقوں کے لیے دے کر سید محی الدین کے ہمراہ رخصت کیا ۔ بادشاہ
سے عرض کیا گیا کہ نذر محمد خاں نے جو بیت اللہ کا عازم تھا راہ میں وفات پائی بادشاہ
نے اُس کے بیٹوں کو خلعت ماتمی عنایت کیا ۔ بیتھلداس نے بھی انتقال کیا ۔ دس لاکھ
روپیہ نقد اور پانچ لاکھ روپیہ کا اور مال چھوڑ مرا وہ بادشاہ نے اُس کی اولاد کو دیدیا ۔
حکم کے بموجب رستم خاں بہادر اپنی جاگیر سے کروڑ روپئے مہم قندہار کے لیئے لیکر روانہ
ہوا تھا وہ بادشاہ پاس آگیا ۔ سعد اللہ خاں کے بیٹے لطف اللہ و عنایت اللہ جو تا حال
بادشاہ کی ملازمت سے مشرف نہ ہوے تھے انہوں نے سعد اللہ خاں کے محلہ لشکر
کے ساتھ ملازمت کی سعد اللہ خاں کے محلہ لشکر میں چار ہزار سوار و ہزار برقنداز و پیادہ
بیلدار اور تبردار خاص نوکر اس کے شمار میں آئے ۔ نجابت خاں ایک کروڑ روپیہ
خزانہ اکبرآباد سے لیکر بادشاہ کی حضور میں حاضر ہوا ۔ شاہزادہ اورنگ زیب مہم قندہار
کے لیے ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۱ھ کو ملتان سے برآمد ہوا ۔ محمد صفی کی ہمراہ شاہزادہ
پاس ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ نقد روانہ ہوا اور سوار ان امرا کے جو شاہزادہ کے ساتھ
تھے اکیس عقیدت گزیں وفد ویت آگیں امیر بادشاہ کے پاس سے مع خزانہ و معسکر
قلعہ گیری کے روانہ کیے گیے بادشاہ نے حکم دیا کہ شاہزادہ ان کو لے کر ملتان کی راہ
سے قندہار پہنچ جائے اور سوم جمادی الاخری کو قلعہ قندہار کے نیچے جاکر محاصرہ
میں مشغول ہو اور یہ بھی مقرر ہوا کہ سعد اللہ خاں کابل کی راہ سے اس تاریخ
وہاں جاکر پادشاہزادہ سے ملے اور ۱۶ ربیع الاول کو پادشاہ خود کابل
کو روانہ ہوا اور اسی روز سعد اللہ خاں کو اس سامان سے قندہار روانہ کیا کہ
پچاس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے برقنداز اور چند ہزار ربان اور تیس توپیں
قلعہ شکن اور بیس توپیں میانہ اور تیس ہتنال اور دس فیل جنگی مست و سونڈ نال

دو کروڑ روپیہ کا خزانہ اور لوازم قلعہ گیری اور بیلدار بے شمار اور نقب لگانے
دمدمہ بنانے اور مورچال کے بڑھانے کے لیے سامان جس قدر چاہئے دیا۔ تین ہزار
فقط اس کام کے لیے مقرر کیے کہ وہ توپخانہ کے مصالح کی جیسے کہ سیسہ و بارود
کے گولے ہیں بابرداری کریں اور اس کی تاکید کردی کہ تاریخ مقرری میں جس کا اوپر
ہوا وہاں پہنچکر محاصرہ کریں کل فوج ستر ہزار سوار سوائے توپ خانہ کے تھے جن میں
سوا امیر اور نئی منصبدار اور روشناس تھے رستم خاں کو اور سب امیروں کو خلعت
کر رخصت کیا۔ حکم فرمایا کہ کابل میں منصبداروں و امرا کے تابینوں کو اور
توپخانہ کو پیشگی سہ ماہہ میں ایک کروڑ روپیہ دیا جائے اور ارشاد ہوا کہ اوّل قلعہ
زمین دار میں کوشش کی جائے کہ جس سے قلعہ قندہار کے آدمیوں میں تزلزل ہو

سوانح سال بست و ششم جلوس سنہ ۱۰۶۲ / ۱۶۵۱

جشن سال جلوس بست و ششم سنہ ۱۲ موافق معمول کے ہوا

بادشاہ خود بھی منزل بمنزل طے کرتا ہوا دو مہینے چار روز میں چوتھی جمادی الاولی کو کابل
آگیا۔ سعد اللہ خاں کو پنج بکوچ اوّل جمادی الاولی کو بموجب حکم و تعین تاریخ کے
قندہار کے قریب بادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور دونوں متفق ہو کر قلعہ کے محاصرہ
مشغول ہوئے لشکر شاہی ایسے مقامات میں پڑا کہ جہاں مخالفوں کا گولہ نہیں
پہنچ سکتا تھا اور نقب لگانے اور مورچلوں کے بنانے میں مشغول ہوا امیران کارزار
دیدہ میں سعد اللہ خاں تردد اور جلادت و تدبیر کار کی شرائط کو زیادہ بجالایا
جیوتوں کے ساتھ اتفاق کرکے مصالح نقب زنی اور مورچال بڑھانے
کوشش کی گئی جس سے وہ خود دشمنوں کے گولہ توپ و تفنگ و سنگ کے
نشانہ بن گئے چند روز کے محاصرہ اور دار و گیر کے بعد قلعہ دار نے تغافل کیا

قلعہ قندہار کے محاصرہ کا اور مورچلوں کے بڑھنے اور کام بننے کا بیان

اور ایسا بندوبست کیا کہ بھلا آدمی کی آواز اور محصوروں کا تردد ظاہر نہیں ہوتا تھا
ہندوستانی لشکر پائے حصار میں آن کر اپنی تھوری دکھاتا اہل قلعہ اُس کو نادیدہ
وناشنیدہ سمجھ کر قلعہ سے صدا نہیں بلند کرتے تھے یہاں تک کہ رستم خاں
کے مورچال پائے حصار میں خندق تک پہنچ گئے ایک ان راجہ راجروپ نے جو
مشہور جواں مرد تھا بیان کیا کہ حصار کی خندق کے نزدیک اور ایک برج کے
ایک مکان نظر میں آیا ہے اور مورچال ایسی جگہ پہنچ گئے ہیں کہ قلعہ کے اوپر چڑھنا
میں ہے اور بروج کے پاسبان غافل و بے خبر معلوم ہوتے ہیں اگر مجھے حکم دیجئے
تو جانباز ہمراہیوں کو ساتھ لے کر زینہ و کمند کی مدد سے اپنے تئیں اور کرناجی کو
لیکر وہاں پہنچاؤں۔ لشکر مسلح و مکمل منتظر چشم بر راہ اور گوش برآواز رہے کہ بروقت
بادشاہزادہ اور سعداللہ خاں نے حکم دیا رات کے وقت راجہ چند یکہ تازوں و جانبازوں
جو فن قلعہ گیری میں کارآزمایوں میں مشہور تھے بہت طرح کی تدبیریں کرکے قدم جرأت
آگے رکھا اور جاں نثار پیش قدم مار کی مانند حصار کے اوپر برآمد ہوئے اور اشارہ
کرکے لشکر کو طلب کیا اور بہادر بے تابانہ کمند جاں بازی لے کر حرکت میں آئے
کرنا کی آواز بلند ہوئی۔ محصورین مدت سے اس قابو کے لیے چشم بر راہ اور
گوش برآواز بیٹھے تھے اطراف سے مہتاب روشن کرکے طرح طرح کے آلات
کشی لے کر دشمنوں کی بنگاہ پر دوڑے اور اس قدر توپ و تفنگ وہاں جمع
اور حقہ آتش و سنگ اور روغن جوشاں اور انواع مصالح مرور یا اوپر سے
کہ جماعت جو برج کے سرے پر پہنچی اور نہ پہنچی جان باختہ ہوکر بہ تبدیل
اپنے یاروں سے بے منت و مدد قدم و کمند پیوستہ ہوئے مسلمان و راجپوت
کام میں آئے ان میں تفرقہ کرنا دشوار تھا جو شخص دیوار اور کنار برج کی اس
گیا پھر اس کی خبر نہ آئی۔ ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ اس قدر

ہوئے کہ اُن کی گنتی بھی نہو سکی پھر اُس روز سے دو مہینے آٹھ روز تک اوپر نیچے
کار پیکار ایسا گرم رہا کہ جو کوئی مورچال سے سر نکالتا اُسی وقت جان سے
جاتا۔ راتوں کو قزلباش نکلکر مورچال پر حملہ کرتے اور آدمیوں اور چارپایوں
کو ضائع کرتے اور دونو طرف آدم کشی و مردم کشی ہوتی۔ ایک دن
اسد اللہ خاں کی توپ کلاں کی زد سے محصوروں کے پانچ نامی آدمی کہ محمد بیگ
بخشی باشی کے ساتھ بیٹھے کام کر رہے تھے ایک جا مر کر سوئے ایک رات کو رستم خاں
اسد اللہ خاں کے مورچال پر قزلباشوں کی جمع کثیر نے حملہ کیا اور زیادہ کشش
و بہت شوخی کی بعض توپوں کو ناقص کیا اور ایک جماعت کو اسیر کر کے قلعہ میں
لے گئے۔ ہر چند خبردار ہو کر اطراف سے تعاقب کیا مگر قلعہ کے اوپر سے انہوں نے
وہ آگ برسائی کہ لشکر شاہی تلافی کار نہ کر سکا بہادران جاں باز و جاں نثار
بہ تاز مورچالوں کے بڑھانے میں کوشش کرتے۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہوتا
اوپر سے پیہم توپیں ایسی چلتی تھیں کہ سردار بہت ضائع ہوتے تھے۔ اس
حسن میں بادشاہ کی دو توپ کلاں تڑخ گئیں اور پانچ اور توپیں
جو مورچوں میں تھیں وہ چلتی تھیں مگر اُن کے چلانے والے اناڑی تھے
اس لیے وہ کچھ کام نہ کرتی تھیں قلعہ میں رومی و قزلباش حکم انداز اور
بے خطا توپ انداز تھے۔ ہندی توپ انداز کچھ کام نہ کر سکتے تھے۔ اور
سرداروں کی رائے کے اختلاف کے سبب سے قلعہ بست و زمین داور کی
تسخیر بھی گو بہت کچھ تردد کیا گیا ظہور میں نہ آئی شاہ ایران کی طرف سے
نواب خاں قلعہ دار بھی ایسا ہنرمند تھا کہ اورنگ زیب جیسے دانشمند اور
اسد اللہ خاں جیسے عقلمند کی کسی حکمت و تدبیر کو اپنے سامنے نہیں چلنے دیتا ان
دونوں کی دلدوزی اور دانائی کی تدبیریں اور راجپوتوں کی بہادری اور

جاں نثاری سب اکارت گئیں ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب بادشاہ کو یہ اخبار پہنچے اور ایام محاصرہ نے امتداد کھینچا اور مصالح توپ خانہ تمام ہوا اور اسی زمانہ میں یہ معلوم ہوا کہ غزنین کی اطراف کو اوزبک تاخت وتاراج کرتے ہیں اور رعایا کے جان ومال کو تلف کرتے ہیں تو فرمان دستخط خاص نے بادشاہزادہ کی طلب میں اور اس مہم کو جلد اور وقت پر موقوف رکھنے کا صادر ہوا۔ اورنگ زیب کابل میں آیا اس کو چند روز کی حکومت دیکر رخصت کیا۔ شائستہ خاں کو صوبہ احمدابادعطا ہوا۔ داراشکوہ کو صوبہ کابل مرحمت ہوا ۔ کابل کی نیابت پر پھر سلیمان شکوہ مقرر ہوا شجاع کو بنگالہ ملا۔

بادشاہ کا کابل سے دارالخلافہ جانا

جب سعداللہ خاں قندہار سے آگیا تو ۱۱ رمضان ۱۰۶۲ھ کو کابل سے بادشاہ دارالخلافہ کو روانہ ہوا مرشد قلی خاں کو دکن کی کل دیوانی پر اور دکن کی بخشی گری اور وقائع نگاری پر محمد صفی پسر اسلام خاں کو مامور کرکے رخصت کیا اگرچہ یہ دونو آدمی خوبی وصفات سے موصوف تھے لیکن تعلقہ دکن میں ہر ایک نے اکثر مقدمات میں منصبداروں پر سختی کی اور بعض بدعتوں کی بنا ڈالی۔ جیسے کہ میں ٹوڈرمل نے جو دستورالعمل ملکی بنایا تھا اسی کے موافق مرشد قلی خاں نے دیوانی قائم رکھا۔ دکن میں سررشتہ دہارا تشخیص جمع مال اس طرح ہوتی ہے کہ غلہ وبقولات کی اقسام وجنس کی تفریق کی جاتی ہے۔ ہر جنس کی قیمت پر نظر کی جاتی ہے۔ زمین کی پیمائش بیگہ وپرتن وسین وبسوہ میں کی جاتی ہے اور اس کی تقسیم چاہی وبارانی وکاریزی میں ہوتی ہے یہ دستورالعمل ایسا ہے کہ ہمیشہ عمل اور زمیندار کا عمل اس پر رہے گا ۔ ۱۵ ذیقعدہ کو بادشاہ لاہور میں آیا ۔ شاہجہاں کو قندہار میں دو دفعہ ناکامیابی ہوئی مگر وہ خاطر شکستہ نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے پہلے سامانوں سے اور زیادہ سامان کیا۔ بڑے بیٹے داراشکوہ نے

سب بیٹوں میں ممتاز و معزز تھا۔ اور بادشاہ پاس رہتا تھا۔ باپ سے یہ درخواست
کی کہ تسخیر قندہار کی مہم کے عہدہ پر غلام مقرر کیا جائے۔ بادشاہ نے یہ درخواست
قبول کی اور اس کو کابل اور ملتان کا صوبہ عنایت کیا اور لاہور میں تین ماہ اور
نو روز توقف کیا اور توپ خانہ کا سامان بہت کچھ کیا اور مصالح قلعہ گیری جمع کیا
دس کلاں توپیں اور ۷۰ ہوائی توپیں اور تیس ہزار گولے چھوٹے بڑے اور چودہ ہزار
بان اور ۲۵۰۰۰ من سرب اور ۵۰۰۰ من باروت وغیرہ سامان اسی قیاس پر تیار
موجود کیے اور رسد پہنچانے کے لیے بنجاروں کی استمالت کی اور اواخر ربیع الاول
کوچ کی ساعت اور ۷ جمادی الاخری کو تاریخ محاصرہ مقرر فرمائی۔ خلعت و شمشیر
وغیرہ شاہزادہ کو چارلاکھ روپیہ کی قیمت کے عنایت کیے۔ سوار اس کے بیس لاکھ
روپیہ بطور مساعدت کے مرحمت کیا امرائے نامدار اور راجہائے جلادت آثار اور
بہادر دلاور اپنے حضور کے اور متعینہ کابل اور اور صوبجات اطراف کے جن میں
سے اکثر پہلے محاصرہ میں موجود تھے اس سپاہ میں مقرر کیے اس لشکر عظیم الشان میں
سامان یہ تھا۔ ستر ہزار سوار منصب داروں و تابینیوں کے تھے اور پانچہزار برقنداز
اور تین ہزار احدی تیرانداز اور دس ہزار پیادے بندوقچی اور چھ ہزار بیلدار و تبردار
اور پانسو سنگ تراش و نقب کن اور پانسو سقے اور سات توپ کلاں اور سترہ توپیں
ہوائی اور تیس توپیں چھوٹی اور ساٹھ فیل جنگی و مست انتخابی سوار شاہزادہ دارا شکوہ
کے ہاتھیوں کے کہ سب ملکر ایک سو ستر شمار میں آئے اور بان انداز و گولہ انداز وغیرہ
دوسرا انجام قلعہ گیری اور ایک کروڑ روپیہ خزانہ علی مردان خاں اور اس کے بیٹے ابراہیم
خاں کے ساتھ سات ہزار سوار مقرر کیے اور حکم دیا کہ وہ کابل میں جاکر مہم کے انفصال
تک امداد اور معاونت و ارسال رسد اور لوازم قلعہ گیری میں کوشش کریں۔

مہم قندہار کے لیے سامان کی تیاری

سوانح سال بست و ہفتم جلوس سنہ ۱۰۶۳ / ۱۶۵۲-۵۳

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۳ کو حسب معمول جشن جلوس سال بست و ہفتم ہوا

محاصرہ قندہار کے لیے شاہزادہ دارا شکوہ کا جانا اور مزاحمت کرنا

شاہزادہ ۳ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ قندہار کی طرف متوجہ ہوا۔ توپ قلعہ کشا و توپ مریم دہادر سے جو راہ زیادہ ہموار کابل سے نزدیک تر ہے کچھ فوج و عملہ توپ خانہ کے ساتھ کشتی میں بھکر تک اور وہاں سے خشکی میں قندہار روانہ کیں اور خود لشکر اعظم کے ساتھ ملتان کو روانہ ہوا ۲۵ کو آب بہت پر پل بند ہوا کے دریا نیلاب کے کنارہ پر پہنچا اس دریا کا پل ایک ہفتہ میں بند ہوا کے سوم جمادی الاولے کو اس دریا سے عبور کیا زمینداروں اور افغانوں نے تنگنائے کوہستان میں سر راہ روکا ان میں سے اکثر کو تلوار نے ہلاک کیا اور اُن کا مال اسباب غارت کیا۔ اس دستاویز سے کہ خدایان الوس نے شاہزادہ کی ملازمت کی اور اس کی وفور سخاوت کے سبب سے لشکر میں آذوقہ پہنچانے کا تعہد کیا۔ اور اس سرزمین میں جو مرزبان افغان بجیہ متوطن تھے وہ لشکر میں ہر منزل میں بے تکلف آتے اور جاتے اور غلہ و گوسفند بیچ جاتے ساعت محاصرہ جو نجومیوں سے بادشاہ نے پوچھکر مقرر کی تھی نزدیک آگئی تھی اور تمام لشکر کا پہنچنا متعذر تھا اس لیے رستم خاں بہادر کو نجابت خاں و قاسم خاں میر آتش وغیرہ عبداللہ بخشی و جعفر اپنے میر آتش کو تین ہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول روانہ کیا کہ ایلغار کرکے پہلے سے پہنچکر مراسم محاصرہ میں مشغول ہوں۔ ۲۰ جمادی الثانیہ کو ایلغار کرکے رستم خاں بارہ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ قندہار کے خضری دروازہ کے روبرو آیا۔ اوزبک دلاوروں کی جماعت مثل خواجہ خاں وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے۔ قزلباشوں نے بھی قلعہ سے باہر نکلکر میدان جنگ میں مصافحہ کیا تھوڑی زدوخورد ہوئی۔ طرفین کے آدمی مقتول و زخمی ہوئے اور خواجہ خاں بھی زخمی ہوا آخر کار رستم خاں نے دروازہ مذکور کے روبرو توپ رس مقام میں قیام کیا۔ نجابت خاں اور قاسم خاں نے ساعت مختار میں نقب کھودی اور مورچل لگانے شروع کئے دو ہزار قزلباش کہ

محاصرہ قندہار کے لیے شاہزادہ دارا شکوہ کا جانا اور مراجعت کرنا

شاہزادہ ۳ ربیع الاول ۱۰۶۳ھ قندہار کی طرف متوجہ ہوا۔ توپ قلعہ کشا توپ مریم دہادر سے جو راہ زیادہ ہموار کابل سے نزدیک تر ہے کچھ فوج و عملہ توپ خانہ کے ساتھ کشتی میں بھکر تک اور وہاں سے خشکی میں قندہار روانہ کیں اور خود لشکر اعظم کے ساتھ ملتان کو روانہ ہوا ۲۵ کو آب بہت پر پل بند ہوا کے دریا رنیلاب کے کنارہ پر پہنچا اس دریا کا پل ایک ہفتہ میں بند ہوا کے سوم جمادی الاولے کو اس دریا سے عبور کیا زمینداروں اور افغانوں نے تنگنائے کوہستان میں سر راہ روکا ان میں سے اکثر کو تلوار نے ہلاک کیا اور اُن کا مال اسباب غارت کیا۔ اس دستاویز سے کہ خدایان الوس نے شاہزادہ کی ملازمت کی اور اس کی وفور سخاوت کے سبب سے لشکر میں آذوقہ پہنچانے کا تعہد کیا۔ اور اس سرزمین میں جو مرزبان افغان بطریق متوطن تھے وہ لشکر میں ہر منزل میں بے تکلف آتے اور جاتے اور غلہ وگوسفند بیچ جاتے ساعت محاصرہ جو نجومیوں سے بادشاہ نے پوچھکر مقرر کی تھی نزدیک آگئی تھی اور تمام لشکر کا پہنچنا متعذر تھا اس لیے رستم خاں بہادر کو نجابت خاں و قاسم خاں میر آتش وغیرہ عبداللہ بخشی و جعفر اپنے میر آتش کو تین ہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول روانہ کیا کہ ایلغار کرکے پہلے سے پہنچکر مراسم محاصرہ میں مشغول ہوں۔ دوم جمادی الثانیہ کو ایلغار کرکے رستم خاں بارہ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ قندہار کے خضری دروازہ کے روبرو آیا۔ اوزبک دلاوروں کی جماعت مثل خواجہ خاں وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے۔ قزلباشوں نے بھی قلعہ سے باہر نکلکر میدان جنگ میں مصافحہ کیا تھوڑی زدوخورد ہوئی۔ طرفین کے آدمی مقتول و زخمی ہوئے اور خواجہ خاں بھی زخمی ہوا آخر کار رستم خاں نے دروازہ مذکور کے روبرو توپ رس مقام میں قیام کیا۔ نجابت خاں اور قاسم خاں نے ساعت مختار میں نقب کھودی اور مورچل لگانے شروع کئے دو ہزار قزلباش کہ آدھ

وسرب و باروت لیکر قلعہ نشینوں کی کمک کر رہے تھے اُن کو قلعہ قندہار میں جانا
نصیب نہوا وہ قلعہ زمین داور میں چلے گئے ۔ شاہزادہ بلند اقبال پانچویں جمادالثانیہ
کو کتل پنجدرگ سے جس کی بلندی ۳۵۰۰ جریب اور شیب ۳۹۰۰ جریب ہے گذرا اور
آٹھویں کو ایسی جگہ اترا کہ قلعہ قندہار دکھلائی دیتا تھا اور ساعت سعید کے انتظار میں
چھ روز یہاں مقیم رہا ۔ ہر روز سوار ہوکر اطراف حصار کا ملاحظہ کرتا اور اس مقام
کے آدمیوں کی اوضاع و اطوار کی خصوصیات کیفیات پر مطلع ہوتا نواحی قلعہ
و محال دور دست کی مزروعات کی ضبط کے واسطے معتمد و متدین آدمی بھیجتا ۔
اور ہراول کے روسار پر اور توابع قندہار کی رعایا پر طرح طرح کی عنایتیں کرتا
چنانچہ مدت محاصرہ میں فراری کسانوں کی جماعت کثیر اپنے گھروں میں آباد ہوئی
اور سرکار خاصہ میں نصف محصول ایام سابق کا وصول ہوا ۔ تاریخ یازدہم کو
شاہزادہ کی ساعت نزول حوالی قندہار میں مقرر تھی وہ مع لشکر باغ مرزا کامران
میں کہ قلعہ سے آدہ کروہ پر تالاب کے کنارہ پر تھا فروکش ہوا اُسی روز قزلباشوں
نے قلعہ کے برج دبارہ سے توپ و تفنگ و سائر آلات آتشباری کے چلانے
میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی شاہزادہ نے حکم دیا کہ رستم خاں لشکر سے ایک کروہ
پر قلعہ بست کی سرراہ اور برج آب دزد کے روبرو راجے سنگھ اور دروازہ
ویس قرن کے محاذی قلیچ خاں اور دروازہ بابا ولی کی برابر مہابت خاں اور
برج چل زینہ کے محاذی اخلاص خاں اور دروازہ خضری و برج آب دزد کے
سامنے قاسم خاں اور دروازہ ویس قرن کے روبرو جعفر میر آتش اپنے اپنے مورچے
بنائیں برج آب دزد کے مورچل کو ملا فاضل میر سامان کے سپرد کیا اور ہزار
بیلدار اور ستر نقب کن ہمراہ کیے اور سید محمود بارہ کو کوتک مقرر کیا ۔
غرض قلعہ کو مرکز وار مورچوں کے احاطہ میں گھیر لیا ۔ اہل قلعہ نے قلعہ پر

شاہزادہ کے دائرہ کو نشانہ بنا کے ایک توپ لگائی تھی اور ہر روز چند مرتبہ اس کو چھوڑتے تھے۔ اس کا گولہ کبھی تالاب میں کبھی کنار لشکر پر گرتا تھا۔ بادشاہی امیروں نے دمدمہ پر توپ لگا کے اُس توپ کے مہرہ کو اُڑا دیا۔ چالیس روز تک وہ توپ کام میں نہ آسکی اور اس کی آواز نہ سنائی دی۔ قلعہ کے آدمی جو بھاگ کر آئے اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نے اس کا دہانہ کاٹ کر پھر اُس کو اس طرح لگایا ہے کہ وہ نظر نہیں آتی اس کا گولہ بہت دور جاتا تھا اس کو اوپر لگا کے بارہ گولے ہر روز چھوڑتے تھے ان میں سے بعض شاہزادہ کے خیمہ کے حوالی میں اور کچھ لشکر میں پڑتے تھے مگر کسی کو نہیں پہنچتا تھا سب امیر نقب لگانے میں اور کوچۂ سلامت کے خم و پیچ کے درست کرنے میں اور حوالہ کے بلند کرنے میں اپنی قوت بازو سے اور بیلداروں کی مدد کوشش کرتے تھے خصوصاً محمد جعفر میر آتش جو پیش قدمی کا داعیہ سب سے بڑھ کر رکھتا تھا اور سر پر بڑے بڑے پر لگاتا تھا اس کے ایک گستاخ دوست نے پوچھا کہ ایسے پر کے لگانے میں کیا لطف ہے تو اُس نے فدویت کے اظہار کے لیے جواب دیا کہ حشر کے دن میں ان اپنے پروں سے اُڑ کر قلعہ میں جا پہنچوں گا محاصرہ پر چھپن روز گزرے تھے کہ ہزارگزے مورچال قلعہ کے کنارہ تک پہنچ گئے۔ اہل قلعہ ان مورچلوں پر حصار سے رات دن آگ کا مینہہ برساتے تھے۔ بادشاہی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے تھے مگر اپنے کام میں شکستہ خاطر نہ ہوتے تھے چل زینہ پر قبضہ کرنے کا تہمد راجہ روپ نے کیا تھا۔ اُس نے نیچے سے چوب بندی شروع کی اور تختوں کی پناہ میں آدمیوں کو جا دیتا اور مرتبہ بمرتبہ اوپر چڑھتا جاتا تھا یہاں تک راجہ نے نوبت پہنچائی کہ ایک رات کو اس کے آدمیوں نے دیوار برج میں کاواک کر کے اُس جگہ کو لے لیا۔ لیکن اہل قلعہ نے اس قدر توپ و تفنگ مارے اور تفت آلود چیزوں میں آگ لگا کے پھینکیں کہ ان کے دھوئیں اور گرمی نے وہاں پادشاہی

3948

شیر نے نہیں دیا۔ پھر اپنی چوب بست کی پناہ میں چلے آئے اس برج کے لینے میں کوئی نفع نہ تھا
اس لیئے بادشاہ نے راجہ کو اس ارادہ سے باز رکھا۔

بادشاہ کا حکم تھا کہ قندہار کے متعلق قلعے اوّل فتح کیئے جائیں کہ محصوروں کے دل میں
تزلزل پیدا ہو شاہزادہ نے رستم خاں کو پندرہ ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ بست کی تسخیر کے لیے
رخصت کیا۔ جب قلعہ کے نزدیک یہ لشکر آیا تو دونوطرف سے تردد نمایاں ظہور میں آئی توپ
و تفنگ بکثرت آتشبار ہوئے دس روز تک مہدی قلی قلعہ دار لڑتا رہا۔ مگر جب دروازہ کے برج کے
سامنے توپ قلعہ کشا نے چند گولے خانہ برانداز لگائے تو قلعہ دار نے امان مانگی اور قلعہ کی کنجی لیکر
رستم خاں پاس آیا۔ رستم خاں نے اُس پر بہت مہربانی کی اور قلعہ کے اموال و آذوقہ کے ضبط کے
لیئے اپنے آدمی بھیجدیئے۔ قلعہ کرسنگ میں مہدی قلی خاں کا بیٹا قلعہ دار تھا رستم خاں نے اس کے
باپ سے اس مضمون کا نوشتہ لکھا کر بھجوایا کہ اب محصور ہونے اور جنگ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں
جیسا کہ میں قلعہ حوالہ کرکے امن کے گنبد میں آگیا ہوں ایسا تو بھی آجا مگر اُس نے ابتدا ترباپ کے
کہنے کو نہ مانا۔ چند روز لڑ کر قلعہ خالی کیا اور بھاگ گیا۔ رستم خاں نے مہدی قلی کو مع اسباب و
تیار اہل و عیال کے اپنے نواسہ محمد طاہر کے ساتھ شاہزادہ محمد اقبال پاس بھیجدیا ان قلعوں
کی فتح سے آخر کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

تسخیر قلعہ بست

مہابت خاں کے مورچال کے آدمی ایک رات غافل تھے اُس پر اہل قلعہ نے حملہ کیا اور
کئی تابینیوں کو زخمی و کشتہ کیا مگر اُن کو پھرتی دفعہ عزت خاں کے مورچال کے آدمیوں نے
خوب قتل کیا وہ بھاگ کر قلعہ میں چلے گئے۔

شاہزادہ کے حکم سے حکیم جعفر خاں نے ایک ردمہ بنایا جس کا طول ۷۵ گز۔ عرض ۵۵ گز اور
ارتفاع ۲۷ گز تھا ایک لاکھ روپیہ اس میں خرچ ہوا اور چالیس روز میں تیار ہوا اور اُس پر دس
توپیں لگائی گئیں جن میں پانچ سیر سے کم کا گولہ نہیں چھوٹتا تھا اور حصار میں اُن کے گولے
گرنے شروع کیے۔ اور عزت خاں کے مورچل کی بڑی توپیں شیر حاجی اور قلعہ کی دیوار کو
خاک کی برابر کرتی تھیں خندق کا عمق سب جگہ برابر نہ تھا اس لیئے مخالفوں نے تین جگہ بند بنائے

ردمہ تیار ہونا اور اس

تھے کہ اگر پانی کم ہو تو کم عمق جائیں بے آب نہوں ۔ عبداللہ بیگ نے دس روز میں ایک
کے سوراخ سے اس خندق کے پانی کو نکالنا شروع کیا اور دوسرے بند کو جو خاک
بنایا تھا اس کا سر شکستہ کیا اور چار روز میں خندق کا پانی بالکل خالی کر دیا اور خندق
کنارہ پر جو برج بنائے تھے اُن میں بندوقچیوں کو بٹھا دیا کہ دشمن کو بند بنانے کی فرصت
اب بادشاہی آدمیوں نے خندق میں آکر برج بنانے اور مورچل بڑھانے شروع کیے
نے ایک خاکریزہ ۳۰ گز چوڑا اور ۷ گز بلند بنایا اور اس کے اوپر ایک برج بنایا جس
بیلدار بجمعیت خاطر کام کر سکیں ۔ فاضل جو آب دزد کا متکفل تھا اُس نے پانچ ہزار گز
نہر تین گز چوڑی اور سات گز گہری کھودی اور خندق سے ۱۳۰ گز کے فاصلہ سے نقب
نقب نے بند ریختہ کے نیچے سے کہ آب دزد کے آگے تھا سر نکالا اور آب خندق کو
کے اسطرف تھا وہ بالکل نکل گیا اہل قلعہ نے دامن خاکریز شیر جاجی میں ایک جر کھودا اور
اندر کے آب خانوں سے اُسکو لبریز کیا اور اس کو اپنے استظہار کا سرمایہ بنایا آخر
مغول نے نو کلاں توپیں ملچاروں میں لیجا کر دو طرف قلعے کے مارنی شروع کیں جس
مشرفات قلعہ اور دیواروں کا نصف سے زیادہ حصہ اور شیر جاجی کی تین دیواریں
ہوگئیں تو شاہزادہ داراشکوہ نے امراء کو طلب کر کے وعدہ وعید تہدید آمیز کر کے فرمایا
نہ تصور کرنا کہ دوبارہ پائے حصار سے بغیر فتح کے چلا گیا ۔ جب تک تم قلعہ کو تسخیر نہ کرو گے
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا کہ وہ اپنے زن و فرزند کی صورت دیکھے ۔ محمد جعفر اپنے ندویت
کے اظہار میں بشریت سے زیادہ ساعی تھا اُس نے التماس کیا کہ قلعہ پر تصرف کرنے
میں سے ایک نفس کو زندہ نہ چھوڑونگا ایسا نہو کہ وہ جماعت آپ کے سامنے
تو آپ ترحم فرمائیں اور جان بخشی کریں ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہوں
رحمت کہتے ہیں ۔ جو ہماری طرف رجوع کرے اس پر ہم کو ترحم کرنا ضرور
خندق و حصار کے نزدیک نقب و مورچالوں کا کام پہنچ گیا تھا مگر دشمنوں
توپ زنی سے آدمی ضائع ہوتے تھے بادشاہی دمدموں اور توپوں سے

تلف ہوتے تھے ۔ توپ ہوائی کے ایک گولہ نے قلعہ کے باروت خانہ میں آگ لگائی اُس کارخانہ میں جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اُڑ گئے ۔ غرض گو بادشاہی لشکر نے تین بار یورش کی اور بڑی جد وجہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہوئی خافی خاں لکھتا ہے کہ رشید خاں عرف محمد بیگ کہ اس مہم میں شہزادہ کی خدمت میں تھا بطریق وقائع کے روئداد محاصرہ لکھتا تھا اور اس کو بادشاہزادہ پاس پہنچا کر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اُس نے تاریخ فتح رکھا تھا اس میں بعض وقائع ایسے لکھے ہیں کہ خامہ کو اُن کے بیان کی جرات نہیں ہے مگر اصلا اُس کا ترک ذکر کرنا مؤرخاں صداقت بیان کے طریقہ کے خلاف ہے کلمہ چند لکھتا ہوں کہتے ہیں کہ سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ اطفال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ریگ سے قلعہ بنایا اس میں برج وبارہ قرار دے چوب سے توپیں اُس برج وحصار پر جنہیں ایک جماعت کو بجائے قزلباش کے اُس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور دار وگیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ کو فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال بادشاہزادہ سے عرض کیا گیا تو خود اُس نے سلیمان شکوہ کو طلب کر کے زبان سے مبارک آبادی دی اور خلعت عنایت کیا سارے امرا نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض کیا کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہیں ہوتے ۔ مردوں کی گندہ بو آتی ہے ظاہرا بسبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اُس کے رفقا اور سپاہ نے رحلت کی اس کے بعد بہت قتل مچا کے یورش کی پائے برج حصار کے نزدیک لشکر شاہی آگیا مگر قلعہ سے ندا وصدا نہ آئی جب کمند لگا کے حصار پر بادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو یکبارگی توپخانہ آلات آتشباری کے ساتھ غرش میں آیا اور چند ہزار گولہ وسنگ اوپر سے برسے اور پائے حصار میں اس قدر سوار اور پیادے کام میں آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مردوں کی لاشوں کے اُٹھانے قادر نہ تھے راجپوت بہت تلاش کے بعد راتوں کو اپنے مردوں میں لکڑیاں ڈالکر آگ لگا دیتے تھے بادشاہزادہ کی اور بعض اس کے ہواخواہوں کی یہ سادہ لوحی اس نے لکھی ہے کہ ایک روز

[illegible] ۔ توپ ہوائی کے ایک گولہ نے قلعہ کے باروت خانہ میں آگ لگائی اُس [illegible] میں جتنے آدمی تھے وہ مع سقف خانہ اُڑ گئے ۔ غرض گو بادشاہی لشکر نے تین بار یورش [illegible] بڑی جد وجہد کی مگر آخر کار کوئی کارگر نہوئی خافی خاں لکھتا ہے کہ رشید خاں عرف محمدؐ [illegible] اس مہم میں شہزادہ کی خدمت میں تھا بطریق وقائع کے روئداد محاصرہ لکھتا تھا اور [illegible] بادشاہزادہ پاس پہنچا کر انعام پاتا تھا اس تاریخ کا نام اُس نے تاریخ قندہار [illegible] اس میں بعض وقائع ایسے لکھے ہیں کہ [illegible] تھا

[illegible] کو اُن کے بیان کی جرات نہیں ہے مگر اصلا اُس کا ترک ذکر کرنا مؤرخان صداقت بیان [illegible] طریقہ کے خلاف ہے کلمۂ چند لکھتا ہوں کہتے ہیں کہ سلطان سلیمان شکوہ نے شجاعت پیشہ [illegible] خال کے دستور کے موافق کھیل کے طور پر ریگ سے قلعہ بنایا اس میں برج وبارہ قرار دیئے [illegible] چوب سے توپیں اُس برج وحصار پر جنہیں ایک جماعت کو بجائے قزلباش کے اُس جگہ محصور قرار دیا یورش کی اور دار وگیر کے صدا کے بلند کرنے اور تفنگ چھوڑنے کے بعد خالی قلعہ [illegible] فتح کیا اور شادیانے بجانے کا حکم دیا جب یہ حال بادشاہزادہ سے عرض کیا گیا تو خود [illegible] اس نے سلیمان شکوہ کو طلب کر کے زبان سے مبارک آبادی دی اور خلعت عنایت [illegible] کیا سارے امرا نے آداب تہنیت کی تقدیم کی محمد جعفر نے ایک دن شاہزادہ سے عرض [illegible] کیا کہ چند روز سے آدمی کی آواز اور آثار تردد قلعہ سے ظاہر نہیں ہوتے ۔ مردوں کی گندہ [illegible] باقی ہے ظاہرا بسبب طاعون اور وبا کے قلعہ دار نے اور اکثر اُس کے رفقا اور سپاہ [illegible] رحلت کی اس کے بعد بہت قل مچا کے یورش کی پائے برج حصار کے نزدیک لشکر [illegible] شاہی آگیا مگر قلعہ سے ندا وصدا نہ آئی جب کمند لگا کے حصار پر بادشاہی سپاہی چڑھنے لگے تو [illegible] یکبارگی توپخانہ آلات آتشباری کے ساتھ غرش میں آیا اور چند ہزار گولہ وسنگ اوپر سے برسے اور پائے [illegible] حصار میں اس قدر سوار اور پیادے کام میں آئے کہ چند روز تک وارث اپنے مردوں کی لاشوں کے اُٹھانے [illegible] قادر نہ تھے راجپوت بہت تلاش کے بعد راتوں کو اپنے مردوں میں لکڑیاں ڈالکر آگ لگا دیتے تھے بادشاہزادہ کی اور بعض اس کے ہواخواہوں کی یہ سادہ لوحی اس نے لکھی ہے کہ ایک روز

محمد جعفر دو دھوتی ریش سفید پشمینہ پوش ردا بر دوش کو بادشاہزادہ پاس لایا اور عرض کیا
کہ یہ مراقبہ کرکے احوال عالم کی خبر دیتے ہیں بادشاہزادہ نے دونو کو اعزاز تمام کے ساتھ
اپنے نزدیک بٹھایا طرح طرح کی خوشبوئیں حاضر کیں ان دونوں خواص بحر معرفت نے مراقبہ
میں سر جھکایا ایک نے دیر کے بعد جیب تفکر سے سر نکالا اور کہا کہ میں سیر کرتا ہوں اصفہان
کی طرف گیا کہ وہاں شاہ ایران کے واقعہ کی واویلا مچ رہی تھی اس ضمن میں دوسرے نے
سر نکالا اور بولا کہ اصفہان میں میرے جانے کا اتفاق اُس حالت میں ہوا کہ شاہ عباس
کو خاک میں سپرد کرتے تھے ان دو صاحب حال کی زبان الہام بیان سے یہ مژدہ سننے والوں نے
سُنا تو محمد جعفر اور امرا نے اس نوید کا شکریہ ادا کیا ایک اور عجیب بات اُس نے تحریر کی ہے کہ
محمد جعفر ایک ماضی دان صاحب کمال جمیل کو لایا اور بادشاہزادہ سے عرض کیا کہ یہ
تسخیر جن اور فن تکسیر میں قدرت رکھتا ہے التماس کرتا ہے کہ اگر ایک لولی ایسی ایسی شکل و شمائل
سے موصوف ہو اور کچھ شراب و آتشہ سہ سالہ اور بعض اور مصالح مطلوبہ عنایت فرمائیں
تو اس لولی کے بدن کے خون سے اور شراب سے چند ہزار نقش لکھے جائیں کہ بعض جن جو میرے
محکوم ہیں مع اپنے لشکروں کے تسخیر کے واسطے آئیں اُن کو محصوروں کے مغلوب و مقہور
کرنے کے لیئے مامور کروں لشکر یورش میں بہت کوشش کرے جن بھی اُن کے ساتھ
مدد میں مشغول ہوں گے اور چالیس روز کے اندر قلعہ فتح ہو جائے گا شاہزادہ نے مصالح
مطلوبہ کے سرانجام دینے کے واسطے محمد جعفر کو مامور کیا اس خبر کے سننے سے لولیاں شکل
روپوش ہوئیں بڑی کوشش سے ایک لولی جو اس کی مرغوب و مطلوب تھی موجود کی
ایام موعود تک کہ بادشاہی بہادروں کے سرپنجہ کے زور سے قلعہ کے مفتوح ہونے کی
تھی مسخر جن اپنے خلوتخانہ خاص میں عیش کرتا رہا۔ جب ایام وعدہ بسر ہوئے اور اُس نے جانا کہ
سے قلعہ فتح ہوگا اور میری قلعی کھل جائے گی۔ سرزنش و انفعال کے خیال سے لشکر
ہوا اور پائے حصار میں قلعہ کے دروازہ کے نزدیک جا کر امان کا رومال پھرایا مامون ہو کر قلعہ
میں آیا اُس کو قلعہ دار کے نزدیک لے گئے استفسار حال کے بعد خوراک مقرر ہوئی اس

مجمل کی موت آگئی تھی وہ کبھی کبھی کنار برج و دیوار حصار پر آکر بادشاہی آدمیوں سے باتیں کرتا تھا۔ قزلباش اُس کے اوصاف سنکر پہلے سے اُس سے متوہم تھے اور اب زیادہ اُن کو وسوسہ ہوا۔ اس کو قلعہ کے اوپر سے نیچے پھینک دیا وہ اپنے اعمال کی سزا کو پہنچ گیا۔ مکرر محمد جعفر نے عرض کیا کہ امروز فردا میں قلعہ دار مع ہمراہیوں کے بہادروں کے پنجہ قہر میں گرفتار ہوگا۔ حضور اُن کے حال پر رحم نہ فرمائیں اُن کو میرے حوالہ کریں کہ میں اُن کو خوب سزا دوں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم بادشاہ ہیں ہم کو انتقام و مکافات اعمال مجرمان سے عفو جرایم میں زیادہ لذت آتی ہے۔ اب نہم شوال کو اواخر شب میں پانچویں دفعہ یورش مقرر فرمائی نردبانیں اور زینے تیار ہوئے اور سارا مصالح یورش موجود کیا گیا ایک پہر رات باقی تھی کہ بہادروں اور جوانوں نے جیسی جد و جہد کرنی چاہیئے تھی کی اور ہمت کرکے قلعہ کے اوپر چڑھ گئے رستم خاں و لشکر خاں و ایرج خاں و محمد جعفر راجپوتوں کی ایک جماعت کے ساتھ جاں بازی کرکے تردد کے مصدر ہوئے دمدموں کے اوپر سے اور پائین حصار سے بانوں کے پھینکنے سے اور خانہ برانداز گولوں کے مارنے سے ایک قیامت برپا کردی اور ہر طرف سے توپ و تفنگ و زنبورک کے کئی ہزار گولے بہادروں کی یورش کی کمک کے لیے اور محصوروں کے سراسیمہ کرنے کے لیئے چھوڑے۔ پہلے ہر روز جو دیواریں گولوں کی ضرب سے گرتی تھیں وہ رات کو محصورین پھر بنا لیتے تھے اس رات کو دیواروں کے اُٹھانے کی بھی فرصت نہ دی عبداللہ بیگ و محمد جعفر دونو بھائیوں نے اس قدر سپاہیوں کی ترغیب میں فریاد کی کہ اُن کی آواز ایسی پڑگئی کہ گلے سے بات نہیں نکلتی تھی۔ صبح نے روے کار سے پردہ اُٹھا دیا اور رات کی نسبت قلعہ کے اوپر سے گولہ توپ و تفنگ و ساچمہ و پارچہ آہن اور بان سیاہ (پیکی) اور چادر روغن نفط زدہ و آتش گرفتہ اور چھوٹے بڑے پتھر اولوں کی طرح سے آسمان سے برستے تھے سر اُٹھانے کی فرصت نہ دیتے تھے۔ سادات بارہ و مغلوں و راجپوتوں و افغانوں کی ایک جماعت کثیر تیر اجل کی ہدف بنی اور جو جماعت نمی ہوئی افتاں و خیزاں اس راہ سے کہ گئی تھی الٹی بہت جلد چلی آئی سوا مردم غیر مشہور کے بہت سے روشناس مثل خواجہ خاں

وضیاء الدین بخشی احدیان و محمد شریف عرب و تیمور بیگ ولعل بیگ و محمد حسین پسر میر یوسف و
کاشغری و دولت خاں و راجہ مان سنگھ وغیرہ پچیس امراء اور راجپوت بانام ونشان کام
اور بہت احدی جان نثار ہوئے اور خندقوں میں جہاں سے نقبوں کے سر نکلے تھے آج کے
جو مرد افتتاح کار کی امید میں بقصد پیکار اُن کے پاس گئے تھے وہ دریائے غیرت میں غرق
ہو کر راہ عدم کے مرحلہ پیما ہوئے آج دو ہزار سے زیادہ آدمی فنا ہوئے شاہزادہ کی غیرت تحمل
کی ترقی اورنگ زیب کے رشک و حسد سے زیادہ ہو گئی تھی اس نے امراء کو طلب کر کے از سر
اعراض فرمایا کہ ہم نے مکرر فرمایا کہ ہم کو بہائی اورنگ زیب سے نسبت نہ دو میں قلعہ کی تسخیر سے
بازگشت کا ارادہ نہ کرونگا اُس کے جواب میں سب امراء اطاعت کرنے کے لیئے حاضر جواب
اور از سر نو نقب دوڑانے اور دمدمہ بنانے میں اور مورچال بڑھانے میں مشغول ہوئے۔ ہر روز
دونوطرف سے نامدار سرداروں کا سر تن سے جدا ہوتا خاصکر بادشاہی آدمی بہت مارے جاتے
عرب و عجم و ہند کے ہنرمندوں نے تختوں و چوبوں کو رسیوں سے جوڑا اور ان پر بیٹھے اور زیر
جوف میں چلے گئے کہ گولوں سے پناہ میں رہیں جب محصوروں کو اطلاع ہوئی تو خیکوں میں
میں روغن نفط پر کیا اور ان تختوں کی برابر اور محاذی لائے پھر ان خیکوں میں تیر لگنے کے لیئے
سوراخ کیے کہ روغن کی دھاریں اُن چوبوں پر پاشیدہ ہوئیں۔ لحافوں و پرانے کپڑوں کو تیل
کر کے اور آگ لگا کے لمبی لمبی چوبوں کے سروں پر باندھ کے ان تختوں اور چوبوں پر پہنچایا
تختوں کو مع رسیوں کے بلکہ راکبوں کے جلایا۔ کنار خندق سے نقبوں کو کھود کر دمدمہ کے
نیچے تک پہنچایا اور دمدمہ کی مٹی کو ایسا چرایا کہ مخالفوں کے خبردار ہونے تک دمدمہ چاہ کی صورت
میں مبدل ہو گیا تاریخ ایران میں لکھا ہے کہ ایام محاصرہ میں محراب خان نے کبھی قلعہ کے دروازے
کو بند نہیں کیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ محاصرہ کی مدت پر پانچ مہینے سے زیادہ گذر گئے۔ ستائیس بیگ
قلعہ پر مارے گئے وہ ختم ہوئے۔ مصالح سرب و باروت آخر ہوئے صحرا میں علف اور
میں آذوقہ باقی نہیں رہا۔ جب اسباب یورش مہیا نہ رہا لشکر کو آذوقہ کی تنگی ہوئی

جس کا کچھ علاج نہ تھا۔ دس پندرہ کروہ تک کسی جگہ ہیمہ وکاہ نرہا ہر دفعہ جب لشکر کہیں جاتا تو اطراف کی طول و عرض میں دس بیس کروہ مسافت میں طے کرتا تو ہزار جر ثقیل سے دواب کی ایک روز کی خوراک ہاتھ لگتی ہر روز ایک جنگ محاصرہ تھی دوسرے یہ جنگ بھی تھی۔ اس آمد و شد میں تخریب لشکر اور تضیع اوقات ہوتی اور لوازم محاصرہ و سرانجام اسباب تسخیر حصار کے وقت پر وفا نہ کرتا تھا سب سے زیادہ برائی یہ تھی کہ آپس میں نفاق تھا اس عدم اتفاق سے مطلب نہیں حاصل ہوتا تھا کل امرا اور سرداروں کی کدورت باطنی سے رفتہ رفتہ ان میں اتحاد جاتا رہا جس سے مطلوب کا نہ حاصل ہونا ظاہر ہو گیا سوا اس کے برف کے برسنے سے زمین یخ بستہ تختہ بن گئی بہت آدمی اور چارپائے مر گئے۔ جب بادشاہ کو ان سب باتوں پر اطلاع ہوئی تو اُس نے ان سب وجوہ پر نظر کر کے دستخط خاص سے فرمان صادر کیا کہ قلعہ سے چلے آئیں اس لیے رستم خاں نے قلعہ بست کو جو اُس کے تصرف میں تھا ڈہا کر خاک کی برابر کیا اور وہاں کے ماکولات کو آدمیوں میں تقسیم کیا۔ مصالح توپ خانہ کو اپنے ساتھ لیا اور آخر ذیقعدہ میں پادشاہزادہ نے پائے حصار سے کوچ کیا۔ قزلباشوں کے تعاقب کا اور افغانوں کی شوخی کا خوف تھا تو نجابت خاں اور بہیر کے فضول آدمی عزت خاں کے ساتھ آگے غزنین روانہ کیے خود چند مقام کئی کوچ کے بعد ہر منزل میں قزلباشوں کی اور اس نواح کے اور مفسدوں کی شوخیوں سے لشکر کے عقب کے اور اطراف کے آدمیوں کو مضرت پہنچتی تھی اس طرح وہ ملتان میں پہنچا یہاں چند روز آرام کیا اور ۱۱ محرم ۱۰۶۸ھ کو دار السلطنت لاہور میں داخل ہوا۔

بادشاہ کا اکبرآباد کی جامع مسجد کے دیکھنے کے لیے جانا

بادشاہ اکبرآباد میں جامع مسجد دیکھنے گیا یہ مسجد قلعہ کے اندر سرتاپا سنگ مرمر کی تین لاکھ روپیہ میں سات سال کے عرصہ میں آخر سال بست و ششم جلوس میں بنکر تیار ہوئی۔ اس کے تین گنبد ہیں ہر ایک کا قطر نو ذراع اور تین قطاروں میں اکیس ۲۱ چشمے ہیں چھ برج ہیں ہر ایک پر مثمن گنبد ہے جس کا قطر چار ذراع۔ مسجد کا طول ۵۶ ذراع اور عرض ۲۱ ذراع اور ارتفاع کرسی سنگ مرمر کے فرش سے ایک ذرعہ اس کے شمال اور جنوب میں دو طینی خانہ ہیں ہر ایک کا طول ۱۷۰ و عرض ۳۰½ ذرعہ

اس کی پیشانی پر کتابہ سنگ سیاہ سے پرچین کاری کی گئی ہے۔ اس کا صحن سطح زمین سے ۱۱ گز اونچا ہے اور بالکل سنگ مرمر کا ہے۔ اس کے وسط میں ایک حوض دو در دہ ہے دو گز عمیق ہے اس صحن کے اضلاع سہ گانہ ہیں۔ ایوان سنگ مرمر کے ہیں اس عمارت کے نیچے باہر کی طرف دو طبقے سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہیں ایوانوں کی کرسی صحن مسجد سے ۲½ گز ہے۔ شمال اور جنوب میں دو دروازے ہیں ہر ایک مربع چار در چار جہت گنبد کی ہے جس کا کاسہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر ایک کے اوپر سہ چار ترکی سنگ مرمر کے ہیں جن پر سونے کے کلس لگے ہوئے ہیں۔ مشرق میں ایک دروازہ سنگ مرمر کا شش گز درشش نشیمن کے دو طبقے ہیں اور ہر دروازہ کے دو ایوان ہیں۔

سمونگر کے شکارگاہ کی عمارات کہنہ ہو گئی تھی۔ بادشاہ نے عماد پور میں دریا کے کنارہ عمارات جدید اسی ہزار روپیہ خرچ کر کے بنوائیں۔

سال بست و ہشتم جلوس سنہ ۱۰۶۴ھ ۱۶۵۳ و ۵۴ع

غرہ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۶۴ھ کو جشن سال بست و ہشتم ہوا اس تاریخ میں ذوالفقار خاں سفیر روم کو جس کو سلطان محمد خاں قیصر روم نے بھیجا تھا۔ سرکار بادشاہی سے تیس ہزار روپیہ نقد و اسپ ترکی مع ساز طلا و خلعت اور سرکار شاہزادہ بلند اقبال سے بیس ہزار روپیہ نقد دو اسپ بازیں نقرہ اور سرکار شاہزادہ سلیمان شکوہ سے پانچہزار روپیہ اور سرکار بیگم صاحب سے پندرہ ہزار روپیہ نقد و خلعت فاخرہ انعام ملا اس سفیر کو ابتداء ملازمت سے تا روز رخصت دو لاکھ پچہتر ہزار روپے اس طرح مرحمت ہوئے کہ ایک لاکھ اسی ہزار سرکار خاصہ سے اور نوے ہزار شاہزادوں اور امراء کی سرکاروں سے بادشاہ نے سفیر کو ڈھائی لاکھ روپیہ کی سوغات قیصر روم کے لیئے دیکر رخصت کیا اور اپنا نامہ اور ایلچی قائم بیگ اُس کے ہمراہ کیا یہ سنا تھا کہ استنبول میں وبا ہے اس کے رفع کرنے کے لیئے بادشاہ نے ایک زہر مہرہ بھیجا۔

سفیر روم

بادشاہ کا اجمیر جانا اور رانا کی تنبیہ کے لیے سعداللہ خاں کا بھیجنا

بادشاہ زیارت کے لیے ۲۲ ذی الحجہ ۱۰۶۴ھ کو اجمیر روانہ ہوا ۲۵ کو زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۴ محرم ۱۰۶۵ھ کو دارالخلافہ میں واپس آیا جس وقت بادشاہ اجمیر جاتا تھا اُس نے سُنا کہ حضرت جنت مکانی کے زمانہ میں رانا کو جو منع کیا گیا تھا کہ نہ وہ اور نہ اسکی اولاد قلعہ چتوڑ کی شکست و ریخت کی مرمت کرسکیں اُن دنوں میں رانا جگت سنگھ نے جرأت کرکے جہانگیر کے قول پر لحاظ نہیں کیا۔ ابدال بیگ کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ کو دیکھکر آئے اُس نے جاکر دیکھا اور آنکر عرض کیا کہ غرب کی طرف جو ہفت گانہ دروازے تھے کہ پایاں قلعہ سے مرتبہ بمرتبہ بنائے گئے تھے اور وہ مرور ایام کے سبب سے پاشیدہ ہوگئے تھے اور جابجا سے ریختہ تھے انمیں سے بعض کو رانا نے از سر نو نہایت متانت کے ساتھ بنایا ہے اور بعض کی مرمت کی ہے اور بعض مقام میں کہ جہاں سے برآمد ہونا مشکل تھا ایک مضبوط دیوار کوہ کی بلندی و پستی پر نظر کرکے ۸ گز سے ۱۶ گز تک اونچی اور ساڑھے تین گز کی عرض کی بنائی ہے اور ایک برج (بالا برج جو اکبر کے عہد میں مسمار ہوا تھا) نہایت مضبوط جس کا قطر ۶۵ اور ارتفاع ۳۰ گز ہے بنایا۔ بالضرورۃ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ سعداللہ خاں تیس ہزار سپاہ ساتھ لیکر وہاں جائے اور قلعہ کو منہدم کرے اور اگر رانا خواب غفلت سے بیدار اور مستی سے ہوش میں نہ آئے اور اطاعت نہ کرے تو اسکی مملکت کو غارت کرے۔ جب لشکر شاہی تعین ہوا تو رانا نے خوف و ہراس سے تملق و چاپلوسی کرکے شاہزادہ بلند اقبال پاس اپنے وکیلوں کی معرفت پیغام بھیجے۔ شاہزادہ بلند اقبال کی شفاعت سے بادشاہ نے حکم دیا کہ اگر رانا اپنے صاحب میکہ بیٹے کو درگاہ والا میں بھیجدے اور آئین پیشین کے موافق ہزار سوار اُسکے ملازم جنکا سردار کوئی اسکے اقارب میں سے ہو دکن میں حاضر رکھے تو اُسکا قصور معاف ہوجائے گا اور نہیں تو لشکر اسکی سرزمین میں جاکر تمام راجپوتوں کے خانماں کو ویران کریگا رانا نے جواب میں لکھا کہ قلعہ چتوڑ اور تمام مملکت بندہ کی سرکار کے ملازمونکی ہے اگر شیخ عبدالکریم دیوان سرکار عالی کو استمالت کے لیے سرافرازی فرمائیں تو میں اپنے بیٹے کو اسکے ہمراہ بھیجدوں اور ہزار سوار بدستور سابق دکن میں روانہ کردوں فرمان شاہی سعداللہ خاں کے نام صادر ہوا کہ رانا نے مراسم بندگی و لوازم فرد تنی اختیار کیں اور اپنے آدمیوں کو بھیجکر عہدنامہ کے لیے

التماس کی اور درخواست امان مانگی تو تم کو چاہیے کہ فقط قلعہ کو خراب کرکے دربار میں چلے آؤ
مذکور نے فرمان کے موافق عمل کیا کہ قلعہ کی در و دیوار و برج و بارہ چودہ روز میں ڈھا کر
خاک کی برابر کرکے پادشاہ پاس چلا آیا۔ رانا نے عبداللہ بیگ کے ہمراہ اپنے بیٹے کو بھیجدیا جسکی عمر
چھ سال کی تھی۔ پادشاہ نے اس پسر خرد سال کو اپنے پایۂ تخت کے نزدیک بلایا۔ باپ سے
ابتک اُس کا نام نہیں رکھا تھا۔ پادشاہ نے خود اس کا نام سبھاگ سنگھ رکھا اور اس کو وطن رخصت
کیا۔ رانا جگت سنگھ نے ہزار سوار بسرداری سنگت سنگھ کے دکن روانہ کردیئے۔

دسویں ربیع الاول ۱۰۶۵ھ کو جشن قمری ہوا۔ شاہزادہ محمد داراشکوہ کو اول خلعت خاصہ
قیمتی دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ کا عنایت کیا اور یک سر بند دیا جسمیں ایک لعل رخشاں
نثر اور دو دانہ مروارید گراں بہا قیمتی ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ کے تھے خلعت کی کل قیمت
لاکھ بیس ہزار روپیہ کی ہوئی تیس لاکھ روپیہ نقد دیا اور خطاب شاہ بلند اقبال کا عطا کیا یہ
خطاب شاہ کا صرف شاہجہاں کو جہانگیر نے دیا تھا اور کسی پادشاہ نے کسی بیٹے کو نہیں
دیا اور اورنگ خلافت کے قریب صندلی طلائی پر بیٹھنے کی اجازت ملی۔

شاہزادہ بلند اقبال داراشکوہ کو رفیع و اعلیٰ مراتب کا ہونا، عیدگاہ شاہجہاں آباد

سوانح سال بست و نہم ۱۰۶۵ھ سنہ ۱۶۵۴ و سال سی ام ۱۰۶۶ھ سنہ ۱۶۵۵ و ۵۶

غرہ جمادی الثانیہ ۱۰۶۵ھ کو جشن سال بست نہم حسب معمول ہوا۔

پادشاہ عید الضحیٰ کی نماز پڑھنے عیدگاہ میں گیا۔ یہ عیدگاہ شہر شاہجہاں آباد کے حصار
پادشاہ نے بنوائی تھی اسکا طول ۶۲ گز اور عرض ۱۸½ گز اور زمین سے ارتفاع ۱۲ گز تھا کل
سنگ سرخ کے تختوں سے تھی مشتمل سات چشموں پر تھی اور اندر کا فرش اور ازارہ اور اسکے باہر
جسکا طول ۱۹۱ ذراع اور عرض ۵۴ ذراع تھا یہ سب سنگ سرخ کے بنے تھے اور اسکے گرد ایک مجرہ
سرخ کا نصب ہوا تھا اور چبوترہ کے آگے ایک وسیع صحن عرض ۲ طول میں ۲ سو ذراع تھا اور اسکے
میں ایک حوض ۱۸ × ۱۸ گز تھا اور اسکے در میں سایہ دار اشجار تھے اسکے گرد چار دیواری
تین دروازے تھے اور چار برج ہر برج کا قطر پانچ ذراع شرقی دروازہ کے آگے جلوخانہ

آگے دو رستہ بازار شہر کی دیوار حصار تک کمال خوبی سے آراستہ تھا ڈیڑھ سال میں پچاس ہزار روپیہ میں تعمیر ہوئی اور آخر ذی القعدہ ۱۰۶۵ھ میں تمام ہوئی۔

سرمور بغاوت کشی

سالگذشتہ میں بادشاہ نے اس سبب سے کہ سری نگر کا راجہ بادشاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا خلیل خاں کو آٹھ ہزار سوار دیکر روانہ کیا تھا کہ راجہ کی تنبیہ کرے اور دون پر قبضہ کرے جب خان لشکر شاہی کو لیکر چلا تو زمیندار سرمور جو پہلے کبھی بادشاہ کی اطاعت نہیں کرتا تھا اس لشکر شاہی سے آنکر ملگیا۔ بادشاہ نے اُس کو راجہ سہاگ پرکاش کا خطاب عنایت کیا۔ سرمور ایک کوہستانی خطہ ۳۰ کوس طول میں اور ۲۵ کوس عرض میں شاہجہاں آباد کے شمال میں ہے اور وہاں بادشاہی برف خانے بنے ہوئے ہیں اسفندارمذ تک (فروری سے ستمبر تک) دارالخلافہ میں برف آتی ہے جب بادشاہ یہاں ہوتا ہے۔ دھرم راس تک کہار برف کے ڈلوں کو لیجاتے ہیں۔ دھرم راس جمنا کے کنارہ پر ۱۶ کوس پر ایک مقام ہے مگر سڑک نہایت ہی خراب ہے یہاں برف صندوقوں میں بند ہوتی ہے اور کشتیوں میں دریا پور میں بھیجی جاتی جو خضر آباد کے پرگنہ میں ہے اور وہ بھی دھرم راس سے سوا کوس پر ہے۔ پھر یہاں سے کشتیوں میں تین دن رات میں دارالخلافہ میں وہ برف پہنچ جاتی ہے۔

خلیل خاں اور راجہ مذکور اور بعض اور زمیندار اس نواح کے دون پہنچے سری نگر کے حوالی میں دون ایک قطعہ سرزمین ہے جو ۲۰ کوس طول میں اور پانچ کوس عرض میں ہے اسکے ایک سرے پر جمنا اور دوسرے سرے پر گنگا ہے اسمیں بہت سے سرسبز و شاداب قصبے و قریے ہیں خان نے کالی گڈہ کے قریب ایک ہفتہ میں گڈھ بنایا اور ایک منصبدار کو دوسو بندوقچیوں کے ساتھ اس کا محافظ مقرر کیا اور باقی ہمراہیوں کے ساتھ وہ آگے بڑھا وہ بہادر خاں پور میں آیا یہ ایک مقام دون میں گنگا جمنا کے درمیان ہے۔ یہاں کی اور اُسکے نواح کی رعایا دکشا ورز پہاڑوں اور جنگلوں اور تنگناؤں میں بھاگ گئے خان نے لشکر کو سب طرح بھیجکر ان نافرمانوں کی خوب تنبیہ و گوشمالی کی۔ کچھ ان میں سے مارے گئے۔ بہت سے اسیر ہوئے باقی نے اطاعت اختیار کی لشکر شاہی کو بے شمار مویشی ہاتھ لگے یہاں بھی اس نے ایک مستحکم گڈھی بنائی اور اُسکی

حفاظت منصبداروں میں سے ایک معتمد کو سپرد کی اور پانچسو بندوقچی اُس کے سپرد کیے جسکے سبب
مسافروں کے لیے راہ بے خوف وخطر کھل گئی خلیل خاں یہاں سے آگے بسنت پور میں آیا وہ بھی
دون سے تعلق رکھتا تھا اور مکر کوہ میں قیام کیا اُس نے قصبہ مذکور کے محاذی ایک اور گڑھی
ایک منصبدار کو دو سو پچاس بندوقچی دیکر اُس کی حفاظت سپرد کی یہاں سے وہ سیج پور میں گیا
رود بار اور چشمے اور پھول اور سبزہ زار بہت تھے یہاں اُس نے ایک پشتہ پر قلعہ بنایا جس کے
محیط ایک ہزار گز تھا اور بلندی ۱۵ گز تھی اس جگہ پہلے بھی قلعہ تھا جسکے کچھ کھنڈر اب تک موجود
تھے۔ یہاں بھی ایک منصب دار کو دو سو پچاس بندوقچیوں کے ساتھ محافظ قلعہ مقرر کیا
گنگا کے کنارہ پر خلیل خاں آیا اور دریا سے عبور کرکے کوہستان میں گیا اور ایک فوج
شاہی اُس نے تھانہ چاندی پر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کی وہ سری نگر سے متعلق تھی
مگر دون کالی گڈھ سے باہر تھی اس اثنا میں خلیل خاں بہادر چند زمیندار کمایوں بھی آن ملا
جب بادشاہ کو خلیل خاں کی عرضداشت سے یہ سارے حالات معلوم ہوئے تو اُس سے
اُسکے لیے خلعت مرصع بجواہر بھیجا اب ان اضلاع کوہستان میں مہم سازی کا موسم نہیں
تھا اور برسات قریب تھی اور دون پر قبضہ ہوگیا تھا تو بادشاہ نے خلیل خاں پاس حکم بھیجا
کہ بالفعل کوہستان میں مہم کا کام ختم کیا جائے اور جیتر بھوج کو دون اور ناگر دس
زمیندار ہردوار کو تھانہ چاندی حوالہ کرکے ہمارے پاس چلے آؤ خلیل خاں نے حکم کی تعمیل کی۔

میر جملہ کا شاہزادہ اورنگ زیب کی موافقت پر بادشاہ سے ناراض ہونا

میر محمد سعید اردستانی اصفہان کی سادات سے تھا ایک الماس فروش تاجر نے
اُس نے ملازم رکھا اور گولکنڈہ میں لایا اور مرنے کے بعد اسی کو اپنا مال اسباب دے گیا۔
اس نوجوان نے اپنی حسن لیاقت سے بحری تجارت میں بڑی دولت کمائی اور ایشیا
کے تمام بادشاہی درباروں میں جانے لگا سلطان عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ
نے اس کی لیاقت اور دولت کے سبب سے اپنا وزیر مقرر کیا اور میر جملہ کا خطاب دیا
(یہ لقب اس ریاست میں وزیر کا ہوتا ہے) امور مملکت کا مدار اسی کی رائے پر تھا۔

اُس نے کرناٹک میں سے ایک ولایت جسکا طول ایک سو پچاس اور عرض تیس کوس تھا۔ اور حاصل چالیس لاکھ روپئے اور الماس کی کانیں تھیں۔ نہایت استوار قلعے مثل کچے کوٹ و سدھوب وغیرہ کے تھے اپنی شہامت و کاردانی کے سبب سے فتح کر لیے۔ اب تک اسلاف قطب الملک میں سے کسی کو اس ملک پر قابض ہونا میسر نہیں ہوا تھا غرض وہ سابق تردت و لاحق کمنت و ساز و سرانجام سے اس اعلیٰ درجہ پر پہنچا کہ پانچہزار سوار نوکر اپنی ذات سے رکھتا تھا اقران و امثال پر اس کو تفوق ہوا اس سبب سے ایک جماعت اُس سے مخالف ہوئی اُس نے عناد و بداندیشی کے سبب سے دولتخواہی کے پردہ میں ایسی نکمی باتیں قطب الملک کے ذہن نشین کر دیں کہ وہ اسکی جانب سے متوہم و منحرف ہو گیا اسکا بیٹا محمد امین قطب الملک کی حضور میں رہتا تھا وہ جوانی و دولت کے سبب سے رعونت کرتا تھا اسکے باپ کو جو فتوح نصیب ہوئیں اُن سے وہ نخوت میں بدمست ہوا اور اپنی حد سے باہر قدم بڑھایا یکدن بدمست دربار میں آیا اور مسند شاہی پر سو گیا اور استفراغ کیا۔ قطب الملک کو اس سے سرگرانی ہوئی اور بے التفاتی ظہور میں آئی میر جملہ کو ایسی فتح عظیم کی عوض میں بہت توقعیں تھیں مگر اس کے برخلاف نتائج ظہور میں آنے لگے تو اُسنے شاہزادہ محمد اورنگ زیب سے جو دکن میں صاحب صوبہ ہو کر انتظام کر رہا تھا توسل ڈھونڈا اور التماس کی کہ آپ مجھے بلا لیں شاہزادہ نے بادشاہ سے اسکی درخواست کی اس کی استدعا کے موافق بادشاہ نے منشور بھیجا کہ میر جملہ کو منصب پنجہزاری ذات و سوار اور اُس کے بیٹے محمد امین کو منصب دوہزاری ذات ہزار سوار مرحمت ہوا۔ اور قاضی محمد عارف کشمیری کے ہاتھ قطب الملک پاس فرمان بھیجا کہ وہ اسکے اور اسکے متعلقین کے بھیجنے میں کچھ تعرض نہ کرے۔ قطب شاہ نے اس خبر کے سنتے ہی محمد امین کو مع اسکے ہمنشینوں کے مقید کیا اور اس کا سارا مال اسباب صامت و ناطق ضبط کیا۔ اور قلعہ گلکندہ میں بھیجدیا بادشاہ نے قطب الملک کے نام فرمان بھیجا کہ جب میر جملہ نے ہمارا دامن دولت پکڑا تو اُس کے بیٹے کو قید کرنا قانون ادب و قاعدہ معاملہ سے نہایت بدنما اور بعید ہے تمکو چاہیے کہ فرمان کے پہنچتے ہی اوسکے بیٹے اور متعلقوں کو حضور میں روانہ کرو اور جو مال و اموال

شاہزادہ اورنگ زیب کا گلکندہ میں جانا

ضبط کیا ہی سب کو واپس کردو ورنہ بہت مفاسد کلیہ ان مراتب پر ایسے مرتب ہونگے کہ آخر
تمھاری کل ولایت کے جزئیات میں سرایت کرینگے اور اس تمھاری نافہمی اور بے
تمھارے سلسلہ کی تخریب ہوگی۔ سوا ندامت کے تم کو کچھ اور نہیں حاصل ہوگا۔ عنایت خاں
اپنے شاہجہاں نامہ میں اسطرح لکھا ہی کہ جب مخبروں کی معرفت شاہزادہ اورنگ زیب کو
کہ میر محمد امین کو مع اسکے متعلقین کے قطب الملک نے قید کرکے گولکنڈہ بھیجدیا اور اس
و اسباب ضبط کیا تو اُس نے ایک مخفی خط قطب الملک کو بھیجا کہ وہ کل قیدیوں کو چھوڑ دے
کل مال منضبطہ واپس دیدے اور شاہجہاں کو عرضداشت میں یہ سارا حال لکھکر یہ التماس کرے
اگر قطب الملک قیدیوں کے چھوڑنے سے انکار کرے تو مجھے اجازت ملے کہ میں قیدیوں
چھڑانے میں کوشش کروں اس بات میں مسامحہ و مساہلہ جائز نہیں ہی جسکے سبب سے دکن
دولتمندوں کو جرأت نہو اس سبب سے بادشاہ نے قطب الملک اور اورنگ زیب کے نام فرمان
جاری کیے۔ بادشاہ نے شائستہ خاں ناظم مالوہ اور بعض اور ناظموں کے نام حکم جاری کیے کہ
کے پاس جلد جائیں۔ اب قطب الملک محمد امین کے قید کرنے اور رہا کرنے میں متامل ہوا۔
محمد اورنگ زیب نے ۸ ربیع الاول سالگزشتہ کو اس طرف اپنے بیٹے سلطان محمد کو بہت
کے ساتھ رخصت کیا۔ اور سوم ربیع الاول کو وہ خود روانہ ہوا جب سلطان ملک محمد نے ملک
تاخت و تاراج شروع کی اور قطب الملک کو تنگ کیا تو وہ بیدار ہوا اس نے ایک عرضداشت
عزیز بیگ گرز بردار کے ہاتھ بھیجی اور اپنی تقصیرات کا عذر اور متابعت کا
کیا اور محمد امین کو مع اس کی والدہ کے روانہ کیا مگر ان کا مال و اسباب واپس نہ کیا
حیدرآباد سے بارہ کروہ پر یہ دونوں شاہزادہ سلطان محمد کی خدمت میں آئے حیدرآباد
سے تین کروہ پر محمد قلی قطب الملک نے آباد کیا تھا اسمیں سلطان محمد آیا تو قطب الملک
کی خبر کو سُنکر بیقرار ہوا اپنے فرزندوں کو گولکنڈہ بھیجا وہاں اس کا اندوختہ تھا خود
ربیع الاول کو حیدرآباد سے بھاگ کر قلعہ مذکور میں گیا یہاں جواہر و مرصع آلات

و طلا آلات و نقرہ آلات و زر نقد پہلے بھیج چکا تھا اب باقی جو کچھ رہا تھا اُس کو اپنی ساتھ لیا اور جن اشیا مثل قالی و چینی آلات وغیرہ کے اُٹھانے کی فرصت نہ ملی ان کو اپنی حویلی میں چھوڑا اور پانچ چھ ہزار سوار اور بارہ ہزار تفنگچی لڑائی کے لیے مقرر کیے اور اُن کے سردار موسی خاں محلدار و تولک چی بیگ و مظفر لودھی و میر ابراہیم بنائے۔ دوسرے روز سلطان محمد نے حسین ساگر کے کنارہ پر حیدرآباد کے نزدیک لشکر گاہ بنایا سلطان محمد کی خدمت میں محمد ناصر فرستادہ قطب الملک نے جواہرات و مرصع آلات سے بھرا ہوا صندوقچہ نذر گزرانا اسی حال میں قطب الملک کی فوج نمودار ہوئی اُس نے شوخی شروع کی سلطان محمد نے اس خبر کے سنتے ہی بے محابا اُسپر حملہ کیا۔ حملہ اول ہی میں اُن کو دیوار بند شہر تک بھگا دیا اور ایک جمع کثیر کو مقتول اور مجروح کیا۔ محمد ناصر کو قید کیا دوسرے روز شہر کو اپنے تصرف میں لایا۔ اس اندیشہ سے کہ اس ہجوم عام میں مبادا غارت گر لوٹنا شروع کریں اور قطب الملک کا مال اور وہاں کے باشندوں کے اموال لُٹ جائیں اور وہاں کی عمارات کہ سراسر چوب کی ہوتی ہیں اور ان میں آگ جلد اثر کرتی ہے آگ نہ لگ جائے۔ ہادی داؤد خاں و محمد امین پسر میر جملہ و محمد طاہر و محمد بیگ میر آتشی کو متعین کیا کہ عمارات کو آگ سے اور شہر کو لوٹیروں کی دست اندازی سے بچائیں۔ قطب الملک کے مال کو حویلی میں دیکھ بھالکر مقفل کریں اس شہر میں آگ لگنے کا بڑا خوف تھا اب سے چند سال پہلے ایک رات کو محمد قلی قطب الملک کے گھر میں شمع سے ایک ایوان میں آگ لگی وہ فوراً چھت میں جا پہنچی اور ایسی بھڑکی کہ عمارات مذکور کو اور اطراف کے گھروں کو خاکستر کیا اور مہینے تک مشتعل رہی اُسکے بجھانے میں جتنی کوشش کیجاتی تھی اُتنی ہی اور زیادہ بھڑکتی تھی۔ اسی تاریخ قطب الملک کی جانب سے سلطان محمد کی خدمت میں حکیم نظام الدین آیا اور جواہر و مرصع آلات کا صندوقچہ اور دو زنجیر فیل با ساز و نقرہ و چہار اسپ با زریں طلا لایا اور نذر دیئے۔ قطب الملک میر جملہ کے اموال کے ارسال میں کوتاہی کرتا تھا اسلیے یہ مقرر ہوا کہ جبتک وہ مال بھیجے حکیم نظام الدین قید میں رہے۔ قطب الملک نے میر جملہ کے

اورنگ زیب کا گولکنڈہ میں آنا

اسباب میں سے گیارہ ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور کچھ اشیاء بھیجیں اگرچہ قطب الملک ظاہر میں طریقہ مدارا کا مسلوک رکھتا تھا اور سب وقت اطاعت اظہار کرتا تھا لیکن اپنی مصلحت کے لیے ہمیشہ قلعہ کے استحکام و اسباب رزم کے تہیہ میں کوشش کرتا تھا اور متواتر نوشتجات عادلخاں والی بیجاپور کو کمک کی طلب میں بھیجتا تھا شاہزادہ اورنگ زیب یہ حالات دیکھکر سولہ روز میں حیدرآباد میں آیا اور ہاتھی پر سوار ہوکر دور قلعہ کے دیکھنے کو گیا جو حیدرآباد سے تین کروہ جریب تھا۔ اس اثنا میں اسکی برابر آنکر ہزار سواروں اور بارہ ہزار پیادوں نے صف آرا ہوکر توپ تفنگ چلانے شروع کیے اور قلعہ نشینوں نے بھی توپ تفنگ چلائے۔ ہنگامہ مقاتلہ و مجادلہ گرم ہوا لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی شاہزادہ نے اپنے کیمپ میں آنکر لشکر کو قلعہ کے محاصرہ کے لیے معین کیا اور انکی مورچال مقرر کیے ہر مورچال سے بہادروں نے اہل قلعہ کو تنگ کیا ۲۲ ر کو قطب الملک نے چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات کے اور تین فیل با ساز نقرہ و پنج اسپ با ساز طلا میر فصیح کے ہاتھ بھیجے اور عرض کیا کہ میں اپنی والدہ کو مع پیشکش و استغفار جرائم کے لیے بھیجتا ہوں اس سبب سے کہ وہ کئی دفعہ جنگ کا مرتکب ہوا تھا اور نافرمانی کر چکا تھا میر مذکور کو دربار میں نہ جانے اور اشیاء کے لینے میں درنگ کیا مگر مورچالوں کے آدمیوں کو منع کر دیا کہ توپیں قلعہ پر نہ ماریں ایک جمع کثیر سمت شمالی سے بسرداری جبار بیگ نمودار ہوئی اور اس نے اپنے بخت معہودہ کے موافق برگی گری شروع کی جس سے بادشاہی لشکر کو تشویش ہوئی دو روز اُن سے شاہزادہ لڑا اور ہر روز اُن کو شکست دی اور آدمی مجروح و مقتول و اسیر کیے۔ بادشاہی لشکر کے آدمی بھی مارے گئے شیخ منیر و محمد بیگ میر آتش زخمی ہوئے۔ نہم جمادی الثانی کو سلطان محمد پاس بادشاہ کی طرف سے منشور ہفت ہزاری و دو ہزار سوار کا اور دوسرا فرمان قطب الملک کی عرضداشت کے جواب میں آیا۔ بادشاہی لشکر نے دمدمے اور سرکوب ایسے بنائے تھے کہ ناچار قطب الملک کو پناہ مانگنی پڑی میر احمد و میر فصیح کو کچھ

پیشکش کے ساتھ بھیجا اور تقصیر کی فروگذاشت کی اور لشکر کے بازداشت کی درخواست کی بعد بہت سی رد و بدل و گفتگو کے ان شرائط پر صلح ہوگئی کہ سنوات گزشتہ کی پیشکش کی بابت ایک کروڑ روپیہ دے اور اپنی بیٹی کا نکاح سلطان محمد سے کرے میر جملہ کا باقی اسباب واپس کرے۔ خافی خاں اس واقعہ کو یوں لکھتا ہے کہ جب قطب شاہ نے باوجود پیہم فرامین اورنشان پہنچنے کی اطاعت نہ کی اور مقیدوں کو نہ چھوڑا تو اورنگ زیب نے اوائل ربیع الاول ۲۹ سنہ جلوس کو سلطان محمد کو بہت سے لشکر کے ساتھ روانہ فرمایا ایک روایت یہ ہے کہ اورنگ زیب نے یہ شہرت دی کہ شجاع کی بیٹی سے محمد سلطان شادی کرنے بنگالہ جاتا ہے اور میں خود شکار کو جاتا ہوں اور وہ قندھار کی طرف چلا۔ جب ولایت گلکنڈہ میں سلطان محمد اس طرح بے خبر آگیا تو ابتداً عبداللہ قطب شاہ کی ضیافت کی تیاری کی فکر میں ہوا مگر جب ہراول مع مصالح و استعداد جنگ قریب آئے تو وہ بادۂ غفلت کی مستی سے بیدار ہوا اور اپنے کاروبار میں سراسیمہ ہوا اور سوائے اطاعت کے تامل کار میں کوئی فائدہ نہ جانا محمد امین کو مع اسکی والدہ اور بعض اجناس کے سلطان محمد پاس بھیجدیا۔ فرمان بادشاہ و نشان شاہزادہ اورنگ زیب کے جواب میں اور شاہزادہ کی خدمت میں عذر جو نامسموع رویہ کارسے دور تھے لکھے محمد امین جب شاہزادہ پاس آیا تو مالش زیادہ کی قطب الملک پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی نے سرحد کے اکثر پرگنات کو پائمال کیا اور اطراف پر تسلط پایا اور سلطان محمد گلکنڈہ سے تین کروہ پر آگیا ہے۔ ساری مرزبوم میں ایک تزلزل پڑگیا۔ عبداللہ شاہ کے پاؤں اکھڑے۔ شہر حیدرآباد کو چھوڑا فرزندوں اور اہل و عیال و مال و خزانہ و جواہر جو کچھ ایک ذمیں قلعہ گلکنڈہ میں پہنچا سکا پہنچا دیا۔ اجناس سنگین مثل قالین و چینی آلات و نقشہ قطب شاہ و امرا و تجار اس قدر شہر اور حویلیوں میں رہا جو اندازہ حساب سے باہر تھا۔ اگرچہ ان حویلیوں کی محافظت کے لیے پانچہزار سوار و چند ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی مخلد متعین کیے تھے مگر آخر کار سارا مال لٹ گیا۔ تاراجیوں کی زد و خورد کی ابتدا میں محمد ناصر جو میر جملہ کے مضرت حال کا مادہ فساد تھا بادشاہزادہ کی خدمت میں آیا اور تاراج کے منع کے لیے عرض کیا اس ضمن میں سلطان محمد کے آدمی اطراف میں دست اندازی کرنے گئے اور عبداللہ شاہ کے سوار اور برقنداز انکی ممانعت میں

شوخی میں مشغول ہوئے صدائے دار و گیر بلند ہوئی اور قطب شاہ کے آدمی مغلوب و مقتول و زخمی ہوئے۔ سلطان محمد کا خیمہ حسین ساغر (ساگر) پر تھا اور سلطان کے کان میں زد و خورد کی آواز پہنچی تھی تو اُس نے محمد ناصر کو مع ہمراہیوں کے مقید کیا اور اموال قطب شاہ کے جمع کیے اور مال رعایا کی حفاظت کے واسطے تاکید فرمائی محمد بیگ کو ایک جماعت ساتھ آگ لگانے سے منع کرنے کے لیے اور غارت گروں کی تاکید کے واسطے بھیجا۔ اگرچہ بعض محلوں کے جلنے کے بعد باقی شہر آگ سے محفوظ رہا۔ لیکن مال کی لوٹ سے لوٹیروں کا ہاتھ کوتاہ نہ ہوا۔

آداب عالمگیری سے جو قطب شاہ کے نام اورنگ زیب کے خطوط کا ایک سلسلہ تحریرات ہے اُس میں سے یہ خط ہم نقل کرتے ہیں جس سے خافی خاں کا بیان بالکل غلط ثابت ہوتا ہے یہ قطب الملک بالقابہ بہ عنایات علیہ و توجہات سنیہ مسرور و مبتہج گشتہ بداند کہ چوں اعلیٰ حضرت از روے ذرہ پروری و قدر دانی سیادت و نجابت مرتبت میر محمد سعید را در سلک بندہاے درگاہ سلاطین پناہ انسلاک بخشیدہ بعنایت منصب پنجہزاری و پنجہزار سوار سرافراز و سر بلند گردانیدہ اند حکم جہان مطاع عالم مطیع شرف نفاذ یافتہ کہ معتمد درگاہ آسمان جاہ قابل العنایت المرحمت قاضی عارف کہ قرین طف میرمذکور از پیشگاہ معلی تعین گردیدہ کہ او را با پسر و ابناء عمش بحضور پر نور اقدس بیاورد و دیوان از عرائض سیادت و نجابت پناہ میر عبد اللطیف بمسامع علیہ رسیدہ کہ آں قطب سماوی شوکت و حشمت باوجود اطلاع بر قدسی مضامین نشان عالی شان کہ بہ میر محمد امین خلف میر مشار الیہ صادر شدہ بود مومی الیہ آں حرز بازوئے دولت را روزے کہ بقید در آمدہ بایشاں نمودہ از سوء ادب نادیدہ و او را با متعلقان بقلعہ گلکندہ فرستادہ بضبط اموال آنہا پرداختہ اند و دست تعدی و تطاول بر تمول و لواحق میرمذکور دراز ساختہ بجمعیتے بر سر او نیز فرستادہ بنا بر آں امر جلیل القدر زینت صدور می باید کہ بوقوع ایں جرأت و جسارت کہ مخالف قانون عقیدت و ارادت است زاں حشمت ایالت دستگاہ بعنایت بعید نمودہ باشتے کہ از دخامت عاقبت ایں حرکت غفلت نورزیدہ اصلا تجویز آں نمی نمودند اکنوں باید کہ بمجرد آگہی بر مضمون آں دیباچہ صحیفہ عزت و کرامت

کہ فی الحقیقت منطوق بریں مفہوم است پسر محمد سعید را با متعلقان او و تمامی اموال آنہا از نقود و جواہر و اقمشہ کہ دریں ایام بضبط درآوردہ اند مصحوب ملازم سرکار نامدار کہ حامل نشان خجستہ عنوان است بدرگاہ اقبال بفرستند و پس از رسیدن قاضی مومی الیہ و وصول منشور لامع النور کہ بآں عمدہ مخلصان جناب خلافت مآب سرایہ ورود گرفتہ میر معزالیہ را عزیمت درگاہ خواقین سجدہ گاہ مانع نہ گردند و امتثال حکم ارفع اعلی را متضمن سعادت دو جہانی انگاشتہ واز کردہ خویش ندامت گزیدہ باستغفار تقصیرے کہ از شامت نادو لتخواہان عاقبت نہ اندیش واقعہ شدہ بہ پردازند و کار را بجائے رسانند کہ فی الحال تدارک آں بر ایشان دشوار گردد و پشیمانی سود ندہد چہ اگر آن مزکر دائرہ نیک اختری چشم بصیرت از جادہ صواب پوشیدہ طریق اطاعت و فرمانبرداری سلوک ندارند و روادی نقض عہد بادی شدہ غاشیہ بندگی را از دوش سعادت انداختہ مطابق فرمودہ عمل نہ نمایند بموجب حکم گیتی مطاع لازم الاتباع فرزند سعادتمند محمد سلطان را تعین خواہیم فرمود کہ بگلکندہ رسیدہ دمار از روزگار سکنۂ آن دیار برآوردہ و غبار آں مرز بوم را بسم خارہ فرسائی بادپایاں فیروزی عناں بدروہ سپہر دوار رسانیدہ پند غرور پندار از گوش اہل غفلت بروں آوردہ سزای کفران نعمت در کنار ناحق شناسان گذارد یقین کہ آں زبدہ امجد کرام کہ دریں مدت بوسیلہ حسن ارادت و صدق عبودیت بمراتب رفیعہ دولت و ابہت فائز گردیدہ محسود امثال و اقران اند از شاہراہ صلاح و نجاۃ انحراف نجستہ در تہیہ اسباب دشمن کامی و بدسرانجامی خود سعی نخواہند نمود بفکر مال اندیش ہمداستان گشتہ باستقبال ادبار و نکبت خویش بقدم استعجال نخواہند شتافت والا ہر چہ بیند از خود بیند یہدی اللہ بنورہ من یشاء والسلام علی من التبع الہدیٰ۔

اس خط میں قطب الملک کو اورنگ زیب نے سلطان محمد کے بھیجنے کے لیے صاف صاف لکھا اس کی نسبت یہ کہنا کہ یہ شہرت دی کہ سلطان محمد کو بنگالہ شادی کے لیے بھیجتا ہوں اور حیدرآباد بھیجدیا محض افترا اور بہتان ہے الفنسٹن صاحب نے اپنی تاریخ میں

خافی خاں کی اس جھوٹی روایت کو جس طرح لکھا ہی نقل کرتا ہوں۔ اول اس واقعہ کی پیشانی
یہ لکھی ہی کہ اورنگ زیب کا حملہ دغابازی سے حیدرآباد پر جنوری ۱۶۵۶ء مطابق ربیع الاول
۱۰۶۶ھ اسکے نیچے وہ لکھتے ہیں کہ شاہجہاں نے نہایت پیچ و تاب کھاکر اورنگ زیب کو لکھا
کہ ہمارے حکموں کی تعمیل تلوار کے زور سے کرائی جائے اورنگ زیب اس نتیجہ کے انتظار میں
بیقرار بیٹھا تھا اس حکم کے پہنچتے ہی اسکی پوری تعمیل میں چستی و چالاکی سے مصروف ہوا اسکو
اس طرح سرانجام دیا کہ جو اسکی مکار طبیعت کا مقتضا تھا۔ اُس نے کچھ زیادہ عداوت ظاہر
نہیں کی مگر اپنے بیٹے سلطان محمد کو منتخب فوج کے ساتھ بہانہ بناکے چلتا کیا کہ وہ اُسکے چچا
شجاع صوبہ دار بنگالہ کی بیٹی سے شادی کرنے کے لیے جاتا ہی اورنگ آباد سے بنگالہ کو ایک
راہ چکلہ کی مسلی ٹیم کے پاس سے جاتی تھی جسمیں گوندوانہ کے جنگل نہیں پڑتے تھے اور اس راہ
جانے سے ضرور تھا کہ حیدرآباد دالسلطنت ولایت گلکندہ کچھ تھوڑے فاصلہ پر رہ جائے
راہ پر سلطان محمد کے آنے سے عبداللہ قطب شاہ اس کی ضیافت کا فکر کر رہا تھا کہ یکایک
سلطان محمد نے دشمن کی طرح آنکر گھیر لیا اور ایسا سراسیمہ کیا کہ اس کو فقط اتنی فرصت
دی اپنے بھاری قلعہ گلکنڈہ میں چلا گیا جو شہر سے ۶ یا ۸ میل ہی۔ اب حیدرآباد مغلوں کے
میں آیا۔ پہلے اس سے کہ فوج کا انتظام ہو ادھا شہر جل اور لٹ گھسٹ گیا۔ الفنسٹن صاحب
نے خافی خاں کی اس جھوٹی روایت کو غلطی سے سچ جانکر اپنی طرف سے اُسپر یہ حاشیہ
چڑھایا کہ اورنگ آباد سے بنگالہ تک مسلی ٹیم کے پاس سے ایسی راہ تباتی کہ جسمیں گوندوانہ
کے جنگل نہ پڑیں اور حیدرآباد لشکر کے قریب آئے۔

خافی خاں آگے اس واقعہ کا بیان اسطرح لکھتا ہی کہ اس مابین میں عبداللطیف صاحب جو
کہ گلکنڈہ میں تھا وہی مختار کے ہاتھوں کو اور اور اسباب کو لیکر آیا اور حکیم نظام الدین وزیر
قطب شاہ اسکے ہمراہ تھا دونوں سلطان محمد کی خدمت میں گئے اور صندوقچہ جواہر مع دو قبضہ
باساز و طلا و نقرہ اپنی طرف سے پیش کیے سلطان محمد نے محمد امین پسر میر جملہ کو حکم دیا کہ

کی ایک جماعت کو لیجا کر گھوڑوں اور اور چارپاؤں اور قطب شاہ کے گھوڑوں کی جو حویلی میں ہیں
فہرست لکھو اور اُنپر معتمد آدمیوں کی چوکی مقرر کرو اور یہ بھی فرمایا کہ میر جملہ کا جتنک سارا مال نہ آجائے
حکیم نظام الدین کو بھی محمد ناصر کے ساتھ قید رکھو پھر قطب شاہ نے دو ہاتھی اور ساٹھ گھوڑے اور قدرے
جواہر اور اشیاء میر جملہ کو بھیجیں اور اظہار ندامت و عذر خجالت کا پیغام دیا بعض آدمیوں نے یہ بھی
کہا کہ عبداللہ شاہ نے عادل شاہ اور زمینداران نواح کے پاس کومک و امداد و معاونت کے
لیے نوشتے دیکر آدمیوں کو دوڑایا ہے اور برج و بارہ کے استحکام میں مشغول ہوا ہے یہ رنگ دیکھکر
اورنگ زیب بھی گولکنڈہ سے ہٹ میر جملہ میں آٹھ کروہ پر آگیا۔ دوسرے روز سوار ہوکر اطراف قلعہ
میں مورچالوں اور خیمہ دولت کے مقام کرنے کے لیے آیا اسوقت خبر آئی کہ سات آٹھ ہزار سوار
اور دس بارہ ہزار پیادے برقنداز بسرداری موسی خاں اطراف لشکر میں شوخی کر رہے ہیں اور
قلعہ کے اوپر سے توپ تفنگ بان متصل چل رہے ہیں سلطان محمد کو اورنگ زیب نے پیغام بھیجا کہ افواج
کو ساتھ لیکر بائیں طرف مستعد ہو اور اس طرف کے مفسدوں کو دفع کرے دکھنیوں کے مقابلہ
میں ہر طرف پادشاہی لشکر بہادری کرتا تھا۔ شام تک لڑائی رہی اور شاہزادہ کے آدمیونکی ایک
جماعت کشتہ و زخمی ہوئی اور قطب شاہ کے بعض کام کے آدمی کام میں آئے اور زخمی ہوئے۔
سلطان محمد نے اپنے خیمہ میں آنکر عشار کی نماز پڑھی اور اپنے زخمی نامی نوکروں کے مرہم پٹی میں مشغول
ہوا۔ دوسرے روز اطراف کے مورچال پر اپنے امیروں کو مقرر کیا۔ مرزا خاں و کاظب خاں و
کیسر سنگھ اور امیر نقب کھودنے اور مورچال بڑھانے میں مصروف ہوئے۔ اسوقت قطب شاہ
نے میر فصیح کو اور اُسکے ساتھ چار صندوقچے جواہر و مرصع آلات و اشیاء و دو دسہ زنجیر فیل نامی کامل
اور چند اسپ باساز و طلا وغیرہ بھیجے اور معروض کیا کہ عفو جرائم کی التماس کے واسطے
میں اپنی ماں کو مع لائق پیشکش کے بھیجتا ہوں قطب الملک کی اس التجا کے بعد شاہزادہ نے لشکر کو
مورچال کے بڑھانے اور توپوں کے چلانے کو منع کر دیا مگر میر فصیح کو بار ملازمت نہ دیا
اور اشیاء مرسولہ کو قبول نہ فرمایا۔ تیسرے روز ایک جمع کثیر ہمراہ جبار بیگ خراسانی

اور نوکران قطب شاہی مرزا خاں کے مورچال کی طرف نمودار ہوئے۔ اس طرف سے آدمی خبردار
ہوکر بسبرداری مالوجی دکھنی مرزا خاں کی مدد کو پہنچے۔ طرفین سے خوب دو خورد ظہور میں آئی
طرف سے آدمی زخمی دکشتہ و اسیر ہوئے ایک فیل اور کئی اسپ اور تفنگ بیب کے پاس بادشاہی
آدمی لائے میر جملہ کرناٹک میں تھا اسکے لے آنے کے واسطے میر عبداللطیف کو بھیجا اس ضمن میں
عرض ہوا کہ سات آٹھ ہزار سوار اور بیس ہزار برقنداز کرناٹکی جنوب کی طرف معرکہ آرا ہوئے
خود بدولت سوار ہوکر اس فوج کے مقابلہ میں گئے طرف ثانی کے آدمیوں نے قلعہ کے اوپر سے
بندوق اور بان مارنے اور توپ تفنگ چھوڑنے اور سنگ پھینکنے اور آتشباری میں مشغول ہوئے
طرفین سے صدائے دارہ گیر بلند ہوئی بادشاہی جوانوں نے قلعہ کی آتشباری کا کچھ خوف نہ کیا جان
پر مستعد ہوئے خصوص شیخ پیر محمد بیگ میر آتش نے داد مردانگی دی دکھنیوں کو پرے ہٹا دیا
اور ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی اور قلعہ کے آدمی مغلوب ہوئے پھر انھوں نے مقابلہ و مقاتلہ پر قدم
نہیں کیا انکے سردار سید مظفر و جبار بیگ شرزہ خاں بھاگ گئے شیخ میر و محمد بیگ بادشاہی
آدمی تیر و تفنگ سے زخمی ہوئے۔ بادشاہزادہ کے مخالفوں نے انکے سد راہ ہونے کے
لیے سپاہ مقرر کی اور خود ڈیڑھ میں تشریف لے گیا دوسرے روز زمیندار چانڈہ مدد کو
آگیا۔ مرزا احمد قطب شاہ کا داماد سلطان محمد کی خدمت میں آیا اور عفو تقصیرات کے
لیے ملتجی ہوا۔ جواہر و فیل جو وہ ہمراہ لایا تھا وہ شاہزادہ نے قبول نہیں کیے ان کو انفصال
معاملہ پر موقوف رکھا اس فرصت میں شائستہ خاں و افتخار خاں و نصیر خاں افواج
شاہی سے ملے۔ انھوں نے سابق کے مورچلوں کو بدل کر از سر نو جا بجا اعلی امیران
کار دیدہ کو مقرر کیا اس ضمن میں قطب شاہ کی عرضداشت کے جواب میں بادشاہ کو
فرمان اسکی عفو تقصیرات کے باب میں آیا۔ شاہزادہ نے اس فرمان کو انفصال
مقدمہ تک مخفی رکھا اسکے افشا میں مصلحت نہ دیکھی لشکر شاہی نے مورچال کو بڑھا کر
اہل قلعہ کو تنگ کیا قطب شاہ کے آدمی ہر روز بامید بندگی شاہزادہ کی ملازمت میں آنے لگے

قطب الملک کا حال بڑا پریشان ہوا۔ میر احمد و میر فصیح کو وسیلہ بنا کر دوبارہ بھیجا اور عرض کیا کہ میں سابق کے اطوار ناہنجار کا عذر کرتا ہوں اور جو کچھ حکم ہو اسکے موافق پیشکش باقی سابق وحال پیش کرنے کو حاضر ہوتا ہوں اور سلطان محمد سے اپنی بیٹی کے نکاح کرنے کی درخواست کرتا ہوں اور میر جملہ کے دس ہاتھی اور اسباب ظروف طلا و نقرہ بھیجے اور سلطان محمد کو جو منصب بادشاہ نے عنایت کیا تھا اُسکی مبارکباد لکھی اور دو ہاتھی اور چار گھوڑے مع ساز طلا و نقرہ بھیجے اور پھر دوبارہ درخواست کی کہ حکم ہو کہ میں اپنی ماں کو مع لوازم نسبت بھیجوں اورنگ زیب نے شائستہ خاں کو مامور کیا کہ وہ اُسکی طرف اور سلطان محمد کی طرف سے استمالت نامہ لکھے۔ غرض والدہ قطب الملک اورنگ زیب پاس آئی اور قطب الملک کے جرائم معاف ہوئے اور نکاح کی تاریخ مقرر ہوئی ایک کروڑ روپیہ نقد و جنس پیش کش حال تجویز ہوئی اور سابق کی باقی پیش کش کا وعدہ ٹھیرا کہ دو سال میں بہ اقساط ادا کی جائے والدہ قطب الملک نے نسبت کی تاریخ مقرر کر کے قلعہ میں مراجعت کی مصالحہ کی تشہیر کے سبب سے مورچالوں سے آدمی اپنے مکانوں میں خاطر جمعی سے آنے جانے لگے ان دنوں میں میر اسد اللہ بخاری عرف میر میران کسی بے وسوسہ کے کسی ضروری جا جاتا تھا کہ اس پر زنبورک کا گولہ قلعہ کے اوپر سے آنکر لگا اور اس کا کام تمام ہوا۔ اور اسکے سوا اطراف سے دکنیوں کی ایک جماعت کثیر مصالح جنگ کے ساتھ مدد کیلے آئی تھی اور گلکنڈہ کا کوتوال لنکے لینے کو گیا تھا اس کو صلح کی خبر نہ تھی اُس نے دس کوس پر شاہی مردم کہی پر دست تعدی و غارت دراز کیا سپاہ ہمراہ دفع مضرت میں مشغول ہوئی۔ آتش جنگ مشتعل ہوئی یہانتک نوبت پہنچی کہ شائستہ خاں اور اور امرا کا سارا لشکر قریب چھ سات ہزار سوار اور بہت پیادوں کے لڑائی کے قصد سے مردم کہی کی مدد کو بغیر شاہزادہ کی اطلاع کے پہنچ گیا ہر ساعت شعلہ دار و گیر بلند ہوتا گیا۔ ہر چند طرفین کے سردار اس فساد کے

منع و دفع میں کوشش کرتے تھے مگر اس کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا آخر روز تک دونوں طرف سے
ایک جمع کثیر کی جان گئی اور تمام رات ہاتھی گھوڑے کارزار کے لیے تیار رہے اور
ایک دوسرے پر تفنگ مارتے تھے ابھی صلح نہ ہوئی تھی کہ پھر بازار کارزار گرم ہوا قطب
کی طرف سے آنکر پے ہم سردار و شتر سوار و اسپ ارس فتنہ کی دفع کے لیے جاتے تھے
لڑائی سے باز نہ آتی تھی۔ ہر بار دکھنی مغلوب ہوتے تھے اور پھر جمع ہوکر کارزار پر مستعد
ہوتے تھے دوسری رات تک بادشاہی آدمی بہت مارے گئے مگر ان سے زیادہ
آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ جنگ قائم تھی بعد ازاں جا بجا وہ متفرق ہوئے۔
میں خبر آئی کہ میر عبداللطیف جو میر جملہ کو لینے گیا تھا گلکندہ کے قریب آگیا ہے بادشاہ
حکم سے قاضی عارف ذہ فرمان اور خلعت کہ بادشاہ نے اُسکے لیے بھیجا تھا اُس پاس لیکر
اُسکو بادشاہزادہ سے ملنے کی رہ نمونی کی میر جملہ نے استقبال کیا اور قاعدہ دان
موافق فرمان لیکر اور خلعت پہنکر اپنے خیمہ میں گیا۔ شاہزادہ سے ملاقات کا وقت مقرر
میر شمس الدین اور مالوجی اُسکے استقبال کو گئے اور بادشاہزادہ پاس لائے دستور کے
ہوئی۔ شاہزادہ خلوت میں لے گیا مصلحت کے کلمے کلام ہوئے اور اُسکو رخصت کیا
روز حکم دیا کہ حصار قلعہ کے نیچے سے مورچے اُٹھائے جائیں۔ قاضی میر عدل کو شیخ
ہمراہ عقد نکاح کے لیے قلعہ میں بھیجا قطب الملک نے اسکا استقبال دروازہ تک کیا
کو اچھے مکان میں اُتارا جو شادی کی رسمیات ہوتی ہیں وہ عمل میں آئیں۔ دوسرے
فراغ عقد قاضی کو ہمراہیوں کے رخصت کیا چودہ لاکھ روپیہ کے جواہر مع اور
اور سرکار رام نگر کہ سرحد برار و بیدر میں واقع ہیں۔ قطب الملک نے بیٹی کے جہیز میں
اسکو رخصت کیا اور آخر جمادی الاولی میں بزم کی معرکہ آرائی بزم کی مجلس فروزی سے مبدل ہوئی
کے انقراض کے بعد شاہزادہ نے بادشاہ کا فرمان جو قطب الملک کے لیے آیا تھا اس پاس بھیجا
استقبال کیا اور شرط آداب بجالاکر اسکو لیا بعد اسکے اورنگ زیب میر جملہ کے خرچہ

میر جملہ کا آنا اور سلطان محمد کا قطب الدین کی بیٹی سے نکاح ہونا۔

لے گیا اُس نے ایک قطعہ الماس نا تراشیدہ اور دو لعل و نو زمرد و شصت دانہ مروارید ایک سلم
و پنج فیل نر دیکٹ دہ بازیں طلا و یراق نقرہ و پنج اسپ پیش کش میں دیئے اور انکے سوا رسلطان محمد
و سلطان معظم کو پیشکش دیں اوائل رجب میں اورنگ آباد کی طرف کوچ کیا اور شائستہ خاں اور
امرا و زمینداروں کو جو اطراف اور حدود بجات سے کمک کے لیئے آئے خلعت و جواہر وغیرہ
دیکر اپنے اپنے مکانوں کو رخصت کیا۔ شاہ بیگ خاں کو تیس ہزار سواروں کے ساتھ پیش کش
کے وصول کرنے کے لیئے اور ملک کی حفاظت کے لیئے سرحد پر چھوڑا کہ واقعہ طلب لشکری
اور مفسد فساد نہ مچائیں۔ اس اثنا میں بادشاہ کا فرمان منصب پنجہزاری چہار ہزار سوار و
خطاب معظم خاں و خلعت خاصہ کا میر جملہ کے لیئے گرز بردار لایا۔ معظم خاں آداب بجالا کر بادشاہزادہ
کی ہمراہ ہوا اورنگ آباد میں شاہزادہ اوائل شعبان میں داخل ہوا قطب شاہ کی عرضداشت خدویت
اور پریشانی کی پہنچی بادشاہ نے بیس لاکھ روپیہ بابت تفاوت نرخ وغیرہ کل پیشکش سابق و حال میں سے معاف کر دیا۔

بادشاہ نے سُنا کہ محمد امین متصدی بندر سورت جمع مال اور دیگر ابواب کی تشخیص میں ظلم
تعدی کرتا ہے اس کو جاگیر و منصب سے برطرف کیا گرز بردار مقرر کر کے اسکو طلب کیا۔
جب وہ آگیا تو حکم ہوا کہ سر دیوان اسکی آستین میں سانپ چھوڑ دیں اسکی وکلائے ہر چند
کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا نوبت یہاں تک آئی کہ متصدیوں نے بادشاہ بیگم سے جسکی
تنخواہ میں بندر سورت تھا اسکی شفاعت کے لیئے رقعہ بادشاہ کے نام حاصل کیا جب بادشاہ
کے مطالعہ میں رقعہ خاص آیا تو اُس کو قید کا حکم دیا اور محل میں بے دماغ داخل ہوا اور بیگم کو اُس نے
اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ بندر سورت نور چشم کے اقطاع میں ہے رعیت و مالگزار ملک
کی آبادی اور مزید خزانہ و افزونی لشکر کے سبب ہوتے ہیں تو میری بیٹی ہو کر اس
ناپاک کی سفارش پر باوجود اس بدنامی کے راضی ہوئی۔ اُس نے تشخیص مال میں ایسی سختی کی کہ ادائے
محصول کے لیے رعایا نے ناچار ہو کر اپنے خرد سال اطفال کو نصرانیوں کے ہاتھ فروخت کیا سورت
میں ساتوں اقلیم کے آدمی آتے ہیں جب اطراف میں بادشاہوں کو یہ خبر پہنچیگی تو ہماری

محمد امین متصدی بندر سورت اور شاہجہاں کی عدالت

بدنامی علاوہ خدا کی ناخوشنودی کے ہوگی جب بیگم کو اس ظالم کی بیداد پر اطلاع ہوئی تو وہ اُسکی شفاعت سے باز رہی بادشاہ نے دوسرے روز پھر محمد امین کو بلاکر بار گیر ہونے کا حکم دیا پھر راجہ رگناتھ نے کہ نیابت وزارت کا کام کرتا تھا بہت عجز وزاری سے اسکی شفاعت چاہی اور عرض کیا کہ جو اس ظالم کی شفاعت چاہے اول وہ سزاوار عقوبت ہے لیکن حق رعیت کا بہت سا روپیہ جسکی نالش ہے اُسکے ذمہ ہے وہ طلب کیا جائے اور جب تک اُسکے قتل میں تامل کیا جائے کہ مظلوموں کا زر اور مطالبہ سرکاری وصول ہو جائے حکم ہو جائے کہ جب ستم رسیدوں کا حق اور زر بادشاہی وصول ہو جائے تو پھر اُس کو اعمال کی سزا دیجائے بادشاہ نے اسکی التماس کو قبول کر لیا اور حکم دیدیا کہ اسکو راجہ رگناتھ کے حوالہ کریں کہ حق رعایا کی تحقیق بغور کرکے اُس سے روپیہ لے اور انکو دے اس طرح بادشاہ کا غصہ فرو ہوا اور ایک آدمی کی جان بچی اس نے سزا دل شدید اور واقعہ نگار روشن ضمیر متصدی مشورت مقرر کیے کہ وہ ستم رسیدوں کا حق ادا کرے۔ اس بادشاہ کی ایسی عدالت کی باتیں بہت مشہور ہیں۔

میر جملہ بادشاہ کے نزدیک آیا۔ بادشاہ نے دانشمند خاں کو استقبال کے لیے بھیجکر بادشاہ کے پاس آنا
دیا۔ جب وہ آیا تو اُس نے نذر دی بادشاہ نے اُسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار کا اور خطاب معظم خاں کا مع وزارت و قلمدان مرصع اور پانچ لاکھ روپیہ نقد عنایت کیا اُس کا بیٹا جب باپ کے بعد آیا تو اُس کو دو ہزاری منصب و خطاب خانی سے سرفراز کیا معظم خاں نے ایک قطعہ الماس وزنی دو سو سوا رسرخ کا اور قیمتی دو لاکھ سولہ ہزار روپیہ کا اور ساتھ فیل مع براق کے پیشکش میں دیئے کل نذر و پیشکش سابق و حال پندرہ لاکھ روپیہ کی قیمت میں تھی۔

سعد اللہ خاں کی وفات
خافی خاں نے لکھا ہے کہ سعد اللہ خاں سے وزارت اور کاروبار سلطنت ہند نے رونق پائی تھی وہ عارضہ فالج میں پانچ چار مہینے مبتلا رہا اس کی عیادت کو بادشاہ کئی بار گیا طبیبوں کو اُس نے بار بار بدل کر علاج کے لیئے مقرر کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

در آخر جمادی الاخری ۱۰۶۶ھ کو اس سرائے فانی سے روضۂ جاودانی کو اس نے انتقال کیا۔
بادشاہ کو ایسا ملال ہوا کہ وہ اسکے لیئے بے اختیار زار زار رویا اس کا بڑا بیٹا لطف اللہ پندرہ
سال کا تھا اسکو منصب ہفتصدی صد سوار دیا اور باقی اور اُسکے بیٹوں اور وابستوں کا یومیہ
مقرر کیا اسکے ہمشیرہ زادہ یار محمد کو منصب سی صدی شصت سوار کا عطا کیا اور اُسکے عمدہ نوکر
سید النبی کو جو اسکی جاگیر کا صاحب مدار تھا ہزاری کا منصب دیا اور اکثر سعد اللہ خاں کے
قدر شناس نوکروں کو اُنکے قرا خور حالت منصب مقرر کیے سعد اللہ خاں میں اسوار کمالات
صوری و معنوی صفات ذاتی بہت تھیں۔ بہترین صفت اسمیں یہ تھی کہ مہمات ملکی کو کمال دیانت
و امانت سے سرانجام دیتا تھا مدت وزارت میں ہرگز اسکا قلم بدعت و مردم آزاری کے
لیئے نہیں اُٹھا بلکہ وہ ان مقدمات و محاسبات کو رفع دفع کرتا تھا کہ جنمیں عامل و رعایا رسا کین
کو نقصان ہوتا کہتے ہیں کہ وہ عمال میں ایک کا محاسبہ لے رہا تھا۔ سابق کا ضابطہ یہ تھا کہ وجہ
حق التحصیل فی صد عمال و تحصیلدار کو مجرا دیتے تھے۔ سعد اللہ خاں کے دل میں آیا کہ ہندو صرافوں کے
دستور کے موافق وجہ حق التحصیل کو سو روپیہ کے اوپر جمع کر کے خرچ میں محسوب کریں۔ مثلاً سابق
میں عامل کو کل سو روپیہ کی تحصیل میں سے پانچ روپیہ تحصیلا۔ مجرا دیتے تھے یعنی پانچ روپیہ وہ لیتا تھا اور
پچانوے سرکار میں داخل کرتا تھا سعد اللہ خاں نے کفایت سرکار و تسخط کے لیئے مقرر کیا کہ ایکسو
پانچ روپیہ کروری تحصیل کر کے پانچ روپیہ مجرا کرے اور سرکار میں سو روپیہ داخل کرے وہ اس بدعت
کی بنا سے مدتوں تک دم رہا اور کہتا تھا کہ کاش اس دن میرے ہاتھ خشک ہو جاتے اور قلم گیر نہ ہوتے
سچ ہے عقلا پر ظاہر ہے کہ اجرائے بدعت و مردم آزاری میں کفایت نہیں ہوتی بلکہ یہ داخت
سے جذب قلوب و دلدہی رعایا باعث گرد آوری خزانہ و مادہ نیکنامی وزرا ہوتی ہے
سعد اللہ خاں سے دارا شکوہ سو رمزاجی رکھتا تھا اُس نے پادشاہ سے عرض کیا کہ سعد اللہ خاں
نے ویران اور کم حاصل پرگنات ہماری تنول میں دیدیئے ہیں اور پر حاصل محال خود
لیئے ہیں۔ جب سعد اللہ خاں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو اُس نے شاہزادہ کے

وکیل کو طلب کیا اور جن دیہات پر آفتیں شاہزادہ کے ظالم عمال کے ہاتھ سے آئی تھیں اور جس سے
سبب سے وہ ویران ہوئے تھے اُسکا نوشتہ لیکر اپنی جاگیر میں داخل کیے اور انکی عوض میں
جاگیر میں وکیل کی تجویز سے بادشاہزادہ کی تنخواہ میں دیئے۔ ایک دو سال میں یہی محال سابق
سے زیادہ خراب و کم حاصل ہو گئیں۔ اکبر بادشاہ کے زمانہ میں راجہ ٹوڈرمل نے مقرر کیا تھا کہ
عامل اور کروڑیوں کا فاضل سو سے کمتر ہو تو مستوفی اُسکو مجرا نہ دیں اور کروڑیوں عامل کا
زیادہ فاضل ہو تو وہ مُسوب ہو۔ شاہجہاں کے عہد میں شرارت سرشت مستوفیوں نے یک قلم
کے فاضل مجرا دینے میں دقتیں پیدا کیں۔ جب فردحساب سعد اللہ خاں کو سپرد ہوئی تو اُس نے
دستخط کیے کہ اے مستوفی مثل مشہور ہے کہ لینا لینا۔ دینا دینا۔ جب ضابطہ سرکار ایسا مقرر ہوا
بالا فاضل مجرا ہو تو کس واسطے ہمارے لیے اور اپنے لیے دعا بد حاقبتی پر راضی ہوتے ہو محال
خالصہ کے کروریوں کی بدرنویسی کی فرد باز یافت پر اُسنے دستخط کیے کہ اس کنارہ برف کو
آفتاب کے سامنے رکھو بعد گرمی کے جو باقی رہے اُسکی باز یافت کرو۔ خافی خاں نے اپنے
یہ بات لکھی ہے کہ عقلا جہاندیدہ پر ظاہر ہے کہ حکام و ارباب یاست سے ظلم و حیف و میل جو
مظلوموں کو پہونچتا ہے اور بر و احسان و خیر جو مستمندوں کے حال پر عائد ہوتا ہے موافق کردار
کے دعا و نفریں اُسکے فرزندوں پر کرتے ہیں۔ اسی سبب سے قدیم زمانہ سے ابتک از روے تواریخ جو
حال مطالعہ میں آیا ہے اور مسود اوراق جو باون سال کی مدت سے حد تمیز میں آیا ہے وہ شاہد
ہے کہ کوئی ظالم عاقبت بخیر نہیں ہوتا اور اُسکے فرزند رزق و آبرو کی طرف سے دلی مراد
کو نہیں پہنچتے بلکہ دس بیس سال میں اس جماعت کا نام و نشان نہیں باقی رہتا۔ سعد اللہ خاں
کی اولاد اسکے چوہتر سال مرنے کے بعد تک سب عاقبت محمود و فراخ روزی و نیکنام
زیست کرتے رہے خصوص اس دور میں کہ انسانیت و کمال مروت معدوم الوجود ہوئے
ہے امیرزادے جنکی ترتیب میں متعدد معلم و مستعد اتالیق مدتوں تک صرف اوقات کرتے
ہیں اس مرتبہ آدمیت کے طریق سے بیگانہ ہوتے ہیں کہ مادر آزار و پدر بیزار بیگانہ

اور اوباش وضع ضائع روزگاروں کی صحبت کے سوائے وہ باوقار صاحب کمالوں اور صلاح شعار دانشمندوں کے پاس نہیں پھٹکتے بسرو دخوانی اور طنبورہ نوازی اور دھرپت وکبت دوہرہ تھی انکے ہنرفن کے کمالات ہیں اور باقی اور سب کمالات کو محض دردسر سمجھتے ہیں۔ باوجودیکہ انکے باپوں نے مکتبوں کو بہت روپیہ خرچ کراکے انکو صاحب سواد کردیا ہے۔ مگر جب سواد خط انکے چہرہ پر نمودار ہوتا ہے تو کتاب کو ہاتھ میں لینا اور تفسیر وحدیث وکتب لغت وتاریخ کا پڑھنا مشق خط کرنی ومربوط نویسی ان سب کو وہ لغو ولاحاصل فعل سمجھتے ہیں اور اپنے باپ دادا کا نام سطر غلط وورق قلم خوردہ کی طرح صفحۂ روزگار سے حک کرتے ہیں اور لیل ونہار کی تھوڑی گردش میں وہ خود بھی عالم کے گمناموں میں سے ہوجاتے ہیں۔ یہ سب ستم رسیدہ مستمندوں کی دعا سے ہوتا ہے کہ مقسم حقیقی کی درگاہ میں سحر خیز دنکی دعا اجابت کے درجہ پر پہنچتی ہے اور پرخوں دلوں کی تیرآہ کام کرتی ہے۔

بادشاہ نے رگ نبض کہ خالصہ دتن کی پیشکاری کرتا تھا اور سعداللہ خاں کی تربیت کا اثر اُس میں پایا جاتا تھا اس کو حکم دیا کہ دیوان کل کی مقرر ہونے تک وہ مقدمات وزارت کا انصرام کیا کرے اس کو رائے رانان کا خطاب دیا۔ چندر بھان کو کہ مطلب نویسی میں بے نظیر تھا اور افضل خاں کا تربیت یافتہ تھا اس کو رائے چندر بھان کا خطاب دیا اور اُس کو دارالانشا کی خدمت سپرد کی اور سب ہنود منشیوں پر امتیاز دیا۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ علی عادل شاہ بیجاپوری نے اس سرائے فانی سے دارالبقا کو انتقال کیا کوئی وارث ملک باقی نہ تھا مگر سکندر جس کو علی عادل خاں نے بجائے بیٹے کے پرورش کیا تھا۔ امرار بیجاپور نے جو اکثر غلام ہیں اُس کو بادشاہ بنایا ہے وہ مجہول النسب تھا بعض امرار اُس سے موافقت نہیں رکھتے ہیں تو شاہجہاں نے اورنگ زیب کو حکم دیا کہ خود بیجاپور میں جاکر اس ملک اور قلعہ کو تصرف میں لائے اور اس مہم میں اُسکی معاونت کے لیے اپنے پاس سے معظم خاں کو رخصت کیا اور حکم صادر کیا کہ مہراوزک اپنے بیٹے محمد امین خاں کو سپرد کرے کہ رائے رایاں کی رفاقت میں مالی وملکی کاموں کا اجرا کرے۔ مہابت خاں وخان جہاں

اورنگ زیب کو بیجاپور کی مہم کے لیے بادشاہ کا حکم دینا

دنجابت خاں دشاہ نواز خاں وغیرہ کو حضور و صوبجات سے اور سونامی وردشہ
کم منصب ملازموں کو بادشاہزادہ کی ہمراہی کے لیئے متعین کیا خانجہان کو حکم دیا کہ جب
شاہزادہ مہم سے واپس آئے۔ وہ اورنگ آباد میں رہے۔ معظم خاں کو روز رخصت سے
تا تاریخ رخصت پانچ لاکھ روپیہ نقد سوائے جواہر و اسپ و فیل کے مرحمت کیے۔

بادشاہ کا مخلص پور دربار رنگ پر جانا

اندنوں میں دارالخلافہ میں وبا تھی۔ مسلمانوں کے مذہب میں جہاں طاعون ہو
سے جانا اور وہاں آنا دونوں منع ہیں اسلیئے بادشاہ نے فضلا سے اس باب میں
تو انھوں نے بروایت مختلف بادشاہ کو شکار کے لیئے جانیکی اجازت دی ۴ ربیع
کو کنار رنگ پر کلنگ کے شکار کے لیے گیا۔ سہارنپور میں شاہجہاں آباد سے
ایک موضع مخلص پور تھا۔ یہاں موسم گرما میں سرد ہوا چلتی تھی۔ اور دارالخلافہ سے کشتی
تک جاتی تھی۔ بادشاہ مخلص پور میں آیا۔ یہاں سنہ ۲۰ جلوس میں اس نے عمارت بنانیکا حکم
دو سال دو ماہ میں پانچ لاکھ روپے میں یہاں عمارت دولتخانہ و خوابگاہ و محل و خستہ
درشن خاص و عام و حوض و باغ و نہر تعمیر ہوئے یہاں کی آب و ہوا کے خوش ہونے
مخلص پور کا نام فیض آباد بادشاہ نے رکھا اور اُسکے واسطے پرگنات سے مواضع تیس لاکھ
کے لیے جدا کیے۔

شاہجہاں آباد کی فصیل۔

سنہ ۲۴ جلوس میں شاہجہاں آباد کی فصیل ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں سنگ و گل سے بنائی گئی
بارش کی کثرت سے جابجا سے گر گئی اور اسمیں دراڑیں پڑ گئیں۔

۲۲ ربیع الاول سنہ ۲۵ جلوس میں سنگ و صارو ج سے فصیل بنی شروع ہوئی فصیل
تین سو چوسٹھ گز تھی اس میں ۲۷ برج تھے اور گیارہ دروازے چھوٹے بڑے
عرض ۴ گز ۱۰ اور ارتفاع کنگوروں تک نو گز تھا چار لاکھ روپیہ میں تیار ہوئی۔

علی مردان خاں کا مرنا

سوانح سال سی و یکم سنہ ۱۰۶۷

امیر الامرا علی مردان خاں مرض اسہال میں مبتلا ہوا۔ بادشاہ کی خدمت سے کشمیر کو رخصت

یہاں کی آب و ہوا اسکے مزاج کے موافق تھی ماچھیواڑہ میں ضعف و ناتوانی کے غلبہ کے سبب سے کشتی میں سوار ہوکر تھارہ میں پہنچا تھا کہ ۱۲ رجب ۱۰۶۷ھ کو دنیا سے رخصت ہوا۔ لاہور میں اپنی ماں کے مقبرہ میں دفن ہوا۔ وہ ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار پنجہزار دواسپہ سہ اسپہ کا منصب اور ایکروڑ دام جسکے تیس لاکھ روپیہ ہوتے ہیں انعام رکھتا تھا۔ بادشاہ کو اُسکے مرنے کا کمال ملال ہوا وہ ایک امیر باتدبیر کاردیدہ تھا۔ بادشاہ نے اسکی اولاد اور اسکے لائق نوکروں کو بڑھادیا امیرالامرا مرحوم کے کل متروکات نقد و جنس ایکروڑ روپیہ کے تھے جسمیں تیس لاکھ روپیہ اسکے بڑے بیٹے ابراہیم خاں کو اور بیس لاکھ روپیہ باقی تین بیٹوں کو دیئے اور پچاس لاکھ روپیہ بعوض مطالبہ سرکار ضبط کیا۔

معظم خاں کا اورنگ زیب پاس پہنچنا اور اورنگ زیب کا بیجاپور کے ناحی قلعوں کو فتح کرنا اور دلاور خاں کی

معظم خاں بادشاہ سے رخصت ہوکر مع اپنی افواج کے کوچ بکوچ چلکر ۱۲ ربیع الثانی کو شاہزادہ اورنگ زیب پاس پہنچ گیا۔ اورنگ زیب اُسی تاریخ بے توقف لشکر شاہی اور اپنے ملازموں کو ہمراہ لیکر مقصد کی طرف راہی ہوا۔ چودہ روز میں نواحی چاندور میں پہنچا۔ یہاں ولی محلدار خاں کو برقندازوں کی فوج دیکر متعین کیا کہ وہ راہ کی حراست اور رسد کی سربراہی کرے۔ دوسرے روز قلعہ بیدر کے نزدیک ڈیرے ڈالے یہاں کا قلعدار سیدی مرجان تھا وہ ابراہیم عادل شاہ کا بڑا پرانا نوکر تھا۔ تیس سال سے قلعہ کی حراست کرتا تھا قلعہ داری کا سامان و مواد مہیا رکھتا تھا۔ قریب ہزار سوار اور چار ہزار پیادے تفنگچی و باندار و توپ انداز اسکے ہمراہ تھے قلعہ کی نگاہداشت کیلئے اس نے برج و بارہ و مداخل و مخارج کو درست کیا اور مقابلہ کے لیے مستعد ہوا اس قلعہ کا دور چار ہزار پانسو ذراع اور ارتفاع بارہ ذراع اور تین خندق عمیق ۲۵ گز اور عریض پندرہ گز پتھر میں کندہ تھیں۔ اورنگ زیب نے اس قلعہ کی تسخیر کا ارادہ کیا معظم خاں قلعہ کے گرد پھرا اور حصار کے چاروں طرف کی دیواروں کو خوب دیکھ بھال کر مورچالوں کی جگہ اس نے مقرر کی اور وہاں بندہائے شاہی اور اپنے ملازم مقرر کیے باوجودیکہ قلعہ ارک کے برج و بارہ سے لشکر شاہی پر توپ و تفنگ آگ برساتے تھے مگر دس روز کے

عرصہ میں معظم خاں اور سردار خندق کے کنارہ پر پہنچ گئے اور خندق کو بھرنا شروع کیا۔ مورچالوں سے
اہل حصار نے جان بازی کرکے کئی دفعہ حملے کیے بہت نقصان اُٹھاکر اور کشتہ اور زخمی ہوکر پھر
قلعہ میں چلے گئے۔ بادشاہی لشکر نے توپوں سے دو برج اور دیوار پائیں کے کنگورے ڈھا دیئے
۲۳ جمادی الثانی سنہ ۳۱ جلوس کو محمد مراد نے برقندازوں اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت
لیکر ایک دفعہ اپنے مورچال سے حرکت کرکے یورش کی اور معظم خاں کے مورچال کے محاذی برج
پر اطراف وجوانب میں نردبانیں لگائیں اور اوپر چڑھ گیا۔ مرجان قلعہ دار نے برج مذکور کے
عقب میں ایک بڑا جر (گہرا غار) بنایا تھا اس کو باروت وحقہ ودبان سے بھرا تھا وہ مع اپنے
آٹھوں بیٹوں اور کل جمعیت کے برج پر ایستادہ ہوکر بہادرانہ جیسا کہ چاہیئے لڑا اس اثنا
میں جر مذکور میں ایک بان جو وہ لشکر شاہی پر مارتا تھا جا پڑا اور باروت میں آگ لگ گئی دفعہ شعلہ
بلند ہوا۔ بہت آدمی مرگئے اور سیدی مرجان اور اُسکے دو بیٹے کچھ جل گئے جو جلنے سے بچے تھے
وہ سیدی مرجان اور اُسکے دو بیٹوں کو اُٹھاکر ارک میں لے گئے۔ لشکر شاہی اطراف خندق
داخل ہوا اور دشمن پر حملہ آور ہوا اور ایک جماعت کو قتل کیا اور اعلام نصرت کو بلند کیا
کوس فتح کا ڈنکہ بجایا شہر کی محافظت کے لیے مہابت خاں ومحمد بیگ وارد خہ توپ خانہ
کو مقرر کیا۔ قلعہ دار نے کمال عجز وفروتنی سے امان طلب کی۔ ملک حسین امان نامہ لیکر
گیا مرجان سوختہ جان میں حرکت کی طاقت نہ تھی اُس نے اپنے بیٹوں کے ہمراہ کنجیاں بھیجدیں۔
شاہزادہ نے انکو خلعت دیئے اور بادشاہی نوازش کا امیدوار کیا دوسرے روز سیدی مرجان سے
جان مالک کو سپرد کی۔ شاہزادہ قلعہ میں گیا اور وہاں مسجد میں جو دو موبرس ہوئے کہ حکومت بیجاپور
تعمیر ہوئی تھی۔ بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ ستائیس روز میں یہ قلعہ آسانی سے فتح ہوگیا اور
نقد اور آٹھ لاکھ روپیہ کا سرب بارود وغلہ اور مواد قلعہ داری اور دو ستیں توپیں ہاتھ آئیں۔
سرحد تلنگانہ کے متصل بیدر ایک معمور وخوش عمارت شہر ہے ہندوستان کے پرانے
ناموں میں لکھا ہے کہ پہلے یہ رایان وکن کا حاکم نشین تھا۔ ہمیشہ کرناٹک ومرہٹہ وتلنگ

راجارائے بیدر کی اطاعت کرتے تھے۔ نل راجہ مالوہ کی معشوقہ دمن مرزبان بیدر بھیم سین کی دختر تھی جسکی داستان کو شیخ فیضی نے نظم کرکے نل دمن نام رکھا ہے اوّل سلطان محمد ولد سلطان تغلق نے بیدر کو فتح کیا۔ پھر وہ سلاطین بہمنیہ کے ہاتھ میں منتقل ہوا۔ پھر بیجاپوریوں کے تصرف میں آیا اب ممالک محروسہ میں داخل ہوا۔

شہزادہ نے سُنا کہ گلبرگہ میں عادل خاں کے لشکر کی ایک جمع کثیر لڑائی کے قصد سے فراہم ہوتی ہے تو اُس نے مہابت خاں کو حکم دیا کہ پندرہ ہزار سوار خوش اسپہ و رزم آزمودہ ساتھ لیجائے اور اس سرزمین میں آبادی کا نشان نہ چھوڑے۔ عمارت کی بنیادیں اُکھیڑ کر خُنیدو بوم کے لیے گلستان بنائے۔ ابھی خان مذکور نواحی بیدر سے راہی نہیں ہوا تھا کہ دوپہر کو غنیم کے دو ہزار سواروں نے لشکر سے تین کروہ کے فاصلہ پر بنجارہ کے بیلوں کو جو چراگاہ میں گئے تھے اپنے آگے رکھا اور اپنی قرارگاہ کو روانہ ہوئے۔ معظم خاں نے دلیر خاں رُستم و بندہائے پادشاہی اور محمد مراد کو اپنی جمعیت کے ساتھ بھیجا کہ وہ مواشی کو چھڑائیں اور غنیم کی تنبیہ کریں۔ یہ لشکر گرم عناں ہوکر دشمن کے سر پر جا چڑھا اور ایک گروہ انبوہ کو قتل کیا اور سارے مواشی چھین لیے۔ معرکہ سے دشمن اُفتاں وخیزاں بھاگ گئے۔ لشکر شاہی واپس آیا دوسری جانب سے اس کام میں افضل نے سب سے زیادہ پیش قدمی کی تھی جب اُس نے یہ خبر سنی تو وہ کلیانی میں نہ گیا اور اپنے سران لشکر سے جا ملا مہابت خاں کلیانی کو پے سپر اور پائمال و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اثنار راہ میں ہر روز غنیم کی سپاہ اپنی سیاہی دکھاتی۔ مگر آگے نہ بڑھتی۔ لشکر شاہی اُن پر تاخت کرکے بھگا دیتا۔

۸ رجب کو خان محمد دافضل و رستم پسر رندولہ مع اپنے سپاہیوں اور ریحان کے بیٹوں کے قریب بیس ہزار کے سواروں کو لیکر وقت دیکھکر لشکر شاہی کی اطراف میں شوخیاں و خیرگی کرتے تھے رفتہ رفتہ دشمنوں کا کام خیرہ چشمی سے چیرہ دستی پر پہنچا اور پیش بازی اور دستبازی کرنے لگے۔ مہابتخاں نے لشکر کی حفاظت سوبھا سنگھ کو سپرد کی اور خود اُس نے راؤ ستر سال و جلال کاکر وغیرہ کو جو اس فوج کے ہراول تھے ہمراہ لیا۔ برانغار فوج کی برابر غنیم آیا جسکا سردار دلیر خاں تھا اور

اسپر بان اندازی شروع کی اور دارو گیر میں بازو دکھوے مہابت خاں آئیں سرداری کو مرعی رکھتے تھا ہر طرف کی خبر لیتا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ اخلاص خاں اور دلیر خاں پر کار تنگ ہوا ہی تو اس غنیم پر ایسا حملہ نمایاں کیا کہ اسکے پاؤں اکھڑ گئے اور اپنے مقر پر بھاگ گیا۔ فتحمند خاں نے تعاقب کیا۔ اور بہت دشمنوں کو ہلاک کیا۔ بادشاہزادہ سے حقیقت حال کو معروض کیا اور غنیم کی کثرت اور جنگ بگریز پر نظر کرنے کے لیے التماس کیا۔ غنیم کا اثر باقی نہ تھا۔ اسلیے ایک وزر توقف کرکے لشکر بھیجنے سے پہلے معاودت کی۔ غنیم کے اشارہ سے سیواوشاہ جی بھونسلہ نے سر اٹھایا پرگنہ رائسین و قصبہ چارکوندہ اور بعض بعض محال کے تھانہ داروں کی غفلت سے نواحی احمدنگر میں انھوں نے تاخت کی بادشاہزادہ نے نصرت خاں و کارطلب خاں اور اسرج خاں کو تیس ہزار سواروں کے ساتھ انکی تنبیہ کے لیے بھیجا اور راؤ کرن کو جو اورنگ آباد سے بیدر کو آتا تھا۔ حکم دیا کہ احمدنگر میں پہنچکر مذکورہ کے ساتھ متفق ہوکر غنیم کو ہٹائے۔ شاہزادہ نے سلطان محمد معظم کو افتخار خاں کے ساتھ قلعہ بیدر میں چھوڑا اور خود ۲۳ رجب کو قلعہ کلیانی کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا۔ سبکبار و جریدہ سفر کرکے ۲۹ رجب کو سرزمین کلیانی میں آگیا۔ اسی تاریخ اسکے برج و بارہ کو دیکھکر محاصرہ میں مشغول ہوا۔ اس حال میں متحصنوں نے تفنگ و تمام آلات جنگ کے چلانے میں ہاتھ کھولے معظم خاں اور سرداروں نے ملجار اور دمدمے بنائے۔ اور یہ قصد کیا کہ جس طرح ہوسکے پائے حصار میں پہنچیں۔ ہر چند قلعہ نشینوں نے توپ تفنگ سے اُن پر آگ دلوں کی طرح برسائی اور مدافعت میں بہت کوشش کی اور لشکر شاہی کے بہت آدمیوں کو زخمی و کشتہ کیا مگر وہ اپنی کوشش سے باز نہ آیا اور معظم خاں ۸ رشعبان کو خندق کے کنارہ پر پہنچ گیا اور اہل قلعہ کو تنگ کیا۔ غنیم کے آدمی مور و ملخ سے زیادہ صحرا میں پھیل کر رسد کے سد راہ ہوتے۔ بڑے بڑے سردار دس دس ہزار سواروں کے ساتھ لیکر دو دفعہ کمی لشکر میں آئے۔ ایک دفعہ کمی آئی تھی کہ غنیم کے بیس ہزار سواروں نے اسکو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ تیر و شمشیر و بان و تفنگ سے خوب ہنگامۂ جنگ گرم ہوا۔ بیش قیمت جانوں کا نرخ ارزاں ہوا تو پھر

ایک حشر برپا ہوا۔ راجہ رائسنگھ زخمی ہوا۔ راجپوتوں نے بڑی بہادری دکھائی اخلاص خاں سوبھانسنگھ بھی زخمی ہوئے۔ آخرکار دشمنوں کو لشکر شاہی نے بھگا دیا۔ اور ملک کو غارت کیا اور گلبرگہ پر تصرف پایا اب ہم پھر قلعہ کلیانی کے محاصرہ کا حال لکھتے ہیں کہ خندق کے کنارہ پر مورچے پہنچے اور توپ کی ضربوں سے اکثر کنگورے اُڑ گئے تو پادشاہی آدمیوں نے خندق کا بھرنا شروع کیا۔ ۱۹ رجب تک اُسکے تین حصے بھر دیئے باوجودیکہ غنیم شوخی و خیرگی کرتا تھا مگر بادشاہزادہ انکی تنبیہ پر متوجہ نہیں ہوتا تھا اسکی ساری توجہ اسپر تھی کہ قلعہ کو فتح کرے عادلخانیہ نواح کے رفع میں کما ینبغی مقید نہ ہوتا تھا اس سبب سے غنیم دلیر ہوتا تھا اور قدم آگے بڑھاتا تھا اسکے تیس ہزار سواروں نے لشکر سے چھ کروہ پر اپنا بنگاہ بنایا اور وہاں سے جریدہ جدا ہو کر لشکر سے دو کروہ پر قیام کیا۔ شاہزادہ سمجھتا تھا کہ غنیم کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح سے میری خاطر کو پریشان کرے جس کے سبب سے تسخیر قلعہ کا معاملہ تاخیر میں پڑے۔ اورنگ زیب نے ازراہ مصلحت یہ شہرت دی کہ لشکر بھالکی کی طرف رسد لانے کے لیے جاتا ہے اور ۲۴ شعبان کو اُس نے راجہ رائسنگھ اور اخلاص خاں وغیرہ کو لشکر اور مورچالوں کی حفاظت کے لیے مقرر کیا فوج قول کو خود زینت دی اور غنیم سے لڑنے چلا۔ سلطان محمد کو تابینیوں کی ایک جماعت کے ساتھ التمس بنایا اور معظم خاں و نجابت خاں و راجہ سوبھانسنگھ بندیلہ اور دلیر خاں وغیرہ کو ہراول اور شاہنواز خاں و راؤ سترسال وغیرہ کو جرانغار بنایا۔ یہ لشکر جب خیموں سے نکلا تو غنیم کے تیس ہزار سواروں کی سیاہی نمودار ہوئی۔ اور بہلول کے بیٹوں نے جو لشکر غنیم کے ہراول تھے دلیری کر کے بادشاہی لشکر کے ہراول سے لڑائی شروع کی دلیر خاں پر شمشیر چلائی مگر وہ بچ گیا۔ چاروں طرف سے دشمنوں نے ہجوم کیا۔ لشکر شاہی اپنی جگہ قائم رہا آگے نہ بڑھا کہ دشمن شیر ہو کر اُس پر آیا تو پھر لشکر شاہی نے بھی گھوڑے دوڑا کر اُسپر حملہ کیا اور غنیم نے سخت مقابلہ کیا۔ پادشاہی چند امیر کشتہ ہوئے۔ شاہنواز خاں و راؤ سترسال و شمس الدین خویشگی و معظم خاں و مہابت خاں دائیں بائیں طرف سے آئے

اور دشمنوں پر دلیرانہ حملہ کیا اور انکو پاشان و پریشان کیا۔ مخالفوں نے فرار کیا تو اُن کا بہت تک لشکر شاہی نے تعاقب کیا اور اُسکے خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا اور حتی الامکان قتل و اسیر سے باز نہ آیا اس سبب سے کہ قلعہ کے محاصرہ کا خیال تھا۔ مورچوں کی خبر لینی ضرور تھی اور غنیم کا پتہ نہ تھا۔ تعاقب زیادہ ضروری نہ تھا شام کے وقت لشکر اپنے ڈیروں میں چلا آیا نصرت خاں وغیرہ جب احمد نگر پہنچے تو ایک بارگی سیواجی پر کہ اُس سرزمین میں فساد اُٹھا رہا تھا حملہ آور ہوئے اور مخالفوں کو گھیر لیا اور ایک جمع کثیر کو زخمی قتل کیا۔ دشمن بھاگ گیا اور یہ مقرر ہوا کہ کارطلب خاں نواحی جنیر میں اور عبدالمنعم پسر مرزا خاں و ہوشدار خاں چارکونہ اور نصرت خاں و ایرج خاں پانڈیہ میں قلعہ پرنیدہ کے محاذی توقف کریں تاکہ پرگنات لٹیروں کے آسیب سے سالم و ایمن رہیں کسی کو رعایا کے حال کے تعرض کی مجال نہ ہو۔

اس ملک میں زقوم کا صحرا بہت تھا۔ سردار کے حکم سے خندق کو زیادہ تر زقوم سے پر کرتے تھے حصار گزیں ہمیشہ نقب میں بارود بھر کر یا اوپر سے بہت سی گھاس میں آگ لگا کر خندق میں پھینکتے تو چوب زقوم جل جاتی اور خندق خالی ہو جاتی پھر از سر نو تردد کرنا پڑتا اور اس سبب سے یورش کے کام میں دیر لگتی۔ اب اورنگ زیب کے حکم سے خندق خاک پتھروں سے بھری گئی اُسی تاریخ ملک حسین و فتح خاں روہیلہ و محمد بیگ داروغہ توپخانہ کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اورنگ زیب نے قلعہ پلٹنگہ کی فتح کے لیے روانہ کیے اس قلعہ کو گو اہل قلعہ نے ان کا مقابلہ کیا مگر اُنھوں نے سر سواری اسکو فتح کر لیا ایسے ہی جھولی کی فتح کے لیے شیخ میر بھیجا گیا پہلے ہی سے خوف کے مارے قلعہ دار بھاگ گیا بے تصدیع یہ قلعہ تصرف میں آیا۔ سپاہ لوٹ سے متمول ہوئی۔

سیوم ماہ مذکور کو شاہزادہ سلطان محمد معظم اور معظم خاں و نجابت خاں و رائے سترسال اور مرزا سلطان و دلیر خاں وغیرہ مخالفوں کی دفع کے لیے روانہ ہوئے جو مکرر مالش پا کر متفرق ہوئے مگر پھر وہ جمع ہوئے وہ یہ چاہتے تھے کہ قلعہ کے لینے میں مخل ہوں

اورنگ زیب نے سرداران لشکر کو تاکید سے حکم دیا کہ سعی و کوشش کرکے انکو ایسا پریشان کریں کہ پھر انکو لڑنے کا خیال ہی نہ پیدا ہو۔ یہ لشکر ۴۸ کروہ چلا تھا کہ غنیم کا لشکر نمودار ہوا۔ اس کے قلب پر لشکر شاہی نے حملہ کیا اور تھوڑی دیر میں مخالفوں کو بے جا دبے پا کیا۔ دو کروہ تک تعاقب کیا۔ اثنار رہ تو ردی میں بہت سے دہات و قریات کو غارت کیا اور خشک و تر کو جلایا اور آخر روز گلبرگہ میں پہنچے۔ حسب الامر ایک جماعت کو مزار محمد گیسو دراز کی محافظت کے لیے مقرر کیا اور ایک اور جماعت کو اُس سرزمین کی تاخت و تاراج کے لیے روانہ کیا جب قلعہ کی خندق خاک و پتھر سے پر ہوئی اور برج مع فصیل کے توپوں کی ضرب سے خراب ہوئے تو ۲۷ رتاریخ کو دلاور زینوں کے ذریعہ سے اس برج پر چڑھ گئے جسکے محاذی پختہ دیوار کچی ہوئی تھی اول اُسی دیوار کو ڈھایا۔ اگرچہ قلعہ کے مدافعہ و مجادلہ میں متحصن ساعی ہوئے۔ بان و تیر و تفنگ مار کر بازار کارزار اور ہنگامۂ جنگ کو انھوں نے رونق دی حقہار باروت و لحافہائے نفت و آمود و پشتوار ہائے کاہ کو آگ لگا کے اوپر سے پھینکتے تھے۔ مگر بادشاہی لشکر کے دلاور اسکو گلزار سمجھتے تھے۔ سب کے سب ایک دفعہ قلعہ کے اندر داخل ہوئے۔ دلاور حبشی نے جو عادلخاں کی طرف سے دو ہزار پانچ سو سپاہیوں کے ساتھ قلعہ کی حفاظت کرتا تھا اپنے تئیں معرض ہلاک میں دیکھکر ایک عرضداشت بھیجی جسمیں اطاعت کا اظہار کیا اور اپنے جرائم کی معافی مانگی۔ چونکہ قلعہ میں اکثر سید تھے اسلیے بمقتضار دینداری و مروت و فتوت کل قلعہ نشینوں کے جان و مال کی امان دی گئی اور حکم دیا کہ وہ مع عیال و اطفال سب قلعہ سے باہر چلے آئیں۔ دوسرے روز غرہ ذی قعدہ ۱۰۶۷ھ کو قلعہ دار قلعہ کی کنجیاں لیکر خدمت عالی میں آیا اور بیجاپور جانے کی اجازت مانگی۔ اورنگ زیب نے قلعہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اور دلاور کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ بادشاہ کو جب ان قلعوں کی فتوحات کی خبر پہنچی تو اُس نے بیدر کا نام ظفر آباد رکھا۔ معظم خاں کو ولایت کرناٹک جسکی جمع چار کروڑ دام تھی بطریق انعام عنایت کی اور اور سرداروں کو مناصب دیئے اور جاگیریں دیکر مالا مال کردیا۔ جانشین عادلخاں نے بھی اطاعت اختیار کی اور مقرر ہوا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ روپئے بطریق پیشکش کے بھیجے۔

قلعہ پرینڈہ مع لواحق اور قلاع ولایت کونکن اور محال دنکو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے
جب اورنگ زیب کی عرضداشت میں یہ حال لکھا ہوا بادشاہ کی خدمت میں گیا تو اس نے
پچاس لاکھ روپیہ پیش کش میں معاف کیا اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد میں جائے
اور قاضی نظاما کو پیش کش کے وصول کے لیے بھیجے۔ معظم خاں کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرینڈہ
و قلاع ولایت کونکن و دنکو میں تھانے بٹھائے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیشکش
کو ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔

بادشاہ کی علالت

بیس برس کی سلطنت کے بعد شاہ جہاں کے بھی بھلے دن گئے برے دن آئے اس سے
عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جاعزلت نے چھین لی۔ شاہجہاں آباد
میں ۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو بادشاہ کا اول پیشاب بند ہوا۔ پھر مواد دموی کے از دیاد سے عضو
اسفل میں ورم ہوا۔ اطبا کے علاج نے کچھ فائدہ نہیں کیا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دن
ایک ہفتہ میں رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیر ناف ہو گیا ان امراض نے
زور پکڑا کہ اسکو مردہ کی شکل بنا دیا۔ سات روز تک منہ میں کھیل کا دانہ تک اُتر کر نہیں گیا۔ اطبا
کے مبالغہ سے بادشاہ نے کچھ شوربا پیا۔ تیرخشت سے فائدہ ہوا۔ ضعف کچھ کم ہوا ان دنوں میں
صرف داراشکوہ اور بعض امرا مقرب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے مگر اور سب محروم
تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ میں بادشاہ بیٹھا۔ سب نوکر کورنش بجا لائے۔ خلق کا ہجوم
اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ کر کے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ
عنایت کیا اور ایکرور دام انعام دیا انعام سابق و لاحق ملکر بیس کرور دام دئے ساٹھ لاکھ
لاکھ روپیہ زکوٰۃ سائر دارالخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں میں جاؤں وہاں کی زکوٰۃ
معاف ہو پانچہزار مہرار باب استحقاق میں تقسیم کرنے کے لیے فاضلخاں رضوی خاں و سید ہدایت اللہ
کو دیئے بہت سے قیدی چھوڑ دیے بغیر اسکے کہ انکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو۔ ۱۹ محرم ۱۰۶۸ھ کو
بادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ میں دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو

قلعہ پرینڈہ مع لواحق اور قلاع ولایت کونکن اور محال دنکو بادشاہی ملازموں کے حوالہ کرے
جب اورنگ زیب کی عرضداشت میں یہ حال لکھا ہوا بادشاہ کی خدمت میں گیا تو اُس نے
پچاس لاکھ روپیہ پیش کش میں معاف کیا اورنگ زیب کو حکم ہوا کہ وہ اورنگ آباد میں جاے۔
اور قاضی نظاما کو پیش کش کے وصول کے لیے بھیجے۔ معظم خاں کو حکم ہوا کہ وہ قلعہ پرینڈہ
و قلاع ولایت کونکن و دنکو میں تھانے بٹھاے اور قاضی نظاما جب واپس آئے تو پیشکش
کو ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت میں آئے۔

بادشاہ کی علالت

بتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہ جہاں کے بھی بھلے دن گئے برے دن آئے اس سے
عیش و عشرت کی جگہ مصیبت و آفت نے اور سلطنت کی جاعزلت نے چھین لی۔ شاہجہاں آباد
میں ۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو بادشاہ کا اول پیشاب بند ہوا۔ پھر مواد دموی کے ازدیاد سے اعضاء
اسفل میں ورم ہوا۔ اطبار کے علاج نے کچھ فائدہ نہیں کیا۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔
ایک ہفتہ میں رفتہ رفتہ سلسل بول و قبض طبیعت اور ورم زیر ناف ہو گیا ان امراض نے ایسا
زور پکڑا کہ اسکو مردہ کی شکل بنا دیا۔ سات روز تک منہ میں کھیل کا دانہ تک اُتر کر نہیں گیا۔ اطبا
کے مبالغہ سے بادشاہ نے کچھ شوربا پیا۔ تیرخشت سے فائدہ ہوا۔ ضعف کچھ کم ہوا ان دنوں میں
صرف داراشکوہ اور بعض امقرب بادشاہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے مگر اورسب محروم
تھے۔ ۱۵ ذی الحجہ کو جھروکہ خوابگاہ میں بادشاہ بیٹھا۔ سب نوکر کورنش بجا لائے۔ خلق کا ضعف
اسی تاریخ داراشکوہ کے منصب کا اضافہ کرکے منصب پنجاہ ہزاری چہل ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ
عنایت کیا اور ایکرور دام انعام دیا انعام سابق و لاحق ملکر بیس کرور دام دیئے ساٹھ سات
لاکھ روپیہ زکوٰۃ سائر دارالخلافہ کا معاف کیا۔ اور حکم دیا کہ جہاں میں جاؤں وہاں کی زکوٰۃ
معاف ہو پانچہزار مہرار باب استحقاق میں تقسیم کرنے کے لیے فاضلخاں رضوی خاں و سید ہدایت اللہ
کو دیئے بہت سے قیدی چھوڑ دیے بغیر اسکے کہ اُنکے جرائم کا استفسار کیا گیا ہو۔ ۱۹ محرم ۱۰۶۸ھ کو
بادشاہ نے پھر اپنا دیدار خلائق کو جھروکہ میں دکھایا اور ۲۰ محرم کو شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو

روانہ ہوا۔ ۸ صفر ۱۰۶۸ھ کو اکبرآباد سے تین کروہ پر جمنا کے کنارہ آیا۔ منجموں نے دولت خانہ میں جانیکی تاریخ ۱۹ صفر مقرر کی۔ مارالحم واشربہ مقویہ پینے سے طبیعت بحال ہوئی اور روز بروز صحت ہوتی گئی۔ بادشاہ اپنے دولتخانہ میں گیا اور جشن قمری اڑسٹھ سال کے ختم ہونے اور اُنہترویں برس شروع ہونیکا ہوا۔ بادشاہ کو دارا سب بیٹوں میں زیادہ پیارا تھا اسکو منصب شصت ہزاری چہل ہزار سوار سی ہزار دو اسپہ و سہ اسپہ کا عنایت کیا اور اپنی تسبیح مروارید قیمتی آٹھ لاکھ روپے کی اور مرصع آلات چودہ لاکھ روپے کے دیے۔ اس منصب کی تمام طلب مع انعام ۸۳ کروڑ دام تھی اور سالانہ جاصل اسکا دو کروڑ سات لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھا۔ اُسپر صوبہ بہار اور ضمیمہ ہوا۔

سوانح سال سی و دوم جلوس ۱۰۶۸ھ

اب آیندہ اس بادشاہ کے واقعات سلطنت صرف اسکی اولاد کے فساد ہیں اس لیے اسکی اولاد کی استعداد لیاقت وخصائل کا ذکر اول کیا جاتا ہے۔ تم پہلے پڑھ آئے ہو کہ آصفخاں کی بیٹی ممتاز الزمانی بیگم شاہجہاں کی بیوی تھی اسکے بطن سے اسوقت چار بیٹے سلطان دارا شکوہ و مرزا شجاع و مرزا اورنگ زیب و مرزا مراد زندہ تھے اور دو بیٹیاں بادشاہ بیگم اور روشن آرا بیگم باپ نے ان چاروں بیٹوں کو اوضاع محمودہ و آداب ستودہ و پسندیدہ و اطوار برگزیدہ کی تعلیم کرائی تھی اور ہر ایک کو ایک وسیع ملک اور فسیح مملکت عنایت کی تھی اور سررشتہ انتظام وبست وکشاد مہام مملکت انھیں کی رائے پر چھوڑا تھا۔ نزدیک و دور کے ممالک کی تسخیر ان سے کرائی تھی۔ چاروں بیٹے امورات سلطنت میں کوئی نہ کوئی لیاقت رکھتا تھا وہ اپنی بلند نظری کے سبب سے آپس میں رشک و حسد رکھتے تھے ایک کی برتری اور عظمت کو دوسرا نہ دیکھ سکتا تھا۔ سلطان دارا شکوہ سب میں بڑا بیٹا تھا اس وقت بیالیس برس کا تھا وہ بادشاہ کو ایسا عزیز تھا کہ اسکی دوری کبھی اسکو پسند نہ ہوئی وہ ہر وقت باپ کا انیس و جلیس رہتا تھا بادشاہ نے اسکو سب بیٹوں پر فوقیت دی تھی اور اپنا ولیعہد بنایا تھا یہ شاہزادہ دل کا شجاع اور ہاتھ کا سخی و طبیعت کا آزاد تھا۔ بادشاہت کی شان و شوکت

شاہجہاں کے بیٹوں اور بیٹیوں کے عادات وخصائل

اور فوج کی حکومت کی لیاقت رکھتا تھا مگر کسی شخص کو جو فخر و عزت کا خواہاں ہو اسکو مغلوب کرنا
چاہتا تھا اس لیے شاہجہاں اُسے کہا کرتا تھا کہ وہ بُردوں کے لیے بھلا اور بھلوں کے لیے بُرا
ہی۔ دشمنوں سے انتقام لینے میں بے صبر و شکیب تھا احتیاط و حزم کے معمولی قواعد کو مکر اور
نامردی جانتا تھا۔ اس مزاج اور شاہزادہ پن کے ساتھ تصوف و ویدانت میں ڈوبا ہوا تھا
کفر و اسلام کو برادر توأم سمجھتا تھا وہ اپنے پر دادا اکبر کے مدرسہ کا طالب علم تھا۔ ہندو مسلمانوں
کو متحد کرنا چاہتا تھا وہ فرنگیوں کا بھی مربی تھا۔ انجنیر اور توپخانہ کے افسر فرنگی اسکے نوکر تھے
ہم فرانسیسی ڈاکٹر برنیر لکھتا ہی کہ یوری صاحب فلیش پادری کے مواعظ دینیہ کو بہت رغبت
سے سنتا تھا۔ ہندو مسلمانوں کو ایک مذہب کرنا چاہتا تھا۔ فقیروں اور ہندوؤں کی صحبت کا
تھا انکی کتابیں پڑھتا اور پڑھواتا دلی میں بنارس سے پنڈت بُلوائے اور پچاس ویدکے اپنیشد کا ترجمہ
فارسی زبان میں کرایا۔ یہ ترجمہ رمضان ۱۰۶۷ھ میں ختم ہوا تھا۔ اس نے ایک کتاب ہندو مسلمانوں کی
تطبیق میں لکھی۔ اس قسم کی تصنیفات وہ عربی فارسی میں خود کرتا اور عالموں سے کراتا۔
اس سبب سے مسلمان اسکو اپنے اسلام کا دشمن اور ہندو اسکو اپنے مذہب کا معاون جانتے
تھے۔ بحیثیت مجموعی اس کا مزاج ایسا تھا کہ اسکے دشمن بہت اور دوست تھوڑے تھے گو وہ شیریں
کلام تھا مگر ایک قسم کا غرور و گھمنڈ ایسا رکھتا تھا کہ لوگ اُس سے مانوس کم ہوتے تھے۔ مراد
شجاع اُس سے چھوٹا بھائی تھا اس وقت چالیس برس کا تھا اور بنگال میں صوبہ دار تھا
اگرچہ فطری عالی دماغ تھا مگر عیش و عشرت میں ڈوبا رہتا تھا اور شراب کی بلا میں ایسا
مبتلا تھا کہ کوڑھ مغز ہو گیا تھا اگرچہ اہل سنت و جماعت کے گھر میں پیدا ہوا تھا مگر شیعوں سے ایسا
اتحاد اور ارتباط رکھتا کہ شیعہ مشہور ہو گیا تھا اہل سنت کی نظر اس پر بُری طرح پڑتی تھی
شاہجہاں نے اس شاہزادہ کی نسبت کہا ہی کہ شجاع غیر از سیر چشمی و صفے ندارد اس سے
چھوٹا بھائی اورنگ زیب ۳۸ برس کا تھا اور دکن میں صوبہ دار تھا اسکا مزاج اپنے سارے بھائیوں
سے نرالا تھا اس نے آیندہ اپنی سلطنت ایک نئے رنگ ڈھنگ سے کی وہ دل کا شجیع

مزاج کا متحمل طبیعت کا متین تھا ملاقات میں متواضع و منکسر اور آداب کا پابند گفتگو میں شیریں کلمہ جوبات منہ سے نکالتا سوچ سمجھ کر۔ عاقبت اندیش اور دور بین ایسا کہ برسوں پہلے سے ہر بات کی پیش بندی اور منصوبے کیا کرتا تھا۔ ہوشیار ایسا کہ چار و نطرف کان لگائے رکھتا۔ ملکی کاموں میں جوڑ توڑ سے خوب واقف تھا دل ایسا مستقل رکھتا تھا کہ کسی کے کہنے سے ڈھل مل نہیں ہوتا تھا نہ کسی کے بہکانے سے بہکے نہ کسی کے ٹھنڈا کرنے سے ٹھنڈا ہو دشمنوں کو اپنا دوست بنالینا اور دوستوں کو آپس میں دشمن بنا دینا اور اُن کو دق و حیران کرنا خوب جانتا تھا یوں تو نہایت سادہ بے تکلف رہتا مگر وقت پر شاہانہ شان دکھاتا۔ لڑکپن میں ایسے پرہیز گار اور زہد شعار علماء سے تعلیم پائی تھی کہ آغاز عمر میں زہد و تقوی اور صوم و صلوۃ اور قرآن شریف کی تلاوت کا عادی تھا نشست برخاست رفتار گفتار کردار میں غرض ساری حرکات و سکنات میں ایک عجب خیز دینداری کی شان لیے ہوئے تھا۔ حرارت اسلامی اس کے رگ و پے میں ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ اپنے مذہب کے لیے بڑے بڑے خطروں کے اُٹھانے کو اپنا فخر و ناز جانتا تھا وہ اہل سنت و جماعت کے مذہب پر اعتقاد کامل رکھتا تھا بعض اوقات اسکو دینداری کا جوش ایسا اٹھتا تھا کہ وہ اس دنیا کی دولت کو ناچیز سمجھکر اس کے تارک ہونے کا ارادہ کرتا تھا۔ چنانچہ ہمنے لکھا ہے کہ ۳ سنہ میں اُس نے گوشہ نشینی و خلوت گزینی کا ارادہ کر ہی لیا تھا مگر باپ نے یہ سنکر اس ارادہ سے باز رکھا۔ کبھی کبھی اپنی خود کامی اور بلندی نظری کے ارادوں میں اور دغا و فریب کی چالوں میں شرعی حجتیں نکالا کرتا تھا وہ کسی پر نہ اعتبار کرنے کو خرم و احتیاط جانتا تھا باقی حال اس کی خصائل کا اس کی سلطنت و وفات کے بعد بیان کریں گے۔ شاہجہاں نے اس کی نسبت کہا کہ ذی عزم و مآل اندیش بہ نظر می آید اغلب کہ متحمل امر خطیر ریاست تواند شد۔ مرزا مراد سب سے چھوٹا بھائی تھا۔ گجرات میں صوبہ دار تھا۔ ہاتھ کا سخی دل کا دلاور تھا مہمات عظیم میں بڑی بڑی فوجوں کی سپہ سالاری کر چکا تھا۔ مگر نرا شاہزادہ تھا وہ ایسی عقل نہیں رکھتا تھا کہ بادشاہی کے لیے دانوں پیچ کرتا۔ اس عقل پر ایک اور بھی کم بختی تھی کہ عیش دوست تھا اسکی نسبت شاہجہاں نے کہا ہے کہ مراد بخش مجبول الکیفیت باکل و شرب ساختہ دائم الخمر است۔

جہاں آرا بیگم جس کو بادشاہ بیگم یا بیگم صاحب کہتے ہیں وہ بڑی صاحبزادی تھی وہ ایک عقل کی پتلی
نورحسن سے آراستہ بادشاہ کی آنکھ کی ٹھنڈک اور کلیجے کی ٹھنڈک تھی وہ امورات سلطنت میں
بہت دخیل تھی بادشاہ نے جو دولت اور جاگیریں اس کو دیں اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے وہ ساڑھے
روپیہ سالانہ کی جاگیر رکھتی وہ اپنے بھائی داراشکوہ سے بہت مانوس تھی اور بھائی بھی اسکو بہت
چاہتا تھا شاہجہاں کو اپنی اولاد میں یہ بڑا بیٹا اور بڑی بیٹی حد سے زیادہ عزیز تھے۔ بیگم صاحب کی
نسبت ڈاکٹر برنیر نے معلوم نہیں یہ بازاری گپ کسی بھنگیڑخانہ میں سنکر یا اپنے ملک پر قیاس کر
لکھی ہے کہ بیٹی کو باپ سے متہم کیا ہے اور لکھا ہے کہ شاہجہاں اپنے اس کام کو درست اس وجہ سے جانتا تھا
علما و فقہا نے فتوی دیدیا تھا کہ بادشاہ کو اس درخت کے میوے سے متمتع ہونے کو منع کرتے
جو اس نے خود لگایا ہو انصاف سے بعید ہے ڈاکٹر نے جو اس عصمت مآب بیگم کے دامن
دھبا لگایا ہے اس کو ان کا خود پادری کے طور پر مٹاتا ہے کہ بیگم صاحب کی محبت میں گناہ کا
شامل کرنا محض ایک افواہ عام تھی جس کی بنیاد سوائے اہل دربار کی حسد کے کوئی اور نہ تھی۔
ڈاکٹر نے پھر بیگم صاحب کی عشق بازی کے دو قصے تحریر کیے ہیں اور لکھا ہے کہ میں بطور افسانہ
کے نہیں لکھتا۔ بلکہ وہ واقعات تاریخی لکھتا ہوں جس سے ہندوستانیوں کا حال معلوم ہو
جن کا مختصر بیان یہ ہے کہ بیگم صاحب نے ایک حسین جوان سے عشق پیدا کیا ایک دن شاہجہاں
بے خبر بیگم صاحب پاس گیا تو اس نے اپنے یار کو حمام کی ایک دیگ میں چھپایا۔ بادشاہ نے
اُس کو اس دیگ میں دم بخت اس طرح کیا کہ بیٹی سے کہا کہ ہم نے ابھی غسل نہیں کیا ہے۔ خواجہ سرا
کو حکم دیکر دیگ کے تلے آگ روشن کرائی اور بیٹی کے یار کو اس طرح فی النار کیا دوسرا قصہ یہ
گھڑا ہے کہ بیگم صاحب نے ایک ایرانی خانساماں ناظر خاں کو پسند کیا جس کو شاہجہاں نے پا
میں ایسا زہر کھلایا کہ وہ گھر تک نہ پہنچ سکا راہ ہی میں موت آگئی ایک ظریف نے ان قصوں
کو سنکر یہ شعر ڈاکٹر برنیر پر پڑھا کہ ؎ جعفر زٹلی نے کیا کیا کیا ؎ مکھی کو ململ کے پھنسا کیا۔ ہندوستان
میں مسلمان بادشاہ جو بدکردار ہوئے ہیں انہوں نے بہت بُرے بُرے کام کیے ہیں لیکن کسی نے
یہ پاپ نہیں کیا جو برنیر نے شاہجہاں کے سر پر تھوپا ہے اور پھر اس پر یہ طرہ اور چڑھایا ہے

مولویوں سے فتوی لیکر اس کو جائز جانا ہے ڈاکٹر نے بہت سی باتیں ایسی بھی لکھی ہیں کہ جس کے سبب سے
اس کی تصنیف پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔

بیگم صاحب سے چھوٹی بیٹی جو عقل وصورت میں اورنہ بادشاہ کے لاڈ وپیار میں بڑی بہن کے برابر
تھی مگر اپنے بھائی اورنگ زیب پر دل وجان سے فدا تھی محل سرائے شاہی میں وہی اورنگ زیب
کی جاسوس تھی اپنے بھائی کو امورات سلطنت کی خبریں پہنچاتی تھی۔ شاہجہاں نے ہرچند چاہا
بیٹوں میں طریقہ برادری ہمیشہ قائم رہے اور ان میں اخوت وصداقت کو متانت ہو مگر اس کا
کچھ مرتب نہوا اور ساری نصائح انکی ضائع گئیں فتنہ پرستوں اور نمارا ستوں نے وہ داستانیں بنائیں
اور فساد کے افسوں پھونکے کہ بھائیوں میں ابواب پرخاش وستیز مفتوح ہوئے اور دلوں میں رنجشیں
پیدا ہوئیں کہ باہم انتقام کے درپے ہوئے اور خویشتن داری کے سبب سے ہر یک وقت وقابو کا منتظر تھا
جب بادشاہ بیمار ہوا تو دارا شکوہ نے وقت فرصت کو غنیمت جان کر امور سلطنت کا اختیار اپنے
ہاتھ اقتدار میں لیا اور وکلا سے دربار کے وقایعوں کے نہ لکھنے کا مچلکہ لیا اور بنگالہ واحمد آباد
ودکن کے قاصدوں ومسافروں کی راہ بند کی۔ مگر ڈاک چوکی کے ذریعہ سے بادشاہ کی بیماری
کی شدت اور اس کی طول مدت کی خبر پھیل گئی تھی پھر نزدیک ودور کے صوبجات میں واقعی
خبروں کے نہ پہنچنے سے اور بادشاہ کے احوال نہ معلوم ہونے سے ہل چل پڑی واقعی خبروں کا
پہنچنا مواد فتنہ وفساد کے رفع کے لیے واجب عقلی وسخن شرعی تھا۔ اس ضمن میں بعض بد اندیشوں نے
اور ونکی پریشانی میں اپنی جمعیت اصلاح جانکر جھوٹی سچی اخبار نویسی شروع کی اور اپنی عرائض
اخلاص آمیز ہر طرف بھیجکر معاملہ کو اور ہی رنگ میں دکھایا بادشاہ نے اپنے حال کو متغیر دیکھکر
چند اپنے خاص ارکان سلطنت کو بلایا اور دارا شکوہ سے بیعت کرائی اور یہ نصائح فرمائیں
کہ اول حاضرین انجمن کو سرشتہ اخلاص وارادت وموافقت ظاہر وباطن کی نگہداشت لازم
کہ ہر وقت وہر حال میں وہ دارا شکوہ سے موافقت کریں اور پھر دارا شکوہ کو پسندآرجمند
کہ وہ جناب الہی کی رضامندی وخدا ترسی میں اور عموم خلق کے ساتھ حسن
سلوک میں اور رعیت وسپاہ کی رعایت میں ہمیشہ ساعی رہے۔ پھر بادشاہ کشتی میں

سوار ہو کر اکبرآباد میں چلا آیا جس کو بعض مورخ یہ بیان کرتے ہیں کہ داراشکوہ باپ کو اس حالت مرض میں آگرہ لے گیا کہ وہاں کے خزانہ پر قابض ہو۔ اب اس نے باپ کو چند روزہ مہمان سمجھا اور اپنے تئیں بادشاہ جانکر ایسے احکام جاری کیے کہ سرشتہ ملک رانی و قانون پاسبانی ہاتھ سے گیا مصالح دولت میں مفاسد عظیمہ اور انتظام میں کلی خلل پیدا ہوئے۔

جب بھائیوں کو یہ خبر پہنچی کہ باپ آفتاب برلب بام ہے اور داراشکوہ سلطنت پر مسلط تو گجرات میں مرزا مراد نے تاج شاہی سر پر رکھا اور بنگال میں مرزا شجاع نے تخت شاہی قدموں تلے بچھایا دکن میں اورنگ زیب نے دانائی خرچ کی کہ بظاہر اورنگ فرمانہی پر قدم نہ رکھا در پردہ سب کچھ سامان تیار کیا اور اپنی سعادت منشی دکھلانے کے لیئے باپ کی عیادت کو بہانکے اورنگ آباد سے چل کھڑا ہوا۔ اب آگرہ میں شاہجہاں کو شفا کلی حاصل ہو گئی تھی سلطنت کے کاروبار کرنے کے لائق ہو گیا تھا مگر تین بیٹوں کی حرکات ناسزا پر سخت ناراض ہوا اس نے داراشکوہ کے سوا کسی دوسرے بیٹے پر اعتبار نہ رہا اور اس پر ایسا اعتماد کیا کہ پھر اپنے تئیں سے بے اعتنائی کی۔ اب ان اوپر کی باتوں کی تفصیل یہ ہے کہ بادشاہ سے عرض کیا گیا ..... کہ شاہزادہ مراد بخش نے باپ کی علالت کی خبر سنتے ہی سکہ و خطبہ اپنے نام کیا کیا۔ خواجہ شہباز خواجہ سرا کو فوج و مصالحہ قلعہ گیری کے ساتھ قلعہ بندر سورت کے تسخیر کے لیے اور بندر مذکور کے ضبط کے واسطے روانہ کیا۔

خواجہ شہباز

میں پہنچکر قلعہ کو محاصرہ کیا اور نقب لگا کے اور برج و حصار اڑا کے قلعہ کو مفتوح کیا کو جمع کر کے پندرہ لاکھ روپیہ بطریق دست گرداں طلب کیئے بہت قیل و قال کے بعد حاجی محمد زاہد اور پیرجی نے آپس میں اتفاق کر کے چھ لاکھ روپے سب تاجروں سے لیکر دیا اور تمسک پر محمد مراد بخش نے مہر کی اور خواجہ شہاب الدین نے ضمانت دی۔ شہزادہ مراد کا دیوان علی نقی تھا ایک مقرب خواجہ سرا اس سے عداوت ہم چشمی رکھتا تھا یہ دیوان ایسا شدید تھا کہ اگر کوئی تقصیر کرتا تو اس کا زہرہ (پتا) نکلوا تا۔ ایک فقیر چوری کی علت

گرفتار ہوا۔ علی نقی نے اس کا زہرہ نکلوایا اُس نے آسمان کی طرف منہ کرکے کہا کہ تو مجھے ناحق مارتا ہے تو بھی کسی تہمت کی بلا میں اسی طرح گرفتار ہو اس خواجہ سرا نے یا کسی اور نے علی نقی کی طرف سے ایک نوشتہ جعلی بنایا جس میں اس کے خط و مہر کی تقلید کی اور اس میں دارا شکوہ کو یہ لکھا کہ شہزادہ مراد کا ارادہ فاسد ہے اور اس کو موم میں بند کرکے قاصد کو دیا اور قاصد کو چوکی میں گرفتار کرایا۔ اور اُسکو مراد بخش پاس لائے وہ نوشتہ کو دیکھکر آگ بگولا ہوگیا اور علی نقی کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نمک حرامی کے ارادہ سے اپنے ولینعمت کے ساتھ قصد فاسد کرے تو اُسکی سزا کیا ہے۔ علی نقی نے کہا کہ اُسکی سیاست کرنی چاہئے اس کے بعد مراد بخش نے وہ نوشتہ علی نقی کو دیا اُس نے پڑھکر گستاخانہ جواب دیا کہ اُس ندیم پر آفریں ہے کہ جس نے یہ جعل بنایا اور اس بادشاہ کی عقل و دانائی پر افسوس ہے کہ جس کو خدا نے سلطنت دی ہو اور وہ اپنے خدوی دوستوں اور مخالف منافقوں میں فرق نہ کرے۔ شاہزادہ غصہ میں پہلے ہی سے مونڈھے پر برچھی لئے بیٹھا تھا اس نے علی نقی کے سینہ میں برچھی ماری اور خواجہ سرا کو اشارہ کرکے اُسکا کام تمام کرایا

شاہزادہ شجاع نے بادشاہ سے سرتابی کی اور میندا روں کے اعانت کے بھروسہ پر ترکتازی شروع کی اور اکثر محال خالصہ پر دست تصرف دراز کیا اور لشکر عظیم لے کر پٹنہ و بہار کا عازم ہوا اور مقابلہ پر مستعد ہوا۔ بادشاہ نے مراد بخش کی طرف کچھ خیال نہیں کیا۔ مگر شجاع کے لئے ایک بھاری لشکر بسرداری سلیمان شکوہ روانہ کیا اور مرزا راجہ جے سنگھ کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور بہت خزانہ دیا تھی اور امراء نامدار اور بیس ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی پیادے تعین کئے اور سلیمان کا اضافہ منصب پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار پر کیا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا جب راجہ بطریق ہراول بنارس کے نزدیک آیا محمد شجاع بھی اپنے لشکر کے شجاعوں کے ساتھ پیکار پر مستعد ہوا۔ کشتیوں پر اپنا تصرف کیا اور راجہ کے ساتھ مقابلہ و کارزار پر متوجہ ہوا اور راجہ سے ڈیڑھ کروہ پر اُترا۔ راجہ نے دوسرے روز جنگ کی شہرت دی اور تبدیل مکان کا اشتہار دیا اور اپنے مقام سے سوار ہوا اور صبح ہونے سے پہلے کہ ابھی محمد شجاع خواب غفلت سے بیدار نہ ہوا تھا اور رات کے نشہ کا خمار اس کا نہ اترا تھا قتال و جدال میں مصروف

ہوا یہ بے خبر نا تجربہ کار اس وقت خبردار ہوا کہ کام ہاتھ سے جا چکا تھا اور لشکر کو شکست فاحش
بھی سراسیمہ تمام لشکر خزانہ وہاتھی اور توپ خانہ اور کارخانے غارت ہوکر راجہ کے تصرف میں
آئے اور ساری ولایت داراشکوہ کے اہلکاروں کے تصرف میں آئی راجہ نے اکبرآباد شجاع کے ہمراہ
اور نامی شجاعوں کی ایک جماعت کو اسیر کرکے روانہ کیا۔ داراشکوہ نے اُن کی تشہیر کرکے
بعض کو قتل کیا بعض کے ہاتھ کاٹے۔

شجاع میدان جنگ سے سراسیمہ ہوکر کشتی میں سوار ہوا اور پٹنہ گیا تھا۔ یہاں بھی شکر
نے پیچھا نہیں چھوڑا وہ منیگر گیا یہاں سے بھی نکالا گیا تو راج محل میں آیا۔ اس ہزیمت اور فرار
دعا سے اس کی غفلت پر ایک ایسا کاری تازیانہ لگا کہ اُس نے ایک عرضداشت باپ کی
خدمت میں بھیجی کہ امیدوار اعلیٰ حضرت کی عنایت کا ہوں مجھ پر رحم فرمائیے اور میری تقصیرات
کو معاف کیجئے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی اور بنگ بنگال بدستور سابق اُسکو عطا فرمایا۔
و سلیمان شکوہ کو لشکر سمیت واپس بلایا۔ یہ معاملہ تو مرزا شجاع کے ساتھ داراشکوہ کا ہوا۔
راشکوہ نے اورنگ زیب کی بدخواہی کو بادشاہ کی دولت خواہی کے پیرایہ میں یوں ادا کیا
ں کی طرف سے بادشاہ کو یہ سمجھایا کہ وہ بھی مرزا شجاع کی ہزیمت خوردگی کے انتقام کشی کے لیے
رمرزا مراد مفسد کی کمک کے واسطے ایک شائستہ لشکر کے ساتھ عبادت شاہی کا بہانہ
چلا آتا ہے ہر طرح سے وہ حضور کی دولت میں رخنہ اندازی کر رہا ہے کہ پختہ کاری کے ساتھ
ہانی بہت سے امیروں کو بھیجکر اپنا طرفدار بنا لیا ہے قطب الملک سے پیش کش کے کروڑ
ول کرکے بغیر حضور کی اجازت کے فراہمی سپاہ میں صرف کردے۔ اگر خدانخواستہ یہ لشکر
ظم جو والی بیجاپور سے لڑنے گیا تھا اور آجکل اورنگ زیب کے پاس ہے اسکو اس نے اپنا مددگار بنا لیا
اور لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا تو پھر حضور کی سلطنت کا کیا ٹھکانا ہے اب صوابدید وقت یہ ہے کہ
صوبہ دکن میں جو امرا تعینات ہیں طلب کیے جائیں پھر خزانہ کے لانے کا تقاضا کیا جائے
س سبب سے اورنگ زیب کی حشمت و شوکت و قوت کے اسباب بتدریج کم ہو جائیں۔ اگرچہ ایسے احکام
کے جاری کرنے کی مرضی بادشاہ کی نہ تھی مگر اب بادشاہ کی فراست اپنی حالت پر نہیں

بیماری کے نہ رہی تھی ۔ داراشکوہ ایسا مزاج پر مسلط ہو گیا تھا کہ خواہ نہ خواہ یہ احکام
اس وقت جاری ہوئے کہ اورنگ زیب بیجاپور کی لڑائی میں مصروف تھا بادشاہ کے یساولوں
اور سزاولوں نے یہاں آن کر لڑائی میں ایسی کھنڈٹ مچائی کہ مہابت خاں وراؤ ستر سال
وغیرہ بے رخصت و بے اطلاع اکبر آباد کو متوجہ ہوئے ۔ ایسے واقعات ناہنجار کے وقوع
سے اورنگ زیب کی خاطر مکدر ہوئی اُس نے اہل بیجاپور کو امان دیکر جاں بخشی کی اور مصالحتہ
و معاہدہ کو قبول کر لیا اور اس مہم کا اتمام اور وقت پر رکھا اور خود بیجاپور سے اورنگ آباد
دکن چلا آیا ۔ بادشاہ کی طرف سے سپاہ کی طلبی کی وجہ اورنگ زیب کو یہ لکھی گئی کہ سپاہ کی
ضرورت مرزا شجاع و مرزا مراد کی سرکشی کے دبانے کے لیے ہے داراشکوہ نے یہ بات دور کی
سوچی تھی ۔ باپ کی زندگی میں ان دونو بھائیوں کا فیصلہ ہو جائے اور پھر اورنگ زیب سے دکن میں
سمجھ لیا جائے سب امرا بادشاہ پاس چلے گئے ۔ شاہنواز خاں و معظم خاں میر جملہ اور نجابت خاں
کے سوا کوئی اورنگ زیب پاس نہیں رہا ۔ ان امیروں میں معظم خاں کی جان پر سب سے زیادہ
مصیبت تھی وہ خود تو یہاں مہم بیجاپور میں اورنگ زیب پاس تھا اور بیٹا اور سارا کنبا آگرہ میں
بادشاہ پاس تھا ۔ اگر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرتا تو اورنگ زیب کے ہاتھ سے اس کی کم بختی آتی
اور اگر نافرمانی کرتا تو سارا خاندان عذاب میں پہنستا ۔ مگر اورنگ زیب نے اسکو ایسی بات سمجھائی
کہ ساری اُسکی حیرانی پریشانی دور ہوئی آپس میں صلاح مشورہ سے یہ بات نکالی کہ معظم خاں
جاوے اورنگ زیب سے ۔ نئے دربار میں بتایا ۔ .....

..... اُس نے اپنی پریشانی
کا عذر کیا اور تعمیل حکم میں تاخیر کی اورنگ زیب نے اپنے بیٹے سلطان محمدؒ کو حکم دیا کہ فوراً اسکو
پکڑ کر مجلس میں لائے وہ جا کر پکڑ لایا اورنگ زیب نے اسی مجلس میں اسکو قید کر کے دولت آباد کے
قلعہ میں بھیجدیا اور اسکا سب مال اسباب ضبط کر لیا اس ملی بھگت سے کام چلگیا کہ اُس کے خاندان پر
کوہ میں کوئی آفت نہ آئی بلکہ بادشاہ نے اورنگ زیب کو اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ اندنوں میں
سنا گیا کہ اس زندار جمند نے ہمارے ایک بیگناہ دوست کو جس نے شائستہ خدمات کی تھیں اور

عقل ادب آموز نے ہمارے حکم کی تعمیل میں اس کو مجبور کیا تھا۔ تم نے بعض زیادہ سروں کے کہنے سے اس کا نقد و جنس ضبط کیا اور قلعہ دولت آباد میں اسکو محبوس کیا میں تمہاری اس حرکت سے ناراض ہوں کہ جو امر ہماری اطاعت کو اپنا جزو ایمان جانتے ہیں تم اُن کو قید کرتے ہو اور جسکو دولت اسباب انعام دینا چاہئے تم انکا الٹا مال اسباب ضبط کرتے ہو تم کو چاہئے کہ کسی حال میں مغلوب الغضب نہ ہو اور اپنے نفس کو قابو میں رکھکر عفو کو انتقام پر اور مہر اندوزی کو کینہ توزی پر سبقت دو اور ہمارے فرمان کی اطاعت کرکے ہم کو خوش کرو جس سے دونو جہان میں تمہاری رستگاری ہو غرض اورنگ زیب کی یہ حکمت خوب چلی اور منعم خاں کے سب افسران ماتحت اپنے افسر کی اجازت سے اورنگ زیب کی خدمت میں کمربستہ حاضر رہے اورنگ زیب کی اس حسن تدبیر اور گنبھیرتا کو دیکھنا چاہئے کہ اُس نے اپنے سب کام پردہ میں کیئے اور دارا و شجاع کو آپس میں لڑنے بھڑنے دیا کہ ان دونوں کے ضعیف ہونیسے اپنے تئیں فلاح پہنچائے۔

شاہزادہ مرادبخش کو بادشاہ نے فرمان بھیجا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے فرزند تونے مراد ادب کی رعایت کو بھلا دیا اور بدسلوکی اور بے روشی جو حق شناسی و عقل کے خلاف تھیں کیں اور تونے بڑی بڑی تقصیرات کیں مگر ہم دیدہ و دانستہ ان سے چشم پوشی کرتے ہیں اور تجھ سے حق تربیت و ناسپاسی کا انتقام نہیں لیتے اور تیری ساری لغزشوں کو معاف فرماتے ہیں تجھے چاہئے کہ اس فرمان کے پہنچتے ہی برار کو جا۔ ان دنوں میں وہ تجھ نے جاگیر میں دی ہے اگر تو اس حکم کو نہ مانے گا اور بغاوت و سرکشی اختیار کرکے برار نہ جائے تو پھر ہم پر واجب ہوگا کہ تجھ معاملہ نافہم بے ادب کی تادیب و گوشمالی کرکے راہ پر لائیں اور کچھ دنوں زندان میں کہ کودک منشوں کے لیئے دبستان آگاہی ہے کردار ناہنجار کے بدلہ میں گرفتار رکھیں اور تنبیہہ کرکے مغرور غفلت شعار کو ہوشیار کریں۔

ان فرمانوں کا جواب نہ مرادبخش نے بھیجا نہ اورنگ زیب نے اس سبب سے یا اس سبب سے کہ ایکم مواسا و مدارا و تغافل و تجاہل سے گزر گیا۔ داراشکوہ کی صواب دید سے مہاراجہ جسونت سنگھ کو مالوہ کی صوبہ داری عنایت ہوئی اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا اور ہفت ہزاری منصب

اورنگ زیب کے نام فرمان شاہی اور اس کی نافرمانی پر تنبیہ کی

سوار پنج ہزار دو سپہ و سہ اسپہ پر اس کا اضافہ منصب کیا گیا اور سلخ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو قاسم خاں کو احمد آباد کی صوبہ داری مرحمت ہوئی اور منصب پنجہزاری پنج ہزار دو سپہ و سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور ایک لاکھ روپیہ نقد دیا گیا۔ ان دونوں سرداروں کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ سائے امیر اور لشکر اوجین میں مقیم رہیں اگر شہزادہ مراد اپنی سعادت منشی و ادب اندیشی سے حکم کی اطاعت کر کے احمد آباد کو خالی کر دے تو بہتر ہے ورنہ اسکو دوبارہ فہمائش بطور نصیحت کی جائے کہ اتمام حجت ہو جائے اگر اس پر بھی وہ نہ سمجھے اور لڑنے کو آئے تو بے توقف احمد آباد میں جا کر اس ولایت گجرات کے استخلاص میں کوشش کریں۔ اگر اورنگ زیب ادھر آتا ہو تو اس کو روکیں۔ یہ دونو سردار اجین میں جا کر مقیم ہوئے۔

اورنگ زیب خوب سوچ سمجھکر جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو اورنگ آباد سے برہان پور کی طرف روانہ ہوا اس کو یہ خیال تھا کہ اگر دارا شکوہ نے مراد کو بھی شجاع کی طرح مغلوب کر لیا تو اس کو بڑی قوت و قدرت حاصل ہو جائے گی اس لیے کسی طرح سے مراد کو اپنا طرفدار بنانا چاہیے چنانچہ اس نے اپنی تدبیر و رائے صائب سے محمد مراد بخش کو مکرر کمال محبت سے نامہ الیتام آمیز لکھے جو بادشاہی کی مسمار کیا دار تہنیت پر مبنی تھے اور یہ لکھا تھا کہ مجھے دنیائے غدار کے کاروبار سے کسی طرح کی وابستگی اور آرزو نہیں ہے اور طواف بیت اللہ کے سوا کوئی اور مراد منظور نہیں ہے برادر بے شکوہ کی زیادہ سری اور بے انصافی کے مقابلہ میں جو کچھ اس بدہ اخوان کے دل میں آیا وہ بموقع اور بجا تھا لیکن سب یہ ہے کہ ابھی پدر بزرگوار بقید حیات ہیں ہم دونو بھائی متفق ہو کر باپ کی خدمت میں جائیں اور اس خیرہ سر بد ملت بادۂ نخوت غرور و خود رائی کے مست کے سزا دینے میں مشغول ہوں اگر مقدور ہو اور حضرت ولی نعمت کا دیدار مبارک میسر ہو تو آشوب و فتنہ کے دور کرنے میں کوشش کریں اور ہم نے جو تقصیر عالم اضطرار میں بے اختیار کی ہے اس کا عذر بادشاہ کی خدمت میں عرض کریں اور بعد سلطنت کے انتظام کے اور تمہاری دولت کے مخالفوں کی تادیب کے میں تم سے کعبتہ اللہ جانے کی اجازت حاصل کر کے اپنے مقصود کا عازم ہوں۔ تم کو چاہیے کہ اس ارادہ میں تاخیر نہ کرو اور شائستہ فوج اور آراستہ لشکر

لیکر کا قریب ادب یعنی جسونت کی تادیب کے قصد سے مرحلہ پیما ہو۔ اور مجکو یہ جانو کہ دریا ہو
اور فوج دریا موج اور توپ خانہ جہاں آشوب کو کہ میری ہمراہ ہی اسکو اپنی فتح کے مصاحب
سمجھو اور کلام اللہ کو عہد و پیمان کا کفیل مجھو ہواہ خواہ کا جانو اور کسی وجہ سے اپنی خاطر میں
نہ کرو۔ یہ خط خافی خاں کی منتخب اللباب سے ترجمہ کیا ہی مگر مکتوبات عالمگیری میں اور اس
عہد کی پانچ چار اور تاریخوں میں اس خط کا پتہ نہیں ملا الفنسٹن صاحب نے بھی اس خط کو خافی خاں
سے نقل کیا ہی ورنہ عمل صالح میں یہ لکھا ہی کہ مراد بخش بہت سا لشکر لے کر بادشاہ کی سپاہ سے
لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا۔ جب لشکر شاہی کے قریب آیا تو اس سے تنہا ہو ہو ہونا
جانا جس پاؤں آیا تھا اُس پاؤں پھر گیا اور اورنگ زیب کے حکم سے اس سے جا ملا اور اس
کا شریک ہو گیا۔ خافی خاں کے بزرگ مراد بخش سے رشتۂ ملازمت رکھتے تھے اس لیے
اس نے اس شہزادہ کی نسبت ایسی باتیں لکھی ہیں جو اور تاریخوں میں نہیں اورنگ زیب
خط مذکور کے موافق عہد نامہ لکھکر بھیجدیا اور لشکر کی گرد آوری کی اور توپ خانہ کی فکر میں
بادشاہانہ سعی اور عاقلانہ تدبیر کی مگر سکہ و خطبہ پر اصلا متوجہ نہ ہوا۔ بادشاہزادہ محمد معظم
کو اورنگ آباد کی حراست کے لیے چھوڑا۔ شاہزادہ محمد اکبر کو جوان ہی دنوں میں بیمار
ہوا تھا اس کو مع پردگیان حرم قلعہ دولت آباد میں چھوڑا۔ معظم خاں عرف میر جملہ جو اس
قلعہ میں مصلحتاً محبوس تھا وہ در پردہ اُن کا محافظ تھا۔ غرہ جمادی الاولی کو شاہزادہ
محمد سلطان کو نجابت خاں اور ایک جماعت امرا کو آگے بطریق ہراول روانہ کیا۔ میر
قلی خاں دیوان دکن کو جس کا دستور العمل اس ملک میں مدتوں تک وزرا کے ناموں سے
یادگار رہی گا اپنا دیوان مقرر کیا اور آخر کو میر آتشی کی خدمت اس کو سپرد کی اور
بہت سے امرا کارزار دیدہ آزمودہ کار رفاقت میں ساتھ لیے ۱۲ ماہ مذکور
اورنگ زیب برہان پور کو روانہ ہوا اور ۲۵ کو یہاں آگیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت
شیخ برہان اس عہد کے بزرگوں میں تھے۔ جب اورنگ زیب جریدہ ان سے
گیا اور فاتح کی التماس کی تو شیخ نے جواب میں فرمایا کہ ہم فقیروں کی فاتحہ سے

کیسا حاصل ہوگا تم پادشاہ ہو عدالت و رعیت پروری کے قصد سے فاتحہ پڑھو میں بھی تمہاری رفاقت میں دعا فاتحہ پڑھوں گا۔ اس کلام کو سنکر شیخ نظام نے اورنگ زیب کو مژدۂ سلطنت کی مبارکباد دی بعد فاتحہ کے شیخ نے کلمۂ نصائح آمیز فرمائے اور تبرک دیکر رخصت کیا اورنگ زیب نے ایک مہینے تک برہان پور میں سرانجام ضرور اور اخبار حضور کی تحقیق کے لیے قیام کیا ۲۵ جمادی الاخری کو محمد طاہر مشہدی کو وزیر خاں کا خطاب دیکر برہانپور کا نگہبان مقرر کیا اور آپ دارالخلافہ کی طرف چلا۔ اس روز معلوم ہوا کہ عیسٰی بیگ وکیل اورنگ زیب کو جو دارا شکوہ نے مقید کیا تھا شاہجہاں نے اس کو رہا کرکے مرخص و مطلق العنان کیا وہ بطریق ایلغار اورنگ زیب پاس آیا اور اس نے مہاراجہ جسونت سنگھ و قاسم خاں کی اجین میں آنے کی اطلاع دی وہ لٹ لٹا کر آیا تھا اورنگ زیب نے اس کو دس ہزار روپیہ دیئے دو تین منزل چلا تھا اُس سے عرض کیا گیا کہ شاہنواز خاں کا رفاقت کا ارادہ نہیں۔ اس کی ایک بیٹی اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مرادبخش سے بیاہی گئی تھی شاہزادہ محمد سلطان کے ہمراہ شیخ منیر کے لڑکے کو حکم دیا کہ وہ جاکر شاہنواز خاں کو قلعہ ارک میں محبوس کریں ہر منزل میں روشناس اور کارطلب نوکروں کے وہ اضافہ کرتا اور اُن کو خطاب دیتا۔ دہم رجب کو آب نربدا سے عبور کیا۔ محمد مرادبخش محبت آمیز عہد نامہ کے بھیجنے کے بعد احمدآباد سے نکلا ۲ رجب کو دیبال پور میں آیا اور اورنگ زیب سے ملا۔ دونو بھائیوں میں بڑے پیماک کی باتیں ہوئیں اور از سر نو عہد و قرار بکفالت قسم کلام اللہ ہوئے اورنگ زیب نے دریاؤں و ندیوں کے معبروں پر اور خشکی کی گذرگاہوں پر ایسا بندوبست کیا تھا کہ آب و باد کا گزر متعذر تھا وہ اجین سے سات کروہ پر آگیا اور راجہ جسونت سنگھ کو دونوں بھائیوں کے فوج پہنچنے کی خبر نہ ہوئی۔ جب اکبرپور سے لشکر کا گزر ہوا تو راجہ شیورام قلعہ دار مانڈو نے مطلع ہوکر مہاراجہ کو مجمل حال لکھکر اطلاع دی قاسم خاں نے جب محمد مرادبخش کی احمدآباد سے چلنے کی خبر سنی تھی تو وہ آگے آیا تھا مگر محمد مرادبخش نے راہ راست کو ۱۸ کروہ کے تفاوت سے چھوڑ دیا اور اورنگ زیب پاس چلا آیا۔ قاسم خاں ملول ہوکر

الٹا چلا گیا داراشکوہ کے آدمی کہ دہارا کے نواحی قلعہ میں تھے دو تو بھائیوں کے لشکروں کی
شکوہ دیکھہ کر بھاگ گئے اور مہاراجہ سے جا ملے۔ لشکر کی خبر سنکر مہاراجہ مع قاسم خاں کے
ایک منزل آگے آئے اور اورنگ زیب کے لشکر سے ڈیڑھ کروہ پر اُترے اورنگ زیب نے
کیب نام برہمن کو کہ دہیرہ کہنے میں اور زبان آوری میں مشہور تھا مہاراجہ پاس بھیجا اور پیغام
کہ ہمارا مطلب اس حرکت سے فقط حضرت ولی نعمت مرشد دوجہاں کی ملازمت و
سے ہی جس کو ہم محض عبادت سمجھکر حضور پرنور کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جنگ و مخالفت کا
ارادہ نہیں رکھتے۔ مناسب یہہ ہی کہ تم بھی ہمارے ہمرکاب چلو اور نہیں تو سر راہ سے کنارہ اختیار
کرو اور اپنے وطن چلے جاؤ اور فتنہ اور بند ہا خدا کی خونریزی کے سبب نہو۔ مہاراجہ نے اطاعت
کے حکم کی اطاعت کو پیغام کے نہ قبول کرنے کے دستاویز بنایا اور جواب ناصواب بھیجا۔
دوسرے روز دونو طرف سے ترتیب فوج میں مشغول ہوئے۔ اورنگ زیب نے بیس ہزار سپاہ
کو اس طرح مرتب کیا کہ مرزا محمد سلطان کو ہراول بنایا۔ نجابت خاں اور ایک جماعت امرا
اور ہاتھیوں کو اس کے ساتھ کیا ذوالفقار خاں عرف محمد بیگ اور شاہزادہ کے چند بھا
کو لیکر شاہزادہ کا ہراول مقرر کیا مرشد قلی خاں کو مع توپ خانہ کو ہراول پیش آہنگ
بنایا محمد مراد بخش کو فوج اور سرداروں کے ساتھ برانغار کی طرف صف آرا کیا اور شاہزادہ
محمد معظم کی سپاہ جرآنغار کی طرف مقرر ہوئی اسی طرح فوج یلتمش و چند اول اور جا بجا امرا معرکہ
آرا ہوئے۔ خود اورنگ زیب ہاتھی پر بیٹھ کر قول میں ٹھیرا دوسری طرف مہاراجہ جیونت
سنگھہ نے لشکر کو اس طرح آراستہ کیا کہ قاسم خاں کو ہراول مقرر کیا افواج میمنہ و میسرہ
و یلتمش کو آراستہ کرکے اور مست جنگی ہاتھیوں کو دونو فوجوں کا پیش آہنگ بنایا اور سر دار
جدا جدا مقرر کیے اور خود راجپوتوں کے ساتھ قول میں صف آرا ہوا۔ ۲۲۔ رجب ۱۰۶۸ھ کو
دونو لشکروں نے مستانہ وار معرکہ کارزار میں قدم رکھا۔ اورنگ زیب نے اُس
داروغہ توپخانہ کو حکم دیا کہ بان اور گولے کو مار کر سپاہ کو دار و گیر میں کم کرے۔ ہر ساعت
لڑائی بڑھتی گئی اور تیر و سنان پر نوبت آئی۔ نامدار سرداروں کے سر تن سے جدا ہو

اور شمشیر و خنجر کی ضرب سے بڑے بڑے بہادر خانۂ زین سے زمین پر آئے۔ جنگجو راجپوتوں میں سے پدرصندل کی جگہ خون سے بیٹے کے قشقہ لگانے کو نیکنامی و سرخروئی سمجھتا تھا۔ غرضہ کارزار میں کوئی دلیری و بہادری باقی نہیں رہی جو کام میں نہ آئی ہو۔ تمام نامدار راجاؤں میں سے مکند سنگھ ہاڈہ اور رتن سنگھ راٹھور و ارجن کور و دیال سنگھ جہالہ اور اور راجپوتوں نے رام رام کہکر گھوڑے دوڑائے اور توپخانہ کی آگ پر پروانہ کی طرح گرے اور پے در پے حملوں سے دشمن کے توپخانہ کے انتظام کو شکستہ کر دیا۔ مرشد قلی خاں کو مار ڈالا۔ ہراول پر عرصہ تنگ کیا۔ ذوالفقار خاں کے ہمراہی فرار ہوئے مگر وہ ہاتھی سے اُتر کر بہادروں کے ساتھ ہوا اور جنگ کر کے زخمی ہوا مگر راجپوتوں کو اُس نے روک دیا پھر اس کی کمک کے لیے ملیتش آیا اور دارو گیر کی صدا زمین سے آسمان پر پہنچی بادشاہزادہ محمد سلطان و نجابت خاں مع ہمراہیوں کے راجپوتوں کے دفع کرنے میں پہاڑ کی طرح کھڑے ہوئے مگر ہر ساعت راجپوتوں کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ شیخ میر خوافی وصف شکن خاں و مرتضٰی خاں دوکو آئے اور اُنہوں نے دشمن کی کمرگاہ پر حملہ کیا مگر اس سے بھی راجپوتوں کا کچھ نہو سکا تو اورنگ زیب خود ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی حمایت کو آیا تو لشکر کے مغلوبوں کو غلبہ ہوا اور بہت راجپوتوں کو تیغ و تیر و سنان سے مارا ؎

زبس راجپوتاں پر کار جنگ — گذشتند از جاں بناموس و ننگ
فتاد آں قدر کشتہ در کار زار — کہ شد بستہ راہ گذر بر سوار

میدان جنگ کی زمین خون سے سرخ ہوئی اور طیور و وحوش کی خوراک برسوں کے واسطے مردوں کے گوشت سے تیار ہو گئی۔ مگر اس حال میں بھی میدان جنگ سے راجپوتوں کا پاؤں نہ اُکھڑا کہ محمد مراد بخش برانغار کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ کی بنگاہ پر حملہ آور ہوا اور تاخت و تاراج اُس نے شروع کی اور وہاں ایک محاربہ عظیم راجپوتوں سے ہوا اور ایک جماعت مثل دیبی سنگھ و پرسوجی و مالوجی جو آٹھ نو ہزار سواروں سے بنگاہ کی حراست کر رہے تھے مقابلہ و مقاتلہ کے بعد کئی دفعہ محمد مراد بخش کے

ہاتھی تک پہنچے اور جان سے گئے مگر دیبی سنگھ گھوڑے سے پیادہ ہو کر مثل زنہاریوں کے محمد مراد بخش کی خدمت میں آیا اور الامان کی فریاد کی اور جان و مال و عیال کی امان چاہی اس کو امن دیا گیا حاصل کلام یہ ہے کہ شمشیر کی ضرب اور حملوں کے صدمہ سے مکند سنگھ ہاڈہ و سبحان سنگھ سیسودیہ ورتن سنگھ راٹھور وارجن کور و دیپال داس جہالہ و موہن سنگھ ہاڈہ کے پیر اکھڑ گئے اور اُن کی سپاہ کے کشتوں کے پشتے لگ گئے اور اورنگ زیب کے لشکر کو ایسا غلبہ ہوا کہ مہاراجہ جسونت سنگھ کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہوا اور نامدار راجاؤں کے دستور کے برخلاف معرکہ کارزار میں عار فرار کو اپنے اوپر گوارا کیا اور بدنامی دائمی کو اپنے لیے پسند کیا ہمچشموں کے طعنوں کی کچھ پروا نہ کی پہلے اس سے کہ فوج کی ہزیمت ہو بجائے صندل سرخ و سفید قشقہ کے سیاہ نیل کا خط پیشانی پر کھینچکر صف قتال سے وطن کو بھاگ گیا۔ قاسم خاں اور پادشاہی نوکروں اور دارا شکوہ کے سرداران فوج خانگی نے ناچار سر فوج کی رفاقت میں فرار کیا اور ہر ایک کسی طرف چلا گیا۔ اورنگ زیب کی فتح و فیروزی کا شادیانہ بلند آوازہ ہوا اور تمام توپ خانہ و ہاتھی و خزانہ اور قطار شتر اور شتر بوجھوں سے لدے ہوئے اور تمام کارخانہ پادشاہی اور دارا شکوہ ہی بعد تاراج کے اورنگ زیب کی سرکار میں منسبط ہوئے۔

بہادروں کو جب لڑائی سے فرصت ہوئی تو وہ لوٹ پر جھکے دشمنوں میں سے جس کسی کا نصیبہ یاور ہوا وہ اپنا سر بچا کر لے گیا اور سامان چھوڑ گیا۔ بہت سے گھوڑے لوٹ میں ہاتھ لگے جن کے ہاتھ پاؤں میں خون کی مہدی لگی ہوئی تھی۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ اس فتح کے بعد جو عالمگیر بادشاہ کے فرامین والی بیجاپور اور حیدرآباد کو تحریر کیے ہیں اُن میں لکھا ہے کہ مخالفوں کے چھ ہزار آدمی اور بڑے بڑے نامی سردار مارے گئے اور اس طرف سے سرداروں میں مرشد قلی خاں کشتہ ہوا اور ذوالفقار خاں زخمی۔

دونو بھائی آپس میں ایک دوسرے کو ہمار کہا دیتے تھے شاہزادے اور امرا تسلیمات تہنیت بجا لاتے تھے۔ محمد مراد کے ہمراہیوں کے مرہم بہا کے واسطے پندرہ ہزار اشرفی دیں اور چار فیل با ساز نقرہ و حوضہ طلا اور قدر جواہر و مرصع آلات و لآلی آبدار محمد مراد بخش کے

اورنگ زیب کا آگرہ پر قبضہ

تردد نمایان کے جلد وہیں بھیجے سچ کہا ہے ؎

ہمیں تا بر آید بہ تدبیر کار مدارائے دشمن بہ از کار زار

اورنگ زیب نے ۷ رجب کو اجین سے کوچ کیا اور آٹھ کوچ کرکے گوالیار میں خیمہ زن ہوا آگرہ کی گرم ہوا شاہجہاں کے مزاج کے موافق نہ تھی کچھ صحت پائی تھی کہ وہ شاہجہاں آباد کو روانہ ہوا اور اس حرکت میں داراشکوہ اپنی مصلحت نہیں سمجھتا تھا اس لیے اول وہ مانع ہوا۔ مگر بادشاہ کوچ بکوچ چلکر بلوچ پورہ میں آیا۔ صوبہ داروں کی عرائض سے جسونت سنگھ کے لشکر کی شکست کا حال معلوم ہوا تو وہ رنجیدہ خاطر ہوا اور اس نے جانا کہ دونو بیٹوں نے باہم عہد و پیمان کرکے بغاوت اختیار کی ہے۔ مہاراجہ کی شکست سے داراشکوہ سراسیمہ ہوا اور ہوش باختوں کی طرح بے تمیز کرکے آگرہ کی طرف لے گیا۔ اورنگ زیب نے معظم خاں کو دولت آباد میں محبوس کرکے شاہزادہ محمد اکبر کی حفاظت کے لیے چھوڑا داراشکوہ اس کے معنی یہ سمجھا کہ معظم خاں کی رہنمونی سے اورنگ زیب نے یہ کام کیا ہے اس لیے اس نے اس کے بیٹے محمد امین کو بلا کر حضور میں مقید کیا اور اس کے گھر پر پہرہ چوکی بٹھادیا مگر شاہجہاں اصلاح و دفع فتنہ و فساد چاہتا تھا اس کو چند روز کے بعد خلاص کیا کہتے ہیں کہ شاہجہاں نے داراشکوہ کو بار بار منع کیا کہ تو لڑنے نہ جا تیرے جانے سے دونو بھائی اور زیادہ خیرہ ہوں گے اور ستیز پر آمادہ اور خود دونو بیٹوں کے سمجھانے اور صلح کرانے کے ارادہ سے جانے کا ارادہ کیا اور پیش خانہ کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ مگر داراشکوہ خان جہاں عرف شائستہ خاں کی ہمزبانی و ہمدمی کے سبب سے اس پر راضی نہیں ہوا یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ راجہ کی ہزیمت کی خبر پہنچنے سے پہلے کہ ابھی افواج دکن اور احمد آباد واپس میں نہیں آئی تھیں شاہجہاں نے خود جانے کا قصد کیا تھا اور خان جہان سے مصلحت پوچھی تھی اور مکرر اس سے مشورہ لیا تھا مگر اس نے یہ مشورہ نہ دیا خان جہاں جو اورنگ زیب کا خالو تھا اور اس کے ساتھ دل سے اخلاص رکھتا تھا وہ اورنگ زیب کے جوہر ذاتی و رشد پر نظر رکھتا تھا اور اوج طالع کو دیکھ رہا تھا اس نے بتقاضائے وقت مصلحت نہ دی اور جب جسونت سنگھ کے شکست

کی خبر آئی تو بادشاہ کو خان جہاں پر اورنگ زیب کی طرفداری کا گمان ہوا تو اس پر غضب ہو
اور اُس کے سینہ پر عصا مارا اور تین روز مجرے سے ممنوع رکھا مگر پھر مہربانی فرمائی اور اُس سے
مشورہ لیا تو اس نے اپنی مصلحت سابق جتلائی آخر کار بادشاہ نے جو اپنا پیش خانہ باہر نکالا تھا
اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بادشاہ نہم شعبان ۱۰۶۸ھ کو اکبر آباد میں آگیا تھا اور ۲۵ شعبان کو
اس نے لشکر اور دارا شکوہ کو رخصت کیا۔ یہ رخصت اُس کی فی الحقیقت رخصت واپسیں
اور ملاقات آخریں تھی محبت کے غلبہ کے سبب سے اس بیٹے کو جس کو جان کی طرح ہمیشہ پاس
میں رکھتا تھا اور کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کیا تھا اس کی فتح وظفر کی دعا کے لیے قبلہ کی
طرف رُخ کیا اور کمال رقت کے ساتھ فاتحہ پڑھی نیک شگونی کے لیے رتھ پر سوار کیا فتح و
نصرت کے لیے کورنش بجوایا امرا نظام وبندہائے شاہی اپنے اندازہ وقدر ومقدار اور
اپنے قرب ومنزلت کے موافق کمال ادب کے ساتھ ہالہ کی طرح اس کے گرد تھے۔ منصب دار
اور لشکر بیشمار اس کے ہمراہ تھا بعد اس رخصت کے مصلحت وقت کا ملاحظہ بھی ضرور تھا
بیگم صاحبہ نے نامہ عاطفت مضمون (حقیقت میں یہ خط شاہجہاں کا لکھا ہوا تھا)
لکھکر اپنی سرکار کے بخشی محمد فاروق کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا جس کا خلاصہ مضمون یہ
تھا کہ بادشاہان عظیم الشان پر کہ خلافت کے بار امانت کے متحمل ہیں واجب ہے کہ کل رعیت
کی مراعات ورعایت وحمایت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں اور سب طرح سے
لوازم پاسبانی کو بجا لائیں۔ الحمد للہ کہ اعلیٰحضرت رات دن عبادت الٰہی کے بعد ملک و
ملت کے انتظام میں مصروف رہتے ہیں ہمیشہ مملکت کی امنیت ومعموری اور خلائق
کی رفاہیت میں اُن کی توجہ رہتی ہے۔ ابتدا سے اب تک موافق کتاب سنت خیر
خیر الانام اور رب العزت کی اطاعت وطاعت کو اپنا پیشہ بنایا ہے اور شیوہ جو مشابہ
مشابہ بیرونی وبے طریقی کا ہو کسی کا قبول نہیں کیا ہے علی الخصوص سعادتمند فرزند
کا اس وقت میں کہ حرج ومرج کے سبب سے فتنہ پرستوں کی زیادہ سری سے دور
ونزدیک کی ولایتوں کے بندوبست میں سستی آگئی ہے اور اس سے رعایا وضعفار کے

حال میں ضرر کلی عائد ہوا۔ نابکار اشرار کی بے اندامی کا اور درخشوں اور ستم رسیدوں کی ترمیم احوال کا تلافی و تدارک منظور نظر ہے ان لوگوں کے کہنے سے کہ نہ عقل آزمودہ کار رکھتے ہیں نہ خرد آزمودہ کار فتنہ و فساد اور افعال ناصواب کا ارتکاب کرنا اور پاکیزہ اعتقاد اور صاف دیں رعیت و سپاہ کے جان و مال و ناموس کے درپے ہونا اور صوابدید ہنگام و ایام سے اغماض کرنا اور بڑے بھائی کے ساتھ تسویہ صفوف مصارف جو ظاہر و باطن میں قبلہ کونین کے ساتھ مبانیت ہی پیش نہاد خاطر کرنا یہ سب باتیں آئین حق پرستی و خداشناسی و رسم و راہ سعادت کیشی و دوراندیشی سے بہت بعید ہیں تم کو چاہئے کہ اپنے برادر کامگار سے صدق ارادت و حسن اعتقاد کو نزدیک کرکے اور احکام کو دل و جان سے قبول کرکے لوازم اخلاص و شرائط خلوص میں استادگی نہ کرو اور اپنے و نعمت کے مقابلہ اور طرفین کے مسلمانوں کے قتل ہونے میں قرآن شریف کے خلاف کام کرکے اپنی عاقبت نہ خراب کرو اور جہاں آگئے ہو وہیں مقام کرو اور جو دل میں باتیں ہوں اُن سے آگاہ کرو کہ تمہاری خواہش کے مطابق بادشاہ سے عرض کی جائیں اور سارے کام ساختہ و پرداختہ ہوں ادھر یہ نامہ قاصد نے پہنچایا اُدھر خبر آئی کہ دارا شکوہ نے ۱۶ شعبان کو خلیل خاں کو قباد خاں و رام سنگھ وغیرہ بادشاہی ملازمین اور اپنے ملازموں کے بطریق ہراول رخصت کیا کہ دھولپور پاس جاکر ہٹیریں اور آب چنبل کے گھاٹوں کا انتظام کریں اور خود شہر کے باہر اس انتظام میں ہٹیرا کہ سلیمان شکوہ جو شجاع سے جنگ کے بعد آتا تھا آجائے اور بعض سامان سفر کا سرانجام ہو جائے سلیمان شکوہ جب نہ آیا تو وہ کوچ بکوچ آگے بڑھا اور دھولپور میں آگیا اورنگ زیب نے ان حدود کے زمینداروں کی رہنمونی سے اس راہ سے کہ لشکر اس زمین پر نہ گیا تھا شبانہ دھیا سے جہاں زانو تک پانی تھا گزر گیا اور قاصد کے ہاتھ یہ عریضہ دیگر رخصت کیا۔ عریضہ حضرت ظل سبحانی کی عرض اشرف میں پہنچا تا ہے کہ جب ملکی و مالی اختیارات آنحضرت کے ہاتھ میں نہ تھے اور شاہزادہ کلاں کو امور جہانبانی کے حل و عقد میں وہ استقلال و تصرف

حاصل ہوا کہ جس کی شرح نہیں ہو سکتی تو وہ بالضرور اپنی مزید عزت و اعتبار و دوام تسلط و اقتدار کیواسطے
نیازمند کی ایذا و زار کے درپے ہوا اور مدار کار اپنی طبیعت کی خواہش پر رکھا اور وہ کام کرنے لگا جس سے
بلاد میں فساد پیدا ہوا اور عناد کی صلاح نہو خیر اندیش کے منافع کو بند کیا اور اس طریقہ سے اس نے
چاہا کہ ابواب مداخل دکن کو مجھ رضا جو پر بند کرے زر کی قلت لشکر کی خرابی و پراگندگی کی علت
چنانچہ اسوقت کہ میں نے حسب الحکم بیجاپوریوں پر لشکر کشی کی اور برابر سعی کرکے اُن کو تنگ کیا
اور محاصرہ سے ان کو ضیق کیا اور قریب تھا کہ میں اُن سے گرامند پیش کش لیتا یا سب کو
مستاصل کرکے بے جا و بے پا کرتا۔ سزا اولان شدید طلب لشکر میں بھیجے اور پوشیدہ اپنے نوکروں
کو بیجاپوریوں کی تسلی قلب و استمالت خاطر کے لیئے تعین کیا ان باتوں سے مجھے کوفت ہوئی
اور ضمیم خیرہ چشم ہوا اور دلاوروں کے ثبات قدم میں فتور عظیم واقع ہوا۔ اپنی مصلحت
کے لیئے جو درحقیقت میں مفسدہ تھا اکثر آدمی خود سر ہو کر ہر طرف متفرق ہو گئے۔ خدانخواستہ
فنیم کے ملک میں لشکر کو کوئی چشم زخم عظیم پہنچتا تو وہ تمام ہفت اقلیم میں شہرت پاتا ہفت
سلطنت کی ذلت ہوتی شاہزادہ کلاں کی ناعاقبت اندیشی سے اس کا تدارک و تلافی عمروں
میں بھی خیر امکان قوۃ اقتدار سے باہر ہوتا۔ کرم الٰہی سے نیازمند نے باوجود اعوان انصار
کی بے مددی کے تائید الٰہی کی کارگری پر دل بستہ ہو کر اور عقدہ کشائی اقبال کی راہ پر نظر
کرکے اہل عناد کی سرکوبی اور گوشمالی کی اور مطلب حاصل کرکے صحیح و سالم اس ملک سے
نکلکر اپنے مقصد پر پہنچا اس قدر بے مددی و کارشکنی پر اکتفا نہیں کیا۔ بغیر کسی تقصیر و
بے رد شی و لغزش کے جو آنحضرت کی کم توجہی کا سبب ہو مجھ رضا جو درست اعتقاد کی
جاگیر بوار کو تغیر کرکے اس ناخلف کی تنخواہ طلب میں دیدی جس نے بموجب دائرہ اطاعت
و انقیاد سے سر کاہا تھا اور طرح طرح کی بے ادبی کی اور فساد مچائے داعی دولت خواہ کے تمام
مطالب صحیح کو بطریق نا شائستہ بادشاہ کے ایسے خاطر نشان کیئے کہ جسونت سنگھ کو ایک لشکر
گراں کے ساتھ اس مختصر ملک کے لینے کے لیئے بھیجدیا جو نیازمند کے لیئے نامزد ہوا تھا

اور یہ قصد کیا تھا کہ جس صورت اور طریقہ سے ہو سکے قطعاً ناحق مجھہ خیر اندیش و خیر خواہ کے محال متعلقہ بادشاہی میں ایک ہتیلی کے برابر زمین میرے پاس نہ رہنے دے جب میں نے یہ حال دیکھا کہ آنحضرت بے اختیاری کے سبب سے مطلق اس کے اختیار میں ہو گئے اور امور ملکی کی تفتیش کے مقید نہیں ہوتے اور اُسکے کہنے سے تمام مریدوں کو دشمن سمجھنے لگے جو وہ تجویز کرتا ہے اُس کے موافق فرامین جاری کرتے ہیں تو میں نے اپنے ناموس عزت کی خاطر دل میں یہ قرار دیا کہ میں ملازمت اشرف کی سعادت حاصل کروں اور حقیقت معاملہ کو بوجوہ معقولہ خاطر نشان کروں جب مجھہ مرید کے ورود صدور کی خبر جیونت کو ہوئی تو اُس نے اپنی کمال بے سعادتی سے میرے کوچ کے وقت سر راہ کو روکا ناچار مجھے اُسکی تنبیہہ کو شمالی کرنی پڑی اور اس سُست رائے کو جو میری راہ میں خار تھا سخت شکست دی اپنی راہ سے اُس کو بھگا دیا۔ رائے عالم آرائے پر ظاہر ہے کہ سوائے حضور کی ملازمت کے سعادت دیانی کے کوئی اور ارادہ ہوتا تو میں اُسکو گرفتار کرتا اور اس کے ہمراہیوں کو پائمال کرتا یہ کام کچھہ کام تھا اب سنا جاتا ہے کہ شاہ بلند اقبال نے لوائے خصومت بلند کیا ہے۔ مقابلہ کے ارادہ سے دھولپور میں آیا ہے مجھہ جیسے مخیم لشکر شکن اور حریف پر فن پر کسی صورت سے وہ مقابلہ میں کامیاب نہ ہو گا بہتر ہو گا کہ وہ معاملہ کو طرح دیکر صوبہ پنجاب میں جو اُسکی تیول میں ہے چلا جائے اور مجھ مرید مرشد پرست کو بادشاہ کی خدمت میں رہنے دے۔ بعد ازاں جو کچھہ رائے عالم آرائے کا اقتضا ہو گا وہ عمل میں آئے گا فقط یہ عریضہ بھیجکر اورنگ زیب اپنی سپاہ کی آراستگی میں مشغول ہوا۔

بیگم صاحب اور اورنگ زیب کے خطوط جنمے عمل صالح سے ترجمہ کیے ہیں مگر عاقل خاں کی تاریخ میں جو یہ دو خط لکھے ہیں، عمل صالح کے خطوط سے ملتے جلتے ہیں۔ مگر پیچ و مضمون زیادہ ہیں اسلیئے اُن کا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھا جاتا ہے۔ للہ الحمد والمنتہ کہ اب بادشاہ کے دن رات تمام عوارض و امراض جسمانی سے جو لازمۂ نشاء بشریت و طبیعت انسانی ہے منزہ و مبرا ہے اور خلق کی رفاہیت اور ملک کی امنیت پر وہ بالکل متوجہ ہے اور اپنی طبع نصفت آگیں کے سبب سے وہ یہ نہیں پسند کرتا کہ کوئی متنفس ایسی حرکت کا مصدر اور ایسے امر کا مظہر ہو کہ جس سے خلائق کی بے تمیزی ہو اور

طوائف انام کو ضرر پہنچے خاصکر اُس کے بیٹوں میں سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام میں جو حضرت کی بیماری کے سبب سے رعایا اور خلقت کے حال میں فتور آگیا تھا اسکے دور کرنے میں حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و متعلق ہے فتنہ و فساد کین و عناد جن سے ویرانی بُلاد اور خرابی عباد ہوتی ہے معاذ اللہ وہ خاطر ہمایوں کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہو خصوص جب اس نشاء ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر مرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند بیدار مغز سے ہو جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہو اور طبع سلیمہ رکھتا ہو اس سے ایسی حرکت صادر ہونی نہایت زشت و نازیبا ہے خیر طلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو فواید عظیمہ پر متضمن ہیں ان سے باطن کی تنویر و تقدیس ہوتی ہے اور طریق معاد کا امور دینیہ و شیون ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہے اگر اس برادر کی غرض یہ ہے کہ فساد و عناد و حرب و قتال کے غبار کو اُٹھائے تو خود انصاف فرمائے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہے اُس سے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و قتال آراستہ کرنا اور بے گناہوں کے لیئے کمر بستہ ہونا اور اس حضرت کے منہ پر تیر و تفنگ پھینکنا کسقدر ناشایاں ہے اس کا ثمرہ اس دنیا میں سوا بدسرانجامی کے نہیں ہے اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کے ہنگامہ کی آرائش شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کے لیئے ہے تو یہ بھی آئین دیں اور خرد صواب گزیں میں پسندیدہ نہیں ہے اسلیے کہ برادر بزرگ شرعاً عرفاً باپ کا حکم رکھتا ہے یہ امر حضرت ظل الٰہی کے مرضی کے خلاف ہے وہ برادر جو جہاں میں محامد اوضاع و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا میں کوشش کرتا رہا ہو وہ انبعاث غبار ہیجا و ایقاد نوائر وغا و ترتیب اسباب رزم و خوں ریزی و تصمیم و عزیمت حرب و فتنہ انگیزی کرے وہ کسی وجہ سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اس دار بے ثبات میں چند روزہ کا توقف اور اس سرائے مستعار کی مستلذات آبلہ فریب ایسے امور مذمومہ ناپسندیدہ کے ارتکاب کا باعث ہوں وہ ملالت ابدی کا سبب ہوگا ع ممکن کہ نکو گوہر ازین خیمہ خراب مناسب یہ ہے کہ وہ برادر نامدار ان امور دنیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم جانے جسکا نتیجہ یہ

طوائف انام کو ضرر پہنچے خاصکر اُس کے بیٹوں میں سے کوئی ایسا ہو۔ ان ایام میں جو حضرت کی بیماری کے سبب سے رعایا اور خلقت کے حال میں فتور آگیا تھا اسکے دور کرنے میں حضرت کی خاطر مقدس بالکل متوجہ و متعلق ہے فتنہ و فساد کین و عناد جن سے ویرانی بُلاد اور خرابی عباد ہوتی ہے معاذ اللہ وہ خاطر ہمایوں کے مزید آزار اور طبع مقدس کے حزن و ملال کا سبب ہو خصوص جب اس نشاء ناپسندیدہ کا ظہور اور اس امر نامرغوب کا وقوع اس برادر ہوشمند بیدار مغز سے ہو جو اخلاق کریمہ اور آداب حمیدہ سے آراستہ ہو اور طبع سلیمہ رکھتا ہو اس سے ایسی حرکت صادر ہونی نہایت زشت و نازیبا ہے۔ خیر طلبی کے سبب یہ چند کلمے لکھے گئے جو فواید عظیمہ پر متضمن ہیں ان سے باطن کی تنویر و تقدیس ہوتی ہے اور طریق معاد کا امور دینیہ و شیون ذمیمہ کے خس و خاشاک سے تصفیہ ہوتا ہے اگر اس برادر کی غرض یہ ہے کہ فساد و عناد و حرب و قتال کے غبار کو اُٹھائے تو خود انصاف فرمائے کہ مرشد و قبلہ حقیقی کی رضا موجب خوشنودی خدا اور رضامندی رسول ہے اُس سے ہنگامہ جنگ و جدال و حرب و قتال آراستہ کرنا اور بے گناہوں کے لیئے کمر بستہ ہونا اور اس حضرت کے منہ پر تیر و تفنگ پھینکنا کسقدر ناشایاں ہے اس کا ثمرہ اس دنیا میں سوا بدسرانجامی کے نہیں ہے اور اگر مخاصمہ و مقابلہ کے ہنگامہ کی آرائش شاہ بلند اقبال دارا شکوہ کے لیئے ہے تو یہ بھی آئین دیں اور خرد صواب گزیں میں پسندیدہ نہیں ہے اسلیے کہ برادر بزرگ شرعاً و عرفاً باپ کا حکم رکھتا ہے۔ یہ امر حضرت ظل الٰہی کے مرضی کے خلاف ہے وہ برادر جو جہاں میں محامد اوضاع و محاسن اطوار و مکارم اخلاق سے موصوف و معروف ہو وہ ہمیشہ بادشاہ کی استرضا میں کوشش کرتا رہا ہو وہ انبعاث غبار ہیجا و ایقاد نوائر وغا و ترتیب اسباب رزم و خوں ریزی و تصمیم و عزیمت حرب و فتنہ انگیزی کرے وہ کسی وجہ سے اور کسی شخص کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اس بے ثبات میں چند روزہ کا توقف اور اس سرائے مستعار کی مستلذات ابلہ فریب ایسے امور ناپسندیدہ کے ارتکاب کا باعث ہوں وہ ملالت ابدی کا سبب ہوگا ع ممکن کہ نکو گوہر ازیں خسیس [illegible] مناسب یہ ہے کہ وہ برادر نامدار ان امور دینیہ و افعال شنیعہ سے اجتناب لازم جانے جنکا نتیجہ یہ

ہو کہ عاقبت خراب ہو۔ بادشاہ کی خوشنودی سعادت دارین ہے اسکی رضا میں حتی الامکان سعی کر۔ ماہ رمضان میں مسلمانوں کے خون سے محترز ہو۔ اور اپنے ولی نعمت کے احکام کی جان و دل سے اطاعت کر۔ فی الحقیقہ بمقتضا اولی الامر منکم خلیفہ الہی کی مخالفت میں قدم رکھنا خدا کے حکم کے خلاف کرنا ہے۔ اگر کوئی اور مطلب اور غرض اس کے سوا تیرے مرکوز خاطر ہو تو عقل کے موافق پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس سرزمین میں خیمہ لگائے ہوے ہے وہیں توقف کرو اور جو مطلب کہ دل میں ہو اُس کو لکھو وہ بادشاہ سے عرض کیا جائے گا اور اسکا انتظام تیری تمنا کے موافق ہوگا اور اب تیرے مقاصد کے حاصل کرانے میں کافی سعی کی جائیگی۔

اورنگ زیب نے بہن کو اس خط کا جواب نہیں لکھا لیکن باپ کو یہ لکھا کہ۔ آن ایام میں تمام مہام سلطنت و ادارائی اور عنان امور ملکی و مالی حضرت کے قبضہ اختیار سے باہر چلی گئیں امور سلطنت و فرمانروہی کی قبض و بسط میں داراشکوہ کے تغلب و اقتدار نے وہ ارتفاع پایا کہ تقریر و تحریر میں نہیں آسکتا اُس نے اپنی قدرت و مکنت کے لیئے اپنی ساری ہمت اُس میں صرف کی کہ بھائیوں کا گلا کاٹے اور اُنکی جڑ پیڑ اکھیڑے اس باب میں اسکی سعی روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی چنانچہ سلیمان شکوہ کو بڑی افواج گران کے ساتھ شاہ شجاع کے سر پر تعین کیا جو حضرت کا پسر رشید ہے اور تیس سال کے نام و ناموس کو مٹایا شاہ شجاع نے کسقدر ذلت و خفت سلیمان شکوہ کے ہاتھ سے اُٹھائی اور اہل جہاں کے نزدیک شرمسار و خجل ہوا اور ایسے ہی اُسنے اپنی ہوائے نفس اور خواہش طبع سے اپنی بنا کار اُس پر رکھی ہے کہ ہمیشہ اس نیازمند کی تنقیص و تضیق احوال و تخریب مہام میں دل جد و جہد کرے ہمیشہ اس سے کام ایسے صادر ہوتے ہیں جو دین کے خلاف ہیں اور ان سے بلاد و عباد کی کاموں میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ مجھ خیر خواہ پر ابواب منافع کو بند کیا اور طرح طرح کے نقصانات کی مضرتیں پہنچائیں ان دنوں میں میں نے حضرت کے ارشاد سے ولایت بیجاپور پر لشکر کشی کی اور اس ولایت کے بعض قلاع کی تسخیر میں مصروف ہوا اور امراء اور لشکر محاصرہ میں مشغول ہوئے اور جانفشانی کی داد دی اور اطراف و جوانب سے مخالفوں

مخالفوں نے ہجوم کیا اور ممانعت و مدافعت کے درپے ہوئے اور حضرت کی بیماری کے اخبار موحشہ شائع کیے تو وہ اعدا کی شوخی و جرگی کا سبب اور اولیاء دولت کے تحیر و تفکر کا باعث ہوا بیدر و کلیانی کے قلعوں کی فتح کے بعد گلبرگہ کہ کو لشکر شاہی نے محاصرہ کیا تھا اور محاصرہ کی تنگی سے محصورین ایسے دل تنگ تھے کہ قریب فتح ہو جاتی اور بیجاپور کا مسند آرا ایسا لشکر شاہی کی ترکتازی سے عاجز ہوا تھا کہ وہ اس فکر میں تھا کہ لائق پیش کش بھیجکر اپنی ولایت کو لشکر شاہی کے صدموں سے بچائے اس کو یہ خوف تھا کہ بادشاہی لشکر اسکو عنقریب متاصل کرکے اسکی ولایت کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بنائے گا اس حال میں شاہزادۂ کلاں نے اپنے ملازموں کو امرا بادشاہی کی طلب کے لیے اور حاکم بیجاپور کی تسلی و استمالت کے لیے تعین کیے انہوں نے عنایت آمیز و مہربانی انگیز پیغام والی بیجاپور کو پہنچائے اور اسکو میری ساتھ عناد میں زیادہ دلیر کیا اور سرداران بادشاہی کو مبالغہ اور اہتمام کے ساتھ بلدہ گلبرگہ کے گرد سے جو قریب الفتح تھا اٹھایا اور ان کے روانہ کرنے اور لیجانے میں اس قدر کوشش کی کہ ان کو مجھ سے رخصت ہونے کی بھی فرصت نہ دی وہ مجھے بغیر ملے جلد درگاہ جہاں پناہ کے عازم ہوئے اس سبب سے قافیہ مجھپر ایسا تنگ ہوا کہ میں تجرد و تفکر کے ورطہ میں ڈوب گیا۔ کام جس کی صورت بنگڑی تھی اور انجام کو پہنچ گیا اس کو بضرورت برہم کرکے اپنے اقبال سے اس خطرہ سے میں نکل آیا اور ہزار جرثقیل اور اصابت تدبیر سے انبوہ غنیم سے نکلکر ایک مامن میں سلامت پہنچ گیا عیاذاً باللہ اگر چشم زخم پہنچتا اور اکناف و اطراف جہان میں شہرت پاتا تو دولت پائدار کو مدتوں کے لیے کلنک کا ٹیکا لگ جاتا اور جرایدِ روزگار میں وہ ثبت ہوتا شہزادۂ کلاں میں دوربینی و عاقبت اندیشی نہیں ہے وہ محض اپنی کارروائی کو پیش نظر رکھتا ہے اگر ایک عالم ڈوب جائے تو اس کو غم نہیں جس نقصان کا میں نے اوپر ذکر کیا اسکا تدارک و تلافی بندہائے بادشاہی کی خیر قدرت سے باہر تھا یہ تو بندہ ہی تھا کہ جان بازی کی ممارست اور کاربردی اور شیوہ ستیز کی آشنائی کے بسبب اس دیار میں اعدا کے ہجوم اور ازدحام کو کچھ نہ گنتا

اور جلادت کی چقماق سے مخالفوں کی سرکوبی کی اور اپنے اقبال کے استظہار سے لشکر
کو گرداب شورش و فساد سے سلامت باہر نکالا اور تعجب یہ ہے کہ اس بے مدد ی اور خسارت
روزگار شکنی و خصومت پر اکتفا نہیں کی جس کی شہرت ایران و توران تک ہو رہی ہے بلکہ اس
بے تقصیر کی جاگیر سے محال برار نکالکر مراد بخش کی تنخواہ میں دیدیا میں خیر خواہ رضا طلب تھا
سوائے ارادت اور اعتقاد کے دوسری بات کو دل میں دخل نہیں دیتا تھا اور مراد بخش نے
اپنی حد سے باہر قدم رکھکر گستاخیوں کا مرتکب اور تقصیرات اعظم کا مصدر ہوا اور بے اعتدالی
اور فساد کے لوا کو عرصۂ یعنی و عناد میں بلند کیا۔ میری کیفیت حال کو اپنی خواہش کے سبب سے
خلاف واقع شاہزادہ کلاں نے بادشاہ سے عرض کیا محض بہتان و افترا سے مجھ خیر
اندیش کو محروم بنا دیا اور الحاح کرکے جسونت سنگھ کو لشکر گراں کے ساتھ میرے لیے متعین
کیا ضرور اس کے پیش نظر یہ تھا کہ اس ضمن میں صوبہ داری دکن جو بادشاہ نے مجھے مرحمت
کی تھی جس بہانہ سے ہاتھ لگے اسکو میرے ہاتھ سے نکال لے اور مجھے بیکسی و غربت کے جنگل
میں اور محن و کربت کے صحرا میں آوارہ کرے بادشاہ کے مزاج میں اُس نے وہ دخل
پیدا کیا ہے کہ جو وہ کہتا ہے بادشاہ اُسے سچ جانتا ہے اُس نے بادشاہ کے ذہن نشین کر دیا ہے کہ
یہ سب اخلاص طینت فرزند دشمن دولت ہیں اور ان سرایگاہ حیرت کے سرگردانوں کے
حق میں جو کچھ وہ تجویز کرتا ہے بے تامل بادشاہ اُس کے موافق حکم دیتا ہے اور وہ مطلقاً ان
بے گناہوں کی تفحص و تفتیش حال پر توجہ نہیں کرتا اور امور ملکی و مالی میں غور نہ فرما کر مہام جزئی
و کلی کا سارا انتظام اُسکے سپرد کر دیا ہے وہ بے شبہ ان بے گناہوں کے خون کا پیاسا ہے جب اس
حد پر کام کی نوبت پہنچی تو میں نے اپنی حفظ جان و پاس ناموس کو عقل و خرد کے موافق رکھنا لازم
جانا۔ بادشاہ کی آستانہ بوسی کا ارادہ کیا تھا کہ صورت حال کو حجج و براہین معقولہ کے ساتھ
بادشاہ کے روبرو بیان کروں فرد عدل سلطاں گر نہ پرسد حال مظلومان عشق ✤ گوشہ
گیراں از آسائش طمع باید برید ✤ جب میں خیر خواہ قطع مسافت کرکے حوالی اجین میں آیا

تو دارا شکوہ کے اشارہ سے جیونت سنگھ میری ایذا اور آزار کے لیئے مامور ہوا اور جہل و نادانی
کی سلسلہ جنبانی سے میرا سنگ راہ ہوا اور قدم مخالفت آگے رکھا ادب و حقوق کا طاق
ترکی دلیرانہ تکلم کیا میں نے ہوشمند سخندان ہیچکر عنوان معقول سے اُس مجہول کو اپنے
آگاہی دی اور تصریح کی کہ بادشاہ کے پاس سب درونزدیک کے بندگان
ہیں وہ میرا مانع کیوں ہوتا ہے وہ نا عاقبت اندیش اصلا معقولیت سے آشنا نہوا اور جہالت
وغرور کی تکلیف سے اور مراتب منع کی افزائش کی اس لیے مجھ پر فرض ہوا کہ پند
پندار اس کے گوش ہوش سے نکالوں اور اس کو اپنے آگے سے ہٹاؤں اگرچہ میرا
حضور کی سعادت زمین بوس کے سوائے کوئی اور مطلب ہوتا تو میں اسکے اور اس کے
رفیقوں کے اسیر کرنے میں ایسی شکست فاش کے بعد کوشش کرتا اب دارا شکوہ سپاہ
کے ساتھ دھولپور میں تشریف لایا ہے معابر جنبل و مسالک راہ کو مسدود کیا ہے اور جابجا اپنے
گماشتے مقرر کیئے ہیں اپنے اعتقاد میں اس خیر اندیش کی راہ کو بند کیا ہے - مجھ مرید کو سوائے
دولت حضور کے ادراک کے کسی سے مقابلہ و پیکار نہ تھا نہ ہے - راہ بھدا ور سے آب چنبل
عبور کیا اور زمین بوس کا عازم ہوا ایسا سنا جاتا ہے کہ دارا شکوہ یہ جانتا ہے کہ میں حضور کی قدمبوسی سے
محروم رہوں اور نائرہ قتال کا اشتعال ہو مجھ مرید ارادت پرست سے مقابلہ و مخالفت کے لیئے دارا شکوہ
کا پیش آنا اور ہنگامہ حرب و مصاف کو آراستہ کرنا عقلاً و نقلاً میزان استحسان میں سنجیدہ نہیں
ہے اس لیے مسلک عناد و اعتساف سے انحراف کرکے ایسے کام کے لیئے قدم نہ بڑھائے
جس میں احوال خلائق میں اختلال پیدا ہو اس سے اجتناب و احتراز کرے اگر فوت اور انصاف اور
کثرت کے سبب سے خواہ مخواہ آتش کارزار کے گرم کرنے کا ارادہ ہو تو بندہ بھی بحکم ضرورت
المحظورات مضرہ نہ کریگا پسندیدہ بات یہ ہے کہ آنجناب بندگی کو کارفرما کر بساط کروفر کو لپیٹ
اور بالفعل ولایت پنجاب کی طرف جو آنجناب کی جاگیر میں ہے چلے جائیں کچھ دنوں مجھ خیر خواہ
بادشاہ کی خدمت کرنے دیں پھر جو کچھ مرآت جہاں آرائے میں جلوہ ظہور پائے وہ ظاہر کیا جائے

ششم رمضان کو سموگڈھ کے نزدیک ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر دونوں لشکر آمنے سامنے آئے معبرون کے بند کرنیکے لئے جو افواج داراشکوہ نے بھیجی تھیں اُنسے کچھ فائدہ نہیں ہوا داراشکوہ فوج بندی کے تہیہ میں توپخانہ کی ترتیب دینے میں مست جنگی ہاتھیوں کے آراستہ کرنے میں مشغول ہوا۔ دوسرے روز سوار ہوکر کچھ آگے آیا۔ میدان وسیع ہیں صف آرا ہوا دو کوس چوڑی زمین کو ہاتھیوں اور لشکر سے زیر بار کیا اس روز چہوں طرف ماہ خورداد کی گرمی آگ برساتی تھی اُسپر کمی آب اور زرہ بکتر کی گرمی فولاد پوشوں کو مارے ڈالتی تھی۔ کئی ہاتھی مرگئے اُس روز اورنگ زیب نے تیز جلوئی اور آغاز جنگ میں سبقت کو مصلحت نہ جانا گولہ رس فاصلہ پر متسم ہوا۔ اور انتظار کیا کہ طرفانی سے آغاز جنگ ہو کوئی حرکت سوار محلہ کے ظہور میں نہ آئی تو حکم ہوا کہ ساری اندھیری رات صبح تک ہوشیاری وخبرداری کیساتھ لشکر بسر کرے۔ دوسرے روز صبح کو جب آفتاب نے تیغ عالمگیری مشرق میں نکالی تو اورنگ زیب ترتیب فوج میں مشغول ہوا ذوالفقار خاں وصف شکن خاں کو توپخانہ آگے لیجانیکے لئے مامور کیا اور ہاتھیونکو اُسکے پیچھے راستہ کیا۔ پادشاہزادہ محمد سلطان کو خان خانان ونجابت خاں وسید بہادر وسید ظفر خاں بارہ وشجاعت خاں وغیرہ کیساتھ ہراول بنایا اور شاہزادہ محمد اعظم کو برانغار کیطرف مقرر کیا اسلام خاں واعظم خاں وخان زماں خاں ومختار خاں اور ایک اور جماعت کارزار دیدہ کو اس جماعت کا معاون مقرر کیا محمد مراد بخش نے نامی سردارونکے ساتھ جرانغار میں قیام کیا۔ یلتمش کی سراری شیخ مراد اور اسکے بھائی سید میر شرزہ خاں کو سپرد ہوئی اور بہادر خاں کو پانچ سردارونکے ساتھ یلتمش کا ہراول مقرر کیا اور اسطور سے جا بجا امیروں کو مقرر کیا۔

اورنگ زیب نے ہر قوم کی ایک جماعت عقیدت کیش کو خصوصاً سید دلاور خاں خاندیسی کو جسکی فدویت خاندان پر اعتماد کلی تھا اور سادات بارہ کو اپنی ہمراہ لیا اور ہاتھی پر شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ بٹھایا اور قول میں صف آرا ہوا اور داراشکوہ کے لشکر کے سامنے

معرکہ آرا ہوا اسطرف بھی داراشکوہ نے ہراول برانغار وجرنغار ویلتمش وچندا ول
کی فوجوں اور توپخانہ اور ہاتھیوں کو آراستہ کیا۔ دوپہر کو جسوقت آفتاب نے اپنی
گرمی سے ایک عالم کو تپ اور حرارت سے بیتاب کر رکھا تھا دونوں لشکر صف آرا ہوئے
دونو نطرف ہر قدم پر آتش جنگ معرکۂ نام ونگ میں شعلہ افروز ہوئی۔ یہانتک کہ کارزار
کی نوبت تیر وسنان پر آپہنچی۔ دونو نطرف سے کئی ہزار تیر ہوا میں مخالفونکے سینوں پر
چھوٹ گئے پھر تلوار اور خنجر کی لڑائی ہوئی پھر سپہر شکوہ نے جو ہراول میں ہمنال رستم
خاں دکھنی کا تھا بارہ ہزار سواروں سے اورنگ زیب کے توپخانہ پر حملہ کیا اور مارتا
ہوا صف آتشبار سے گذر گیا۔ قریب تھا کہ شاہزادہ محمد سلطان کے ہراول کے قریب
پہنچ جائے اور لشکر ہراول میں تزلزل ڈالدے کہ رستم خاں بہادر فیروز جنگ دکھنی کے
فیل پیش آہنگ کے ہاتھ کے اوپر گولہ لگا اور وہ مرگیا تو وہ پھر رستم خاں نے ہراول کے
مقابل سے پھر کر فوج برانغار کیطرف جسمیں بہادر کوکہ تھا لڑائی شروع ہوئی۔ بہادر خاں نے
بھی بہادری دکھائی۔ رستم خاں کو ہر ساعت تازہ مدد پہنچتی تھی اسکا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا تھا
کہ بہادر خاں زخمی ہوا۔ دونو نطرف سے بہت آدمی زخمی اور کشتہ ہوئے قریب تھا کہ اورنگ
زیب کی سپاہ کے پاؤں اکھڑ جائیں اس حال میں بہادر خاں کی کمک کو اسلام خاں سید لودی
افغان آن پہنچے اور اسی حال میں شیخ میر اور سید حسن وسیف خاں وعزیز خاں وعرب بیگ
ومحمد صادق ویلتمش کی فوج لیکر برانغار کی مدد کو آگئے اور رستم خاں اور سپہر شکوہ کے اور ہمراہیوں
سے لڑنے لگے۔ اس دارو گیر میں دلاور خاں خاندیسی وہادی داؤد خاں اور بعض اور بہادروں
نے پیاپے زخم اٹھا کر جان دی۔ سید حسن وسیف خاں وعزیز خاں وعرب بیگ ومحمد صادق
زخمونسے سرخرو ہوئے آخرالامر رستم خاں نے ہزیمت پائی اور سپہر شکوہ کا پائے ثبات ڈگمگایا
سپہر شکوہ و رستم خاں کے مغلوب ہونے کی خبر داراشکوہ سنکر مع فوج قول کے جو بیس ہزار سوار سے
کم نہ تھے اس غول میں پہنچا اپنے توپخانہ سے گذر کر اورنگ زیب کے توپخانہ و ہراول کے مقابل

آیا اسطرف سے بھی مقابلہ میں بہادروں نے بان و توپ و تفنگ کے گولے ایسے چھوڑے
اور پیاپے حملے صف رُبا ایسے کئے کہ داراشکوہ انکے سامنے نہ ٹھہر سکا محمد مراد کیطرف گیا
وہاں دونوں طرف سے صفیں باہم لڑیں خلیل اللہ خاں داراشکوہ کی فوج کا پیش آہنگ تھا
تین چار ہزار اور نیک کماندار اسکے ساتھ تھے یہ سب مرادبخش کے ہاتھی پر حملہ آور ہوئے دونو
طرف سے تیر برسے اور اُنہوں نے مرادبخش کے لشکر میں ایک قیامت برپا کی اور اکثر سپاہیوں
کے میدان جنگ میں پیر اُکھڑ گئے اور قریب تھا کہ تیر باران و گرز و سناں کے صدمات سے
مرادبخش کے ہاتھی کا رُخ پھر جائے تو اُسنے حکم دیا کہ ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈالدو اس حال
میں راجہ مان سنگھ نے جو راجپوتوں میں تہوری میں بہت مشہور تھا اُسنے بیش قیمت موتیونکا
سہرا سر پر باندھا اور رخت زعفرانی اُس نے اور اسکے ہمراہیوں نے پُردلی کے دعوی کے
لئے پہنا اور وہ آگے بڑھکر محمد مرادبخش کی سواری کے ہاتھی پاس پہنچا اور بے باکانہ کہا کہ تو
داراشکوہ کے مقابل میں بادشاہی کی ہوس رکھتا ہے اور مرادبخش کے ایک برچھی ماری اور
مہارت کو مہابت کے ساتھ کہا کہ ہاتھی کو بٹھا۔ مرادبخش نے اُسکے حملہ کو رد کیا اور تیر جان ستان
راجہ کے ایسا مارا کہ وہ گھوڑے سے اوندھے مُنہ گرا اور راجپوت جو اسکی ہمراہ تھے وہ مرادبخش
کے ہاتھی کے نیچے کشتہ ہوئے اور مرادبخش کے ہاتھی کے اطراف کو کشت زار زعفران اور ارغوان
کیا۔ اگرچہ عالمگیرنامہ میں درج ہے کہ اسحالت میں اورنگ زیب بھائی کی مدد کو دشمنوں کے دفع
کرنیکے لئے گیا لیکن خافی خاں لکھتا ہے کہ میرا باپ مرادبخش کا ہمرکاب تھا انتہا جنگ تک اسکی
رفاقت میں رہا اور زخمہار کاری اُٹھائے اور وہ مجھ سے یہ کہتا تھا کہ ایسا ثقہ آدمیوں کی
زبانی سُنا گیا کہ اورنگ زیب نے مکرر خبر منگانیسے اور اعدا کے غلبہ ظاہر ہونیسے چاہا کہ بھائی کی
کمک کو جائے شیخ میر مانع ہوا اور جانیکے لئے مصلحت نہ دی اور کہا کہ صبر کرو اس صورت میں
یک گز دو فاختہ کا عمل میں آنا صلاح دولت ہے حاصل کلام یہ ہے کہ عرصۂ دارو گیر میں ایک رستخیز
عظیم برپا ہوئی طرفین سے بہادروں نے بہادری اور جانفشانی کی داد دی۔ تلوار کے بیداد سے

سر تن سے جُدا اور تن کفن سے جُدا رہا۔ راجپوتوں نے بڑی بہادرانہ کوششیں کیں اور وہ اورنگ زیب کے قول پر پہنچے۔ راجہ روپ سنگھ راٹھور اپنے گھوڑے سے اُتر کر اور ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر قول کو چیر پھاڑ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے پیٹ کے نیچے جا پہنچا۔ اور حوضہ کی رسیاں کاٹنے لگا اورنگ زیب نے اُسکی یہ جُرات و جلاوت دیکھکر از راہ انصاف و جوہر شناسی نہ چاہا کہ وہ بیباک ہلاک ہو فرمایا کہ تا بمقدور اسکو زندہ دستگیر کریں لیکن ہواخواہوں نے اسکی بے ادبی کے سبب سے پارہ پارہ کیا اورنگ زیب کی آواز نہیں سنی دوبارہ دلاور و نکمتا بر میں رستم خاں آیا اور اس نے بازار جنگ کو زیادہ گرم کیا اُس سے داراشکوہ کے لشکر کی پشت گرم تھی اُس نے رستمانہ حملے کئے۔ وہ اور راجہ ستر سال و وزیر خاں دیوان داراشکوہ و سیدی یوسف خاں برادر دلیر خاں افغان گرے اور رام سنگھ بھیم پسران بیتھلداس کو اور راجہ شیو رام کے زخم کاری لگے جب داراشکوہ نے ایسے بانام و نشان سرداروں کا کشتہ و زخمی ہونا دیکھا تو وہ متوہم ہوا اور اپنے مآل کار سے سراسیمہ ہوا حیران تھا کہ کیا کروں کہ ایک بان آتش فشاں اُسکے حوضۂ فیل میں آنکر لگا تو ہاسان باختہ ہوکر ہاتھی سے ننگے پاؤں نیچے اُترا کمال اضطرار سے جوتیاں پہننے کی بھی فرصت نہ پائی بے براق گھوڑے پر سوار ہوا اس بیوقت اضطراب اور تبدیل سواری کے ملاحظہ سے سپاہ نے جب حوضۂ سواری خالی دیکھا تو لشکر کا دل بھی سے برطرح ہل گیا اور فرار کے فکر میں پڑا۔ اسی حال میں داراشکوہ کا ایک خواص کہ داراشکوہ کی کمر میں شمشیر باندھتا تھا ایک گولے کے لگنے سے اُسکا دایاں ہاتھ اُڑ گیا اور اُسکے ساتھ جان بھی اُڑ گئی۔ اس حال کے واقع ہونیسے اطراف کے ہواخواہ بھی سراسیمہ ہوے۔ ثبات قدم کو ہاتھ سے دیکر بعض متفرق ہوئے۔ بعض نے معرکہ سے جان بچالے جانے کو صلحت جانا۔ داراشکوہ نے خود سپاہ کے تفرق اور لشکر کے بے استقلال ہونیکو دیکھکر حیات مستعار کے نقد کو سلطنت نسیہ کی امید پر اختیار کیا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے دیا سپہر شکوہ نے بھی باپ کے ساتھ رفاقت کی چند شفیق رفیق طریق ہزیمت میں شریک ہوئے۔ اور اکبرآباد کی راہ لی۔ اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ مبارکباد کی دھوم مچی۔ اورنگ

ہاتھی سے اُتر کر خدا کا شکر ادا کیا پھر داراشکوہ کے خیمہ کیطرف آیا۔ سوای خیمہ و توپ خانہ کے سارے کارخانوں کی صفائی تھی وہ داراشکوہ کے خیمہ میں رونق افروز ہوا شاہزادوں اور امیروں نے نذریں دیں اور نثار کئے۔ تحسین و آفرین سے مفتخر ہوئے۔ مرادبخش کا چہرہ اور بدن تیروں کے زخم سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اس سادہ لوح بھائی کو اورنگ زیب نے اسکے جراحتوں پر اوّل چرب نرم باتوں کا مرہم لگایا اور جرّاحوں کو بُلا کر خوب علاج کرایا اور سلطنت کی مبارکباد دی اور ہزاروں تحسین کی اور رو رو کر اپنی آستین شفقت سے رخساروں سے خون پوچھا کہتے ہیں کہ جس حوضہ میں مرادبخش سوار تھا تیروں کے لگنے سے وہ سیہی بن گیا تھا اس کی زمین نظر نہیں آتی تھی اُس حوضہ کو دولت خانہ دارالخلافہ کے کارخانہ میں مرادبخش کی یادگار کے طور پر فرخ سیر کی سلطنت تک رکھا۔ اورنگ زیب کے عمدہ امیروں میں خواجہ خاں و راجہ مان سنگھ ہاڈہ اور دسنؔ اور امرا کام میں آئے۔ شاہزادہ مرادبخش کے بیس امیر مارے گئے۔ اعظم خاں جنگ کے تمام ہونیکے بعد ہوا کی حرارت اور زرہ بکتر کی گرمی سے جنگ اجل میں گرفتار ہوا۔ داراشکوہ کیطرف سے بہت امیر اور آدمی مارے گئے داراشکوہ دو ہزار سوار بے سروسامان جنمیں اکثر زخمی ساتھ لیکر شام کے وقت بیمشعل اکبرآباد میں پہنچا مگر شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسکو کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت جانتا تھا اور اورنگ زیب کو خوب پہچانتا تھا اسی لئے وہ مقابلہ کو منع کرتا تھا اگر داراشکوہ باپ کے کہنے پر چلتا تو کیوں یہ دقت اُٹھاتا۔ باپ نے کئی دفعہ نئے مشوروں کے لئے بُلایا وہ نہ گیا اُسی رات کو سہ پہر گذرنے کے بعد سپہر شکوہ اور بیوی اور بیٹے اور چند اور خدمۂ محل اور جواہر و زیور و اشرفی و طلا و نقرہ و آلات حربی کو جو ہاتھیوں و آدمیوں و خچروں پر لادسکا ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور شاہجہاں آباد کو دارالسلطنت لاہور جانے کے لئے چلا۔ آگرہ سے تیسری منزل میں وہ پانچہزار سوار جو باپ نے کمک کے لئے بھیجے تھے اُس سے ملگئے یا جو لڑائی سے بھاگے تھے وہ آنکر ملگئے۔ اورنگ زیب دہم رمضان کو سموگڈھ سے

کوچ کر کے اکبرآباد کی سواد میں بڑی دھوم دھام سے آیا تمام اعیان دولت وارکان مملکت
مع اپنے خویشوں اور منتسبون کے اطاعت کے قدمو نسے پیش آئے اور تمام امرا عظام اور
معتبر بادشاہی کی ملازمت کے گروہ گروہ آدمیوں نے اضافۂ مناصب کی طمع میں سرشتہ وفا کو
ہاتھ سے دیا اور خداوند قدیم کی رعایت کمک کو بالائے طاق رکھا۔ ان آدمیونکی اس حرکت سے
اور اورنگ زیب کے سلوک سے شاہجہاں کو ملال ہوا اُس نے اپنے مقرب افضل خاں کو
جو کہ اسرار سلطنت کا بڑا محرم تھا یہ فرمان دیکر اورنگ زیب پاس بھیجا۔ جب اس فرخندہ
کوکب برج اجلال دارالخلافہ کے نزدیک آیا اور تم کہ دوری ضروری کی مدت میں قبلۂ حقیقی
وخدائے مجازی کی ملازمت سے حرمان نصیب و بے شکیب تھے یہاں نزدیک آئے تو بحکم
استیلاء شدت شوق جو بعد فراق کو لازم اور قرب وصال کا مقتضا ہے خاطر اشرف بے
اختیار تمہارے دیکھنے کی آرزومند ہے تمکو مجھ سے محبت ہے اور میرے ملنے کا شوق بہت ہے
اسپر بھی ایسے نزدیک ہوکر مجھ سے نہیں ملے سوا سخت جانی اور سست مہری کے کیا تصور
کیا جائے اگر باپ کی طلب صادق اور تعظیم وتکریم کے سبب تم مجھ نیازمند درگاہ الٰہی سے
ملنے آؤ جسکی دوبارہ زندگی ہوئی ہے اور از سر نو عالم وجود میں آیا ہے تو البتہ دولت دیدار
سے تمتع و برخورداری پاؤگے اور مرادات صورت ومعنوی میں کامیاب ہوگے۔ جب یہ
فرمان فاضل خاں اور اورنگ زیب پاس لایا تو اُس نے اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ
مراسم سجدہ وتسلیم ولوازم تعظیم وتکریم بجالاکر عرض کرتا ہے کہ فرمان فرخندہ عنوان میرے
پاس پہنچا کہ حضور کی آرزو ہے کہ میں جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوں ان عنایات تازہ کا
شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا ع۔ ہم گر لطف شما پیش نہد گام چند۔ الحمد للہ کہ میری صدق
ارادت وخلوص عقیدت نے حضور کے دل میں تاثیر کی اور اُسکا ظہور حضور کے دل سے
ظاہر ہوا جس سے میرا گلشن امید ومراد شگفتہ وخندان ہوا اور میری مزید حیات کا سبب ہوا
امیدوار ہوں کہ اس دور افتادہ کی مواصلت کسی ساعت مسعود میں قرار پائے فی الحقیقت

حضور کی قدمبوسی برکتِ روزگار و آیت رحمت پروردگار ہے اور میں مدتوں سے اس وقت کا منتظر تھا اور اس روز کی آرزو رکھتا تھا اب میں اپنی مراد پر پہنچا کہ حضور کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو روشن کرونگا اس سے زیادہ دراز نفسی کو کوتاہ اندیشی چاہتا ہوں۔ افضل خاں نے خوش خرم مراجعت کی اور حقیقت حال عرض اشرف میں پہنچائی۔ عرضداشت پیش کی۔ باپ بیٹے کی ادب اندیشی و سعادت منشی سے بہت خوش ہوا۔ دوسرے روز باپ کو بیٹے کے ملنے کا اشتیاق اور بڑھا۔ فاضل خاں کے ہاتھ تحفے اور گرانمایہ جواہر اور شمشیر عالمگیر جس سے بہتر کوئی اور شمشیر تیموریہ نہیں سمجھی تھی اور شوق آمیز پیام بھیجے اور بہت باتیں زبانی کہلا بھجوائیں مگر جب فاضل خاں چلا گیا تو اورنگ زیب کو مفسدوں نے یہ سمجھایا کہ آپکے بُلانیسے بادشاہ کا کچھ اور ارادہ ہے۔ اسطرح اسکی خاطر کو بادشاہ سے متغیر کردیا۔ فاضل بیگ جو اس مرتبہ آیا اور اُس نے بڑی فصیح و بلیغ تقریریں حدیث و قرآن کے موافق اورنگ زیب کو سُنائیں تو اُنکا اثر اُسکے دل پر کچھ نہ ہوا۔ فاضل خاں بے نیل مقصود شاہجہاں پاس گیا جو کچھ دیکھا تھا وہ کہدیا پھر بادشاہ نے مصلحتاً اور فرمان خلیل اللہ خاں اور فاضل خاں کے ہاتھ اورنگ زیب پاس بھیجا۔ خلیل اللہ خاں بادشاہ سے کچھ آرزو کی رکھتا تھا۔ فرمان کا مضمون یہ تھا کہ فرزند ارجمند ہمیشہ میری رضامندی سے تحصیل خرسندی کرتا رہا اور خدمات پسندیدہ بجا لاتا رہا اور کبھی مرضی کے خلاف تقصیر کر نہیں راضی نہیں ہوا اب اس سوء ادب اور اسقدر بے مہری کا سبب میرے ساتھ کیوں ہے جو مستلزم بدی دارین ہے۔ یہ تمام دلگرانی اور نخش خاطر بیوجہ و بسبب معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں ہے۔ تمنے میری عیادت کی مراسم کو ادا نہ کیا اور میری کوفت جسمانی کا استفسار نہ کیا حقوق تربیت کی رعایت نہ کی مجھے تعجب ہے کہ اس تمام لاابالی کا باعث اور اسقدر سرگرانی کی علت واقع میں کیا ہوگی اگر یہ باتیں اس سبب سے ہوئی ہیں کہ ارباب غرض و عناد اور فساد نے سعایت کی ہے تو قریب ہے کہ وہ تمہارے شیمۂ کریمہ سے دور ہوجائینگی غرض پرست فتنہ انگیزوں نے میرے عنایت و اشفاق کو تمپر نامناسب لباس میں اور بدترین صورت میں ظاہر کیا ہے جو میرے دل میں کبھی نہیں آئیں۔ اگر تم خود میرے پاس آؤ اور میں وجوہ معقولہ کے ساتھ

کیفیت حال تمکو سمجھاؤں تو تمہارا اپنا دشمن کام سمجھنا گنجایش رکھتا ہے۔ تمہاری صاف دلی پر
جو کدورت بیٹھ گئی ہے وہ میں اپنے بیان سے محو کردونگا اور مطلب صحیح جسکو ناراستوں نے مفسدہ نام
رکھکر ناشائستہ وجوہ سے تمہارے خاطر نشان کیا ہے وہ سچ سچ تمہارے دلکو یقین کرایا جائیگا
جس سے رفع کلفت ہوگی ادائے پیغام اور فرمان پہنچانیکے بعد خلیل اللہ خاں کو اورنگ زیب
خلوت میں لیگیا اور فاضل خاں باہر رہا۔ ثقہ آدمی یہ کہتے ہیں کہ خلیل اللہ خاں نے شاہجہاں
کے مقصد اشرف کو ایک ناخوش لباس پہنایا اور بہت بُری طرح سے بیان کیا اور بعض اور آدمیوں
نے اُس سے اتفاق کیا جس سے وفاق کی جگہ نفاق ہوگیا اُس نے پادشاہ کے قید کرنے کی
و تسخیر قلعہ و خزانوں کے ضبط کرنے کی صلاح دی۔ اورنگ زیب نے ازروے مصلحت خلیل اللہ خاں
کو نظر بند کیا اور فاضل خاں کو جوابدیا کہ اسوقت بعض امور کے واقع ہونیسے معاملہ کا اور رنگ
ہوگیا ہے حضور کی طرف سے میری خاطر جمع نہیں ہے غالب یہ ہے کہ حضور ملازمت کے
وقت انتقام لینگے اور کسی اور بات کا قصد کرینگے اس سبب سے مجھ خیر خواہ خلایق کا آنا
نہیں ہوگا فاضل خاں نے حقیقت حال پادشاہ کے خاطر نشان کی اور ظاہر کیا کہ اب
نامہ و پیغام کی کارسازی سے کار باہر ہوگیا بہبود کی صورت نہیں ہے بلکہ اور باتوں کا
احتمال ہے پادشاہ محض اس خیال سے کہ مبادا اورنگ زیب کی اطلاع مفسد فاسد
اندیشے کریں قلعہ کے دروازوں کو بند کردیا اور اسکی حفظ و حراست پر دولتخواہوں کو مقرر کیا
رات گذری تھی کہ ایک جماعت کثیر ملازمان شاہی پناہی پائے حصار میں آئی اور محاصرہ
کے شغل میں مصروف ہوئی لیکن قلعہ استوار کا استحکام اس مرتبہ پر تھا کہ محض یورش
و نقب و بلچار سے اسپر تصرف نہیں ہوسکتا تھا اسکی خندق کا عمق پانی تک تھا اسکی
برج اور دیوار نہیں اُڑ سکتے تھے اس طرح اسکی تسخیر کا تصور دلمیں نہیں آسکتا تھا
دیواروں کی پناہ میں اور قلعہ سے دور باغوں میں آنکر توپ و تفنگ کی رد و بدل ہوتی
تھی اور قلعہ کے اندر بھی مدافعت کرتے تھے اور شرط مبالغت کو جیسا کہ مقام کا حق تھا

بجالاتے تھے لیکن اکثر نا سعادتمند محاصرہ کی تاب ایک رات دن نہ اٹھا سکے اور پانی لانیکے بہانے سے باہر نکل آئے اور جو جماعت قلعہ کے اندر رہی اُس نے حق نمک کی رعایت سے چشم پوشی کی اور چاہنے لگے کہ امان مانگ کر باہر چلے آئیں جب شاہجہان کو اُس پر اطلاع ہوئی تو اُس نے ہرچند اہل نفاق کو باوفاق بنانا چاہا مگر کچھ اثر مرتب نہ ہوا تو بادشاہ نے یہ فرمان اورنگ زیب پاس بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔

اشعار

خدائے رہست بزرگی و ملک بے انباز	بہر گرے کہ تو بینی بعاریت داد است
کلید فتح اقالیم در خزائن اوست	کسے بقوت بازوے خویش نگشاد است
گر اہل معرفتی دل بہ آخرت بندی	نہ در خزانۂ دنیا کہ محنت آباد است
جہان سراب نہاد است و عاقلان دانند	کہ روے آب نہ جاے قرار بنیاد است

تیری حاجتوں اور مرادوں کے برلانے میں بخت مساعد و اقبال موافق ہو اور ادوار چرخ و انقلاب لیل و نہار ہر وقت و ہر حال میں تیرے کام کے موافق ہوں واقعۂ حیرت افزا جو مجکو نصیب ہوا اور جس قدر کہ درت والم مجھے ہوا ہی اس سے میرا حال یہ ہی کہ کوئی آزار نہیں ہے جو میرے ساتھ کوتاہی کرتا ہو اور اقبال کسی طرح یاوری نہیں کرتا۔ کار ہا تھ سے اور ہاتھ کار سے ایسا گیا گذرا ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا تم سے اس مدت دراز میں ترک ادب و عدم مراتب کے دقائق میں سے کوئی دقیقہ ظہور میں نہیں آیا۔ باپ کی مرضی بغیر کوئی کام نہیں کیا اب ہمنے عنایت یزدانی کی توفیق سے سلطنت صوری سے گزر کر معنوی بادشاہی اختیار کی۔ خدا کے اعلام سے کیفیت زمانہ پر آگاہی پائی اور زوایۂ غزلت میں حضرت باری تعالیٰ کی پرستاری قبول کی تم کارفرمائی کی روانی جس سے کارخانۂ خدائی کو رونق ہوتی ہے اس کو اپنے سے متعلق جانو اور نظام عالم کے سررشتہ کو جو ہم سے تعلق تھا اب تم جس کو چاہو اُسکا وہو۔ پھر تم کس واسطے غرض پرستوں و کج روشوں و نارستوں کی بداندیشیوں سے خیال محال و

پندار دور از کار اس دنیا کار کھکر اپنی حد سے قدم باہر رکھتے ہو۔ یہ دنیا جو ظاہر و باطن خراب ہی اور فی الحقیقت اس کا کاروبار ایک خواب ہے بیداری کا اور سراب ہی آب سیما۔ جس سے تم نے تئیں بدنام اور ہم کو خفیف کرتے ہو اور جس کو تھوڑی عقل بھی دقیقہ یاب ہو اس پر حقیقت کی حقیت روز کی طرح روشن ہے کہ دار المکافات دنیا میں کارکنان قضا و قدر سب وقت یہ برسرِ کار رہتے ہیں۔ ماہ سے ماہی تک ہر حرکت و ہر نفس کا قیاس و شمار کرتے ہیں۔

اشعار

اے کہ وقتے نطفہ بودی در شکم	وقتِ دیگر طفل کشتی شیر خوار
مدتے بالا گرفتی تا بلوغ	سرو بالائے شدی سیمین عذار
ہم چنین تا مرد نام آور شدی	فارسِ میدان و مرد کارزار
انچہ دیدی برقرار خود نماند	وایں چہ می بینی نماند برقرار
پیش ازاں کز دست تو بیرون رود	گردشِ گیتی زمام اختیار
شکر نعمت را نکوئی کن کہ حق	دوست دارد بندگانِ حق گذار
با ولی نعمت سلوکِ نیک کن	تا ہمہ کامت برآرد کردگار

اس سبب سے کہ کہن دیر بے بقا کا دیرینہ آئین ہے کہ آخر کار رنج کا مقتضی ہے اس زمانہ بے ثبات کی رسم معہود ہے کہ ہر عافیت کی عاقبت میں رنج نوائب اور عشرت کے عقب میں عسرت ہے اس کی جمعیت سرمایۂ پریشانی و حسرت اگر روزگار کی چشم بد سے کوئی حادثہ اور حوادثِ گیتی کی دستبرد سے مجھے آسیب پہنچے تو میری جمعیت حواس میں تشویش نہیں ہوتی اور میرے ثبات و قرار میں توکل کے نیرو سے فتور نہیں آتا۔ میرا منظور نظر یہ ما فی الضمیر یہ ہے کہ ظاہر بین باطن فہم ہو کر گمراہ نہ ہوں خاص کر تم میرے فرزند سعادت کہ لیل و نہار کے انقلاب و گردش روزگار سے فارغ ہو کر ظاہر کارکشائی اقبال پر منحصر ہے جس کا وجود فی الحقیقت اعتبار نہیں رکھتا۔ سب حال میں اگر نظر دور بین منتہا مطلب پر

کار پر رکھ کر کتاب آسمانی کے احکام پر اور سنت حضرت سید المرسلین اور طریقۂ دین متین پر عمل کروگے تو حقیقت میں میں تمہارا خدائے مجازی ہوں کہ میری اطاعت معبود حقیقی کی عبادت و طاعت شمار کروگے عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہوگے۔ اس فرمان کا جواب اورنگ زیب نے یہ لکھا

فرمان عالی شان میرے پاس آیا اس میں جو مرشدانہ اندرز لکھی تھیں انکو از روے ادب اندیشی و ارادت کیشی کے تنکر قبول کیا اس کا شکریہ غائبانہ بغیر استعداد حضور کے حق الامکان ادا کیا۔ میں سن تمیز سے تعلیم الٰہی کے دبستان کا سواد خوان اور دانش کدہ فضل نامتناہی کا حروف شمار ہوں۔ اسرار مبدا، و معاد کے مراتب معرفت سے حقیقت کار کو دل سے دریافت کرتا ہوں اور روزگار بے مدار کی گردش میں بہت سے اسرار ژرف حکمتہا، شگرف سے ملاحظہ کرتا ہوں اور ہر کار کے شمار کا حساب اور چیز کی مقدار کا قیاس کرتا ہوں۔ دنیا کے بے صورت تصورات اور بے جا توہمات کو اپنا سرمایۂ انتظار نہیں جانتا اور اس کی شراب مرد آزما کے نشۂ سے سرشار ہوکر اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔ خودسری کے سرمایہ سے خیال عصیان و اندیشۂ طغیان اپنے ساتھ محرم نہیں کرتا۔ مجاری امور کو استقامت وارشاد کے طور پر جاری رکھتا ہوں اور اپنے تئیں وہی مرید صادق العقیدت گمان کرتا ہوں حضور نے وضع روزگار و گردش لیل و نہار کی گونہ شکایت تحریر فرمائی تھی اس مقام میں گفتار کی جائے نہیں ہے۔ آداب معہودہ کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ حضرت حکیم علی الاطلاق کے محکمہ کے افعال میں بہت سے حکم و مصالح مندرج ہیں کہ عقول بشر انکے سر کو نہیں پا سکتی۔ اس صورت میں حقائق آگاہ پر لازم ہے کہ پیش آمد احوال کو فوائد بسیار اور منافع بیشمار پر مشتمل جانے اور واردات تقدیر پر اعتراض نہ کرے اور اس کے بطن میں اغراض صحیحہ کو پوشیدہ جانے تسلیم و رضا کو چھوڑ کر چون و چرا نہ کرے۔ غرض اس تمہید سے ابھی حال کی کیفیت کی شرح کرلی ہے۔ جو مجھ ارادت سرشت کے امثال افعال پر نکات بعد الوقوع حضور نے لکھے ہیں وہ اب ارباب شہود و اصحاب تسویہ باطن پر اکثر صورتوں میں اور ہی عنوان سے ظاہر ہوتے

ہیں اگر حضور قواعد اندیشۂ لطیف پیشہ سے اصل کار کو مشاہدہ فرمائیں تو مجھ خیر خواہ کی حرکات سکنات
اس کعبۂ حاجات رضا کے موافق ہوئی ہیں۔ وہ کوئی برآشفتہ مغز وخفتہ خرد ہوگا کہ اس قدر
ارادت و اخلاص پر محمودۂ سعادت کا شیرازہ توڑے اور اس قبلۂ کونین کے شکر کے سوا دم مارے
اور پیر و مرشد کی اطاعت کے سوا قدم رکھے یا کوئی امر ایسا کرے کہ جو گرانی خاطر کا باعث ہو
اور خلاف مرضی کو روا رکھے۔ سررشتۂ رضا و تسلیم و آداب تعظیم و تکریم کے سررشتہ کو سر مو
کی برابر چھوڑے جس طرح کہ حضرت ولی نعمت کو مراتب عاطفت کے وقوع میں امتناع مراد
نہیں ہوا مجھ خدمت گزار کو بھی سوائے خلوص ارادت و محض صفائی اخلاص کے اور آئین
جان سپاری اور عقیدت کے کوئی امر پیش نہاد ہمت نہ ہوا اس حساب سے بخت یاری کی
سلسلہ جنبانی اور التزام گذاری کے حکم سے مراعات تربیت میں اور مراسم عنایت میں
مجھ مرید پر نوازش میں حضور نے کبھی خست نہیں فرمائی وہ احسان ہی نہیں ہے بلکہ باوجود
برادر بزرگ کی بے مددی کے اس سبب سے کہ میں حضور کی خدمت پرستی میں حضور کا رضا
رہا حضرت نے نامۂ عاطفت روز افزوں بھیجا جس سے میں نے محض استحقاق و خاکساری
کے سبب سے پایۂ والا پایا اور تمکین بخت سے بساط کامرانی پر متمکن ہوا۔ اور بھائیوں سے
علو درجات میں بڑھ گیا بہر حال زبان سے نہ میں شکر ادا کر سکتا ہوں نہ معذرت سے
ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند۔ ارادہ تھا کہ اس منشور عاطفت کو جس کے ہر کلمہ پر
اگر ہزار جان نثار کروں تو گنجائش ہے دونوں جہان کی توقیع رستگاری اور سعادت
جاودانی کا طغرا سمجھ کر کمال ارادت و عقیدت سے حرز جان جانکر خدمت میں دوڑ کر آؤں
مگر بعض امور کے واقع ہونے سے ایک طرح کا حجاب حضور سے ہو گیا ہے اور طبع اشرف
کی گرانی سے میں وہموں کا مغلوب ہو گیا ہوں اگر حضور اپنی مرحمت سے حکم فرمائیں کہ
قلعہ کے دروازے اور مداخل و مخارج مجھ مرید کے آدمیوں کے سپرد کر کے مجھے اس وہم
سے مطمئن فرمائیں تو تلافی تقصیر کے لئے میں حضور کی ملازمت میں پہنچ کر رضا اشرف

پر راضی ہوں اور کسی ایسے امر کا روادار نہیں ہوں جس میں حضرت کی خفت و تضدیع کا سبب ہو۔ جب باپ پاس یہ عرضداشت پہنچی اُس نے تمام قلعہ خالی کر دیا اور بیٹے کے ملازموں کے سپرد کر دیا۔ ان ملازموں نے مداخل و مخارج کی بست و کشاد کو اپنے ہاتھ میں لیکر اس قلعہ کے دروازوں پر اپنا تصرف کیا اور بادشاہی آدمیوں کو آمد و رفت سے بالکل منع کر دیا تمام کارخانوں اور خزانوں پر مہریں لگا دیں غرض اب وہی قلعہ جس میں شاہجہان نے فرمانروائی کی تھی اُس کا زندان بنا اور اسی زندان میں آخر عمر بسر ہوئی اس میں شک نہیں معلوم ہوتا کہ اوّل اورنگ زیب دل سے یہ چاہتا تھا کہ میں اپنے باپ کو خوش رکھوں اور اُسی کے نام سے سلطنت کروں۔ مگر جب اس کو یہ تحقیق ہوا کہ میں باپ کے دل سے دارا شکوہ کی محبت ... الفت نہیں دور کر سکتا اور اس کی خاطر میں اپنا اعتبار نہیں بٹھا سکتا تو اُس نے باپ کو اس طرح گوشۂ عزلت میں بٹھایا۔ جب تک باپ زندہ رہا اس کی تعظیم و تکریم کرتا رہا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ عہد نویس مولفوں نے تینوں عالمگیر ناموں میں مجمل حال لکھا ہے کہ اورنگ زیب نے جو شاہجہان کو گوشہ نشین بنایا تو خود شاہجہان کی یہ مرضی تھی لیکن واقعات عالمگیری میں عاقل خان خافی نے شرح و بسط کے ساتھ یہ لکھا ہے۔ اُسکے ہم فضول الفاظ چھوڑ کر ترجمہ کرتے ہیں اس سے زیادہ اصلی حال معلوم ہوتا ہے۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ جب عالمگیر ستوگڈہ میں آیا تو اس نے اسی دن ایک معذرت نامہ شاہجہان کی خدمت میں بھیجا جو صورت حال پر مشتمل تھا اور وقوع صف آرائی و قتال کا اعتذار تھا جس کی ابتدا احمق و مغرور دارا شکوہ نے کی تھی اور میرا لشکر بحکم شرع و فتوائے عقل اسکے اقدام میں معذور تھا۔ فاضل خان شاہ اور سید ہدایت اللہ اس معذرت نامہ کے جواب میں یہ شقہ شاہجہان کی طرف سے لیکر گئے بمقتضائے مشیت ایزدی تمہارے اور دارا شکوہ کے درمیان صحبت کا انجام مدوت اور ملال پر ہوا اور جو کچھ پردۂ غیب و حجاب تقدیر میں مستور تھا وہ ظہور میں آیا۔ فرمان قضا و قدر اور ارادت خالق خیر و شر میں بشر کی چون و چرا کو مدخل نہیں ہے اس سے چشم پوشی

نشاء خودشناسی وخدادانی کے فہمات سے جان کر اس امر کا اظہار کرتا ہوں جس سے میری خاطر کا تقاضا اور باطن کی تمنا یہ ہے کہ میں تمہیں دیکھوں میں اس شوق کو بیان نہیں کر سکتا تم ایک مدت دراز اور زمانۂ طویل کے بعد میرے قریب آئے ہو اور میں مرکر بچا ہوں تمہاری ملاقات کا شوق واشتیاق میرا اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے یقین ہے کہ تمہاری محبت کی بہت سی خواہش قلبی اور آرزوے باطنی زیادہ ہوگئی ہوگی اب مجھ میں انتظار کی تاب نہیں ہے اب تم سے جس قدر جلد ممکن ہو مجھے اپنا جمال دکھاؤ ع زود آ و دل تنگ مرا مونس جاں باش اورنگ زیب نے ان شقہ لانے والوں اور زبانی پیغام دینے والوں کو بھاری خلعت عنایت کئے اور شقہ کے جواب میں یہ عرضی انکو دیکر رخصت کیا۔

سجدہ وسلام کے مراسم اور تعظیم وتکریم کے لوازم بجالاکر عرض کرتا ہے کہ حضور کا فرمان میرے پاس پہنچا جس میں حضور نے مجھے بہت جلد طلب فرمایا ہے۔ اس مضمون اشتیاق سے میں نہایت شگفتہ خاطر ہوا اس عنایت تازہ ومرحمت بے اندازہ کا شکر تحریر وتقریر سے باہر ہے لفظ ومعنی کی دستگاہ کی تنگی سے کیونکر اپنی زبان سے بیان کر سکتا ہوں ؎ ہم مگر لطف شما پیش نہد گامے چند۔ الحمدللہ کہ میرے صدق ارادت وخلوص عقیدت نے حضور کے دل پر اثر کیا اور حضرت ظل سبحانی کی کمال عنایت سے میرا گلشن مراد شگفتہ وخنداں ہوا اب میں اُمیدوار ہوں کہ وقت مسعود وساعت سعادت آمود مقرر کی جاے کہ اس میں قدمبوسی حاصل کروں اور حضور کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو روشن کروں اس سے زیادہ حد نفسی کوتہ اندیشی ہے۔

عاقل خان اور مصنف عمل صالح کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اورنگ زیب کا ارادہ باپ کے پاس جانیکا تھا مگر بعض اُس کے مصاحبوں نے شاہجہان پاس جانے سے اس کو ڈرایا۔ فاضل خان دوسرے روز پھر خوش آیا اور باپ کی طرف سے تختۂ تلوار عالمگیر کو دیا مورخ لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب کے رفیقوں نے اس کو ایسی فال مبارک جانا کہ اسے

نام کو القاب شاہی کا ایک جزو قرار دیا اب کی دفعہ بھی اورنگ زیب نے ادب اور اطاعت کی باتیں بنائیں مگر بادشاہ پاس جانے سے انکار کیا جس کو فاضل خان نے بادشاہ سے جا کر کہا تو اُس نے ایک اور شقہ لکھا اور اس کی بدگمانی دُور کرنے کے لئے خلیل اللہ خاں کو افضل خاں کے ساتھ بھیجا۔ **شقہ ثانی**۔ باوجودیکہ میں نے تجھکو ناز و نعمت کے ساتھ پرورش کیا اور بہت سی نوازشوں سے تربیت و تلقین و تعلیم کیا اور مناصب بلند و مراتب ارجمند پر فائز کیا۔ ان حقوق کو اور اطیعوا الاولامر کے حقوق کو جنکی اطاعت خدا کے حکم سے واجب و لازم ہی اور کلام ربانی و کتاب آسمانی اس پر ناطق ہے تو نے چھوڑ دیا باوجودیکہ تو نے اپنی عمر رضاجوئی و نیک نامی و حق شناسی و خداداني میں صرف کی ہے مجھے تجھ سے یہ بہت بعید معلوم ہوتا ہی کہ تو نے میری مہربانی اور شوق کی جو تیرے دیدار کا ہی قدر نہ جانی اور صاحب اغراض فاسدہ کے بہکانے سکھانے میں آگیا ؎ دود شوندار بدامنے برسند + باد شوندار بچرانے برسند۔ اور میرے پاس نہ آیا خدا و رسول کے سامنے شرمندہ ہونے کا خیال نہ کیا۔ زنہار اے فرزند اس کام پر جرأت نہ کر جس کا نتیجہ ندامت و پشیمانی ہے ؎

اے خلف از رہِ مخالف بہ تاب	تیغ بیفگن کہ منم آفتاب
گر ز خود ایں نقش گرفتی بدست	سوے خدا بین و شو خدا پرست
ورز بد آموز شد ایں رہ پدید	گفت بد آموز بنا یدشنید
گرچہ کنی دعوی دانش و لیک	نیک بدانم کہ نہ دانی تو نیک
چوں تو شب و روز ادب افزوں کنی	بے ادبی ہا چو منے چوں کنی
گرچہ جوانی ہمہ فرزانگی ست	ایں نہ جوانی ست کہ دیوانگی ست
اے پسر ار چہ پسری در خوری	لیکن مکن با پدران سروری
بر سرِ خوان آئے کہ ہم تو شۂ	یاد نمک کن کہ جگر گوشۂ
خون منی و دل من مہر جاست	جوشش بسیار مکن زیر پوست

جب افضل خان اور خلیل اللہ خان دونوں اورنگ زیب پاس گئے تو خلیل اللہ خان کو جو اس
جس نے جاکر یہ کہدیا کہ وہاں آپ ہرگز نہ جائیے آپ کی نسبت بُرا ارادہ ہے۔ بادشاہ کے قید
کر لینے کی صلاح دی اور اپنی درخواست سے بظاہر نظر بند ہو کر یہیں رہ گیا کہ خلقت میں بدنامی
نہ ہو۔ شاہجہان نے فاضل خاں سے جب یہ سب ماجرا سُنا تو اس سے خوف ہوا کہ میرے ساتھ
یکایک کچھ اور سلوک نہ کیا جائے قلعہ کے دروازوں کو بند کر دیا جس کی خبر پہنچتے ہی اورنگ زیب
کے سرداروں فوالفقار خان اور بہادر خان نے آکر قلعہ کا محاصرہ کیا قلعہ کی دوہری فصیل
اور اسکے گرد خندق عمیق تھی۔ یہ نہ سرنگ سے اُڑ سکتا تھا نہ حملہ اس پر کارگر ہو سکتا۔ اس لئے
اہل قلعہ کو پیاسا مار کر مغلوب کرنا چاہا۔ قلعہ میں پانی جانے کا رستہ بند کیا۔ اورنگ زیب کے آدمیوں
نے قلعہ پر جاکر گو بہت سر مارا مگر اُس کا بال بیکا نہ ہوا سردار اور سپاہی قلعہ کے نزدیک کھائیوں
اور دیواروں اور درختوں کے نیچے آڑمیں بیٹھے اور طرفین سے توپ بندوق چلاتے۔ بادشاہ
کے بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کے ساتھ گٹھے ہوئے تھے۔ چھوٹے سردار اور آدمی
تنگ حلالی کر کے خوب مقابلہ کرتے تھے۔ اکثر بڑے بڑے منصبدار تو دریا سے پانی لانے کے
بہانہ بنا کے باہر جاکر اورنگ زیب کے آدمیوں سے مل گئے گرمی کا موسم تھا توپیں چل رہی
تھیں آگ کی سخت گرمی سے اہل قلعہ لاچار ہوئے۔ بادشاہ نے یہ حال دیکھکر متاسف ہو کر
اور فاضل خاں کی معرفت یہ تحریر اورنگ زیب کو بھیجی۔

خدا تعالیٰ تیرے کوکب اقبال کو روشن رکھے۔ سپہر نیرنگ ساز کی کجبازی اور روزگار کی
کی ناسازی سے ایسا امر جو تصور تعقل میں نہ آتا تھا عین الیقین مشاہدہ ہوا۔ تو نے حق
فرزندی کو یکبارگی چھوڑ دیا۔ میرے آتش شوق پر نظر نہ کی۔ حقوق ابوت و تربیت سے
چشم پوشی کی۔ ہماری ایذا اور ضرر کو جو دنیا کی بدنامی کا موجب اور ناکامی عقبیٰ کا سبب
ہے سہل اور آسان گمان کیا روز شمار کی باز پرس سے غافل اور بے خبر ہوا تو قیامت
اس حق نشکنی کا کیا جواب دیگا ؎

پیش کہ گویم ز خودت شرم باد	کز پیِ خونِ خودم اندر فتاد
بندہ کہ با شاہ بود کینہ جو	خلق چہ گویند تو ہم خود بگو
ورز تو در قلب من آید غبار	ہم تو شوی در رخ خود شرمسار
باش بکامم کہ بکامِ تو ام	زندۂ و نازندہ بنام تو ام
بہر خدا صورتِ خویشم نما	روے مگردان و بترس از خدا

تجھے لائق یہ ہے کہ تو اپنی صف شکنی و کشور کشائی پر مغرور نہ ہو اور زمانہ کی سازگاری اور روزگار کی رفاقت پر تکیہ نہ کر کہ یہ چرخ پرنیرنگ و جہان دورنگ اصلا اعتماد کے لائق نہیں ہے اس پیمان شکن بدعہد سے قطعاً وفا نہیں ہوتی۔ اس صورت میں عقل یہ چاہتی ہے کہ ایسا کام تو نہ کرے کہ جس سے اس دودمان عالی شان میں فتور آئے۔ ہماری سلطنت تمام عالم میں مشہور ہے اس کے حفظ ناموس میں تو کوشش کر جس سے تیری نیک نامی صحیفۂ روزگار و صفحۂ لیل و نہار پر ثابت و پائدار رہے۔ اس کے جواب میں اورنگ زیب نے یہ عریضہ بھیجا۔

للہ الحمد والمنۃ کہ میں نیازمند درگاہ شہنشاہی ابتدار شعور و تمیز سے ابتک بہ اندازۂ امکان بشری و طاقت انسانی حضور کی ارادت و اعتقاد و صدق سداد میں مقصر نہیں رہا اور حضور کی استرضاء خاطر میں کوشش کرتا رہا۔ عبودیت و جانفشانی کی راہ سے انحراف جائز نہیں رکھا اور نہ رکھتا ہے۔ بندگی و عقیدت میں ثابت و راسخ ہے۔ لیکن ارادت ازلی اور مشیت لم یزلی سے ایسے مقدمات ظہور میں آئے کہ بمقتضاے طبیعت بشری واہمہ و ہراس کا مغلوب ہوا اسکی جرأت نہ ہوئی کہ اطمینان قلب و جمعیت باطن کے ساتھ حضور کی ملازمت کا عازم ہوتا مجھے حضور کی قدمبوس کا حد سے زیادہ شوق ہے اگر آپ آئین مریدنوازی مرعی فرمائیں تو حکم والا نفاذ ہو کہ اول قلعہ میں میرے کچھ آدمی داخل ہوں اور ملازمان سرکار جو مداخل و مخارج کی محافظت کر رہے ہیں انکی جا وہ مقرر ہوں اور عنایت خسروانی سے وہ قلعوں کے دروازوں کی حراست سے اختصاص پائیں تو یہ جان سپار خاطر جمعی سے

حضور کی خدمت میں حاضر ہو اور زمین بوس سے مشرف ہو اور اپنی تقصیرات کے عذرات بیان کرے اگر یہ ہو تو غایت مریدنوازی ہوگی۔

شاہجہان نے اورنگ زیب کی یہ درخواست پڑھکر حکم دیدیا کہ قلعہ سے باہر سب میرے نوکر چلے جائیں اور قلعہ کے دروازے کھولدیئے جائیں۔ روز جمعہ ۱۱ رمضان ۱۰۶۸ھ کو قلعہ میں شاہزادہ محمد سلطان مع ذوالفقار خاں و شیخ میر و بہادر خان و اسلام خان داخل ہوگئے جب اس قلعہ کے حوالہ کرنے پر اورنگ زیب باپ کی خدمت میں نہ آیا تو بیگم صاحب باپ کا پیغام لیکر بھائی کے لشکر میں آئیں۔ دستور کے موافق استقبال تو نہ ہوا مگر اورنگ زیب نے کہلا بھیجا کہ آپ محل سرائے میں جائیں میں وہاں آتا ہوں۔

محلسرا میں بھائی بہت اچھی طرح ملا۔ بہن نے باپ کا شوق ظاہر کیا جو باپ سے ملنے کا تھا بعد اس کے یہ پیغام دیا کہ حضرت ظل الٰہی کی شاہانہ مرضی یہ ہے کہ دارا شکوہ کو ملک پنجاب مع اس کے مضافات کے عطا فرمائیں اور مراد بخش پاس گجرات اور شجاع پاس بنگالہ بدستور برقرار رہے اور ملک دکن محمد سلطان کو عنایت کریں اور شاہ بلند اقبال کا خطاب اور باقی کل ممالک محروسہ کی ولیعہدی کا منصب عالی آپ کو مبارک ہو اب اس بات کو آپ قبول فرمائیں اور غرضمندوں کی باتوں پر نہ جائیں وسوسہ و دغدغہ کے بغیر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں چلئے اور ان کی خاطر مشتاق کو اپنے دیدار سے مسرور کیجئے اورنگ زیب نے دارا شکوہ کی عداوت کی شکایتیں کیں اور ان درخواستوں کو قبول نہ کیا اور صاف کہدیا کہ جب تک دارا شکوہ کے معاملہ کا فیصلہ نہ ہوگا میں حضور میں حاضری کی جرأت نہیں کرسکتا بیگم صاحب یوسانہ اندوہناک یہ جواب لیکر آئیں اس کے بعد پھر اس طرح کے پیام سلام ہوتے رہے۔ آخر کار گفت و شنید کے بعد اورنگ زیب تیسرے دن باپ کے پاس جانیکے لئے سوار ہوا شائستہ خان اور شیخ میر نے سامنے سے آکر عرض کیا کہ حضور کا یہ جانا عقل و دور اندیشی سے بعید ہے اس سے احتراز فرمائیے۔ جب قلعہ پر خدا کے فضل سے عمل دخل ہے

اور اعلیٰ حضرت کا اقتدار و اختیار کچھ نہیں ہے تو ضرورت کیا پڑی ہے کہ آپ محل خطر میں جائیں۔ اس سے حاصل کیا ہے۔ اس سمجھانے سے وہ اُلٹا چلا آیا۔ بادشاہ کے جانے نہ جانے کے باب میں یہ گفتگوئیں ہو ہی رہی تھیں کہ بادشاہ کا شقہ دارا شکوہ کے نام کا ماہر دل نے پیش کیا جو بادشاہ نے اُس کو اپنا چیلہ سمجھکر اور نہایت معتمد و معتبر جانکر اس کو دیا تھا کہ دارا شکوہ پاس بہت جلد دلی پہنچا دے۔ اس شقہ کا حاصل یہ تھا کہ دارا شکوہ شاہجہان آباد میں ثبات قدم اختیار کرے وہاں خزانہ اور لشکر کی کمی نہیں ہے۔ ہرگز وہاں سے آگے نہ جائے کہ ما بدولت یہاں مہم کا فیصلہ فرماتے ہیں۔ اس فقرہ نے اورنگ زیب کو دولت خواہوں کی بات کا یقین دلا دیا پھر اُس نے باپ پاس جانے کا ارادہ بالکل چھوڑ دیا۔ بیگم صاحب کے آنے کے بعد جعفر خان وزیر۔ حکیم تقرب خان اور رائے رایان راجہ رُگناتھ دیوان سلطنت مع عملہ و فعلہ دیوانی آگئے تھے تو پھر اورنگ زیب نے ایک شاندار دربار عام کیا۔ مسند پر تو شاہزادوں کی طرح بیٹھا اور ندیں شاہانہ طور پر حسب امراء و منصبداروں سے لیں۔ پھر شان و شکوہ کے ساتھ ہاتھی پر سوار ہو کر دارا شکوہ کی حویلی میں چلا گیا۔ محمد سلطان نے باپ کے حکموں سے تمام بادشاہی خزانوں کارخانوں توشہ خانوں کو سر بمہر کر دیا۔ ۲۱ رمضان کو شاہجہان ایسا قیدی ہو گیا جس کی تاریخ عاقل خاں نے بھی کہی فاعتبروا یا اولی الابصار

جب شاہجہان بے اختیاری کے سبب سے قلعہ اکبرآباد میں گوشہ گزیں ہوا تو اُس نے دن رات کو وظائف و طاعات و عبادت و ادائے فرائض و سنت میں تقسیم فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کرتا اور اس کی آیات کو لکھتا۔ اور ان کو پڑھتا۔ احادیث اور بزرگان سلف کا حال سُنتا اور داد و دہش و بخشش و بخشایش کرتا اور تعجب یہ ہے کہ اکثر اوقات تعلقات ظاہری کے قطع علائق کا ذکر کرتا اور اس مرحلہ فنا سے کوچ کرنے کو اپنی خوشی بتاتا۔ روز یک شنبہ ۱۱ رجب ۱۰۷۶ھ کو تیل ملنے سے بدن میں حرارت پیدا ہوئی اور حبس بول و پیچش شکم کا عارضہ عارض ہوا اور اس آزار سے گیارہ روز وہ صاحب فراش

شاہجہان کی علالت نشینی اور وفات

نوروز بعد بند ابن جراح کے علاج سے پیشاب کھل کر آنے لگا۔ مگر ضعف بہت قوی ہوا ہونٹ و زبان خشک رہنے لگے اُس کو اپنی موت کا یقین ہوا اور اپنے اسباب تجہیز و تکفین کو خود ترتیب دیا اپنے ساری بیٹیوں کو بُلایا اور اُن کی تسلی و تشفی کی اور اُن سے آیات قرآنی پڑھوائیں اور خود کلمۂ شہادت پڑھا۔ اور آیۂ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ پڑھکر شب دوشنبہ ۲۶ رجب ۱۱۱۷ھ کو انتقال فرمایا نعش کو ارکان دولت و اعیان حضرت نے دولت خانہ سے روضہ تک دوش بدوش پہنچایا تمام اکابر و اعالی و اہالی اکبرآباد و تمام اشراف و اعاظم و ائمہ موالی اطراف و کل فضلاء و علماء و ارباب ورع و تقویٰ و اصحاب عمائم سر و پا برہنہ نعش کے آگے کلمہ اور تسبیح پڑھتے ہوئے چلتے تھے۔ سیم و زر نعش پر نثار ہوتا تھا۔ عالمگیر ثانی شاہجہان آباد میں تھا اور بیگم صاحب سب طرح سے بے اختیار تھیں اور کارکامدار اوروں کے ہاتھ میں تھا آخر شب کو شاہ بُرج کے زینے سے روضہ میں پہنچایا۔ جنازہ کی نماز کے بعد دوپہر کو اس زندہ دل بادشاہ کو زمین کے اندر دفن کیا سارے شہر اور اہل حرم کو بادشاہ کے مرنے کا غم تھا مگر بیگم صاحب کے ملال کی کچھ حد نہ تھی۔ عمل صالح میں تو مرنے کا حال یہ لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ میں یہ تحریر ہے۔ بادشاہ نے ۳۱ سال سلطنت کرکے امور دنیا کے اشتغال کو ترک کیا اور گوشہ نشینی و تجرد کو اختیار کیا۔ بقیۂ عمر جمعیت خاطر اور توجہ باطن سے طاعت و عبادت و یزدان پرستی میں ختم کی۔ اس سانحۂ عظیم کا بیان یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے عارضہ کو جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے اشتداد اور امتداد ہوا اور ضعف و ناتوانی طبیعت پر غالب ہوئی۔ امراض مختلفہ و عوارض متضادہ لاحق ہوئے کہ جن میں سے ایک کا معالجہ دوسرے کے ازدیاد کا سبب ہوتا تھا قوی کے کمال اختلال سے رعشہ و اختلاج عظیم اعضا میں پیدا ہوئے۔ روز بروز بدن کی کاہش اور مرض کی افزائش ہوئی۔ اطبا کی تدبیرات اور ادویہ کا استعمال اور تناول اشربہ و اغذیہ کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوا اور صحت کی کوئی صورت نہ ہوئی تو اوائل شب دوشنبہ

۲۶ رجب کو مرض تزائد ہوا مرنے کے آثار نمودار ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے توفیق اور ایمان کی قوت سے اس حال میں دل کو خدا کی طرف متوجہ کیا اور خاطر کو غیر حق سے خالی کیا اور مکرر کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا بیگم صاحب اور اور مستورات کو زاری و گریہ سے منع کیا اور سوگواروں کو تسلی دی ایک لمحہ کے بعد انتقال فرمایا۔ حد سے زیادہ سب چھوٹے بڑوں کو ملال ہوا بعد اس حادثہ کے ملکہ جہان بیگم کے اشارہ سے رعد انداز خان قلعہ دار اور خواجہ پھول غسلخانہ میں حاضر ہوئے۔ قلعہ کے دروازوں کی کھڑکیاں کھلیں سید محمد قنوجی اور قاضی فرمان تجہیز و تکفین کے لئے بلائے گئے انہوں نے آنکر صوم و صلوٰۃ جو قضا ہوئے تھے اُن کے واسطے ایک زر خیطر مقرر کیا۔ پھر برج متمن میں جہاں انتقال ہوا تھا وہ گئے اور لاش کو غسل دیا اور صندل کے صندوق میں بند کیا اور برج مذکور کے نشیب دروازہ کو جو بند تھا کھولا نعش کو شائستہ آئین سے قلعہ سے باہر نکالا اور دروازہ شیر حاجی سے جو اس دروازہ کے محاذی تھا حصار سے باہر نکالا۔ ہوشدار خان صوبہ دار مع بندہائے پادشاہی کے ہمراہ ہوا۔ صبح کا وقت دریا کے کنارہ پر لائے روضۂ ممتاز محل میں لے گئے۔ سید محمد و قاضی قربان نے جنازہ کی نماز پڑھی اور نعش کو گنبد کے اندر دفن کیا۔ تاریخ وفات ایک شخص نے شاہ جہان وفات کرد کہی۔ بحساب قمری شاہجہان کی عمر ۷۶ سال ۳ ماہ و ۲۷ روز تھی اور بحساب شمسی ۷۴ سال ۳ روز کم اور ایام فرمانروائی بحساب شمسی ۳۰ سال ۴ ماہ ۱۸ روز۔ دادا کے مرنے کی اوا خر شب میں شاہزادہ معظم آگرہ سے ۷ کوس پر پہنچا تھا۔ بادشاہ کے حکم سے آگرہ آتا تھا اوائل روز میں شہر میں وہ آگیا۔ دوسرے روز اُس نے بیگم صاحب اور مستورات پاس جاکر تعزیت کی۔ حکم کے بموجب وظائف خیرات و مبرات و ختمات قرآن کی تقدیم ہوئی اور مکرر مولود کی مجلس منعقد ہوئی اور اہل استحقاق و صلحا و علما اور سید محمد قربان کو بہت کچھ ملا۔ ۲۶ کو اس سانحہ کی خبر قاصدوں نے عالمگیر کو پہنچائی یہ خبر سنکر بے اختیار رونے لگا اور اس پر قلق بیقراری اور کمال تاثر و سوگواری کے آثار نمودار ہوئے۔ اس قدر آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوئے کہ وہ بے طاقت ہوگیا۔ اور شہزادوں

اور امرا نے بھی اس کے ساتھ ماتم کیا اس نے حکم دیا کہ آیندہ سے حضرت صاحبقرانی کو کوئی فردوس آشیانی کہا کریں اور یہی نام فرامین و منشیر میں لکھا جایا کرے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ میں بوقت مرگ باپ کے دیدار سے سعادت اندوز ہوتا لیکن یہ قسمت میں نہ تھا اسکی عوض میں اب میں اکبرآباد میں باپ کے مزار سے مشرف ہونے کے لئے جاتا ہوں۔ ۲۵ شعبان کو وہ روانہ ہوا اور ۲۰ کو دارالخلافہ میں آگیا۔ دوسرے روز بادشاہ کے مزار کی زیارت کی اور بہت رویا۔ بارہ ہزار روپیہ مجاوروں کو دیا قلعہ میں جاکر بیگم صاحب اور اہل ماتم کا لباس ماتمی اتروایا اور بیگم صاحب کی ایسی خاطر کی کہ اس کے حکم سے سب امرا و شاہزادوں نے بیگم صاحب کو نذریں دیں اور وہ کورنش بجالائے۔ بیگم صاحب نے سب امرا کو ہزاری تک خلعت عنایت کئے۔ اور ہمشیرہ کی دلجوئی کے لئے ملاقات کو گیا وہ بھی پاانداز و نثار بجالائی۔ بادشاہ ہر روز باپ کے مزار کی زیارت کو گیا اور مولود کی مجالس کو منعقد کیا اور شاہجہان آباد سے مستورات کو بلایا۔

شاہجہان اور عالمگیر کے درمیان نوشت جات گلہ و شکوہ آمیز معذرت و خشونت کے بھیجے گئے ان سب کی نقل تو ہم نہیں کرسکتے نہ شاہجہان کے خطوط کا مسودہ کہیں ہمکو ہاتھ لگا لیکن جو خطوط کہ آداب عالمگیری میں موجود ہیں ان کا ترجمہ فضول الفاظ کو چھوڑ کر لکھتے ہیں اسسے معلوم ہوجاتا ہے کہ شاہجہان نے عالمگیر کو کیا لکھا تھا (۱۲) شاہجہان نے عالمگیر کو خط لکھا تھا کہ خواجہ سرا چٹھی نویس کو وہ بھیجدے اس کے جواب میں عالمگیر نے یہ خط بھیجا۔

مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کے جواب میں جو فرمان والاشان اپنی قلم مبارک سے لکھکر حضور نے صادر کیا تھا وہ نجم شہر حال کو میرے پاس پہنچا اس تحریر نے دیدہ کو نور اور دل کو سرور بخشا۔ خدا کا احسان ہے کہ حضور کی ذات فائض البرکات صحت و عافیت سے ہے۔ پیر دستگیر سلامت (شاہجہان) حکم قضا و قدر سے میں مجبور ہیں مشیت الٰہی سے ایسے ورطہ خطرناک میں پڑا اور کتنی ظاہر و باطن کی کلفتوں میں مبتلا ہوا

اورنگ زیب کے نوشتہ جات جو شاہجہاں کو اسکے قید کی حالت میں بھیجے

اپنی خجالت و انفعال حال کو کیا عرض کروں کہ وہ حضور پر ہویدا نہ ہو میں ہمیشہ درگاہ ایزدی سے سوال کرتا رہتا ہوں کہ میری خطاؤں کی عذر خواہیوں میں حضور کی خاطر کی استرضا کی توفیق اور تلافی و تدارک مافات عطا ہو کہ میں ایسی خدمت بجالاؤں کہ قبلہ و کعبہ حقیقی کی خوشنودی کا سبب ہو اور حضرت کی ذرہ پروری و بندہ نوازی سے اُمید رکھتا ہوں کہ مجھ گنہگار کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں کہ مجھے توفیق حسنات اور خدمت گزاری دلی نعمت حاصل ہو۔ تجویز اور بعض امر کا ظہور جو پہلے اس سے لکھا گیا ہے وہ اضطراری ہے اور اس سبب سے کوئی شرمندگی ایسی نہیں کہ مجھے نہ ہو خواجہ سرائے چٹھی نویس سے جس وقت کام ہو اسکو حکم ہو کہ وہ سعادت خدمت حاصل کرے

(۲) یہ دوسرا خط ان دنوں کا ہے کہ اوّل دفعہ شجاع نے عالمگیر سے ہزیمت پائی ہے۔ اور قرار ہوا ہے اور ابھی دارا شکوہ گرفتار نہیں ہوا کہ عالمگیر نے قاصدوں کی گرفت و گیر کی ہے تو شاہجہان نے عالمگیر کو نصیحت اعتراض آمیز لکھی تھی اور آبدار خانہ و غسلخانہ جو شاہجہان کے لئے بند ہو گیا تھا اسکے باب میں کچھ لکھا تھا اور اتفاقات سے ان ہی دنوں میں خط ہندوی شاہجہان نے شجاع کو لکھا تھا اور وہ عالمگیر کے ہاتھ آگیا تھا اس کا جواب عالمگیر نے خود یہ لکھا تھا۔ اداے مراسم عقیدت و عبودیت کو ادا کر کے عرض کرتا ہے کہ بہت دنوں کے بعد صحیفہ خط خاص سے لکھا ہوا صادر ہوا وہ میرے پاس پہنچا اس کے مطالعہ سے سرمایہ سعادت حاصل کیا جو کیفیت کہ لکھی تھی وہ واضح ہوئی۔ حضور نے استفسار فرمایا ہے کہ خطوط کی گرفت و گیر کیوں ہوتی ہے۔ حضور کی خاطر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس مرید نے ان مراتب کے ابتداے حال اور آغاز و قوع میں کہ تقدیر ایزد متعال سے ظہور میں آئے یہ اعتقاد کیا کہ اعلیٰ حضرت عقل کل ہیں اور اکثر روزگار کے پست و بلند کے تجربوں میں اوقات گرامی گذرے ہیں تو شاید ان امور کا ظہور قضا و قدر سے سمجھکر میری شکست کار میں اور اوروں کی رونق بازار میں جو ارادت الٰہی میں نہیں ہیں کوشش نہ فرمائینگے۔ یہ سلوک مستحسن اس طرح قرار دیا تھا اور چاہتا تھا کہ شورش کے دفع ہونیکے بعد خاطر والا کی استرضا کے اہتمام میں مال و جان سے کمربستہ ہوں اور اس وسیلہ سے

سعادت دارین حاصل کروں۔ ہرچند سنتا تھا کہ غبار فساد کا ارتفاع اور مہمات عباد کی برہم خوردگی
حضرت کی تحریک سے ہے اور بھائی حضور کے فرمانے سے دست و پا زنی کرتے ہیں لیکن میں اس
پر کان نہیں لگاتا تھا۔ شاہراہ عقیدت سے انحراف کا خیال نہ کرتا تھا لیکن اس سبب سے کہ حضرت
بے توجہی کے اخبار ہمیشہ متواتر سنتا تھا چنانچہ یہ امر اس سے ظاہر ہے کہ خط ہندوی میں جو
شجاع کو قلمی ہوا تھا جس سے جان و مال اسی کے سر پر خراب ہوا۔ تو یقین حاصل ہوا کہ حضرت
مجھے نہیں چاہتے ہیں جو کچھ ہاتھ سے کھو چکے ہیں اس کو پھر ہاتھ میں لاکر مستقل رکھنا چاہتے
ہیں اور احکام دین متین کے اجرا میں اور مہمات مملکت کے انتظام میں جو میں سعی و تردد کرتا
ہوں اسکو ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ امرا اس طریق و فکر سے باز نہیں آتے اور اس پر مصر ہیں
میں لوازم حزم و احتیاط کی مراعات میں مشغول ہوکر اور مفسدہ ہائے متدارک کے
سے اندیشہ مند ہوکر جو میرا دل چاہتا تھا وہ قوہ فعل میں نہ لاسکا اور میرے اس صدق دعوے
کا خدا شاہد ہے۔ اس صورت میں اس وقت میری جمعیت خاطر ہوگی کہ وہ فتنہ جو جنوں سے
دوبارہ اپنے لئے بیعزتی مقرر کی ہے اور بھاگ گئے ہیں ممالک محروسہ سے باہر جائیں یا توفیق
الٰہی دستگیر ہوکر برادر سوم کے پاس بیٹھیں ؎ سر وارث ملک تابر تن است ۔ تن ملک
فتنہ پیرہن است۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب دشمنوں کا کام ان دو وجہ سے کسی ایک وجہ سے
ہوجائیگا تو اس قدر احتیاط عبث کیوں کرونگا آب دار خانہ کے باب میں جو قلمی تھا اس وقت
حضرت ہمیشہ محل میں رہتے ہیں غسل خانہ میں آب خاصہ کی ضرورت کیا ہے کارخانہ ملبوس پر جو تم
ہوئی تھی اس کا سبب یہ تھا کہ خواجہ معمور کا انتقال ہوگیا تھا اب دوسرا شخص اس کی جگہ مقرر
ہوگیا ہے پوشاک مبارک بدستور سابق بے تعلل پہونچے گی۔

(۳) میرا خط اس خط کے جواب میں عالمگیر نے لکھا ہے جو بادشاہ نے تقصیرات عفو کرنے کے
میں لکھا تھا اور اسکی ساتھ قدرے جواہر و پوشاک عالمگیر کے پاس بھیجی تھی جو داراشکوہ محل میں
چھوڑ گیا تھا۔

بعد آداب وظائف عبودیت عرض کرتا ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں والا فرمان عاطفت عنوان صادر ہوا تھا وہ سعد زمان اور بہترین ساعات میں صادر ہوا زلات و تقصیرات عفو کی مزید سے بہت خوشی حاصل ہوئی قبلہ فیض بخش پیر و مرشد پذیر کے لطف عمیم کا امیدوار المتوسل اعلیٰ حضرت نے بمقتضائے انصاف و قدردانی انتقام پر عفو کو ترجیح دی مجھ سراپا گناہ روسیاہ کو دونوں جہان کے اندوہ و ملال کے گرداب سے نجات بخشی۔ کرم ایزدی سے امید واثق ہے کہ اس کے بعد بموجب مصلحت کے کوئی امر ایسا جس کا واقع ہونا نہیں چاہئے مجھ سے ظہور میں نہیں آئیگا۔ خدا غیب دان ہے جس کو کذب و دروغ پر گواہ کرنا اہل اسلام کے نزدیک کفر ہے اور اور تمام مذہبوں اور دینوں میں مذموم ہے وہ جانتا ہے کہ یہ مرید ہرگز ارباب نفاق کی تجویز سے مرضی طبع مقدس کے خلاف مرتکب نہ ہوا نہ ہے اور اپنے تئیں حضرت کا نائب سمجھ کر اس خدمت و امر خطیر پر قیام کرتا ہے لیکن اظہار نیابت میں اوضاع مملکت و ملت کا انتظام و تسلی رعیت ممکن نہ تھی اس لئے ناگزیر پاس ملک و حال رعایا کے سبب سے چند روز کے لئے اس طرح کا سلوک اختیار کیا گیا جو میرے دل میں کبھی نہیں آتا تھا۔ خدا آگاہ ہے کہ اس وجہ سے کس قدر مجھے شرمندگیاں ہوئیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب مملکت میں امنیت ظاہر ہوگی فتنے کا غبار بیٹھ جائیگا تو کل خاطر اشرف کے مرغوبات بوجہ احسن و بلوجہ صورت پذیر ہونگے مجھ مرید نے جب اپنا خلاصہ عمر اعلیٰ حضرت کی رضاجوئی و نیکو خدمتی میں صرف کیا تو پھر مزخرفات دنیویہ ثانیہ پر کیونکر راضی ہوسکتا ہے کہ حضرت کے اوقات فرخندہ سمات جمعیت خاطر کے ساتھ نہ گزریں اعلیٰ حضرت کی تحصیل خرسندی کے لئے جان و مال و عیال نثار ہیں میں نہیں چاہتا کہ مردم محل خدمت وافی سعادت سے جدا ہوں اس سبب سے کہ شجاع نے قدر عافیت نہ جانی اور الہ آباد کا قصد فاصد کیا اور شورش اٹھائی۔ میں نے بھی بادشاہزادہ کلاں کی طرف سے قدرے خاطر جمعی حاصل کرکے ایک دم فرصت نہ لی اور تائیدات الٰہی اور نصرت بخش حقیقی کی تائیدات پر توکل کرکے ۱۲ شہر حال کو ان حدود کی طرف متوجہ ہوا امیدوار ہوں کہ توفیق الٰہی اور اعانت حضرت رسالت پناہی اور حضرت پیر دستگیر کی توجہ باطنی سے عنقریب اس کام سے فارغ ہوکر اصلاً کسی ایسے امر کا مرتکب

تہ ہو بھلا جس میں مرضی مبارک نہ ہو۔ حضرت پر ظاہر ہے کہ سبحانہ تعالیٰ اپنی ودائع کو اس شخص کے سپرد کرتا ہے کہ وہ رعایا کے حال کی پرداخت کرے اور برایا کی نگہبانی کرے۔ عقلاً پر ظاہر کہ کرنل [illegible] نہیں کر سکتا اور ہر کم حوصلہ اس امر خطیر سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ ملک رانی سے مراد پاسبانی [illegible] نہ نفس پروری و شہوت رانی۔ بہرحال اس مرید کو اعلیٰ حضرت سے جو خجالت ہے اس سے حق سبحانہ تعالیٰ نکالے۔ تقصیرات و زلات عفو کی اور بادشاہزادہ دارا شکوہ کے جواہر عنایت کرنے کے تسلیمات بجالاتا ہوں اس فضل و مرحمت کا شکر ادا کرتا ہوں۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ایک ثقہ زادے سے کہ مشرف جواہر خانہ کا پیشکار تھا یہ سنا گیا کہ قلعہ کے اندر جواہر خانہ میں بادشاہ کو مطلع کر کے اپنے خدمۂ محل کے جواہر و مروارید قیمتی شاہی [illegible] روپیہ کے چھوڑ کر باہر گیا تھا اور ہزیمت پانے کے بعد اُن کے لینے کے لئے فرصت نہ ملی۔ شاہی [illegible] نے بعد پرخاش و سخنش طلب کے ان جواہر کو مع نامہ کے جو طوعاً و کرہاً مشتمل تقصیرات کے بخشے تھا جس کا ذکر اوپر ہوا لکھکر عالمگیر پاس بھیجدیا۔ ایک مروارید کی تسبیح تھی جس کے سودانہ ضلع ہمرنگ و ہم وزن تھے اور جسکی قیمت چار لاکھ روپیہ تھی وہ بہت تلاش سے ہاتھ آئی تھی اور [illegible] امام بھی بڑی سعی سے میسر ہوا تھا وہ اور ایک الماس کی آرسی ہمیشہ شاہجہان کی گردن میں [illegible] تھی۔ جب گوشہ نشین ہوا تو عالمگیر نے پیغام دیا کہ ایسے تحفے ایام سلطنت کے ملبوسات میں [illegible] ان کو گوشہ نشینی میں پاس رکھنا تقویٰ کے برخلاف ہے۔ خواجہ سرا اس کی طلب کے لئے مامور ہوا [illegible] سماجت سے عرض کیا۔ اعلیٰ حضرت آشفتہ خاطر ہوئے اور آرسی کو گردن سے اُتار کر حوالہ کیا [illegible] کے لئے فرمایا کہ اس پر اوراد پڑھے جاتے ہیں اسکو ہاون میں کوٹ کر اور نرم کر کے دو [illegible] خواجہ سرا نے یہ سخت جواب سنا تو پھر آیا یہ حال عالمگیر سے عرض کیا تو پھر اُس نے اسکو طلب [illegible] مرتے دم تک یہ تسبیح شاہجہان پاس رہی۔

(۴) وظائف عبدیت کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ ۲۰ صفر کو میرے عریضہ [illegible] جواب میں میرے پاس فرمان آیا۔ معلوم نہیں کہ وہ کس کے ہاتھ کا لکھا تھا۔ حضور پر پوشیدہ [illegible]

ہ میں نے توفیق الٰہی سے حقیقت دنیا اور دنیائے بے بقا کے عدم اثبات کو جس طرح پر کہ وہ ہے
سبانا ہے میں اطیعوا اللہ میں اس قدر مقر ہوں کہ رسول علیہ السلام کے آگے مجالت رکھتا
وں۔ مرتبہ سوم کا دعویٰ کس طرح کر سکتا ہوں۔ لیکن اہل روزگار کی نسبت بقدر مقدور اور امر و نواہی
ی و پیروی شریعت مصطفوی میں کوشش کرتا ہوں جبتک جہانبانی کی عنان اختیار حضرت کے
نۂ اقتدار میں تھی محض فرمان ایزدی کے پاس کے سبب بے حکم والا کسی مہم و مطلب میں میں
ں مشغول ہوا اور اپنی حد سے قدم باہر نہیں رکھا۔ میرے اس دعویٰ کا خدا گواہ ہے یہ مجھے تحقیق
وم ہوگیا تھا کہ حضرت کی بیماری کے دنوں میں شاہزادہ کلان نے پورا استقلال پیدا کیا تھا اور آئین
د و کفار کی ترویج میں اور رسول مختار کے دین کی جڑ اکھیڑنے میں کمر چست باندھی تھی۔ مملکت میں
د پھیلایا اور انتظام مہام کا سررشتہ ہاتھ سے چلا گیا۔ حضور کے نوکروں میں سے کسی کو ایسی قدرت
ں کہ صورت حال کو عرض کرتا۔ دارا شکوہ نے اپنے تئیں باوجود عدم استحقاق کے شائستہ فرمانروائی
اور مربی و ولی نعمت کو مطلق معزول کیا۔ چنانچہ یہ امر حضور نے مناشیر میں اپنے ہاتھ سے مندرج
ر میں نے اس اندیشہ سے کہ مبادا اس فساد کی اصلاح میں تاخیر کی جائے تو بلاد میں خرابی و
یں تفرقہ پیدا ہو اور اس سے مواخذہ اخروی کی باز خواست ہو تحصیل منشورات کو پیش نظر رکھکر
برہان پور سے اس سمت میں روانہ ہوا۔ اس وقت درمیان میں سوائے اس دشمن دین
کے کوئی اور نہ تھا۔ اطاعت کا نتیجہ اعانت الٰہی ہے جس سے فتح و ظفر ہوئی ہے اگر بر تقدیر
د صواب نہ ہوتا حق تعالےٰ کو خوش نہ آتا کیوں کر یہ نیازمند درگاہ الٰہی میں طرح طرح کی
ت سے اختصاص پاتا۔ خدانخواستہ اگر حضرت کی حمایت سے اس بدکیش کا اندیشہ
سے فعل میں آتا اور عالم ظلمت کفر و عدوان سے تاریک ہوتا تو کار شرع سے رونق
ہتی اور آخرت میں اس کے جواب سے عہدہ برآ ہونا نہایت دشوار ہوتا اس صورت
مالک الملک کی تقدیر میں قدیر تھا وہ ظہور میں آیا۔ اس کا شکر واجب ہے۔ حضور کی
کے حقوق میرے ذمہ پر اس سے زیادہ ہیں کہ اسکی سپاس گذاری ہو سکے حاش

میں آپ کے تفضلات کو فراموش کر کے چند روزہ زندگی کے لئے ولی نعمت کی خاطر کی کدورت روا رکھوں اس کے سوائے میں نہیں جانتا کہ ملک و ملت کی مصلحت کے لئے جو مشیت و خواہش ایزدی تھی وہ واقع ہوئی مجھ سے کون سی بدی اس حضرت کی نسبت ہوئی۔ بادشاہزادہ شیخ کی شورش کا مقدمہ ایسا نہیں ہے کہ کسی پر مخفی ہو آگے کتاب میں عبارت اس خط کی غلط لکھی ہے کہ اس کا مطلب خبط ہے۔

(۵) مراسم عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سے عرض کرتا ہے کہ وہ شوال کو والا فرمان عتاب آمیز میرے پاس آیا جو کچھ میرے بد اعمال کی قبائح مرقوم ہوئی ہیں وہ مجھے معلوم ہوئیں۔ حضور کو معلوم ہے کہ یہ مرید کبھی اپنے محاسن افعال کے اظہار میں مشغول نہیں ہوا ہمیشہ اپنی بدیوں کا معترف رہا ہوں اور اب بھی ہوں جس وقت سے کہ سن تمیز کو پہنچا ہوں حضور کی استرضا میں کوئی دقیقہ جد و جہد کی دقائق میں سے نہیں چھوڑا۔ باوجودیکہ شاہزادہ کامگار کے سوائے خوشامد ظاہری و چرب زبانی اور بہت ہنسنے کے کوئی امر نہیں ہے اور اپنے ولی نعمت کی خدمت میں دل اس کا زبان سے موافق نہیں ہے اور اس نے نالائق پنے سے جو باتیں سننے کے قابل تھیں وہ سنیں اور خفت اٹھائی اس پر حضور کے فرامین سابق ناطق ہیں اس امید میں کہ شاید میری عقیدت و بندگی کا صدق کوئی نتیجہ ظاہر کرے۔ میں نے انقیاد و اطاعت کے طریقہ سے اصلا انحراف نہیں کیا۔ اسی بات سے کہ حضرت نے اس مرید کو رضا جوئی کی حوالہ یاد فرمایا ہے۔ میں خوش تھا جس وقت کہ میرے حسن اعتقاد اور زیادتیوں کے تحمل کا اثر مرتب باطل سے حق جدا نہ ہوا اور رسوخ عقیدت کے جوہر کی صفائی مخفی رہی دور و منافقوں کی بات چل گئی۔ منافق اور موافق اور راست نا راست میں امتیاز نہ ہوئی اور میں مرید التفات کے قابل نہ ہوا تو اب میں طرح طرح کی گستاخی و بے ادبی کا مصدر ہوا۔ ظاہر ہے کہ حضرت اس گناہگار سے کیوں کر نیکی کی توقع کر سکتے ہیں اور میرے قول اور فعل پر اعتماد کر سکتے ہیں پیر دستگیر سلامت۔ میں اس سبب سے کہ اس جہان گزران میں کوئی چیز ثبات

الٰہی بغیر وقوع میں نہیں آتی اور کوئی قضاء الٰہی سے لڑ نہیں سکتا جو مراتب کہ آپ نے فرامین میں لکھے ہیں وہ اور بزرگوں کو بھی پیش آئے ہیں مجھ حقیر کی کیا قدرت تھی کہ ارادت ازلی سرتابی کرتا یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید (اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے) ہر شخص اپنی نیت کے درخور خدا سے خود پاتا ہے میری نیت بخیر ہے امید ایسی رکھتا ہوں کہ جب تک زندہ رہونگا سوائے نیکی کے کچھ اور نہ دیکھونگا۔ ہمیشہ کے باب میں جو نگارش پایا محض تہمت و گمان ہے اس لئے کہ جس وقت مرید اکبرآباد میں آیا اور وہ سوانح واقع ہوئے جس سے حضور کی خاطر اشرف کو کلفت و کدورت ہوئی۔ وہ مکرمہ کہاں تھی۔ اور ان چند روزوں میں جو میری ملاقات اس سے ہوئی خاشا جو اس نے بدگوئی کی ہو۔ جو اوروں کا شعار ہے۔ ہم مجرم ہرگز خوش ظاہری و خوش باطنی کے لاف نہیں مارتے اور ہم نے اس جماعت کی طرح اپنے تئیں نہیں دکھلایا ہے جو ظاہر و باطن کے حسن کی آراستگی رکھتے ہیں الحمد للہ تعالیٰ کہ اس کی حقیقت بھی کھلنے والی ہے ہر شخص کا نیک و بد عالم السرائر پر ظاہر ہے اور بندوں کے مافی الضمیر کو وہ بہتر جانتا ہے۔ شائستہ خاں کو کیا نسبت ہے کہ اس مقولہ سے کوئی چیز لکھ سکے یا ایک حرف بول سکے۔ سب خانہ زادوں کے حقوق اسلاف آپ کی دولت میں ثابت ہیں اور اس بات کو اعلیٰ حضرت خوب جانتے ہیں کہ اس کی مثل آدمی نہیں ہے۔ اس سبب سے کہ بیگانوں کے ساتھ رعایت کی گئی ہے اس کے ساتھ بھی کی گئی۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے نالائق مقدمات معروض کئے اول اور آخر کے حق میں جو کچھ ساختہ و بستہ عرض کیا گیا ہے محض خلاف ہے۔

(۶) بادشاہ نے غصہ سے اورنگ زیب کو لکھا تھا کہ خواجہ سراؤں کو اس کے پاس سے کیوں علیحدہ کیا اس کا جواب لکھتا ہے کہ مراسم اخلاص و عقیدت کے ادا کرنے کے بعد اعلیحضرت سے عرض کرتا ہوں کہ قدسی صحیفہ مرقومہ ۱۸ شہر حال خط مبارک کا لکھا ہوا میرے پاس آیا۔ آپ نے جو طیش و غصہ سے خواجہ وفا کے باب میں لکھا تھا مجھے معلوم ہوا۔ میں گنہگار سراسر تقصیر

نہیں جانتا کہ کیا چارہ کرے کہ اس قسم کے امور سے معاتب نہ ہوئے میں نے اعلیحضرت سے
کئی کئی دفعہ التماس کیا کہ نوشتجات شور انگیز فتنہ افزا کی ارسال کی راہ کو بند فرمائے تو اعلیحضرت
نے اُس پر التفات نہیں کیا صریح یہ فرمایا کہ یہ توقع اپنے بیٹے سے وہ رکھے ہم سے نہ رکھے
ہم کو اس شیوہ کے ترک کرنے کی تکلیف نہ دے۔ اس کا چھوٹنا ہم سے ممکن نہیں چنانچہ
خورمی بیگم جو نوشتہ لائی ہے وہ اُس پر ناطق ہے اس صورت میں اگر میں لوازم احتیاط میں
مشغول ہوکر اسباب فساد کو نہ مٹاؤں اور متفتن خواجہ سرایوں کو کہ نوشتجات مکر ان کی وساطت
سے باہر جاتے ہیں حضور پُر نور سے دور نہ رکھوں تو کیا کروں۔ کاش اعلیٰ حضرت ان آدمیوں
پر ترحم فرماکر اس شغل کو موقوف کردیتے جس کا حاصل سوائے مزید کلفت و وحشت کے نہیں ہے
اور مصلحت کار کو مرعی کرتے تاکہ بمقتضائے ضرورت مجھے اس کام کا اہتمام کرنا لازم نہ ہوتا اور
آپ کو آزار نہ پہنچا ع اے وائے من و دست من و دامن خویش + ہر حال میں خواجہ وقا
کی تقصیر کو معاف کرکے اس کو اپنے پاس بلالیا ہے کہ اوروں کی طرح خدمت کرے اور خواجہ
محرم کے لئے لکھ دیا ہے کہ محل میں اُس کے جانے کا کوئی مانع نہ ہو لیکن اگر وہ وفا کا رنگ
ڈھنگ اختیار کریگا تو وہ بھی وفا کے پاس بیٹھے گا۔ ملبوس خاصہ کے تحویل کی نسبت میں نے
پہلے عرض کیا کہ معمور مرگیا ہے دوسرا آدمی اُس کی جگہ مقرر ہوا ہے وہ بدستور سابق
خاصہ پہنچائے گا۔ حق تعالیٰ اس حضرت کو مجھ پر مہربان کرے جس سے کوئی گناہ سوائے مقتضائے
حکم قضا و قدر کے نہیں صادر ہوا اور مثوبات اخروی کا احراز کرامت کرے۔

(۷) عقیدت و اخلاص کی مراسم ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہوں کہ صحیفہ قدسی جو بہ
قلم مبارک کانگا شتہ تھا میرے پاس معتمد خان کی معرفت آیا جو مراتب کہ نظم و نثر میں لکھے تھے
وہ واضح ہوئے۔ میں بندۂ شرمسار جس نے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کرکے اپنے برأت ذمہ
کا اظہار کیا تھا اور اس سے ایک مدت پہلے عرائض کے بھیجنے کو چھوڑ دیا تھا اور گفت و شنید
کی راہ بند کی تھی۔ اب اس سے مجبور ہے کہ مقدمات کا جواب صاف صاف بے پردہ

معروض کرے تاکہ کیفیت جیسی کہ ہے ظاہر ہو جائے اور پھر مطالب کے ترقیم کی حاجت نہ ہو۔ علیحضرت کی رائے پر پوشیدہ نہیں ہے کہ میں نے مکرر التماس کی اگر اعلیٰ حضرت نوشت جات شور انگیز کا بھیجنا موقوف فرمائیں جن کا کچھ اثر مرتب نہیں ہوتا اور اس طریقہ کو بند کریں تو اصوب بلکہ مصلحت ملکی سے اقرب ہے لیکن اعلیٰ حضرت نے باوجود کمال دانش کے صلاح کار کو منظور نہ کیا اور صریح فرمایا کہ وہ یہ توقع بیجا ہم سے نہ کرے تو میں نے لازم جانا کہ ابواب فساد کو مسدود کروں شورہ پشت خواجہ سراؤں کو جو شورش کے اسباب تھے اپنے پاس طلب کر لوں۔ تا دو رباعی جو اعلیٰ حضرت نے لکھی تھی اس کا مضمون حق و حسب حال ہے۔ جب اعلیٰ حضرت نے بادشاہزادۂ کلان کو کہ جس کی جمعیت و قابلیت و خدا شناسی شاید حضور پر اب ظاہر ہوئی ہو اُس کے ابتداے حال میں اعلیٰ حضرت طرح طرح سے اُس کی دستگیری فرما کر اعلیٰ مدارج اعتبار پر نہ پہنچاتے اور اُس کی خوشامد اور دلجوئی کے واسطے قضا و قدر کی امانت اُس کے واسطے نہ تجویز فرماتے اور سب فرزندوں کے واسطے قاعدہ مساوات کو مرعی رکھتے اور ان کے یاس کو اُمید پر غالب نہ ہونے دیتے تو اس طرح سے آتش فتنہ نہ مشتعل ہوتی اور یہ وحشت ظہور میں نہ آتی مصرعہ اے وائے من و دست من و دامن خویش + عریضۂ سابق کی عبارات میں حاشا کہ کوئی بیجا نا ملائم کلمہ جناب معلی کی نسبت زبان پر آیا یہ کبھی نہیں چاہا کہ اس بات کا اندیشہ خاطر میں گذرے۔ آپ نے اپنے بھائیوں کے بارے جو لکھا تھا کہ وہ کیوں بے ادبی پر محمول ہوتا ہے اعلیٰ حضرت نے خسرو و پرویز کو جو حضرت کی خلافت سے پہلے وادی فنا کو دوڑ گئے تھے اور کسی طرح کا آسیب و مضرت پہنچانا ان سے متوقع نہ تھا ابتک کس طرح یاد فرماتے ہیں۔ اگر مجھ مرید نے اس جماعت کو کہ جس کی عداوت حد سے گذری اور جس نے بار بار محاربے کئے اور فرار کا عار اختیار کیا اور اُس کے شر کے آثار محو نہیں ہوئے اس عنوان سے کہ بیان واقع ہے یاد کیا اور اسکی تعظیم و احترام کو چھوڑا تو کیا قصور کیا۔ خدا تعالےٰ جس کو عزیز بناتا ہے اُس کو کوئی خوار نہیں کر سکتا اور اس کے خوار کردہ کو کوئی عزیز نہیں بنا سکتا بزرگ وہی ہے

جس کو حق جل و علا بحکم یعز من تشاء اپنی تائیدات سے مؤید ہو کر اقران و ہمسروں پر برتری کرامت فرماتا ہے اور اسباب عزت کو محض اپنے فضل سے آمادہ کر کے اہل عالم میں عزیز و سربلند کرتا ہے اس سے پہلے مکرر خدمت والا میں معروض ہوا کہ مجھ مرید کا مقصود اکبر آباد کے صوبہ کی طرف آنے سے یہ نہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے بغاوت کروں اور اس کو خارج کروں خدا اس کا گواہ ہے کہ مقصد ناصواب غیر مشروع اصلاً و قطعاً میرے دل میں نہ آئے تھے بلکہ بیماری کے زمانہ میں اعلیٰ حضرت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا تھا۔ شاہزادہ کلان کہ مسلمانی کا کوئی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے قرب و استقلال تمام پیدا کیا امارات جہانبانی کو ظاہر کیا۔ ممالک محروسہ میں کفر و الحاد کے رایت کو بلند کیا۔ اس کا دفع کرنا عقلاً و شرعاً و عرفاً واجب ہوا تھا اس کو ذمہ حمیت پر متحتم جانکر ان حدود کی غیرت کی اول جنگ ان کفار اشرار سے ہوئی جنہوں نے مساجد منہدم کر کے بت خانے بنائے تھے دوسری لڑائی ملاحدہ نکوہیدہ کردار سے واقع ہوئی میری نیت بخیر تھی جمعیت قلیل سے معرکہ میں مظفر و منصور ہوا اور چشم زخم سے مصئون رہا اعلیٰ حضرت نے مجھے گنہگار قرار دیا اور فرط تعصب دینی و ملکی مصلحت پر نظر نہ کی اور اس کی تلاش کی کہ بادشاہزادہ فرعون منش دوبارہ میدان میں آئے اور الحاد کی چہرہ افروزی کرے اس صورت میں باگ کا ڈھیلا کرنا عباد و بلاد کی خرابی کا باعث ہوتا اس ضروری اجر و ثواب کی امید میں مجھے اس بار گراں اٹھانے پر راضی کیا اور جو اول رعایا و برایا کی پرداخت کے لئے اور دین مبین کی ترویج کے واسطے اجتہاد پر کمر بستہ کیا دور و نزدیک ارباب بصیرت و اصحاب خبرت جانتے ہیں کہ نیک نامی دنیا و سعادت و آخرت کے لئے دلیل اس سے اور بہتر کیا ہوگی۔ اعلیٰحضرت نے لکھا کہ اوروں کے اموال میں تصرف کرنا مسلمانی کے خلاف ہے اعلیٰ حضرت پر مخفی نہ رہے کہ ملوک و سلاطین کے خزائن و اموال مصلحت ملک و ملت کے لئے ہیں وہ کسی کی ملک و میراث نہیں ہیں اس وجہ سے اس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی خدا تعالیٰ کچھ مدت کیلئے اپنی درگاہ کے نظر یافتوں میں سے کاذ انام کی

معاش و معاد کے لئے انتخاب کرکے امور کا حل وعقد اس کے کفالت و اعتبار کے کف میں سپرد کرتا ہے تاکہ اصناف خلق کے لئے مروجہ عدالت زندگانی کرے اور مستحقین کے ایصال حقوق میں امانت و دیانت کے طریق کو مسلوک کرے اور اپنے تئیں سوائے تحویلدار کے کچھ اور نہ جانے جبتک کہ علماء وقت اس مقدمہ کی حقیقت کو ملاحظہ کرکے نہ معروض کریں تب تک بیت المال کی ملکیت کا دعویٰ حضور نہیں کرسکتے۔ بالجملہ یہ مقرر ہوچکا ہے کہ مشیت الٰہی بغیر کوئی بات غیب سے جلوہ گر نہیں ہوتی چنانچہ یہ امر سب پر ظاہر ہے کیا سبب ہے کہ یہ سانحہ عظمیٰ کہ ظہور اس کا بے شبہ ارادت ازلی اور مکنت وقدرت احدی سے ہوا ہے اور اس میں کسی کو دخل نہیں ہے وہ مالک الملک کی تقدیر کے حوالہ نہیں ہوتا اور قضا کا کام مجھ بندۂ مجبور و مضطر سے منسوب ہوتا ہے اور موجب عتاب وعظمت ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت وفور دانش وبینش میں سب سے برتر ہیں کس لئے ان مراتب کی تفاصیل کو خاطر میں نہ لاکر کارہائے الٰہی میں اوروں کو موثر جانتے ہیں اور حکیم علی الاطلاق کے کردہ کو یفعل اللہ مایشاء و یحکم مایرید جو اس کی قدرت کاملہ کی آیات بینات ہیں راضی نہیں ہوتے اور وادی پرآشوب سے جو کہیں ختم نہیں ہوتا عبور نہیں فرماتے تاکہ کدورت کلفت جمعیت و رفاہیت سے تبدیل ہو۔ صبر و شکیبائی کا اجر فوت نہ ہو۔ اوقات قدسی ساعات جو بدل نہیں رکھتیں ایسے توہمات میں نہ گزریں کرم عمیم سے درآنِ نفسی کا عذر خواہ ہے۔

(۸) عقیدت و اخلاص کی مراسم کے ادا کرنے کے بعد عرض کرتا ہے کہ میں سراپا تقصیر شرمندگی و تشویر کی کثرت کے سبب سے ارسال عرائض و اظہار مطالب کی جرأت نہیں کرسکتا تھا لیکن ان ایام میں متواتر حضور نے الوش آنب سے سرفراز کیا الطاف والا کا تازہ اُمیدوار کیا تسلیمات بجالاکر معروض کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت ان اوقات میں نغمہ سُننے پر التفات نہیں فرماتے اور گاین جوتی جس کی سرود سے طبیعت محظوظ ہوتی ہے وہ یہاں نہیں ہے اس لئے میں نے لکھا تھا کہ خواجہ بہلول عرض کرے کہ بادشاہزادہ کلاں کی گاینین محل

میں معطل ہیں ان کو بھیجدے معلوم نہ ہوا کہ یہ بات خاطر عاطر پر کیوں گراں گزری اگر
اُن کے سریہ ہونے کے سبب مضائقہ ہے تو ایک جماعت ایسے آدمیوں کی گھر میں اور
موجود ہے حضور کے خدمتگار میرے پاس رہیں تو اُس میں کیا قصور ہے۔ حسب الحکم اس تقریب
میں جو آیۂ کریمہ مع ترجمہ خواجہ بہلول نے ارسال کی تھی پہنچی حضور کی رائے خورشید ضیا پر پوشیدہ
نہیں ہے کہ میں نے خدمت والا میں مکرر عرض کیا ہے کہ اب بات کھلی ہے تو میں لکھتا ہوں
کہ اس خطرناک منصب کا قبول کرنا اختیار میں نہیں ہے اس لئے مخاطرات کا اندیشہ عاقبت
میں ہوشمندوں کا جگر خون کرتا ہے اس بندہ کی خواہش اسکی نہیں تھی جو صاحب عقل سلیم و
فطرۂ مستقیم باز خواست اخروی پر ایمان رکھتا ہے کس طرح باختیار راضی ہو سکتا ہے اپنے اعضاء و
قویٰ میں شرط عدالت کو رکھنا کمال صعوبت ہے پھر ایک عالم میں عدالت کرنا کیسا دشوار ہے
اس لئے عالم کا وبال وہ اپنی گردن پر نہیں لیتا۔ یوم الحساب کے جواب کے لئے آمادہ ہوتا ہے
مملکت موروثی کی مہمات کا نسق جاتا رہا تھا۔ طبقاتِ انام پائمالِ حوادث ہوتے تھے احکام
اسلام برخواست ہو گئے تھے۔ اس لئے مجبور قضا و قدر نے از روے اضطرار اس شغل خطیر کو
قبول کیا۔ رسوم جہانداری کو ادا کیا جس کے بغیر پیش رفت کار دشوار معلوم ہوتی ہے اس
سبب سے کہ اعلیٰ حضرت کے دوش سے اس بار گران کو اُتار دیا اور اپنے سر پر اُٹھا لیا اور
ہزار رنج و تعب میں گرفتار ہوا اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو شکایت کی جا نہیں ہے
اگر بہ تقدیر کوئی دوسرا شخص مجھ سے بہتر ان امور میں مشغول ہوتا حاشا یہ مرید اس دام میں
اسیر نہ ہوتا۔ اب زیادہ دراز نفسی نہیں کرتا مثوبات اخروی کی توفیق روز افزوں ہو۔

ریو یو شاہجہاں و اورنگ زیب کی خط و کتابت پر

ان دونوں باپ بیٹوں کی خط و کتابت پر نظر ڈالنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ
ساری کارروائیاں منافقانہ تھیں۔ شاہجہاں عالمگیر کو اپنے پاس بُلاتا تھا اور اس کے
ملنے کے لئے بہت شوق ظاہر کرتا تھا اور شجاع و دارا کو عالمگیر سے لڑنے کے لئے اُکساتا

تھا۔ عالمگیر باپ کی نہایت تعظیم و تکریم کرتا اور خیالی باتیں بناتا تھا لیکن اگر غور سے ان خطوط کا مطالعہ کیجئے تو کوئی اس میں کارروائی منافقانہ نہ تھی بلکہ باپ بیٹوں کے دل کا اصلی حال معلوم ہوتا ہے کہ کیا تھا۔ انسان کے دل کا حال ہمیشہ یکساں نہیں رہتا خاص کر پریشان حالی میں۔ شاہجہان بوڑھا اور مریض باپ تھا جس کے بیٹوں میں سلطنت کے لئے تنازع تھا ایسے حال میں اس کا دل کیسی کشمکش میں رہتا ہوگا کبھی اسکو عالمگیر پر غصہ آتا ہوگا کبھی محبت پدری جوش میں آتی ہوگی۔ شاہجہان کے سارے خطوط عالمگیر کے نام اسکے غصہ محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ خطوط باپ کے دل حالتوں کی سچی حالت کی تصویر کھینچتے ہیں ایسے ہی دارا و شجاع کی طرف دل کو الفت پدری لے جاتی ہوگی۔ عالمگیر کو باپ سے کچھ عداوت نہ تھی۔ ابتدا میں اس کا ارادہ یہ نہ تھا کہ میں خود بادشاہ ہوں بلکہ وہ باپ کی نیابت میں بادشاہی کرنا چاہتا تھا۔ الفت پسری کو ترک کرنا نہیں چاہتا تھا جب اسکو یہ خوب ثابت ہو گیا تھا کہ میں سلطنت بادشاہ کی نیابت میں نہیں کرسکتا تو بادشاہی کا ارادہ کیا مگر اب بھی باپ کی تعظیم و تکریم کو ترک نہیں کیا بلکہ باپ کے غضب سے ڈرتا رہا یہی باتیں جو اس کے دل میں تھیں وہی اس نے ان خطوط میں ظاہر کیں کسی بات کا پردہ نہیں رکھا۔ یہ خط کتابت ایک سچی تصویر ان دلوں کی حالتوں کی ہے جو باپ بیٹوں کے درمیان ایسی صورتوں میں واقع ہوتی ہیں۔

وسعت سلطنت

بادشاہنامہ میں سلطنت کے بیسویں سال کے آخر میں یہ لکھا ہے کہ شاہجہان کی مملکت کا طول لاہری بندر سے سلت (سلہٹ) تک دو ہزار کروہ بادشاہی کے قریب ہے۔ ہر کروہ کے پانچ ہزار ذراع اور ہر ذراع کے بیالیس انگشت متعادی المخلقت اور عرض اسکا قلعہ بست سے قلعہ اڑیسہ تک قریب پندرہ سو کروہ کے اس معظم معمورۂ عالم کے صوبجات بائیس ہیں ہر یک میں چند سرکاریں ہیں اور ہر سرکار میں چند پرگنے اور ہر پرگنہ میں بہت سے

دہات پرگنوں کی تعداد چار ہزار تین سو پچاس ہے دہات کا شمار معلوم نہیں ان صوبوں میں شاہجہان آباد اور اکبر آباد اور لاہور دارالسلطنت ہیں انکے نام سے صوبے مشہور ہیں دارالسلطنت میں کتنے ایک پرگنے ہیں جن میں سے ہر ایک کا حاصل دس لاکھ روپیہ ہے جو تمام ولایت بدخشان کے حاصل کی برابر ہے اور کتنے ایک دہات ہیں جن میں سے ہر دہ کا محاصل بیس ہزار روپیہ ہے۔ ساری ولایت کی جمع آٹھ سو اسی کروڑ یعنی آٹھ ارب اسی کروڑ دام ہے جس کی تفصیل یہ ہے

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ میں
۱- صوبہ دارالخلافہ شاہجہان آباد (دلی)	سو کروڑ دام	ڈھائی کروڑ روپیہ
۲- صوبہ مستقرالخلافہ اکبر آباد	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۳- صوبہ دارالسلطنت لاہور	نوے کروڑ دام	سوا دو کروڑ روپیہ
۴- صوبہ اجمیر	ساٹھ کروڑ دام	ڈیڑھ کروڑ روپیہ
۵- دولت آباد	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
۶- صوبہ جونار	پچپن کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
۷- احمد آباد	ترپن کروڑ دام	ایک کروڑ ۳۲ لاکھ ۸۵ ہزار روپیہ
۸- صوبہ بنگالہ	پچاس کروڑ دام	ایک کروڑ ۲۵ لاکھ روپیہ
۹- صوبہ الہ آباد	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۰- صوبہ بہار	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۱- صوبہ مالوہ	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۲- صوبہ خاندیس	چالیس کروڑ دام	ایک کروڑ روپیہ
۱۳- صوبہ اودھ	تیس کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
۱۴- صوبہ بنگالہ	تیس کروڑ دام	۷۵ لاکھ روپیہ
۱۵- صوبہ ملتان	اٹھائیس کروڑ دام	۷۰ لاکھ روپیہ

نام صوبہ	جمع دام	جمع روپیہ میں
۱۶- صوبہ اُڈیسہ	بیس کروڑ دام	۵۰ لاکھ روپیہ
۱۷- ٹھٹہ (سندھ)	آٹھ کروڑ دام	۲۰ لاکھ روپیہ
۱۸- بنگلانہ	دو کروڑ دام	۵ لاکھ روپیہ
ہندوستان کی جمع-		۲۰ کروڑ ۷۷ لاکھ ۵۰ ہزار
۱۹- کاشمیر	پندرہ کروڑ دام	۳۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ
۲۰- کابل	سولہ کروڑ دام	۴۰ لاکھ روپیہ
۲۱- بلخ	آٹھ کروڑ دام	۲۰ لاکھ روپیہ
۲۲- قندھار	چھ کروڑ دام	۱۵ لاکھ روپیہ
۲۳- بدخشان	چار کروڑ دام	۱۰ لاکھ روپیہ
میزان کل	بائیس کروڑ	

جس وقت کہ شاہجہان تخت سلطنت پر بیٹھا ہی تو خاندان تیموریہ کی ملکیت کی جمع سات سو کروڑ دام (سترہ کروڑ و پچاس لاکھ روپیہ) تھی اس بیس سال کے عرصہ میں چار صوبہ دکن و احمد آباد میں سال سوم جلوس سے آخر سال پنجم تک آفات سماوی و ارضی پڑتی رہیں اسلئے جمع نہیں بڑھی بلکہ وہ حالت اصلی پر بھی نہیں آئی اور انکی جمع کی تخفیف کی گئی۔ باقی صوبوں میں بہ سبب فرط رعیت پروری اور وفور آبادانی و کثرت معموری کے ایک کروڑ دام کی جمع بڑھی اور مجموعہ آٹھ سو کروڑ دام ہوا اور جو ولایتیں اس بادشاہ کے عہد میں فتح ہوئیں انکی جمع اسی کروڑ دام ہی جس کی تفصیل یہ ہی کہ صوبہ دولت آباد میں ۲۹ کروڑ ان محالوں کی جمع ہی جو اس بادشاہ کے عہد میں فتح ہوئی ہیں باقی جمع پہلے سے ممالک محروسہ میں داخل تھی اور صوبہ تلنگانہ میں تیس کروڑ دام صوبہ بلخ میں آٹھ کروڑ دام صوبہ قندھار میں

سات کروڑ صوبہ بدخشان میں چار کروڑ ولایت بنگلانہ میں دو کروڑ دام تازہ فتوحات سے جمع میں بڑھے۔ صوبہ دولت آباد و برار و تلنگانہ میں کہ نظام الملک سے تعلق رکھتے تھے قدیم سے ولایت دکن کے نام سے مشہور تھے۔ پہلے قلعہ دولت آباد مع تمام ولایات کے تصرف میں نہیں آیا تھا قلعہ احمد نگر اسکے توابع میں سے مفتوح ہوا تھا اس لیئے صوبہ دولت آباد کو صوبہ احمد نگر کہتے ہیں اس کے بعد بادشاہ نے سال چہارم سے سال پنجم تک کے درمیان زیادہ تر محال دولت آباد اور اس کا قلعہ اور تعینیں اور قلعے اس کے مضافات کے جو پہاڑوں پر واقع تھے اور رفعت متانت و دشوار کشائی میں زبان زد خلائق تھے تسخیر کئے تو پھر حکم ہوا کہ صوبہ احمد نگر دفتروں میں صوبہ دولت آباد لکھا جائے سابق ولاحق ولایتوں میں سے ایک سو بیس ہزار دام خالصہ کی مقرری ہیں جس کے موافق دوازدہ ماہ کے تین کروڑ روپیہ ہوتے ہیں اور باقی محصولوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے پہلے کبھی اس قدر خالصہ نہوا تھا یہ وسعت مملکت کے سبب سے ہوا۔

بادشاہ کے خزائن و ذخائر کی شرح

حضرت عرش آشیانی (اکبر) نے اکیاون سال کی فرمانروائی میں خزانہ جمع کیا تھا جس کا بڑا حصہ حضرت جنت مکانی (جہانگیر) نے بائیس سال کی سلطنت میں خرچ کر دیا۔ سلاطین ہند میں سے کسی نے اس قدر خزانہ نہیں جمع کیا اور ملک کے بادشاہوں کا ذکر تو کیا ہے اس بادشاہ کی دولت کا حال عجب ہے۔ لشکر بہت اس کا خرچ بہت۔ مہمان نوازی کا کروڑوں کا خرچ انعامات میں جو دولت اُس نے دی وہ آدھی و چوتھائی بھی کسی عہد میں نہیں دی گئی ابتدا سریر آرائی سے اس بیس سال کے آخر تک ساڑھے نو کروڑ روپیہ نقد جنس انعام دیا جس میں نصف نقد و نصف جنس ہے۔ عمارات و مساجد و دولتخانوں و قلعوں و باغوں و روضوں و سبزہ گاہوں و نگارگاہوں میں ڈھائی کروڑ روپیہ خرچ کیا ایک کروڑ دس لاکھ روپیہ مستقر الخلافۃ اکبر آباد میں جن میں سے ساٹھ لاکھ روپیہ سنگ مرمر کی مسجد میں جو قلعہ کے اندر ہے اور دولت خانہ اور بقاع و باغات میں روضہ میں پچاس لاکھ روپیہ جس کی مثل دنیا کے

پردہ پر نہیں ہے۔ دارالخلافہ شاہجہان آباد کی عمارات میں پچاس لاکھ روپیہ سوائے اس کے جامع مسجد میں دس لاکھ روپیہ دارالسلطنت لاہور کی عمارات میں پچاس لاکھ روپیہ اور بارہ لاکھ روپیہ کابل کی عمارات دولت خانہ وقلعہ ارک وقلعہ دور شہر میں اور کشمیر کی عمارات میں آٹھ لاکھ روپیہ اور قندھار وبست وزمیندار کے حصاروں میں آٹھ لاکھ روپیہ اور اجمیر اور احمد آباد وغیرہ کی عمارات میں بارہ لاکھ روپیہ۔ سو سال سے جواہر خانہ خاصہ میں کل اصناف جواہر اس قدر جمع ہو گئے ہیں کہ روے زمین کے کل سلاطین کے جواہر خانہ میں نہ ہونگے۔ دو کروڑ روپیہ کے جواہر شاہزادوں میں تقسیم ہوئے ہیں اور اس کے سوا پانچ کروڑ روپیہ کے اور جواہر ہیں ملبوس خاصہ میں دو کروڑ روپیہ کے جواہر اور آلات مرصع ہیں تین تسبیحیں اٹھائیس لاکھ روپیہ کی ہیں جواہر خانہ اکبر و جہانگیر کے عہد سے بدرجہا بہتر ہو گیا ہے۔

لشکر کا بیان

بادشاہ کا علوفہ خوار لشکر سوار ان کے جو پرگنات کے عمل میں فوجداروں اور کروڑیوں اور عاملوں کے ساتھ رہتے ہیں موافق ضابطہ داغ چارم حصہ دو لاکھ سوار ہیں اور آٹھ ہزار منصب دار اور سات ہزار احدی و برق انداز سوار اور ایک لاکھ پچاسی ہزار اور سوار۔ پادشاہزادوں اور کل منصب داروں کے تابینیوں میں چالیس ہزار تفنگچی و توپ انداز و گولہ انداز و باندار ہیں جن میں سے دس ہزار بادشاہ کی رکاب میں رہتے ہیں اور تین ہزار صوبجات وقلاع میں سب سے بڑے بیٹے کی تنخواہ چالیس کروڑ دام جس کا حاصل موافق دوازدہ ماہہ کے ایک لاکھ روپیہ اور دوسرے تیسرے بیٹوں میں سے ہر ایک کی تنخواہ چوبیس کروڑ دام جس کے دوازدہ ماہہ سات لاکھ ہوتے اور چوتھے بیٹے کی تنخواہ بارہ کروڑ دام جس کے دوازدہ ماہہ بیس لاکھ ہوتے ہیں اور سرآمد امراء والاشان، سعداللہ خان اور امیرالامراء علی مردانہ ماہ میں سے ہر ایک کی تنخواہ بارہ کروڑ دام اور اور منصب داروں کی تنخواہ موافق اُن کے منصبوں کی ملتی ہے۔

بادشاہزادوں کے مناصب

(۱) بادشاہزادہ محمد دارا شکوہ وہین پور خلافت چہل ہزاری بیست و پنج ہزار سوار دو اسپہ و سہ اسپہ۔ (۲) بادشاہزادہ محمد شاہ شجاع بہادر دوہین فرزند بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار۔ (۳) بادشاہزادہ اورنگ زیب بہادر سیوہین خلعت بست ہزاری پانزدہ ہزار سوار (۴) بادشاہزادہ مراد فرزند چارمین پندرہ ہزاری سے آگے نہیں بڑھا۔ بادشاہزادوں کو جب تک کوئی خدمت نہ کرے یومیہ ملا کرتا تھا اور جب وہ کسی مہم پر مامور ہوتے تھے تو منصب سے سرافراز ہوتے تھے مگر دارا شکوہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ تھا۔ شاہجہان اُس سے بہت محبت رکھتا تھا اپنے سے جُدا نہ کرتا تھا جب محمد شجاع دکن کی مہم میں مامور ہوا تو اس کو منصب ملا۔ دارا شکوہ سب میں بڑا تھا روتا بسورتا دیوان سے اُٹھ گیا۔ بادشاہ نے ناچار اس کو بدون اس کے کہ کسی خدمت پر مامور ہو منصب عطا کیا۔ شاہجہان چار آدمیوں سے زیادہ کسی کو ہفت ہزاری نہیں کرتا تھا جب ان چار میں سے ایک مرجاتا تو دوسرا اسکی جگہ مقرر ہوتا۔ .....

..... جب بادشاہ کو حبس بول کا مرض تھا اور سلطنت میں شورش ہو رہی تھی چار شخص ہفت ہزاری کا منصب رکھتے تھے جن کے نام نیچے لکھے ہیں وہ سب شاہجہان کے روبرو مرگئے تھے اور کوئی ان کی جگہ ہفت ہزاری کے منصب پر نہیں پہنچا تھا۔

(۱) جملۃ الملک سعد اللہ خان (۲) علی مردان خان سپہ سالار (۳) سعید خان بہادر (۴) اسلام خان اور شش ہزاری چھ شخصوں سے زیادہ نہ تھے۔ (۱) رستم خان بہادر خان جہان (۲) اعظم خان (۳) اعظم خان میر جملہ (۵) خسرو خان ولد نذر محمد خان (۶) مہاراجہ جسونت سنگھ اور سترہ آدمی پنجہزاری تھے (۱) شاہنواز صفوی (۲) کرمت خان صفوی (۳) قلیچ خان بہادر (۴) جعفر خان (۵) خلیل اللہ خان (۶) مہابت خان اعتقاد خان (۸) بہادر خان رہیلہ (۹) نجابت خان (۱۰) الہ وردی خان (۱۱) بہرام خان ولد نذر محمد خان (۱۲) مرزا راجہ جے سنگھ (۱۳) راجہ جگت سنگھ (۱۴) رانا راج سنگھ (۱۵) مالوجی بھوسلہ (۱۶) راجہ بیتھلداس (۱۷) راجہ رام سنگھ وزیر خان

اور کچ سنگھ دو اور پنجہزاری تھے جو مر گئے تھے چار ہزاری چودہ آدمیوں سے زیادہ نہ تھے اور سہ ہزاری و پانصدی ایک شخص تھا اور سہ ہزاری ۴۷ آدمی تھے۔ ہزار و پانصدی بیس شخص تھے اور اور ہزاری ۵۹ شخص تھے ناموں کے تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

فارسی کتابوں میں عہد جہانگیر کے منصبداروں کی پوری فہرست نہیں مگر ایک ڈچ سیاح ڈی لایٹ نے جہانگیر کے منصبداروں کی تعداد بتائی ہے اسکو ہم آئین اکبری اور بادشاہنامہ کی فہرست سے مقابلہ کر کے لکھتے ہیں۔ شاہزادوں کے منصبوں کو چھوڑ دیا ہے جن کے منصب پانچ ہزار سے اونچے ہوتے ہیں۔

منصب دار	از آئین	عہد جہانگیری	عہد شاہجہانی از بادشاہنامہ
۵۰۰۰	۳۰	۸	۲۰
۴۵۰۰	۲	۹	۰
۴۰۰۰	۹	۲۵	۲۰
۳۵۰۰	۲	۳۰	۰
۳۰۰۰	۱۷	۳۶۰	۴۴
۲۵۰۰	۸	۴۲	۱۱
۲۰۰۰	۲۷	۴۵	۵۱۰
۱۵۰۰	۷	۵۱	۵۲
۱۲۵۰	۱	۰	
۱۰۰۰	۳۱	۵۵	۹۷
۹۰۰	۳۸	۰	۲۳
۸۰۰	۲۰	۰	۴۰
۷۰۰	۲۵	۵۸	۶۱

۶۰۰	۴		۳۰
۵۰۰	۴۶	۸۰	۱۱۴
مجموعہ	۲۴۹	۴۳۹	۵۶۳
۴۰۰	۱۸	۷۳	
۳۵۰	۱۹	۵۸	نہیں لکھا
۳۰۰	۳۳	۷۲	
۲۵۰	۱۲	۸۵	
۲۰۰	۸۱	۱۵۰	
	۱۶۳	۴۳۸	
۱۵۰	۵۳	۲۴۲	
۱۲۰	۱	،	
۱۰۰	۲۵۰	۳۰۰	
۸۰	۹۱	۲۴۵	نہیں لکھا
۶۰	۲۰۴	۳۹۷	
۵۰	۱۶		
۴۰	۲۶۰	۲۹۸	
۳۰	۳۹	۲۴۰	
۲۰	۲۵۰	۲۳۲	
۱۰	۲۲۴	۱۱۰	
	۲۰۶۴	۱۳۸۸	

شاہجہان کے عہد میں تیس برس کے اندر، امیروں کی پنج ہزاری سے زیادہ منصبوں

پر ترقی ہوئی مگر ان میں کوئی ہندو نہ تھا ڈی لایٹ نے یہ نہیں بیان کیا کہ جہانگیر کے عہد میں کتنے ہندو منصب دار تھے لیکن بادشاہ نامہ میں لکھا ہے جس کا مقابلہ آئین اکبری سے کر کے ہم لکھتے ہیں کہ اکبری عہد میں پنج ہزاری سے پانصدی تک ۲۵۲ منصب داروں میں ۳۲ ہندو تھے اور چار صدی سے دو صدی ۱۶۳ منصبداروں میں ۲۵ ہندو تھے۔ شاہجہان کی سلطنت کے بیس سال میں پنجہزاری سے اونچے ۱۲ منصبداروں میں کوئی ہندو نہ تھا اور پنجہزاری سے پنج صدی تک ۵۸۰ منصبداروں میں ۱۱۰ ہندو تھے۔

اب ہم شاہجہان اور اُس کی سلطنت کی نسبت وہ تماشے کے واقعات لکھتے ہیں جو ہندوستان کی انگریزی تاریخوں میں تحریر ہیں اور ہماری کتابوں میں کہیں اُن کا پتا نہیں ویلر صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ شاہجہان کو اسلام کی طرف رغبت اپنی بیوی ممتاز محل کے سبب سے تھی۔ وہ اُس کے مزاج پر حاوی تھی۔ ممتاز محل سارے رنگ ڈھنگ اپنی پھوپھی نورجہان کے سے رکھتی تھی جیسا نورجہان نے جہانگیر کو اپنے اوپر فریفتہ کر لیا تھا ایسا ہی ممتاز محل نے شاہجہان کو۔ وہ پرتگیزوں سے نفرت رکھتی تھی اور اُس کی وجوہ یہ تھیں کہ جہانگیر کی سُست سلطنت میں اس کے دو بیٹیوں کو پادریوں نے عیسائی کر لیا تھا مگر اس سے زیادہ اور حال اس تبدیل مذہب کا معلوم نہیں۔ یہ جوان بیگمیں اس لئے عیسائی مذہب کی طرف راغب ہوئیں تھیں کہ ان کو حرم کی قید سے رہائی ہوئی اور ایسے مذہب میں داخل ہوئیں جن میں خاوند کو دوسری بیوی کرنا منع تھا۔

شاہجہان کو پرتگیزوں سے بذاتہ رنجش اس سبب سے تھی کہ جب اُس نے باپ سے بغاوت کی تو پرتگیزوں نے اُس کی اعانت کرنے سے انکار کر دیا اور وہ پرویز کی سپاہ میں مل گئے اور شاہجہان سے لڑے۔ ہگلی کا فتح کرنا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ پانچ چھ سو پرتگیز قید ہو کر آگرہ بھیجے گئے ان میں سے بعض مسلمان ہو گئے اور باقی اور شہید ہوئے اگر ممتاز محل زندہ ہوتی تو یہ سب نہایت عذاب کے ساتھ مارے جاتے اُس نے

اُن کے ٹکڑے اُڑانے کی قسم کھائی تھی مگر اُس وقت وہ مرگئی تھی شاہجہان نے بعض پرتگیز عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کیا اور باقی اور امرا میں تقسیم کیا۔ ممتاز محل کی بیٹیوں کا نام نہیں لکھا۔ اس بیگم کی بہت سی لڑکیاں نہایت کم عمر میں مرگئیں وہ تو عیسائی مذہب .... کی اس خوبی کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھیں کہ خاوند سوائے ایک بیوی کے دوسری بیوی نہیں کرسکتا۔ جو لڑکیاں جوان ہوئیں اُن پر عیسائی مذہب کی پرچھائیں بھی نہیں پڑی سوائے اس کے محل شاہی میں زنانہ تک عیسائی مذہب کی رسائی زنانہ ہی کے وسیلے سے ہوسکتی ہے۔ معلوم نہیں کہ پادریوں نے دین عیسوی کے حق کو کس زنانہ لباس میں شاہی زنانہ تک پہنچایا۔ غرض تاریخ میں ایسے بے سروپا واقعہ نویسی مذہبی دیوانگی سے خالی نہیں ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

برنیر صاحب نے لکھا ہے کہ جب کوئی ایرانی ہندوستانیوں کی ظریفانہ ہجو کرنی چاہتا ہے تو یہ چند قصے بیان کیا کرتا ہے کہ ایک سفیر ایران نہ محبت کی باتوں سے نہ دلائل سے مانتا تھا کہ ہندوستان کے دستور کے موافق دربار میں تسلیمات بجالائے شاہجہان نے اس کے غرور و نخوت تنکنی کے لئے کئی تدبیریں کیں مگر کامیاب نہ ہوا۔ اب اُس نے یہ حکمت نکالی کہ اپنے دربار کا بڑا دروازہ بند کیا جس میں سے دیوان خاص و عام میں امیر آتے جاتے اور اس کی کھڑکی کھول دی۔ سفیر کو بُلایا۔ یہ کھڑکی ایسی چھوٹی تھی کہ اس میں آدمی جبتک نہیں نکل سکتا کہ خم ہوکر سر کو اتنا نہ جھکائے جتنا کہ بادشاہ کی تسلیم کے لئے ضرور ہے اس تدبیر سے شاہجہان کو اُمید تھی کہ میں اس کہنے کا مجاز ہونگا کہ میرے دربار میں حاضر ہونے کے لئے سفیر ایران کو زمین کے قریب اس سے بھی زیادہ سر جھکانا پڑا کہ دربار کا دستور ہے لیکن اس مغرور و تیز نگاہ سفیر نے فوراً شاہجہان کی حکمت کو تاڑلیا اور وہ اس کھڑکی میں سے شاہجہان کی طرف پیٹھ کرکے داخل ہوا تو شاہجہان یہ دیکھکر کہ اس چال میں بھی سفیر غالب رہا تو بہت جھنجھلا کر یہ چلایا کہ اے بدبخت کیا تو نے یہ خیال کیا کہ میں

جیسے گدھوں کے طویلے میں داخل ہوتا ہوں سفیر نے جواب دیا کہ بیشک میں نے یہ خیال کیا کہ کون ایسا ہے کہ ایسے دروازہ میں داخل ہو کر یہ نہ یقین کرے کہ میں گدھوں کے سوا کسی اور سے ملنے نہیں جاتا۔

دوسری کہانی یہ ہے کہ سفیر ایران کی کسی درشت و گستاخانہ جوابی سے شاہجہان ناراض ہوا تو اُس نے غصہ ہو کر کہا کہ اے بدبخت کیا شاہ عباس کے دربار میں کوئی شریف آدمی نہ تھا کہ اُس نے تجھ احمق کو میرے پاس بھیجا ہے۔ سفیر نے کہا کہ ہاں میرے بادشاہ کے دربار میں مجھ سے بہتر بہت سے لیئق کامل آدمی ہیں مگر وہ سفیر جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسا بھیجتا ہے۔

ایک دن بادشاہ نے سفیر ایران کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کے لئے بُلایا اور حسب معمول اس کے حیران اور دق کرنے کے لئے موقع ڈھونڈھتا رہا ایرانی اپنے قاب میں سے ہڈیاں چُن چُن کر چھوڑتا تھا تو شاہجہان نے سیج سے کہا کہ ایلچی جی کتے کیا کھائینگے۔ سفیر نے حاضر جوابی سے کہا کہ کھچڑی۔ جس سے بادشاہ کو بڑی رغبت تھی اور وہ کھا رہا تھا۔ بادشاہ نے سفیر سے پوچھا کہ دہلی کا نیا شہر جو اب تیار ہوا ہے اصفہان کے مقابلہ میں تمہارے نزدیک کیسا ہے۔ سفیر نے چلا کر جواب دیا کہ آپ کے شہر کی گرد سے اصفہان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا بادشاہ تو اس کو اپنے عزیز شہر کی بڑی تعریف سمجھا اور سفیر نے ظریفانہ ہجو کی تھی کہ دہلی کی گرد بہت تکلیف رساں ہے اصفہان میں بھلا وہ کہاں ہے۔ ایک اور قصہ ایرانی یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہجہان نے ایران کے سفیر کو مجبور کیا کہ وہ یہ بتلائے کہ ایران اور ہندوستان کے بادشاہوں کی قوتوں میں کیا نسبت ہے تو اُس نے عرض کیا کہ ہند کے بادشاہوں کو پندرہ سولہ روز کے چاند سے میں مشابہ کرتا ہوں اور ایران کے بادشاہوں کو دوسہ روزہ ماہ سے۔ اس ذہانت و خوشامد کے جواب سے شاہجہاں اوّل تو بہت خوش ہوا مگر جب وہ اصل معنی کی تہ کو پہنچا کہ سفیر کا مطلب اس کہنے سے یہ ہے کہ ہندوستان کی دولت

بدر کی طرح زوال پذیر ہے اور ایران کی سلطنت ماہ دوسہ روزہ کی طرح ترقی پذیر۔ تو اس نے بہت پیچ و تاب کھائے۔

ایرانی ظریف بڑے ہوتے ہیں ان کو ایسے قصے کہانیاں بنانی بہت آسان ہیں وہ سفیروں کی ایسی کہانیاں بنانے کو سفلہ پن و چھچھورا پن اور ملکوں کی طرح نہیں سمجھتے ہندوستان میں بھی بہت سی نقلیں بھانڈ بنا بنا کے بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک نقل مشہور ہے کہ شاہجہان سے عالمگیر نے اس کی قید کی حالت میں کہا کہ تم اپنے لئے ایک کپڑا ایک کھانا ایک کام پسند کرو۔ تو شاہجہان نے کہا کہ خوراک ایک قلیہ چپاتی اور پوشاک ایک قرغل اور کام ایک لڑکے پڑھانے کا مجھے پسند ہے۔ اس پر عالمگیر نے کہا کہ لڑکے پڑھانے کے کام کے پسند کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی بادشاہی کی بو دماغ سے نہیں نکلی ہے۔ دوم ایک بڑھیا بادشاہ کے پاس بیٹے کی شکایت کرتی ہوئی آئی کہ میرا خاوند تین لاکھ روپیہ چھوڑ مرا ہے بیٹا سب کا مالک ہونا چاہتا ہے آپ انصاف کیجئے شاہجہان نے یہ انصاف کیا کہ ایک لاکھ روپیہ بیوی لے۔ ایک لاکھ روپیہ بیٹا۔ ایک لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ میں داخل ہو تو اس عورت نے کہا کہ بیوی بیٹا ایک ایک لاکھ روپیہ لیں وہ اس کے رشتہ دار ہیں آپ میرے خاوند کے رشتہ میں کیا لگتے ہیں جو ایک لاکھ روپیہ لیتے ہیں۔ کیا یہ عدالت کی اجرت ہے۔ ایک شخص شاہجہان کے اس انصاف کا استہزا کرنے لگا تو ایک ظریف نے اس کو جواب دیا کہ شاہجہان مہذب دیوانی عدالت کے اصول سے واقف تھا کہ اس نے اپنی عدالت کی اجرت اسی حساب سے لی ہے۔

ایک اور حکایت برنیر نے لکھی ہے کہ شاہجہان کو ایک کریہ منظر غلام پنکھا جھل رہا تھا کہ شاہجہان نے گول کنڈہ کے سفیر سے پوچھا کہ تمہارے آقا کا قد و قامت اس غلام کی برابر ہوگا سفیر نے جواب دیا کہ نہیں اس کا قد بادشاہ کے قد سے سر کے برابر اونچا ہے۔

اب دھیلر صاحب اپنی ذہانت سے حکایت اول اور آخر سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ

اپنے جہاں نامرد تھا۔ اسکی مردانگی محل سے باہر معاشرت سے اور محل کے اندر مباشرت سے ہم جاتی رہی تھی چھچھورپنے اور سفلہ پنے اور بھانڈوں کی نقلوں کو واقعات تاریخی سمجھنا اور ان پر نتیجہ مرتب کرنا صاحب ممدوح پر ختم ہے۔

پھر وہ ایسی حکایتیں کہکر شاہجہان کے انصاف و عدل کی خاک اُڑاتے ہیں کہ ایک منشی کی لونڈی سپاہی بھگا کرلے گیا۔ منشی نے بادشاہ سے فریاد کی تو بادشاہ نے لونڈی کو بُلایا وہ منشی سے ناراض اور سپاہی سے راضی تھی اُس نے کہا کہ میں سپاہی کی لونڈی ہوں بادشاہ نے اپنا قلم اسکو دیا کہ اسکو سیاہی میں ڈبو دیکے مجھے دے اُس نے یہ ڈبا بڑے سلیقہ سے دیا جس سے بادشاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ لونڈی منشی کی ہے جو اس کار کو سلیقہ سے کرنا جانتی ہے۔ لونڈی منشی کو دلادی۔ صاحب ممدوح کو یہ حکایت لکھنی بھی نہیں آئی۔ اگر یہ لکھتے کہ شاہجہان نے اپنی دوات دی کہ اس میں پانی ڈال لا تو اُس نے پانی جتنا چاہیے تھا اُتنا دوات میں ڈالا تو اس حکایت کا سر پاؤں ہوتا اہل قلم دوات میں لونڈیوں سے پانی ڈلواتے ہیں نہ قلم کا ڈوبا۔

صاحب ممدوح بادشاہی محل کی بیگموں کے بیان کرنے پر غش ہیں اپنی علمیت کا اظہار اس باب میں بہت کرتے ہیں۔ ایسی باتیں لکھتے ہیں جنکی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی وہ بیگم کی اصل بے غم کی بیان کرتے ہیں۔ اسی پر قیاس کرلینا چاہیئے کہ وہ بیگموں کا حال کیسا لکھتے ہونگے۔

بعض انگریزی مورخ اناپ شناپ بغیر تحقیقات کے لکھتے چلے جاتے ہیں مگر جنہوں نے کچھ غور کیا اور تحقیقات کی محنت کو گوارا کیا ہے وہ کچھ بُرا بھلا ملا جُلا کر لکھتے ہیں۔

الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں کہ اگرچہ شاہجہان کی سلطنت کا خاتمہ درشتی کے ساتھ ہوا مگر شاید ہندوستان میں اس کی سلطنت جیسی خوبی و بہبودی کے ساتھ ہوئی ایسی کبھی اور سلطنت نہیں ہوئی۔ اسکے عہد میں جو لڑائیاں ہوئیں وہ بیگانہ ملکوں سے ہوئیں مگر اس کی اپنے مملکتوں میں امن امان علی التواتر قائم رہا اور ایشیائی قوموں

کو اکثر ایسی عمدہ گورنمنٹ کا بڑا حصہ میسر ہوتا ہی جیساکہ اسکی سلطنت میں میسر ہوا۔

وہ ٹے وزیر صاحب ہے جس نے مکرر ہندوستان کے بڑے حصوں کی سیر کی نقل کرتے ہیں کہ شاہجہاں بادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت نہیں کرتا تھا جیساکہ پادشاہ کیا کرتا ہے بلکہ ایسی جیسی کہ باپ اپنے بچوں اور کنبے پر حکومت کیا کرتا ہی اور یہ تعریف وہ کرتا ہے کہ اسکی گورنمنٹ میں اہتمام نہایت درستی و تاکید سے ہوتا تھا اور مبالغہ سے امن و عافیت کو بیان کرتا ہی جو اُسکے عہد میں رعایا کو حاصل تھا اور پیڑو ڈلا دونی جس نے سنہ ۱۶۲۳ میں جہانگیر کی آخر سالوں کی سلطنت میں جبکہ ملک کا انتظام بیٹے کے وقت سے خراب و ابتر تھا تاریخ لکھی ہے اس میں بیان کرتا ہی کہ شاہجہان کے عہد سلطنت میں سارے آدمی اپنی زندگانی شریفانہ امن چین کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔ اس لئے کہ بادشاہ چھوٹے چھوٹے بہتانوں اور تہمتوں کے لگانے پر تعدی و جفا نہیں کرتا اور جب وہ اپنی رعایا کو خوشحال اور کروفر کے ساتھ زندگی بسر کرتے دیکھتا ہی تو اُنسے کچھ ڈنڈ نہیں لیتا ہی۔ جیساکہ اکثر مسلمان بادشاہوں کا دستور ہی۔ اس لئے ہندوستانی اپنی زندگی بڑے نمود و نمائش وغیرہ کے ساتھ بسر کرتے ہیں۔

مسلمانوں کو کبھی یہ توقع نہیں کرنی چاہئے کہ غیر قوم کے آدمی انکو جھوٹے سچے الزاموں سے بری رکھیں وہ ہمیشہ انکی بُرائیوں کو بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں۔ اور خوبیوں کو مری ہوئی زبان سے کہتے ہیں۔ بُرے کام کی ایک مثال کو قاعدہ کلیہ بنا دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے ایک مولوی سے پوچھا کہ ذمی کی تعریف کیا ہی تو اُس نے کہا کہ عمدہ ذمی وہ ہی جس کے حلق میں محصل جزیہ تھوک دے تو وہ چین بجبین نہ ہو اُسکا شکریہ ادا کرے۔ اب اس مضمون کو گبن صاحب جو بڑے ذہین مورخ ہند ہیں اس طرح لکھتے ہیں کہ اسطرح کا ہندوؤں کا غلام بنانا گویا مسلمانوں کا قاعدہ کلیہ تھا۔ مسلمان خود انصاف کریں کہ ہم غیر قوموں کا حال کس طرح لکھتے ہیں اور کیسے کیسے اُنکے بُرے نام رکھتے ہیں اور اُنکی خوبیوں پر خاک ڈالتے ہیں اور بُرائیوں کو دکھاتے ہیں پس جیسے کہ تم خود اوروں کا

ال لکھتے ہو ایسے ہی اور تمہارا حال لکھتے ہیں۔ ہر چہ عوض دارد شکوہ ندارد۔ یہ جھوٹا دعویٰ جو کچھ ہم لکھتے ہیں وہ سچ ہی لکھتے ہیں کنوئے کی بھنگ ہے۔

خلاصہ حال شاہجہان کی سلطنت کا

شاہجہان کے عہد میں ہندوستان میں اہل اسلام کی سلطنت اپنے معراج پر پہنچ گئی تھی اسکے عہد میں ان صوبوں میں جو پہلے سے اُسکی زیر حکومت تھے جو زمانہ امن وامان وآسائش و آرام کا گذرا وہ کسی اور بادشاہ کے عہد میں نہیں ہوا۔ راجپوتانہ میں کسی راجہ نے سرکشی نہیں کی بلکہ راجپوتوں نے وہ وفاداری اور جاں نثاری کے کام کئے کہ وہ ہونے مشکل ہیں۔ دربار کی وہ شان وشوکت تھی کہ پہلے کبھی کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ کچھ دنوں اُس نے آبائی ملک ماوراالنہر کی فتح کا ارادہ کیا مگر اُسکو یہ سمجھکر چھوڑ دیا کہ اس میں روپیہ کا خرچ زیادہ ہے اور حاصل کم ہے ن ریزی بہت ہے۔ دکن میں فتوحات نمایاں کیں۔ احمد نگر کی سلطنت کو ملیا میٹ دو ریاستیں گولکنڈہ اور بیجاپور کی جو باقی رہیں انکو باج گذار اور فرمانبردار بنایا۔ بیجاپور میں نشین بنانے کا اختیار اپنے ہاتھ میں لینے کا دعویٰ کیا۔ اضلاع دکن کی پیمائش کرائی بت وہ سالہ جاری کیا۔ ایک مدت تک بادشاہ کاروبار سلطنت میں ہمہ تن مصروف خرکار اس محنت وجانکاہی نے اُسے مریض بنایا آخر عمر میں دماغ میں ایسا فتور آگیا وبار سلطنت کے لائق خود نہ رہا۔ بیٹوں نے اُسے معزول کیا اس کے سارے وزیر ا میر سعید اللہ خاں و علی مردان خاں و افضل خاں زندہ نہ رہے جن میں سے ہر یک علاوہ دانہ تھا وہ اسلام کا پابند تھا دو چار کام حرارت اسلام سے کئے وہ مسلمانوں پر مہربانی اور ہندوؤں پر شفقت کرتا اس لئے عہد سلطنت میں جو ہندوؤں کو امور سلطنت میں عروج ہوا وہ کسی اور سلطنت میں نہیں ہوا۔ اس حسن انتظام کو دیکھنا چاہیئے کہ رعایا پر کوئی نیا خراج ومحصول نہیں لگایا اور ملک کی آمدنی کو بڑھالیا اور دولت کو جمع کرلیا جس کا حال درکھا ہوا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کیسا عاقل اور منتظم تھا۔

واقعات عظیم اس کی سلطنت کے ۱۶۲۸ء سے ۱۶۵۸ء تک کے یہ ہیں جن کا بیان اُس کی تاریخ میں کیا گیا

۱۶۲۷ء شاہجہان کی خاطر سے نورجہان کا قید کرنا۔ آصف خاں کا

۱۶۲۸ء شاہجہان نے دکن سے مراجعت کی اور جنوری میں تخت پر بیٹھا اور بھائی اور رشتہ داروں کو جو مدعیانِ سلطنت تھے قتل کیا۔

۳۰-۱۶۳۱ء افغانوں کی بغاوت دکن اور شمال میں شاہجہان سے۔

۳۵-۱۶۲۹ء شاہجہان کی لڑائیاں دکن میں احمد نگر و بیجاپور سے بیجاپور کی تسخیر میں ناکامی

۱۶۳۴ء سیواجی بانی سلطنت مرہٹہ کے دادا شاہ جی بھونسلہ کا احمد نگر کے بادشاہ کی آزادی کے لئے کوشش کرنا اور ناکام رہنا اور ۱۶۳۶ء میں شاہجہان سے صلح کرنا

۱۶۳۷ء میں گولکنڈہ اور بیجاپور کے فرمانروایوں کا شاہجہان کا باجگذار ہونا اور احمد نگر کا مطیع ہونا۔

۱۶۳۷ء میں قندھار کا فتح کرکے دوبارہ ایرانیوں سے لینا۔

۱۶۴۵ء بلخ پر حملہ اور تھوڑے دنوں تک اس پر قبضہ رکھنا اور پھر والی بلخ کو دینا

۴۷-۱۶۵۳۔ ایرانیوں کا قندھار لے لینا اور شاہجہان کے بیٹوں اورنگ زیب و دارا کا تین دفعہ اُس کی فتح میں کوشش کرنا اور قندھار کا بالکل خاندان تیموریہ کے ہاتھ سے

۱۶۵۶ء۔ بیجاپور پر از سرِ نو شاہجہان کی لشکر کشی۔

۵۸-۱۶۵۸۔ بادشاہ کے بیٹوں میں تخت نشینی پر فساد۔ اورنگ زیب کا دارا کو شکست دینا اور اپنے بھائی مراد کا قید کرنا اور اپنے باپ کو معزول کرکے مقید کرنا اور ظاہر بادشاہ بننا اور شاہجہان کا آگرہ کے قلعہ میں ۱۶۶۶ء میں مرنا فقط

تمت